وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا
تفہیم البخاری
شرح
صحیح البخاری
تالیف:
شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی
فیصل آباد
تفہیم البخاری پبلیکیشنز
فیصل آباد

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ ۚ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا ۚ

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ (الحشر)

تفہیم البخاری

شرح

صحیح البخاری

تالیف:

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

فیصل آباد

ناشر:

صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی

P-41 سنت پورہ فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لیگل ایڈوائزر رانا علی عباس خاں (ایڈووکیٹ) چیمبر نمبر 119 ضلع کچہری فیصل آباد

TAFHEEM-UL-BUKHARI PUBLICATIONS
P-41, Santpura Faisalabad. Mob:0300-9650272, Fax:+92-41-2643623

تفہیم البخاری پبلیکیشنز P-41 سنت پورہ فیصل آباد
Mob:0300-9650272, Fax:+92-41-2643623

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ (الحشر)

تفہیم البخاری

شرح

صحیح البخاری

جلد سوم

تالیف:

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

فیصل آباد

ناشر:

صاحبزادہ محمد حبیب الرحمن رضوی

P-41 سنت پورہ فیصل آباد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تعداد .... گیارہ سو (1100)

تالیف:

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ محدث کبیر

جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد، فیصل آباد

کتابت حکیم محمود الحسن خاں اسلام پورہ، منڈی فاروق آباد ضلع شیخوپورہ

مطبع علی پرنٹنگ پریس دربار ہسپتال روڈ لاہور

ہدیہ روپے

ناشر صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی P-41 سنت پورہ فیصل آباد

Mob:0300-9650276 Fax:+92-41-2643623

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجُزۡءُ السَّابِعُ

بَابُ الصَّلٰوۃِ بِمِنًی

۱۵۵۲ـــــ حَدَّثَنِیۡ اِبۡرَاهِیۡمُ بۡنُ الۡمُنۡذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا ابۡنُ وَهۡبٍ، قَالَ اَخۡبَرَنِیۡ یُوۡنُسُ عَنِ ابۡنِ شِهَابٍ قَالَ اَخۡبَرَنِیۡ عُبَیۡدُ اللّٰهِ بۡنُ عَبۡدِ اللّٰهِ بۡنِ عُمَرَ عَنۡ اَبِیۡهِ قَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ بِمِنًی رَکۡعَتَیۡنِ وَاَبُوۡبَکۡرٍ وَعُمَرُ وَعُثۡمَانُ صَدۡرًا مِنۡ خِلَافَتِهٖ۔

۱۵۵۳ـــــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعۡبَةُ عَنۡ اَبِیۡ اِسۡحَاقَ الۡهَمۡدَانِیِّ عَنۡ حَارِثَةَ بۡنِ وَهۡبٍ الۡخُزَاعِیِّ قَالَ صَلّٰی بِنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ وَنَحۡنُ اَکۡثَرُ مَا کُنَّا قَطُّ وَاٰمَنُهٗ بِمِنًی رَکۡعَتَیۡنِ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ساتواں پارہ

باب۔ منیٰ میں نماز پڑھنا

۱۵۵۲ـــــ ترجمہ : ابن شہاب نے کہا کہ مجھ سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم، نے اپنے والد سے بیان کیا کہ اُنھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور ابتداءِ خلافت میں عثمان غنی رضی اللہ عنہم " نے منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھی۔

۱۵۵۴ — حَدَّثَنَا — قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ عُمَرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَفَرَّقَتْ بِكُمُ الطُّرُقُ فَيَالَيْتَ حَظِّي مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ ۔

۱۵۵۳ — ترجمہ : حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مِنیٰ میں دو رکعت نماز پڑھائی حالانکہ ہم کسی بھی وقت اس سے زیادہ نہ تھے اور نہ ہی اس وقت سے زیادہ بے خوف تھے ،،

۱۵۵۴ — ترجمہ : حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ دو رکعت نماز پڑھی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں پھر تمہارے طریقے مختلف ہو گئے کاش چار رکعتوں میں سے میرا حصہ دو مقبول رکعتیں ہوں ،،

۱۵۵۲ — ۱۵۵۳ — ۱۵۵۴ — شرح : نَحْنُ أَكْثَرَ مَا كُنَّا قَطُّ وَ آمَنَهُ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ یہ جملہ حالیہ ہے لفظ نَحْنُ مبتدا اور ما نافیہ اس کی خبر ہے ،، أَكْثَرَ ،، منصوب کان کی خبر ہے ،، قَطُّ ،، کا متعلق محذوف ہے ، اصل عبارت اس طرح ہے ،، نَحْنُ مَا كُنَّا فِي وَقْتٍ مِنَ الْأَوْقَاتِ أَكْثَرَ مِنَّا فِي ذَالِكَ الْوَقْتِ وَلَا آمَنَ مِنَّا فِيهِ ،، یعنی ہم کسی وقت اس سے زیادہ نہ تھے اور نہ ہی اس وقت سے زیادہ بے خوف تھے ،، امام ابوحنیفہ مالک شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ سفر میں نماز کو قصر کر کے پڑھنا جائز ہے۔ سفر میں خوف ہو یا نہ ہو جب تین مراحل سفر کا ارادہ ہو تو آبادی سے باہر نکلنے کے بعد قصر جائز ہے اس میں سفر خوف یا سفر حج و عمرہ یا سفر جہاد کی شرط نہیں اگرچہ بعض سلف نے یہ شرط ذکر کی ہے اور نہ ہی یہ شرط ہے کہ سفر طاعت ہو۔ البتہ امام مالک شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم نے کہا ہے کہ اگر سفر معصیت ہو تو قصر جائز نہیں۔ امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری رضی اللہ عنہ ہر سفر میں قصر جائز فرماتے ہیں۔ بخاری میں مذکور تین احادیث سے دو حکم معلوم ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ جب سفر قصر ہو تو مسافر اگرچہ کتنا ہی استراحت اور امن میں ہو وہ قصر کرے گا اور یہ شرط نہیں کہ دشمن کا خوف ہو تو ہی قصر جائز ہے اور قرآن کریم میں فتنہ کے خوف کا ذکر مقتضیٰ حال کے اعتبار سے ہے اور یہ محض ایک اتفاق ہے ۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ نماز کا قصر کر کے پڑھنا ضروری ہے افضل نہیں اور مغرب کے سوا دو رکعت سے زیادہ فرض پڑھنے میں اساءت ہے۔ امام مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ،، اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کی زبان شریف پر حضر میں چار رکعتیں، سفر میں دو رکعتیں اور بحالت خوف با جماعت ایک رکعت نماز فرض فرمائی ،، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پہلے نماز

دو رکعتیں فرض ہوئیں سفر کی نماز تو بحال رہی اور حضر میں اس پر اضافہ کیا گیا،، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یہ (قصر الصلوٰۃ) صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر صدقہ کیا ہے اس کا صدقہ قبول کرو،، علماءِ اصول نے کہا جس صدقہ میں تملیک کا احتمال نہ ہو وہ اسقاط محض ہوتا ہے اور مسترد نہیں کیا جا سکتا جیسے مقتول کے ورثہ قصاص معاف کر دیں تو قصاص ساقط ہو جاتا ہے! لہٰذا بحالتِ سفر اتمامِ صلوٰۃ جائز نہیں بخلاف صیام رمضان کے کیونکہ قرآن کریم نے سفر کے روزوں کی تاخیر کر کے قضاء کا حکم فرمایا ہے ان کا صدقہ نہیں فرمایا، لہٰذا اگر بحالتِ سفر رمضان کے روزے نہ رکھ سکیں تو ان میں رخصت ہے کہ رمضان کے بعد قضاء کر لئے جائیں اور اگر کوئی رمضان میں رکھ لے تو افضل ہے۔ صیام رمضان اور صلوٰۃ سفر میں کوئی قدرِ مشترک نہیں جس کے ذریعہ صیام پر صلوٰۃ کو قیاس کر کے سفر میں اتمامِ صلوٰۃ کو افضل کہا جائے،، سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ ابتداءِ خلافت میں صلوٰۃ سفر میں قصر کرتے تھے پھر انھوں نے اس میں تاویل کی اور نماز پوری پڑھتے تھے اور وہ یہ کہ جب مسافر سفر کر رہا ہو تو وہ قصر کرے گا اور اگر بالفعل سفر نہ کر رہا ہو تو قصر و اتمام دونوں جائز ہیں یہی تاویل ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کی ہے،، نیز انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ ،، اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ قصر کرنے میں حرج نہیں لہٰذا قصر مباح ہے!

بعض لوگ کہتے ہیں کہ سیدنا عثمان امام المؤمنین اور عائشہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین ہیں گویا وہ دونوں اپنے گھر میں ہیں اس لئے نماز میں اتمام کرتے تھے۔ یہ تاویل صحیح نہیں کیونکہ اس سے بڑھ کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ مقام پر فائز تھے اسی طرح ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما امام المؤمنین مگر وہ ہمیشہ سفر کی نماز میں قصر کرتے رہے،، بعض نے کہا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں بیوی تھی یہ تاویل بھی درست نہیں کیونکہ حجۃ الوداع میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں بایں ہمہ آپ نماز میں قصر فرماتے تھے۔ بعض نے یہ کہا دور دراز کے دیہات سے لوگ حج کرنے آئے تھے اس لئے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے نماز میں اتمام کیا کہ اگر قصر کرتے تو عوام یہ سمجھ لیتے کہ نماز صرف دو رکعتیں ہے۔ یہ تاویل بھی باطل ہے کیونکہ اس قسم کا خدشہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع میں بھی ممکن تھا بلکہ اس وقت اس سے بھی زیادہ ایسا گمان ہو سکتا تھا جبکہ عوام کا ہجوم حجۃ الوداع میں حد شمار سے باہر تھا اور اطراف و اکناف سے اعراب آئے ہوئے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں قصر فرمائی،، بعض نے کہا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں اقامت کر لی تھی۔ یہ تاویل بھی قابلِ غور ہے کیونکہ مہاجرین کے لئے مکہ میں تین روز سے زیادہ اقامت حرام تھی،، بعض نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ حضرت عثمان غنی کی مکہ مکرمہ میں زمین تھی مگر یہ وجہ موجّہ نہیں ہے۔ کیونکہ کسی جگہ زمین کا ہونا اتمام و قصر کا مقتضی نہیں،، سیدنا عثمان غنی اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے اتمامِ صلوٰۃ کا مبنیٰ یہی تھا مگر احناف نے جو احادیث قصرِ صلوٰۃ میں ذکر کی ہیں وہ اس تاویل کو مسترد کرتی ہیں اسی لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کاش چار رکعتوں سے میرا حصہ دو رکعتیں مقبول ہوں۔

واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ

۱۵۵۵ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا سَالِمٌ قَالَ سَمِعْتُ عُمَيْرًا مَوْلَى أُمِّ الْفَضْلِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ قَالَتْ شَكَّ النَّاسُ يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَهُ۔

بَابُ التَّلْبِيَةِ وَالتَّكْبِيرِ إِذَا غَدَا مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ

باب — عرفہ کے دن روزہ رکھنا "

۱۵۵۵ — ترجمہ : سالم نے کہا میں نے ام فضل کا آزاد کردہ غلام عمیر کو ام فضل سے روایت کرتے ہوئے سُنا کہ لوگوں کو عرفہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ میں شک گزرا تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شربت بھیجا جسے آپ نے نوش فرما لیا "

۱۵۵۵ — شرح : اس حدیث کا مضمون یہ ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کے دن روزے سے نہ تھے ، اس جملہ میں حدیث عنوان کے موافق ہے صحیح مسلم میں عرفہ کا روزہ رکھنے سے دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے مگر یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو عرفات میں نہ ہوں اور جو حاجی عرفات میں ہوں انھیں روزہ نہیں رکھنا چاہیئے تاکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہو اور دعاء اور اعمالِ حج بجالانے میں کمزوری واقع نہ ہو۔ ابن بطال مالکی نے کہا عرفہ کے روزہ میں علماء کا اختلاف ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، ابو بکر صدیق ، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم نے یہ روزہ نہیں رکھا اور میں بھی نہیں رکھتا ہوں "، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جو شخص عرفہ کا روزہ رکھنا چاہے وہ ہمارا ساتھی نہ ہے کیونکہ یہ دن تکبیر کہنے اور کھانے پینے کا دن ہے "، امام مالک ، ابو حنیفہ اور سفیان ثوری رضی اللہ عنہم اس دن افطار پسند کرتے ہیں "، عطاء نے کہا جو شخص عرفہ کا روزہ نہ رکھے تاکہ حج کے اعمال اور اذکار میں کمزوری نہ ہو اس کو روزے دار سا ثواب ملتا ہے۔ قتادہ نے کہا جب دُعاء کرنے میں کمزوری نہ ہو تو روزہ رکھنے میں حرج نہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا حج کرنے والا روزہ نہ رکھے۔ دوسروں کے لئے میں روزہ رکھنا اچھا سمجھتا ہوں "، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ محافل و مجالس میں کھانا پینا مباح ہے اور عورتوں سے ہدیہ قبول کرنا جائز ہے۔ اور ان سے یہ نہ پوچھا جائے گا کہ یہ اس کے اپنے مال سے ہے یا اس کے شوہر کے مال سے ہے جبکہ اتنی قدر ہدیہ میں لوگ بخل نہ کرتے ہوں (عینی)

١٥٥٦ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ الشَّامِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الثَّقَفِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَهُمَا غَادِيَانِ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ فِي هٰذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يُهِلُّ مِنَّا الْمُهِلُّ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ مِنَّا فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ۔

بَابُ التَّهْجِيرِ بِالرَّوَاحِ يَوْمَ عَرَفَةَ

١٥٥٧ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ الشَّامِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ قَالَ كَتَبَ عَبْدُ الْمَلِكِ إِلَى الْحَجَّاجِ أَنْ لَا يُخَالِفَ

باب — جب منیٰ سے عرفات جائے تو تکبیر اور تلبیہ کہنا ،،

١٥٥٦ — ترجمہ : محمد بن ابی بکر ثقفی نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا جبکہ وہ دونوں منیٰ سے عرفات جا رہے تھے ،، تم لوگ اس دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کس طرح کرتے تھے انس نے کہا ہم میں سے بعض لبیک کہتے تھے ان کو کوئی برا نہیں کہتا تھا اور بعض تکبیر کہتے تھے ان کو کوئی برا نہیں کہتا تھا ،،

١٥٥٦ — شرح : مُہِلّ اہلال سے ہے اس کا معنی تلبیہ کہنے میں آواز بلند کرنا ہے ۔ ”غُدُوٌّ“ کا معنی صبح کا سفر ہے ۔

ترکیب : ”هما غاديان“ جملہ اسمیہ حالیہ ہے ،، یعنی وہ دونوں صبح کو منیٰ سے عرفات جا رہے تھے ،، حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ عرفہ کے روز صبح منیٰ سے عرفات روانہ ہوں اور تلبیہ اور دیگر اذکار سے جو چاہیں کریں اس میں کسی پر عیب لگانا درست نہیں مسلم کی روایت میں ہے ہم میں سے بعض تلبیہ اور بعض تکبیر کہتے تھے اور کوئی بھی ایک دوسرے پر عیب نہ لگاتا تھا ۔ دراصل اس حدیث میں ان لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ عرفہ کی صبح کو تلبیہ کہنا بند کر دے ۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سنت یہ ہے کہ جمرۂ عقبہ کو رمی کرنے تک تلبیہ ترک نہ کرے ۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم ،

باب — عرفہ کے دن دوپہر کو روانہ ہونا

١٥٥٧ — ترجمہ : سالم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبد الملک نے حجاج کو لکھا کہ وہ حج کے احکام میں عبد اللہ بن عمر کی مخالفت نہ کرے ۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

ابْنَ عُمَرَ فِي الْحَجِّ فَجَاءَ ابْنُ عُمَرَ وَأَنَا مَعَهُ يَوْمَ عَرَفَةَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ فَصَاحَ عِنْدَ سُرَادِقِ الْحَجَّاجِ فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُعَصْفَرَةٌ فَقَالَ مَالَكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ الرَّوَاحَ إِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ السُّنَّةَ قَالَ هٰذِهِ السَّاعَةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَانْظُرْنِي حَتّٰى أُفِيْضَ عَلٰى رَأْسِي ثُمَّ أَخْرُجَ فَنَزَلَ حَتّٰى خَرَجَ الْحَجَّاجُ فَسَارَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي فَقُلْتُ إِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ السُّنَّةَ فَاقْصِرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الْوُقُوْفَ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ صَدَقَ۔

عرفہ کے دن اس وقت آئے جب سورج ڈھل چکا تھا اور میں اُن کے ہمراہ تھا اُنھوں نے حجاج کے خیمہ کے پاس بلند آواز سے پکارا وہ باہر آیا جبکہ اس پر کسم کی رنگی ہوئی چادر تھی اور بولا اے ابا عبدالرحمٰن کیا بات ہے؟ عبداللہ بن عمر نے کہا اگر سنت کی اتباع کرنا چاہتا ہے تو جلدی چلو حجاج نے کہا اسی وقت؟ فرمایا ہاں! حجاج نے کہا مجھے کچھ مہلت دیں میں اپنے سر پہ پانی بہا لوں (غسل کرلوں) پھر باہر آتا ہوں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سواری سے اُترے حتی کہ حجاج باہر آیا اور میرے اور میرے والد کے درمیان چلنے لگا۔ میں نے کہا اگر سنت کی پیروی کرنا چاہتے ہو تو خطبہ مختصر کرو اور وقوف میں جلدی کرو اُس نے حضرت عبداللہ کی طرف دیکھنا شروع کیا جب عبداللہ نے یہ دیکھا تو فرمایا سالم نے سچ کہا ہے!

۱۵۵۷ — **شرح**: اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ سورج کا زوال دوپہر کا وقت ہے اس وقت شدت کی گرمی ہوتی ہے یہ موقف کی طرف جانے کا وقت ہے اسی لئے حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے حجاج کو اس پر مجبور کیا کہ اگر سُنّت کی پیروی کا ارادہ ہے تو جلدی چلو "تعجیر بالرواح"، سے مراد نمرہ مقام سے عرفہ میں وقوف کی جگہ پہنچنا ہے۔" نمرہ "، عرفات کے قریب ایک مقام ہے جو حرم سے باہر اس کے کنارے اور عرفات کے کنارے کے درمیان ہے! یہ امام کے ٹھہرنے کا مقام ہے اسی جگہ حجۃ الوداع کے موقع پر سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ نصب کیا گیا تھا،، عرفہ کے دن ظہر کی نماز اوّل وقت میں پڑھنا سنت ہے اس پر ساری امت کا اتفاق ہے،، اور سلام پھیرنے کے بعد نماز سے فارغ ہو کر اسی وقت میں عصر کی نماز پڑھنے میں سب کا اتفاق ہے،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازیں فاجر حاکم کی اقتداء جائز ہے جبکہ اس کا فجور اسے اسلام سے خارج نہ کرے" اور سنت کی اقامت کے لئے علماء کا ظالم بادشاہ کے پاس جانا جائز ہے اس میں عیب نہیں،، اور ادنیٰ شخص افضل اور اعلیٰ پہ امیر بن سکتا ہے،، اور دین کے امور میں بادشاہ یا اس کے نائب کو علماء کی ہدایت پر عمل کرنا چاہیئے،، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس روز زوال کے بعد اذان ہو جانے کے بعد ظہر کی نماز سے پہلے دو خطبے دے جیسے جمعہ کا خطبہ ہوتا ہے اگر زوال سے پہلے خطبہ دیا تو جائز ہے۔

احناف کے مذہب کے مطابق حج میں تین خطبے ہیں۔ امام ذوالحجہ کی ساتویں تاریخ کو خطبہ دے اور اس میں

بَابُ الْوُقُوفِ عَلَى الدَّابَّةِ بِعَرَفَةَ

۱۵۵۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّ نَاسًا اخْتَلَفُوا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى بَعِيرِهٖ فَشَرِبَهُ۔

منیٰ کی طرف جانے کا طریقہ بیان کرے۔ دوسرا خطبہ عرفہ کے دن کا ہے اس میں لوگوں کو مزدلفہ میں وقوف ، رمی جمار ، نحر اور طوافِ زیارت کے احکام بتائے۔ تیسرا خطبہ گیارہ ذوالحجہ کو منیٰ میں حج ادا کرنے کی توفیق پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

لغات : سُرادق خیمہ کے چاروں طرف محیط قنات ہے اس میں دروازہ ہوتا ہے جس میں سے گذر کر خیمہ میں داخل ہوتے ہیں اس کو فارسی میں "سراپردہ" کہا جاتا ہے!

باب — عرفہ میں سواری پر وقوف کرنا "

۱۵۵۸ — ترجمہ : اُمِ فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے جوان کے پاس تھے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عرفہ کے دن روزہ رکھنے میں اختلاف کیا بعض نے کہا آپ روزہ سے تھے اور بعض نے کہا روزہ سے نہ تھے۔ ام فضل نے آپ کے پاس دودھ کا پیالہ بھیجا جبکہ آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پی لیا"

۱۵۵۸ — شرح : ام فضل کا نام لبابہ بنت حارث ہے، "عمیر" ام فضل کا آزاد کردہ غلام ہے"، ع۱۵۵۵ میں عمیر کو ام فضل کا مولیٰ ذکر کیا ہے اور اس حدیث میں عبد اللہ بن عباس کا مولیٰ مذکور ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دونوں کا مولیٰ ہے یا وہ ام فضل کا مولیٰ ہے اور مجازاً عبد اللہ بن عباس کی طرف نسبت کی گئی ہے یا اس کے برعکس ہے"

" فَأَرْسَلْتُ "، متکلم یا غیب کا صیغہ ہے دونوں طرح صحیح ہے"

علماء کا اس بات میں اختلاف ہے کہ عرفہ جانے کے لئے سوار ہونا افضل ہے یا پیدل چلنا افضل ہے۔ جمہور علماء نے سوار ہونے کو افضل کہا ہے کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ میں سواری پر وقوف کیا تھا یا اس لئے کہ سواری پر دعاء اور انکساری میں کوشش کرنے میں مدد ملتی ہے جبکہ اس مقام میں یہی مطلوب ہے امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما کا یہی مختار مسلک ہے"

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ بِعَرَفَةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا فَاتَتْهُ الصَّلٰوةُ مَعَ الْاِمَامِ جَمَعَ بَيْنَهُمَا وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ اَنَّ الْحَجَّاجَ بْنَ يُوْسُفَ عَامَ نَزَلَ بِابْنِ الزُّبَيْرِ سَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِ كَيْفَ نَصْنَعُ فِي الْمَوْقِفِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ سَالِمٌ اِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ السُّنَّةَ فَهَجِّرْ بِالصَّلٰوةِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ صَدَقَ اِنَّهُمْ كَانُوْا يَجْمَعُوْنَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي السُّنَّةِ فَقُلْتُ لِسَالِمٍ اَفَعَلَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَالِمٌ وَهَلْ تَتَّبِعُوْنَ فِيْ ذٰلِكَ اِلَّا سُنَّتَهٗ۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سواری کی پشت پر وقوف مباح ہے اگر یہ سوال ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لَا تَتَّخِذُوْا ظُهُوْرَهَا مَنَابِرَ" ، جانوروں کی پشتوں کو منبر نہ بناؤ "، بظاہر یہ روایت باب کی حدیث کے خلاف ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بلا ضرورت سواری کی پشت پر وقوف منع ہے۔ لہٰذا دونوں حدیثوں میں تضاد نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — "عرفہ میں دو نمازوں کو جمع کرنا"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب امام کے ساتھ (نماز باجماعت) نماز فوت ہو جاتی تو دونوں نمازوں (ظہر وعصر) کو جمع کر کے پڑھتے "، لیث نے کہا مجھے عقیل نے ابن شہاب سے خبر دی انھوں نے کہا مجھے سالم نے خبر دی کہ حجاج بن یوسف جس سال حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ کرنے آیا تو اُس نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ آپ عرفہ کے دن موقف میں کیا کرتے ہیں؟ سالم بن عبداللہ نے کہا اگر سنت کی پیروی کرنا چاہتے ہو تو عرفہ کے دن ظہر کی نماز دوپہر کو پڑھو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا سالم نے سچ کہا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ظہر وعصر کی نماز سُنت کے مطابق جمع کرتے تھے ابن شہاب نے کہا میں نے سالم سے کہا کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیا ہے؟ سالم نے کہا تم اس میں آپ کی سنت کی پیروی تو کرتے ہو "،

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا ظہر اور عصر وہی شخص جمع کر کے پڑھ سکتا ہے جو امام کے ساتھ پڑھے امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا اس جمع کا سبب سفر ہے اس لئے مکہ میں رہنے والے لوگوں کے لئے جمع کر کے پڑھنا جائز نہیں اور نہ ہی وہ شخص جمع کر سکتا جس نے مکہ مکرمہ میں اقامت اختیار کر لی ہو "، اس اختلاف کے باعث امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حکم کی وضاحت نہیں کی "

بَابُ قَصْرِ الْخُطْبَةِ بِعَرَفَةَ

١٥٥٩ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ اَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ ابْنَ مَرْوَانَ كَتَبَ اِلَى الْحَجَّاجِ اَنْ يَاْتَمَّ بِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فِي الْحَجِّ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ جَاءَ ابْنُ عُمَرَ وَاَنَا مَعَهُ حِيْنَ زَاغَتْ اَوْ زَالَتِ الشَّمْسُ فَصَاحَ عِنْدَ فُسْطَاطِهِ اَيْنَ هٰذَا فَخَرَجَ اِلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ الرَّوَاحَ فَقَالَ الْاٰنَ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ اَنْظِرْنِيْ اُفِيْضُ عَلَيَّ مَاءً فَنَزَلَ ابْنُ عُمَرَ حَتّٰى خَرَجَ فَسَارَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اَبِيْ فَقُلْتُ لَوْ كُنْتَ تُرِيْدُ اَنْ تُصِيْبَ السُّنَّةَ الْيَوْمَ فَاقْصُرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الْوُقُوْفَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ صَدَقَ ۔

باب —— عرفہ میں خطبہ مختصر پڑھنا

١٥٥٩ ترجمہ : سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبدالملک بن مروان نے حجاج بن یوسف کو لکھا کہ حج کے امور میں عبداللہ بن عمر کی پیروی کرے جب عرفہ کا دن تھا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس وقت آئے جب سورج ڈھل چکا تھا اور میں ان کے ساتھ تھا انھوں نے حجاج کے خیمہ کے پاس بلند آواز سے پکارا کہ یہ کہاں ہے ؟ وہ باہر آیا تو حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا چلنا ہے۔ حجاج نے کہا ابھی چلنا ہے ؟ عبداللہ نے کہا ہاں حجاج نے کہا مجھے تھوڑی سی مہلت دیں کہ میں سر پر پانی بہا لوں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سواری سے اُتر گئے حتیٰ کہ وہ باہر آیا اور میرے اور میرے والد کے درمیان چلنے لگا۔ میں نے کہا اگر سنت کو پانا چاہتے ہو تو آج خطبہ مختصر کرو اور وقوف میں جلدی کرو۔ ابن عمر نے کہا ٹھیک ہے۔

١٥٥٩ —— شرح : لفظ "ھٰذا" سے حجاج کی طرف اشارہ کیا۔ اس میں اس کی تحقیر مطلوب ہے یعنی یہ ذلیل انسان یہاں موجود ہے ؟ کیونکہ وہ احکامِ شرع میں بہت تقصیر کرتا تھا اس موقعہ پر بھی اُس نے جلدی چلنے میں تقصیر کی تھی۔

صحیح بخاری کے بعض نسخوں میں اس کے بعد ایک باب "التَّعْجِيْلُ اِلَى الْمَوْقِفِ" کا اضافہ ہے۔ چنانچہ بخاری نے کہا اس باب میں بھی مالک کی ابن شہاب سے حدیث ذکر کی جاتی ہے لیکن میرا مقصد یہ ہے کہ اس کتاب میں کسی حدیث کا تکرار نہ ہو، بخاری کی اس عبارت سے یہ وضاحت ہوتی ہے کہ اس میں کوئی حدیث مکرر نہیں جو بظاہر مکرر نظر آتی ہیں۔ وہ کسی قید، اہمال، زیادتی، نقصان اور اسناد میں تفاوت سے خالی نہیں۔

بَابُ التَّعْجِيلِ إِلَى الْمَوْقِفِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ يُزَادُ فِي هٰذَا الْبَابِ هَمْ هٰذَا الْحَدِيثُ حَدِيثُ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَلٰكِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُدْخِلَ فِيهِ غَيْرَ مُعَادٍ۔

بَابُ الْوُقُوفِ بِعَرَفَةَ۔ ۱۵۶۰ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ أَطْلُبُ بَعِيرًا لِي ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ أَضْلَلْتُ بَعِيرًا لِي فَذَهَبْتُ أَطْلُبُهُ يَوْمَ عَرَفَةَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفًا بِعَرَفَةَ فَقُلْتُ هٰذَا وَاللهِ مِنَ الْحُمْسِ فَمَا شَأْنُهُ هٰهُنَا۔

باب — عرفہ میں وقوف کرنا (ٹھہرنا)

۱۵۶۰ — ترجمہ : جُبَیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں اپنا اونٹ تلاش کرنے نکلا (اسناد آخر) جُبَیر بن مطعم نے کہا میں نے اپنا اونٹ گم پایا اور عرفہ کے دن اس کو تلاش کرنے نکلا تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفہ میں کھڑے دیکھا تو میں نے کہا بخدا! یہ تو حُمس (قریش) سے ہیں پھر ان کا یہاں کیا کام ہے؟

۱۵۶۰ — شرح : قریش کا طریقہ تھا کہ وہ حرم سے باہر نہیں نکلتے تھے اور عرفات میں وقوف نہ کرتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا! "ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ"، پھر بات یہ ہے اے قریشیو! تم بھی وہاں سے پلٹو جہاں سے لوگ پلٹتے ہیں۔ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ جُبَیر بن مطعم نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفات میں ٹھہرے ہوئے دیکھا۔ حالانکہ قریش عرفات میں نہیں ٹھہرتے تھے،،

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس ہجری میں حجۃ الوداع کیا تھا اور اس وقت جبیر بن مطعم مسلمان تھے کیونکہ وہ فتح مکہ میں مسلمان ہوئے تھے ایک روایت کے مطابق خیبر فتح ہونے والے سال میں وہ مسلمان ہوئے تھے تو ان کا انکار یا تعجب سے سوال کرنے کی کیا وجہ ہے؟ پھر اس کا جواب دیا کہ شائد ان کو اس وقت یہ آیت کریمہ "ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ"، کا علم نہ ہو یا یہ سوال انکار اور تعجب کے باعث نہ ہو بلکہ قریش کی مخالفت کی حکمت مطلوب ہو کیونکہ قریش عرفات میں نہیں ٹھہرتے تھے اور یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے بھی حج کئے ہیں یہ اس وقت کا واقعہ ہو جبکہ اس وقت جبیر مسلمان نہ تھے چنانچہ اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ نے فضل بن موسیٰ سے روایت ذکر کی کہ جبیر بن مطعم نے کہا جاہلیت کے زمانہ میں میرا گدھا گم ہو گیا اور میں نے ڈھونڈتے ہوئے اس کو عرفہ میں پایا وہاں میں نے جناب رسول اللہ

۱۵۶۱ — حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ عُرْوَةُ كَانَ النَّاسُ يَطُوفُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ عُرَاةً إِلَّا الْحُمْسَ وَالْحُمْسُ قُرَيْشٌ وَمَا وَلَدَتْ وَكَانَتِ الْحُمْسُ يَحْتَسِبُونَ عَلَى النَّاسِ يُعْطِي الرَّجُلُ الرَّجُلَ الثِّيَابَ يَطُوفُ فِيهَا وَتُعْطِي الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ الثِّيَابَ تَطُوفُ فِيهَا فَمَنْ لَمْ تُعْطِهِ الْحُمْسُ طَافَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانًا وَكَانَ يُفِيضُ جَمَاعَةُ النَّاسِ مِنْ عَرَفَاتٍ وَيُفِيضُ الْحُمْسُ مِنْ جَمْعٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي الْحُمْسِ ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ قَالَ كَانُوا يُفِيضُونَ مِنْ جَمْعٍ فَدُفِعُوا إِلَى عَرَفَاتٍ۔

صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفات میں لوگوں کے سامنے کھڑے دیکھا جب میں مسلمان ہُوا تو معلوم ہُوا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق دے رکھی تھی۔

۱۵۶۱ — ترجمہ : حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا جاہلیت میں حُمس کے سوا لوگ ننگے ہو کر طواف کرتے تھے اور حُمس قریش اور ان کی اولاد میں قریش نیکی سمجھ کر لوگوں کو کپڑے دیتے۔ مرد مرد کو کپڑے دیتا وہ ان میں طواف کرتا اور عورت عورت کو کپڑے دیتی وہ ان میں طواف کرتی جس کو قریش کپڑے نہ دیتے وہ ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف کرتا، لوگ عرفات سے پلٹتے اور قریش مزدلفہ سے واپس آجاتے تھے، ہشام نے کہا اور میرے باپ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہُوئے مجھے خبر دی کہ یہ آیت کریمہ " ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ " قریش کے بارے میں نازل ہُوئی" اُنھوں نے کہا وہ مزدلفہ سے پلٹ آتے تھے اس لئے ان کو عرفات کی طرف بھیجا گیا۔

۱۵۶۱ — شرح : لغات " عُرَاة " عاری کی جمع ہے " ننگے " یَحْتَسِبُونَ " نیکی سمجھ کر کپڑے دیتے تھے " حُمس " احمس کی جمع ہے۔ قریش کو حُمس اس لئے کہا جاتا تھا کہ وہ اپنے دین میں بہت شدت کرتے تھے کیونکہ وہ منیٰ کے دنوں میں سایہ تلے نہ کھڑے ہوتے تھے اور نہ ہی اپنے گھروں میں دروازوں سے داخل ہوتے تھے " عرفات " موقف کا نام ہے جہاں حاجی نو ذوالحجہ کو ٹھہرتے ہیں۔ عرفات سارا موقف ہے۔ یہاں ٹھہرنا فرض ہے اس کے بغیر حج نہیں ہوتا اسی طرح مزدلفہ بھی سارا موقف ہے!" عرفات کا یہ نام اس لئے ہے کہ آدم علیہ السلام جنت سے سرزمین ہندوستان میں اُترے اور حوا علیہا السلام جدہ میں نازل ہوئیں اور اس میدان میں ان کی ملاقات ہُوئی تو اُنھوں نے ایک دُوسرے کو پہچانا یا اس لئے کہ یہاں لوگ ایک دُوسرے کو پہچانتے ہیں یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ اس میدان میں لوگ اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں، اور مزدلفہ کا یہ نام اس لئے ہے کہ اس میدان میں حضرت آدم علیہ السلام حوا علیہا السلام کے قریب ہوئے تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ السَّيْرِ إِذَا دَفَعَ مِنْ عَرَفَةَ۔

۱۵۶۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ أُسَامَةُ وَأَنَا جَالِسٌ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيرُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حِينَ دَفَعَ قَالَ كَانَ يَسِيرُ الْعَنَقَ فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ قَالَ هِشَامٌ وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ فَجْوَةٌ مُتَّسَعٌ وَالْجَمْعُ فَجَوَاتٌ وَفِجَاءٌ وَكَذٰلِكَ رَكْوَةٌ وَرِكَاءٌ مَنَاصٌ لَيْسَ حِينَ فِرَارٍ —

باب — عرفہ سے واپسی کے وقت چلنے کی کیفیت

۱۵۶۲ — ترجمہ: ہشام بن عروہ اپنے والد عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے کہا حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا جبکہ میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا،، کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں عرفہ سے واپسی کے وقت کس کیفیت سے چل رہے تھے؟ اُنھوں نے کہا تیز رفتاری سے چل رہے تھے اور جب وسیع میدان پاتے تو اور تیز چلتے تھے ہشام نے کہا" نصّ " زیادہ تیز چلنے کو کہتے ہیں ،"فَجْوَةٌ" وسیع میدان ہے،، اس کی جمع فجوات اور فجاً " ہے اسی طرح " رکوہ اور رکاء " ہے! مناص ،، کا معنی بھاگنے کا وقت نہیں رہا ،،

۱۵۶۲ — شرح: اس حدیث کی عنوان سے مناسبت "کَانَ يَسِيرُ الْعَنَقَ" سے واضح ہوتی ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب عرفہ سے واپس ہوئے تو آپ کے چلنے کی کیفیت یہی تھی،، ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عرفہ سے مزدلفہ کی طرف واپسی میں جلدی وقت کی قلت کے باعث کی جاتی ہے کیونکہ سورج غروب ہونے کے وقت مزدلفہ کو جانا ہوتا ہے جو عرفات سے تقریباً تین میل دور ہے اور وہاں جاکر مغرب کے وقت میں دونوں نمازیں مغرب وعشاء پڑھی ہوتی ہیں اس لئے نماز کے لئے چلنے میں عجلت کی جاتی ہے اور رفتار کی کیفیت تو حدیث سے واضح ہے البتہ وادیٔ محسّر میں رفتار اور بھی تیز کی جاتی ہے کیونکہ ترمذی میں صحیح حدیث ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم وادی محسّر میں بہت تیز رفتار سے چلے تھے "

" عرفات،، جمع ہے اس کا واحد نہیں ، یہ اس وسیع میدان کا نام ہے جہاں حاجی نو ذی الحجہ کو ٹھہرتے ہیں،، اس حدیث کے آخر میں مصنف نے " مناص لیس حین فرار،، ذکر کیا ہے اس کا مقصد اس وہم کا ازالہ ہے کہ مناص اور نص ،، میں سے ہر ایک دوسرے سے مشتق ہے " اسامہ ،، حضرت زید کے صاحبزادے ہیں جو محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے آپ نے زید کو آزاد فرمایا تھا اس لئے ان کو مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں فوت ہوئے تھے!

بَابُ النُّزُولِ بَيْنَ عَرَفَةَ وَجَمْعٍ

۱۵۶۳ ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ مَالَ إِلَى الشِّعْبِ فَقَضَى حَاجَتَهُ فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ تُصَلِّي قَالَ الصَّلٰوةُ أَمَامَكَ ۔

۱۵۶۴ ــــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ غَيْرَ أَنَّهُ يَمُرُّ بِالشِّعْبِ الَّذِي أَخَذَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَدْخُلُ فَيَنْتَفِضُ وَيَتَوَضَّأُ وَلَا يُصَلِّي حَتَّى يُصَلِّيَ بِجَمْعٍ ۔ ۱۵۶۵ ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَرْمَلَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ رَدِفْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَاتٍ فَلَمَّا بَلَغَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشِّعْبَ الْأَيْسَرَ الَّذِي دُونَ الْمُزْدَلِفَةِ أَنَاخَ فَبَالَ ثُمَّ جَاءَ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ الْوَضُوءَ فَتَوَضَّأَ وُضُوءًا خَفِيفًا فَقُلْتُ الصَّلٰوةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الصَّلٰوةُ

باب ــــ عرفات اور مزدلفہ کے درمیان اُترنا

۱۵۶۳ ــــ ترجمہ : اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب عرفات سے واپس ہوئے تو گھاٹی کی طرف متوجہ ہوئے اور قضائے حاجت کے بعد وضو کیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ نماز پڑھیں گے؟ آپ نے فرمایا نماز آگے جا کر پڑھیں گے!

۱۵۶۴ ــــ ترجمہ : نافع نے کہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ پڑھتے تھے، مگر یہ کہ اس گھاٹی کی طرف مڑ جاتے جدھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوتے تھے وہاں قضائے حاجت کرتے اور وضو کرتے اور نماز نہ پڑھتے حتی کہ مزدلفہ آکر نماز پڑھتے۔

۱۵۶۵ ــــ ترجمہ : حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے کہا میں عرفات سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا جب جناب رسول اللہ صلی

اَمَامَكَ فَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلّٰى ثُمَّ رَدِفَ الْفَضْلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ جَمْعٍ قَالَ كُرَيْبٌ فَاَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّيْ حَتّٰى بَلَغَ الْجَمْرَةَ ۔

اللہ علیہ وسلم گھاٹی کے بائیں جانب جو مزدلفہ کے قریب ہے پہنچے تو اونٹنی کو بٹھایا اور پیشاب کیا پھر تشریف لائے میں نے آپ پر وضوء کا پانی ڈالا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلکا سا وضوء فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! نماز پڑھنی ہے؟ آپ نے فرمایا نماز آگے جا کر پڑھنی ہے پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے حتیٰ کہ مزدلفہ تشریف لائے اور نماز پڑھی پھر مزدلفہ کی صبح کو فضل بن عباس آپ کے ساتھ بیٹھے کریب (مولی ابن عباس) نے کہا مجھے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فضل سے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلبیہ کہتے رہے حتیٰ کہ جمرہ عقبہ پر پہنچے ۔

۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵ — شرح

حدیث ۱۵۶۳ کی باب کے عنوان سے مناسبت ان الفاظ میں ہے۔ "وَمَالَ اِلَى الشِّعْبِ فَقَضٰى حَاجَتَهٗ" کیونکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں نزول فرمایا اور وہ عرفہ اور مزدلفہ کے درمیان جگہ ہے اور حدیث ۱۵۶۴ کی باب کے عنوان سے مناسبت "غَيْرَ اَنَّهٗ يَمُرُّ بِالشِّعْبِ فَيَدْخُلُ فَيَنْتَفِضُ" میں ہے اور یہ واضح ہے اور حدیث ۱۵۶۵ کی مناسب "فَلَمَّا بَلَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشِّعْبَ الْاَيْسَرَ الَّذِيْ دُوْنَ الْمُزْدَلِفَةِ اَنَاخَ فَبَالَ" کے الفاظ میں ہے کیونکہ اناخہ اور بول نزول کے باعث ہوتا ہے اور یہ عرفہ اور مزدلفہ کے درمیان ہے ان روایات سے واضح صورت یہ سامنے آتی ہے کہ عرفات سے باہر نکلتے وقت سوار ہونا جائز ہے اور سواری اگر طاقتور ہو اور دو اشخاص کا بوجھ برداشت کر سکے تو اس پر دو شخص سوار ہو سکتے ہیں اور وضوء کرنے میں دوسرے شخص سے استعانت جائز ہے، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کی شرح میں ذکر کیا کہ استعانت اگر پانی حاضر کرنے کی صورت میں ہو تو اس کے جواز میں کسی کا اختلاف نہیں اگر متوضی کے اعضاء پر پانی بہانے کی صورت میں ہو تو صحیح تر یہی ہے کہ یہ بلا کراہت جائز ہے لیکن خلاف اولیٰ ہے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان جواز کے لئے یہ کیا تھا یا کسی ضرورت کے پیش نظر تھا اور اگر متوضی کے اعضاء پر پانی ڈال کر انھیں دھونے کی صورت میں ہو تو یہ بلا عذر مکروہ ہے اگر متوضی معذور ہو تو اسے اس صورت میں وضوء کروانا جائز ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا کہ وضوء میں تخفیف ایک ایک بار اعضاء دھونے سے حقی یا عام حالات کی نسبت پانی استعمال کرنے میں تخفیف حقی اور اس حدیث سے اِسْتِعَانَتْ فِی الْوُضُوْءِ کا جواز ملتا ہے۔ پہلے ہم ذکر کر آئے ہیں کہ اس کی تین قسمیں ہیں، اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ جب حاجی عرفات سے نکلیں تو مغرب کی نماز مزدلفہ میں عشاء کے ساتھ جمع کرکے پڑھی جائے اس کی تفصیل آنے والی احادیث کی شرح میں ذکر ہوگی۔ ان شاء اللہ۔

بَابُ اَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسَّكِيْنَةِ عِنْدَ الْاِفَاضَةِ وَاِشَارَتِهٖ اِلَيْهِمْ بِالسَّوْطِ ۔ ۱۵۶۶ ـــــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سُوَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ اَبِيْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ مَوْلٰى وَالِبَةَ الْكُوْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ دَفَعَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاءَهٗ زَجْرًا شَدِيْدًا وَضَرْبًا بِالْاِبِلِ فَاَشَارَ بِسَوْطِهٖ اِلَيْهِمْ وَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ فَاِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْاِيْضَاعِ اَوْضَعُوْا اَسْرَعُوْا خِلَالَكُمْ مِنَ التَّخَلُّلِ بَيْنَكُمْ وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا بَيْنَهُمَا ۔

باب ـــــ عرفات سے لوٹتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آرام سے چلنے کا حکم فرمانا اور لوگوں کی طرف کوڑے سے اشارہ کرنا،،

۱۵۶۶ ـــــ ترجمہ : سعید بن جُبیر مولی وَالبہ کوفی نے بیان کیا کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ وہ عرفہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ واپس ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے شور وغل اور اونٹوں کو مارنے کی آواز سنی تو آپ نے اپنے کوڑے سے ان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اے لوگو! اطمینان کو اختیار کرو کیونکہ اونٹوں کو دوڑانا کوئی نیکی نہیں ہے ،، اَوْضَعُوْا" کا معنی اَسْرَعُوْا ،، یعنی تیز دوڑایا ہ خلالکم ،، تَخَلَّلَ بَيْنَكُمْ ،، سے ماخوذ ہے ،، یعنی تمہارے درمیان فَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا ،، یعنی ہم نے ان دونوں کے درمیان جاری کیا ،،

۱۵۶۶ ـــــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو آہستہ چلنے کی تعلیم دی اور کوڑے سے اشارہ کرکے آہستہ چلنے کی تلقین فرمائی یعنی عرفات سے باہر نکلتے وقت بے تحاشہ نہ بھاگیں اور نہ ہی اونٹوں کو دوڑائیں کیونکہ اونٹ دوڑانا کوئی اچھا کام نہیں اس سے نقصان کا ڈر ہے اس حدیث سے باب کے دونوں عنوان ثابت ہیں یہی امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد ہے!

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لفظ " اَوْضَعُوْا " جو قرآن کریم میں مذکور ہے ذکر کرکے اس کی اَسْرَعُوْا سے تفسیر فرمائی جو لفظ ،، اِیْضَاع کے مناسب ہے ،، اور لفظ فَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا ،، کو ذکر کیا کیونکہ دونوں آیتیں لفظ "خلال" میں مشترک ہیں۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم!

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ بِالْمُزْدَلِفَةِ۔

۱۵۶۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُوسٰى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ اُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَقُوْلُ دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ فَنَزَلَ الشِّعْبَ فَبَالَ ثُمَّ تَوَضَّاَ وَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوْءَ فَقُلْتُ لَهُ الصَّلٰوةُ قَالَ الصَّلٰوةُ اَمَامَكَ فَجَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ فَتَوَضَّاَ فَاَسْبَغَ ثُمَّ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَنَاخَ كُلُّ اِنْسَانٍ بَعِيْرَهٗ فِيْ مَنْزِلِهٖ ثُمَّ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰى وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا۔

باب — مزدلفہ میں دو نمازیں جمع کرکے پڑھنا

۱۵۶۷ — ترجمہ : کریب نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے واپس ہوئے تو گھاٹی میں اُترے اور پیشاب کیا پھر وضوء فرمایا اور پورا وضوء نہ کیا (ہلکا سا وضوء فرمایا) میں نے آپ سے عرض کیا "نماز"؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز آگے جاکر پڑھنی ہے آپ مزدلفہ تشریف لائے اور وضوء فرمایا اور کامل وضوء کیا پھر نماز کی تکبیر کہی گئی تو آپ نے مغرب کی نماز پڑھی پھر ہر آدمی نے اپنا اونٹ اپنے ٹھکانے بٹھایا پھر نماز کی تکبیر کہی گئی تو آپ نے عشاء کی نماز پڑھی اور ان دونوں کے بیچ میں کوئی نماز نہیں پڑھی!

۱۵۶۷ — شرح : "لَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوْءَ" آپ نے پورا وضوء نہ کیا یعنی آپ نے ہلکا سا وضوء فرمایا کیونکہ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے خفیف وضوء کیا علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹی میں اُترے تو ہلکا وضوء اس لئے کیا کہ راستہ میں طہارت سے خالی نہ رہیں اگر یہ کہا جائے کہ ایک نماز کے لئے دو بار وضوء مشروع نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل تو ایک نماز کے لئے دوبارہ وضوء کی عدم مشروعیت ہی غیر مسلّم ہے لیکن ممکن ہے کہ پہلے وضوء کے بعد حدث لاحق ہوگیا ہو، قولہ "الصَّلٰوةُ اَمَامَكَ"، یعنی اس نماز کا مقام آگے ہے اور وہ مزدلفہ ہے — یعنی ابھی نماز کا وقت نہیں مزدلفہ میں نماز کا وقت ہے امام ابوحنیفہ اور محمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا کہ مغرب کی نماز کی تاخیر واجب ہے اگر کوئی راستہ میں مغرب پڑھ لے تو جائز نہیں فجر سے پہلے پہلے اس کا اعادہ واجب ہے" مالکی کہتے ہیں مزدلفہ میں مغرب و عشاء کو ملاکر پڑھنا مستحب ہے۔ اس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ مزدلفہ میں پہنچنے سے پہلے اگر کوئی نماز پڑھ لے تو جائز ہے مگر بعض کہتے ہیں کہ اس کا اعادہ کرنا مستحب ہے اور بعض ضروری قرار دیتے ہیں، شافعیوں کے نزدیک اگر عرفات کی زمین میں مغرب کے وقت میں دونوں نمازوں کو جمع کرلیا یا راستہ میں پڑھ لیں یا

بَابُ مَنْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا وَلَمْ يَتَطَوَّعْ

١٥٦٨ — حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِی ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَمَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ بِجَمْعٍ کُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا بِاِقَامَةٍ وَلَمْ یُسَبِّحْ بَیْنَهُمَا وَلَا عَلٰی اِثْرِ کُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا۔ ١٥٦٩ — حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَدِیُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یَزِیْدَ الْخَطْمِیُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیُّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ۔

ہر نماز اپنے اپنے وقت میں پڑھ لی تو جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ مزدلفہ میں دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھے" علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ پانچوں نمازوں کا وقت مقرر ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل شریف اس نماز کے وقت کی تخصیص کا بیان ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب: جس نے دونوں نمازوں کو ملا کر پڑھا اور بیچ میں نفل نہ پڑھے!"

١٥٦٨ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھا ان میں سے ہر ایک پر نماز کی تکبیر الگ تھی اور دونوں کے درمیان نفل نہیں پڑھے اور نہ ہی ہر ایک کے بعد نفل پڑھے"

١٥٦٩ — ترجمہ: ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھا۔

١٥٦٨، ١٥٦٩ — شرح: امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے کہ مغرب مزدلفہ کے سوی کسی دوسری جگہ نہ پڑھے مگر اس سے مراد یہ ہے کہ اس حدیث پر عمل مشروع اور مستحب ہے واجب نہیں کیونکہ علماء کا وجوب پر اتفاق نہیں جیسا کہ حدیث ١٥٦٧ کی شرح میں مذکور ہے" چنانچہ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ دونوں نمازیں مزدلفہ کے سوا کسی اور جگہ نہ پڑھے اور اس کی نصف شب تک گنجائش ہے اگر مزدلفہ کے بغیر یہ نمازیں پڑھ لیں تو مزدلفہ

بَابُ مَنْ اَذَّنَ وَاَقَامَ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا

۱۵۷۰ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ حَجَّ عَبْدُ اللّٰهِ فَاَتَيْنَا الْمُزْدَلِفَةَ

میں ان کا اعادہ ضروری ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے ہیں،، امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ مزدلفہ میں افضل ہے اور اگر وہ مغرب یا عشاء کے اوقات میں عرفات یا اس کے علاوہ کسی دوسری جگہ جمع کر کے پڑھ لے تو جائز ہے یا ہر نماز اپنے وقت میں پڑھے تو بھی کوئی حرج نہیں،، امام اوزاعی اور ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کا بھی یہی مسلک ہے،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے ہر نماز کے لئے علیحدہ علیحدہ اقامت ہے،، اس میں کئی اقوال ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مسلم میں کہا کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک پہلی نماز کے لئے اذان کہی جائے اور اقامت ہر نماز کی علیحدہ ہو اور ایضاح میں اس کو اصح کہا ہے،، دوسرا قول یہ ہے کہ صرف پہلی نماز کے لئے اقامت کہی جائے اور ایک ہی تکبیر سے دونوں نمازیں پڑھی جائیں،، امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ سفیان ثوری کا قول ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ صرف پہلی نماز کے لئے اذان کہی جائے اور ہر نماز کے لئے تکبیر علیحدہ ہو۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا اصح قول یہی ہے۔ عبد الملک بن ماجشون مالکی اور امام طحاوی بھی یہی کہتے ہیں۔ چوتھا قول یہ ہے کہ پہلی نماز کے لئے اذان اور اقامت کہے دوسری نماز کے لئے اذان اور اقامت نہ کہے۔ امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف رضی اللہ عنہما کا یہی قول ہے۔ احناف کا مذہب یہی ہے۔ امام زفر رحمہ اللہ کے نزدیک ایک اذان اور دو اقامتیں ہیں،، پانچواں قول یہ ہے کہ ہر نماز کے لئے اذان و اقامت علیحدہ ہے۔ سیدنا عمر فاروق اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بھی یہی کہتے ہیں چھٹا قول یہ ہے کہ کسی کے لئے اذان و اقامت نہ کہی جائے اس کو طبری نے ذکر کیا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مزدلفہ میں مغرب و عشاء کو ایک ساتھ پڑھے تو ان کے بیچ میں نفل نہ پڑھے اور نہ ہی ہر ایک نماز کے بعد نفل پڑھے کیونکہ جب مغرب و عشاء کے بیچ مہلت نہ تھی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بیچ نفل نہ پڑھے اور عشاء کے بعد نفل نہ پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد متصل نفل نہیں پڑھے ہو سکتا ہے کہ اس کے بعد رات کے کسی حصہ میں نفل پڑھے ہوں گے۔ ابن منذر نے کہا کہ مزدلفہ میں دونوں نمازوں کے بیچ نفل کے ترک پر اجماع ہے جس نے ان کے درمیان نفل پڑھے اس کا ان کو جمع کر کے پڑھنا صحیح نہیں۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب جس کسی نے مغرب و عشاء میں ہر ایک کے لئے اذان و اقامت کہی،،

۱۵۷۰ — ترجمہ: عبد الرحمٰن بن یزید نے کہا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو ہم عشاء کی اذان کے وقت یا اس کے قریب مزدلفہ پہنچے اُمول

حِيْنَ الْأَذَانِ بِالْعَتْمَةِ أَوْ قَرِيْبًا مِنْ ذٰلِكَ فَأَمَرَ رَجُلًا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَصَلَّى بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَعَا بِعَشَائِهِ فَتَعَشَّى ثُمَّ أَمَرَ أُرَى فَأَذَّنَ وَأَقَامَ قَالَ عَمْرٌو وَلَا أَعْلَمُ الشَّكَّ إِلَّا مِنْ زُهَيْرٍ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ فَلَمَّا طَلَعَ الْفَجْرُ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُصَلِّي هٰذِهِ السَّاعَةَ إِلَّا هٰذِهِ الصَّلٰوةَ فِي هٰذَا الْمَكَانِ مِنْ هٰذَا الْيَوْمِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ هُمَا صَلَاتَانِ تُحَوَّلَانِ عَنْ وَقْتِهِمَا صَلَاةُ الْمَغْرِبِ بَعْدَ مَا يَأْتِي النَّاسُ الْمُزْدَلِفَةَ وَالْفَجْرُ حِيْنَ يَبْزُغُ الْفَجْرُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ۔

نے ایک آدمی کو حکم دیا اُس نے اذان اور اقامت کہی پھر مغرب کی نماز پڑھی اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں پھر کھانا منگوا کر کھایا پھر اُنھوں نے حکم دیا میرا خیال ہے کہ اذان اور اقامت کہی گئی ۔ عمرو بن خالد نے کہا مجھے شک صرف زُہیر ہی سے معلوم ہُوا ہے پھر دو رکعتیں عشاء کی نماز پڑھی جب فجر طلوع ہُوئی تو کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ میں آج کے دن کے سوا اس وقت کوئی نماز نہ پڑھتے تھے ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا یہ دونوں نمازیں اپنے وقت سے پھیر دی گئی ہیں ایک مغرب کی نماز لوگوں کے مزدلفہ پہنچنے پر دوسری فجر کی نماز جبکہ فجر ظاہر ہو — عبد اللہ بن مسعود نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے ،،

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مغرب اور عشاء کو جمع کرکے پڑھا
۱۵۷۰ — جائے تو ہر ایک کے لئے اذان و اقامت مشروع ہے ،، امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسناد کے ساتھ اسود رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ اُنھوں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو نمازیں دو دفعہ مزدلفہ میں پڑھیں ہر نماز اذان و اقامت کے ساتھ پڑھی اور بیچ میں کھانا کھایا ۔ اگر یہ سوال ہو کہ احناف کے نزدیک پہلی نماز کے لئے اذان و اقامت ہے دوسری نماز کے لئے نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دوسری نماز کے لئے اذان و اقامت اس لئے کہی تھی کہ مغرب کی نماز کے بعد صحابہ کرام کھانا کھا کر اِدھر اُدھر چلے گئے تھے اس لیے ان کو اکٹھا کرنے کے لئے اذان کہی تھی ۔ احناف کا مذہب اس صورت میں یہی ہے ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عرفہ اور مزدلفہ کے سوا دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنا جائز نہیں ہے حدیث ۳۶۷ عینی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مغرب کے بعد دو سنتیں پڑھی تھیں حالانکہ حدیث ۱۵۶۸ میں گزرا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کے بیچ میں نفل نہ پڑھے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روائت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ نے مزدلفہ میں مغرب و عشاء کو جمع کرکے پڑھا اور درمیان میں نفل نہ پڑھے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود کی روائت میں ہے کہ مغرب کے بعد دو نفل پڑھے اور اس کے آخر میں کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے ،، مزدلفہ میں دونوں نمازوں کے بیچ میں نفل پڑھنے

بَابُ مَنْ قَدَّمَ ضَعَفَةَ أَهْلِهِ بِلَيْلٍ فَيَقِفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَيَدْعُونَ وَيُقَدِّمُ إِذَا غَابَ الْقَمَرُ۔ ۱۵۷۱ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَالِمٌ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ يُقَدِّمُ ضَعَفَةَ أَهْلِهِ فَيَقِفُونَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ بِلَيْلٍ فَيَذْكُرُونَ اللهَ مَا بَدَا لَهُمْ ثُمَّ يَرْجِعُونَ قَبْلَ أَنْ يَقِفَ الْإِمَامُ وَقَبْلَ أَنْ يَدْفَعَ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدَمُ مِنًى لِصَلٰوةِ الْفَجْرِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدَمُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَإِذَا قَدِمُوا رَمَوُا الْجَمْرَةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ أَرْخَصَ فِي أُولٰئِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۵۷۲ ـــ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ۔ ۱۵۷۳ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِي ضَعَفَةِ أَهْلِهِ۔ ۱۵۷۴ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ مَوْلٰى أَسْمَاءَ عَنْ أَسْمَآءَ أَنَّهَا نَزَلَتْ لَيْلَةَ

میں روایات مختلف ہیں مگر عرفات میں ظہر و عصر کو جمع کر کے پڑھنے اور درمیان میں نفل پڑھنے میں کوئی اختلاف نہیں اس پر قیاس کرتے ہوئے مزدلفہ میں بھی مغرب و عشاء کے درمیان نفل نہ پڑھے جائیں گے (طحاوی)

باب ـــ جو اپنے گھر کے کمزور افراد کو رات کو بھیج دے تاکہ وہ مزدلفہ میں ٹھہریں اور دعا کریں اور جب چاند غروب ہو جائے تو بھیجے "

ترجمہ ۱۵۷۱ ـــ : سالم نے کہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے کمزور افراد کو بھیج دیتے تھے اور وہ خود مشعر حرام کے پاس مزدلفہ میں رات ٹھہرتے اور جب تک چاہتے اللہ کا ذکر کرتے پھر امام کے ٹھہرنے اور لوٹنے سے پہلے وہ لوٹ جاتے ان میں سے بعض تو نمازِ فجر کے وقت منیٰ پہنچتے اور بعض اس کے بعد آتے جب سب منیٰ پہنچ جاتے تو جمرہ پر رمی کرتے۔ حضرت عبداللہ

جَمۡعٍ عِنۡدَ الۡمُزۡدَلِفَةِ فَقَامَتۡ تُصَلِّيۡ فَصَلَّتۡ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتۡ يَا بُنَيَّ هَلۡ غَابَ الۡقَمَرُ قُلۡتُ لَا فَصَلَّتۡ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتۡ يَا بُنَيَّ هَلۡ غَابَ الۡقَمَرُ قُلۡتُ نَعَمۡ قَالَتۡ فَارۡتَحِلُوۡا فَارۡتَحَلۡنَا فَمَضَيۡنَا حَتّٰى رَمَتِ الۡجَمۡرَةَ ثُمَّ رَجَعَتۡ فَصَلَّتِ الصُّبۡحَ فِيۡ مَنۡزِلِهَا فَقُلۡتُ لَهَا يَا هَنۡتَاهُ مَا أُرَانَا إِلَّا قَدۡ غَلَّسۡنَا قَالَتۡ يَا بُنَيَّ إِنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لِلظُّعُنِ ۔

بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے لئے اجازت دی ہے!

۱۵۷۲ —— ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات ہی کو مزدلفہ سے بھیج دیا۔

۱۵۷۳ —— ترجمہ : عبیداللہ بن ابی یزید نے بیان کیا کہ انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ کی رات اپنے گھر والوں کے کمزور لوگوں کے ساتھ بھیجا۔

۱۵۷۴ —— ترجمہ : اسماء رضی اللہ عنہا نے روایت کی کہ وہ مزدلفہ کی رات مزدلفہ کے پاس اتریں اور کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگیں تھوڑی دیر نماز پڑھی پھر کہنے لگیں اے بیٹا کیا چاند ڈوب گیا ؟ میں نے کہا نہیں ، وہ پھر کچھ دیر نماز پڑھتی رہیں پھر کہا کیا چاند غروب ہو گیا ہے میں نے کہا جی ہاں ! انھوں نے کہا کوچ کرو ہم وہاں سے کوچ کر کے چل دیئے حتیٰ کہ انھوں نے کنکریاں ماریں پھر واپس ہوئیں اور اپنی ٹھہرنے کی جگہ صبح کی نماز پڑھی میں نے ان سے کہا اے بی بی جی ! میرا خیال ہے کہ ہم نے اندھیرے میں نماز پڑھ لی ہے ۔ انھوں نے کہا اے بیٹا ! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے لئے اجازت دے دی ہے۔

۱۵۷۲ ، ۱۵۷۳ ، ۱۵۷۴ —— شرح : کمزور لوگ بچے عورتیں ، عاجز بوڑھے اور بیمار لوگ ہیں ان کے لئے اجازت ہے کہ کمزور لوگ مزدلفہ کی رات جب چاند غروب ہو جائے تو وہ منیٰ آجائیں تاکہ ہجوم کی زحمت سے محفوظ رہیں اور وہ جمرہ پر رمی نہ کریں حتیٰ کہ سورج طلوع کرے چنانچہ وہ لوگ صبح کے اندھیرے میں یا اس کے بعد منیٰ چلے جاتے تھے اور جب لوگ نماز فجر کے بعد منیٰ پہنچتے تو سورج کے طلوع کے بعد جمرہ عقبہ پر رمی کرتے اس کو جمرہ کبریٰ بھی کہا جاتا ہے ،، امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ ، سفیان ثوری اور ایک قول کے مطابق امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا مزدلفہ میں رات گزارنا واجب ہے اور یہ رکن نہیں مگر جو اسے ترک کر دے اس پر دم واجب ہے ،، امام شافعی کا دوسرا قول یہ ہے کہ یہ سنت ہے ۔ امام مالک رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں ۔ ابراہیم نخعی اور شعبی نے کہا جو مزدلفہ میں رات نہ گزارے اس کا حج فوت ہو جاتا ہے ۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا رات کے آخر نصف میں کچھ دیر مزدلفہ میں ٹھہر جائے تو وجوب حاصل ہو جاتا ہے

۱۵۷۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ الْقٰسِمِ عَنِ الْقٰسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِسْتَاذَنَتْ سَوْدَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ جَمْعٍ وَكَانَتْ ثَقِيلَةً ثَبْطَةً فَاَذِنَ لَهَا۔

۱۵۷۶ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقٰسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ نَزَلْنَا الْمُزْدَلِفَةَ فَاسْتَاذَنَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْدَةُ اَنْ تَدْفَعَ قَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ وَكَانَتْ اِمْرَاَةً بَطِيْئَةً فَاَذِنَ لَهَا فَدَفَعَتْ قَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ وَاَقَمْنَا حَتّٰى اَصْبَحْنَا نَحْنُ ثُمَّ دَفَعْنَا بِدَفْعِهٖ فَلَاَنْ اَكُوْنَ اسْتَاذَنْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اسْتَاذَنَتْ سَوْدَةُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ مَفْرُوْحٍ بِهٖ۔

امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا مزدلفہ میں نزول واجب ہے اور ساری رات وہاں ٹھہرنا مسنون ہے اہل ظواہر کہتے ہیں جو امام کے ساتھ مزدلفہ میں صبح کی نماز نہ پڑھے اس کا حج باطل ہو جاتا ہے احناف کا مذہب یہ ہے کہ عورتیں بچے اور کمزور لوگ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں اور بلا عذر مزدلفہ میں وقوف کے ترک سے دام واجب ہے اور اگر یہ عذر کے باعث ترک ہو جائے تو حرج نہیں۔ آیت کریمہ میں جو حکم مذکور ہے وہ ذکر ہے محض وقوف نہیں۔ مشعر حرام میں وقوف کا وقت دس ذی الحجہ کو فجر طلوع ہونے کے بعد ہے حتیٰ کہ سفیدی پھیل جائے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک اسفار سے پہلے لوٹ جائیں ۔۔

حدیث ۱۵۷۴ سے بعض لوگوں نے استدلال کیا کہ جو لوگ منیٰ میں پہلے آجائیں ان کے لئے جائز ہے کہ طلوع فجر کے بعد طلوع شمس سے پہلے رمی کر لیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ طلوع فجر کے وقت رمی کرنا جائز ہے سفیان ثوری امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، امام محمد اور احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ طلوع شمس کے بعد ہی جائز ہے۔ اس کا پہلا مستحب وقت طلوع شمس کے بعد شروع ہو جاتا ہے اور آخر وقت زوال شمس تک ہے جب سورج ڈھل جائے تو رمی کا وقت فوت ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد صرف قضاء ہوگی اور اگر غروب شمس تک رمی نہ کی تو دوسرے دن کی صبح سے پہلے رمی کرے اور اس پر کوئی شئے واجب نہیں اور اگر دوسرے دن کی صبح تک تاخیر کی اور فجر کے طلوع کے بعد رمی کی تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس پر تاخیر کی وجہ سے دم واجب ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس پر کچھ واجب نہیں۔ امام شافعی بھی یہی کہتے ہیں (عینی)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ تغلیس سے مراد مزدلفہ سے لوٹنا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ رمی میں تغلیس مراد ہو اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے جب تغلیس کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے اجازت دی ہے (طحاوی)

بَابُ مَتٰی يُصَلِّی الْفَجْرَ بِجَمْعٍ

۱۵۷۷ ـــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِی قَالَ اَخْبَرَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِی عُمَارَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَا رَاَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی صَلٰوةً بِغَيْرِ مِيْقَاتِهَا اِلَّا صَلَاتَيْنِ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَصَلَّی الْفَجْرَ قَبْلَ مِيْقَاتِهَا۔

۱۵۷۵ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سودہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مزدلفہ کی رات اجازت مانگی اور وہ بھاری بدن عورت تھیں تو آپ نے اجازت دے دی۔

۱۵۷۶ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم مزدلفہ پہنچے تو سودہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں کے ہجوم سے پہلے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منیٰ جانے کی اجازت حاصل کرلی اور وہ بھاری بدن عورت تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے اجازت دے دی اور وہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے ہی روانہ ہوگئیں اور ہم ٹھہرے رہے حتیٰ کہ صبح ہوگئی پھر ہم آپ کے ساتھ لوٹے البتہ میرا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگ لینا جیسے سودہ نے اجازت مانگی تھی میرے لئے بہت بڑی خوشی کی بات تھی!

۱۵۷۵، ۱۵۷۶ ـــ شرح: یعنی ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جب لوگوں کے عظیم ہجوم کو دیکھا تو اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ وہ بھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے رات منیٰ چلے جانے کی اجازت مانگ لیتیں جیسے حضرت سودہ نے اجازت مانگ لی تھی تو اچھا ہوتا۔ سودہ رضی اللہ عنہا بھاری بدن خاتون تھیں۔ قولہ کَانَتِ امْرَاَةً بَطِيئَةً، یہ ثَبِطَة کی تفسیر ہے جو قاسم بن محمد نے ذکر کی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــ جس نے فجر کی نماز مزدلفہ میں پڑھی "

۱۵۷۷ ـــ ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نماز بے وقت پڑھتے نہیں دیکھا سوا دو نمازوں کے آپ نے مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھا اور فجر کی نماز اس کے وقت (مختار) سے پہلے پڑھی!

۱۵۷۸ ـــ ترجمہ: عبدالرحمٰن بن یزید رضی اللہ عنہ نے کہا ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکہ گئے پھر مزدلفہ گئے انھوں نے دو نمازیں پڑھیں

۱۵۷۸ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ اِلَى مَكَّةَ ثُمَّ قَدِمْنَا جَمْعًا فَصَلَّى الصَّلَاتَيْنِ كُلَّ صَلٰوةٍ وَحْدَهَا بِاَذَانٍ وَّاِقَامَةٍ وَالْعِشَاءُ بَيْنَهُمَا ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ قَائِلٌ يَقُوْلُ طَلَعَ الْفَجْرُ وَقَائِلٌ يَقُوْلُ لَمْ يَطْلُعِ الْفَجْرُ ثُمَّ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ حُوِّلَتَا عَنْ وَقْتِهِمَا فِي هٰذَا الْمَكَانِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ فَلَا يَقْدَمُ النَّاسُ جَمْعًا حَتّٰى يُعْتِمُوْا وَصَلَاةُ الْفَجْرِ هٰذِهِ السَّاعَةَ ثُمَّ وَقَفَ حَتّٰى اَسْفَرَ ثُمَّ قَالَ لَوْ اَنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَفَاضَ الْاٰنَ اَصَابَ السُّنَّةَ فَمَا اَدْرِيْ اَقَوْلُهُ كَانَ اَسْرَعَ اَمْ دَفْعُ عُثْمَانَ فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّيْ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ۔

ہر نماز الگ الگ اذان و اقامت سے پڑھی اور دونوں نمازوں کے درمیان کھانا کھایا پھر فجر کی نماز پڑھی جبکہ فجر ظاہر ہوئی کوئی کہتا تھا صبح ہوگئی کوئی کہتا تھا صبح نہیں ہوئی پھر کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دو نمازیں مغرب و عشاء اس جگہ اپنے وقت سے ہٹا دی گئی ہیں اس لئے جب تک اندھیرا نہ ہو جائے لوگ مزدلفہ نہ آئیں اور فجر کی نماز اس وقت (طلوعِ فجر کے وقت) پڑھی پھر کچھ ٹھہرے حتیٰ کہ خوب اُجالا ہو گیا پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اگر امیر المؤمنین اب کوچ کرے تو سنت کی موافقت کرے۔ عبدالرحمٰن نے کہا میں نہیں جانتا کہ عبداللہ بن مسعود کا یہ قول پہلے تھا یا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پہلے کوچ کیا (یعنی انھوں نے بہت جلد کوچ کیا) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تلبیہ کہتے رہے حتیٰ کہ نحر کے روز جمرہ عقبہ کو رمی کی،،

۱۵۷۷، ۱۵۷۸ ـــــ شرح: یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مُزْدَلِفَہ میں مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھا اور ہر نماز کے لئے علیحدہ اذان و تکبیر کہی اور فجر کی نماز اس کے مختار وقت جو اسفار ہے سے پہلے پڑھی اس کا معنیٰ یہ نہیں کہ فجر کی نماز طلوعِ فجر سے پہلے پڑھی۔ حدیث شریف میں غیر مختار وقت پر وقت سے قبل کا مجازاً اطلاق فرمایا،، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی نماز کا مختار وقت اسفار ہے چنانچہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ـــــ اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ،، بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے طلوعِ فجر میں اگرچہ شک کیا تھا مگر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا کہ فجر طلوع ہو چکی ہے اور اس پر حدیث کے الفاظ کی دلالت واضح ہے اس کے بعد والی حدیث اس کا مفسر ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو نمازوں کے سوا کوئی نماز اس کے وقت سے ہٹا کر نہیں پڑھی اور جو نمازیں سفر کی حالت میں ملا کر پڑھیں وہ وقت میں تقدیم و تاخیر سے پڑھی ہیں یعنی

بَابٌ مَتٰی یُدْفَعُ مِنْ جَمْعٍ

۱۵۷۹ — حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَیْمُوْنٍ یَقُوْلُ شَهِدْتُ عُمَرَ صَلّٰی بِجَمْعٍ الصُّبْحَ ثُمَّ وَقَفَ فَقَالَ اِنَّ الْمُشْرِکِیْنَ کَانُوْا لَا یُفِیْضُوْنَ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَیَقُوْلُوْنَ اَشْرِقْ ثَبِیْرُ وَاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَالَفَهُمْ ثُمَّ اَفَاضَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ

ایک نماز کو اس نماز کے وقت کے آخر اجزاء میں پڑھا اور دوسری نماز اس کے وقت کے پہلے اجزاء میں پڑھی — حدیث ۱۵۷۸ کے مطابق پہلے علماء کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف واقع ہوا ہے کہ حاجی کس وقت تلبیہ کہنا چھوڑے جبکہ وہ منیٰ میں آئے حضرت عبداللہ بن مسعود، ابن عباس، امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم نے کہا جب جمرہ عقبہ کو رمی کرے تو تلبیہ ترک کر دے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرفہ کے دن جب سورج ڈھل جاتا تو وہ تلبیہ ترک کر دیتے،، حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہمیشہ اہل مدینہ منورہ کا معمول بھی یہی رہا ہے! حضرت امام ابوحنیفہ، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم نے کہا جب جمرہ عقبہ کو پہلی کنکری مارے تو تلبیہ ترک کر دے اسی طرح سفیان ثوری کہتے ہیں۔ امام احمد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جمرہ عقبہ کو پہلی کنکری مارے تو تلبیہ ترک کر دے اسی طرح سفیان ثوری کہتے ہیں۔ امام احمد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جمرہ عقبہ کو پوری رمی کرنے کے بعد تلبیہ ترک کرے اسی طرح امام اسحاق کہتے ہیں۔ ظاہر حدیث سے اگرچہ اس مذہب کو تائید حاصل ہے مگر امام بیہقی نے شریک کے طریق سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ جب جمرہ عقبہ کو پہلی کنکری مارتے تو تلبیہ ترک کر دیتے تھے اور اگر عمرہ کرے تو جب حجر اسود کا استلام کرے تو تلبیہ ترک کر دے کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا عمرہ کرنے والا ہمیشہ تلبیہ کہتا رہے حتیٰ کہ حجرِ اسود کا استلام کرے۔ ابن حزم نے کہا ہمارا معمول یہ ہے کہ عمرہ کے تمام افعال ادا کر کے تلبیہ ترک کرے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح فرماتے ہیں! حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر میقات سے احرام باندھا ہو تو حرم میں داخل ہو کر تلبیہ ترک کر دے اور اگر جعرانہ یا تنعیم سے احرام باندھا ہے تو جب بیوت مکہ یا مسجد حرام میں داخل ہو تو تلبیہ ترک کر دے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا عمرہ کرنے والا جب طواف میں شروع ہو تو تلبیہ ترک کر دے واللہ ورسولہ اعلم!

باب — مزدلفہ سے کب لوٹے

۱۵۷۹ — ترجمہ: عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ نے کہا میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ انھوں نے صبح کی

بَابُ التَّلْبِيَةِ وَالتَّكْبِيرِ غَدَاةَ النَّحْرِ حِيْنَ يَرْمِي جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَالْاِرْتِدَافِ فِي السَّيْرِ۔ ۱۵۸۰ — حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْدَفَ الْفَضْلَ فَأَخْبَرَ الْفَضْلُ أَنَّهُ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّيْ حَتّٰى رَمَى الْجَمْرَةَ۔

نماز پڑھی پھر ٹھہرے رہے اور فرمایا مشرک مزدلفہ سے واپس نہ ہوتے تھے حتیٰ کہ سورج طلوع کرتا اور وہ کہا کرتے تھے ،، اے ثبیر چمک اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کی پھر سورج طلوع ہونے سے پہلے واپس ہوئے ۔

۱۵۷۹ — شرح : اَشْرِقْ امر کا صیغہ ہے، ثَبِیْرٌ ، مزدلفہ سے منیٰ کو جاتے ہوئے بائیں طرف بہت بڑا پہاڑ ہے ،، حدیث میں یہی پہاڑ مراد ہے اگرچہ عرب میں اور بھی کئی پہاڑ ہیں جن کا نام " ثَبِیْرٌ ،، ہے ،، اہل جاہلیت کی عادت تھی کہ وہ مزدلفہ میں ٹھہرے رہتے جب سورج طلوع کرنے کے بعد پہاڑ کے سر پہ ہوتا تو وہ مزدلفہ سے باہر نکلتے تھے اسی لئے وہ کہتے تھے ،، اے ثبیر ، چمک تاکہ ہم مزدلفہ سے واپس ہوں ۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی مخالفت کی اور طلوع شمس سے پہلے اِسفار میں منیٰ تشریف لے جاتے ،، ساری اُمّت کا یہی معمول ہے ۔ اگر کسی عُذر کے بغیر صبح کے بعد نہ ٹھہرے تو اس پر دم لازم ہے اور اگر ہجوم کے باعث جلدی واپس ہو جائے تو اس کے لئے کوئی حرج نہیں ہے ۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پورے اسفار کے بعد واپس ہونا افضل ہے ۔ جمہور علماء کا مذہب بھی یہی ہے اور مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی لمبی حدیث اس کی واضح دلیل ہے ۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اِسفار سے قبل مُزدلفہ سے نکلنا مستحب ہے لیکن یہ مذکور حدیث کے خلاف ہے !

باب — یومِ نحر کی صبح تلبیہ اور تکبیر کہنا جبکہ جمرہ کو رمی کرے اور راستہ چلتے وقت کسی کو پیچھے بھٹانا ،،

۱۵۸۰ — ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا ۔ فضل نے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تلبیہ فرماتے رہے حتیٰ کہ جمرہ کو رمی کی !

۱۵۸۱ — حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ الْأَيْلِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُسَامَةَ كَانَ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ إِلَى الْمُزْدَلِفَةِ ثُمَّ أَرْدَفَ الْفَضْلَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ إِلَى مِنًى قَالَ فَكِلَاهُمَا قَالَ لَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ۔

بَابٌ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ إِلَى قَوْلِهِ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا ۱۵۸۲ أَبُو جَمْرَةَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْمُتْعَةِ فَأَمَرَنِي بِهَا وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْهَدْيِ فَقَالَ فِيهَا جَزُورٌ أَوْ بَقَرَةٌ أَوْ شَاةٌ أَوْ شِرْكٌ فِي دَمٍ قَالَ وَكَأَنَّ نَاسًا كَرِهُوهَا فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ إِنْسَانًا يُنَادِي حَجٌّ مَبْرُورٌ وَمُتْعَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ آدَمُ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ وَغُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عُمْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ وَحَجٌّ مَبْرُورٌ۔

۱۵۸۱ — ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما عرفہ سے مزدلفہ تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھے تھے پھر مزدلفہ سے منیٰ تک فضل بن عباس کو ساتھ بٹھایا۔ ابن عباس نے کہا دونوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمرہ عقبہ کو رمی کرنے تک تلبیہ فرماتے رہے!

۱۵۸۰، ۱۵۸۱ — شرح: اگر یہ سوال ہو کہ مذکور حدیثوں کی باب کے پورے عنوان پر دلالت نہیں کیونکہ ان میں تکبیر کا ذکر نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ تکبیر سے مراد ذکر ہے جو تلبیہ کے ضمن میں ہے یا یہ حدیث اس حدیث سے مختصر کی گئی ہے جس میں تلبیہ کا ذکر ہے (کرمانی) علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا صحیح جواب یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی عادت ہے کہ وہ جب کوئی عنوان ذکر کریں جس کے اجزاء متعدد ہوں اور حدیث میں تمام اجزاء کا ذکر نہ ہو لیکن کوئی اور حدیث جس میں تمام اجزاء مذکور ہوتے ہیں۔ ترجمۃ الباب میں اس کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں تاکہ طالب علم اس کے متعلق بحث کر سکے، چنانچہ امام طحاوی رحمہ اللہ نے اپنے اسناد کے ساتھ عبداللہ بن سخبرہ سے روایت کی ہے جس میں تہلیل و تکبیر کا ذکر ہے اگر یہ سوال ہو کہ جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ حاجی جمرہ پہنچنے تک تلبیہ کہتا رہے اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے کہا جمرہ کو رمی کرنے تک تلبیہ کہتا ہے اور حدیث سے بھی یہی ظاہر ہے کہ تلبیہ کی انتہا رمی ہے جمہور

علماء اس کا جواب یہ ذکر کرتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ رمی میں شروع ہونے تک تلبیہ کہتا رہے اس طرح تمام روایات متفق ہو جاتی ہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب ــــ جو حج کے ساتھ عمرہ ملا کر تمتّع کرے تو وہ جو بھی قربانی میسّر ہو کر لے اگر وہ قربانی نہ پا سکے تو حج کے دنوں میں تین روزے رکھّے اور جب گھروں کو لوٹو تو سات روزے رکھ لو، یہ پُورے دس روزے ہیں یہ اس شخص کے لئے ہے جو مسجد حرام کے قریب نہ رہتا ہو (یعنی مکہ مکرمہ کا باشندہ نہ ہو)

۱۵۸۲ ــــ ترجمہ: ابو جمرہ نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تمتّع کے متعلق دریافت کیا تو اُنھوں نے مجھے یہ کرنے کا حکم دیا۔ میں نے ہدی کے متعلق ان سے سوال کیا تو اُنھوں نے کہا اس میں اونٹ یا گائے یا بکری کافی ہے یا قربانی میں حصّہ رکھ لے اُنھوں نے کہا لوگ اس کو مکروہ سمجھتے ہیں (ابو جمرہ نے کہا) میں رات سویا تو خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک شخص بُلند آواز سے کہہ رہا ہے۔ حج مبرور اور تمتع مقبول ہے۔ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا ہے اور ان سے خواب بیان کیا تو اُنھوں نے کہا "اللہ اکبر"، یہ جناب ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلّم کی سنّت ہے۔ راوی نے کہا آدم، وہب بن جریر اور غندر نے شعبہ سے یہ روایت کی ہے کہ عمرہ قبول اور حج مبرور ہے۔

۱۵۸۲ ــــ شرح: اس باب میں قرآن کریم کی آیت کو عنوان رکھا ہے۔ اس سے امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں کئی مسائل ہیں ان میں سے ھدی اور تمتع کا حکم ہے نیز صوم کا حکم بھی اس میں مذکور ہے "
مَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْهَدْیِ " حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا۔ اس ہدی سے مراد بکری ہے امام مالک رحمہ اللہ نے مؤطا میں اسے ذکر کیا اور جمہور علماء کا یہی مسلک ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ هَدْیًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ اللہ تعالیٰ نے بکری کو ہدی کے نام سے موسوم کیا ہے "، دراصل خلاف کا محل یہ ہے کہ جو شخص اونٹ یا گائے جیسی ہدی کی قدرت رکھتا ہو کیا وہ بکری بطورِ ہدی بھیج سکتا ہے؟ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کو منع کرتے ہیں۔ آگے وہ تحریمی ہو یا تنزیہی ہو اور بعض علماء اس کو جائز کہتے ہیں۔ ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہم سے یہ بہ روایت بھی ذکر کی جاتی ہے کہ اونٹ یا گائے میں ساتواں حصّہ رکھنا جائز ہے۔ امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری رضی اللہ

بَاد ، رَکُوْبِ الْبُدْنِ لِقَوْلِهٖ وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاھَا لَکُمْ مِّنْ شَعَائِرِ اللّٰہِ لَکُمْ فِیْھَا خَیْرٌ فَاذْکُرُوْا اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْھَا صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُھَا اِلٰی قَوْلِہٖ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِیْنَ قَالَ مُجَاھِدٌ سُمِّیَتِ الْبُدْنُ لِبُدْنِھَا الْقَانِعُ السَّائِلُ وَالْمُعْتَرُّ الَّذِیْ یَعْتَرُّ بِالْبُدْنِ مِنْ غَنِیٍّ اَوْ فَقِیْرٍ وَشَعَائِرُ اللّٰہِ اسْتِعْظَامُ الْبُدْنِ وَاسْتِحْسَانُھَا وَالْعَتِیْقُ عِتْقُہٗ مِنَ الْجَبَابِرَۃِ یُقَالُ وَجَبَتْ سَقَطَتْ اِلَی الْاَرْضِ وَمِنْہُ وَجَبَتِ الشَّمْسُ ۔

عنہا کا مذہب یہی ہے مگر ان میں سات سے زیادہ لوگ شرکت نہیں کر سکتے اور نہ ہی بکری میں دو شخص شریک ہو سکتے ہیں جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی طرف سے مینڈھا قربانی کیا کرتے تھے وہ تطوع اور نفل پر محمول ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

باب ـــ قربانی کے جانور "بدنہ" پر سوار ہونا

ترجمۃ الباب : کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قربانی کے جانور کو ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانی مقرر کیا ہے اس میں تمہاری بہتری ہے ۔ تم ان پر اللہ کا نام لو ایک پاؤں بندھا ہوا اور تین کھڑے ہوں، جب وہ اپنے پہلو کے بل پر گر جائیں تو اس میں سے کھاؤ اور صبر کرنے والوں اور محتاجوں کو کھلاؤ اس طرح ہم نے ان کو تمہارے لئے مسخر کیا تاکہ تم شکر کرو ، نہ تو ان کے گوشت اور نہ ان کے خون اللہ کو پہنچتے ہیں ۔ البتہ تمہاری پرہیز گاری اس تک پہنچتی ہے اسی طرح ان کو تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس چیز پر جو تمہیں بتایا ہے اور احسان کرنے والوں کو آپ خوشخبری سنا دیں ،، مجاہد نے کہا کہ بدنہ اس کے فربہ ہونے کے باعث کہا گیا ہے ۔ قانع سے مراد سائل ہے اور معتر وہ شخص ہے جو قربانی کے جانور کے پاس گھومتا پھرے خواہ مال دار ہو یا فقیر ہو اور شعائر قربانی کے جانور موٹے کرنا اور ان کو اچھا بنانا ہے ۔ بیت اللہ کو عتیق اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ظالم بادشاہوں سے آزاد ہے اور "وجبت" کا معنی زمین پر گر پڑی ۔ اس سے " وَجَبَتِ الشَّمْسُ ،، لیا گیا ہے ،،

مشرح : اس باب کے عنوان سے ظاہر ہے کہ بدنہ پر سوار ہونا جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاھَا لَکُمْ ،، الآیۃ ،، ہم نے تمہارے نفع کے لئے بدنے پیدا کئے ،، اور فرمایا لَکُمْ فِیْھَا خَیْرٌ ،، ان میں تمہارے لئے بہتری ہے ،، یعنی ان پر سواری کرنے اور ان کے دوہنے میں تمہارا فائدہ ہے ،، جاہلیت کا طریقہ تھا کہ وہ بدنے نحر کر کے ان کا خون کعبہ کی دیواروں سے مل دیتے تھے ۔ مسلمانوں نے بھی اس طرح کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا ،، یعنی اللہ کو ان جانوروں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا اور صدقہ کرنے والے اپنے رب کو اخلاص نیت سے ہی راضی کر سکتے ہیں ،،

۱۵۸۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ اِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ اِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ فِي الثَّانِيَةِ اَوْ فِي الثَّالِثَةِ۔ ۱۵۸۴ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَّشُعْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ اِنَّهَا بَدَنَةٌ فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ اِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا ثَلَاثًا۔

۱۵۸۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بدنہ کو چلا رہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر سوار ہوجا اُس نے عرض کیا حضور! یہ بُدنہ ہے، آپ نے فرمایا! سوار ہوجا، اُس نے کہا یہ بُدنہ ہے۔ تیسری یا دوسری بار میں آپ نے فرمایا تیری خرابی ہو اس پر سوار ہوجا،،

۱۵۸۴ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا وہ قربانی کا جانور ہانکے جا رہا ہے تو فرمایا اس پر سوار ہوجا اُس نے عرض کیا حضور! یہ تو بُدنہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا اس پر سوار ہوجا۔

۱۵۸۳، ۱۵۸۴ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہدی کے بُدنہ پر سواری کرنا جائز ہے اگرچہ وہ واجب یا نافلہ ہو، کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلامِ شریف میں اس کی تفصیل مذکور نہیں اور نہ ہی صاحبِ بُدنہ نے کوئی تفصیل دریافت کی،، اس سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ بُدنہ کا حکم مختلف نہیں ہے اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جبکہ ان سے یہ سوال کیا گیا کہ ہدی پر سواری کرنا جائز ہے؟ کہ ہدی پر سواری کرنے میں حرج نہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پیادہ لوگوں کے پاس سے گزرتے تو ان کو ہدایا پر سوار ہونے کا حکم فرماتے،، علماء کرام کا اس مسئلے میں باہم اختلاف ہے امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ تعالیٰ اسے مطلقاً جائز کہتے ہیں۔ ظاہری طائفہ بھی اسی طرف گئے ہیں۔
امام نووی نے کہا ہدی پر سواری کرنا مجبوری پر محمول ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے امام شافعی رضی اللہ عنہ سے یہی نقل کیا ہے اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کی جماعت نے بُدنہ پر سواری کو ضرورت اور حاجت پر محمول کیا ہے۔ احناف کا مذہب بھی یہی ہے۔ صاحب ہدایہ نے کہا ہمارے ساتھی (احناف) بُدنہ پر سواری کو مجبوری کی حالت میں جائز کہتے ہیں۔ امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ضرورت کے بغیر بُدنہ کی سواری کرنا مکروہ ہے۔

بَابُ مَنْ سَاقَ الْبُدْنَ مَعَهُ

۱۵۸۵ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ تَمَتَّعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ وَأَهْدَى فَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَبَدَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ أَهَلَّ بِالْحَجِّ فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ أَهْدَى فَسَاقَ الْهَدْيَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُهْدِ فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

امام مالک، ابوحنیفہ، شافعی اور اکثر فقہاء بُدنہ اونٹنی کا دودھ پینا مکروہ جانتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ اور شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا اگر سواری کرنے یا اس کا دودھ پینے سے اس میں نقص واقع ہو جائے تو اس پہ بدنہ کی قیمت واجب ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا بدنہ کا دودھ نہ پیئے اگر پی لیا تو اس کی ضمان نہیں ہے ایسے ہی اگر ضرورت کی وجہ سے اس پر سوار ہو گیا تو ضمان نہیں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — جو اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے جائے ‘‘

۱۵۸۵ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں عمرہ کے ساتھ حج ملا کر تمتع کیا اور ذوالحلیفہ سے اپنے ساتھ ہدی کا جانور لے گئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کے لبیک سے ابتدا کی پھر حج کے لئے لبیک کہا لوگوں نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کو عمرہ کے ساتھ ملا کر تمتع کیا ان میں سے بعض لوگ ہدی لے کر گئے اور بعض ہدی لے کر نہیں گئے تھے،، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ پہنچے تو لوگوں سے فرمایا تم سے جو کوئی ہدی لے کر آیا ہے اس کے لئے کوئی حرام شئ حلال نہیں ہوتی کہ وہ اپنا حج پورا کر لے اور جس کے پاس ہدی کا جانور نہ ہو وہ بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف کرے اور بال چھوٹے کرائے اور احرام سے باہر ہو جائے پھر حج کا احرام باندھے،، اور جو کوئی ہدی کا جانور نہ پائے تو وہ حج کے دنوں میں تین روزے رکھے اور سات روزے اس وقت رکھے جب اپنے گھر لوٹے پس جب مکہ مکرمہ پہنچے تو بیت اللہ کا طواف اس طرح کیا کہ سب سے پہلے رکن کو بوسہ دیا پھر تین پھیرے دوڑ کر چلے اور چار پھیرے حسب عادت چلے اور جب بیت اللہ کا طواف پورا کر لیا تو مقام ابراہیم کے پاس دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیرا ۔۔۔ فارغ ہو گئے ۔۔۔ تشریف لائے تو صفا مروہ کے درمیان سات بار طواف

مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَهْدَى فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَجَّهُ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَهْدَى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَيُقَصِّرْ وَلْيَحْلِلْ ثُمَّ لِيُهِلَّ بِالْحَجِّ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ فَطَافَ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ وَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ أَوَّلَ شَيْءٍ ثُمَّ خَبَّ ثَلٰثَةَ أَطْوَافٍ وَمَشَى أَرْبَعًا فَرَكَعَ حِينَ قَضَى طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ عِنْدَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَانْصَرَفَ فَأَتَى الصَّفَا فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ أَطْوَافٍ ثُمَّ لَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى قَضَى حَجَّهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ وَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَهْدَى وَسَاقَ الْهَدْيَ مِنَ النَّاسِ وَعَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَمَتُّعِهِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَهُ بِمِثْلِ الَّذِي أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

کیا پھر جو شئی احرام میں حرام تھی اس سے حج پورا کرنے تک احتراز کیا اور دس ذی الحجہ کو قربانی نحر کی، اور مکہ مکرمہ تشریف لائے اور بیت اللہ کا طواف کیا اب جتنی چیزیں احرام میں حرام تھیں وہ جائز ہوئیں اور جو لوگ قربانی ساتھ لائے تھے اُنھوں نے بھی وہی کیا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا، حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حج کو عمرہ کے ساتھ ملا کر تمتع کرنے کے متعلق اس طرح روایت کیا جس طرح سالم نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے!

۱۵۸۵ —— شرح : اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ ہدی میں مسنون یہ ہے کہ اسے حِل سے حرم میں ساتھ لے جائے اور اگر حرم میں خرید کی ہو تو جب عرفہ جائے تو اسے ساتھ لے جائے ورنہ اس پر اس کا بدل واجب ہے امام مالک رضی اللہ عنہ یہی فرماتے ہیں۔ ابن قاسم نے اس کو جائز کہا ہے اگرچہ عرفہ میں نہ لے جائے۔ امام ابو حنیفہ سفیان ثوری اور امام شافعی رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے مگر امام شافعی کہتے ہیں کہ جو شخص حِل سے ہدی نہ لے جائے تو اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ اسے عرفہ میں ٹھہرائے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ مسنون نہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حِل سے ہدی ساتھ لے گئے تھے۔

اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہدی تھی لہٰذا آپ قارن ہوئے حالانکہ اس حدیث سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے آپ کے ساتھ تمتع کیا لہٰذا آپ متمتع ہوئے۔ اس کا جواب امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ دیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا تھا پھر عمرہ کا احرام باندھا۔ لہٰذا آپ آخر میں قارن تھے لغت

بَابُ مَنِ اشْتَرَى الْهَدْيَ مِنَ الطَّرِيْقِ

۱۵۸۶ —— حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ لِاَبِيْهِ اَقِمْ فَاِنِّيْ لَا آمَنُهَا اَنْ تُصَدَّ عَنِ الْبَيْتِ قَالَ اِذَنْ اَفْعَلَ كَمَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ

اور معنی کے اعتبار سے قارن پر متمتع کا اطلاق جائز ہے کیونکہ تمتع ایک میقات اور ایک ہی احرام اور فعل سے فائدہ حاصل کرنا ہے۔ قولہ فَاَهَلَّ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ اَهَلَّ بِالْحَجِّ الخ۔ یہ احرام کی مدت تلبیہ پر محمول ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ پہلے عمرہ کا احرام باندھا پھر حج کا احرام باندھا کیونکہ اس طرح دوسری احادیث کی مخالفت ہوگی اس تاویل کی تائید مذکور حدیث کے ان الفاظ سے ہوتی ہے، "تَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" کیونکہ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صرف حج کا احرام باندھا تھا پھر انہوں نے حج کا احرام فسخ کرکے عمرہ کا احرام باندھ لیا اس طرح وہ متمتع ہوگئے"۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلیٰ اعلم!

باب —— جو قربانی کا جانور راستہ میں خرید لے

۱۵۸۶ —— ترجمہ: نافع نے کہا کہ عبداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر سے کہا آپ ٹھہریں (حج کرنے نہ جائیں) کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ آپ کو بیت اللہ سے روک دیا جائے گا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اس وقت میں وہی کروں گا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، "تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بہتر نمونہ ہے"۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر عمرہ واجب کرلیا ہے اور عمرہ کا احرام باندھا پھر نکلے حتیٰ کہ جب مقام بیداء میں پہنچے تو حج اور عمرہ دونوں کا تلبیہ کہا اور کہا حج اور عمرہ کی ایک ہی شان ہے پھر مقام قدید سے ہدی خریدی پھر مکہ مکرمہ تشریف لائے تو حج اور عمرہ کا ایک ہی طواف کیا اور احرام نہ کھولا حتیٰ کہ دونوں سے فارغ ہوگئے"۔

۱۵۸۶ —— شرح: اس حدیث کی شرح حدیث ۱۵۳۷ باب طواف القارن میں دیکھیں اور مزید تفصیل حدیث ۱۴۶۲ کی شرح میں دیکھیں، علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قارن ایک طواف اور ایک سعی کرے جمہور علماء کا مذہب یہی ہے۔ احناف اس کے خلاف ہیں یعنی احناف کے نزدیک قارن دو طواف اور دو سعیں کرے اور وہ اس حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اس طواف سے مراد طوافِ قدوم ہے۔ "قدید" حل کی زمین میں ایک جگہ ہے اس جملہ میں اس حدیث کی باب کے عنوان سے مناسبت ہے"، ہدی اپنے گھر سے لانا افضل ہے اور راستہ میں اسے خریدنا مکہ مکرمہ اور عرفہ میں خریدنے سے افضل ہے اگر ہدی ساتھ نہ لائے بلکہ منیٰ میں خرید کرلے تو بھی جائز ہے اور اصل مقصد حاصل ہوجاتا ہے۔ علامہ عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتح الباری میں ذکر

رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ فَاَنَا اُشْہِدُکُمْ اَنِّیْ قَدْ اَوْجَبْتُ عَلٰی نَفْسِی الْعُمْرَۃَ فَاَھَلَّ بِالْعُمْرَۃِ قَالَ ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰی اِذَا کَانَ بِالْبَیْدَآءِ اَھَلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَۃِ وَقَالَ مَا شَانُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَۃِ اِلَّا وَاحِدٌ ثُمَّ اشْتَرَی الْھَدْیَ مِنْ قُدَیْدٍ ثُمَّ قَدِمَ مَکَّۃَ فَطَافَ لَھُمَا طَوَافًا وَاحِدًا فَلَمْ یَحِلَّ حَتّٰی حَلَّ مِنْھُمَا جَمِیْعًا۔

بَابُ مَنْ اَشْعَرَ وَقَلَّدَ بِذِی الْحُلَیْفَۃِ ثُمَّ اَحْرَمَ وَقَالَ نَافِعٌ کَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا اَھْدٰی مِنَ الْمَدِیْنَۃِ قَلَّدَہٗ وَاَشْعَرَہٗ بِذِی الْحُلَیْفَۃِ یَطْعَنُ فِیْ شِقِّ سَنَامِہِ الْاَیْمَنِ بِالشَّفْرَۃِ وَوَجْھُھَا قِبَلَ الْقِبْلَۃِ بَارِکَۃً۔ ۱۵۸۷ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَ

کیا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ میقات سے پہلے بھی احرام باندھنا جائز ہے اور علماء کا اس میں اختلاف ہے۔ ابن منذر نے جواز پر اجماع ذکر کیا ہے، بعض علماء نے میقات سے احرام باندھنے کو افضل کہا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خراسان یا کرمان سے احرام باندھنے کو مکروہ فرمایا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — جو ذوالحلیفہ میں پہنچ کر اشعار اور تقلید کرے پھر احرام باندھے —"

نافع نے کہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب مدینہ منورہ "شرفہا اللہ تعالیٰ" سے ہدی لے جاتے تو ذوالحلیفہ پہنچ کر اس کی تقلید اور اشعار کرتے اس کی کوہان کے دائیں طرف میں چھری سے چیرتے اس حال میں کہ وہ قبلہ رو بیٹھا ہوتا۔"

۱۵۸۷ — ترجمہ: مسور بن مخرمہ اور مروان نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار سے زائد صحابہ کرام کے ساتھ مدینہ منورہ سے نکلے حتی کہ جب ذوالحلیفہ پہنچے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدی کے گلے میں قلادہ ڈالا اور اسے اِشعار کیا اور عمرہ کا احرام باندھا۔

۱۵۸۸ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے اپنے ہاتھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بُدنوں کے قلادے بٹے۔ پھر آپ نے اُن کے گلوں میں ڈالے اور ان کو اِشعار کیا اور مکہ مکرمہ بھیجا پس آپ پر کوئی شئی حرام نہ ہوئی جو آپ کے لئے حلال تھی۔

۱۵۸۷، ۱۵۸۸ — شرح: علامہ کرمانی نے کہا اِشعار کا معنی خبردار کرنا ہے اور یہ ہے کہ اونٹنی کے دائیں کوہان کو چھری سے

عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَ مَرْوَانَ قَالَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فِيْ بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةً مِنْ اَصْحَابِهٖ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِذِي الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهَدْيَ وَ اَشْعَرَهٗ وَاَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ - ۱۵۸۸ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَفْلَحُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا وَاَشْعَرَهَا وَاَهْدَاهَا وَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ اُحِلَّ لَهٗ -

چیردے حتی کہ وہ خون آلود ہو جائے - یہ سنت ہے جانور کی درد کا خیال نہ کیا جائے کیونکہ شرع نے اس کو جائز کہا ہے اور یہ قربانی کا جانور ہونے کی علامت ہے ،، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دائیں اور بائیں جس طرف چاہتے اشعار کرتے - امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ دائیں طرف اشعار مستحب جانتے ہیں - امام ابو یوسف اور محمد رحمہما اللہ نے کہا اشعار کی کیفیت یہ ہے کہ اونٹ کی بائیں کوہان کے نیچے چھری سے مارے حتیٰ کہ خون بہہ پڑے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اشعار مکروہ ہے ،، اور یہ مُثلہ ہے - بعض علماء نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا کہ اگر یہ مُثلہ ہے تو سنگی لگانا اور فصد کرانے کو بھی مثلہ کہنا چاہیے حالانکہ وہ ایسا نہیں کہتے ،، امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ جو تمام مذاہب کو سمجھنے میں یکتائے زمان ہیں خصوصاً امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کو جو وہ سمجھتے ہیں شاید کسی اور کو وہاں تک رسائی نہ ہوئی ہوگی اُنھوں نے کہا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے نفس اشعار کو مکروہ نہیں کہا اور نہ ہی اس کے سنت ہونے کا انکار کیا ہے اُنھوں نے اِس طرح اِشعار کرنے کو مکروہ فرمایا ہے جس سے اس کی ہلاکت کا ڈر ہو ،، کیونکہ گہرا زخم خصوصاً حجاز کے گرم علاقہ میں بہت جلد سرایت کر جاتا ہے اور عوام اشعار کی حد سے ناواقف ہونے کے باعث اُس سے تجاوز کر جاتے تھے اس لئے اِس کا سدِّ باب کرنے کے لئے آپ نے اسے مکروہ فرمایا اور جو شخص اشعار کی حد کا واقف ہو اور وہ صرف چمڑے میں چھری مارے اور گوشت تک اسے نہ لے جائے اس کو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سنت فرماتے ہیں اور یہ ہرگز مکروہ نہیں ہے اُنھوں نے فرمایا میں کتاب ، سنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال میں سے جب کوئی حکم نہ دیکھوں تو پھر قیاس کرتا ہوں لہٰذا آپ پر اعتراض کرنا تعصّب سے خالی نہیں اگرچہ معترض کوئی بھی ہو تعجب تو یہ ہے کہ حضرت ابن عباس اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ صاحب قربانی کو اشعار کرنے اور نہ کرنے میں اختیار ہے - معلوم ہُوا کہ وہ اشعار کو سنت نہیں جانتے اور نہ ہی اسے مستحب کہتے تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو ہدفِ تنقید کیوں بنایا جاتا ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ احرام سے پہلے قربانی کے گلے میں ہار اور اس کو اشعار کرنا مشروع ہے - ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جو شخص حج اور عمرہ کرنے کا ارادہ کرے اور اپنے ساتھ قربانی لے جائے تو میقات سے اس کے گلے میں قلادہ (ہار) ڈالے اسی طرح میقات سے احرام باندھنا مستحب ہے جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کرتے وقت حدیبیہ میں اور ایسے ہی حجۃ الوداع میں کیا تھا نیز جو کوئی حرم میں قربانی بھیجنا چاہے اور حج وعمرہ کرنے کا خیال نہ ہو اور اپنے گھر ہی رہے تو اس کے لئے جائز ہے کہ

بَابُ فَتْلِ الْقَلَائِدِ لِلْبُدْنِ وَالْبَقَرِ

۱۵۸۹ ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا وَلَمْ تَحِلَّ أَنْتَ قَالَ إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي وَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَحِلَّ مِنَ الْحَجِّ

۱۵۹۰ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهْدِي مِنَ الْمَدِينَةِ فَأَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِهِ ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ۔

اس کے گلے میں قلادہ ڈالے اور اپنے شہر میں اس کو اشعار کرے پھر اسے بھیجے جیسے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا جبکہ نو ہجری میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہدی دے کر بھیجا اور اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مُحرِم نہ ہوئے تھے، امام ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب ــــ قربانی کے اونٹوں اور گایوں کے لئے ہار بٹنا

۱۵۸۹ ــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر نے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ اُنھوں نے احرام کھول دیا اور آپ نے احرام نہیں کھولا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے سر کے بال جما لئے ہیں اور قربانی کے گلے میں قلادہ (ہار) ڈال رکھا ہے میں احرام نہ کھولوں گا حتی کہ حج سے فارغ ہو جاؤں"

۱۵۹۰ ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے ہدی (قربانی) بھیجتے اور میں اس کے قلادے (ہار) بٹا کرتی تھی پھر آپ کسی چیز سے پرہیز نہ کرتے جس سے مُحرِم پرہیز کرتا ہے!

۱۵۸۹، ۱۵۹۰ ــــ شرح : یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کا جانور مکہ مکرمہ بھیجتے اور مُحرِم نہ ہوتے تھے اس لئے ان اشیاء سے پرہیز نہ فرماتے تھے جن سے محرم پرہیز کرتا ہے،، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص مکہ مکرمہ قربانی کا جانور بھیجے اس سے وہ محرم نہیں ہوتا اور نہ ہی اس پر وہ اشیاء حرام ہوتی ہیں جو مُحرِم پر حرام ہیں۔ جمہور علماء کا یہی مسلک ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ اِشْعَارِ الْبُدْنِ وَقَالَ عُرْوَةُ عَنِ الْمِسْوَرِ قَلَّدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهَدْيَ وَاَشْعَرَهُ وَاَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ۔ ۱۵۹۱ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا اَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقٰسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَشْعَرَهَا وَقَلَّدَهَا اَوْ قَلَّدْتُهَا ثُمَّ بَعَثَ بِهَا اِلَى الْبَيْتِ وَاَقَامَ بِالْمَدِيْنَةِ فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْئٌ كَانَ لَهٗ حِلٌّ۔

باب ـــ قربانی کے جانوروں کو اِشعار کرنا ،،

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے مِسْوَر رضی اللہ عنہ سے روایت کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدی (قربانی کا اونٹ) کے گلے میں ہار ڈالا اور اس کو اشعار کیا اور عمرہ کا احرام باندھا! ،،

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۱۵۹۱ــــ کی ہدی کے لئے قلادہ (ہار) بٹے پھر آپ نے اِن کا اشعار کیا اور اِن کو قلادے ڈالے یا میں نے قلادے ڈالے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیت اللہ کی طرف بھیجا اور خود مدینہ منورہ میں اقامت فرمائی تو آپ پر کوئی شئ حرام نہ ہوئی جو آپ کے لئے حلال تھی (محرم نہ ہوئے تھے)

شرح : یعنی نفس ہدی (قربانی کا جانور) حرم میں بھیجنے سے کوئی شخص مُحرِم نہیں ہوتا"

۱۵۹۱ــــ اِشْعَار ،، کا معنی ہے - دائیں یا بائیں کوہان کے تحت جِلد میں چھری مار کر خون بہانا اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس طرح قربانی کا جانور دوسرے جانوروں سے ممتاز رہتا ہے جب گم ہو جائے تو پہچانا جاتا ہے ، اور چور اس کی چوری نہیں کرتے جب وہ ہلاکت کے قریب ہو جائے تو اسے نحر کیا جاتا ہے اور جب مساکین اس کی علامت دیکھیں اور اسے کھانا چاہیں تو کھا سکتے ہیں۔ تقلید ،، کا معنی یہ ہے کہ قربانی کے جانور کے گلے میں کوئی شئ لٹکا دی جاتی ہے تاکہ معلوم ہو کہ یہ جانور قربانی کے لئے ہے ،، امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اِشعار بدعت ہے کیونکہ یہ مُثلہ ہے اور یہ صحیح احادیث کے خلاف ہے لیکن یہ مثلہ نہیں ہے بلکہ ختان اور فصد کی طرح ہے ،،

ابن حزم محلی نے کہا ابوحنیفہ نے اشعار کو مکروہ کہا ہے اور وہ مُثلہ ہے ۔ یہ بہت بڑی مصیبت ہے کہ جس کو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہوا سے مُثلہ کہا جائے اس عقل پر تُف ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اعتراض کرے اس پر لازم ہے کہ وہ سنگی لگوانے اور فصد کرانے کو بھی منع کرے ۔ ابوحنیفہ نے یہ ایسی بات کی ہے جو پہلے کسی نے نہیں کہی اور نہ ہی اُن کے کسی ہم عصر نے ان کی موافقت کی ہے ۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے فرمایا ،، یہ کم عقلی اور بے حیائی ہے کیونکہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ جو حنفی مذہب کو خوب سمجھتے ہیں نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے نفس اشعار کو مکروہ نہیں کہا اور نہ ہی اس کے سنت ہونے کا انکار کیا ہے ،، اُنہوں

بَابُ مَنْ قَلَّدَ الْقَلَائِدَ بِيَدِهِ

۱۵۹۲ —— حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ زِيَادَ ابْنَ اَبِي سُفْيَانَ كَتَبَ اِلَى عَائِشَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ اَهْدٰى هَدْيًا حَرُمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ حَتّٰى يُنْحَرَ هَدْيُهُ قَالَتْ عَمْرَةُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ اَبِي فَلَمْ يَحْرُمْ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ اَحَلَّهُ اللّٰهُ لَهُ حَتّٰى نُحِرَ الْهَدْيُ -

نے اس اِشعار کو مکروہ کہا ہے جو لوگ اس طریقہ سے کرتے تھے کہ اس سے جانور ہلاکت کے قریب ہوجاتا تھا اور لوگ اشعار کی حد کی رعایت نہیں کرتے تھے ، الغرض امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اشعار میں مبالغہ کو مکروہ کہا ہے نفسِ اشعار کو وہ بھی سنت ہی فرماتے ہیں ۔ صاحبِ ہدایہ رحمہ اللہ نے کہا اس مسئلہ کا فقہ سے تعلق نہیں یہ مسئلہ اختلافِ زمان کے باعث اختلافِ احوال پر مبنی ہے ۔ پھر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر تنقید کرنے والے یہ خیال نہیں کرتے کہ مبالغہ کی نفی سے اصل شئی کی نفی نہیں ہوتی اور تعصب کی رَد میں بہہ کر ایسی باتیں کرنے لگتے ہیں جو خود ان کی شان کے لائق نہیں ہوتی ہیں ۔ وَاللّٰهُ هُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ "

باب —— جس نے اپنے ہاتھ سے ہار بُنے "

۱۵۹۲ —— ترجمہ : زیاد بن ابی سفیان نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو لکھا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ جو شخص مکہ مکرمہ میں قربانی کا جانور بھیج دے اس پر ہر وہ شئی حرام ہوجاتی ہے جو حاجی پر حرام ہوتی ہے ۔ حتیٰ کہ اس جانور کو نحر کیا جائے " عمرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جو ابن عباس نے کہا ہے وہ درست نہیں ہے میں نے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدی (قربانی کا جانور) کے ہار بٹے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متبرک ہاتھوں سے ان کے گلوں میں ہار ڈالے پھر میرے والد کے ہمراہ ان کو حرم میں بھیجا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی شئی حرام نہ ہوئی جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حلال کی ہے حتیٰ کہ ہدی کو نحر کیا گیا ۔

۱۵۹۲ —— شرح : زیاد بن عُبَید کی والدہ سُمَیّہ ہے جو حارث بن کلدہ ثقفی کی آزاد کردہ لونڈی اور عبید کی بیوی ہے " اس سے زیاد پیدا ہوا جبکہ سمیہ عبید کی بیوی تھی اس لئے اس کو زیاد بن عبید کہا جاتا ہے ۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک جماعت نے گواہی دی کہ ابوسفیان

بَابُ تَقْلِيدِ الْغَنَمِ

۱۵۹۳ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ اَخْبَرَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَهْدَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً غَنَمًا ح و

۱۵۹۴ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ اَخْبَرَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَفْتِلُ الْقَلَائِدَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَلِّدُ الْغَنَمَ وَيُقِيْمُ فِيْ اَهْلِهِ حَلَالًا۔

۱۵۹۵ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَفْتِلُ قَلَائِدَ الْغَنَمِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَبْعَثُ بِهَا ثُمَّ يَمْكُثُ حَلَالًا۔ ۱۵۹۶ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَتَلْتُ لِهَدْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِيْ الْقَلَائِدَ قَبْلَ اَنْ يُحْرِمَ۔

نے اقرار کیا ہے کہ زیاد ان کا بیٹا ہے اس لئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنی طرف منسوب کر لیا اور اپنی بیٹی کا اس کے لڑکے سے نکاح کر دیا اور زیاد کو بصرہ اور کوفہ کا حاکم مقرر کر دیا اور وہ ۵۳ ہجری میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں فوت ہو گیا،،

اگر یہ سوال ہو کر فَلَمْ یَحْرِمْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی نَحَرَ الْھَدْیَ،، سے معلوم ہوتا ہے کہ ہدی نحر کرنے کے بعد حلال اشیاء حرام ہوگئیں حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ عدم حرمت کی انتہاء نحر تک نہیں بلکہ ہدی نحر کرنے کے بعد بھی عدم حرمت باقی رہتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حَتّٰی نَحَرَ الْھَدْیَ،، نحر کی غایت ہے حرام شئی کی غایت نہیں یعنی ہدی نحر کرنے تک حرمت نہ پائی گئی۔ کیونکہ یہ حضرت ابن عباس کے کلام کا رد ہے جو کہ نحر تک حرمت کو ثابت کرتے ہیں اور فقہا کا عمل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے خلاف ہے۔ امام بیہقی نے اپنے طریق سے ذکر کیا کہ سب سے پہلے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس مسئلہ میں لوگوں کو اندھیرے سے نکالا اور انھیں سنت کی راہ دکھائی۔ اور امام بیہقی نے عروہ اور عمرہ کی حدیث ذکر کی تو لوگوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ ترک کر دیا اسی لئے جمہور فقہاء کہتے ہیں کہ قربانی کے جانور کو قلادہ ڈالنے سے محرم نہیں ہوتا اور اس پر کوئی شئی واجب نہیں جبکہ وہ حج یا عمرہ کے لئے متوجہ نہ ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ الْقَلَائِدِ مِنَ الْعِهْنِ

۱۵۹۷ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَهَا مِنْ عِهْنٍ كَانَ عِنْدِي۔

باب — بکری کے گلے میں قلادہ (ہار) ڈالنا

۱۵۹۳ — ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہانے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ بکریاں قربانی کے لئے بھیجیں۔

۱۵۹۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہانے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قربانی کے جانوروں کے ہار بٹا کرتی تھی۔ آپ بکروں کو قلادہ ڈالتے اور خود اپنے گھر احرام سے باہر رہتے،،

۱۵۹۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہانے فرمایا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بکریاں کے لئے ہار بٹا کرتی تھی آپ ان کو بھیج دیتے پھر احرام کے بغیر رہتے،،

۱۵۹۶ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہانے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدی (قربانی) کے لئے آپ کے احرام باندھنے سے پہلے ہار بٹے،،

۱۵۹۳ تا ۱۵۹۶ — شرح : ہدی" اسے کہتے ہیں جو تقرب کے لئے حرم کی طرف بھیجی جائے اور وہ کم ازکم بکری ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہانے "مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ،، کی تفسیر بکری سے کی ہے اسی لئے فقہاء کہتے ہیں کہ اونٹ، گائے اور بکری مذکر ہوں یا مؤنث ہدی بن سکتے ہیں اس میں سب کا اجماع اور اتفاق ہے البتہ ان میں اختلاف اس مسئلہ میں ہے کہ قلادہ صرف بدنہ کے لئے ہے اور بکری بدنہ نہیں۔ لہٰذا بکری کو قلادہ نہ ڈالا جائے،، اگر یہ سنت ہوتا تو لوگ اسے ترک نہ کرتے اور مذکورہ حدیث ۱۵۹۳ کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے اسناد میں اسود ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے میں متفرد ہے،، امام مالک اور ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بکری کو قلادہ نہ ڈالا جائے کیونکہ یہ کمزور ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بکری بطور ہدی بھیجی تھی وہ احرام کی ہدی نہ تھی اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے بھیجنے کے بعد اپنے گھر میں بدون احرام تشریف فرما رہے اور یہ کہیں بھی منقول نہیں کہ آپ نے احرام میں بکری کو بطور ہدی بھیجا ہو اور خود محرم ہوں الحاصل احناف کا مذہب یہ ہے کہ بکری کو قلادہ ڈالنا مسنون نہیں اگر ڈال دیا جائے تو جائز ہے ممنوع نہیں مگر بکری کو اشعار نہ کرنے میں سب کا اتفاق ہے کیونکہ وہ کمزور ہونے کے باعث زخم کی متحمل نہیں ہوسکتی نیز اس پر صوف ہونے کے باعث اشعار مخفی رہتا ہے۔

باب — روئی کے ہار بٹے

بَابُ تَقْلِيْدِ النَّعْلِ

۱۵۹۸ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ رَاكِبَهَا يُسَايِرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّعْلُ فِي عُنُقِهَا تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ۔

۱۵۹۹ ـــ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ بَابُ الْجِلَالِ لِلْبُدْنِ وَكَانَ

۱۵۹۷ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے ہدی کے ہار اپنی روئی سے بنائے جو میرے پاس تھی ،،

باب ـــ جوتوں کے ھار بنانا

۱۵۹۸ ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا وہ بدنہ ہانک رہا تھا آپ نے فرمایا اس پر سوار ہوجا اُس نے کہا یہ بدنہ ہے آپ نے فرمایا سوار ہوجا۔ ابوہریرہ نے کہا میں نے اس شخص کو دیکھا کہ وہ اس پر سوار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا اور جوتا اس کے گلے میں تھا۔ محمد بن بشار نے اس کی متابعت کی۔

۱۵۹۹ ـــ ترجمہ: عثمان بن عمر نے بیان کیا کہ ہمیں علی بن مبارک نے یحییٰ سے اُنھوں نے عکرمہ سے اُنھوں نے ابوہریرہ سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹ ـــ شرح: اس طریق کا مقصد یہ ہے کہ علی بن مبارک نے معمر کی متابعت کی ہے،، واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــ قربانی کے جانور کو جھل ڈالنا،،

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جھل کو صرف کوہان کی جگہ سے پھاڑتے تھے اور جب ذبح کر لیتے تو جھل اس ڈر سے اُتار دیتے کہ اس کو خون خراب نہ کر دے پھر اس کو صدقہ کر دیتے،،

ابنُ عمرَ لا يشقُّ من الجلالِ إلّا موضعَ السَّنامِ وإذا نحرها نزعَ جلالها مخافةَ أن يُفسدها الدمُ ثمّ يتصدّقُ بها۔

۱۶۰۰ — حدّثنا قبيصةُ قال حدّثنا سفينُ عن ابنِ أبي نجيحٍ عن مجاهدٍ عن عبدِ الرحمٰنِ بنِ أبي ليلى عن عليٍّ رضي اللّٰه عنه قال أمرني رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلّم أن أتصدّقَ بجلالِ البُدنِ التي نُحرت وبجلودها۔

بابُ منِ اشترى هديَهُ من الطريقِ وقلّدها

۱۶۰۱ — حدّثنا إبراهيمُ بنُ المنذرِ قال حدّثنا أبو ضمرةَ قال حدّثنا موسى بنُ عقبةَ عن نافعٍ قال أرادَ ابنُ عمرَ الحجَّ عامَ حجّةِ الحروريّةِ في عهدِ ابنِ الزبيرِ فقيلَ له إنّ الناسَ كائنٌ بينهم قتالٌ ونخافُ أن يصدّوكَ فقال لقد كان لكم في رسولِ اللّٰه أسوةٌ حسنةٌ إذن أصنعُ كما صنعَ رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلّم أشهدُكم أنّي قد أوجبتُ عمرةً حتى كان بظاهرِ البيداءِ قال ما شأنُ الحجِّ والعمرةِ

۱۶۰۰ — ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ بُدنوں کی جھلوں اور چمڑوں کو صدقہ کر دوں جن کو میں نے نحر کیا تھا"۔

۱۶۰۰ — شرح : عرف میں جھل وہ ہے جو اونٹ، گدھا اور خچر وغیرہ کی پُشت پر ڈالی جاتی ہے۔ لیکن علماء کہتے ہیں جھل صرف اونٹ کے ساتھ مختص ہے"۔

ظاہر یہ ہے کہ حدیث میں امر استحباب کے لئے ہے یعنی قربانی کے جانور کی جھل اور چمڑا صدقہ کرنا مستحب ہے" ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہم کہتے ہیں اونٹ پر جھل ڈالنا جائز ہے اور جھل کو پھاڑنے کا فائدہ یہ ہے کہ کوہان کے نیچے والا اشعار ظاہر ہو چھپا نہ رہے" اگر قربانی کے جانور کی کھال کو بیچ دے تو قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ فقہاء نے کہا قربانی کے جانور کے گوشت اور چمڑے کا ایک ہی حکم ہے لہذا دونوں کا صدقہ مستحب ہے جبکہ قربانی کا گوشت اغنیاء اور سادات بھی کھا سکتے ہیں"۔

باب — جس نے قربانی کا جانور راستہ میں خریدا اور اس کو قلادہ ڈالا"

۱۶۰۱ — ترجمہ : نافع نے روایت کی انھوں نے کہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خارجیوں کے حج کے سال حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت

اِلَّا وَاحِدٌ اُشْهِدُكُمْ اَنِّیْ قَدْ جَمَعْتُ حَجَّةً مَعَ عُمْرَةٍ وَاَهْدٰی هَدْیًا مُقَلَّدًا اشْتَرَاهُ حِیْنَ قَدِمَ فَطَافَ بِالْبَیْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ یَزِدْ عَلٰی ذٰلِكَ وَلَمْ یُحْلِلْ مِنْ شَیْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰی یَوْمِ النَّحْرِ فَحَلَقَ وَنَحَرَ وَرَاٰی اَنْ قَدْ قَضٰی طَوَافَهُ لِلْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ بِطَوَافِهِ الْاَوَّلِ ثُمَّ قَالَ كَذٰلِكَ صَنَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

میں حج کا ارادہ کیا تو ان سے کہا گیا لوگوں میں جنگ ہونے والی ہے اور ہمیں ڈر ہے کہ وہ آپ کو حج سے روک دیں گے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا تمہارے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اچھا نمونہ ہیں۔ میں اس وقت وہی کروں گا جو آپ نے کیا تھا اور میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے اُوپر عمرہ کو واجب کر لیا ہے حتیٰ کہ جب بَیْدَاء کے کھلے میدان میں پہنچے تو کہا حج اور عمرہ کا حال ایک جیسا ہے۔ میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے حج کو عمرہ کے ساتھ جمع کر لیا ہے اور قربانی کے جانور کو قلادہ ڈال کر بھیجا جو اُنھوں نے خریدا تھا۔ حتیٰ کہ مکہ مکرمہ پہنچنے پر بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف کیا اور اس پر کچھ زیادتی نہ کی اور کسی شیٔ کو حلال نہ جانا جو ان پر بحالتِ احرام حرام تھی حتیٰ کہ نحر کے روز دس ذی الحجہ) حلق کیا اور قربانی دی اور خیال کیا کہ انھوں نے پہلے ہی طواف سے حج اور عمرہ پُورا کر لیا ہے" پھر کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا تھا!

۱۶۰۱ شرح یہ سن چونسٹھ ۶۴ھ کا واقع ہے اسی سال یزید بن معاویہ مرا تھا، حرور یہ کوفہ کے قریب ایک بستی ہے۔ خوارج کا سب سے پہلا اجتماع وہاں ہُوا تھا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ فیصلہ کرنا چاہا تو حضرت ابوموسیٰ اشعری اور عمرو بن عاص کو اس کا حکم مقرر کیا اس وقت کچھ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا اور کہا تو نے اللہ کے حکم میں شک کیا ہے اور اپنے دشمنوں کو حکم تسلیم کیا ہے اور وہ حضرت علی کی اطاعت سے خارج ہو گئے اس لئے ان کو خوارج کہا جاتا ہے لمبی مدت ان سے جھگڑا رہا ایک دن آٹھ ہزار خوارج باہر نکلے جبکہ ان کا امیر ابن الکوا تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بھیجا اُنھوں نے ان سے مناظرہ کیا تو ان میں سے دو ہزار تائب ہوئے اور چھ ہزار خارجی باقی رہ گئے، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی"

اس مقام میں اشکال پیدا ہوتا ہے کہ یہ حدیث ۱۵۳۹ کے مغائر ہے کیونکہ اُس حدیث میں لیث نے نافع سے روائت کی ہے کہ جس سال حجاج عبداللہ بن زبیر سے جنگ کا ارادہ رکھتا تھا اور یہ ۷۲ ہجری کا واقعہ ہے اور اس وقت عبداللہ بن زبیر کا عہدِ خلافت ختم ہوتا ہے اور خوارج کا حج تقریباً ۶۴ ہجری میں تھا اور اس وقت عبداللہ بن زبیر خلیفہ نہ تھے،، اس کا جواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ راوی نے حجاج اور اس کے اتباع پر خوارج کا اطلاق کیا ہو کیونکہ حضرت عبداللہ بن زبیر کی خلافت حق تھی اور حجاج نے اس کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور ان کی اطاعت سے خارج ہو گیا تھا یہ بھی کہنا بعید نہیں کہ واقعہ متعدد بار ہُوا ہو،" (قسطلانی، فتح الباری) بَیْدَاء، مکہ مکرمہ کی جہت میں ذوالحلیفہ سے آگے میدان ہے،" بِطَوَافِهِ الْاَوَّلِ" سے مراد یہ ہے، کہ عبداللہ بن عمر قارن تھے اور اُنھوں نے ایک ہی طواف

بَابُ ذَبْحِ الرَّجُلِ الْبَقَرَ عَنْ نِسَائِهِ مِنْ غَيْرِ اَمْرِهِنَّ

۱۶۰۲ —— حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ لَانُرَى اِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ اِذَا طَافَ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ اَنْ يَحِلَّ قَالَتْ فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَ نَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَزْوَاجِهِ قَالَ يَحْيَى فَذَكَرْتُهُ لِلْقَاسِمِ فَقَالَ اَتَتْكَ بِالْحَدِيْثِ عَلَى وَجْهِهِ۔

کیا اور قران کے لئے دو طواف نہ کئے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہی مسلک ہے۔ ابن بطال نے کہا طوافِ اول سے مراد صفا مروہ کے درمیان طواف ہے اور بیت اللہ کا طواف طوافِ زیارت ہے یہ فرض ہے اس کے لئے طوافِ قدوم کافی نہیں۔ احناف کے نزدیک قارن دو طواف اور دو سعیں کرے گا اس کی پوری تفصیل حدیث ۱۵۲۷ کے تحت دیکھیں۔

باب —— کسی مرد کا اپنی بیویوں کے کہنے کے بغیر ان کی طرف سے قربانی کرنا ،،

۱۶۰۲ —— ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ذی القعدہ کے پانچ دن باقی رہ گئے تھے تو ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ سے صرف حج کے ارادے سے نکلے جب ہم مکہ مکرمہ کے قریب ہوئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جس کے ساتھ ہدی (قربانی کا جانور) نہیں وہ جب بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کے درمیان سعی کر چکے تو احرام کھول دے ام المؤمنین نے فرمایا ہمارے پاس نحر کے روز گائے کا گوشت لایا گیا میں نے کہا یہ کیا ہے تو کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی کی ہے یحییٰ نے کہا میں نے اس کا قاسم سے ذکر کیا تو اس نے کہا عمرہ نے حدیث ٹھیک بیان کی ہے ،،

۱۶۰۲ —— شرح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کسی انسان کا دوسرے کی طرف سے قربانی کرنا اس کی اجازت کے بغیر جائز نہیں اس لئے حدیث مذکور میں اس کا محمل یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواجِ مطہرات سے اجازت لی ہوگی " مگر یہ تاویل امام بخاری کے مقصد کے خلاف ہے اور حدیث کا سیاق بھی اسے قبول نہیں کرتا، کیونکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جب گوشت لایا گیا تو انھوں نے پوچھا یہ کیا ہے اگر انھوں نے اجازت دی ہوتی اور ان کو ذبح کا علم ہوتا تو استفہام کی ضرورت نہ پڑتی

بَابُ النَّحْرِ فِي مَنْحَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى

۱۶۰۳ــــ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ خَالِدَ بْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ كَانَ يَنْحَرُ فِي الْمَنْحَرِ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ مَنْحَرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۶۰۴ــــ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَبْعَثُ بِهَدْيِهِ مِنْ جَمْعٍ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ حَتَّى يُدْخَلَ بِهِ مَنْحَرُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ حُجَّاجٍ فِيهِمُ الْحُرُّ وَالْمَمْلُوكُ۔

البتہ یہ کہنا ممکن ہے کہ ام المؤمنین کا استفہام کا مبنیٰ یہ ہو کہ کیا یہ وہی گوشت ہے جس کی ہم نے اجازت دی ہے یا کوئی دوسرا ہے ؟

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گائے کو نحر کرنا جائز ہے۔ قدوری میں یوں مذکور ہے کہ اونٹوں میں مستحب نحر ہے اگر ان کو ذبح کیا جائے تو جائز ہے اور مکروہ ہے" یعنی یہ فعل مکروہ ہے مذبوحہ مکروہ نہیں" اور گائے کو ذبح کرنا مستحب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَۃً" اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ تمتع اور قران کی ہدی میں اشتراک جائز ہے۔ چنانچہ عروہ نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے ذبح کی جنہوں نے عمرہ کیا تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــ منیٰ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نحر کرنے کی جگہ میں نحر کرنا"

۱۶۰۳ــــ ترجمہ: عُبید اللہ بن عمر نے نافع سے روایت کی کہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نحر کرنے کی جگہ میں نحر کرتے تھے عُبید اللہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نحر کرنے کی جگہ نحر کرتے تھے"۔

۱۶۰۴ــــ ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مزدلفہ سے آخر رات میں حاجیوں کے ساتھ جن میں آزاد اور غلام ہوتے ہدی بھیجتے حتیٰ کہ اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نحر کرنے کی جگہ لے جایا جاتا"۔

بَابُ مَنْ نَحَرَ بِيَدِهٖ

۱۶۰۳ ـــــ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ قَالَ وَنَحَرَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ سَبْعَةَ بُدْنٍ قِيَامًا وَضَحّٰى بِالْمَدِيْنَةِ كَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ مُخْتَصَرًا۔

بَابُ نَحْرِ الْاِبِلِ الْمُقَيَّدَةِ

۱۶۰۵ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ عُمَرَ اَتٰى عَلٰى رَجُلٍ قَدْ اَنَاخَ بَدَنَتَهٗ يَنْحَرُهَا قَالَ ابْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً سُنَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ يُوْنُسَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ زِيَادٌ۔

۱۶۰۳، ۱۶۰۴ ـــــ شرح : منحر ،، وہ جگہ ہے جہاں اونٹ نحر کئے جاتے ہیں ابن تین نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا منحر ،، جمرہ اولیٰ کے پاس ہے جو منیٰ کی مسجد کے قریب ہے۔ ایک دوسری روائت کے مطابق سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف رکھنے کی جگہ منیٰ میں مصلّٰی کے بائیں جانب تھی ،، یہ طاؤس کی روائت ہے اور طاؤس کے غیر کی روائت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج کو حکم فرمایا کہ وہ منیٰ میں "دار" کے پہلو میں ٹھہریں اور انصار سے فرمایا کہ وہ "دار" کے پیچھے شعب میں ٹھہریں اور وہ جمرہ اولیٰ کے پاس ہے ،، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نحر فرمائیں وہاں نحر کرنا افضل ہے واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــــ
اونٹ کو باندھ کر نحر کرنا ،،

۱۶۰۵ ـــــ ترجمہ : زیاد بن جبیر نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ ایک مرد کے پاس آئے جو اپنے بُدنہ کو بٹھا کر نحر کر رہا تھا اُنھوں نے کہا اس کو کھڑا کر کے باندھو یہ سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت ہے ،، شعبہ نے یونس سے روائت کرتے ہوئے کہا کہ مجھے زیاد نے خبر دی۔

بَابُ نَحْرِ الْبُدْنِ قَائِمَةً وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ سُنَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ صَوَافَّ قِيَامًا ـ ۱۶۰۶ــــ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِالْمَدِيْنَةِ اَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ فَبَاتَ بِهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَجَعَلَ يُهَلِّلُ وَيُسَبِّحُ فَلَمَّا عَلَا عَلَى الْبَيْدَاءِ لَبَّى بِهِمَا جَمِيْعًا فَلَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ اَمَرَهُمْ اَنْ يَحِلُّوْا وَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ سَبْعَةَ بُدْنٍ قِيَامًا وَضَحَّى بِالْمَدِيْنَةِ كَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ ـ ۱۶۰۷ ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِالْمَدِيْنَةِ اَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ وَعَنْ اَيُّوْبَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ثُمَّ بَاتَ حَتّٰى اَصْبَحَ فَصَلَّى الصُّبْحَ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ حَتّٰى اِذَا اسْتَوَتْ بِهِ الْبَيْدَآءَ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ ـ

۱۶۰۵ــــ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مستحب یہ ہے کہ اونٹ کھڑا ہو اور اس کا بایاں پاؤں باندھا ہوا ہو ۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کھڑے یا بٹھا کر نحر کرنے میں برابر کی فضیلت ہے ،، اور گائے اور بکری میں مستحب یہ ہے کہ بائیں پہلو پر لٹا کر ان کو ذبح کیا جائے ،، اور دایاں پاؤں کھلا رکھا جائے اور باقی تین پاؤں باندھے جائیں ،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابی کا قول سنت کا درجہ رکھتا ہے ،،

باب اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کرنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا یہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا صوّاف کا معنی ہے کہ وہ کھڑے ہوں

۱۶۰۶ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ظہر کی نماز چار رکعتیں پڑھیں اور ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعتیں پڑھیں اور وہیں رات بسر کی جب صبح ہوئی تو سواری پر سوار ہوئے اور تہلیل و تسبیح فرمانے لگے ۔ جب مقام بیداء پر تشریف فرما ہوئے تو حج اور عمرہ دونوں کا تلبیہ

بَابُ لَا يُعْطَى الْجَزَّارُ مِنَ الْهَدْيِ شَيْئًا

۱۶۰۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ اَنَا سُفْيٰنُ ثَنِيْ ابْنُ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُمْتُ عَلَى الْبُدْنِ فَاَمَرَنِيْ فَقَسَمْتُ لُحُوْمَهَا ثُمَّ اَمَرَنِيْ فَقَسَمْتُ جِلَالَهَا وَجُلُوْدَهَا وَقَالَ سُفْيٰنُ ثَنِيْ عَبْدُ الْكَرِيْمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَقُوْمَ عَلَى الْبُدْنِ وَلَا اُعْطِيَ عَلَيْهَا شَيْئًا فِيْ جِزَارَتِهَا۔

کہا جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو لوگوں کو حکم دیا کہ وہ احرام کھول دیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے سات اونٹ کھڑے کر کے نحر فرمائے،، اور مدینہ منورہ میں سینگوں والے دو ابلق (سیاہ اور سفید) مینڈھے ذبح فرمائے،،

۱۶۰۷ — ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ظہر چار رکعتیں پڑھیں اور ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعتیں پڑھیں۔ ایوب نے ایک شخص کے واسطہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ پھر آپ رات بھر ذوالحلیفہ میں رہے حتیٰ کہ صبح ہوگئی پھر صبح کی نماز پڑھ کر اپنی سواری پر سوار ہوئے حتیٰ کہ سواری جب بیدا پہنچی تو حج اور عمرہ دونوں کا تلبیہ فرمایا۔

۱۶۰۶، ۱۶۰۷ — شرح: املح ،، سفید مینڈھا ہے جس میں ہلکی سی سیاہی ہے (سیاہ سفید ملا جلا) اقرن (بڑے بڑے سینگوں والا)۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحلیفہ میں مسافر تھے اس لئے عصر کی نماز قصر کر کے دو رکعتیں پڑھیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے کیونکہ آپ نے حج اور عمرہ دونوں کا تلبیہ جمع کر کے فرمایا لہٰذا قران افضل ہے،، ایوب نے کسی شخص سے روایت کی لہٰذا یہ اسناد مجہول ہے لیکن متابعت کے اعتبار سے مذکور ہے۔ ایک روایت کے مطابق یہ شخص ابو قلابہ ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — قصاب کو قربانی میں سے کچھ نہ دیا جائے

۱۶۰۸ — ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا میں قربانی کے اونٹوں کے پاس گیا،، تو آپ نے مجھے حکم فرمایا تو میں نے ان کا گوشت تقسیم کیا پھر حکم فرمایا تو میں نے ان کی جھلیں اور چمڑے صدقہ کئے۔ سفیان نے کہا مجھ سے عبدالکریم نے مجاہد کے واسطہ سے انھوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے توسط سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ انھوں نے

بَابٌ يُتَصَدَّقُ بِجُلُودِ الْهَدْيِ

۱۶۰۹ ـــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ وَعَبْدُ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيُّ أَنَّ مُجَاهِدًا أَخْبَرَهُمَا أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يَقُومَ عَلَى بُدْنِهِ وَأَنْ يَقْسِمَ بُدْنَهُ كُلَّهَا لُحُومَهَا وَجُلُودَهَا وَجِلَالَهَا وَلَا يُعْطِيَ فِي جِزَارَتِهَا شَيْئًا۔

بَابٌ يُتَصَدَّقُ بِجِلَالِ الْبُدْنِ

۱۶۱۰ ـــــ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ ثَنَا سَيْفُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ ثَنِي ابْنُ أَبِي لَيْلَى أَنَّ عَلِيًّا حَدَّثَهُ قَالَ أَهْدَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةَ بَدَنَةٍ فَأَمَرَنِي بِلُحُومِهَا فَقَسَمْتُهَا ثُمَّ أَمَرَنِي بِجِلَالِهَا فَقَسَمْتُهَا ثُمَّ بِجُلُودِهَا فَقَسَمْتُهَا۔

کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ میں اونٹوں کے پاس جاؤں اور مزدوری میں ان میں سے کچھ نہ دوں"

۱۶۰۸ ـــــ شرح : عبدالکریم بن اصطخری جزری ہے۔ ۱۲۷ھ ہجری میں فوت ہوئے۔" جزارتہا"، کا معنی ہے اونٹ کے پائے اور سر ان پر جزارۃ کا اطلاق اس لئے ہے کہ قصاب ان کو لے لیتا ہے اور یہ اس کی مزدوری ہوتی ہے یعنی جیسے قربانی کا بیچنا جائز نہیں اس سے قصاب کی اجرت بھی جائز نہیں"

باب ـــ قربانی کا چمڑہ صدقہ کر دیا جائے

۱۶۰۹ ـــــ ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم فرمایا کہ قربانی کے جانوروں کے پاس کھڑے ہوں اور ان کے گوشت، چمڑے اور جھلیں سب صدقہ کر دیں اور قصاب کی اجرت میں ان سے کوئی چیز نہ دی جائے"

باب ـــ قربانی کے جانوروں کی جھلیں صدقہ کر دی جائیں

۱۶۱۰ ـــــ ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سو اونٹ قربانی کے لئے بھیجے اور مجھے حکم فرمایا کہ ان کے گوشت صدقہ کر دوں میں نے گوشت تقسیم کر دیئے پھر مجھے ان کی جھولوں کی تقسیم کا حکم فرمایا تو میں نے ان کو تقسیم کر دیا پھر انکی کھالوں کی تقسیم کا حکم فرمایا تو میں نے ان کو تقسیم کر دیا

باب وَاِذْ بَوَّأْنَا لِاِبْرَاهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِيْنَ وَالْقَائِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ اِلٰى قَوْلِهٖ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَمَا يَاْكُلُ مِنَ الْبُدْنِ وَمَا يُتَصَدَّقُ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ لَا يُؤْكَلُ مِنْ جَزَاءِ الصَّيْدِ وَالنَّذْرِ وَيُؤْكَلُ مِمَّا سِوٰى ذٰلِكَ وَقَالَ عَطَاءٌ يَاْكُلُ وَيُطْعِمُ مِنَ الْمُتْعَةِ ۔

۱۶۰۹ ، ۱۶۱۰ —— شرح : ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کا ذبح کرنے، اس کا گوشت تقسیم کرنے اور ان کی جھلیں وغیرہ فقراء میں تقسیم کرنے کے لئے کسی کو وکیل بنانا جائز ہے اور قربانی کے گوشت وغیرہ سے مزدوری نہ دی جائے۔ امام بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح السنۃ میں ذکر کیا کہ اگر قصاب کی مزدوری پوری دی جائے اور پھر اس کو گوشت صدقہ کے طور دیا جائے جیسے فقراء کو دیا جاتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں،، بعض علماء نے کہا گوشت مزدوری کی صورت دینا جائز نہیں اور اگر بطور صدقہ اور ہبہ دیا جائے یا اس کی مزدوری کے علاوہ دیا جائے تو جائز ہے مگر احتیاط اسی میں ہے کہ نہ دیا جائے کیونکہ اس طرح مزدوری میں وہ کچھ نہ کچھ لحاظ کرے گا۔ علامہ قرطبی نے کہا اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ گوشت کی طرح کھالوں وغیرہ کا صدقہ کیا جائے اور ان کو فروخت نہ کیا جائے۔ سب علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ قربانی کا گوشت فروخت کرنا ممنوع ہے،، توضیح میں ذکر کیا کہ علماء کا قربانی کی کھال فروخت کرنے میں اختلاف ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کھال بیچ کر قیمت کا صدقہ کر دینے میں حرج نہیں۔ امام احمد اور اسحاق کا یہی مذہب ہے، امام مالک نے کہا اس کی کھال کی بیع جائز نہیں۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ مالکی کہتے ہیں قربانی کی کھالیں اور مہاریں وغیرہ سب گوشت کے حکم میں ہیں لہٰذا گوشت کی طرح ان کو بھی فقراء میں تقسیم کر دیا جائے اور جہاں اغنیاء اور فقراء کے لئے گوشت مباح ہے کھالیں بھی ان کو صدقہ کرنی مباح ہیں کیونکہ یہ گوشت کے تابع ہیں،، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہمارے احناف کہتے ہیں کہ قربانی کی کھال اور مہار وغیرہ صدقہ کر دی جائیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس طرح حکم فرمایا تھا،، اور ظاہر یہی ہے کہ ان تمام کا صدقہ کرنا مستحب ہے۔ لہٰذا اگر کھال بعینہٖ اپنے استعمال میں لے آئے جیسے مصلیٰ یا مشکیزہ بنا لے تو جائز ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب

ترجمہ : اور جبکہ ہم نے ابراہیم کو اس گھر کا ٹھکانہ ٹھیک بتا دیا، اور حکم دیا کہ میرا کوئی شریک نہ کر اور میرا گھر ستھرا رکھ طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع سجدے والوں کے لئے اور لوگوں میں حج کی عام ندا کر دے۔ وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے۔ پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہے، تاکہ

وہ اپنا فائدہ پائیں اور اللہ کا نام لیں جانے ہوئے دنوں میں اس پر کہ انھیں روزی دی بے زبان چوپائے نو ان میں سے خود کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو کھلاؤ، پھر اپنا میل کچیل اتاریں اور اپنی منتیں پوری کریں اور اس آزاد گھر کا طواف کریں،، بات یہ ہے اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بھلا ہے،،

شرح : دراصل یہ تمام آیات باب کا عنوان ہیں امام بخاری کو ان کی شرط کے مطابق عنوان کے مناسب کوئی حدیث نہیں ملی اور وہ شرط کے مطابق حدیث ملنے سے پہلے فوت ہوگئے،، ایک اور وجہ بھی ہے جو اس کے قریب تر ہے کہ یہ آیات حج کے احکام پر مشتمل ہیں اور وہ طواف کرنے والوں اور نماز پڑھنے والوں کے لئے بتوں وغیرہ سے بیت اللہ کی تطہیر اور صفائی ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا یہ حکم کہ لوگوں کے لئے حج کا اعلان فرمائیں الخ - یہ خطاب سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہے کہ وہ لوگوں میں حج کا اعلان کریں اور ہم ان کی آواز ساری دُنیا کے لوگوں کو پہنچا دیں گے،، حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ نیا کلام ہے اور اس اعلان کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ حجۃ الوداع میں لوگوں کو یہ اعلان پہنچائیں ،، وَلْيَطَّوَّفُوا ،، سے مراد طواف زیارت ہے جو وقوف عرفہ اور وقوف مزدلفہ کے بعد دسویں تاریخ کو یا اس کے بعد کیا جاتا ہے ،، بیت العتیق ،، سے مراد کعبہ ہے - عتیق کا معنی پرانا یا آزاد ہے اور بیت اللہ بھی سب سے مقدم اور پرانا گھر ہے یا یہ سرکش لوگوں کے پنجہ سے ہمیشہ آزاد رہا ہے اور کسی کو اسے خراب کرنے کی ہمت نہ ہوئی اور اس پر ہمیشہ وہ مسلط رہا جو اس کا احترام اور تعظیم کرے یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ یہ طوفانِ نوح میں غرق ہونے سے آزاد رہا ہے - ایام معلومات سے مراد ذی الحجہ کے دس دن ہیں اور آئندہ کی یہیں امر استحباب کے لئے ہے کیونکہ جاہلیت میں ان کا کھانا حرام جانتے تھے -

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

باب —— قربانی کے جانور سے کیا کھائے اور کیا صدقہ کرے

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا شکار کے بدلہ میں سے اور نذر میں سے نہ کھایا جائے اور اس کے سوا کھائے - عطار نے کہا کہ تمتع کی قربانی میں سے آپ کھائے اور دوسروں کو بھی کھلائے،،

شرح : یعنی مالک اس جانور کا گوشت نہ کھائے جو اُس نے شکار کرنے کے بدلہ ذبح کیا ہو اور نہ ہی اس جانور کا گوشت کھائے جسے اس نے نذر مانا ہو بلکہ اس پر ان دونوں کا صدقہ واجب ہے،، ایک روائت کے مطابق امام احمد رحمہ اللہ کا مذہب بھی یہی ہے اور ان سے دوسری روائت یہ ہے کہ نفل قربانی، تمتع اور قران کی قربانی کا گوشت کھا سکتا ہے احناف کا مذہب بھی یہی ہے کیونکہ یہ قربانی کسی شئی کی جزا نہیں ہے،، اور نفل قربانی اگر حرم میں جانے سے پہلے ہلاک ہو جائے - تو امام مالک ابو حنیفہ اور شافعی رحمہم اللہ کا مذہب یہ ہے کہ اس کا مالک اسے نہیں کھا سکتا اور ام المومنین اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کا مالک اسے کھا سکتا ہے ،،

۱۶۱۱ــــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ كُنَّا لَا نَأْكُلُ مِنْ لُحُومِ بُدْنِنَا فَوْقَ ثَلَاثِ مِنًى فَرَخَّصَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلُوا وَتَزَوَّدُوا فَأَكَلْنَا وَتَزَوَّدْنَا قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَقَالَ حَتَّى جِئْنَا الْمَدِينَةَ قَالَ لَا ۔

۱۶۱۲ــــــ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ ثَنِي يَحْيَى قَالَ حَدَّثَتْنِي عَمْرَةُ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَلَا نُرَى إِلَّا الْحَجَّ حَتَّى إِذَا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ

۱۶۱۱ــــ ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ہم اپنی قربانیوں کے گوشت منیٰ کے تین دنوں کے بعد نہیں کھاتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو رخصت دی اور فرمایا کھاؤ اور توشہ کے طور پر ساتھ لو ہم نے کھایا اور توشہ کے طور پر ساتھ بھی لیا۔ ابن جریج نے کہا میں نے عطاء سے کہا کیا جابر بن عبداللہ نے یہ کہا تھا؟ حتیٰ کہ ہم مدینہ منورہ پہنچ گئے عطاء نے کہا نہیں ،،

۱۶۱۲ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے جبکہ ذی القعدہ مہینہ کے پانچ دن باقی رہ گئے تھے۔ ہم نے صرف حج کا ارادہ کیا تھا حتیٰ کہ جب ہم مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی نہیں ہے وہ جب بیت اللہ کا طواف کرے تو احرام کھول دے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا ہمارے پاس قربانی کے دن گائے کا گوشت لایا گیا تو میں نے کہا یہ کیا ہے؟ کہا گیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے ذبح کیا ہے۔ یحییٰ نے کہا میں نے اس حدیث کو قاسم سے ذکر کیا تو اُنھوں نے کہا کہ عمرہ نے یہ حدیث تم سے ٹھیک بیان کی ہے ،،

۱۶۱۱، ۱۶۱۲ــــ شرح : ابتداءِ اسلام میں چند لوگ قربانی کے دن دیہات سے مدینہ منورہ آئے اور وہ بہت غریب تھے ان کی حالت قابلِ رحم تھی ان کو دیکھ کر سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا تم قربانی کا گوشت صرف تین دن کھا سکتے ہو اور جو باقی بچے اس کا صدقہ کردو جب یہ سال گزر گیا تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ قربانی کی کھالوں سے مشکیزے بنا کر ان میں چربی وغیرہ رکھا کرتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا آپ نے تین دن کے بعد قربانی کے گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے پچھلے سال ان غریب لوگوں کی وجہ سے منع کیا تھا جو قربانی کے دن دیہات سے آئے تھے تاکہ ان کے لئے وافر گوشت بچ رہے اور وہ بھی کھا سکیں اب تمہیں اجازت ہے کہ قربانی کا گوشت کھاؤ، صدقہ کرو اور جمع کرکے رکھ لو ،،

اللہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَکُنْ مَعَہُ ھَدْیٌ إِذَا طَافَ بِالْبَیْتِ اَنْ یَحِلَّ قَالَتْ عَائِشَۃُ فَدُخِلَ عَلَیْنَا یَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا ھٰذَا فَقِیْلَ ذَبَحَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اَزْوَاجِہٖ قَالَ یَحْیٰی فَذَکَرْتُ ھٰذَا الْحَدِیْثَ لِلْقَاسِمِ فَقَالَ اَتَتْکَ بِالْحَدِیْثِ عَلٰی وَجْہِہٖ۔

بَابُ الذَّبْحِ قَبْلَ الْحَلْقِ

١٦١٣ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ حَوْشَبٍ ثَنَا ھُشَیْمٌ ثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ زَاذَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَمَّنْ حَلَقَ قَبْلَ اَنْ یَّذْبَحَ وَنَحْوِہٖ قَالَ لَا حَرَجَ لَا حَرَجَ

١٦١٤ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ نَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ عَیَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ رُفَیْعٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِّلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زُرْتُ

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے منقول حدیث کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ،، منسوخ ہے مسلم میں عبد اللہ بن بریدہ کے واسطہ سے حدیث مذکور ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " میں نے تم کو قبور کی زیارت سے منع کیا تھا اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو میں نے تمہیں قربانیوں کے گوشت سے تین دن کے بعد کھانے سے منع کیا تھا اب تمہیں اجازت ہے کہ جتنا عرصہ چاہو قربانی کا گوشت رکھ سکتے ہو (ترمذی ، نسائی ، ابن ماجہ) مستحب یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے ۔ ان میں ایک حصہ کا صدقہ کر دے ۔ ایک حصہ خود کھالے اور ایک اقرباء میں تقسیم کر دے ۔ حدیث ع۱۶۰۲ کی شرح دیکھیں ،،

باب سر منڈانے سے پہلے قربانی ذبح کرنا ،،

١٦١٣ — ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا کہ جو قربانی ذبح کرنے سے پہلے سر منڈا دے یا اس قسم کا کوئی فعل آگے پیچھے کرے تو آپ نے فرمایا کوئی حرج کی بات نہیں کوئی حرج کی بات نہیں ،،

١٦١٤ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے جمرہ کو پتھر مارنے سے پہلے طواف زیارت کر لیا ہے آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں پھر اس نے کہا میں نے [illegible] سر منڈا دیا ہے آپ نے فرمایا کوئی حرج

قَبۡلَ اَنۡ اَرۡمِیَ قَالَ لَا حَرَجَ قَالَ حَلَقۡتُ قَبۡلَ اَنۡ اَذۡبَحَ قَالَ لَا حَرَجَ قَالَ ذَبَحۡتُ قَبۡلَ اَنۡ اَرۡمِیَ قَالَ لَا حَرَجَ وَقَالَ عَبۡدُ الرَّحِیۡمِ بۡنُ سُلَیۡمَانَ الرَّازِیُّ عَنِ ابۡنِ خُثَیۡمٍ اَخۡبَرَنِیۡ عَطَآءٌ عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الۡقٰسِمُ بۡنُ یَحۡیٰی ثَنِیۡ ابۡنُ خُثَیۡمٍ عَنۡ عَطَآءٍ عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَفَّانُ اُرَاہُ عَنۡ وُھَیۡبٍ ثَنَا ابۡنُ خُثَیۡمٍ عَنۡ سَعِیۡدِ بۡنِ جُبَیۡرٍ عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ حَمَّادٌ عَنۡ قَیۡسِ بۡنِ سَعۡدٍ وَعَبَّادِ بۡنِ مَنۡصُوۡرٍ عَنۡ عَطَآءٍ عَنۡ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ۔

۱۶۱۵ —— حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بۡنُ الۡمُثَنّٰی ثَنَا عَبۡدُ الۡاَعۡلٰی ثَنَا خَالِدٌ عَنۡ عِکۡرِمَۃَ عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَمَیۡتُ بَعۡدَ مَا اَمۡسَیۡتُ فَقَالَ لَا حَرَجَ فَقَالَ حَلَقۡتُ قَبۡلَ اَنۡ اَنۡحَرَ قَالَ لَا حَرَجَ۔

۱۶۱۶ —— حَدَّثَنَا عَبۡدَانُ اَخۡبَرَنِیۡ اَبِیۡ عَنۡ شُعۡبَۃَ عَنۡ قَیۡسِ بۡنِ مُسۡلِمٍ عَنۡ

نہیں،، اُس نے کہا میں نے جمرہ کو کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی ذبح کرلی ہے۔ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں عبدالرحیم رازی نے ابن خثیم سے روایت کی اُنھوں نے کہا مجھ سے عطاء نے انہوں نے ابن عباس سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ قاسم بن یحیی نے کہا مجھ سے ابن خثیم نے اُنھوں نے عطاء سے اُنھوں نے ابن عباس سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ عفان نے کہا میرا خیال ہے کہ وُھیب نے ابن خثیم سے اُنھوں نے سعید بن جُبیر سے اُنھوں نے ابن عباس سے رضی اللہ عنہم اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ حماد نے قیس بن سعد و عباد بن منصور سے روایت کی اُنھوں نے عطاء سے اُنھوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

۱۶۱۵ —— ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا اور کہا میں نے شام ہوجانے کے بعد کنکریاں ماری ہیں آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اُس نے کہا میں نے قربانی ذبح کرنے سے پہلے سر منڈا دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے،،

۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵ —— شرح : یہ تینوں احادیث حجۃ الوداع کے سال کی ہیں۔ اس سال عوام کثیر تعداد میں حج کرنے گئے اور بعض نے ناواقفیت کی وجہ سے منیٰ میں افعال آگے پیچھے کرلئے۔ طریقہ تو یہ ہے کہ جب مزدلفہ سے منیٰ میں آئیں تو پہلے جمرہ کو کنکریاں ماریں پھر قربانی ذبح کریں اور سر منڈائیں اس کے بعد طواف زیارت کریں اور یہ ترتیب واجب ہے ان

طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَدِمْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ اَحَجَجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِمَا اَھْلَلْتَ قُلْتُ لَبَّیْکَ بِاِھْلَالٍ کَاِھْلَالِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحْسَنْتَ انْطَلِقْ فَطُفْ بِالْبَیْتِ وَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ ثُمَّ اَتَیْتُ امْرَأَۃً مِنْ نِسَاءِ بَنِیْ قَیْسٍ فَفَلَتْ رَاْسِیْ ثُمَّ اَھْلَلْتُ بِالْحَجِّ فَکُنْتُ اُفْتِیْ بِہِ النَّاسَ حَتّٰی خِلَافَۃِ عُمَرَ فَذَکَرْتُہٗ لَہٗ فَقَالَ اِنْ نَاْخُذْ بِکِتَابِ اللّٰہِ فَاِنَّہٗ یَاْمُرُنَا بِالتَّمَامِ وَاِنْ نَاْخُذْ بِسُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وَسَلَّمَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَحِلَّ حَتّٰی بَلَغَ الْھَدْیُ مَحِلَّہٗ۔

میں تقدیم و تاخیر سے جانور ذبح کرنا واجب ہوجاتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جو حج کے احکام میں کوئی فعل آگے پیچھے کرے اس پہ قربانی واجب ہوجاتی ہے۔ ابن ابی شیبہ نے اپنے اسناد سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جس نے حج کا کوئی فعل آگے پیچھے کرلیا وہ جانور ذبح کرے امام ابوحنیفہ اور ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہما کا یہی مذہب ہے اور متن میں مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں حرج سے مراد گناہ ہے اس سے فدیہ اور دم کی نفی نہیں ہوتی یعنی جن لوگوں نے جہالت کے باعث حج کے افعال آگے پیچھے کرلئے ان سے گناہ مرفوع ہے مگران پر دم واجب ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ ابن عباس ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس روز جو بھی سوال پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کرو کوئی حرج نہیں اس کا معنیٰ یہ نہیں کہ مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کرنا مباح ہے لیکن اس کا معنی یہ ہے کہ لوگوں نے اس حج میں لاعلمی کی وجہ سے حج کے افعال میں تقدیم و تاخیر کی تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی لاعلمی کی وجہ سے ان کو معذور جانا اور فرمایا کوئی حرج نہیں یعنی گناہ نہیں ہے اور انہیں حکم فرمایا کہ آئندہ حج کے احکام یاد کریں،، امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہما کا ظاہر حدیث پر عمل ہے،، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر وہ شخص قارن ہو تو اس پر دو دم واجب ہیں،، یہ کہنا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب حدیث کے مخالف ہے بہت بڑی جرأت ہے کیونکہ بخاری میں مذکور احادیث کا راوی ابن عباس رضی اللہ عنہما ہے اور وہی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے خلاف روایت کرتے ہیں معلوم ہوا کہ متن کی احادیث مؤوّل ہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم!

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

۱۶۱۶ — خدمت میں آیا جبکہ آپ بطحاء میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے حج کیا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا احرام کیسا باندھا تھا میں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام جیسا میں نے احرام باندھا تھا آپ نے فرمایا اچھا کیا ہے،، جاؤ بیت اللہ کا طواف کرو اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرو،،

بَابُ مَنْ لَبَّدَ رَاسَهُ عِنْدَ الْاِحْرَامِ وَحَلَقَ

۱۶۱۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا شَانُ النَّاسِ حَلُّوْا بِعُمْرَةٍ وَلَمْ تَحْلِلْ اَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ اِنِّي لَبَّدْتُ رَاسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي فَلَا اَحِلُّ حَتّٰى اَنْحَرَ۔

پھر میں بنی قیس کی عورتوں میں سے ایک عورت کے پاس آیا اور اُس نے میرے سَر کی جوئیں نکالیں پھر میں نے حج کا احرام باندھا۔ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ تک یہ فتویٰ دیتا رہا اور عمر فاروق سے اس کا ذکر کیا تو تو اُنھوں نے فرمایا" اگر کتاب کو لیں تو اللہ تعالیٰ اہیں پُورا کرنے کا حکم فرماتا ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام نہ کھولا حتیٰ کہ ہدی (قربانی) اپنے ٹھکانہ پہ پہنچ گئی "،

۱۶۱۶ — شرح : اس حدیث کی تشریح حدیث ۱۴۶۵ کی شرح میں دیکھیں "۔

باب — جس نے احرام کے وقت اپنے سَر کے بال جمائے اور احرام کھولتے وقت سَر منڈایا "،

۱۶۱۷ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا یا رسُولَ اللہ لوگوں کو کیا ہوگیا کہ اُنھوں نے عمرہ کا احرام کھول دیا اور آپ نے عمرہ کا احرام نہیں کھولا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے سَر کے بال جمائے ہیں (سَر کی تلبید کی ہے) اور قربانی کے گلے میں قلادہ (ہار) ڈالا ہے۔ میں احرام سے باہر نہ ہوں گا حتیٰ کہ قربانی کر لوں "،

۱۶۱۷ — شرح : اس حدیث کا عنوان تلبید اور حلق پر مشتمل ہے جبکہ زیرِ عنوان حدیث میں حلق کا کہیں ذکر نہیں ہے، مگر یہ ضروری نہیں کہ حدیث میں عنوان کا ہر جزو مذکور ہو اور نہ ہی تمام اجزاء میں مطابقت ضروری ہے بلکہ اگر حدیث میں عنوان کا کوئی ایک جزو پایا جائے تو مناسبت کے لئے یہی کافی ہوتا ہے "، اسی حدیث میں دیکھ لیں کہ حدیث میں "تقلید ہدی" کا ذکر ہے مگر عنوان میں یہ مذکور نہیں یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حالِ مبارک سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ نے حج میں حلق فرمایا ہے "، اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں صراحۃً حلق کا ذکر ہے۔ کما سیاتی ان شاء اللہ
واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ الْحَلْقِ وَالتَّقْصِيرِ عِنْدَ الْاِحْلَالِ

۱۶۱۸ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبُ بْنُ اَبِي حَمْزَةَ قَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ حَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّتِهِ۔

۱۶۱۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ وَالْمُقَصِّرِينَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي نَافِعٌ رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِينَ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ قَالَ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ وَالْمُقَصِّرِينَ۔

۱۶۲۰ — حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ ثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِي زُرْعَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ وَلِلْمُقَصِّرِينَ۔ ۱۶۲۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَاءَ ثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ اَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَائِفَةٌ مِنْ اَصْحَابِهِ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ۔ ۱۶۲۲ — حَدَّثَنَا اَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَصَّرْتُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ۔

باب — احرام کھولتے وقت بال منڈانا یا کترانا

۱۶۱۸ — ترجمہ: نافع نے کہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں سر مبارک منڈایا "

۱۶۱۹ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ سر منڈانے والوں پر رحم فرما۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ اور بال کترانے والوں پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ بال منڈانے والوں پر رحم فرما۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ بال کترانے وا[illegible] فرمایا بال [illegible] رحم فرما، لیث نے کہا ہم سے نافع نے بیان کیا

"رَحِمَ اللّٰہُ الْمُحَلِّقِیْنَ"، سر منڈانے والوں پر اللہ رحم کرے ایک یا دو مرتبہ فرمایا اُنھوں نے کہا اور عبید اللہ نے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا اور کہا کہ چوتھی بار میں "وَالْمُقَصِّرِیْنَ" (بال کترانے والے) فرمایا"۔

۱۶۲۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! سر منڈانے والوں کو بخش لوگوں نے کہا اور سر کے بال کترانے والوں کو بھی آپ نے فرمایا اے اللہ! سر منڈانے والوں کو بخش لوگوں نے کہا اور بال کترانے والوں کو بھی آپ نے سر منڈانے والے تین بار فرمایا اور چوتھی بار فرمایا اور بال کترانے والوں کو بخش"۔

۱۶۲۱ — ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک منڈایا اور آپ کے چند صحابہ نے بھی سر منڈائے اور بعض نے سروں کے بال کترائے"۔

۱۶۲۲ — ترجمہ : حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف قینچی سے کترے"۔

۱۶۱۸ تا ۱۶۲۲ — شرح : ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کے بعد منیٰ میں سر منڈانا افضل ہے اگرچہ بال کترانے بھی جائز ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈانے کا ذکر متعدد بار فرمایا اور بال کترانے کا ذکر صرف ایک دفعہ کیا، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا چوتھا حصہ سر منڈانا واجب ہے جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ تین بال منڈانے واجب ہیں ایک یا دو بالوں کا اعتبار نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کے بال پاک ہیں۔ جمہور علماء کا مذہب یہی ہے۔

اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف سے تبرک حاصل کرنا مستحب ہے امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں ابن سیرین سے روایت کی اُنھوں نے کہا مجھ سے عُبَیدَہ سَلمانی نے بیان کیا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بال شریف میرے پاس ہو تو زمین و آسمان میں جتنا سونا ہے اس سے مجھے زیادہ محبوب ہے"، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں آپ کا بال شریف تھا اسی لئے ہر جنگ میں فتح ان کے پاؤں چومتی تھی، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ جب آپ کے بال شریف تقسیم کر رہے تھے تو خالد بن ولید نے کہا کہ وہ ان کو آپ کی پیشانی مبارک کا بال دے اور خالد بن ولید نے وہ بال شریف اپنی ٹوپی کے اگلے حصے میں رکھا، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سر کے بال پہلے دائیں طرف سے پھر بائیں طرف سے منڈانے مسنون ہیں"، اور قبلہ رو ہو کر سر منڈانا مستحب ہے اور فارغ ہو کر اللہ کی بڑھائی بیان کرے اور بالوں کو دفن کر دے"، اگر ایام نحر سے سر منڈانے میں تاخیر کر دی تو اس پر قربانی واجب ہو جاتی ہے"، کیونکہ اس نے اس کو اپنے محل سے مؤخر کر دیا ہے اور یہ حلق اور تقصیر مردوں کے لئے ہے عورتوں کے لئے نہیں۔ ابوداؤد نے ابن عباس سے روایت ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتیں سر نہ منڈائیں وہ صرف تھوڑے تھوڑے بال کترائیں

بَابُ تَقْصِيرِ الْمُتَمَتِّعِ بَعْدَ الْعُمْرَةِ

۱۶۲۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ ثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ أَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَطُوفُوا بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ يَحِلُّوا وَيَحْلِقُوا أَوْ يُقَصِّرُوا۔

بَابُ الزِّيَارَةِ يَوْمَ النَّحْرِ

وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزِّيَارَةَ إِلَى اللَّيْلِ وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي حَسَّانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَزُورُ الْبَيْتَ أَيَّامَ مِنًى وَقَالَ لَنَا أَبُو نُعَيْمٍ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ طَافَ طَوَافًا وَاحِدًا ثُمَّ يَقِيلُ ثُمَّ يَأْتِي مِنًى يَعْنِي يَوْمَ النَّحْرِ وَرَفَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ۔

حدیث ۱۶۲۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ بال کترانے جائز ہیں اگرچہ سر منڈانا افضل ہے، امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ حدیث اس پر محمول ہے کہ امیر معاویہ نے عمرہ جعرانہ میں آپ کے بال شریف کترے تھے کیونکہ حجۃ الوداع میں آپ قارن تھے اور تواتر سے ثابت ہے کہ حجۃ الوداع میں آپ نے منیٰ میں حلق کرایا تھا اور ابوطلحہ نے آپ کے بال شریف لوگوں میں تقسیم کئے تھے، اور عمرہ قضاء جو سات ہجری میں کیا گیا تھا اس وقت امیر معاویہ مسلمان نہیں ہوئے تھے وہ آٹھ ہجری میں فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے یہی صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — تمتع کرنے والا عمرہ کرنے کے بعد بال کترائے،،

۱۶۲۳ — **ترجمہ:** ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ پہنچے تو صحابہ کرام کو حکم فرمایا کہ وہ بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کریں پھر احرام کھول دیں اور حلق یا قصر کریں،،

۱۶۲۳ — **شرح:** اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حلق اور تقصیر میں اختیار ہے جو چاہے کرلے اس پر علماء کا اتفاق ہے۔

باب — دسویں ذوالحجہ کو طوافِ زیارت کرنا،،

ترجمہ: ابوزبیر نے ام المؤمنین عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف زیارت کو رات تک مؤخر کیا،، ابوحسان نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے

۱۶۲۴ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الْاَعْرَجِ ثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ حَجَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

ہوئے ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ کے دنوں میں بیت اللہ کا طواف (طوافِ زیارت) کیا کرتے تھے،، ابونعیم نے بیان کیا کہ سفیان نے عبید اللہ سے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انھوں نے ایک طواف کیا پھر قیلولہ کیا پھر منیٰ میں آئے یعنی دسویں ذی الحجہ کو،، عبد الرزاق نے اس کو مرفوع ذکر کیا انھوں نے کہا ہمیں عبید اللہ نے خبر دی،،

شرح : مذکور بالا عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات تک طواف زیارت کو مؤخر کیا مگر ابو داؤد اور نسائی میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دن کو طواف کیا پھر آپ نے منیٰ میں ظہر کی نماز پڑھی اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دسویں تاریخ کو دن میں طوافِ زیارت کیا اور باقی کو ایامِ منیٰ میں رات تک مؤخر کیا۔ علاوہ ازیں زوال پر بھی رات کا اطلاق ہوتا ہے تو معنی یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال کے بعد طواف کیا اور طواف کرنے کے بعد ظہر کی نماز منیٰ میں آکر پڑھی۔ رات کا معنی غروبِ شمس نہیں ہے،، مگر اشکال یہ ہے کہ ابو داؤد نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی،، کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس دن (منیٰ) اللہ تعالیٰ نے تم کو رخصت دی ہے کہ جب جمرہ کو رمی کر لو تو تمہارے لئے عورتوں کے سوا ہر شئی حلال ہو جاتی ہے جو احرام کے باعث حرام تھی اور اگر تمہارے طوافِ زیارت کرنے سے پہلے رات ہو جائے تو تم اسی طرح محرم ہو جاتے ہو جیسے جمرہ کو رمی کرنے سے پہلے محرم تھے حتیٰ کہ بیت اللہ کا طواف کرو،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شام تک جس نے طوافِ زیارت نہ کیا وہ دوبارہ مُحرم ہو جاتا ہے اور اس پر محرماتِ احرام لازم ہیں،، اس کا جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی یہ حدیث متروک العمل ہے، محب طبری نے کہا یہ کسی نے نہیں کہا اور یہ منسوخ ہے کیونکہ اجماع اس کے خلاف ہے اور اجماع ناسخ کے وجود پر دلالت کرتا ہے،،

حج میں احرام، وقوف اور طواف زیارت فرض ہیں، طوافِ زیارت میں پہلے چار پھیرے فرض ہیں جن کے بغیر حج نہیں ہوتا اور پورے سات پھیرے واجب ہیں۔ چار پھیروں کے بعد محظوراتِ احرام میں سے کسی کا ارتکاب کرنے سے دم واجب ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۱۶۲۴ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا تو قربانی کے دن طواف زیارت کیا اور ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض آ گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس چیز کا ارادہ کیا جو شوہر اپنی بیوی سے ارادہ کرتا ہے میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ وہ تو حائض ہے (صفیہ کو حیض آگیا ہے) آپ نے فرمایا یہ ہمیں روک رہی ہے۔ صحابہ نے

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَفَضْنَا یَوْمَ النَّحْرِ فَحَاضَتْ صَفِیَّۃُ فَاَرَادَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْھَا مَا یُرِیْدُ الرَّجُلُ مِنْ اَھْلِہٖ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّھَا حَائِضٌ قَالَ حَابِسَتُنَا ھِیَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَاضَتْ یَوْمَ النَّحْرِ قَالَ اخْرُجُوْا وَیُذْکَرُ عَنِ الْقَاسِمِ وَ عُرْوَۃَ وَالْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَۃَ اَفَاضَتْ صَفِیَّۃُ یَوْمَ النَّحْرِ۔

بَابٌ اِذَا رَمٰی بَعْدَمَا اَمْسٰی اَوْ حَلَقَ قَبْلَ اَنْ یَّذْبَحَ نَاسِیًا اَوْ جَاھِلًا۔

۱۶۲۵ ـــــ مُوْسَی بْنُ اِسْمَاعِیْلَ ثَنَا وُھَیْبٌ ثَنَا ابْنُ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قِیْلَ لَہٗ فِی الذَّبْحِ وَالْحَلْقِ وَالرَّمْیِ وَالتَّقْدِیْمِ وَالتَّاخِیْرِ فَقَالَ لَا حَرَجَ۔ ۱۶۲۶ ـــــ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ ثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِکْرِمَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُسْاَلُ یَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًی فَیَقُوْلُ لَا حَرَجَ فَسَاَلَہٗ رَجُلٌ فَقَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَذْبَحَ فَقَالَ اذْبَحْ وَ لَا حَرَجَ قَالَ رَمَیْتُ بَعْدَمَا اَمْسَیْتُ فَقَالَ لَا حَرَجَ۔

عرض کیا یا رسول اللہ انھوں نے قربانی کے دن طوافِ زیارت کر لیا تھا آپ نے فرمایا کوچ کرو، قاسم، عروہ اور اسود ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کرتے ہیں کہ صفیہ نے قربانی کے دن طوافِ زیارت کیا۔

۱۶۲۴ ـــــ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خیال تھا کہ صفیہ نے طوافِ زیارت نہیں کیا اور وہ پاک ہونے تک ان کو روک رکھے گی کیونکہ طوافِ زیارت فرض ہے لہٰذا وہ پاک ہو کر طوافِ زیارت کرے گی پھر ہم کوچ کریں گے لیکن جب صحابہ نے عرض کیا کہ وہ قربانی کے دن طوافِ زیارت کر چکی ہیں تو آپ نے فرمایا اب ٹھہرنے کی ضرورت نہیں کوچ کرو اور طوافِ وداع کو ترک کرنے کی رخصت دی کیونکہ وہ حائضہ عورت سے ساقط ہے۔ علامہ عینی نے کہا شرح مہذب میں ہے کہ جب کوئی طوافِ وداع ترک کر دے اس پر قربانی کرنی واجب ہو جاتی ہے۔ امام شافعی کے نزدیک یہی صحیح ہے اور اکثر علماء کا مسلک بھی یہی ہے امام مالک اور ابن منذر اسے سنت کہتے ہیں لہٰذا اس کے ترک پر کوئی شئی واجب نہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب ـــــ جب شام کے بعد جمرہ کو پتھر مارے یا بھول کر یا لاعلمی کے باعث قربانی ذبح کرنے سے پہلے سر منڈا لیا،،

۱۶۲۵ ـــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذبح کرنے، سر منڈانے، پتھر مارنے کے اور مقدم و موخر کرنے سے متعلق

بَابُ الْفُتْيَا عَلَى الدَّابَّةِ عِنْدَ الْجَمْرَةِ

۱۶۲۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَجَعَلُوْا يَسْاَلُوْنَهُ فَقَالَ رَجُلٌ لَمْ اَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَذْبَحَ قَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ فَجَاءَهُ آخَرُ فَقَالَ لَمْ اَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا اُخِّرَ اِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ۔

عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ،،

۱۶۲۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منی کے میدان میں قربانی کے دن دریافت کیا جاتا تو آپ فرماتے کوئی حرج نہیں ایک شخص نے آپ سے پوچھا اور کہا میں نے قربانی ذبح کرنے سے پہلے سر منڈا لیا ہے آپ نے ذبح کر کوئی حرج نہیں پھر اس نے کہا میں نے شام ہونے کے بعد جمرہ کو پتھر مارے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی حرج نہیں ،،

۱۶۲۵ ۔ ۱۶۲۶ — شرح : یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے عید کے دن کے افعال کی تقدیم و تاخیر سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا حرج نہیں ۔ یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے اور حجۃ الوداع میں لوگ اطراف و اکناف اور دیہات وغیرہ سے آئے تھے اور بعض لوگ حج کے احکام سے واقف نہ تھے اس لئے انھوں نے افعال میں تقدیم و تاخیر کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لاعلمی اور بھول کر تقدیم و تاخیر سے گناہ نہیں ہے ۔ یہی مذہب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے مگر وہ فرماتے ہیں کہ حج کے افعال میں ترتیب واجب ہے ۔ لہٰذا اس کے ترک سے قربانی کرنا واجب ہے اور حدیث شریف میں گناہ کا رفع مراد ہے ۔ قربانی کی نفی مراد نہیں ہے مگر سوال یہ ہوتا ہے کہ حدیث میں بھول کر یا ناواقفیت سے افعال کرنے کا ذکر نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث لمبی ہے اس میں بھول اور لاعلمی کا ذکر ہے اور یہ حدیث مختصر ذکر کی ہے چنانچہ اگلے باب میں اس کا ذکر ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

باب — جمرہ کے پاس سواری پر سوار ہو کر مسائل بیان کرنا

۱۶۲۷ — ترجمہ : عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں کھڑے ہوئے اور لوگوں نے آپ سے مسائل پوچھنے شروع کئے تو ایک مرد نے کہا مجھے معلوم نہ تھا میں نے قربانی کرنے سے پہلے سر منڈا لیا ہے ۔ آپ نے فرمایا کر و کوئی حرج نہیں ایک اور مرد آیا اور کہا مجھے معلوم نہ تھا میں نے جمرہ کو پتھر مارنے سے پہلے قربانی ذبح کر دی ہے آپ نے فرمایا

۱۶۲۸ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ثَنَا أَبِي ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ كَذَا قَبْلَ كَذَا ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ كَذَا قَبْلَ كَذَا حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ نَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ وَأَشْبَاهَ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ قَالَ لَهُنَّ كُلِّهِنَّ فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ۔

۱۶۲۹ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ نَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ ثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنْ شِهَابٍ ثَنِي عِيْسَى بْنُ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ وَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَاقَتِهِ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

پتھر مار لو کوئی حرج نہیں اس دن جس چیز کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ مقدم کر لی ہے یا مؤخر تو آپ نے فرمایا کر لو کوئی حرج نہیں"

۱۶۲۸ — ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے دن خطبہ فرما رہے تھے تو آپ کے سامنے ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا میرا خیال تھا کہ فلاں فعل فلاں فعل سے پہلے ہے پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور کہا میں یہ سمجھتا تھا کہ فلاں فعل فلاں فعل سے پہلے ہے۔ میں نے قربانی ذبح کرنے سے پہلے سر منڈا لیا ہے اور جمرہ کو کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی ذبح کر لی ہے اس طرح کا کلام کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کر و کوئی حرج (گناہ) نہیں۔ سب کے لئے لا حرج فرمایا" اس دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی سوال نہ کیا گیا مگر آپ نے فرمایا کرو کوئی حرج نہیں"

۱۶۲۹ — ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر کھڑے ہوئے پھر وہی حدیث ذکر کی معمر نے صالح بن کیسان کی زہری سے روایت کرنے میں متابعت کی"

۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹ — شرح: حضرت عبداللہ بن عمرو کی حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے چار اشیاء سے متعلق سوال کیا گیا یعنی قربانی سے پہلے سر منڈانا، کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی ذبح کرنا اور کنکریاں مارنے سے پہلے

بَابُ الْخُطْبَةِ أَيَّامَ مِنًى

۱۶۳۰ ـــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ ثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالُوْا يَوْمٌ حَرَامٌ فَقَالَ فَأَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قَالُوْا بَلَدٌ حَرَامٌ قَالَ فَأَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قَالُوْا شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فَأَعَادَهَا مِرَارًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّهَا لَوَصِيَّتُهُ إِلٰى أُمَّتِهٖ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

طوافِ زیارت کر لینے سے سوال کیا گیا۔ پہلے ذکر ہُوا ہے کہ یہ تمام افعال آگے پیچھے لاعلمی اور بھُول سے کئے گئے تھے اس لئے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی حرج یعنی گناہ نہیں اور گناہ کی نفی سے دم (قربانی) کی نفی نہیں ہوتی لہٰذا یہ افعال آگے پیچھے کرنے سے فدیہ واجب ہے کیونکہ ان میں ترتیب واجب ہے اور ترکِ واجب سے فدیہ لازم ہے،، مگر سوال یہ ہوتا ہے کہ حدیث سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان اشیاء کا جواب دیتے وقت جمرہ کے پاس سواری پر کھڑے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مختصر ہے۔ امام بخاری نے کتاب العلم میں حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت کی اُنھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جمرہ کے پاس دیکھا جبکہ آپ سے سوالات پوچھے جاتے تھے اور آپ کا جانور پر سوار ہونا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے جس میں یہ ہے کہ آپ اپنی اونٹنی پر کھڑے تھے لہٰذا اس باب کی تمام احادیث پر نظر کرنے سے مذکور امور واضح ہو جاتے ہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب ـــــ منیٰ کے دنوں میں خطبہ دینا

۱۶۳۰ ـــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن لوگوں سے خطاب فرمایا اور فرمایا اے لوگو! یہ کونسا دن ہے لوگوں نے جواب دیا یہ یوم حرام ہے پھر آپ نے فرمایا یہ کونسا شہر ہے لوگوں نے جواب دیا یہ حرام کا شہر ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کونسا مہینہ ہے لوگوں نے جواب دیا یہ حرام کا مہینہ ہے۔ آپ نے فرمایا یقیناً تمہارے خون تمہارے مال

۱۶۳۱ ـــــ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِیْ عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَیْدٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ تَابَعَہٗ ابْنُ عُیَیْنَۃَ عَنْ عَمْرٍو۔

۱۶۳۲ ـــــ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْعَامِرٍ ثَنَا قُرَّۃُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ بَکْرَۃَ عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ وَرَجُلٌ اَفْضَلُ فِیْ نَفْسِیْ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حُمَیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ اَیُّ یَوْمٍ ھٰذَا قُلْنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّہٗ سَیُسَمِّیْہِ بِغَیْرِ اسْمِہٖ قَالَ اَلَیْسَ یَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰی قَالَ اَیُّ شَھْرٍ ھٰذَا قُلْنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّہٗ سَیُسَمِّیْہِ بِغَیْرِ اسْمِہٖ قَالَ اَلَیْسَ ذَا الْحِجَّۃِ قُلْنَا بَلٰی قَالَ اَیُّ بَلَدٍ ھٰذَا قُلْنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّہٗ سَیُسَمِّیْہِ بِغَیْرِ اسْمِہٖ قَالَ اَلَیْسَتْ بِالْبَلْدَۃِ الْحَرَامِ قُلْنَا بَلٰی قَالَ فَاِنَّ دِمَائَکُمْ وَاَمْوَالَکُمْ عَلَیْکُمْ حَرَامٌ کَحُرْمَۃِ یَوْمِکُمْ ھٰذَا فِیْ شَھْرِکُمْ ھٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ ھٰذَا اِلٰی یَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّکُمْ اَلَا ھَلْ بَلَّغْتُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اللّٰھُمَّ اشْھَدْ فَلْیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الْغَائِبَ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی مِنْ سَامِعٍ وَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ کُفَّارًا

تمہاری آبروئیں تم پر ایسے ہی حرام ہیں جیسے اس مہینہ میں اس شہر میں یہ دن حرام ہے اور اس کا بار بار ذکر کیا پھر آپ نے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا اے اللہ! میں نے تیرا حکم پہنچا دیا ہے اے اللہ میں نے تیرا حکم لوگوں تک پہنچا دیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ یقیناً یہ امت کے لئے آپ کی وصیت ہے۔ چاہیئے کہ موجود اور حاضر شخص یہ حکم غائبین تک پہنچادیں۔ میرے بعد تم کافروں کی مثل نہ لوٹنا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو۔

۱۶۳۱ ـــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفات میں خطبہ دیتے سنا سفیان بن عیینہ نے شعبہ کی متابعت کی ہے۔

۱۶۳۲ ـــــ ترجمہ : ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن خطبہ دیا اور فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ دن کونسا ہے۔ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں آپ کچھ خاموش رہے۔ حتی کہ ہم نے خیال کیا کہ آپ اس کا نام کوئی اور ذکر کریں گے فرمایا کیا یہ قربانی

يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔

۱۶۲۳ ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ اَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى اَتَدْرُوْنَ اَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ هٰذَا يَوْمٌ حَرَامٌ اَفَتَدْرُوْنَ اَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ بَلَدٌ حَرَامٌ قَالَ اَتَدْرُوْنَ اَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا وَقَالَ هِشَامُ ابْنُ الْغَازِ اَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ بَيْنَ الْجَمَرَاتِ فِي الْحَجَّةِ الَّتِيْ حَجَّ بِهٰذَا وَقَالَ هٰذَا يَوْمُ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ وَوَدَّعَ النَّاسَ فَقَالُوْا هٰذِهٖ حَجَّةُ الْوَدَاعِ۔

کا دن نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں، آپ نے فرمایا یہ کونسا مہینہ ہے ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں فرمایا کہ یہ ذوالحجہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں (یہ ذوالحجہ ہے) آپ نے فرمایا یہ کونسا شہر ہے۔ ہم نے عرض کیا اللہ اور رسول زیادہ باخبر ہیں آپ کچھ خاموش رہے۔ حتیٰ کہ ہم نے خیال کیا کہ آپ اس مہینہ کا نام کوئی اور ذکر کریں گے فرمایا کیا یہ مکہ مکرمہ نہیں؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا بے شک تمہارے خون، تمہارے مال تم پر حرام ہیں جیسے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینہ میں اور اس شہر میں ہے حتیٰ کہ تم اپنے رب سے جا ملو خبردار کیا میں نے حکم پہنچا دیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا اے اللہ تو گواہ ہے چاہیے کہ حاضر شخص غائب کو یہ پہنچا دے اس لیے کہ بسا اوقات سننے والے سے وہ شخص زیادہ یاد رکھتا ہے جسے حکم پہنچایا جائے پس میرے بعد کافروں کی نسل نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو۔

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ کے میدان میں فرمایا

۱۶۲۳ ــــ کیا تم جانتے ہو یہ دن کونسا ہے؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ باخبر ہیں۔ فرمایا یہ دن حرام ہے کیا تم جانتے ہو یہ شہر کونسا ہے؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا یہ شہر حرام (مکہ مکرمہ) ہے کیا تم جانتے ہو یہ مہینہ کونسا ہے؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ نے فرمایا یہ مہینہ حرام ہے فرمایا! بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں حرام کی ہیں جیسے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینہ میں اس شہر میں ہے۔ ہشام بن غاز نے کہا مجھے نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں قربانی کے دن جمرہ کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا یہ

دن حج اکبر کا ہے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہنا شروع کیا " اے اللہ تو گواہ رہ اور لوگوں کو رخصت کیا تو لوگوں نے یہ الوداعی حج ہے۔

۱۶۳۰ تا ۱۶۳۳ —— شرح

: ان احادیث سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ ایام منیٰ میں خطبہ مشروع ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مذکور خطبہ حج کے متعلقات سے نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں حج کی کوئی شئی بیان نہیں فرمائی جس کا امورِ حج سے تعلق ہو آپ نے صرف عام وصایا بیان فرمائے۔ کیونکہ لوگ دُور دراز سے آئے تھے اس لئے مقتضیٰ حال کے اعتبار سے آپ نے چند نصیحتیں بیان فرما دی تھیں ،، اس پر خطبہ کا اطلاق حقیقی نہیں حقیقی خطبہ کا ذکر جابر بن زید کی روائت میں ہے جو انھوں نے ابنِ عباس سے ذکر کی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفات میں خطبہ دیتے ہوئے سُنا کیونکہ اس خطبہ میں لوگوں کو عرفات اور مزدلفہ میں وقوف کرنے اور وہاں سے منیٰ میں جا کر قربانی کے دن جمرہ کو رمی کرنے قربانی کرنے۔ سر منڈانے اور طوافِ زیارت کی تعلیم تھی۔ .... اور قربانی کے دن جو خطبہ دیا تھا اس میں ان امور کا کہیں ذکر نہیں اس میں تو صرف سوال وجواب کا ذکر ہے اور مزید نصیحت عامہ کے طور پر چند اشیاء ذکر کر دی تھیں ،، دراصل حج کے حقیقی خطبات تین ہیں جو مسنون ہیں ایک ذوالحجہ کی سات تاریخ کا خطبہ ہے اس میں منیٰ جانے پھر وہاں سے عرفات جانے کے احکام ذکر کئے جاتے ہیں پھر ایک دن چھوڑ کر نو ذوالحجہ کو دُوسرا خطبہ ہے اس میں عرفات سے مزدلفہ جانے پھر وہاں سے منیٰ جانے کے احکام بیان کئے جاتے ہیں پھر ایک دن چھوڑ کر تیسرا خطبہ گیارہ ذوالحجہ کو ہے عرفہ کے خطبہ کے علاوہ کسی خطبہ کے درمیان امام نہیں بیٹھے گا وہ صرف عرفہ کے خطبہ کے درمیان بیٹھے گا جیسے جمعہ کے خطبہ میں بیٹھتے ہیں کیونکہ عرفہ کا خطبہ دو خطبے ہیں اس کے درمیان میں بیٹھنا مسنون ہے۔ تمام خطبات زوالِ شمس کے بعد ظہر کی نماز کے بعد ہیں مگر عرفہ کا خطبہ ظہر کی نماز سے پہلے ہے ،،

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد " میرے بعد کافر نہ ہونا ، کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے افعال کافروں کے افعال جیسے نہیں ہونے چاہئیں جیسے وہ ایک دوسرے کو قتل کرنے میں بے خوف ہیں تم بھی ایسا کرنے لگو۔ علماء نے اس کی تاویل میں کئی اقوال ذکر کئے ہیں (۱) مسلمان کے بلاوجہ قتل کو جائز سمجھنا (۲) کفر سے مراد نعمت اور حقِ اسلام کا انکار (۳) یہ کفر تک پہنچا دیتا ہے (۴) یہ کافروں کے فعل جیسا ہے (۵) حقیقتہً کفر مراد ہے یعنی کفر نہ کرو بلکہ ہمیشہ مسلمان رہو (۶) ایک دُوسرے کو کافر نہ کہو ورنہ ایک دوسرے کا قتال جائز سمجھو گے "

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ لوگ آپ کی حیات طیبہ میں ایسا نہ کریں گے اس لئے فرمایا میرے بعد کافر نہ ہونا ،، یعنی میری حیات طیبہ کے بعد ایسا نہ کرنا۔

امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہما نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ قربانی کے دن خطبہ مسنون ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ اس روز خطبہ نہ دیا جائے احناف کا مذہب یہ ہے حج میں تین خطبات ہیں ان کی تفصیل اُوپر گزری ہے۔ امام احمد بن حنبل کے مذہب میں تین خطبات مسلسل ہیں اور پہلا خطبہ آٹھ ذی الحجہ کو ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ هَل اصحابُ السِّقَايَةِ اَوْ غَيْرُهُمْ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنىً

١٦٣٤ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ ثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ مُوْسَى ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَذِنَ ح و

١٦٣٥ ـــ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ ثَنَا اَبِيْ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ الْعَبَّاسَ اسْتَاذَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَبِيْتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنىً مِنْ اَجْلِ سِقَايَتِهِ فَاَذِنَ لَهُ تَابَعَهُ اَبُوْ اُسَامَةَ وَعُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ وَاَبُوْ ضَمْرَةَ

باب ـــ کیا پانی پلانے والے یا اور لوگ منیٰ کی راتوں میں مکہ مکرّمہ میں رات گزار سکتے ہیں؟

١٦٣٤ ـــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان لوگوں کو رخصت دی کہ وہ رات مکہ میں گزاریں ،،

١٦٣٥ ـــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے اجازت طلب کی کہ پانی پلانے کے لئے منیٰ کی راتیں مکہ مکرمہ میں گزاریں تو آپ نے انھیں اجازت دیدی ،، ابو اسامہ ، عقبہ بن خالد اور ابو ضمرہ نے محمد بن عبداللہ کی متابعت کی ،،

١٦٣٤ ، ١٦٣٥ ـــ شرح : یعنی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے پانی پلانے والوں اور ان کے سوا بیمار لوگوں ، چرواہوں اور معذور لوگوں کو منیٰ کی راتیں مکہ مکرمہ رات گزارنے کی اجازت دی ان کے علاوہ عام حجاج کیلئے بھی منیٰ میں رات گزارنا سنت ہے چونکہ جمرہ کو کنکریاں مارنی واجب ہیں لہٰذا رمی جمرہ کے بعد اگر کوئی منیٰ سے مکہ میں آجائے تو فدیہ واجب نہ ہوگا اس کی تفصیل حدیث نمبر ١٦٣٤ اور ١٦٣٥ کی شرح میں دیکھیں ،،

بَابُ رَمْیِ الْجِمَارِ وَقَالَ جَابِرٌ رَمَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ النَّحْرِ ضُحًی وَرَمٰی بَعْدَ ذٰلِكَ بَعْدَ الزَّوَالِ۔

۱۶۳۶ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ ثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ وَبْرَةَ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ مَتٰی اَرْمِی الْجِمَارَ قَالَ اِذَا رَمٰی اِمَامُكَ فَارْمِهِ فَاَعَدْتُ عَلَیْهِ الْمَسْاَلَةَ قَالَ كُنَّا نَتَحَیَّنُ فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ رَمَیْنَا۔

بَابُ رَمْیِ الْجِمَارِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِیْ ۔ ۱۶۳۷ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِیْرٍ اَنَا سُفْیٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ رَمٰی عَبْدُ اللّٰهِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِیْ فَقُلْتُ یَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّ نَاسًا یَرْمُوْنَهَا مِنْ فَوْقِهَا فَقَالَ وَالَّذِیْ لَا اِلٰهَ غَیْرُهٗ هٰذَا مَقَامُ الَّذِیْ اُنْزِلَتْ عَلَیْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِیْدِ ثَنَا سُفْیٰنُ ثَنَا الْاَعْمَشُ بِهٰذَا ۔

باب ـــ جمرہ کو کنکریاں مارنا ،،

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے روز چاشت کے وقت رمی کی اس دن کے بعد پھر سورج ڈھلنے کے بعد رمی کی ،،

۱۶۳۶ ـــ ترجمہ : وبرہ نے کہا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ میں کب جمرہ کو کنکریاں ماروں اُنھوں نے جواب دیا کہ جب تیرا امام رمی کرے تو تُو بھی رمی کرلے میں نے دوبارہ سوال پُوچھا تو اُنھوں نے کہا ہم انتظار کیا کرتے تھے اور جب سُورج ڈھل جاتا تو کنکریاں مارتے تھے ،،

۱۶۳۶ ـــ شرح : یعنی نحر کے بعد کے ایام میں دن ڈھلنے کے بعد رمی کیا کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمرہ عقبہ کی رمی کا وقت نحر کے روز چاشت کا وقت ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا تھا رمی جمرہ کے لئے یہ وقت مختار ہے اور نفس جواز کا وقت طلوع شمس کے بعد ہے کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمرہ کو رمی نہ کرو حتیٰ کہ سُورج طلوع کرے اور اس کا آخری وقت غروبِ شمس ہے ۔ اگر نحر کے دن رمی نہ کی حتیٰ کہ اگلی صبح ہوگئی تو اگلے روز رمی کرے اور اس پر فدیہ واجب ہے نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایامِ تشریق میں رمی کا وقت زوالِ شمس کے بعد ہے اس میں سب فقہاء کا اتفاق ہے البتہ

بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ ذَكَرَهُ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۶۳۸ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ هُوَ ابْنُ عُتَيْبَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ اَنَّهُ انْتَهٰى اِلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرٰى جَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهٖ وَمِنًى عَنْ يَمِيْنِهٖ وَرَمٰى بِسَبْعٍ وَقَالَ هٰكَذَا رَمَى الَّذِيْ اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایام تشریق کے تیسرے دن زوال شمس سے پہلے رمی جائز ہے اُنھوں نے کہا اگر پہلے یا دوسرے دن زوال سے پہلے رمی کر لی تو اس کو دوبارہ کرے اور تیسرے دن میں جائز ہے۔ امام مالک، ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہم کا اس میں اتفاق ہے کہ جب ایام تشریق گزر جائیں اور آخری دن کا سورج غروب ہو جائے تو رمی فوت ہو جاتی ہے اور فدیہ واجب ہو جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — وادی کے نشیب سے رمی جمار کرنا ،،

۱۶۳۷ — ترجمہ : عبدالرحمٰن بن یزید نے کہا عبداللہ بن مسعود نے وادی کے نشیب سے رمی کی تو میں نے کہا اے ابا عبدالرحمٰن لوگ تو اُوپر کی جانب سے رمی کرتے ہیں۔ عبداللہ نے کہا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں سے ان ذات ستودہ صفات نے کھڑے ہو کر کنکریاں ماریں جس پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی عبداللہ بن ولید نے کہا ہم سے سفیان نے اُن سے اعمش نے اس طرح بیان کیا۔

۱۶۳۷ — شرح : قربانی کے دن جمار کو رمی کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بطن وادی میں کھڑے ہو کر نیچے سے اُوپر کو جمرہ پر کنکریاں مارے اور باقی دو جمروں کو اُوپر کی طرف سے رمی کرے ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو صرف جمرہ عقبہ کو رمی کی جاتی ہے،، الحاصل عبداللہ بن مسعود نے جب یہ سُنا کہ لوگ جمرہ عقبہ کو وادی کے اُوپر سے کنکریاں مارتے ہیں حالانکہ یہ فعل شارع علیہ السلام کے فعل کے خلاف ہے تو ان کو یہ فعل شاق گزرا اور اس کو اچھا نہ جانا حتیٰ کہ مجبور ہو کر قسم کھا کر بیان کیا کہ جس ذات پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی وہ اسی جگہ کھڑے ہو کر کنکریاں مارتے تھے اور سورۂ بقرہ کو اس لئے ذکر کیا حالانکہ آپ پر سارا قرآن نازل ہوا ہے کہ سورۂ بقرہ میں حج کے بڑے بڑے احکام مذکور ہیں، گویا کہ ابن مسعود نے کہا جمرہ عقبہ کو رمی کرنے میں مسنون یہی ہے کہ وادی میں کھڑے ہو کر نشیب سے رمی کرے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سورۂ بقرہ، سورۂ آل عمران کہنا جائز ہے یہی صحیح ہے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سوتے وقت رات کو سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھیں وہ اس کی کفایت کرتی ہیں،،

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عبداللہ بن ولید نے کہا ہم کو سفیان نے اعمش سے اس حدیث کو بیان کیا۔ اس عبارت

بَابُ مَنْ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ

۱۶۳۹ ــــ حَدَّثَنَا آدَمُ ثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا الْحَكَمُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ اَنَّهُ حَجَّ مَعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَرَآهُ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الْكُبْرٰى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ وَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ وَمِنًى عَنْ يَمِيْنِهِ ثُمَّ قَالَ هٰذَا مَقَامُ الَّذِيْ اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ

کا مقصد یہ ہے کہ مذکور حدیث میں سفیان کا اعمش سے سماع ثابت ہے،، واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ جمار کو سات کنکریاں مارنا

اس کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا ہے"

۱۶۳۸ ــــ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن یزید نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن مسعود رضی اللہ عنہ جمرہ کبریٰ کے پاس گئے اور بیت اللہ کو بائیں طرف اور منیٰ کو دائیں طرف کیا اور سات کنکریاں ماریں اور کہا ایسے ہی اس ذات ستودہ صفات صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں ماریں جس پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۶۳۸ ــــ شرح : اکثر علماء یہی کہتے ہیں کہ جمرہ کو سات کنکریوں سے رمی کرنی واجب ہے جیسا کہ عبداللہ بن مسعود کی حدیث سے ظاہر ہے۔ امام ابوحنیفہ اور اُن کے صاحبین رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ اگر نصف سے زیادہ کنکریاں ترک کردیں تو دم واجب ہے اور اگر نصف سے کم ترک کیں تو ہر کنکری کے عوض نصف صاع گندم صدقہ کرے۔ اگر ایک ہی مرتبہ سات کنکریاں ماریں تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک سات ہی شمار ہوں گی اور امام مالک اور شافعی اسے ایک شمار کرتے ہیں۔ کنکریوں کو پھینکنا شرط ہے اگر کنکریاں وہاں رکھ دیں تو یہ جائز نہیں اور ہر اس شئی سے رمی جائز ہے جو زمین کی جنس سے ہو۔ جمرہ کبریٰ اور جمرہ عقبہ شئی واحد ہے۔،، واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ جمرہ عقبہ کو رمی کی اور بیت اللہ کو بائیں طرف کیا ــــ"

۱۶۳۹ ــــ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت ہے کہ اُنھوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا اور ان کو دیکھا کہ وہ جمرۂ کبریٰ کو سات کنکریاں مارتے ہیں اور بیت اللہ کو بائیں اور منیٰ کو دائیں کئے ہوئے ہیں پھر کہا یہ اس ذات ستودہ صفات صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے جن پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی،،

بَابٌ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ قَالَهُ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۶۴۰ —— حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ ثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ السُّوْرَةُ الَّتِيْ تُذْكَرُ فِيْهَا الْبَقَرَةُ وَالسُّوْرَةُ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا اٰلُ عِمْرَانَ وَالسُّوْرَةُ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا النِّسَاءُ قَالَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِاِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ يَزِيْدَ اَنَّهُ كَانَ مَعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حِيْنَ رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَاسْتَبْطَنَ الْوَادِيَ حَتّٰى اِذَا حَاذٰى بِالشَّجَرَةِ اعْتَرَضَهَا فَرَمٰى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ قَالَ مِنْ هٰهُنَا وَالَّذِيْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهُ قَامَ الَّذِيْ اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ ——

باب —— ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہے ،،

اسے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا ہے،،

۱۶۴۰ —— ترجمہ : اعمش نے کہا میں نے حجاج کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا وہ سورت جس میں بقرہ کا ذکر ہے اور وہ سورت جس میں آل عمران کا ذکر ہے اور وہ سورت جس میں نساء کا ذکر ہے۔ اعمش نے کہا میں نے اسے ابراہیم نخعی سے ذکر کیا تو انھوں نے کہا مجھے عبد الرحمٰن بن یزید نے خبر دی کہ انھوں نے عبد اللہ بن مسعود کے ساتھ جمرہ عقبہ کو رمی کی اور وادی میں چلے گئے حتیٰ کہ جب شجرہ (درخت) کے پاس پہنچے تو اس کے سامنے ہو کر سات کنکریاں ماریں ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہتے تھے،، پھر کہا اس جگہ سے اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اس ذات ستودہ صفات صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں ماریں جس پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی۔

۱۶۴۰ —— شرح : اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سات کنکریاں ضروری ہیں اور ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہنا مستحب ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں اگر تسبیح کہہ دی تو حرج نہیں اور طریقہ یہ ہے کہ کنکری مارتے وقت کہے "بسم اللہ اللہ اکبر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ جب بھی کنکری مارتے تو فرماتے" اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ بِالْهُدٰى وَقِنِيْ بِالتَّقْوٰى وَاجْعَلِ الْاٰخِرَةَ خَيْرًا لِّيْ مِنَ الْاُوْلٰى،، اور حضرت عمر فاروق اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما یہ دعاء کرتے تھے "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّسَعْيًا مَّشْكُوْرًا،،

بَابُ مَنْ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَلَمْ يَقِفْ قَالَهُ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ إِذَا رَمَى الْجَمْرَتَيْنِ يَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَيُسْهِلُ

۱۶۴۱ ـــــ حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى ثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الدُّنْيَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ عَلَى إِثْرِ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ حَتَّى يُسْهِلَ فَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ فَيَقُومُ طَوِيلًا وَيَدْعُو وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْوُسْطَى ثُمَّ يَأْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيُسْهِلُ وَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ثُمَّ يَدْعُو وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ فَيَقُومُ طَوِيلًا ثُمَّ يَرْمِي جَمْرَةَ ذَاتِ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا ثُمَّ يَنْصَرِفُ وَيَقُولُ هٰكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ ۔

باب ـــــ جس نے جمرہ عقبہ کو رمی کی اور وہاں نہ ٹھہرا

اس کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا ہے“

باب ـــــ جب دو جمروں کو رمی کرے تو قبلہ رُو ہو کر نرم زمین پر کھڑا رہے ـــــ“

۱۶۴۱ ـــــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ قریب والے جمرہ کو سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری کے بعد اللہ اکبر کہتے ،، پھر آگے بڑھتے حتیٰ کہ قبلہ رُو ہو کر نرم زمین میں کھڑے ہوتے اور دیر تک کھڑے رہتے دُعا کرتے اور اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے پھر درمیان والے جمرہ کو کنکریاں مارتے پھر بائیں طرف ہو جاتے اور نرم زمین میں چلے جاتے اور قبلہ رُو ہو کر کھڑے رہتے اور دیر تک کھڑے رہتے اور دُعا کرتے اور دونوں ہاتھ اُٹھاتے اور دیر تک کھڑے رہتے پھر وادی کے نشیب سے جمرہ ذات عقبہ کو رمی کرتے اور اس کے پاس نہ ٹھہرتے پھر لوٹ جاتے اور کہتے ایسے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے،،

۱۶۴۱ ـــــ شرح : یہ حدیث افراد بخاری سے ہے اس کے بعد بھی دو بابوں میں اس کو ذکر کیا ہے ۔ بخاری میں اس کے سوا اور کوئی حدیث نہیں یحییٰ بن معین

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْجَمْرَةِ الدُّنْيَا وَالْوُسْطٰى

۱۶۴۲ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الدُّنْيَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ عَلٰى إِثْرِ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ فَيُسْهِلُ فَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قِيَامًا طَوِيلًا فَيَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الْوُسْطٰى كَذٰلِكَ فَيَأْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيُسْهِلُ وَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قِيَامًا طَوِيلًا فَيَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْجَمْرَةَ ذَاتَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا وَيَقُولُ هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْجَمْرِ

نے اس حدیث کو ثقہ کہا ہے ۔جمرہ دنیا ۔ یہ مسجد خیف کے قریب ہے سب سے پہلا جمرہ یہی ہے جس کو دس ... کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ یہ منیٰ کے قریب اور مکہ سے دُور ہے ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا میں ہاتھ اُٹھانا سنت ہے اور سنت کی اتباع افضل ہے ۔ جمرہ ذات عقبہ ، یہ جمرہ عقبہ ہی ہے ''

باب — جمرہ اُولیٰ اور وُسطیٰ کے پاس دونوں ہاتھ اُٹھانا

۱۶۴۲ — ترجمہ : سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جمرہ اُولیٰ کو سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری مارنے کے بعد اللہ اکبر کہتے پھر آگے بڑھتے اور نرم زمین میں قبلہ رُو کھڑے ہوتے اور دیر تک کھڑے رہتے اور دُعا کرتے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کر پھر اسی طرح درمیانہ جمرہ کو رمی کرتے اور بائیں جانب نرم زمین میں چلے جاتے اور دیر تک قبلہ رُو ہو کر کھڑے رہتے دعا کرتے (اور اس میں) دونوں ہاتھ اُٹھاتے پھر جمرہ عقبہ کو وادی کے نشیب سے رمی کرتے اور اس کے پاس نہ ٹھہرتے اور کہتے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے ''

یہ حدیث بعینہٖ پہلے ذکر ہوئی ہے یہاں اس کا اعادہ اس لئے ہوا ہے کہ اس کا اسناد پہلی حدیث کے اسناد سے مختلف ہے '' لہٰذا یہ محض تکرار نہیں ہے !

باب — دونوں جمروں کے پاس دعا کرنا

محمّد نے کہا ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا اُنھوں نے کہا ہمیں یونس نے زہری سے ... صلی اللہ علیہ وسلم جب جمرہ کو رمی کرتے جو منیٰ کی مسجد کے قریب ہے تو اس کو سات کنکریاں مارتے ... تو اللہ اکبر کہتے پھر آگے بڑھتے اور قبلہ رو ہو کر ٹھہرتے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا فرماتے اور دیر تک ... کے پاس آتے اور اس کو سات کنکریاں مارتے اور جب ... کنکری مارتے تو اللہ اکبر فرماتے ...

[illegible] حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَمَى الْجَمْرَةَ الَّتِي تَلِي مَسْجِدَ مِنًى يَرْمِيهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمَى بِحَصَاةٍ ثُمَّ تَقَدَّمَ أَمَامَهَا فَوَقَفَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُو وَكَانَ يُطِيلُ الْوُقُوفَ ثُمَّ يَأْتِي الْجَمْرَةَ الثَّانِيَةَ فَيَرْمِيهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ عِنْدَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَنْصَرِفُ وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا قَالَ الزُّهْرِيُّ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ بِمِثْلِ هٰذَا عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ۔

بَابُ الطِّيبِ بَعْدَ رَمْيِ الْجِمَارِ وَالْحَلْقِ قَبْلَ الْإِفَاضَةِ

۱۶۴۳ ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقٰسِمِ وَكَانَ أَفْضَلَ أَهْلِ زَمَانِهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ وَكَانَ أَفْضَلَ أَهْلِ زَمَانِهِ يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ هَاتَيْنِ حِينَ أَحْرَمَ وَلِحِلِّهِ حِينَ أَحَلَّ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ وَبَسَطَتْ يَدَيْهَا۔

اس کے متعلق زہری نے کہا میں نے سالم بن عبداللہ کو سنا کہ وہ اپنے باپ کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی روایت کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی یہی کرتے تھے۔

باب ــــ جمرہ کو رمی کرنے کے بعد خوشبو لگانا اور طوافِ زیارت سے پہلے سر منڈانا ،،

۱۶۴۳ ــــ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن قاسم نے بیان کیا کہ اُنھوں نے اپنے باپ سے سُنا اور وہ اپنے زمانہ میں سب سے افضل تھے وہ کہتے تھے میں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے سُنا وہ فرماتی تھیں میں نے اپنے اِن دونوں ہاتھوں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی جب آپ نے احرام باندھا اور طوافِ زیارت سے پہلے احرام کھولنے کے وقت جب آپ نے احرام کھولا تو [illegible] پھیلائے ،،

۱۶۴۳ ــــ شرح : اس حدیث سے امام ابوحنیفہ، شافعی اور احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ جب جمرہ عقبہ کو رمی کر لے پھر سر منڈا لے تو عورتوں

بَابُ طَوَافِ الْوَدَاعِ ۔ ۱۶۴۴ ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ ابْنِ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اُمِرَ النَّاسُ اَنْ يَّكُوْنَ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ اِلَّا اَنَّهٗ خُفِّفَ عَنِ الْحَائِضِ ۔ ۱۶۴۵ ــــ حَدَّثَنَا اَصْبَغُ ابْنُ الْفَرَجِ اَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ ثُمَّ رَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ رَكِبَ اِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهٖ تَابَعَهُ اللَّيْثُ قَالَ ثَنِيْ خَالِدٌ عَنْ سَعِيْدٍ هُوَ ابْنُ اَبِيْ هِلَالٍ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهٗ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

کے سوا بحالتِ احرام جو شیٔ مُحرِم کے لئے حرام ہو وہ حلال ہو جاتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر، ابن عباس اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ مُحرِم کے لئے عورتوں کے سوا ہر شیٔ حلال ہو جاتی ہے۔ ابو یوسف اور محمد رحمہما اللہ تعالیٰ بھی یہی کہتے ہیں۔ امام مالک کے نزدیک عورتیں اور شکار حلال نہیں۔ نیز امام ابوحنیفہ اور آپ کے تلامذہ امام شافعی اور آپ کے تلامذہ ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ خوشبو لباس کے حکم میں ہے۔ لہذا جب لباس پہننا جائز ہو جاتا ہے تو خوشبو لگانا بھی جائز ہے۔

امام مالک اور دوسری روایت کے مطابق احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما نے کہا خوشبو جماع کے حکم میں ہے لہذا جب جماع جائز ہوگا تب خوشبو لگانا بھی جائز ہوگا اور یہ حدیث ان پر حجت ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ــ طواف وداع

۱۶۴۴ ــــ ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لوگوں کو حکم دیا گیا کہ اُن کا آخیر وقت بیت اللہ کا طواف ہو مگر حائضہ عورت سے اس کی تخفیف کی گئی ہے۔ (یعنی اس پر طوافِ وداع واجب نہیں)

۱۶۴۵ ــــ ترجمہ :- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں پھر وادیٔ مُحصّب میں تھوڑا سا سو رہے۔ پھر بیت اللہ کی طرف سوار ہو کر گئے اور اس کا طواف کیا۔ لیث نے قتادہ سے اس کی روایت کرنے میں عمرو بن حارث کی متابعت کی۔ اور کہا مجھے خالد نے سعید سے اُنھوں نے قتادہ سے اُنھوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی۔

۱۶۴۴، ۱۶۴۵ ــــ شرح : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ لوگ جہاں سے چاہتے اپنے گھروں کو چلے جایا کرتے تھے اس

بَابٌ إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ بَعْدَ مَا أَفَاضَتْ

١٦٤٦ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاضَتْ فَذَكَرَ ذَالِكَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحَابِسَتُنَا هِيَ قَالُوا إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ قَالَ فَلَا إِذَنْ ۔

١٦٤٧ — حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ سَأَلُوا ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ امْرَأَةٍ طَافَتْ ثُمَّ حَاضَتْ قَالَ لَهُمْ تَنْفِرُ قَالُوا لَا نَأْخُذُ بِقَوْلِكَ وَنَدَعُ قَوْلَ زَيْدٍ قَالَ إِذَا قَدِمْتُمُ الْمَدِينَةَ فَاسْأَلُوا فَقَدِمُوا الْمَدِينَةَ فَسَأَلُوا فَكَانَ فِيمَنْ سَأَلُوا أُمُّ سُلَيْمٍ فَذَكَرَتْ حَدِيثَ صَفِيَّةَ رَوَاهُ خَالِدٌ وَقَتَادَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ ۔

لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک بیت اللہ کا طواف نہ کر لو اپنے گھروں کو نہ جاؤ۔ احناف کا مذہب ہے کہ طوافِ وداع باہر سے آنے والے پر واجب ہے مکہ کے رہنے والے اور اسی طرح میقات کے اندر رہنے والوں پر یہ واجب نہیں البتہ امام ابو یوسف کہتے ہیں کہ مکی کے لیے یہ طواف کرنا اچھا ہے تاکہ حج کے مناسک اس پر ختم ہوں، حائضہ اور نفاس والی عورت پر یہ واجب نہیں اور نہ ہی عمرہ کرنے والے پر واجب ہے اور نہ ہی اس شخص پر واجب ہے جس کا حج فوت ہو گیا ہو کیونکہ اس پر عمرہ واجب ہے اور عمرہ میں طوافِ وداع نہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ صحیح یہ ہے کہ طوافِ وداع واجب ہے اور اس کے ترک کرنے سے دم واجب ہے اکثر علماء کا مذہب یہی ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ اور ابن منذر اسے سنت کہتے ہیں اگر ترک ہو جائے تو دم واجب نہیں

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر طوافِ وداع کرنے کے بعد ایک یا دو ماہ وہاں اقامت کرے تو جائز ہے اور طواف کا اعادہ نہیں۔ امام شافعی اور احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ وہ دوبارہ طوافِ وداع کرے۔ امام مالک کہتے ہیں اگر طوافِ وداع کے بعد بازار سے ضروری اشیاء کی خرید کرے تو حرج نہیں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — جب طوافِ زیارت کے بعد عورت کو حیض آجائے"

۱۶۴۶ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام المؤمنین صفیہ بنت حیی زوجہ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حیض آگیا اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کیا یہ ہمیں روک لے گی؟ لوگوں نے کہا انھوں نے طوافِ زیارت

١٦٤٨ — حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ ثَنَا وُهَيْبٌ ثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رُخِّصَ لِلْحَائِضِ أَنْ تَنْفِرَ إِذَا أَفَاضَتْ قَالَ وَسَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ إِنَّهَا لَا تَنْفِرُ ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ بَعْدُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لَهُنَّ۔ ١٦٤٩ — حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نُرَى إِلَّا الْحَجَّ فَقَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَحِلَّ وَكَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَطَافَ مَنْ كَانَ مَعَهُ مِنْ نِسَائِهِ وَأَصْحَابِهِ وَحَلَّ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ الْهَدْيُ فَحَاضَتْ هِيَ فَنَسَكْنَا مَنَاسِكَنَا مِنْ حَجِّنَا فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ لَيْلَةُ النَّفْرِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كُلُّ أَصْحَابِكَ يَرْجِعُ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ غَيْرِي قَالَ مَا كُنْتِ تَطُوفِينَ بِالْبَيْتِ لَيَالِيَ قَدِمْنَا قُلْتُ بَلَى قَالَ فَاخْرُجِي مَعَ أَخِيكِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهِلِّي بِعُمْرَةٍ وَمَوْعِدُكِ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا فَخَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ وَحَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقْرَى حَلْقَى إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا أَمَا كُنْتِ طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ بَلَى قَالَ فَلَا بَأْسَ انْفِرِي فَلَقِيتُهُ مُصْعِدًا عَلَى أَهْلِ مَكَّةَ وَأَنَا مُنْهَبِطَةٌ أَوْ أَنَا مُصْعِدَةٌ وَهُوَ مُنْهَبِطٌ وَقَالَ مُسَدَّدٌ قُلْتُ لَا تَابَعَهُ جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ فِي قَوْلِهِ لَا۔

کرلیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت کوئی حرج نہیں (چلو)

١٦٤٧ — ترجمہ: عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ منورہ والوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس عورت کے متعلق دریافت کیا جو عورت طواف زیارت کرے پھر اسے حیض آجائے تو اُنھوں نے کہا وہ روانہ ہو جائے۔ لوگوں نے کہا ہم تمہارا قول لیں اور زید بن ثابت کا قول چھوڑ دیں؟ (یہ نہیں ہو سکتا) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تم جب مدینہ منورہ آؤ تو دریافت کرلو، لوگ مدینہ منورہ آئے اور یہ مسئلہ دریافت کیا تو جن لوگوں سے اُنھوں نے پوچھا ان میں سے ایک اُم سُلیم تھیں اُس نے صفیہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ ذکر کیا۔ اس حدیث کی روایت خالد اور قتادہ نے عکرمہ سے کی ہے۔

١٦٤٨ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حائض کے لئے رخصت ہے کہ وہ روانہ ہو جائے جبکہ طواف زیارت کرے۔ اُنھوں نے کہا میں نے ابن عمر کو یہ کہتے

بَابُ مَنْ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ بِالْاَبْطَحِ

۱۶۵۰ — مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ يُوْسُفَ ثَنَا سُفْيٰنُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ عَقَلْتَهٗ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ قَالَ بِمِنًى قُلْتُ فَاَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ قَالَ بِالْاَبْطَحِ افْعَلْ كَمَا يَفْعَلُ اُمَرَاءُكَ۔

ہوئے سُنا ہے کہ وہ روانہ نہ ہو پھر میں نے اس کے بعد ان سے سُنا کہ وہ کہتے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی ہے "

۱۶۴۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور ہمارا ارادہ صرف حج کا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا، مروہ کے درمیان سعی کی پھر آپ نے احرام نہ کھولا آپ کے پاس قربانی کا جانور تھا آپ کے ساتھ آپ کی بیویاں اور وہ صحابہ جو آپ کے ہمراہ تھے نے طواف کیے تو ان میں سے جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہ تھا اُس نے احرام کھول دیا۔ مائی صاحبہ کو حیض آگیا ہم نے حج کے ارکان ادا کئے جب روانگی کی رات آئی تو اُنھوں نے کہا یا رسُول صلی اللہ علیہ وسلم " آپ کے تمام ساتھی میرے سوا حج اور عمرہ کرکے لوٹیں گے۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے جن راتوں کو ہم مکہ آئے تھے طواف نہیں کیا تھا۔؟ میں نے کہا نہیں۔ - آپ نے فرمایا اپنے بھائی کے ساتھ تنعیم جاؤ اور عمرہ کا احرام باندھو اور فلاں فلاں جگہ پر آجاؤ۔ میں عبدالرحمن کے ساتھ تنعیم کی طرف گئی اور عمرہ کا احرام باندھا۔ ام المؤمنین صفیہ بنت حیی کو حیض آگیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بانجھ سر منڈی تو ہمیں روک لے گی کیا تو نے قربانی کرنے کے دن طواف نہیں کیا ؟ اُس نے کہا کیوں نہیں آپ نے فرمایا روانہ ہو جاؤ۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں آپ کو ملی جبکہ آپ مکہ والوں پر اوپر کی جانب بڑھ رہے تھے اور میں اُتر رہی تھی یا میں بڑھ رہی تھی اور آپ اُتر رہے تھے — مسدد نے کہا میں نے کہا نہیں۔ جریر نے مسدد کی منصور سے " لا " روایت کرنے میں متابعت کی ہے "

۱۶۴۶ تا ۱۶۴۹ — شرح : حائضہ عورت سے طواف وداع ساقط ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب صفیہ کے حائض ہونے کی خبر ملی تو آپ نے فرمایا یہ ہمیں روک لے گی ؟ جب آپ کو یہ عرض کیا گیا کہ اُنھوں نے حیض سے پہلے طواف زیارت کر لیا ہے تو فرمایا یہ ہمیں نہیں روکے گی کیونکہ اُس نے فرض ادا کر لیا ہے جو حج کا رکن ہے "، ان احادیث کی پوری تشریح حدیث ۱۶۲۷ میں گزری ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم !

۱۶۵۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُتَعَالِي بْنُ طَالِبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَرَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ رَكِبَ إِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ۔

بَابُ الْمُحَصَّبِ۔ ۱۶۵۲ — حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّمَا كَانَ مَنْزِلًا يَنْزِلُهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَكُونَ أَسْمَحَ لِخُرُوجِهِ تَعْنِي الْأَبْطَحَ۔ ۱۶۵۳ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ ثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَيْسَ التَّحْصِيبُ بِشَيْءٍ إِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب — جس نے روانگی کے وقت عصر کی نماز ابطح میں پڑھی

۱۶۵۰ — ترجمہ: عبدالعزیز بن رُفیع نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے ایسی چیز بتائیں جو آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کی ہے۔ آٹھ ذی الحجہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز کہاں پڑھی تھی؟ انس نے کہا منیٰ میں پڑھی تھی۔ میں نے کہا روانگی کے دن عصر کی نماز کہاں پڑھی؟ کہا ابطح میں پڑھی اور تُو وہ کر جو تیرے امیر کریں۔

۱۶۵۱ — ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں اور وادی مُحَصَّب میں تھوڑی دیر سو رہے۔ پھر سوار ہو کر بیت اللہ کی طرف تشریف لے گئے اور اس کا طواف کیا (طوافِ وداع)

۱۶۵۰، ۱۶۵۱ — شرح: اَبطح، بَطحاء ایک ہی شئی ہے اور وہ مکہ اور منیٰ کے درمیان ہے۔ یہ وسیع میدان ہے اسی کو مُحَصَّب کہا جاتا ہے۔ اس حدیث کی پوری تفصیل حدیث ۱۵۵۱ کی شرح میں ملاحظہ فرمائیں، "یوم الترویہ" آٹھویں ذی الحجہ کو کہتے ہیں۔ "یوم النفر"، منیٰ سے واپس ہونے کے دن کو کہتے ہیں۔

باب — مُحَصَّب میں اُترنا

۱۶۵۲ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک مقام ہے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُترے تھے تاکہ وہاں سے نکلنے میں آسانی ہو۔ اس

بَابُ النُّزُوْلِ بِذِیْ طُوًی قَبْلَ اَنْ یَدْخُلَ مَکَّةَ وَنُزُوْلِ الْبَطْحَآءِ الَّتِیْ بِذِی الْحُلَیْفَةِ اِذَا رَجَعَ مِنْ مَکَّةَ ۔ ۱۶۵۴ ـــــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا اَبُوْ ضَمْرَةَ ثَنَا مُوْسٰی بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ یَبِیْتُ بِذِیْ طُوًی بَیْنَ الثَّنِیَّتَیْنِ ثُمَّ یَدْخُلُ مِنَ الثَّنِیَّةِ الَّتِیْ بِاَعْلٰی مَکَّةَ وَکَانَ اِذَا قَدِمَ مَکَّةَ حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِرًا لَمْ یُنِخْ نَاقَتَهٗ اِلَّا عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ یَدْخُلُ فَیَاْتِی الرُّکْنَ الْاَسْوَدَ فَیَبْدَاُ بِهٖ ثُمَّ یَطُوْفُ سَبْعًا ثَلَاثًا سَعْیًا وَاَرْبَعًا مَشْیًا ثُمَّ یَنْصَرِفُ فَیُصَلِّیْ سَجْدَتَیْنِ ثُمَّ یَنْطَلِقُ قَبْلَ اَنْ یَّرْجِعَ اِلٰی مَنْزِلِهٖ فَیَطُوْفُ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَکَانَ اِذَا صَدَرَ عَنِ الْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَةِ اَنَاخَ بِالْبَطْحَآءِ الَّتِیْ بِذِی الْحُلَیْفَةِ الَّتِیْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُنِیْخُ بِهَا۔

۱۶۵۵ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ ثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ سُئِلَ عُبَیْدُ اللّٰهِ عَنِ الْمُحَصَّبِ فَحَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ نَزَلَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ یُصَلِّیْ بِهَا یَعْنِی الْمُحَصَّبَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ اَحْسِبُهٗ قَالَ وَالْمَغْرِبَ قَالَ خَالِدٌ لَا اَشُکُّ فِی الْعِشَآءِ وَیَهْجَعُ هَجْعَةً وَیَذْکُرُ ذٰلِکَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۔

سے وہ ابطح مراد لیتے ہیں ‘‘

۱۶۵۳ ـــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تحصیب یعنی محصب میں اُترنا کوئی شئی نہیں وہ تو ایک منزل ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُترے تھے۔

۱۶۵۲، ۱۶۵۳ ـــــ شرح : یعنی محصّب میں اُترنا مناسکِ حج میں سے نہیں وہاں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام کرنے اُترے تھے ‘‘ بعض علماء نے ذکر کیا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا محصّب میں اُترنا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ دیا جبکہ مشرک اسے ختم کرنے کے درپے تھے اس خیال کے مطابق وہاں اُترنے کو مستحب کہا جاتا ہے جبکہ وہاں سے گزر ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــــ مکہ میں داخل ہونے سے پہلے ذی طویٰ میں اور مکہ سے لوٹنے کے وقت بطحاء میں اُترنا جو ذوالحلیفہ میں ہے ‘‘

بَابُ مَنْ نَزَلَ بِذِي طُوًى إِذَا رَجَعَ مِنْ مَكَّةَ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَقْبَلَ بَاتَ بِذِي طُوًى حَتَّى إِذَا أَصْبَحَ دَخَلَ وَإِذَا نَفَرَ مَرَّ بِذِي طُوًى وَبَاتَ بِهَا حَتَّى يُصْبِحَ وَكَانَ يَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ۔

۱۶۵۴ — ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دو پہاڑوں کے درمیان ذی طوٰی میں رات گزارتے تھے، پھر اس وادی کی طرف سے داخل ہوتے جو مکہ کے بالائی طرف ہے ۔ اور جب مکہ میں حج یا عمرہ کرنے آتے تو اونٹنی کو مسجد کے دروازے کے پاس بٹھاتے پھر داخل ہوتے اور حجر اسود کے پاس سے ابتداء کرتے پھر سات بار طواف کرتے تین بار دوڑ کر اور چار بار رسمی چال سے طواف کرتے پھر فارغ ہو کر دو رکعتیں پڑھتے پھر اپنی قیام گاہ کی طرف جانے سے پہلے صفا اور مروہ کا طواف کرتے اور جب حج یا عمرہ سے لوٹتے تو اونٹنی کو بطحاء میں بٹھاتے جو ذی الحلیفہ میں ہے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی بٹھایا کرتے تھے "۔

۱۶۵۵ — ترجمہ : خالد بن حارث نے کہا کہ عبید اللہ سے محصب میں اُترنے کے متعلق پوچھا گیا ۔ تو عبید اللہ نے نافع سے روایت کی کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر فاروق اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اُترے تھے ۔ نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما محصب میں ظہر اور عصر کی نماز پڑھتے تھے میرے خیال میں اُنھوں نے کہا کہ مغرب بھی پڑھتے تھے ۔ خالد نے کہا عشاء کی نماز میں مجھے شک نہیں اور تھوڑی دیر سوتے اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کرتے "۔

۱۶۵۴، ۱۶۵۵ — شرح : بطحاء جس وادی میں پانی بہتا ہو جب وہ خشک ہو جائے اور سخت ہو جائے تو اسے بطحاء کہتے ہیں۔
ثنیۃ عقبہ کا راستہ ہے اور سجدتین سے مراد مقام ابراہیم پر طواف کی دو رکعتیں ہیں "، یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیے کہ مکہ میں داخل ہونے سے پہلے ذی طوٰی میں اُترنا اور لوٹتے وقت بطحاء میں اُترنا جو ذوالحلیفہ میں ہے یہ حج کے ارکان سے نہیں حاجی یا معتمر کی مرضی ہے کہ وہ یہاں ٹھہرے یا نہ ٹھہرے "، مسلم میں نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما محصب میں اُترنا سنت سمجھتے تھے اور روانگی کے روز ظہر کی نماز وہ حصبہ میں پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد حضرات خلفاء رضی اللہ عنہم محصب میں اُترتے تھے لہٰذا یہ معلوم ہوا کہ تحصیب اگرچہ حج کے ارکان سے نہیں مگر وہاں اُترنا سنت ضرور ہے۔

باب — جب مکہ سے لوٹے تو ذی طوٰی میں ٹھہرے

۱۶۵۶ — ترجمہ : نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ آتے تو ذی طوٰی میں رات گزارتے حتی کہ جب صبح ہوتی تو

بَابُ التِّجَارَةِ اَیَّامَ الْمَوْسِمِ وَالْبَیْعِ فِی اَسْوَاقِ الْجَاهِلِیَّةِ

۱۶۵۶ــــ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَیْثَمِ اَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ کَانَ ذُوالْمَجَازِ وَعُکَاظُ مَتْجَرَ النَّاسِ فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَلَمَّا جَاءَ الْاِسْلَامُ کَاَنَّهُمْ کَرِهُوْا ذٰلِکَ حَتّٰی نَزَلَتْ لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ فِیْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ۔

داخل ہوتے اور جب روانہ ہوتے تو ذی طوی سے گزرتے اور وہاں رات گزارتے حتی کہ صبح ہو جاتی وہ ذکر کیا کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کرتے تھے،،

۱۶۵۶ــــ شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ بھی حج کے ارکان سے نہیں" اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اتباع سنت کے طور پر یہاں ٹھہرتے تھے لہٰذا ذی طوی میں ٹھہرنا مسنون ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ــــ حج کے دنوں میں تجارت کرنا اور جاہلیت کی منڈیوں میں خرید و فروخت کرنا،،

۱۶۵۶ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ذوالمجاز، عکاظ جاہلیت میں لوگوں کی منڈیاں تھیں جب اسلام آیا تو لوگوں نے اس کو اچھا نہ سمجھا حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ تمہارے لئے کوئی حرج نہیں کہ حج کے زمانہ میں اپنے رب کا فضل تلاش کرو،،

۱۶۵۶ــــ شرح : "موسم،، سمہ سے مشتق ہے اس کا معنیٰ علامت ہے حج کے زمانہ کو موسم اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ علامت گاہ ہے جہاں لوگ جمع ہوتے ہیں۔

"ذوالمجاز" منیٰ میں ایک جگہ ہے جہاں جاہلیت کے زمانہ میں خرید و فروخت کرتے تھے۔ اسی طرح "عکاظ" مکہ کے ایک طرف منڈی کی جگہ ہے جہاں عرب ہر سال جمع ہوتے اور مہینہ بھر خرید و فروخت کرتے رہتے تھے،، اور فاخرانہ اشعار کہا کرتے تھے جب اسلام آیا تو سب کو ختم کر دیا گیا۔

ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ لوگ حج کے زمانہ میں تجارت اور خرید و فروخت کرنے سے ڈرتے تھے اور کہتے تھے یہ ایام اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اس آیت کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا،، یعنی احرام سے پہلے اور احرام کھول دینے کے بعد خرید و فروخت میں حرج نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ الْاِدْلَاجِ مِنَ الْمُحَصَّبِ

۱۶۵۷ ــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ ثَنَا اَبِیْ ثَنَا الْاَعْمَشُ اِبْرَاهِیْمُ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَاضَتْ صَفِیَّةُ لَیْلَةَ النَّفْرِ فَقَالَتْ مَا اُرَانِیْ اِلَّا حَابِسَتَکُمْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَقْرٰی حَلْقٰی اَطَافَتْ یَوْمَ النَّحْرِ قِیْلَ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِیْ قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ وَزَادَنِیْ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا مُحَاضِرٌ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا نَذْکُرُ اِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا قَدِمْنَا اَمَرَنَا اَنْ نَحِلَّ فَلَمَّا کَانَتْ لَیْلَةُ النَّفْرِ حَاضَتْ صَفِیَّةُ بِنْتُ حُیَیٍّ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَلْقٰی عَقْرٰی مَا اُرَاهَا اِلَّا حَابِسَتَکُمْ ثُمَّ قَالَ کُنْتِ طُفْتِ یَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِیْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ لَمْ اَکُنْ حَلَلْتُ قَالَ فَاعْتَمِرِیْ مِنَ التَّنْعِیْمِ فَخَرَجَ مَعَهَا اَخُوْهَا فَلَقِیْنَاهُ مُدَّلِجًا فَقَالَ مَوْعِدُکِ مَکَانُ کَذَا وَکَذَا ۔

باب ــ مُحصّب سے آخیر رات کو چلنا

۱۶۵۷ ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ صفیۃ کو روانگی کی رات حیض آگیا تو اُنھوں نے کہا میرا یہ خیال ہے کہ میں تم کو روک دوں گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بانجھ سر منڈی کیا اُس نے (دسویں ذالحجہ) قربانی کے دن طوافِ زیارت کیا تھا؟ عرض کیا گیا جی ہاں! تو آپ نے فرمایا چلو ـ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا محمد نے میرے پاس روایت میں اضافہ کیا ہے ـ اُنھوں نے کہا مجھے مُحاضر نے خبر دی اُنھوں نے کہا مجھے اعمش نے ابراہیم سے خبر دی اُنھوں نے اسود سے اُنھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ اُنھوں نے فرمایا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور ہم صرف حج کا ارادہ کرتے تھے جب ہم مکہ پہنچے تو آپ نے حکم دیا کہ ہم احرام کھول دیں اور جب روانگی کی رات تھی تو صفیۃ بنت حیی کو حیض آگیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سر منڈی بانجھ میرا خیال ہے کہ وہ تمہیں روک دے گی پھر فرمایا کیا تو نے نحر کے روز طوافِ زیارت کیا تھا۔ صفیۃ نے کہا جی ہاں! فرمایا چلو۔ ام المؤمنین نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے احرام نہیں کھولا آپ نے فرمایا تم تنعیم سے احرام باندھ کر عمرہ کرو اور ان کے ساتھ ان کا بھائی عبدالرحمٰن گیا مائی صاحبہ نے فرمایا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے اخیر میں ملے تو آپ نے فرمایا فلاں فلاں جگہ تم نے آجانا ـ

۱۶۵۷ ــ شرح : یعنی ام المؤمنین صفیۃ رضی اللہ عنہا کو طوافِ وداع سے پہلے حیض آگیا اور جب [illegible] نے مدینہ منورہ کو واپس جانے کا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَبْوَابُ الْعُمْرَۃِ

بَابُ وُجُوْبِ الْعُمْرَۃِ وَفَضْلِهَا وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَيْسَ اَحَدٌ اِلَّا وَعَلَيْهِ حَجَّةٌ وَعُمْرَةٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّهَا لَقَرِيْنَتُهَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ۔

ارادہ کیا تو اُنھوں نے کہا میرا خیال ہے کہ میں آپ کو روک دوں گی کیونکہ میں حیض سے پاک ہونے تک انتظار کروں گی اور پھر طوافِ وداع کرنے کے بعد آپ کے ساتھ چلوں گی ان کا خیال تھا کہ طوافِ وداع حائضہ سے ساقط نہیں ہوتا۔ لہٰذا اتنی دیر رکنا پڑے گا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے قربانی کے دن طوافِ زیارت نہیں کیا تھا؟ ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طوافِ زیارت حج کا رکن ہے وہ ہر ایک پر ضروری ہے جو تو کر چکی ہے اور طوافِ وداع حائضہ پر واجب نہیں اس لئے یہ نہ کرنے میں حرج نہیں اور ان کو مدینہ منورہ کو روانہ ہونے کا حکم فرمایا۔ سیدہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ بنت ابی بکر صدیق اخت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے تطییبِ خاطر کے لئے فرمایا کہ عُمرہ کر لو جبکہ اُنھوں نے مستقل تنہا عمرہ کرنے کا ارادہ کیا جیسے دوسری امہات المؤمنین نے کیا تھا اور مقام تنعیم کی تخصیص مائی صاحبہ کی آسانی کے لئے فرمائی ورنہ تنعیم کی تمام جہات اس میں برابر ہیں اور تنعیم سے احرام باندھنا ضروری بھی نہیں ،، قاضی عیاض کہتے ہیں کہ تنعیم سے احرام باندھنا معتمر کے لئے واجب ہے کیونکہ مکہ سے عُمرہ کرنیوالے کا میقات تنعیم ہے ادّلاج بِتَشْدِیْدِ الدَّالِ کا معنی اخیر رات کو چلنا ہے اور اِدْلَاج بِسُکُوْنِ الدَّالِ کا معنی اوّل رات کو سیر کرنا ہے۔

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”مَوْعِدُكِ كَذَا وَكَذَا“ یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب ان سے ملے تو ام المؤمنین سے فرمایا فلاں فلاں جگہ ملاقات ہوگی اور وہاں سے مدینہ منورہ کو روانگی ہوگی۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(عُمرہ کا بیان)

باب عمرہ کا وجوب اور اس کی فضیلت

۱۶۵۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰی اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعُمْرَةُ اِلَی الْعُمْرَةِ کَفَّارَةٌ لِّمَا بَیْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةَ۔

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہر ایک پر حج اور عمرہ ہے " اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ دونوں اللہ کی کتاب میں ایک دوسرے کا ساتھی ہے (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے) اللہ کے لئے حج اور عمرہ پورا کرو "

۱۶۵۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، ایک عمرہ سے دوسرے عمرہ تک ان گناہوں کا کفارہ ہے جو ان کے درمیان کئے ہوں اور حج مبرور کی جزا نہیں ہے مگر جنت "

۱۶۵۸ — تشریح : عمرہ کا لغوی معنی زیارت ہے اور شریعت مطہرہ میں اس کا معنی شروط مخصوصہ کے ساتھ بیت اللہ کی زیارت کرنا ہے۔ احناف کا مذہب ہے کہ عمرہ سنت ہے حج کے افعال کرنے کے بعد عمرہ کرنا مستحب ہے " امام ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کے متعلق پوچھا گیا کیا یہ واجب ہے ؟ آپ نے فرمایا نہیں مگر عمرہ کرنا افضل ہے " ابن ماجہ نے طلحہ بن عبید اللہ سے روایت کی کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حج جہاد اور عمرہ نفل ہے " حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی سرورِ کائنات سے اسی طرح روایت کی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کی روایت سے عمرہ کے وجوب پر استدلال کیا ہے! یاد رہے کہ امام شافعی کا مذہب ہے کہ ایک سال میں بار بار عمرہ کرنا مستحب ہے ، امام مالک سال میں ایک بار سے زائد عمرہ کو مکروہ جانتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سال کے پانچ ایام میں عمرہ کرنا مکروہ ہے اور وہ نو ذی الحجہ سے ۱۳ ذی الحجہ تک ہیں "

حج مبرور وہ ہے جس میں کوئی گناہ صادر نہ ہوا اور نہ اس میں ریا اور سمعہ ہو اور نہ ہی رفث و فسوق ہو اس کے علاوہ بھی حج مبرور کی تفسیر کی جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج مبرور کی جزاء صرف جنت ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! حج مبرور کیا ہے فرمایا ، سلام کہنا اور کھانا کھلانا ہے " سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ عمرہ سے عمرہ تک درمیان سب گناہوں کا کفارہ ہے۔ صحیح یہ ہے کہ دوسرے عمرہ سے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے کیونکہ گناہوں کے وجود کے بعد ہی ان کا کفارہ مناسب ہے لہذا پہلے عمرہ سے گناہوں کا کفارہ نہیں ہوتا کیونکہ ابھی تک گناہوں کا وجود ہی نہیں تو کفارہ کس کا ہوگا۔ واللہ ورسولہ اعلم !

بَابُ مَنِ اعْتَمَرَ قَبْلَ الْحَجِّ ۔ ۱۶۵۹ــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَا عَبْدُاللّٰهِ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَنَّ عِكْرِمَةَ بْنَ خَالِدٍ سَاَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْعُمْرَةِ قَبْلَ الْحَجِّ فَقَالَ لَا بَاْسَ قَالَ عِكْرِمَةُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ يَّحُجَّ وَقَالَ اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ ثَنِيْ عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ مِثْلَهٗ

۱۶۶۰ــــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ مِثْلَهٗ ۔

بَابٌ كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ ۱۶۶۱ ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْمَسْجِدَ فَاِذَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ جَالِسٌ اِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَاِذَا نَاسٌ يُّصَلُّوْنَ فِي الْمَسْجِدِ صَلٰوةَ

باب ــــ جس نے حج سے پہلے عمرہ کیا "

۱۶۵۹ ــــ ترجمہ : عکرمہ بن خالد نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حج سے پہلے عمرہ کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا کچھ حرج نہیں عکرمہ نے کہا عبداللہ بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج سے پہلے عمرہ کیا تھا ۔ ابراہیم بن سعد نے ابن اسحاق سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ عکرمہ بن خالد نے بیان کیا میں نے ابن عمر سے اس طرح سنا ہے ۔

۱۶۶۰ ــــ ترجمہ : عکرمہ بن خالد نے کہا میں نے اس طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا ۔

۱۶۵۹ ، ۱۶۶۰ ــــ شرح : یعنی جب کوئی شخص حج کرنے سے پہلے عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں " امام احمد رحمہ تعالیٰ کی روایت اس طرح ہے کہ کسی پر کچھ حرج نہیں کہ حج کرنے سے پہلے عمرہ کرے ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عمرے حج سے پہلے کئے تھے " واللہ ورسولہ اعلم !

باب ــــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کئے ؟

۱۶۶۱ ــــ ترجمہ : مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہا میں اور عروہ بن زبیر مسجد نبوی میں گئے تو دیکھا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے

الضُّحٰی قَالَ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ صَلٰوتِهِمْ فَقَالَ بِدْعَةٌ ثُمَّ قَالَ لَهُ كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعٌ إِحْدٰهُنَّ فِي رَجَبٍ فَكَرِهْنَا أَنْ نَرُدَّ عَلَيْهِ قَالَ وَسَمِعْنَا اسْتِنَانَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْحُجْرَةِ فَقَالَ عُرْوَةُ يَا أُمَّاهُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَلَا تَسْمَعِيْنَ مَا يَقُوْلُ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَتْ مَا يَقُوْلُ قَالَ يَقُوْلُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرَاتٍ إِحْدٰهُنَّ فِي رَجَبٍ قَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا اعْتَمَرَ عُمْرَةً إِلَّا وَهُوَ شَاهِدُهُ وَمَا اعْتَمَرَ فِي رَجَبٍ قَطُّ۔

۱۶۶۲ — حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَجَبٍ۔ ۱۶۶۳ — حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ حَسَّانَ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ سَأَلْتُ أَنَسًا كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعًا عُمْرَةُ الْحُدَيْبِيَةِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ حَيْثُ صَدَّهُ الْمُشْرِكُوْنَ وَعُمْرَةٌ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ حَيْثُ صَالَحَهُمْ وَعُمْرَةُ الْجِعْرَّانَةِ إِذْ قَسَمَ غَنِيْمَةَ أُرَاهُ حُنَيْنٍ قُلْتُ كَمْ حَجَّ قَالَ

پاس بیٹھے تھے اور لوگ مسجد میں چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے۔ ہم نے ان سے ان کی نماز کے متعلق دریافت کیا تو کہا "یہ نماز" بدعت ہے پھر ان "عبداللہ بن عمر" سے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کئے ہیں؟ تو اُنھوں نے کہا چار! ان میں سے ایک عمرہ رجب میں تھا ہم نے ان کا رد کرنا اچھا نہ سمجھا اور ہم نے حجرہ شریفہ میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے مسواک کرنے کی آواز سُنی تو عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے ام المؤمنین! کیا آپ سُنتی نہیں کہ ابو عبدالرحمٰن کیا کہہ رہے ہیں؟ اُنھوں نے فرمایا "عبداللہ بن عمر" کیا کہتے ہیں۔ عروہ نے کہا وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے اور اُن میں سے ایک رجب میں تھا، ام المؤمنین نے فرمایا! اللہ تعالیٰ ابو عبدالرحمٰن پر رحم کرے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عمرہ نہیں کیا مگر عبداللہ وہاں موجود تھے؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔

۱۶۶۲ — ترجمہ: عروہ بن زبیر نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پُوچھا تو اُنھوں نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔

۱۶۶۳ — ترجمہ: قتادہ نے کہا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پُوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کئے ہیں؟ اُنھوں نے کہا چار! ایک عمرہ ذی القعدہ کے

وَاحِدَةً ۔ ۱۶۶۴ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ هِشَامُ ابْنُ عَبْدِالْمَلِكِ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ سَاَلْتُ اَنَسًا فَقَالَ اِعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ رَدُّوْهُ وَ مِنَ الْقَابِلِ عُمْرَةَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَعُمْرَةً فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهٖ ۔

۱۶۶۵ ـــــ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ ثَنَا هَمَّامٌ وَقَالَ اِعْتَمَرَ اَرْبَعَ عُمَرٍ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ اِلَّا الَّتِيْ اعْتَمَرَ مَعَ حَجَّتِهٖ عُمْرَتَهٗ مِنَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَمِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ وَمِنَ الْجِعْرَانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهٖ ۔ ۱۶۶۶ ـــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ ثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ قَالَ سَاَلْتُ مَسْرُوْقًا وَعَطَاءً وَمُجَاهِدًا فَقَالُوْا اِعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ يَّحُجَّ قَالَ وَسَمِعْتُ الْبَرَاءَ ابْنَ عَازِبٍ يَقُوْلُ اِعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ قَبْلَ اَنْ يَّحُجَّ مَرَّتَيْنِ ۔

مہینہ میں عمرہ حدیبیہ جبکہ مشرکوں نے آپ کو روک دیا تھا دوسرے سال ذی القعدہ میں عمرہ کیا جبکہ مشرکوں سے آپ نے صلح فرمائی۔ تیسرا عمرہ جعرانہ جبکہ غنیمت کا مال تقسیم کیا میرا خیال ہے کہ وہ مال غزوہ حنین کا تھا میں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے حج کئے ہیں فرمایا صرف ایک۔

۱۶۶۴ ـــــ ترجمہ : قتادہ نے کہا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا جبکہ مشرکوں نے آپ کو روک دیا اور دوسرے عمرہ حدیبیہ اور عمرہ ذی القعدہ میں اور چوتھا عمرہ حجۃ الوداع کے ساتھ "

۱۶۶۵ ـــــ ترجمہ : ہمام نے بیان کیا کہ نبی کریم نے چاروں عمرے ذی القعدہ میں کئے تھے مگر وہ عمرہ جو حج کے ساتھ کیا تھا، ایک عمرہ حدیبیہ، دوسرا آئندہ سال، تیسرا جعرانہ جبکہ حنین کا مال غنیمت تقسیم کیا اور چوتھا عمرہ حج کے ساتھ !

۱۶۶۶ ـــــ ترجمہ : ابو اسحاق نے کہا میں نے مسروق عطاء اور مجاہد سے دریافت کیا تو اُنھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کرنے سے پہلے ذی القعدہ میں عمرہ کیا اور میں نے براء بن عازب سے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کرنے سے پہلے ذی القعدہ میں دو عمرے کئے "

۱۶۶۱ تا ۱۶۶۶ ـــــ شرح : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے چاشت کی نماز کو بدعت اس لئے کہا کہ ان کو معلوم نہ تھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ہانی کے گھر یہ نماز [illegible] ہے جیسے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

بَابُ عُمْرَةٍ فِي رَمَضَانَ ۔ ۱۶۶۷ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُخْبِرُنَا يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے تراویح کی نماز کو بدعت فرمایا تھا۔ بدعت کی پانچ اقسام ہیں۔ واجبہ ۔ مندوبہ ۔ محرمہ ۔ مکروہہ اور مباحہ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مراد یہ ہے کہ چاشت کی نماز مسجد میں آکر اجتماعی صورت میں پڑھنا بدعت ہے نفس نماز بدعت نہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے ہیں۔ پہلا عمرہ چھ ہجری میں تھا اس وقت مشرکوں نے آپ کو عمرہ کرنے سے روک دیا تھا اور آپ اور صحابہ کرام سب نے احرام کھول دیا تھا اس کو بھی عمرہ شمار کیا جاتا ہے۔ دوسرا عمرہ سات ہجری کو ذی القعدہ میں کیا اس کو عمرۃ القضاء کہا جاتا ہے۔ تیسرا آٹھ ہجری کو ذی القعدہ میں کیا اس سال مکہ مکرمہ فتح کیا تھا۔ چوتھا حجۃ الوداع کے ساتھ کیا تھا،، اور چاروں عمرے ذی القعدہ میں کئے تھے،، چوتھے عمرے کا احرام ذی القعدہ میں باندھا تھا اور اس کے افعال ذوالحجہ میں کئے تھے اس لئے اس عمرے کو بھی ذی القعدہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ان میں سے ایک رجب میں تھا مگر جب ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے اس کی تردید فرمادی تو وہ خاموش رہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اشتباہ ہوگیا تھا یا وہ بھول گئے تھے یا اس بارے میں ان کو شک ہوگیا تھا اس لئے وہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو جواب نہ دے سکے اور خاموشی اختیار کی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے یعنی آپ نے میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھا تھا اس لئے احناف قران کو تمتع اور افراد سے افضل کہتے ہیں۔ جاہلیت میں حج کے ایام میں عمرہ کرنا سخت گناہ شمار کیا جاتا تھا اور اسے افجر الفجور کہتے تھے حجۃ الوداع میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کا احرام ایک ساتھ باندھا اور کفار کی تردید اور ان کے مزعوم باطل کو ختم کرنے کے لئے فرمایا جو شخص ہدی ساتھ نہیں لایا وہ حج کا احرام کھول کر عمرہ کا احرام باندھ لے اور فرمایا میں ہدی ساتھ لایا ہوں اور حج و عمرہ کا احرام ایک ساتھ باندھا ہے اس لئے ہم احرام نہیں کھول سکتے البتہ اگر میقات سے پہلے التفات کرتے اور ہدی ساتھ نہ لاتے تو ہم بھی حج کا احرام فسخ کرکے عمرہ کا احرام باندھ لیتے، اور حج کا احرام فسخ کرکے عمرہ کا احرام باندھنے میں صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خصوصیت تھی،، شرح معانی الآثار میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’وَلٰكِنِّي سُقْتُ الْهَدْيَ وَ قَرَنْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ ،، یعنی میں ہدی ساتھ لایا ہوں اور حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا ہے اور جو عمل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں وہ افضل ہوتا ہے لہٰذا قران تمتع اور افراد سے افضل ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مسلک ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب رمضان مبارک میں عمرہ کرنا

لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ سَمَّاهَا ابْنُ عَبَّاسٍ فَنَسِيتُ اسْمَهَا مَا مَنَعَكِ أَنْ تَحُجِّي مَعَنَا قَالَتْ كَانَ لَنَا نَاضِحٌ فَرَكِبَهُ أَبُو فُلَانٍ وَابْنُهُ لِزَوْجِهَا وَابْنِهَا وَتَرَكَ نَاضِحًا نَنْضَحُ عَلَيْهِ قَالَ فَإِذَا كَانَ رَمَضَانُ اعْتَمِرِي فِيهِ فَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ حَجَّةٌ أَوْ نَحْوًا مِمَّا قَالَ.

بَابُ الْعُمْرَةِ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ وَغَيْرِهَا

۱۶۶۸ ـــ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَافِينَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ لَنَا مَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُهِلَّ بِالْحَجِّ فَلْيُهِلَّ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُهِلَّ بِالْعُمْرَةِ فَلْيُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلَوْلَا أَنِّي أَهْدَيْتُ لَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ قَالَتْ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَكُنْتُ مِمَّنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَأَظَلَّنِي يَوْمُ عَرَفَةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَشَكَوْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْفُضِي عُمْرَتَكِ وَانْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ أَرْسَلَ مَعِي عَبْدَ الرَّحْمٰنِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ مَكَانَ عُمْرَتِي.

۱۶۶۷ ـــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاریہ عورت سے فرمایا عطاء نے کہا ابن عباس نے اس عورت کا نام ذکر کیا اور میں بھول گیا ہوں کہ ہمارے ساتھ حج کرنے سے تجھے کس نے منع کیا ہے۔ اُس عورت نے کہا ہماری ایک اونٹنی تھی اس پر فلاں کا باپ اور اس کا بیٹا سوار ہوا (اپنے شوہر اور بیٹے کی طرف اشارہ کیا) اور ایک اونٹ رہنے دیا جس پر ہم پانی پلاتے تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان آئے تو اس میں عمرہ کر لینا کیونکہ رمضان میں عمرہ کرنا حج ہے یا اس کی مثل کچھ فرمایا۔

۱۶۶۷ ـــ شرح: یعنی رمضان مبارک میں عمرہ کا ثواب حج کے ثواب کے برابر ہے کیونکہ اس میں تمام علماء کا اتفاق ہے کہ عمرہ حج کے قائم مقام نہیں ہو سکتا ابن خزیمہ نے کہا کبھی یوں ہوتا ہے کہ ایک شئ کسی اور شئ کے بعض وجوہ میں مشابہ ہوتی ہے۔ تو اس اعتبار سے اس کو اس کی مثل کہا جاتا ہے۔ امام ترمذی نے اسحاق بن راہویہ سے نقل کیا کہ اس حدیث کا معنیٰ ایسا ہے جیسے حدیث میں وارد ہے کہ "قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ" تہائی قرآن کے برابر ہے۔ ابن عربی نے کہا عمرہ کی یہ حدیث صحیح ہے کہ رمضان مبارک کی برکت سے عمرہ حج کا مقام پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ خاص عنایت اور فضل و کرم ہے" ابن جوزی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے حضورِ قلب سے کسی عمل کا ثواب زیادہ ہوتا ہے اسی طرح وقت کی شرافت زیادہ ہونے

بَابُ عُمْرَةِ التَّنْعِيمِ۔ ۱۶۶۹ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ عَمْرُو بْنُ اَوْسٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِيْ بَكْرٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهُ اَنْ يُّرْدِفَ عَائِشَةَ وَيُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيمِ قَالَ سُفْيٰنُ مَرَّةً سَمِعْتُ عَمْرًوا كَمْ سَمِعْتُهُ مِنْ عَمْرٍو۔ ۱۶۷۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى

سے اس وقت میں عمل کا ثواب زیادہ ہوتا ہے! مذکورہ حدیث اپنے عموم پر ہے اس میں اس عورت کی خصوصیت نہیں

باب — مُحَصَّب کی رات یا اس کے علاوہ عمرہ کرنا

۱۶۶۸ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم جناب رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس وقت نکلے جبکہ ذی الحجہ کا چاند نکل آیا تھا آپ نے ہم کو فرمایا جو کوئی تم میں سے پسند کرتا ہے کہ حج کا احرام باندھے وہ حج کا احرام باندھ لے اور جو عمرہ کا احرام باندھنا پسند کرتا ہے وہ عمرہ کا احرام باندھ لے۔ اگر میں نے ہدی ساتھ نہ لائی ہوتی تو میں عمرہ کا احرام باندھتا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا ہم میں سے بعض نے عمرہ کا احرام باندھا اور بعض نے حج کا احرام باندھا اور میں ان لوگوں میں سے تھی جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا عرفہ کا دن آیا تو مجھے حیض آگیا اور میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا عمرہ چھوڑ دو اور سر کے بال کھول دو اور کنگھی کر لو اور حج کا احرام باندھ لو جب مُحَصَّب کی رات تھی تو آپ نے میرے ساتھ عبدالرحمٰن کو تنعیم بھیجا تو میں نے اپنے عمرہ کی جگہ عمرہ کا احرام باندھا۔

۱۶۶۸ — شرح : کتاب الحیض کے "نقض المرءۃ شعرھا" کے باب میں اور اس کے علاوہ کئی مواضع میں اس حدیث کی شرح گزری ہے۔ خصوصاً حدیث ۱۴۶۲ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

باب — تنعیم سے عمرہ کرنا"

۱۶۶۹ — ترجمہ : عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھائیں اور ان کو تنعیم سے عمرہ کرائیں۔ سفیان نے کبھی کہا "سَمِعْتُ عَمْرًوا" اور کبھی کہا "سَمِعْتُهُ مِنْ عَمْرٍو"۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ عَنْ حَبِيبِ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَطَاءٍ ثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهَلَّ وَاَصْحَابُهُ بِالْحَجِّ وَلَيْسَ مَعَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ هَدْيٌ غَيْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلْحَةَ وَكَانَ عَلِيٌّ قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ وَمَعَهُ الْهَدْيُ فَقَالَ اَهْلَلْتُ بِمَا اَهَلَّ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَذِنَ لِاَصْحَابِهِ اَنْ يَّجْعَلُوْهَا عُمْرَةً يَّطُوْفُوْا بِالْبَيْتِ ثُمَّ يُقَصِّرُوْا وَيَحِلُّوْا اِلَّا مَنْ مَّعَهُ الْهَدْيُ فَقَالُوْا نَنْطَلِقُ اِلٰى مِنًى وَذَكَرُ اَحَدِنَا يَقْطُرُ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا اَهْدَيْتُ وَلَوْلَا اَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَاَحْلَلْتُ وَاَنَّ عَائِشَةَ حَاضَتْ فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ اَنَّهَا لَمْ تَطُفْ قَالَ فَلَمَّا طَهُرَتْ وَطَافَتْ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَنْطَلِقُوْنَ بِحَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ وَّاَنْطَلِقُ بِالْحَجِّ فَاَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِيْ بَكْرٍ اَنْ يَّخْرُجَ مَعَهَا اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرَتْ بَعْدَ الْحَجِّ فِيْ ذِي الْحَجَّةِ وَاَنَّ سُرَاقَةَ بْنَ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ لَقِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَقَبَةِ وَهُوَ يَرْمِيْهَا فَقَالَ اَلَكُمْ خَاصَّةً هٰذِهٖ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ لَا بَلْ لِلْاَبَدِ۔

۱۶۶۹ — شرح: مکہ کے رہنے والے اگر عمرہ کریں تو وہ حرم سے باہر جا کر "حل" سے احرام باندھیں اور اس حدیث میں تنعیم کو اس لئے خاص کیا کہ دوسرے مقامات کی نسبت یہ حل سے زیادہ قریب ہے۔ امام ابوحنیفہ اُن کے تلامذہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۱۶۷۰ — ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حج کا احرام باندھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت طلحہ کے سوا ان میں سے کسی کے ساتھ ہدی نہ تھی، حضرت علی "کرم اللہ وجہہ الکریم" یمن سے تشریف لائے اور ان کے ساتھ ہدی تھی اور انھوں نے کہا میں نے اس چیز کا احرام باندھا جس چیز کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا ہے" اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو حکم فرمایا کہ وہ اس کو عمرہ بنا لیں بیت اللہ کا طواف کریں پھر بال چھوٹے کروادیں اور احرام کھول دیں مگر جس کے ساتھ ہدی (قربانی کا جانور) ہو (وہ احرام نہ کھولے) لوگوں نے کہا ہم منیٰ کو جائیں۔ حالانکہ ہمارے ذکر سے منی ٹپک رہی ہو؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

بَابُ الْاِعْتِمَارِ بَعْدَ الْحَجِّ بِغَيْرِ هَدْيٍ

۱۶۷۱ —— حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا يَحْيٰى ثَنَا هِشَامٌ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ اَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَافِيْنَ

کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا اگر میں پہلے اس طرف متوجہ ہوتا جو آخر میں اِدھر متوجہ ہُوا تو میں ہدی ساتھ نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں احرام کھول دیتا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض آگیا۔ اُنھوں نے حج کے سارے ارکان پُورے کر لئے مگر اُنھوں نے بیت اللہ کا طواف نہ کیا جب وہ حیض سے پاک ہو گئیں بعد بیت اللہ کا طواف کر لیا تو عرض کیا یا رسولَ اللہ! آپ سب عمرہ اور حج کر کے جائیں گے اور میں صرف حج کر کے جاؤں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے عبد الرحمٰن بن ابی بکر کو حکم دیا کہ وہ ان کے ساتھ تنعیم جائیں۔ ام المؤمنین نے حج کرنے کے بعد ذی الحجہ میں عمرہ کیا اور سراقہ بن مالک بن جُعشم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو ملا جب آپ عقبہ میں رمی کر رہے تھے اور عرض کیا یا رسُولَ اللہ! کیا یہ صرف آپ کے لئے ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ یہ ہمیشہ کے لئے ہے!

۱۶۷۰ —— شرح : مسلم کی روایت میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ قربانی کے جانور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم، ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور مالدار لوگوں کے ساتھ تھے اور اس حدیث میں صرف آپ کے ساتھ حضرت طلحہ کا ذکر کیا ہے۔ مگر اس میں تضاد نہیں کیونکہ ہر ایک نے جس کا مشاہدہ کیا وہ بیان کیا اور جس پر وہ مطلع ہُوا ذکر کر دیا۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا علماء کا اس فسخ میں اختلاف ہے کیا یہ صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ خاص تھا یا قیامت تک کے لئے باقی ہے اور جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو اور اس نے حج کا احرام باندھا ہو تو وہ اسے فسخ کر کے عمرہ کا احرام باندھ کر اس کے ارکان ادا کر کے احرام کھول دے؟ امام مالک، شافعی، ابوحنیفہ اور متقدمین و متاخرین جمہور علماء نے کہا کہ یہ صرف اسی سال صحابہ کرام کے ساتھ خاص تھا تاکہ اہلِ جاہلیت کی مخالفت کریں کیونکہ وہ کہا کرتے تھے حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا سخت گناہ ہے اور یہ بہت بڑا فجور ہے۔ امام مسلم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حج کو فسخ کر کے عمرہ کا احرام باندھنا صرف صحابہ کرام کے ساتھ اسی سال میں خاص تھا۔ امام نسائی نے بلال سے روایت کی اُنھوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! یہ صرف ہمارے لئے خاص ہے یا ہمیشہ کے لئے ہے تو آپ نے فرمایا یہ صرف ہمارے لئے خاص ہے اور حج کے دنوں میں عمرہ کرنا ہمیشہ کے لئے ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تمتع جائز ہے اور غیر کے احرام کے ساتھ احرام معلق کرنا جائز ہے۔ اچھی چیز کے فوت ہو جانے میں افسوس کے لئے لفظ "لَوْ" کا استعمال جائز ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "لو" عمل شیطان کی راہ کھولتا ہے تو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ خواہشاتِ نفسانیہ اور حظوظِ دنیا میں افسوس کے لئے لَوْ کا استعمال ممنوع اور عملِ شیطان ہے۔

لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُهِلَّ بِحَجَّةٍ فَلْيُهِلَّ وَلَوْلَا أَنِّي أَهْدَيْتُ لَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَمِنْهُمْ مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنْهُمْ مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَكُنْتُ مِمَّنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَحِضْتُ قَبْلَ أَنْ أَدْخُلَ مَكَّةَ فَأَدْرَكَنِي يَوْمُ عَرَفَةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعِي عُمْرَتَكِ وَانْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ أَرْسَلَ مَعِي عَبْدَ الرَّحْمٰنِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَرْدَفَهَا فَأَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ مَكَانَ عُمْرَتِهَا فَقَضَى اللهُ حَجَّهَا وَعُمْرَتَهَا وَلَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ هَدْيٌ وَلَا صَدَقَةٌ وَلَا صَوْمٌ۔

باب — حج کے بعد ہدی کے بغیر عمرہ کرنا

۱۶۷۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا۔ انھوں نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس وقت نکلے کہ ذی الحجہ کا چاند نظر آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو پسند کرتا ہے کہ وہ عمرہ کا احرام باندھے وہ عمرہ کا احرام باندھے اور جو کوئی حج کا احرام باندھنا پسند کرتا ہے وہ حج کا احرام باندھے اور اگر میں نے ہدی ساتھ نہ لائی ہوتی تو میں عمرہ کا احرام باندھتا صحابہ میں سے بعض نے عمرہ کا احرام باندھا اور بعض نے حج کا احرام باندھا اور میں ان لوگوں میں سے تھی جنھوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ مکہ میں داخل ہونے سے پہلے مجھے حیض آگیا اور مجھے عرفہ کے دن نے پالیا حالانکہ میں حائضہ تھی میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تو آپ نے فرمایا عمرہ چھوڑ دو اور سر کے بال کھول دو اور کنگھی کرلو اور حج کا احرام باندھ لو میں نے ایسا ہی کیا جب محصّب کی رات آئی تو میرے ساتھ عبدالرحمٰن کو تنعیم بھیجا انھوں نے ام المؤمنین کو اپنی سواری پر پیچھے سوار کیا اور پہلے عمرہ کی بدل مجھے عمرہ کرایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا حج اور عمرہ پورا کر دیا اور اس میں کوئی شئ قربانی کا جانور صدقہ اور روزہ نہ تھا"

۱۶۷۱ — شرح : قولہ ابن بطال نے کہا "فَقَضَى اللهُ حَجَّهَا وَعُمْرَتَهَا" یہ ہشام بن عروہ کا کلام ہے۔ اس حدیث سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ ام المؤمنین قارنہ نہ تھیں ورنہ ان پر قران کی ہدی لازم ہوتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کلام ہشام کا ہے جو حدیث میں داخل کیا گیا ہے اور انھوں نے اپنی دانست کے اعتبار سے نفی کی ہے۔ اس سے نفس الامری شئ کی نفی نہیں ہوتی" ابن خزیمہ نے کہا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ پہلا عمرہ ترک کر دینے اور اس کو حج میں داخل کر دینے میں کوئی شئ واجب نہیں ہوئی اور نہ ہی تنعیم سے عمرہ کرنے میں کوئی شئ واجب ہوئی" علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا

بَابُ اَجْرِ الْعُمْرَةِ عَلٰى قَدْرِ النَّصَبِ

۱۶۷۲ —— حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَعَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَا قَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَصْدُرُ النَّاسُ بِنُسُكَيْنِ وَاَصْدُرُ بِنُسُكٍ فَقِيْلَ لَهَا انْتَظِرِيْ فَاِذَا طَهُرْتِ فَاخْرُجِيْ اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاَهِلِّيْ ثُمَّ ائْتِيْنَا بِمَكَانِ كَذَا وَلٰكِنَّهَا عَلٰى قَدْرِ نَفَقَتِكِ اَوْ نَصَبِكِ

بَابُ الْمُعْتَمِرِ اِذَا طَافَ طَوَافَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ خَرَجَ هَلْ يُجْزِئُ مِنْ طَوَافِ الْوَدَاعِ -

۱۶۷۳ —— حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا اَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا عمرہ حج ادا کرنے کے بعد تھا اور اس میں علماء کا اتفاق ہے کہ جو عمرہ حج ادا کرنے کے بعد اور ایام تشریق گزر جانے کے بعد کیا جائے۔ اس عمرہ میں کوئی شئ واجب نہیں کیونکہ وہ متمتع نہیں مُتَمَتِّع وہ شخص ہے جو حج کے دنوں میں عمرہ کرے اور وُقُوْفِ عَرَفَہ سے پہلے عمرہ کا طواف کرے اور جو قربانی کے دن کے بعد عمرہ کرے اس کا عمرہ حج کے مہینوں میں نہ ہُوا اس لئے اس پر ہدی، صدقہ اور روزہ واجب نہیں، واللہ و رسولہ اعلم!

باب —— عمرہ کا ثواب مشقّت کے مطابق ہے

۱۶۷۲ —— ترجمہ : قاسم اور اسود نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا : یارسول اللہ! لوگ دو عبادتیں کرکے واپس جائیں گے اور میں صرف ایک عبادت کرکے واپس جاؤں گی (حج، عمرہ) تو ان سے کہا گیا آپ انتظار کریں جب حیض سے پاک ہو جائیں تو تنعیم جائیں اور عمرہ کا احرام باندھیں پھر فلاں جگہ ہمارے پاس آئیں لیکن عمرہ کا ثواب تمہارے خرچ اور تکلیف کے اندازے سے ملے گا۔

باب عمرہ کرنے والا جب طواف کرے پھر روانہ ہو جائے کیا وہ طوافِ وداع سے کافی ہوگا؟

۱۶۷۳ —— ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم حج کے مہینوں میں حج کا احرام باندھ کر حج کے اوقات میں نکلے۔ ہم مقام سرف میں اُترے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں ہے اور وہ اسے عمرہ کرنا پسند کرے تو کرلے اور جس کے ساتھ ہدی ہے وہ اسے عمرہ نہ کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے مال دار لوگوں کے ساتھ قربانی کے جانور تھے ... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میں رو رہی تھی

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ فِي اَشْهُرِ الْحَجِّ وَحُرُمِ الْحَجِّ فَنَزَلْنَا بِسَرِفَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهٖ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَعَهٗ هَدْيٌ فَاَحَبَّ اَنْ يَّجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ كَانَ مَعَهٗ هَدْيٌ فَلَا وَكَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجَالٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ ذَوِيْ قُوَّةٍ الْهَدْيُ فَلَمْ تَكُنْ لَهُمْ عُمْرَةٌ فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِيْ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكِ قُلْتُ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ لِاَصْحَابِكَ مَا قُلْتَ فَمُنِعْتُ الْعُمْرَةَ قَالَ وَمَا شَاْنُكِ قُلْتُ لَا اُصَلِّيْ قَالَ فَلَا يَضُرُّكِ اَنْتِ مِنْ بَنَاتِ اٰدَمَ كُتِبَ عَلَيْكِ مَا كُتِبَ عَلَيْهِنَّ فَكُوْنِيْ فِيْ حَجَّتِكِ عَسَى اللّٰہُ اَنْ يَّرْزُقَكِهَا قَالَتْ فَكُنْتُ حَتّٰى نَفَرْنَا مِنْ مِّنًى فَنَزَلْنَا الْمُحَصَّبَ فَدَعَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اُخْرُجْ بِاُخْتِكَ اِلَى الْحَرَمِ فَلْتُهِلَّ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ افْرَغَا مِنْ طَوَافِكُمَا اَنْتَظِرْكُمَا هٰهُنَا فَاَتَيْنَا فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَقَالَ فَرَغْتُمَا قُلْتُ نَعَمْ فَنَادٰى بِالرَّحِيْلِ فِيْ اَصْحَابِهٖ فَارْتَحَلَ النَّاسُ وَمَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ قَبْلَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ ثُمَّ خَرَجَ مُوَجِّهًا اِلَى الْمَدِيْنَةِ۔

فرمایا تجھے کونسی شئ رولا رہی ہے میں نے عرض کیا آپ نے جو صحابہ کرام سے فرمایا ہے میں نے وہ سُنا ہے۔ اور میں عمرہ کرنے سے روک دی گئی ہوں۔ فرمایا تیرا حال کیسا ہے میں نے عرض کیا میں نماز نہیں پڑھ سکتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کوئی نقصان نہیں تم آدم کی لڑکیوں میں سے ہو جو اُن پر فرض کیا گیا ہے وہ تم پر فرض کیا گیا ہے۔ حج کرو، عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں عمرہ نصیب کرے گا۔ ام المؤمنین نے کہا میں اسی حال میں رہی یہاں تک کہ ہم منیٰ سے نکلے اور مُحَصَّب میں اُترے تو آپ نے عبدالرحمٰن کو بُلایا اور فرمایا اپنی ہمشیرہ کو حرم سے باہر لے جاؤ وہ عمرہ کا احرام باندھے پھر طواف سے فارغ ہو میں تمہارا یہاں انتظار کرتا ہوں ہم آدھی رات کو آئے آپ نے فرمایا کیا فارغ ہو گئے ہو ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے صحابہ کرام کو چلنے کے لئے فرمایا تو لوگوں نے اور جس نے صبح کی نماز سے پہلے طواف کیا تھا سب نے کوچ کی تیاری کر لی پھر آپ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے !

۱۶۷۳ — شرح : یہاں ایک اشکال ہے اور وہ یہ کہ بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسی جگہ آئیں حالانکہ پہلے گزرا ہے کہ ام المؤمنین نے کہا میں آپ کو ملی جبکہ آپ جا رہے تھے یا مکہ سے آ رہے تھے،، اس کا جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین کے جانے کے بعد جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طوافِ وداع کرنے تشریف لے گئے۔ تو آپ کی ملاقات ام المؤمنین سے اس وقت ہوئی جبکہ آپ طواف کے بعد تشریف لا رہے تھے اور ام المؤمنین عمرہ کا طواف کرنے حرم میں داخل ہو رہی تھیں

بَابٌ يَفْعَلُ بِالْعُمْرَةِ مَا يَفْعَلُ بِالْحَجِّ ١٦٧٤ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ ثَنَا هَمَّامٌ ثَنَا عَطَاءٌ ثَنِيْ صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ عَنْ اَبِيْهِ يَعْلَى اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْجِعِرَّانَةِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ وَعَلَيْهِ اَثَرُ الْخَلُوْقِ اَوْ قَالَ صُفْرَةٌ فَقَالَ كَيْفَ تَامُرُنِيْ اَنْ اَصْنَعَ فِيْ عُمْرَتِيْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسُتِرَ بِثَوْبٍ فَقُلْتُ لِعُمَرَ وَدِدْتُ اَنِّيْ قَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْوَحْيَ فَقَالَ عُمَرُ تَعَالَ اَيَسُرُّكَ اَنْ تَنْظُرَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْوَحْيَ قُلْتُ نَعَمْ فَرَفَعَ طَرَفَ الثَّوْبِ فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ لَهُ غَطِيْطٌ وَاَحْسِبُهُ قَالَ كَغَطِيْطِ الْبَكْرِ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ اَيْنَ السَّائِلُ عَنِ الْعُمْرَةِ اِخْلَعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ وَاغْسِلْ اَثَرَ الْخَلُوْقِ عَنْكَ وَاَنْقِ الصُّفْرَةَ وَاصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِيْ حَجِّكَ ۔

پھر اس کے بعد جب آپ مُحَصَّب میں تھے آپ سے جا ملیں اس طرح دونوں حدیثوں میں اختلاف نہیں رہتا نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرف کے مقام میں صحابہ کرام کو حکم فرمایا کہ وہ حج فسخ کرکے عمرہ کا احرام باندھیں اور سرف مکہ مکرمہ سے باہر ہے حالانکہ دوسری روایات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں داخل ہونے کے بعد ان سے فرمایا تھا کہ حج فسخ کرکے عمرہ کا احرام باندھیں اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ آپ نے متعدد بار فرمایا ہو۔

قولہ حُرُمِ الحج۔ حاء اور راء دونوں مضموم ہیں اور اس کا معنی حج کے اوقات اور حالات واماکن ہیں اور اگر اسے مفتوح پڑھا جائے تو یہ حرمت کی جمع ہے اس کا معنی محرمات حج ہے۔ "سرف" مکہ مکرمہ کے قریب مقام ہے" ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا علماء کا اس میں اتفاق ہے کہ عمرہ کرنے والا شخص جب طواف کرے اور اپنے شہر کو روانہ ہو جائے تو وہی طواف وداع سے کافی ہے جیسے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ام المؤمنین عمرہ کا احرام باندھ لے اس میں حدیث کی باب کے عنوان سے مناسبت ہے،، علامہ عسقلانی نے فتح الباری میں ذکر کیا کہ ام المؤمنین کی حدیث میں اس بات کی تصریح نہیں کہ انھوں نے عمرہ کے طواف کے بعد طواف وداع نہیں کیا تھا اس لئے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب کا عنوان حتماً ذکر نہیں کیا اور استفسار تک محدود رکھا اور حتمی طور پہ اس کا حکم ذکر نہ کیا۔

۱۶۷۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ اَنَا مَالِکٌ عَنْ ہِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا یَوْمَئِذٍ حَدِیْثُ السِّنِّ اَرَاَیْتِ قَوْلَ اللّٰہِ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِہِمَا فَلَا اُرٰی عَلٰی اَحَدٍ شَیْئًا اَنْ لَّا یَطَّوَّفَ

باب — جو کام حج میں کرتا ہے وہی کام عمرہ میں کرے

۱۶۷۴ — ترجمہ: عطاء نے کہا صفوان بن یعلیٰ بن امیہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ آپ جعرانہ میں تشریف فرما تھے اس شخص نے جُبّہ پہنا ہوا تھا جس پر خلوق یا زردی کا اثر تھا اُس نے کہا آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں کہ میں عمرہ میں کیا کروں؟ تو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جبرائیل علیہ السلام کو نازل فرمایا اور آپ کو کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا اور میری خواہش تھی کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھوں جبکہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا آؤ کیا تیری یہ خواہش ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھے جبکہ آپ پر اللہ تعالیٰ وحی نازل فرما رہا ہو؟ میں نے کہا جی ہاں! اُنھوں نے کپڑے کا کنارہ اُٹھایا تو میں نے آپ کی طرف نظر کی تو آپ کی آواز ایسی تھی جیسے اونٹنی کی آواز ہوتی ہے جب یہ حال کھلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرہ کے متعلق پوچھنے والا کہاں ہے؟ اپنا جُبّہ اُتار ڈالو اور اپنے جسم سے خوشبو کے اثرات دھو دو اور زردی کو صاف کرو اور عمرہ میں وہ کام کرو جو حج میں کرتے ہو۔

۱۶۷۴ — شرح: خلوق خوشبو کی قسم ہے۔ غطیط، خراٹے کی آواز ہے۔ اس حدیث کی تفصیل خوشبو کو کپڑے سے تین بار دھونا کے باب میں دیکھیں حدیث ع۱۴۴۵ کے بعد،،

۱۶۷۵ — ترجمہ: ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ عروہ نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا حالانکہ میں اس وقت کمسن تھا آپ مجھے اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس قول اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِہِمَا،، کی تفسیر بیان فرمائیں میرا خیال ہے کہ اس شخص پر کوئی گناہ نہیں جو ان دونوں کا طواف نہ کرے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں! اگر ایسا ہی ہوتا جو تو کہتا ہے تو آیت یوں ہوتی،، فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ لَّا یَطَّوَّفَ بِہِمَا،، یہ آیت تو انصار کے بارے میں نازل ہوئی جو منات کے لئے احرام باندھتے تھے اور منات قدید کے سامنے تھا اور وہ صفا و مروہ کے درمیان طواف کرنے کو حرج جانتے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا۔

بِهِمَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ كَلَّا لَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُولُ كَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي الْأَنْصَارِ كَانُوا يُهِلُّونَ لِمَنَاةَ وَكَانَتْ مَنَاةُ حَذْوَ قُدَيْدٍ وَكَانُوا يَتَحَرَّجُونَ أَنْ يَّطَّوَّفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ سَأَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا زَادَ سُفْيٰنُ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ مَا أَتَمَّ اللّٰهُ حَجَّ امْرِءٍ وَلَا عُمْرَتَهُ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ۔

بَابٌ مَتٰى يَحِلُّ الْمُعْتَمِرُ وَقَالَ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَّجْعَلُوْهَا عُمْرَةً وَيَطُوفُوا ثُمَّ يُقَصِّرُوا وَيَحِلُّوا ۔

۱۶۷۶ —— حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ إِسْمٰعِيلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفٰى قَالَ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعْتَمَرْنَا مَعَهُ فَلَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ طَافَ وَطُفْنَا مَعَهُ فَأَتَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ وَأَتَيْنَاهُمَا مَعَهُ وَكُنَّا نَسْتُرُهُ مِنْ

تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی "إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا" صفا مروہ اللہ کی نشانیاں ہیں جس نے خانہ کعبہ کا حج کیا یا عمرہ کیا اس پر گناہ نہیں کہ وہ ان دونوں کا طواف کرے ۔ سفیان اور ابو معاویہ نے ہشام سے روائت کی کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کا حج اور عمرہ پورا نہیں کیا جس نے صفا مروہ کے درمیان طواف نہ کیا۔

۱۶۷۵ —— شرح : اس حدیث کی تفصیل حدیث ۱۵۴۱ کی شرح میں ملاحظہ فرمائیں ۔

باب —— عمرہ کرنے والا کب احرام سے باہر ہوتا ہے "

عطاء نے جابر رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ وہ حج کو عمرہ کر دیں اور طواف کریں پھر بال چھوٹے کرائیں اور احرام سے باہر ہو جائیں !

۱۶۷۶ —— ترجمہ : عبد اللہ ابن اوفی رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ عمرہ کیا جب آپ مکہ میں داخل

اَھْلِ مَکَّۃَ اَنْ یَّرْمِیَہٗ اَحَدٌ فَقَالَ لَہٗ صَاحِبٌ لِّیْ اَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْکَعْبَۃَ قَالَ لَا قَالَ فَحَدِّثْنَا مَا قَالَ لِخَدِیْجَۃَ قَالَ بَشِّرُوْا خَدِیْجَۃَ بِبَیْتٍ فِی الْجَنَّۃِ مِنْ قَصَبٍ لَّا صَخَبَ فِیْہِ وَلَا نَصَبَ ۔

۱۶۷۷ حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ ثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ قَالَ سَاَلْنَا ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَافَ بِالْبَیْتِ فِیْ عُمْرَۃٍ وَلَمْ یَطُفْ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ اَیَاْتِیْ امْرَاَتَہٗ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَیْتِ سَبْعًا وَّصَلّٰی خَلْفَ الْمَقَامِ رَکْعَتَیْنِ وَطَافَ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ سَبْعًا وَّقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ قَالَ وَسَاَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ فَقَالَ لَا یَقْرَبَنَّہَا حَتّٰی یَطُوْفَ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ ۔

ہوئے تو بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کے درمیان سعی کی ہم نے بھی آپ کے ساتھ سعی کی ہم آپ کو اہل مکہ سے چھپاتے تھے کہ کوئی آپ کو تیر نہ مار دے ۔ میرے ایک ساتھی نے ابن ابی اوفیٰ سے پوچھا کیا حضور کعبہ میں داخل ہوئے تھے ؟ انھوں نے کہا نہیں اس نے پھر کہا ہمیں اس بات کی خبر دیں جو آپ نے خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا انھوں نے کہا آپ نے فرمایا تھا خدیجہ کو جنت میں ایک مکان کی خوشخبری دو جو موتیوں کا ہوگا اس میں ذرہ بھر شور وغل اور مشقت نہ ہوگی ۔

۱۶۷۶ ــــ شرح : اگر کوئی پوچھے کہ یہ امر مسلّم ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے تھے ۔ اس حدیث میں اس کی نفی کیسے کی گئی ہے ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مقصد یہ ہے کہ اس عمرہ کے وقت آپ کعبہ میں داخل نہ ہوئے تھے ، مطلقاً کعبہ میں داخل ہونے کی نفی نہیں اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ عمرہ کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ احرام کھولنے سے پہلے کعبہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کرے ۔ دنیا میں کوئی ایسا گھر نہیں جس میں رہنے والوں میں شور و غوغا نہ ہوتا ہو جس سے تعب و مشقت اور تکلیف وغیرہ ہوتی ہے اور اس کے بنانے اور مرمت وغیرہ میں مشقت کرنی پڑتی ہے اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کے مکانوں میں ان کے بنانے اور مرمت وغیرہ کی کوئی فکر نہیں جو دنیا میں لاحق ہوتی ہے ۔ واللہ و رسولہ اعلم !

۱۶۷۷ ــــ ترجمہ : عمرو بن دینار نے کہا ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک مرد کے متعلق سوال کیا جو عمرہ میں بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا مروہ کے درمیان سعی نہ کرے کیا وہ اپنی بیوی کے پاس جا سکتا ہے ۔ انھوں نے جواب دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے کعبہ کا سات بار طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں اور صفا مروہ کے درمیان سات بار طواف

۱۶۷۸ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَطْحَاءِ وَهُوَ مُنِيخٌ فَقَالَ أَحَجَجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِمَا أَهْلَلْتَ قُلْتُ لَبَّيْكَ بِإِهْلَالٍ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَحْسَنْتَ طُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَحِلَّ فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَاءِ وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ قَيْسٍ فَفَلَتْ رَاسِي ثُمَّ أَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ فَكُنْتُ أُفْتِي بِهِ حَتَّى كَانَ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ فَقَالَ إِنْ أَخَذْنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُنَا بِالتَّمَامِ وَإِنْ أَخَذْنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ ۔

کیا تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہتر نمونہ ہے۔ عمرو بن دینار نے کہا ہم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انھوں نے کہا جب تک صفا مروہ کے درمیان طواف نہ کرلے اپنی بیوی کے قریب نہ جائے۔

۱۶۷۷ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھنی واجب ہیں۔ کتاب الصلوٰۃ میں باب وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى میں اس کی تفصیل گزری ہے۔

۱۶۷۸ — ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بطحاء میں آیا اور آپ وہاں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے آپ نے فرمایا کیا تونے حج کرلیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا احرام کیسا باندھا تھا میں نے کہا لبیک بِإِهْلَالٍ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آپ نے فرمایا اچھا کیا بیت اللہ کا طواف کرو اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرو پھر احرام کھول دو میں نے بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کی پھر میں قبیلہ قیس کی ایک عورت کے پاس آیا۔ اُس نے میرے سر سے جوئیں نکالیں پھر میں نے حج کا احرام باندھا میں لوگوں کو یہی فتویٰ دیا کرتا تھا حتی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت آیا تو انھوں نے کہا اگر ہم اللہ کی کتاب کو لیں تو وہ ہمیں پورا کرنے کا حکم دیتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول پر عمل کریں تو آپ احرام سے باہر نہ ہوئے حتی کہ ہدی اپنے محل میں پہنچ گئی۔

۱۶۷۸ — شرح : اس حدیث کی تفصیل حدیث ۱۴۶۵ کی شرح میں دیکھیں۔ احناف کے نزدیک مبہم احرام جائز نہیں اور مذکورہ حدیث خصوصیت پر محمول ہے اس حدیث کی شرح ۱۴۶۵ کے تحت بسط سے مذکور ہے۔

۱۶۷۹ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَنَا عَمْرٌو عَنْ اَبِی الْاَسْوَدِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ مَوْلٰی اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ کَانَ یَسْمَعُ اَسْمَاءَ تَقُوْلُ کُلَّمَا مَرَّتْ بِالْحَجُوْنِ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ لَقَدْ نَزَلْنَا مَعَهٗ هٰهُنَا وَنَحْنُ یَوْمَئِذٍ خِفَافٌ قَلِیْلٌ ظَهْرُنَا قَلِیْلَةٌ اَزْوَادُنَا فَاعْتَمَرْتُ اَنَا وَاُخْتِیْ عَائِشَةُ وَالزُّبَیْرُ وَفُلَانٌ وَّفُلَانٌ فَلَمَّا مَسَحْنَا الْبَیْتَ اَحْلَلْنَا ثُمَّ اَهْلَلْنَا مِنَ الْعَشِیِّ بِالْحَجِّ۔

بَابُ مَا یَقُوْلُ اِذَا رَجَعَ مِنَ الْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَةِ اَوِ الْغَزْوِ

۱۶۸۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ اَوْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ

۱۶۷۹ — ترجمہ: ابو اسود سے روایت ہے کہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام عبد اللہ نے بیان کیا کہ اس نے اسماء کو یہ کہتے ہوئے سُنا جبکہ وہ جبل حجون سے گزریں" صلی اللہ علی محمد" کہتیں۔ ہم آپ کے ساتھ یہاں ٹھہرے اور اس وقت ہم ہلکی پھلکی تھیں ہماری سواریاں تھوڑی سی تھیں اور کھانے پینے کی چیزیں بھی کم تھیں۔ میں، میری بہن عائشہ، زبیر اور فلاں فلاں نے عمرہ کیا جب ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا تو احرام کھول دیا پھر شام کو حج کا احرام باندھا۔

۱۶۷۹ — شرح: "مَسَحْنَا الْبَیْتَ" سے مراد طواف ہے کیونکہ عرف میں طواف مسح کو لازم ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ طواف کے بعد صفا مروہ کے درمیان سعی اور سر منڈانا بھی ضروری ہے اور حدیث میں اس کا ذکر تک نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں ان کو معلوم ہونے کے باعث حذف کر دیا گیا ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے زنا کیا اور اسے رجم کیا گیا حالانکہ رجم کے لئے زانی کا محصن (شادی شدہ) ہونا ضروری ہے۔ نیز ان امور کو ذکر نہ کرنے کو یہ لازم نہیں کہ ان کو ترک کر دیا گیا کیونکہ یہ واقعہ ایک ہی ہے اور دوسری احادیث میں ان امور کا ذکر ہے۔"

باب — حج یا عمرہ یا غزوہ سے لوٹے تو کیا کہے"

۱۶۸۰ — ترجمہ: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ یا حج یا عمرہ کر کے واپس آتے تو زمین کی ہر اونچی جگہ پر تین بار تکبیر کہتے پھر فرماتے "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر چاہے پر قادر ہے ہم لوٹ رہے ہیں اللہ کے حضور تائب ہیں اس کی عبادت کرنے والے ہیں اسی کی بارگاہ میں سربسجود ہوتے ہیں اپنے رب کی حمد کرتے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اپنے بندے کی مدد کی

يُكَبِّرُ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ مِنَ الْأَرْضِ ثَلٰثَ تَكْبِيرَاتٍ ثُمَّ يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ۔

بَابُ اسْتِقْبَالِ الْحَاجِّ الْقَادِمِينَ وَالثَّلَاثَةِ عَلَى الدَّابَّةِ

۱۶۸۱ —— حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ اسْتَقْبَلَهُ أُغَيْلِمَةُ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَحَمَلَ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَآخَرَ خَلْفَهُ۔

بَابُ الْقُدُومِ بِالْغَدَاةِ

۱۶۸۲ —— حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَجَّاجِ ثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ

اور اکیلے نے کفار کے لشکروں کو شکست دی۔

۱۶۸۰ —— شرح: احزاب، کفار کی منفرق جماعات نے مدینہ منورہ کا محاصرہ کرلیا تھا ان کو اللہ تعالیٰ نے جنگ کرنے کے بغیر اور گھوڑے اونٹ استعمال کئے بغیر شکست دی تھی، قاضی عیاض نے کہا یہ بھی احتمال ہے کہ ہر زمانہ کے کافروں کی جماعات مراد ہوں، اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی حج و عمرہ یا غزوہ سے واپس آئے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے اس کی نعمتوں کا اقرار کرے اور اس کے حضور خشوع و خضوع کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حج کے ارکان ادا کرنے کی توفیق دی اور اس کے ہاتھوں کفار و مشرکین کو مقہور و مغلوب کیا اور اعلاء کلمۂ حق کا شوق پیدا کیا اور صحیح سلامت اپنے گھر واپس لوٹا۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعاء میں سجع استعمال کرنا جائز ہے اور حدیث میں سجع سے نہی تحریم کے لئے نہیں کیونکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء میں سجع مذکور ہے یا سجع سے نہی اس وقت پر محمول ہے جبکہ سجع کے باعث داعی کی توجہ صرف الفاظ تک محدود رہے اور دعاء میں اخلاص نیت اور قلبی توجہ نہ رہے کیونکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ مشغول دل کی دعاء قبول نہیں کرتا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب —— حج کرکے آنے والوں کا استقبال کرنا اور ایک جانور پر تین آدمیوں کا سوار ہونا،،

۱۶۸۱ —— ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے

نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا خَرَجَ اِلٰی مَکَّۃَ یُصَلِّیْ فِیْ مَسْجِدِ الشَّجَرَۃِ وَاِذَا رَجَعَ صَلّٰی بِذِی الْحُلَیْفَۃِ بِبَطْنِ الْوَادِیْ فَبَاتَ حَتّٰی یُصْبِحَ۔

بَابُ الدُّخُوْلِ بِالْعَشِیِّ

۱۶۸۳ــــ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ ثَنَا ھَمَّامٌ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَطْرُقُ اَھْلَہٗ لَیْلًا کَانَ لَا یَدْخُلُ اِلَّا غُدْوَۃً اَوْ عَشِیَّۃً۔

بنی عبد المطلب کے کئی لڑکوں نے آپ کا استقبال کیا آپ نے ایک کو آگے اور دوسرے کو پیچھے بٹھا لیا۔

۱۶۸۱ــــ شرح : اس وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک سواری پر تین یا زیادہ آدمی سوار ہو سکتے ہیں، جبکہ وہ ان کے اٹھانے کی طاقت رکھے۔ اور جس حدیث میں اس کی کراہت مذکور ہے وہ صحیح نہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حاجیوں کی آمد کے وقت ان کی تعظیم و اکرام کے لئے ان کا استقبال جائز ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا استقبال کرنے والوں کو اس سے روکا نہیں بلکہ ایک کو آگے بٹھا کر اور دوسرے کو پیچھے بٹھا کر استقبال کی توثیق فرمائی، اسی طرح جب کوئی جہاد کر کے یا سفر سے واپس آتے تو ان کی دل جمعی خاطر خواہی اور الفت و محبت کے لئے ان کا استقبال جائز ہے (عینی)

باب ــــ صبح کے وقت واپس آنا "

۱۶۸۲ــــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ کی طرف تشریف لے جاتے تو مسجد شجرہ میں نماز پڑھتے اور جب واپس آتے تو وادی کے نشیب میں ذوالحلیفہ میں نماز پڑھتے اور صبح تک رات وہاں گزارتے۔

باب ــــ شام کو گھر واپس آنا

۱۶۸۳ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر رات کو نہ آتے تھے صبح یا شام کو ہی گھر داخل ہوتے تھے۔

۱۶۸۲، ۱۶۸۳ــــ شرح : زوال کے وقت سے غروب شمس تک شام کا اطلاق ہوتا ہے۔ غروب سے عشاء تک پر بھی شام کا اطلاق

بَابٌ لَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ إِذَا بَلَغَ الْمَدِيْنَةَ

١٦٨٤ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَطْرُقَ أَهْلَهُ لَيْلاً۔

بَابُ مَنْ أَسْرَعَ نَاقَتَهُ إِذَا بَلَغَ الْمَدِيْنَةَ

١٦٨٥ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَأَبْصَرَ دَرَجَاتِ الْمَدِيْنَةِ أَوْضَعَ نَاقَتَهُ وَإِنْ كَانَتْ دَابَّةً حَرَّكَهَا۔

ہوتا ہے۔ لیکن یہاں پہلا معنیٰ مراد ہے پہلے باب کے بعد اس باب کو اس لئے ذکر کیا کہ یہ بات طے ہو جائے کہ جب سفر سے واپس آئے تو یہ ضروری نہیں کہ صبح کے وقت ہی گھر میں داخل ہو۔ گھر میں صبح و شام داخل ہو سکتے ہیں۔ ہاں رات کو گھر میں داخل ہونا ممنوع ہے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر سے واپس آنے والے کو رات کے وقت گھر میں داخل ہونے سے منع فرمایا مگر یہ نہی تنزیہہ کے لئے ہے۔

باب — جب شہر میں پہنچے تو اپنے گھر رات کو نہ اُترے

١٦٨٤ — ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر سے آنے والے کو اپنے گھر رات کو اُترنے سے منع فرمایا۔

١٦٨٤ — شرح: رات کو گھر نہ اُترنے کی وجہ یہ ہے کہ ممکن ہے رات کو اچانک گھر میں آنے کی صورت میں بیوی کی لغزش پر مطلع ہو جائے اس طرح اُن میں مخالفت ہو جانے کا احتمال ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — جس نے سواری کو تیز کیا جبکہ مدینہ منورہ پہنچا

١٦٨٥ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے آتے اور مدینہ منورہ کی بلند جگہوں کو دیکھتے تو سواری کو تیز چلاتے اگر کوئی اور جانور ہوتا تو اس کو حرکت دیتے (ابو عبداللہ (بخاری) نے کہا حارث بن عمیر نے حمید سے یہ الفاظ زیادہ ذکر کئے ہیں۔ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا یعنی مدینہ منورہ کی محبت کی وجہ سے سواری کو حرکت دیتے!

۱۶۸۶ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ ثَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ جُدُرَاتِ تَابَعَهُ الْحَارِثُ بْنُ عُمَيْرٍ وَزَادَ الْحَارِثُ ابْنُ عُمَيْرٍ عَنْ حُمَيْدٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ أَبْوَابِهَا۔

۱۶۸۷ــــ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُوْلُ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْنَا كَانَتِ الْأَنْصَارُ إِذَا حَجُّوْا فَجَاءُوْا لَمْ يَدْخُلُوْا مِنْ قِبَلِ أَبْوَابِ بُيُوْتِهِمْ وَلٰكِنْ مِنْ ظُهُوْرِهَا فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَدَخَلَ مِنْ قِبَلِ بَابِهٖ فَكَأَنَّهُ عُيِّرَ بِذٰلِكَ فَنَزَلَتْ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ أَبْوَابِهَا۔

ترجمہ: قتیبہ نے بیان کیا ہمیں اسماعیل نے حُمید سے اُنھوں نے انس سے
۱۶۸۶ ــــ خبر دی اور کہا "جُدُرات" اسماعیل کی حارث بن ہمام نے جُدُرات ذکر کرنے میں متابعت کی!

۱۶۸۵، ۱۶۸۶ ــــ اس حدیث سے مدینہ منورہ کی فضیلت معلوم ہوتی ہے اور وطن سے محبت کرنا مشروع ہے۔

باب ــــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد اپنے گھروں میں دروازوں سے آؤ"

ترجمہ: ابواسحاق نے کہا میں نے براء کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ یہ آیت کریمہ ہم میں
۱۶۸۷ ــــ نازل ہوئی انصار جب حج کرتے اور واپس آتے تو دروازوں سے اپنے گھروں میں داخل نہ ہوتے لیکن گھروں کی پشت سے داخل ہوتے ایک انصاری شخص آیا اور وہ دروازہ سے اپنے گھر داخل ہُوا تو اس وجہ سے اس کو شرمندہ کیا گیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

"گھروں کی پشتوں سے داخل ہونا نیکی نہیں لیکن نیک وہ شخص ہے جو اللہ سے ڈرے۔ تم اپنے گھروں میں دروازوں سے آؤ"

شرح: جاہلیت کے زمانہ میں انصار کا یہ حال تھا کہ جب ان میں سے کوئی
۱۶۸۷ ــــ شخص حج یا عمرہ کا احرام باندھتا اور اپنے گھر مقیم ہوتا تو اپنے گھر میں دروازہ سے داخل نہ ہوتا اور اس کے لئے سیڑھی لگائی جاتی اس سے وہ گھر میں داخل ہوتا یا گھر کی دیوار کو سوراخ کیا جاتا اور وہ اس سوراخ سے گھر میں داخل ہوتا اور نکلتا حتیٰ کہ احرام کی حالت میں مکہ کی طرف جاتا اگر وہ خانہ بدوش

بَابُ اَلسَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ

۱۶۸۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ اَحَدَكُمْ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَنَوْمَهُ فَاِذَا قَضٰى نَهْمَتَهُ فَلْيُعَجِّلْ اِلٰى اَهْلِهٖ۔

بَابُ الْمُسَافِرِ اِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ وَتَعَجَّلَ اِلٰى اَهْلِهٖ

۱۶۸۹ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنِیْ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ فَبَلَغَهٗ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِیْ عُبَيْدٍ شِدَّةُ وَجَعٍ فَاَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى كَانَ بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعَتَمَةَ جَمَعَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ قَالَ اِنِّیْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ اَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا۔

ہوتا تو اپنے گھر کی پُشت سے داخل ہوتا۔ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنی نجار کے کھجوروں کے باغ میں دروازہ سے داخل ہُوئے تو آپ کے ساتھ قطبہ بن عامر بن حدیدہ انصاری تھا۔ وہ دیوار پھاند کر داخل ہُوئے جبکہ وہ مُحرِم تھے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دروازہ سے نکلے حالانکہ آپ مُحرِم تھے تو آپ کے ساتھ قطبہ بن عامر انصاری بھی دروازہ سے نکلے۔ ایک شخص نے کہا یہ قطبہ ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ تو دروازہ سے نکلا ہے حالانکہ تو مُحرِم ہے۔ اُس نے عرض کیا یا نبی اللہ! میں نے آپ کو دروازہ سے نکلتے دیکھا تھا اس لئے میں بھی دروازہ سے نکلا ہوں۔ حالانکہ آپ بھی مُحرِم ہیں میرا اور آپ کا دین ایک ہے اس لئے میں دروازے سے نکلا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو "حُمُس" سے ہوں اُس نے کہا میں احمسی ہوں آپ کی لائی ہُوئی ہدایت سے راضی ہوں تو یہ آیت کریمہ نازل ہُوئی ۔

باب — سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے!

۱۶۸۸ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہ سفر عذاب کا ٹکڑا ہے جو تم میں سے کسی کو کھانے، پینے اور نیند کرنے سے روک دیتا ہے جب کوئی اپنی حاجت پُوری کرلے تو اپنے گھر جلدی لوٹ جائے"

۱۶۸۸ — مشرح: اس باب سے پہلے سات بابوں میں سفر کا ذکر ہے اور سفر مشقت سے خالی نہیں ہوتا اس لئے مناسب یہ تھا کہ سفر کا حال بیان کیا جائے الخ ۔

یہ حدیث ذکر کی ہے کہ سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے۔ اس لئے بلا ضرورت گھر سے باہر رہنا مکروہ ہے اور سفر میں ہو تو حاجت پوری ہو جانے کے بعد گھر کی طرف جلدی لوٹنا مستحب ہے۔ خصوصاً گھر سے غائب ہونے کی صورت میں نقصان ہوتا ہو تو بلا وجہ سفر میں رہنا سخت مکروہ ہے اور گھر رہنے میں آرام ہوتا ہے جس سے دین و دنیا کے امور سرانجام دینے میں مدد ملتی ہے نمازیں اور جمعہ باقاعدہ ادا کر سکتا ہے جو شخص گھر میں رہے عرب اس کو امیر سے تشبیہ دیتے ہیں۔ یہاں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگوں کو سفر کی فضیلت معلوم ہو جائے تو وہ سفر میں ہی رہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ مسافر پہ ایک دن میں دو مرتبہ نظرِ کرم فرماتا ہے۔ نیز ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے مرفوع روایت ہے کہ "سفر کرو غنیمت پاؤ گے ایک روایت میں ہے "سفر کرو تمہیں رزق دیا جائے گا ایک اور روایت میں ہے سفر کرو صحت یاب ہو گے مذکور احادیث باب کی حدیث کے مخالف ہیں اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ ابو ہریرہ کی حدیث غریب ہے اس کا کوئی اصل نہیں اور ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کی حدیث باب کے مخالف نہیں ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سفر میں چلنا پھرنا پڑتا ہے اور اس میں جسم کی ریاضت ہے اس کو یہ لازم نہیں کہ سفر عذاب کا ٹکڑا نہ ہو جبکہ اس میں مشقت پائی جاتی ہے یہ تو کڑوی دواء کی طرح ہے جس سے مریض صحت یاب ہو جاتا ہے اسی طرح سفر عذاب کا ٹکڑا ہے اور اس سے صحت بھی ہو جاتی ہے لہٰذا یہ حدیثیں باب کی حدیث کے مخالف نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — مسافر کو جب چلنے کی جلدی ہو تو جلدی گھر واپس آئے

۱۶۸۹ — ترجمہ : زید بن اسلم نے اپنے باپ سے خبر دی کہ اُنھوں نے کہا میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ طریق مکہ میں تھا تو ان کو صفیہ بنت ابی عبید کے سخت بیمار ہونے کی خبر پہنچی اُنہوں نے اپنی چال تیز کر دی حتی کہ غروب شفق کے بعد سواری سے اُترے اور مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھیں پھر کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جب آپ کو چلنے کی جلدی ہوتی تو مغرب کو مؤخر فرماتے اور دونوں نمازوں (مغرب وعشاء) کو جمع کر کے پڑھتے!

۱۶۸۹ شرح : بظاہر یہ حدیث امام شافعی رضی اللہ عنہ کے موافق ہے مگر احناف کے نزدیک یہ جمع صوری پر محمول ہے اس کی تاویل یہ ہے کہ مغرب کو اس کے آخر وقت میں پڑھا اور عشاء کی نماز اس کے اوّل وقت میں پڑھی۔ اس طرح حدیث اور قرآن میں تعارض نہ ہوگا جبکہ قرآن کریم میں ہے حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ" یعنی نمازیں ان کے وقت میں ادا کرو اور فرمایا" اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا،، اگر نمازوں کو جمع صوری پر محمول کیا جائے تو آیت اور حدیث دونوں پر عمل ہوگا اس طرح دوسری احادیث جن میں بظاہر تعارض نظر آتا ہے ان میں بھی اتفاق ہو جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز غیر وقت میں نہیں پڑھی مگر مغرب وعشاء کو عشاء کے وقت میں پڑھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ الْمُحْصَرِ وَجَزَاءِ الصَّيْدِ وَقَوْلِهٖ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ وَقَالَ عَطَاءٌ الْاِحْصَارُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يَحْبِسُهٗ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ حَصُوْرًا لَا يَاْتِي النِّسَاءَ ۔

بَابُ اِذَا اُحْصِرَ الْمُعْتَمِرُ

۱۶۹۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حِيْنَ خَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ قَالَ اِنْ صُدِدْتُّ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْتُ كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ اَجْلِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ ۔

اور فجر کی نماز اندھیرے میں یعنی غیر مختار وقت میں پڑھی - نیز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ دو نمازیں مغرب وعشاء اس جگہ اپنے وقت سے پھیری گئی ہیں (بخاری ص ۲۲۸) ان حدیثوں سے واضح ہوتا ہے کہ صرف یہ دو نمازیں مخصوص ہیں جن کو غیر وقت میں پڑھا جاتا ہے ان کے سوا ہر نماز اس کے وقت میں ادا کرنی ضروری ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

باب — محصر اور شکار کی جزاء

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد اگر تم کو حج یا عمرہ کرنے سے روک دیا جائے تو جو بھی ہدی میسر ہو اور اپنے سر نہ منڈاؤ حتیٰ کہ ہدی (قربانی) اپنی جگہ پہنچ جائے اور عطاء نے کہا "احصار ہر اس شئی سے ہے جو اس کو روک دے۔ امام بخاری نے کہا قرآن کریم میں حَصُوْرًا، کا معنیٰ ہے جو عورتوں کے پاس نہ آئے"

باب — جب عمرہ کرنے والے کو روک دیا جائے

۱۶۹۰ — ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب فتنۂ ابن زبیر میں عمرہ کرنے مکہ کی طرف نکلے تو کہا اگر مجھے بیت اللہ کا طواف

کرنے سے روکا گیا تو میں وہ کروں گا جو ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا تو اُنھوں نے عمرہ کا احرام باندھا اس لئے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے سال عمرہ کا احرام باندھا تھا۔

۱۶۹۰ — **شرح** : چھ ہجری میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا قصد فرمایا تو مشرکوں نے آپ کو بیت اللہ تک پہنچنے سے روک دیا تو اللہ تعالیٰ نے پوری سورہ فتح نازل فرمائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رخصت دی گئی کہ وہ قربانی کے جانور جو ہمراہ لائے ہیں ان کو ذبح کریں اور سر منڈا دیں اور احرام سے باہر ہو جائیں۔ صحابہ کرام کی تعداد ایک چالیس تھی اور جو بُدنے ہمراہ لائے تھے وہ ستر تھے ہر بُدنہ میں سات صحابہ شریک تھے اور وہ حرم سے باہر حدیبیہ میں اُترے تھے اس لئے اس کو عمرہ حدیبیہ کہا جاتا ہے۔ محصَر وہ ہے جس کو حج یا عمرہ کرنے سے روک دیا جائے اور احصار کسی معین امر سے نہیں ہوتا بلکہ جو بیمار ہو جائے یا دشمن حائل ہو جائے یا خرچہ ختم ہو جائے بہر حال جب بیت اللہ تک نہ پہنچ سکے تو محصَر ہوگا۔ امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور محمد و زفر رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے۔ البتہ امام مالک اور شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ اِحصار صرف دشمن کے حائل ہونے سے ہوتا ہے۔ اس وقت ہدی حرم میں بھیج کر سر منڈا کر احرام سے باہر ہو جاتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ اور امام محمد رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں سر منڈانا ضروری نہیں ہے کیونکہ اُس سے نُسک ادا نہیں ہوسکا۔

البتہ امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کہ سر منڈائے اور حج اور عمرہ کرنے والے پر جو کچھ واجب ہے وہی اس پر واجب ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ احصار صرف دشمن کے حائل ہونے سے ہوتا ہے۔ امام ابوحنیفہ اور اُن کے ساتھیوں نے حجاج بن عمرو انصاری کی حدیث سے استدلال کیا جس کی امام احمد رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ حجاج بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جو شخص زخمی ہو جائے یا لنگڑا ہو جائے۔ وہ احرام کھول دے اور اس پر آئندہ حج واجب ہے اُنھوں نے کہا میں نے ابن عباس اور ابوہریرہ سے یہ ذکر کیا تو اُنھوں نے کہا یہ بالکل صحیح ہے اور عمرو بن حجاج نے سچ کہا ہے۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ جو شخص لنگڑا ہو جائے یا زخمی ہو جائے یا بیمار ہو جائے وہ احرام کھول دے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مقصد یہ تھا کہ اگر مجھے عمرہ کرنے سے روک دیا گیا تو میں وہی کروں گا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا یعنی عمرہ کے احرام سے باہر ہو جاؤں گا جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کے احرام سے باہر ہوگئے تھے لہٰذا میں عمرہ کا احرام باندھوں گا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح حج میں احصار ممکن ہے عمرہ میں بھی احصار ہوسکتا ہے۔ یہی امام بخاری کا مقصد ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۱۶۹۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ ثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا كَلَّمَا عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ لَيَالِيَ نَزَلَ الْجَيْشُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَا لَا يَضِيرُكَ أَلَّا تَحُجَّ الْعَامَ إِنَّا نَخَافُ أَنْ يُحَالَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَقَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُونَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدْيَهُ وَحَلَقَ رَأْسَهُ وَأُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ عُمْرَةً إِنْ شَاءَ اللّٰهُ أَنْطَلِقُ فَإِنْ خُلِّيَ بَيْنِي وَبَيْنَ الْبَيْتِ طُفْتُ وَإِنْ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَعَهُ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا شَأْنُهُمَا وَاحِدٌ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ حَجَّةً مَعَ عُمْرَتِي فَلَمْ يَحِلَّ مِنْهُمَا حَتَّى حَلَّ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَهْدَى وَكَانَ يَقُولُ لَا يَحِلُّ حَتَّى يَطُوفَ طَوَافًا وَاحِدًا يَوْمَ يَدْخُلُ مَكَّةَ۔

۱۶۹۱ — ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبید اللہ بن عبداللہ اور سالم بن عبداللہ نے اس کو خبر دی کہ اُنھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ان دِنوں گفتگو کی جبکہ عبداللہ بن زبیر پر لشکر اُمنڈا ہوا تھا ان دونوں نے کہا آپ اگر اس سال حج نہ کریں تو آپ کا نقصان نہیں ہمیں خطرہ ہے کہ آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان رکاوٹ ہو جائے گی تو عبداللہ بن عمر نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو کفارِ قریش بیت اللہ کے سامنے رکاوٹ بن گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدی ذبح کی اور سرِ مبارک منڈایا میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرہ واجب کر لیا ہے انشاء اللہ میں جاتا ہوں اگر میرے اور بیت اللہ کے درمیان تخلیہ ہوا تو طواف کر لوں گا اور اگر میرے اور کعبہ کے درمیان رکاوٹ ہو گئی تو میں وہی کروں گا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اور میں آپ کے ساتھ تھا۔ اُنھوں نے ذی الحجہ سے عمرہ کا احرام باندھا پھر تھوڑا سا چلے اور کہا حج اور عمرہ کا حال ایک ہی ہے میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے عمرہ کے ساتھ حج کو واجب کر لیا ہے اور اُنھوں نے دونوں کا احرام نہ کھولا حتیٰ کہ قربانی کے دن احرام سے باہر ہوئے اور قربانی ذبح کی وہ کہا کرتے تھے احرام نہ کھولے حتیٰ کہ جس دن مکہ میں داخل ہو ایک طواف کرے (طواف زیارت)

۱۶۹۱ — شرح : یعنی اگر میرے اور کعبہ کے درمیان رکاوٹ پیدا ہو جائے تو میں وہی کروں گا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا جبکہ آپ نے ہدی نحر کی اور سر منڈا کر احرام کھول دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عمرہ کرنے والے کو جب رکاوٹ پڑ جائے تو وہ احرام کھول دے جیسے حاجی کو جب رکاوٹ پڑ جائے تو وہ احرام کھول دیتا ہے۔ اس حدیث سے امام شافعی نے استدلال کیا کہ قارن ایک طواف کرے گا ... طوافوں کا محتاج نہیں بلکہ ایک طواف کرکے

۱۶۹۲ــــ حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ ثَنَا جُوَیْرِیَۃُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ بَعْضَ بَنِیْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ لَہٗ لَوْ اَقَمْتَ بِھٰذَا۔

۱۶۹۳ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ثَنَا یَحْیَی بْنُ صَالِحٍ ثَنَا مُعٰوِیَۃُ بْنُ سَلَّامٍ ثَنَا یَحْیَی بْنُ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ عِکْرِمَۃَ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ اُحْصِرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَلَقَ رَاْسَہٗ وَجَامَعَ نِسَاءَہٗ وَنَحَرَ ھَدْیَہٗ حَتّٰی اعْتَمَرَ عَامًا قَابِلًا۔

بَابُ الْاِحْصَارِ فِی الْحَجِّ

۱۶۹۴ــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ ثَنَا یُوْنُسُ عَنِ الزُّھْرِیِّ اَخْبَرَنِیْ سَالِمٌ قَالَ کَانَ ابْنُ عُمَرَ یَقُوْلُ اَلَیْسَ حَسْبُکُمْ سُنَّۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ حُبِسَ اَحَدُکُمْ عَنِ الْحَجِّ فَطَافَ بِالْبَیْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ حَتّٰی یَحُجَّ عَامًا قَابِلًا فَیُھْدِیْ اَوْ یَصُوْمُ اِنْ لَّمْ یَجِدْ ھَدْیًا وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ ثَنِیْ سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَہٗ۔

احرام کھول دے احناف کا مذہب یہ ہے کہ قارن دو طواف اور دو سعیں کر کے احرام کھولے۔ اس کی پوری تفصیل حدیث ۱۵۳۷ کی شرح میں دیکھیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام قیاس استعمال کرتے تھے اور اس کے ساتھ استدلال کرتے تھے اور حج یا عمرہ کرنے والا رکاوٹ پڑ جانے سے احرام کھول سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۱۶۹۲ــــ ترجمہ : موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہ ہم کو جُوَیرِیہ نے نافع سے خبر دی کہ عبد اللہ بن عمر کے بیٹوں میں سے بعض نے انھیں کہا اگر آپ اس سال ٹھہریں تو بہتر ہوگا۔

۱۶۹۲ــــ شرح : جب حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عمرہ کرنے کا ارادہ کیا تو ان کے کسی بیٹے نے کہا ہم کو خطرہ ہے کہ آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان رکاوٹ ہو جائے اور آپ عمرہ نہ کر سکیں گے کیونکہ اس سال حجاج بن یوسف نے عبد اللہ بن زبیر کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی تھی۔

۱۶۹۳ــــ ترجمہ : عکرمہ نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (عمرہ کرنے سے) روکا گیا۔ تو آپ نے سر مبارک منڈایا اور اپنی بیویوں سے صحبت کی اور ہدی کی قربانی کی حتیٰ کہ اگلے سال عمرہ کیا۔

بَابُ النَّحْرِ قَبْلَ الْحَلْقِ فِی الْحَصْرِ

۱۶۹۵ــــ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَۃَ عَنِ الْمِسْوَرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحَرَ قَبْلَ اَنْ یَّحْلِقَ وَ اَمَرَ اَصْحَابَہٗ بِذٰلِکَ۔ ۱۶۹۶ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِیْمِ اَنَا اَبُوْ بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِیْدِ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِیِّ قَالَ وَحَدَّثَ نَافِعٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ وَسَالِمًا

باب ـــــ حج میں روکا جانا

۱۶۹۴ ـــــ ترجمہ : سالم نے بیان کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کافی نہیں۔ اگر تم میں سے کوئی حج سے روکا جائے تو وہ بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف کرے۔ پھر ہر شئی کی حرمت سے باہر ہو جائے حتیٰ کہ اگلے سال حج کرے وہ ہدی قربانی کرے یا اگر ہدی نہ ملے تو روزے رکھے۔ عبداللہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا ہم کو معمر نے زُہری سے خبر دی کہ اُنھوں نے کہا مجھ سے سالم نے ابن عمر سے اس طرح بیان کیا۔

۱۶۹۴ ـــــ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال ہو کہ جب رکاوٹ پڑ جائے تو وہ بیت اللہ کا طواف کیسے کرے گا اس کا جواب یہ ہے کہ احصار سے مراد یہ ہے کہ عرفہ میں وقوف سے روکا جائے کیونکہ حدیث میں مذکور ہے کہ حج عرفہ ہے۔ شوافع کے نزدیک مکی اور باہر سے آنے والے کا حکم احصار میں برابر ہے۔ اُنھوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ظاہر حدیث سے استدلال کیا کہ جسے رکاوٹ ہو جائے وہ بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرے اور احرام کھول دے اس پر عمرہ واجب نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص مکہ مکرمہ پہنچ جائے وہ محصر نہیں ہوتا کیونکہ مُحصر وہ ہے جسے مکہ پہنچنے سے روکا جائے اور اس کے اور بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کے درمیان رکاوٹ پڑ جائے تو وہ وہی کرے جو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا تھا کہ وہ اسی جگہ سے احرام کھول دے اور جو کوئی مکہ پہنچ جائے تو اس کا حکم اس شخص کے حکم سا ہے جس کا حج فوت ہو جائے وہ عمرہ کرکے احرام کھول دے اور آئندہ سال حج کرے اور اس پر قربانی کرنی ضروری نہیں کیونکہ قربانی اس پر واجب ہے جو کوئی نقص کرے تو اس نقص کو پُورا کرنے کے لئے دم واجب ہوتا ہے اور جو شخص حج کرنے سے روکا جائے اُس نے کوئی نقص نہیں کیا لہٰذا قربانی واجب نہ ہوگی۔

باب ـــــ روکے جانے کے وقت سر منڈانے سے پہلے قربانی کرنا

۱۶۹۵ ـــــ ترجمہ : مسوَر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] قربانی ذبح کی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو

كَلَّمَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ فَقَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَمِرِيْنَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُوْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُدْنَهُ وَحَلَقَ رَاسَهُ۔

بَابُ مَنْ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُحْصَرِ بَدَلٌ وَقَالَ رَوْحٌ عَنْ شِبْلٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّمَا الْبَدَلُ عَلٰى مَنْ نَقَضَ حَجَّتَهُ بِالتَّلَذُّذِ فَاَمَّا مَنْ حَبَسَهُ عُذْرٌ اَوْ غَيْرُ ذٰلِكَ فَاِنَّهُ يَحِلُّ وَلَا يَرْجِعُ وَاِنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ وَهُوَ مُحْصَرٌ نَحَرَهُ اِنْ كَانَ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَبْعَثَ بِهِ وَاِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَبْعَثَ بِهِ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ وَقَالَ مَالِكٌ وَّغَيْرُهُ يَنْحَرُ هَدْيَهُ وَيَحْلِقُ فِيْ اَيِّ مَوْضِعٍ كَانَ وَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَهُ بِالْحُدَيْبِيَةِ نَحَرُوْا وَحَلَقُوْا وَحَلُّوْا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ قَبْلَ الطَّوَافِ وَقَبْلَ اَنْ يَصِلَ الْهَدْيُ اِلَى الْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ يُذْكَرْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ اَحَدًا اَنْ يَقْضِيَ شَيْئًا وَلَا يَعُوْدُوْا لَهُ وَالْحُدَيْبِيَةُ خَارِجٌ مِنَ الْحَرَمِ۔

یہ حکم فرمایا۔

۱۶۹۶ —— **ترجمہ** : نافع نے بیان کیا کہ عبد اللہ اور سالم رضی اللہ عنہما نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے گفتگو کی تو عبد اللہ بن عمر نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرہ کرنے نکلے تو کفار قریش بیت اللہ کے سامنے رکاوٹ بن گئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدنہ کی قربانی کی اور سر مبارک منڈایا۔

۱۶۹۵ ، ۱۶۹۶ —— **شرح** : یہ حدیث لمبی حدیث کا حصہ ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اسے باب الشروط میں ذکر کیا ہے۔ اس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں" جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم صلحنامہ سے فارغ ہوئے تو آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا اٹھو قربانی کرو پھر سر منڈاؤ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محصر سر منڈانے سے پہلے قربانی کرے تو جائز ہے

باب —— جس نے کہا محصر پر بدل واجب نہیں

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بدل صرف اس پر واجب ہے جو جماع کر کے حج فاسد کر دے اور جس کو عذر وغیرہ روک دے وہ احرام کھول دے اور قضا نہ کرے اور اگر اس کے ساتھ ہدی ہے اور وہ بیت اللہ بھیجنے پر قادر نہیں تو وہاں ذبح کر دے اور

اگر بھیجنے پر قادر ہے تو احرام نہ کھولے حتی کہ ہدی اپنے محل میں پہنچ جائے مالک اور ان کے غیر نے کہا وہ اپنی
قربانی ذبح کر دے اور جس جگہ چاہے سر منڈائے اور اس پر قضاء واجب نہیں۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور
آپ کے صحابہ نے حدیبیہ میں نحر کیا اور سر منڈائے اور طواف اور ہدی بیت اللہ تک پہنچنے سے پہلے احرام سے
باہر ہو گئے۔ اور یہ کہیں بھی مذکور نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کو یہ حکم دیا ہو کہ وہ کوئی شئی قضاء کرے
یا دوبارہ کرے اور حدیبیہ حرم سے باہر ہے۔

شرح : ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق نفل کی قضا نہیں کیونکہ فرض اس کے ذمہ
بدستور باقی ہے۔ اس پر لازم ہے کہ دوسرے سال قضاء کرے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا نفلی حج کو
جماع سے فاسد کر دے تو اس کی قضاء واجب ہے، کیونکہ اس میں تقصیر اُس نے خود کی ہے اور وہ نفلی حج
جو رکاوٹ کے سبب فوت ہو جائے اس کی قضا نہیں کیونکہ یہ اس کی تقصیر سے فوت نہیں ہوا اور امام
ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک جب محصَر احرام سے باہر ہو جائے تو اس کی قضا واجب ہے نفل حج ہو یا
فرض ہو اس مسئلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بعد والے علماء میں اختلاف رہا ہے۔ جمہور علماء کا مسلک یہ
ہے کہ جس شخص کو رکاوٹ ہو جائے وہ جہاں احرام سے باہر ہو وہاں ہی قربانی ذبح کر دے حل میں ہو یا حرم
میں ہو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا صرف حرم میں ہی ذبح کرے۔ اس اختلاف کا منشا یہ ہے کہ سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں ہدی نحر کی تھی۔ بعض کہتے ہیں حل میں ذبح کی تھی اور بعض کہتے ہیں حرم میں ذبح
کی تھی۔ عطاء کا قول یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے دن ہدی حرم میں ذبح کی تھی اسی
کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اختیار کیا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

قولہ وَقَالَ مَالِكٌ وَغَيْرُهُ الخ موطا میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم حدیبیہ میں احرام سے باہر ہو گئے اُنھوں نے قربانیاں ذبح کیں سر منڈائے اور بیت اللہ کا طواف
کرنے اور قربانی کے حرم تک پہنچنے سے پہلے ان کے لئے ہر شئی جائز ہو گئی جو احرام کے باعث حرام تھی پھر ہم نہیں
جانتے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کو کوئی شئی قضاء کرنے کا حکم فرمایا ہو،،

قولہ والحُدَيْبِيَةُ خَارِجٌ مِنَ الحَرَمِ ،، علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس جملہ سے ان لوگوں
کی تردید ہے جو کہتے ہیں کہ جہاں احصار واقع ہو وہاں ہدی کا نحر کرنا جائز نہیں بلکہ اس کو حرم میں بھیجنا ضروری
ہے جب ان سے کہا گیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں ہی ہدی نحر کی تھی جہاں آپ کو عمرہ کرنے سے
روکا گیا تھا تو اُنھوں نے جواب دیا کہ حدیبیہ حرم میں داخل ہے اس لئے امام بخاری نے ان کی تردید کی کہ حدیبیہ حرم
سے باہر ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تعاقب کیا کہ اس جملہ کی مذکور غرض پر دلالت نہیں کیونکہ حدیبیہ
کا حرم سے خارج ہونے میں اتفاق نہیں۔ امام طحاوی نے زہری کے واسطہ سے عروہ سے روایت کی اُنھوں نے
مسور سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں تھے۔ آپ کا خیمہ حل میں تھا اور مصلی حرم
میں تھا اور کسی نے اس کو جائز نہیں کہا کہ جو حرم کے کسی حصہ میں داخل ہونے پر قادر ہو اور وہ ہدی حرم سے باہر نحر
کرے۔ الحاصل حدیبیہ کا کچھ حصہ حل میں ہے اور کچھ حرم میں ہے لہذا یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ سرور کائنات

۱۶۹۷ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ حِيْنَ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ إِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ أَجْلِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ كَانَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ ثُمَّ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ نَظَرَ فِي أَمْرِهِ فَقَالَ مَا أَمْرُهُمَا إِلَّا وَاحِدٌ فَالْتَفَتَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ مَا أَمْرُهُمَا إِلَّا وَاحِدٌ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ طَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا وَرَأَى أَنَّ ذٰلِكَ مُجْزِئٌ عَنْهُ وَأَهْدٰى۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ وَهُوَ مُخَيَّرٌ فَأَمَّا الصَّوْمُ فَثَلَاثَةُ أَيَّامٍ۔

۱۶۹۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَعَلَّكَ آذَاكَ هَوَامُّكَ قَالَ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدیٰ حرم سے باہر نحر کی تھی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۱۶۹۷ — ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جبکہ وہ فتنہ ابن زبیر میں عمرہ کرنے مکہ کی طرف گئے۔ اگر مجھے بیت اللہ سے روکا گیا تو ہم وہی کریں گے جو ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کیا تھا اور عمرہ کا احرام باندھ لیا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے سال عمرہ کا احرام باندھا تھا پھر عبداللہ بن عمر نے اپنے معاملہ میں نظر کی اور کہا دونوں کا حال ایک ہی ہے اور اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا دونوں (حج و عمرہ) کا ایک ہی حال ہے میں تمکو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرہ کے ساتھ حج بھی واجب کر لیا ہے۔ پھر دونوں کے لئے ایک ہی طواف کیا اور خیال کیا کہ یہ کافی ہے اور ہدی ساتھ لے گئے!

۱۶۹۷ — شرح: اس حدیث کی مناسبت باب کے عنوان سے اس طرح ہے کہ حدیبیہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عمرہ کرنے سے روکنے کا واقعہ مشہور ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کی قضاء کا حکم نہ ہوا تو معلوم ہوا کہ محصر پر بدل ضروری نہیں۔ اس حدیث سے متعلق مباحث حدیث ۱۵۲۷ کی شرح میں ملاحظہ فرمائیں!

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْلِقْ رَاسَكَ وَصُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اَوْاَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ اَوِانْسُكْ بِشَاةٍ ۔

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو روزوں کا فدیہ ہے یا صدقہ یا قربانی اور اسے اختیار ہے اور روزے تین دن رکھے

۱۶۹۸ — ترجمہ : کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا شاید تجھے سر کی جوؤں نے تکلیف دی ہے کعب نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ! تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا سر منڈوا دو اور تین دن روزے رکھو یا چھ مساکین کو کھانا کھلاؤ اور قربانی ذبح کرو۔

۱۶۹۸ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت کے وقت محرم سر منڈا سکتا ہے اور اس پر کفارہ لازم ہے جو آیت کریمہ اور حدیث میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں سب کا اتفاق ہے اس طرح باقی بدن سے بال منڈانے میں کفارہ واجب ہے۔ اگر محرم نے غیر محرم کا سر منڈھ دیا تو اس پر صدقہ واجب ہے۔ امام مالک، شافعی اور امام احمد کے نزدیک کسی پر صدقہ نہیں، اگر محرم نے سر منڈا دیا یا سلے ہوئے کپڑے پہن لئے یا قصداً خوشبو لگالی تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اس پر قربانی ہی واجب ہے۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ روزوں اور اطعام اور قربانی ذبح کرنے میں اختیار ہے۔ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے منقول تمام آثار میں تخییر مذکور ہے اور قرآن کریم نے بھی تینوں میں اختیار دیا ہے۔ اس پر تمام علماء کا عمل ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی نے کہا صرف ضرورت کی وجہ سے حلق کیا تو اختیار ہے اگر ضرورت کے بغیر حلق کیا تو قربانی ذبح کرنی واجب ہے۔ جمہور علماء نے کہا کہ چھ مساکین سے کم کو کھانا کھلانا جائز نہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک مسکین کو دینا بھی جائز ہے ہر مسکین کو نصف صاع ½ ۲ سیر گندم دے اور اگر جو یا کھجور دے تو ہر مسکین کو ایک صاع ½۴ سیر دے۔ اس حدیث سے امام مالک رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ جہاں چاہے فدیہ دے جہاں چاہے روزے رکھے اور کھانا کھلائے۔ کیونکہ اطلاق حدیث میں ذبح کرنے اور کھانا کھلانے کی جگہ کی تعیین نہیں ہے۔ اور جو بیان کا وقت ہو اس سے بیان کی تاخیر جائز نہیں۔ معلوم ہوا کہ ان امور کے لئے کوئی جگہ معین نہیں۔ روزوں میں سب علماء کا اتفاق ہے کہ جہاں چاہے رکھ لے اور وہ مکہ مکرمہ میں ضروری نہیں اور نہ ہی حرم میں ضروری ہیں اور قربانی اور طعام کھلانا بھی امام مالک کے نزدیک کسی جگہ معین نہیں البتہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ یہ دونوں حرم میں مخصوص ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ قربانی حرم میں مخصوص ہے کھانا کھلانا مخصوص نہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ اَوْ صَدَقَةٍ وَهِيَ اِطْعَامُ سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ۔

۱۶۹۹ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ ثَنَا سَيْفٌ ثَنِيْ مُجَاهِدٌ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِيْ لَيْلٰى اَنَّ كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ حَدَّثَهٗ قَالَ وَقَفَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَرَأْسِيْ يَتَهَافَتُ قَمْلًا فَقَالَ اَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ رَاْسَكَ اَوْ اَحْلِقْ قَالَ فِيَّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ بِهٖ اَذًى مِنْ رَاْسِهٖ اِلٰى اٰخِرِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اَوْ تَصَدَّقْ بِفَرَقٍ بَيْنَ سِتَّةٍ اَوِانْسُكْ بِمَا تَيَسَّرَ۔

بَابُ الْاِطْعَامِ فِي الْفِدْيَةِ نِصْفُ صَاعٍ

۱۷۰۰ — اَبُوالْوَلِيْدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَصْبَهَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد "یا صدقہ" یہ چھ مساکین کو کھانا کھلانا ہے!

۱۶۹۹ — ترجمہ: کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں میرے پاس ٹھہرے اور میرے سر سے جوئیں گر رہی تھیں فرمایا کیا تیری جوئیں تجھے تکلیف دے رہی ہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا۔ اپنا سر منڈا دو یا فرمایا منڈا دو۔ کعب نے کہا میرے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو، "تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین دن روزے رکھو یا چھ مساکین میں ایک فرق صدقہ کرو یا جو بھی قربانی میں آسان ہو وہ کرلو۔

۱۶۹۹ — شرح: فرق سولہ(۱۶) رطل کا ہوتا ہے۔ یہ مدینہ منورہ میں مشہور پیمانہ ہے ایک رطل تقریباً آدھ سیر ہوتا ہے اس حدیث میں قرآن کریم میں مذکور "صیام" کا بیان ہے کیونکہ قرآن نے روزوں کی تعداد ذکر نہیں کی اور حدیث میں اس کی تعداد تین روزے بیان کی ہے۔ اسی طرح صدقہ کی مقدار قرآن کریم میں مذکور نہیں اور اس حدیث نے اس کا بیان کر دیا کہ وہ ایک فرق صدقہ کرے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — فدیہ میں آدھا صاع کھانا کھلانا ہے

۱۷۰۰ — ترجمہ: عبداللہ بن مغفل نے کہا میں کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا اور ان سے فدیہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا یہ آیت کریمہ خاص کر

بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ جَلَسْتُ إِلَى كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْفِدْيَةِ فَقَالَ نَزَلَتْ فِيَّ خَاصَّةً وَهِيَ لَكُمْ عَامَّةً حُمِلْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلَى وَجْهِي فَقَالَ مَا كُنْتُ أُرَى الْوَجَعَ بَلَغَ بِكَ مَا أَرَى أَوْ مَا كُنْتُ أُرَى الْجَهْدَ بَلَغَ بِكَ مَا أَرَى تَجِدُ شَاةً فَقُلْتُ لَا قَالَ فَصُمْ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ نِصْفُ صَاعٍ۔

بَابُ النُّسُكُ شَاةٌ

۱۷۰۱ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَنَا رَوْحٌ ثَنَا شِبْلٌ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ ثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰهُ وَأَنَّهُ يَسْقُطُ عَلَى وَجْهِهٖ فَقَالَ أَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ قَالَ نَعَمْ فَأَمَرَهُ أَنْ يَحْلِقَ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَلَمْ يَتَبَيَّنْ لَهُمْ أَنَّهُمْ يَحِلُّوْنَ بِهَا وَهُمْ عَلَى طَمَعٍ أَنْ يَدْخُلُوْا مَكَّةَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ الْفِدْيَةَ فَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُطْعِمَ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةٍ أَوْ يُهْدِيَ

میرے حق میں نازل ہوئی اور اس کا حکم تمہارے لئے عام ہے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جایا گیا جبکہ جوئیں میرے چہرے پر گر رہی تھیں آپ نے فرمایا میرا یہ خیال نہ تھا کہ تمہاری تکلیف اس حد تک پہنچ گئی ہوگی کیا تجھے بکری مل جائے گی ؟ میں نے عرض کیا نہیں ! فرمایا تین دن روزے رکھو یا چھ مساکین کو کھانا کھلاؤ - ہر مسکین کو نصف صاع دو -

۱۷۰۰ — شرح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسلم کی شرح میں ذکر کیا کہ اس سے یہ مراد نہیں کہ روزے یا کھانا اسی شخص کے لئے ہیں جسے قربانی نہ ملے جیسے بظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے - بلکہ مراد یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کیا اس کے پاس ہدی ہے یا نہیں اگر ہدی ہے تو اس کو خبر دینا مطلوب ہے کہ اسے ہدی - روزے رکھنے اور کھانا کھلانے میں اختیار ہے اور اگر اس کے پاس ہدی نہیں تو باقی دونوں میں اختیار ہے چاہے روزے رکھے چاہے کھانا کھلائے - اس حدیث سے مراد یہ نہیں کہ اگر ہدی نہ ہو تو پھر باقی میں اختیار ہے -

---

باب — نسک ایک بکری کی قربانی ہے

۱۷۰۱ — ترجمہ : کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا حالانکہ ان کے چہرے سے جوئیں گر

شَاةً اَوْ يَصُوْمُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ ثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ ثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ اَبِیْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰهُ وَقَمْلُهٗ يَسْقُطُ عَلٰى وَجْهِهٖ مِثْلَهٗ۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَلَا رَفَثَ

۱۷۰۲ —— حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ

رہی تھیں تو فرمایا کیا تجھے تیری جوئیں تکلیف دیتی ہیں؟ عرض کیا جی ہاں! آپ نے ان کو سر منڈانے کا حکم دیا، حالانکہ آپ حدیبیہ میں تھے اور آپ نے ان کے لئے یہ بیان نہ فرمایا کہ وہ اس کے ساتھ احرام سے باہر ہو جائیں گے کیونکہ وہ اس اُمید میں تھے کہ وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے فدیہ نازل فرمایا پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن عجرہ کو حکم فرمایا کہ وہ ایک فرق طعام چھ مساکین کو کھلائے یا بکری ذبح کرے یا تین روزے رکھے اور محمد بن یوسف کے ذریعہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا حالانکہ جوئیں ان کے چہرہ پر گر رہی تھیں۔ اسی طرح ہے!

۱۷۰۱ —— شرح: یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حدیبیہ میں تھے تو آپ نے ان سے یہ وضاحت نہ کی کہ وہ حدیبیہ میں احرام سے باہر ہو جائیں گے کیونکہ ان کو اُمید تھی کہ وہ مکہ میں ضرور جائیں گے اور عمرہ کریں گے "وَلَمْ يَتَبَيَّنْ الخ"، اس عبارت کا راوی نے اضافہ کیا ہے تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ جوؤں کی تکلیف سے سر منڈایا تھا۔ رکاوٹ پڑنے کے باعث احرام کھولنے کے لئے نہ منڈایا تھا۔ ابن منذر نے کہا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جسے بیت اللہ تک پہنچنے کی اُمید ہو وہ ٹھہرا رہے حتیٰ کہ وہاں جانے سے ناامید ہو جائے۔ اس حدیث سے امام مالک رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ رمضان کے مہینہ میں جو عورت یہ کہے کہ کل مجھے حیض آنے کا دن ہے یا مرد یہ کہے کل میرے بخار کی باری ہے اور وہ روزہ افطار کر دیں پھر ان کی اُمید کے مطابق عورت کو حیض آجائے یا مرد کو بخار ہو جائے تو ان پر کفارہ لازم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ یہ حدیبیہ میں احرام سے باہر ہو جائیں گے اس کے باوجود کعب بن عجرہ سے سر منڈانے پر کفارہ ساقط نہ ہوا۔ حالانکہ ابھی تک حال کی وضاحت نہ ہوئی تھی۔ کفارہ کے تین روزے ایام تشریق میں جائز نہیں۔ امام ابوحنیفہ، ابویوسف، امام محمد اور امام احمد کا یہی مسلک ہے۔ نیز امام ابوحنیفہ اور ان کے صاحبین رضی اللہ عنہم نے کہا جسے قربانی نہ ملے اور نہ ہی اُس نے نحر سے پہلے تین روزے رکھے تو اس پر قربانی ہی واجب ہے حضرت عمر فاروق ابن عباس، سعید بن جبیر اور ابراہیم رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے تھے۔ حضرت علی بن ابی طالب نے کہا ایام تشریق کے بعد روزے رکھ لے۔ امام شافعی کا مذہب بھی یہی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد "فلا رفث"

أَبَا حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ

۱۷۰۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

بَابُ جَزَاءِ الصَّيْدِ وَنَحْوِهِ وَقَوْلِ اللَّهِ لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا

۱۷۰۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اس گھر کا حج کیا اور جماع نہ کیا اور نہ گناہ کی بات کی وہ ایسا لوٹے گا جیسے اس کی ماں نے اسے جنا (گناہوں سے پاک ہو کر لوٹے گا)

۱۷۰۲ — شرح : یعنی چھوٹے اور بڑے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اللہ کے حقوق سے متعلق امور بھی ساقط ہو جاتے ہیں۔ البتہ حقوق العباد معاف نہیں ہوتے جب تک صاحب حق کو راضی نہ کر لیا جائے مذکورہ امور سے بچنا احرام کے بغیر بھی واجب ہے۔ تو حج کی تخصیص یہ ہے کہ حج کی حالت میں ایسے امور زیادہ بُرے ہیں جیسے مردوں کے لئے ریشم پہننا حرام ہے اور نماز میں ریشم پہننا زیادہ بُرا ہے۔

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد "حج میں نہ بُری بات اور نہ جھگڑا"

۱۷۰۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اس گھر کا حج کیا اور جماع نہ کیا اور نہ ہی گناہ کی باتیں کیں تو وہ گناہوں سے پاک ایسا لوٹے گا جیسے اس کی ماں نے اس کو جنا۔ اس حدیث کا اسناد پہلی حدیث کے اسناد سے مختلف ہے۔ لہٰذا محض تکرار نہ رہا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد شکار نہ مارو جب تم احرام میں ہو اور تم میں سے جو اسے قصداً قتل کرے تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ

بَالِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا اِلٰى قَوْلِهٖ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ اِلٰى قَوْلِهٖ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ۔

، ویسا ہی جانور مویشی سے دے تم میں سے دو ثقہ آدمی اس کا حکم کریں۔ یہ قربانی ہو کعبہ کو پہنچتی یا کفارہ دے چند مسکینوں کا کھانا یا اس کے برابر روزے کہ اپنے کام کا وبال چکھے اللہ نے معاف کیا کہ جو ہو گزرا اور جواب کرے گا اللہ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا۔ حلال ہے تمہارے لئے دریا کا شکار اور اس کا کھانا تمہارے اور مسافروں کے فائدے کو اور تم پر حرام ہے خشکی کا شکار جب تک تم احرام میں ہو اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف تم نے اٹھنا ہے۔

شرح: امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ کی یہ آیات ذکر کیں اور انہی پر اکتفاء کرکے حدیث ذکر نہیں کی یا بخاری کی شرط کے مطابق شکار کی جزاء کے بارے میں کوئی حدیث نہیں ملی۔ مُحرِم حرام ہے یعنی تم احرام میں ہو شکار کے قتل پر جزاء واجب ہے قصداً قتل کرے یا سہواً قتل ہو جائے آیت کریمہ میں ذکر کیا ہے کہ قصداً شکار کرے کیونکہ آیت اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی تھی جس نے عمداً شکار قتل کیا تھا اور سختی کے لئے خطا کو اس کے ساتھ لاحق کر دیا گیا ہے۔ زہری نے کہا قرآن کریم نے قتل عمد کو ذکر کیا اور حدیث نے قتل خطاء کو ذکر کیا ہے۔

قولہ فَجَزَاءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ الخ نعم اونٹ گائے بکری کو شامل ہے۔ امام مالک شافعی اور محمد رضی اللہ عنہم نے کہا اس آیت کریمہ سے مقتول شکار کی مثل کو نعم سے نکالنا مقصود ہے اگر اس کی مثل ہو لہٰذا اشتر مرغ کو قتل کرنے پر بدنہ واجب ہے اور جنگلی گائے میں گائے ہرن میں بکری خرگوش میں بچھڑا۔ جنگلی چوہے میں بزغالہ واجب ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رضی اللہ عنہما نے کہا در اصل واجب قیمت ہے اور اگر اس کی کوئی مثل ہو اور وہ اس قیمت سے ہدی خریدے یا طعام خرید کرے یا اس قیمت کا صدقہ کر دے تو جائز ہے۔ امام مالک شافعی احمد اور محمد رضی اللہ عنہم نے کہا ہدی یا اطعام اور روزوں کی تعیین میں دو حاکم عادلوں کو اختیار ہے جب وہ ہدی کا فیصلہ کر دیں تو جس کی مثل ہو اس کی مثل کا اعتبار ہے اور خلقت کے لحاظ سے مثل کا پتہ چلتا ہے اور جس کی مثل نہ ہو اس میں قیمت معتبر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تم میں سے دو عادل اس کا فیصلہ کریں اور جس کی مثل ہو اس میں مثل واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کا بدلا یہ ہے کہ ویسا ہی جانور مویشی سے دے۔ اللہ تعالیٰ نے مویشی سے مثل کو واجب کیا ہے اور امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا قاتل کو اختیار ہے کہ وہ مقتول کی قیمت سے جو چاہے خریدے کیونکہ وجوب اس پر ہے اور دو حاکموں کا حکم قیمت کا اندازہ کرنے کے لئے ہے۔

بَابٌ وَإِذَا صَادَ الْحَلَالُ فَأَهْدَى لِلْمُحْرِمِ الصَّيْدَ أَكَلَهُ وَلَمْ يَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَ أَنَسٌ بِالذَّبْحِ بَاسًا وَهُوَ غَيْرُ الصَّيْدِ نَحْوُ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ وَالْبَقَرِ وَالدَّجَاجِ وَالْخَيْلِ يُقَالُ عَدْلُ مِثْلُ فَإِذَا كُسِرَتْ قُلْتَ عِدْلُ فَهُوَ زِنَةُ ذٰلِكَ قِيَامًا قِوَامًا يَعْدِلُونَ يَجْعَلُونَ لَهُ عِدْلًا۔

۱۷۰۴ ــــ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ ثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ انْطَلَقَ أَبِي عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ يُحْرِمْ وَحُدِّثَ

باب ــــ اگر غیر مُحرم شکار کرے اور مُحرم کو شکار تحفہ بھیجے تو وہ اسے کھا سکتا ہے!

ابن عباس اور انس رضی اللہ عنہم نے ذبح میں کوئی حرج خیال نہیں کیا جبکہ شکار نہ ہو۔ جیسے اونٹ بکری گائے، مرغی اور گھوڑا (یعنی محرم ان کو ذبح کر سکتا ہے) عَدْلُ ذٰلِکَ سے مراد مثل ہے جب عدل کے عین کو کسرہ دیا جائے تو اس کا معنی ہم وزن ہونا ہے۔ قیام کا معنی قوام ہے۔ کسی شئی کا منتظم۔ یَعْدِلُوْنَ کا معنی برابری کرتے ہیں۔

شرح : ابن عباس اور انس رضی اللہ عنہم کے اثر میں مذکور ذبح سے مراد اہلی حیوان کا ذبح ہے جیسے اونٹ گائے بکری وغیرہ گھوڑے کے ذبح کے بغیر سب میں اتفاق ہے مُحرم مرغی، کبوتر جو مانوس ہو فضا میں اُڑنے والا نہ ہو۔ بطخ، گائے، بکری ذبح کر سکتا ہے۔ مچھلی اور پانی کے جانوروں کا شکار کر سکتا ہے اور مینڈک کا شکار کرنے سے احتیاط کرے۔

یَعْدِلُوْنَ " سے سورۃ انعام میں مذکور (ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ) کی طرف اشارہ کیا یعنی وہ بتوں کو اللہ کے برابر جانتے ہیں۔ یہاں اس کو ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یَعْدِلُوْنَ اور عدل ہم معنی ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۱۷۰۴ ــــ **ترجمہ** : عبداللہ بن ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا میرے والد (ابوقتادہ) حدیبیہ کے سال گئے ان کے ساتھیوں نے احرام باندھا اور انھوں نے احرام نہ باندھا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ دشمن آپ سے جنگ کرنا چاہتا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نکلے ایک وقت میں آپ کے اصحاب کے ساتھ تھا وہ ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس رہے تھے۔ میں نے اچانک جنگلی گدھے کو دیکھا تو میں نے اس پر حملہ کیا اور اسے زخمی کر کے روک لیا اور صحابہ کرام سے میں نے مدد چاہی تو انھوں نے میری مدد کرنے سے

النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان عدوا یغزوہ فانطلق النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فبینما انا مع اصحابہ یضحک بعضھم الی بعض فنظرت فاذا انا بحمار وحش
فحملت علیہ فطعنتہ فاثبتہ واستعنت بھم فابوا ان یعینونی فاکلنا من لحمہ
وخشینا ان نقتطع فطلبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ارفع فرسی شاوا واسیر شاوا
فلقیت رجلا من بنی غفار فی جوف اللیل قلت این ترکت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال ترکتہ بتعھن وھو قائل السقیا فقلت یا رسول اللہ ان اھلک یقرءون علیک
السلام ورحمۃ اللہ انھم قد خشوا ان یقتطعوا دونک فانتظرھم قلت یا رسول اللہ
اصبت حمار وحش وعندی منہ فاضلۃ فقال للقوم کلوا وھم محرمون ۔

انکار کر دیا ہم نے اس کا گوشت کھایا ہم کو خوف ہوا کہ کہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جُدا نہ ہو جائیں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کیا اور اپنے گھوڑے کو کبھی دوڑاتا اور کبھی آہستہ چلاتا رہا میں قبیلہ غفار کے ایک شخص کو آدھی رات کو ملا میں نے کہا تو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں چھوڑا ہے؟ اس نے کہا میں نے آپ کو مقام تعہن ''میں چھوڑا ہے آپ سُقیا میں قیلولہ کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے ساتھی سلام عرض کرتے ہیں اور اللہ کی رحمت۔ انھیں ڈر ہے کہ وہ آپ سے جُدا نہ ہو جائیں آپ ان کا انتظار فرمائیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے گاؤخر کا شکار کیا ہے اور میرے پاس اس کا بچا ہوا ٹکڑا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کھاؤ حالانکہ وہ سب مُحرِم تھے (سب نے احرام باندھا ہوا تھا)

۱۷۰۴ — شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شکار کا گوشت مُحرِم کھا سکتا ہے جبکہ اس نے شکار کرنے میں مدد نہ کی ہو۔ اور نہ ہی اس کی خبر کی ہو اور نہ اس پر دلالت کی ہو۔ حتی کہ غیر محرم نے خود ہی اس کو دیکھا ہو اور محرم کے اشارے یا دلالت کرنے یا اس کے خبر دینے سے نہ دیکھا ہو۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ذکر کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکار کا گوشت پیش کیا گیا جبکہ آپ محرم تھے آپ نے اسے نہ کھایا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شخص نے گاؤخر پیش کیا جبکہ آپ محرم تھے تو آپ نے اس کو کھانے سے انکار کر دیا۔ مگر ان کا محمل یہ ہے کہ یہ شکار آپ کے لئے کیا گیا تھا یا اس میں کوئی احرام کی علت تھی جس کی وجہ سے آپ نے یہ گوشت کھانے سے انکار کر دیا تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابٌ اِذَا رَأَى الْمُحْرِمُوْنَ صَيْدًا فَضَحِكُوْا فَفَطِنَ الْحَلَالُ۔

۱۷۰۵ــــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهٗ قَالَ انْطَلَقْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَاَحْرَمَ اَصْحَابُهٗ وَلَمْ اُحْرِمْ فَاُنْبِئْنَا بِعَدُوٍّ بِغَيْقَةَ فَتَوَجَّهْنَا نَحْوَهُمْ فَبَصُرَ اَصْحَابِيْ بِحِمَارِ وَحْشٍ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَضْحَكُ اِلٰى بَعْضٍ فَنَظَرْتُ فَرَاَيْتُهٗ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ الْفَرَسَ فَطَعَنْتُهٗ فَاَثْبَتُّهٗ فَاسْتَعَنْتُهُمْ فَاَبَوْا اَنْ يُّعِيْنُوْنِيْ فَاَكَلْنَا مِنْهُ ثُمَّ لَحِقْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَشِيْنَا اَنْ نُّقْتَطَعَ اُرَفِّعُ فَرَسِيْ شَاْوًا وَاَسِيْرُ عَلَيْهِ شَاْوًا فَلَقِيْتُ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ غِفَارٍ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَقُلْتُ لَهٗ اَيْنَ تَرَكْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَرَكْتُهٗ بِتَعْهِنَ وَهُوَ قَائِلٌ السُّقْيَا فَلَحِقْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَصْحَابَكَ اَرْسَلُوْا يَقْرَءُوْنَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللّٰهِ وَاِنَّهُمْ قَدْ خَشُوْا اَنْ يَّقْتَطِعَهُمُ الْعَدُوُّ دُوْنَكَ فَانْظُرْهُمْ فَفَعَلَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا اصَّدْنَا حِمَارَ وَحْشٍ وَاِنَّ عِنْدَنَا مِنْهُ فَاضِلَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهٖ كُلُوْا وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ۔

باب ــــ اگر محرم شکار دیکھیں اور ہنس پڑیں تو غیر محرم سمجھ جائے

۱۷۰۵ ــــ ترجمہ : ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہم حدیبیہ کے سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے۔ آپ کے ساتھیوں نے احرام باندھا اور میں نے احرام نہ باندھا ہمیں خبر ملی کہ غیقہ میں دشمن ہے تو ہم اس کی طرف متوجہ ہوئے میرے ساتھیوں نے گا ؤخر کو دیکھا اور وہ ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنسنے لگے میں نے نظر کی اور اس کو دیکھ لیا اور اس پر حملہ کرکے اسے زخمی کر دیا اور روک لیا پھر میں نے ان سے مدد چاہی تو انھوں نے میری مدد کرنے سے انکار کر دیا ہم نے اس سے کچھ کھایا پھر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل گیا اور ہمیں خوف تھا کہ ہم آپ سے جدا ہو جائیں گے میں اپنے گھوڑے کو کبھی دوڑاتا اور کبھی آہستہ چلاتا رہا میں آدھی رات کو بنی غفار کے ایک شخص سے ملا تو میں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو نے کہاں چھوڑا ہے؟ اس نے کہا میں نے آپ کو تعہن میں چھوڑا ہے اور آپ کا سُقیا میں قیلولہ کرنے کا ارادہ ہے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر ملا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے ساتھیوں نے مجھے بھیجا ہے وہ آپ کو سلام عرض کرتے ہیں۔ انھوں نے خوف

بَابُ لَا يُعِينُ الْمُحْرِمُ الْحَلَالَ فِي قَتْلِ الصَّيْدِ

۱۷۰۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ سَمِعَ أَبَا قَتَادَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقَاحَةِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ عَلٰى ثَلَاثٍ ح وَثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقَاحَةِ وَمِنَّا الْمُحْرِمُ وَمِنَّا غَيْرُ الْمُحْرِمِ فَرَأَيْتُ أَصْحَابِي يَتَرَاءَوْنَ شَيْئًا فَنَظَرْتُ فَإِذَا حِمَارُ وَحْشٍ يَعْنِي وَقَعَ سَوْطُهُ فَقَالُوا لَا نُعِيْنُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ إِنَّا مُحْرِمُوْنَ فَتَنَاوَلْتُهُ فَأَخَذْتُهُ ثُمَّ أَتَيْتُ الْحِمَارَ مِنْ وَرَاءِ الْأَكَمَةِ فَعَقَرْتُهُ فَأَتَيْتُ بِهِ أَصْحَابِي فَقَالَ بَعْضُهُمْ كُلُوْا وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَأْكُلُوْا فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَمَامَنَا فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ كُلُوْهُ حَلَالٌ قَالَ لَنَا عَمْرٌو اذْهَبُوْا إِلٰى صَالِحٍ فَاسْئَلُوْهُ عَنْ هٰذَا وَغَيْرِهِ وَقَدِمَ عَلَيْنَا هٰهُنَا۔

کیا ہے کہ دشمن ان کو آپ سے جُدا کر دے گا آپ ان کا انتظار فرمائیں تو آپ نے ان کا انتظار کیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے گاؤخر کا شکار کیا ہے اور ہمارے پاس بچا ہُوا گوشت کا ٹکڑا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو فرمایا کھاؤ حالانکہ وہ محرم تھے!

۱۷۰۵ — شرح : غیقہ - حرمین میں بنی غفار کے علاقہ میں ایک جگہ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غائب کو سلام بھیجنا مستحب ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہمارے اصحاب یعنی شوافع کہتے ہیں۔ قاصد پر سلام پہنچانا واجب ہے اور مرسل الیہ (جس کو سلام بھیجا جائے) پر اس کا جواب دینا واجب ہے!

باب شکار مارنے میں مُحرم غیر مُحرم کی مدد نہ کرے

۱۷۰۶ — ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ قاحہ میں تھے۔ ہم میں سے بعض محرم تھے اور بعض غیر محرم تھے میں نے اپنے ساتھیوں کو دیکھا کہ وہ کوئی شئی دیکھ رہے ہیں میں نے نظر کی تو گاؤخر کو دیکھا (تو میں اپنے گھوڑے پر سوار ہُوا اور نیزہ اور کوڑا ہاتھ میں لیا) تو مجھ سے کوڑا گر گیا (میں نے کہا مجھے کوڑا دو) اُنھوں نے کہا اس پر ہم تیری کچھ مدد نہیں کر سکتے جبکہ ہم مُحرم ہیں۔ میں نے خود اس کو پکڑ کر اُٹھایا پھر میں ٹیلے کے پیچھے گاؤخر کے پاس آیا اور اس کو زخمی کر دیا اور اس کو لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا تو ان میں سے بعض نے کہا کھالو اور بعض نے کہا نہ کھاؤ اس لئے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا جبکہ آپ ہم سے آگے تھے۔ میں نے آپ سے

بَابٌ لَا يُشِيرُ الْمُحْرِمُ إِلَى الصَّيْدِ لِكَيْ يَصْطَادَهُ الْحَلَالُ

۱۷۰۷ ـــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا أَبُوعَوَانَةَ ثَنَا عُثْمَانُ هُوَ ابْنُ مَوْهَبٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجُوا مَعَهُ فَصَرَفَ طَائِفَةً مِنْهُمْ فِيهِمْ أَبُوقَتَادَةَ فَقَالَ خُذُوا سَاحِلَ الْبَحْرِ حَتَّى نَلْتَقِيَ فَأَخَذُوا سَاحِلَ الْبَحْرِ فَلَمَّا انْصَرَفُوا أَحْرَمُوا كُلُّهُمْ إِلَّا أَبَاقَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ فَبَيْنَا هُمْ يَسِيرُونَ إِذْ رَأَوْا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ أَبُوقَتَادَةَ عَلَى الْحُمُرِ فَعَقَرَ مِنْهَا أَتَانًا فَنَزَلُوا فَأَكَلُوا مِنْ لَحْمِهَا فَقَالُوا أَنَأْكُلُ لَحْمَ الصَّيْدِ وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ فَحَمَلْنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِ الْأَتَانِ فَلَمَّا أَتَوْا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا أَحْرَمْنَا وَقَدْ كَانَ أَبُوقَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ فَرَأَيْنَا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ عَلَيْهَا أَبُوقَتَادَةَ فَعَقَرَ مِنْهَا أَتَانًا فَنَزَلْنَا فَأَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهَا ثُمَّ قُلْنَا أَنَأْكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ فَحَمَلْنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا قَالَ أَمِنْكُمْ أَحَدٌ أَمَرَهُ أَنْ يَحْمِلَ عَلَيْهَا أَوْ أَشَارَ إِلَيْهَا قَالُوا لَا قَالَ فَكُلُوا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا۔

پوچھا تو فرمایا کھاؤ یہ حلال ہے۔ ہمیں عمرو نے کہا صالح کے پاس جاؤ اور اس سے اس حدیث کے متعلق اور اس کے سوا اور حدیثوں کے متعلق پوچھو جبکہ وہ ہمارے پاس یہاں آئے تھے!

۱۷۰۶ ـــ شرح : اگر یہ کہا جائے کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ احرام کے بغیر میقات سے کیسے گزر گئے۔ کیونکہ احرام کے بغیر میقات سے گزرنا حرام ہے۔ اس کا جواب یہ ہے ہوسکتا ہے یہ واقعہ میقات کی تعین سے پہلے کا ہو یا ابوقتادہ نے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا ارادہ نہ کیا ہو۔ طحاوی نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوقتادہ کو صدقات لینے بھیجا تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم احرام باندھ کر مکہ مکرمہ کی طرف تشریف لے گئے حتیٰ کہ عسفان میں ٹھہرے اچانک وہاں ایک گاؤخر تھا اور ابوقتادہ واپس آئے تو وہ حالتِ احرام میں نہ تھے۔ بعض علماء نے یہ جواب دیا کہ مدینہ منورہ کے لوگوں نے ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تاکہ آپ کو دشمن کا مدینہ منورہ پر حملہ کی خبر دے۔ ابوعمرو نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کے خطرہ کے پیش نظر ابوقتادہ کو دریا کی طرف بھیجا تھا اس لئے وہ حالتِ احرام میں نہ تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــ مُحرِم شکار کی طرف اشارہ نہ کرے تاکہ غیر مُحرِم اس کا شکار کرے!

بَابٌ اِذَا اَهْدٰی لِلْمُحْرِمِ حِمَارًا وَحْشِيًّا حَيًّا لَمْ يَقْبَلْ۔

۱۷۰۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيِّ اَنَّهٗ اَهْدٰی لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَحْشِيًّا وَهُوَ بِالْاَبْوَاءِ اَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاٰى مَا فِیْ وَجْهِهٖ قَالَ اِنَّا لَمْ نَرُدَّهٗ عَلَيْكَ اِلَّا اَنَّا حُرُمٌ۔

ترجمہ: ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کرنے نکلے تو آپ کے ساتھ

۱۷۰۷ — لوگ بھی نکلے آپ نے ان میں سے کچھ لوگوں کو دوسرے راستہ بھیج دیا ان میں ابوقتادہ بھی تھے تو آپ نے فرمایا تم دریا کا کنارہ اختیار کرو حتی کہ ہم آملیں وہ دریا کے کنارے چلتے رہے جب وہ لوٹے تو ابوقتادہ کے سوا سب نے احرام باندھ رکھا تھا اور ابوقتادہ نے احرام نہ باندھا تھا اسی اثنا میں وہ چل رہے تھے اُنھوں نے گورخر کو اچانک دیکھا تو ابوقتادہ نے ان پر حملہ کر کے ان میں سے ایک گادُخر کو زخمی کر دیا لوگ اُترے اور اُنھوں نے اس کا گوشت کھایا اور کہا کیا ہم شکار کا گوشت کھا رہے ہیں؟ حالانکہ ہم نے احرام باندھا ہُوا ہے ہم نے گادُخر کے گوشت سے کچھ بچا ہُوا گوشت اُٹھا لیا اور جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے احرام باندھا ہُوا تھا اور ابوقتادہ نے احرام نہ باندھا تھا ہم نے گورخر کو دیکھا تو ابوقتادہ نے ان پر حملہ کر دیا اور ان میں سے ایک گادُخر کو زخمی کر دیا ہم اُترے اور اُس کے گوشت سے کھایا پھر ہم نے خیال کیا کہ ہم شکار کا گوشت کھا رہے ہیں حالانکہ ہم مُحرِم ہیں ہم اس کے گوشت سے کچھ بچا ہُوا گوشت اپنے ساتھ اُٹھا لائے ہیں آپ نے فرمایا تم میں کسی نے اس کو گادُخر پر حملہ کرنے کے لئے حکم دیا تھا یا اس کی طرف اشارہ کیا تھا اُنھوں نے کہا نہیں فرمایا اس سے جو بچ گیا ہے وہ بھی کھا لو!

شرح: اس حدیث سے یہ معلوم ہُوا کہ اگر مُحرِم نے غیر مُحرِم کو بتانے کے

۱۷۰۷ — لئے شکار کی طرف اشارہ کر دیا اور مُحرِم نے اس کو مار دیا تو مُحرِم کے لئے اُس کا کھانا جائز نہیں اگر یہ سوال ہو کہ یہ قصہ عمرہ کا ہے کیونکہ حج میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت مخلوق تھی ان میں سے کوئی بھی دریا کے کنارے نہ چلا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ راوی نے غلطی سے حج کا ذکر کر دیا ہے، نیز معلوم ہُوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجتہاد کر لیتے تھے اس لئے علماء نے آپ کے زمانہ شریف میں اجتہاد کو جائز کہا جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم قریب نہ ہوں آپ کی موجودگی میں اجتہاد کی ضرورت ہی نہیں پڑتی تھی اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ اجتہاد سے جو مسئلہ معلوم ہو اس پر عمل جائز ہے اگرچہ کئی مجتہدوں کا اجتہاد ایک دوسرے کے مخالف ہو اور کسی پر عیب نہ لگایا جائے گا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — اگر مُحرِم کو گورخر زندہ تحفہ دیا جائے تو وہ اسے قبول نہ کرے!

بَابُ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ

۱۷۰۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِي قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ ح وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و

۱۷۰۸ — ترجمہ : صعب بن جثامہ لیثی رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گا وُخر نذرانہ پیش کیا جبکہ آپ مقام اَبْوَاء یا وَدّان میں تھے تو آپ نے اس کو واپس کر دیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے چہرہ میں (اس کا اثر) دیکھا تو فرمایا ہم نے اس کو مسترد اس لئے کیا ہے کہ ہم نے احرام باندھا ہُوا ہے۔

۱۷۰۸ — شرح : اَبْوَاء اور وَدّان مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان دو جگہیں ہیں۔ حُرُمٌ ،، حرام کی جگہ ہے۔ یعنی ہم مُحرِم ہیں۔ یعنی ہم نے کسی خاص وجہ سے شکار واپس نہیں کیا۔ بات صرف یہ ہے کہ ہم نے احرام باندھا ہُوا ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوقتادہ کا شکار کھا لیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ذبح کیا ہُوا تھا اور یہ زندہ تھا اور غیر مُحرِم کا ذبیحہ مُحرِم کے لئے کھانا جائز ہے بشرطیکہ مُحرِم کے لئے وہ شکار نہ مارا گیا ہو اور نہ مُحرِم نے اس کی طرف اشارہ یا دلالت کی ہو۔ زندہ شکار کا کسی صُورت میں مُحرِم کو مالک بنانا جائز نہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عبارت میں مضاف محذوف ہے یعنی لَحْمَ صَيْدٍ۔ شکار کا گوشت تحفہ دیا اور بعض روایات میں ہے کہ صَعْبُ بْنُ جَثَّامہ نے شکار کا گوشت نذرانہ پیش کیا تھا اب سوال ہوتا ہے کہ حضرت صعب رضی اللہ عنہ کا گوشت آپ نے کیوں واپس کر دیا اور ابوقتادہ کا قبول فرمایا اور کھایا اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شکار کیا تھا اس لئے آپ نے واپس کر دیا تھا اور ابوقتادہ نے آپ کے لئے شکار نہ کیا تھا اس لئے وہ کھا لیا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مستحب بات یہ ہے کہ جس کو نذرانہ یا تحفہ پیش کیا جائے اور وہ اسے قبول نہ کرنا چاہے تو اس کی اطمینان کے لئے معذرت بیان کر دینی چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — مُحرِم کون سے جانور مار سکتا ہے ؟

۱۷۰۹ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ جانور قتل کر دینے سے مُحرِم پر کوئی حرج نہیں اور عبداللہ بن دینار نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

۱۷۰۹ — شرح : وعن عبد اللہ کا عطف نافع پر ہے یعنی مالک نے عبداللہ بن دینار سے [illegible] روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۷۱۰ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ حَدَّثَتْنِي إِحْدَى نِسْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ ح د ۱۷۱۱ — حَدَّثَنِي أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَتْ حَفْصَةُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَا حَرَجَ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ الْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْفَأْرَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ۔

۱۷۱۲ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ۔

نے فرمایا۔ اور مقولہ محذوف ہے یعنی پانچ جانور مارنے کا حکم فرمایا اور وہ چوہا، بچھوا، باؤلا کتا، کوّا اور چیل ہیں ان کو اگر مُحرِم قتل کر دے تو اس پر کوئی فدیہ نہیں۔

۱۷۱۰ — ترجمہ: زید بن جبیر نے کہا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ مجھے ایک ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی کہ مُحرِم قتل کرے

۱۷۱۰ — شرح: دوسری حدیث ۱۷۱۱ میں بعض ام المؤمنین کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ وہ حفصہ ہیں رضی اللہ عنہا لہٰذا یہ سند مجہول نہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس قسم کا جہل مضر نہیں کیونکہ صحابہ سب عادل ہیں۔

۱۷۱۱ — ترجمہ: ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ جانوروں کو جو کوئی قتل کر دے اس پر کوئی حرج نہیں کوّا، چیل، چوہا، بچھوا اور کاٹنے والا کتا۔

۱۷۱۲ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ جانور مُوذی ہیں ان کو حرم میں قتل کر دے۔ کوّا، چیل، بچھوا، چوہا اور کاٹنے والا کتا۔

۱۷۱۱، ۱۷۱۲ — شرح: ان پانچ جانوروں کو فاسق اس لئے کہا کہ فسق کا معنی خروج ہے یہ جانور اذیت پہنچانے اور فساد کرنے کے باعث اچھے

۱۷۱۳ــــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ ثَنَا أَبِي ثَنَا الْأَعْمَشُ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَارٍ بِمِنًى إِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ وَإِنَّهُ لَيَتْلُوهَا وَإِنِّي لَأَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيهِ وَإِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا إِذْ وَثَبَتْ عَلَيْنَا حَيَّةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْتُلُوهَا فَابْتَدَرْنَاهَا فَذَهَبَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيتُمْ شَرَّهَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ إِنَّمَا أَرَدْنَا بِهٰذَا أَنَّ مِنًى مِنَ الْحَرَمِ وَإِنَّهُمْ لَمْ يَرَوْا بِقَتْلِ الْحَيَّةِ بَأْسًا۔

جانوروں کی راہ سے نکل چکے ہیں ان میں سے کوا اونٹ کی پشت پر چونچیں مارتا ہے۔ اگر وہ کمزور ہو تو اس کی آنکھ نکال دیتا ہے اور لوگوں کا کھانا چھین لیتا ہے اسی طرح چیل بھی گوشت چھین لیتی ہے۔ بچھو ڈس جاتا ہے اور تکلیف دیتا ہے چوہا کھانے کی چوری کر لیتا ہے اور اسے خراب کر دیتا ہے۔ کپڑے کاٹ دیتا ہے اور چراغ سے بتی لے جاتا ہے اور اس کے ساتھ سارا گھر جلا دیتا ہے۔ اور کاٹنے والا کتا لوگوں کو زخمی کرتا ہے۔ سب علماء کا اتفاق ہے کہ ان کو حل اور حرم میں اور بحالتِ احرام قتل کرنا جائز ہے۔

جمہور علماء نے کہا کہ حدیث میں مذکور یہی پانچ جانور مراد ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے اور امام مالک کا ظاہر قول یہی ہے۔ اسی لئے امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا محرم وزغ کو قتل نہ کرے ورنہ فدیہ دینا پڑے گا اور نہ ہی بندر اور خنزیر کو قتل کرے۔ عام علماء کا قول بھی یہی ہے اور اس حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ جانوروں کا ذکر کیا ہے لہٰذا قیاس کے ساتھ چھ یا سات بنانے جائز نہیں بھیڑیے کو کتے پر قیاس کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ نص سے ثابت ہے لیکن دارقطنی نے نافع سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر کو یہ کہتے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیڑیے اور چوہے کو مارنے کا حکم فرمایا اسی طرح حسن اور عطاء نے کہا کہ محرم بھیڑیا اور سانپ کو مار دے۔ اور اگر کوئی جانور محرم پر حملہ کرے تو وہ اسے قتل کر سکتا ہے کیونکہ وہ اس وقت کاٹنے والے کتے کے حکم میں ہوتا ہے جب ان کو محرم حرم میں قتل کر سکتا ہے تو غیر محرم بطریق اَولیٰ ان کو قتل کر سکتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۱۷۱۳ ــــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ایک وقت ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں ایک غار میں تھے کہ آپ پر سورۂ مرسلات نازل ہوئی اور آپ اس کی تلاوت فرما رہے تھے اور میں اس کو آپ کے منہ شریف سے سن رہا تھا اور آپ کا منہ شریف اس سے تر ہی تھا (پڑھ رہے تھے) کہ ہم پر ایک سانپ گرا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو مارو ہم اس کی طرف دوڑے تو وہ بھاگ گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تمہارے شر سے بچ گیا جیسے تم اس کے شر سے بچ گئے۔

۱۷۱۴ــــ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْوَزَغِ فُوَيْسِقٌ وَلَمْ أَسْمَعْهُ أَمَرَ بِقَتْلِهِ۔

۱۷۱۴ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وَزَغ کے متعلق فرمایا یہ مُوذِی ہے اور میں نے آپ سے نہیں سُنا کہ آپ نے اس کے قتل کا حکم دیا ہو۔

۱۷۱۳، ۱۷۱۴ــــ شرح : اس حدیث سے یہ معلوم ہُوا کہ سانپ کو قتل کر دینا چاہیئے اگرچہ مارنے والا مُحرِم ہو یا غیر مُحرِم ہو یا حرَم میں ہو چونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مارنے کا حکم فرمایا ہے اس لئے ظاہر یہی ہے کہ سانپ کا مارنا واجب ہے اسی طرح حشراتِ ارض جو موذی ہیں ان کو مارنا مباح ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ نے کہا حِل اور حرَم میں سانپ کے قتل پر سب علماء کا اتفاق ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے بھی خبیث سانپ کو مارنے کو جائز کہا ہے کیونکہ وہ کاٹنے والے کتّے کے حکم میں داخل ہے۔ اگر سوال ہو کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے گھریلو سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اس مسئلہ میں پہلے علماء میں اختلاف رہا ہے۔ بعض علماء نے ظاہر امر پر اعتماد کرتے ہُوئے سب سانپوں کو مارنے کا حکم دیا ہے اور اُنھوں نے اس عموم سے کسی سانپ کو مُستثنیٰ نہیں کیا کیونکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام سانپوں کو مار دو جس نے ان کی اذیّت سے خوف کیا وہ ہم سے نہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یہ تمہارے دشمن ہیں ان کو قتل کر دو نیز ان سے دریافت کیا گیا کہ مُحرِم سانپ کو قتل کر سکتا ہے؟ تو اُنھوں نے جواب دیا یہ تمہارا دشمن ہے جہاں ملے اسے قتل کر دو اور بعض علماء نے کہا گھریلو سانپوں کو سلیمان علیہ السلام کا عہد دیا جائے اس کے بعد اگر وہ گھر میں دیکھے جائیں تو قتل کر دو، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ میں بعض ایسے جن ہیں جو مسلمان ہو چکے ہیں اگر ان میں سے کسی کو دیکھو تو تین دن ان کو خبردار کرو اگر اس مُدّت کے بعد وہ ظاہر ہوں تو ان کو قتل کر دو۔ ان روایات میں تضاد نہیں کیونکہ مدینہ منورہ میں بعض جن سانپ کی صورت اختیار کر لیتے ہیں تو وہ لوگوں کی نظروں میں سانپ نظر آنے لگتے ہیں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے غسلخانہ میں سانپ دیکھا تو اس کو قتل کر دیا رات کو خواب میں کہا گیا آپ نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہوتا تو ام المؤمنین کے گھر داخل نہ ہوتا تو کہنے والے نے کہا چونکہ آپ نے کپڑے پہنے ہُوئے تھے اس لئے گھر میں داخل ہو گیا ام المؤمنین گھبرا کر اُٹھیں اور بارہ ہزار درہم مساکین کو صدقہ کیا بظاہر اس حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ کی یہ خصوصیت ہے مگر بعض علماء نے کہا کہ برای اور صحاری کے سانپوں کا حکم ایک ہی ہے مگر امام بخاری کا رجحان اسی طرف ہے کہ سانپ کو قتل کر دیا جائے کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ جس نے سانپ یا بچھوے کو قتل کیا اُس نے کافر کو قتل کیا مگر اس میں توقف کرنا بہتر ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

بَابُ لَا يُعْضَدُ شَجَرُ الْحَرَمِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ۔ ۱۷۱۵ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوثَ

شرح ۱۷۱۴ ـــ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سانڈے کو قتل کرنے کے متعلق نہیں سُنا مگر یہ سانڈے کے قتل کے منع کی دلیل نہیں کیونکہ دیگر صحابہ نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ نے اس کو مارنے کا حکم فرمایا، چنانچہ مسلم شریف میں سعد بن ابی وقاص سے مرفوع حدیث منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سانڈے کو قتل کرنے کا حکم دیا اور عروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کرنے کا حکم فرمایا اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا یہ شیطان ہے اسے قتل کر دو۔ عطار سے پوچھا گیا تو اُنھوں نے کہا اس کو حرم میں قتل کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی سانڈے کو ایک ضرب سے مار دے اس کو اتنی اتنی نیکیاں حاصل ہوں گی اور جس نے دوسری ضرب سے مارا اس کو اتنی نیکیاں ملیں گی۔ چنانچہ پہلی ضرب سے مارنے میں سَو دوسری ضرب کے ساتھ مارنے سے اس سے کچھ کم ذکر کیں۔ مگر چیونٹی کو قتل کرنا جائز نہیں اور نہ ہی ہدہد، صرد شہد کی مکھی اور مینڈک کو قتل کرنا جائز ہے۔ کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار جانوروں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ چیونٹی، ہدہد، صرد اور شہد کی مکھی! ابوداؤد میں روایت ہے کہ ایک طبیب نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مینڈک سے دوائی بنانے کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کرنے سے منع فرما دیا اور زنبور کو قتل کرنے میں کچھ حرج نہیں یہ مُوذی جانور ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ حرم کا درخت نہ کاٹا جائے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ اس کے کانٹے نہ کاٹے جائیں ! ـــــــ "

ترجمہ ۱۷۱۵ ـــ ابو شریح عدوی سے روایت ہے اُنھوں نے عمرو بن سعید سے کہا جبکہ وہ مکہ کی طرف لشکر بھیج رہا تھا اے امیر! مجھے اجازت دو میں تمہیں ایک بات کی خبر دوں جو اگلے روز فتح مکہ کے دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے کانوں نے اسے سُنا میرے دل نے یاد کیا اور میری آنکھوں نے دیکھا جبکہ آپ نے وہ کلام فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا بے شک مکہ کو اللہ نے حرام کیا لوگوں نے اسے حرام نہیں کیا کسی مرد جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو کے لئے جائز نہیں کہ وہ مکہ میں خونریزی کرے اور اس کا درخت کاٹے اگر کوئی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگ کرنے کے سبب اجازت چاہے تو ... اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دی تھی اور تم کو اجازت

إِلَى مَكَّةَ ائْذَنْ لِي أَيُّهَا الْأَمِيرُ أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ فَسَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ أَنَّهُ حَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللَّهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا وَلَا يَعْضُدَ بِهَا شَجَرَةً فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُولِ اللَّهِ فَقُولُوا لَهُ إِنَّ اللَّهَ أَذِنَ لِرَسُولِهِ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَقِيلَ لِأَبِي شُرَيْحٍ مَا قَالَ لَكَ عَمْرٌو قَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِذَلِكَ مِنْكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ إِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيذُ عَاصِيًا وَلَا فَارًّا بِدَمٍ وَلَا فَارًّا بِخُرْبَةٍ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ خُرْبَةٌ بَلِيَّةٌ۔

نہیں دی میرے لئے صرف دن کی ایک گھڑی کے لئے اجازت دی جبکہ اس کی حرمت آج کے دن اسی طرح لوٹ آئی ہے جس طرح کل کے دن حرمت تھی اور حاضر شخص غائب کو یہ کلام پہنچا دے۔ ابو شریح سے کہا گیا تجھے عمرو نے کیا جواب دیا تھا ابو شریح نے کہا اس نے یہ کہا تھا کہ اے ابو شریح میں اسے تجھ سے زیادہ جانتا ہوں بے شک حرم نافرمان کو اور خون خرابہ کرکے بھاگنے والے کو اور فتنہ و فساد کرکے بھاگنے والے کو پناہ نہیں دیتا۔ حربہ سے مراد بلیّہ یعنی فتنہ و فساد ہے!

۱۷۱۵ —— **شرح:** اس ساعت کی مقدار جس میں سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں قتال کی اجازت دی گئی تھی وہ سورج نکلنے سے عصر کی نماز تک تھی اسی وقت میں ابن خطل وغیرہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے قتل ہوئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کے دن اس کی حرمت ایسی ہے جیسی کل کے روز حرمت تھی اور یہ حرمت قیامت تک رہے گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک اس کو حرام کر دیا ہے۔ اس حدیث کی تفصیل اس طرح ہے کہ عمرو بن سعید جس کا لقب لطیم شیطان ہے، حضرت عبداللہ بن زبیر کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے لشکر بھیج رہا تھا۔ یہ واقعہ اکسٹھ ہجری کا ہے اس کو یزید بن معاویہ نے مدینہ منورہ کا امیر مقرر کیا تھا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے یزید کی بیعت نہیں کی تھی اس لئے اس نے لطیم شیطان کو لکھا کہ عبداللہ بن زبیر پر چڑھائی کرے جبکہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما مکہ مکرمہ میں مقیم تھے تو اس نے وہاں لشکر بھیجا اور عبداللہ بن زبیر کے بھائی عمرو بن زبیر کو اس لشکر کا امیر مقرر کیا کیونکہ عمرو بن زبیر اپنے بھائی کا سخت مخالف اور دشمن تھا جب ابو شریح نے عمرو بن سعید کو فرمان مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء سے آگاہ کیا تو اس نے کہا حرم نافرمانی کرکے بھاگنے والے اور قتل و غارت کرکے بھاگنے والے اور فتنہ فساد کرکے بھاگنے والے کو پناہ نہیں دیتا،، اس نے اس سے عبداللہ بن زبیر کو اس کلام کا مصداق بنایا کہ وہ نافرمان و گنہگار ہے اور فتنہ و فساد کرکے یہاں بھاگ آیا ہے اس کے جواب میں ابو شریح کی خاموشی اس کے ساتھ ہم خیال ہونے کی دلیل نہیں بلکہ ...... انھوں نے کہا میں اس وقت حاضر تھا اور تو غائب تھا میں نے تجھے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچا دیا ہے۔

بَابُ لَا يُنَفَّرُ صَيْدُ الْحَرَمِ ۱۷۱۶ — مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مَكَّةَ فَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَا تَحِلُّ لِاَحَدٍ بَعْدِيْ وَاِنَّمَا اُحِلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ لَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا يُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا اِلَّا لِمُعَرِّفٍ فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا الْاِذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَقُبُوْرِنَا فَقَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ وَعَنْ خَالِدٍ

کیونکہ آپ نے ہم کو حکم دیا تھا کہ حاضر شخص یہ پیغام غائب کو پہنچا دے لہٰذا حضرت ابوشریح کا لطیم شیطان کے ہم خیال ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نیز عمرو بن سعید کا یہ کہنا کہ حرم نافرمان کو فتنہ فساد کر کے بھاگنے والے کو پناہ نہیں دیتا یہ کلام حق ہے مگر اس سے باطل کا ارادہ کر لیا گیا ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما حق پر تھے اور ان کی خلافت صحیح تھی اہلِ حرمین شریفین نے ان کی بیعت کی تھی اس کے برعکس یزید کی بیعت خلافِ شرع تھی اور بحکم نبوی وہ قتل کا مستحق تھا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایک شخص کی بیعت کر لی جائے تو دوسرا اگر یہ اقدام کرے تو اس کی گردن اُڑا دو۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حرم کے درخت جو خود بخود اُگے ہوں ان کا کاٹنا ممنوع ہے۔ اس میں سب کا اتفاق ہے مگر حرم کے درخت سے مسواک بنانا جائز ہے۔ اور اگر حرم کا درخت خود بخود گر گیا ہو تو اس سے فائدہ لینا جائز ہے۔ اسی طرح حرم کے پھل دار درخت سے پھل اُتار لینا جائز ہے جبکہ درخت کا نقصان نہ ہوتا ہو اور اگر حرم میں لوگ درخت اُگائیں تو ان کے استعمال میں کچھ حرج نہیں ہے! نیز اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ دینی امور میں جھگڑنا کرنا جائز ہے اور حسبِ طاقت تبلیغ کرنا ضروری ہے اگر ہاتھ سے کسی کو منع نہ کر سکے تو زبان سے روکنا کافی ہے اور خبر واحد کو قبول کرنا جائز ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب — حرم کا شکار ڈرایا نہ جائے

۱۷۱۶ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکہ کو حرام کیا ہے میرے پہلے کسی کے لئے یہ حلال نہ تھا اور نہ ہی میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا۔ اور میرے لئے بھی صرف دن کا کچھ حصہ حلال ہوا اس کا گھاس نہ اُتارا جائے اس کا درخت نہ کاٹا جائے اور اعلان کرنے والے کے بغیر اس کی گری ہوئی شئ نہ اُٹھائی جائے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! مگر گھاس جو ہمارے سناروں کے لئے اور قبروں میں استعمال کے لئے ہے۔ خالد نے عکرمہ سے روایت کی اُنھوں نے کہا کیا جانتے ہو، "لَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا"، کا کیا مطلب ہے! وہ یہ ہے کہ شکار کو سایہ سے بھگا دے اور خود اس کی جگہ پر آ بیٹھے!

عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا لَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا هُوَ أَنْ يُنَحِّيَهُ مِنَ الظِّلِّ يَنْزِلُ مَكَانَهُ۔

بَابُ لَا يَحِلُّ الْقِتَالُ بِمَكَّةَ وَقَالَ أَبُوْ شُرَيْحٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسْفِكُ بِهَا دَمًا۔ ۱۷۱۷ــــ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ افْتَتَحَ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ فَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا فَإِنَّ هٰذَا بَلَدٌ حَرَّمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَلَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا قَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوْتِهِمْ قَالَ قَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ۔

۱۷۱۶ــــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم کا حکم بیان کیا ہے کہ کسی کے لئے قیامت تک یہ حلال نہیں ہے آپ نے یہ خبر نہیں دی کہ قیامت تک ایسا نہ ہوگا کیونکہ مشاہدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا ہوا تھا اور حجاج بن یوسف نے کیا جو کچھ کیا۔ حرم میں گمی ہوئی چیز کا حکم دوسرے مقامات کے لقطہ سے مختلف ہے کیونکہ دوسرے مقامات کا لقطہ ایک سال تعریف و اعلان کرنے کے بعد صدقہ کرنا ہوتا ہے یا وہ غریب ہو تو خود استعمال کر سکتا ہے مگر حرم کے لقطہ کی ہمیشہ تعریف کرتا رہے۔ اعلان کرنے کے بعد خود اس کا مالک نہیں بن سکتا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ــــ مکہ مکرمہ میں جنگ کرنی جائز نہیں

ابو شریح رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی مکہ میں خونریزی نہ کرے

۱۷۱۷ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا۔ اب ہجرت نہیں رہی لیکن جہاد اور نیت باقی ہے۔ جب تم کو جہاد کے لئے نکالا جائے تو فوراً نکلو بے شک یہ شہر ہے جس دن سے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اس کو حرام کیا ہے وہ قیامت تک اللہ کے حرام کرنے سے حرام ہے۔ اس میں جنگ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھی اور میرے لئے بھی دن کا کچھ حصے میں حلال ہوئی ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے حرام کرنے سے قیامت تک حرام ہے اس کا کانٹا نہ کاٹا جائے اور نہ اس کا شکار بھگایا جائے اور نہ اس کا لقطہ اٹھایا جائے مگر وہ شخص اٹھائے جو اس کی تشہیر کرے اور نہ اس کا گھاس کاٹا جائے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مگر اذخر (گھاس) کی اجازت دیجئے کیونکہ

بَابُ الْحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ وَكَوَى ابْنُ عُمَرَ ابْنَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَيَتَدَاوَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ طِيبٌ

١٧١٨ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ ثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ قَالَ لَنَا عَمْرٌو أَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُ عَطَاءً قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ ثَنِيْ طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَعَلَّهُ سَمِعَهُ مِنْهُمَا۔

١٧١٩ ـــ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِلَحْيِ جَمَلٍ فِي وَسَطِ رَاسِهِ۔

یہ سناروں اور لوگوں کے گھروں کے لئے کام آتا ہے آپ نے فرمایا اذخر کی اجازت ہے!

١٧١٧ ـــ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا علماء کا بیان ہے کہ دارِ حرب سے دارِ اسلام کی طرف ہجرت قیامت تک باقی ہے اور اس حدیث کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ مکہ جب دار اسلام ہوگیا تو اس سے ہجرت نہ کی جائے یہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ مکہ مکرمہ قیامت تک دارِ اسلام رہے گا اور اس سے ہجرت متصور نہیں لیکن تمہارے لئے فضائل جو ہجرت سے مقصود ہیں کے حاصل کرنے کا طریقہ ہے اور وہ جہاد اور خلوصِ نیت ہے لہٰذا جب تمہیں جہاد کے لئے امام بلائے تو اس کی اطاعت کرتے ہوئے فوراً نکلو ۔ اور اس میں کاہلی اور سستی نہ کرو۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سناروں کی ضرورت کے لئے اور لوگوں کا مکانوں کی چھتوں پر ڈالنے کے لئے اذخر گھاس کی اجازت طلب کی جو ان کی سفارش پر اجازت دے دی گئی ۔ اس میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی عظمت شان معلوم ہوتی ہے ۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ جہاد کے اور ہر اچھے کام کی نیت کے لئے اخلاص شرط ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب محرم کا سنگی لگوانا (پچھنے لگوانا)

حضرت عبد اللہ بن عمر نے اپنے بیٹے کو داغ دلوایا حالانکہ وہ محرم تھے اور وہ دوا کرسکتا ہے جس میں خوشبو نہ ہو ـــــ"

١٧١٨ ـــ ترجمہ : عطاء کہتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا وہ فرماتے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے حالانکہ آپ نے احرام باندھا ہوا تھا پھر میں نے عمرو کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مجھے طاؤس نے ابن عباس سے خبر دی تو میں نے کہا شاید یہ حدیث طاؤس اور عطاء دونوں سے سنی ہوگی۔

بَابُ تَزْوِيجِ الْمُحْرِمِ ۱۷۲۰ــ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ الْحَجَّاجِ ثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ ثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ۔

۱۷۱۹ــ ترجمہ : ابن بحینہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ احرام باندھے ہوئے تھے مقام لحی جمل میں پچھنے لگوائے ۔،،

۱۷۱۸ ، ۱۷۱۹ ــ شرح : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ احرام باندھنے والا آئینہ دیکھ سکتا ہے ، دوائی کرا سکتا ہے ۔

زیتون کا تیل اور گھی رکھا سکتا ہے ۔طبری نے روایت کی کہ محرم کے سر پہ زخم آجائے تو زخم کے اردگرد کے بال اُتروا سکتا ہے اور اس پر دوائی لگوا سکتا ہے جبکہ اس میں خوشبو نہ ہو ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ احرام باندھنے والا پچھنے لگوا سکتا ہے امام ابوحنیفہ احمد اور ایک قول کے مطابق امام شافعی رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے ۔بعض علماء نے کہا ضرورت کے لئے سنگی لگوا سکتا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت کے لئے سنگی لگوائی تھی جبکہ آپ کے سر مبارک میں تکلیف تھی ،، اور اس میں اتفاق ہے کہ ضرورت کے بغیر جب تک جمرہ عقبہ کو رمی نہ کرے سر منڈانا ہرگز جائز نہیں اور کسی ضرورت کے تحت حلق کر لیا تو فدیہ دینا ضروری ہے ۔ اس حدیث سے یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ محرم کے لئے فصد کرانا رگ چھڑانا دانت نکلوانا وغیرہ سب جائز ہیں جبکہ ان میں خوشبو وغیرہ استعمال نہ ہو اور نہ ہی بالوں کا حلق ہو ۔اس حدیث میں ہے کہ عمرو بن دینار کہتے ہیں میں نے عطاء سے سُنا اُنھوں نے ابن عباس سے سُنا اور کبھی کہتے ہیں میں نے طاؤس سے سُنا اُنھوں نے ابن عباس سے سُنا اس سے بظاہر یہی واضح ہوتا ہے کہ عمرو بن دینار نے عطاء اور طاؤس دونوں سے سُنا ہے ،،

باب احرام باندھنے والے کا نکاح کرنا

۱۷۲۰ــ ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا جبکہ آپ محرم تھے !

۱۷۲۰ــ شرح : اس حدیث سے ابراہیم نخعی ،سفیان ثوری ، امام ابوحنیفہ اور ان کے صاحبین رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ محرم نکاح کر سکتا ہے مگر منکوحہ سے مجامعت نہیں کر سکتا حضرت ابن عباس اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے ۔ امام مالک ، امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم کہتے ہیں محرم نکاح نہیں کر سکتا اگر اس نے نکاح کر لیا تو باطل ہوگا ۔ ان حضرات نے مسلم میں نبیہ بن وہب سے منقول حدیث سے استدلال کیا کہ عمر بن عبداللہ نے ارادہ کیا کہ طلحہ بن عمر کا نکاح شیبہ بنت جبیر سے کر دے اور ابان بن عثمان رضی اللہ عنہما کو پیغام بھیجا کہ وہ مجلس نکاح

میں شرکت فرمائیں جبکہ وہ موسم حج میں امیر تھے ، تو اَبان نے کہا میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے سُنا ہے کہ جناب رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احرام باندھنے والا نکاح نہ کرے اور نہ اس کا نکاح کر دیا جائے اور نہ ہی اس کی منگنی کی جائے۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے قعنبی کے واسطہ سے مالک سے روائت کیا ہے ،، یہ حضرات کہتے ہیں کہ ترمذی میں ابو رافع سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہ سے نکاح فرمایا جبکہ آپ کا احرام نہ تھا اور میں درمیان میں قاصد تھا۔ مسلم نے یزید بن اَصَم سے روائت کی کہ میمونہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے نکاح کیا جبکہ آپ احرام میں نہ تھے اور وہ میری اور ابن عباس دونوں کی خالہ ہیں۔ امام ترمذی نے بھی یہ روائت کی ہے اور اس کے آخر میں یہ ذکر کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ان کی رخصتی ہوئی جبکہ آپ کا احرام نہ تھا وہ مقام سرف میں فوت ہُوئیں اور وہیں مدفون ہوئیں۔ امام ابو حنیفہ ، امام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ عنہم ان احادیث کا جواب یہ ذکر فرماتے ہیں کہ ابو رافع کی حدیث کی سند میں " مطر الوراق " ہے اور اس کی حدیث سے استدلال نہیں کیا جاتا ۔ مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا حالانکہ آپ احرام سے نہ تھے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو مرسل ذکر کیا ہے نیز سلیمان بن بلال نے ربیعہ سے اس کو مرسل روائت کیا ہے مگر ابو عمر نے کہا مالک کی ربیعہ سے روائت متصل نہیں اس حدیث کو حماد بن زید نے مطر الوراق سے اُنھوں نے ربیعہ بن عبد الرحمٰن سے اُنھوں نے سلیمان بن یسار سے اُنھوں نے ابو رافع سے روائت کی مگر یہ حدیث بھی قابل اعتماد نہیں کیونکہ سلیمان بن یسار ۳۴ ہجری میں اور ایک روائت کے مطابق ۲۹ ہجری میں پیدا ہُوئے اور ابو رافع مدینہ منورہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کے تھوڑا سا بعد فوت ہوگئے تھے جبکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ۳۵ ہجری میں شہید ہُوئے تھے ۔ اور یہ ناممکن ہے کہ سلیمان ابو رافع سے کچھ سن سکیں لہذا " مطر الوراق " کی روائت بے معنیٰ ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا " مطر " قوی نہیں ۔ امام احمد رضی اللہ عنہ نے کہا مطر کا حافظہ اچھا نہیں اور مسلم میں مذکور حدیث میمونہ کا جواب یہ ہے کہ عمرو بن دینار نے یزید بن اصم کو ضعیف کہا جبکہ اُنھوں نے زہری سے خطاب کیا اور اس پر زہری نے کوئی بات نہ کی اور اہل علم یزید بن اصم کو اعرابی کہتے ہیں جو اپنی ایڑیوں پر پیشاب کر لیتے ہیں اور جن حضرات نے یہ روائت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے میمونہ سے بحالتِ احرام نکاح فرمایا تھا وہ جلیل القدر علماء ہیں جیسے سعید بن مسیّب ، عطاء ، طاؤس ، مجاہد ، عکرمہ اور جابر بن زید رضی اللہ عنہم اُس حدیث کے راویوں سے قوی تر ہیں ، جنھوں نے یہ روائت کی ہے کہ حضرت نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم احرام کی حالت میں تھے ۔ ابن ابی شیبہ اور شعبی رحمہما اللہ تعالیٰ نے بھی یہ روائت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے سیّدہ میمونہ سے بحالتِ احرام نکاح کیا تھا ۔ اگر یہ کہا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے اس وقت نکاح فرمایا تھا جبکہ آپ نے ابھی احرام نہیں باندھا تھا مگر اس کا اظہار بحالتِ احرام ہُوا اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم مکہ میں بحالتِ احرام تشریف لائے تھے اس لئے مذکورہ احتمال غیر متصوّر ہے ۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنَ الطِّيْبِ لِلْمُحْرِمِ وَالْمُحْرِمَةِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ لَا تَلْبَسُ الْمُحْرِمَةُ ثَوْبًا بِوَرْسٍ اَوْ زَعْفَرَانٍ ۔ ۱۷۲۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ ثَنَا اللَّيْثُ ثَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاذَا تَأْمُرُنَا اَنْ نَلْبَسَ مِنَ الثِّيَابِ فِي الْاِحْرَامِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيْصَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا الْبَرَانِسَ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ اَحَدٌ لَيْسَتْ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْ اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوْا شَيْئًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا الْوَرْسُ وَلَا تَنْتَقِبِ الْمَرْاَةُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسِ الْقُفَّازَيْنِ تَابَعَهُ مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ وَاِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ وَجُوَيْرِيَةُ وَابْنُ اِسْحَاقَ فِي النِّقَابِ وَالْقُفَّازَيْنِ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ وَلَا وَرْسٌ وَكَانَ يَقُوْلُ وَلَا تَنْتَقِبُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ وَقَالَ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ لَا تَنْتَقِبُ الْمُحْرِمَةُ وَتَابَعَهُ لَيْثُ بْنُ اَبِيْ سُلَيْمٍ

باب — مُحرم مرد اور عورت کو خوشبو لگانے سے منع کیا جائے

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مُحرم عورت ورس اور زعفران سے رنگا ہوا لباس نہ پہنے "

۱۷۲۱ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ایک مرد نے کھڑے ہو کر عرض کیا یارسول اللہ حالتِ احرام میں کون سا کپڑا پہننے کا آپ حکم دیتے ہیں ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم قمیص نہ پہنو اور نہ شلوار پہنو ۔ نہ عمامے پہنو اور نہ ہی ٹوپیاں پہنو مگر یہ کہ کسی کی جوتیاں نہ ہوں تو وہ موزے پہن سکتا ہے ان کو ٹخنوں سے نیچے سے کاٹ لے اور نہ وہ کپڑا پہنو جس کو زعفران اور ورس نے مس کیا ہو اور احرام باندھنے والی عورت نقاب نہ پہنے اور نہ دستانے پہنے لیث کی نقاب اور دستانوں میں نافع سے روایت کرنے میں موسٰی بن عقبہ ، اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ ، جُویریہ اور ابن اسحاق نے متابعت کی اور عُبیداللہ نے لا ورس کی روایت کی ہے وہ کہتے تھے عورت بحالتِ احرام نقاب نہ پہنے اور نہ ہی دستانے پہنے اور امام مالک رضی اللہ عنہ نے نافع سے انھوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ محرمہ عورت نقاب نہ پہنے اور امام مالک رضی اللہ عنہ کی لیث بن ابی سُلیم نے متابعت کی!

۱۷۲۲ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَصَتْ بِرَجُلٍ مُحْرِمٍ نَاقَتُهُ فَقَتَلَتْهُ فَأُتِيَ بِهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اغْسِلُوْهُ وَكَفِّنُوْهُ وَلَا تُغَطُّوْا رَأْسَهُ وَلَا تُقَرِّبُوْهُ طِيْبًا فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يُهِلُّ ۔

بَابُ الْاِغْتِسَالِ لِلْمُحْرِمِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَدْخُلُ الْمُحْرِمُ الْحَمَّامَ وَلَمْ يَرَ ابْنُ عُمَرَ وَعَائِشَةُ

۱۷۲۱ — شرح : ورس زرد بوٹی ہے جس کے ساتھ کپڑے رنگے جاتے ہیں اور زعفران سے ایسی خوشبو ظاہر ہوتی ہے۔ جو دیگر خوشبوؤں سے ظاہر ہوتی ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا راوی نے پہلے لفظ " قَالَ " کہا ہے اور دوسری بار لفظ " کَانَ یَقُوْلُ " ذکر کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایک بار کہا تھا اور یہ دائما کہا کرتے تھے ، کیونکہ کَانَ یَقُوْلُ استمرار کیلئے ہے اس حدیث کی شرح حدیث ع ۱۳۲ اور ع ۱۴۵۰ کی تفہیم میں ملاحظہ فرمائیں !

۱۷۲۲ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ایک احرام والے شخص کی گردن اس کی اونٹنی نے توڑ دی اور اسے مار ڈالا۔ اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ نے فرمایا اس کو غسل اور کفن دو اور اس کا سر نہ ڈھانپو اور نہ ہی خوشبو اس کے قریب لےجاؤ کیونکہ وہ قیامت میں تلبیہ کرتا ہوا اٹھایا جائے گا۔

۱۷۲۲ — شرح : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرنے والے مُحرم کو خوشبو لگانے اور اس کا سر ڈھانپنے سے منع فرما دیا کیونکہ مُحرم کے لئے خوشبو لگانا اور سر ڈھانپنا ممنوع ہے مگر یہ اسی مُحرم کی خصوصیت ہے جس کو دربار رسالت میں حاضر کیا گیا تھا کیونکہ اگر وہ بدستور مُحرم رہتا تو اس کے باقی حج کے ارکان قضاء کرنے کا حکم فرماتے نیز اگر یہ حکم عام ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح فرماتے فَاِنَّ الْمُحْرِمَ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا ، کیونکہ مشتق پر حکم کے لئے اس کا ماخذ علت بناکرتا ہے تو معنی یہ ہوا کہ محرم قیامت کے روز تلبیہ کرتا ہوا اٹھایا جائے گا اور یہ ہر مُحرم کو شامل ہے جیسے ارشاد فرمایا : " اَلشَّهِيْدُ يُبْعَثُ وَجُرْحُهٗ يَقْطُرُ دَمًا ، ، شہید کو اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ اس کے خون کے قطرے بہتے ہوں گے۔ واللہ و رسولہ اعلم !

باب — بحالتِ احرام غسل کرنا ، ،

بِالْحَاتِ بَأْسًا۔ ۱۷۲۳ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اخْتَلَفَا بِالْاَبْوَاءِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَاسَهُ وَقَالَ الْمِسْوَرُ لَا يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَاسَهُ فَاَرْسَلَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ اِلٰى اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ وَهُوَ يُسْتَتَرُ بِثَوْبٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُنَيْنٍ اَرْسَلَنِيْ اِلَيْكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ يَسْاَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ رَاسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوَضَعَ اَبُوْ اَيُّوْبَ يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ فَطَاْطَاَهُ حَتّٰى بَدَا لِيْ رَاسُهُ ثُمَّ قَالَ لِاِنْسَانٍ يَصُبُّ عَلَيْهِ اُصْبُبْ فَصَبَّ عَلٰى رَاْسِهِ ثُمَّ حَرَّكَ رَاْسَهُ بِيَدَيْهِ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ فَقَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مُحرم غسل خانہ میں داخل ہو سکتا ہے۔ ابن عمر اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہم نے مُحرم کا بدن کھجانے میں کچھ حرج نہیں سمجھا۔

۱۷۲۳ ــــ ترجمہ : ابراہیم بن عبداللہ بن حنین نے اپنے باپ سے روایت کی کہ عبداللہ بن عباس اور مسور بن مخرمہ نے ابواء کے مقام میں اختلاف کیا۔ عبداللہ بن عباس نے کہا مُحرم اپنا سر دھو سکتا ہے اور مسور نے کہا محرم اپنا سر نہیں دھو سکتا۔ عبداللہ بن عباس نے مجھے ابوایوب انصاری کے پاس بھیجا میں نے ان کو کنوئیں کی دو لکڑیوں کے پاس غسل کرتے ہوئے دیکھا جبکہ ان پر کپڑے سے پردہ کیا ہوا تھا میں نے ان کو سلام کہا تو انھوں نے کہا یہ کون ہے؟ میں نے کہا میں عبداللہ بن حنین ہوں مجھے عبداللہ بن عباس نے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ سے پوچھوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احرام کی حالت میں سر مبارک کیسے دھویا کرتے تھے۔ ابوایوب نے اپنا ہاتھ کپڑے پر رکھا اور اس کو نیچا کیا حتیٰ کہ میرے سامنے ان کا سر ظاہر ہوا پھر انھوں نے کسی شخص سے کہا کہ وہ ان پر پانی ڈالے اس نے ابوایوب کے سر پر پانی ڈالا پھر انھوں نے اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے ملا اور دونوں ہاتھ آگے پھر پیچھے لے گئے اور کہا اس طرح میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے۔

۱۷۲۳ ــــ شرح : ابواء مکہ مکرمہ کے قریب ایک مقام ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دینی احکام میں مناظرہ کیا کرتے

بَابُ لُبْسِ الْخُفَّيْنِ لِلْمُحْرِمِ إِذَا لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ ۔۱۷۲۴ــــ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ ثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ مَنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيلَ لِلْمُحْرِمِ

۱۷۲۵ــــ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا وَرْسٌ وَإِنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ ـــــ

تھے اور تابعی کی خبر واحد مقبول ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب کسی مسئلہ میں اختلاف کرتے تو ان میں کسی کا قول دلیل نہ ہوتا تھا بلکہ ان کو کتاب وسنت سے دلیل ذکر کرنا ہوتی تھی جیسے ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے حدیث کو دلیل بنایا تھا۔ غسل کرتے وقت کلام کرنا جائز ہے مگر اس کی نظر نیچی ہونی چاہیئے اور غسل کرنے والا برہنہ بھی نہ ہو یعنی کپڑا باندھ کر غسل کرتا ہو مگر احسن یہ ہے کہ کلام سے احتیاط کرے نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم غسل کرسکتا ہے اپنے بال دھوسکتا ہے۔ امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام احمد کا مذہب یہی ہے اور حضرت عمر فاروق، ابن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم سے اس میں رخصت منقول ہے۔ یہ مسلک جمہور کا ہے۔ البتہ امام مالک رضی اللہ عنہ اس کو مکروہ سمجھتے ہیں کیونکہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما احتلام کے بغیر حالت احرام میں غسل نہ کرتے تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ــــ محرم جب جوتے نہ پائے تو موزے پہن لے“

۱۷۲۴ــــ ترجمہ: شعبہ نے کہا مجھے عمرو بن دینار نے خبر دی کہ میں نے جابر بن زید سے سنا انھوں نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفات میں خطبہ دیتے ہوئے سنا کہ جس شخص کے پاس جوتیاں نہ ہوں وہ موزے پہن لے اور جس کے پاس تہبند نہ ہو تو شلوار پہن لے یہ محرم کے لئے فرمایا۔

۱۷۲۵ــــ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا گیا کہ محرم کون سے کپڑے پہنے تو آپ نے فرمایا وہ قمیص عمامہ

بَابٌ اِذَا لَمْ يَجِدِ الْاِزَارَ فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيْلَ

۱۷۲۶ ــــ حَدَّثَنَا آدَمُ ثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ فَقَالَ مَنْ لَّمْ يَجِدِ الْاِزَارَ فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيْلَ وَمَنْ لَّمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ۔

بَابُ لُبْسِ السِّلَاحِ لِلْمُحْرِمِ وَقَالَ عِكْرِمَةُ اِذَا خَشِيَ الْعَدُوَّ وَلَبِسَ السِّلَاحَ وَافْتَدٰى وَلَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهِ فِي الْفِدْيَةِ۔ ۱۷۲۷ ــــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ فَاَبٰى اَهْلُ مَكَّةَ اَنْ يَّدَعُوْهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتّٰى قَاضَاهُمْ لَا يُدْخِلُ مَكَّةَ سِلَاحًا اِلَّا فِي الْقِرَابِ۔

شلوار اور ٹوپی نہ پہنے اور نہ ہی وہ کپڑا پہنے جس کو ورس اور زعفران لگی ہو اور اگر وہ جوتیاں نہ پائے تو موزے پہن لے اور ان کو کاٹ لے حتیٰ کہ دونوں ٹخنوں کے نیچے کرے۔

باب ــــ جب محرم نہ بند نہ پائے تو شلوار پہن لے

۱۷۲۶ ــــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ جس کے پاس تہبند نہ ہو وہ شلوار پہن لے اور جس کے پاس جوتیاں نہ ہوں وہ موزے پہن لے۔

باب ــــ محرم کا ہتھیار پہننا

عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب مُحرِم دشمن سے خوف کرے تو ہتھیار پہن لے اور فدیہ دے فدیہ میں اس کی متابعت نہیں کی گئی۔

۱۷۲۷ ــــ ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی القعدہ میں عمرہ کرنے کا ارادہ کیا تو مکہ والوں نے آپ کا مکہ میں داخل ہونے سے انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ آپ نے ان سے صلح کی کہ مکہ میں ہتھیار پہن کر داخل نہ ہوں گے مگر وہ جراب میں ہوں گے۔

۱۷۲۷ ــــ شرح: ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے حج و عمرہ میں محرم کے لیے ہتھیار ساتھ لے جانے جائز کہے ہیں اور

بَابُ دُخُولِ الحَرَمِ وَمَكَّةَ بِغَيرِ إِحرَامٍ وَدَخَلَ ابنُ عُمَرَ حَلَالًا وَإِنَّمَا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ بِالإِهلَالِ لِمَن أَرَادَ الحَجَّ وَالعُمرَةَ وَلَم يَذكُرِ الحَطَّابِينَ وَغَيرَهُم۔

۱۷۲۸ ـــ حَدَّثَنَا مُسلِمٌ ثَنَا وُهَيبٌ ثَنَا ابنُ طَاوُسٍ عَن أَبِيهِ عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِأَهلِ المَدِينَةِ ذَا الحُلَيفَةِ وَلِأَهلِ نَجدٍ قَرنَ المَنَازِلِ وَلِأَهلِ اليَمَنِ يَلَملَمَ هُنَّ لَهُنَّ وَلِكُلِّ آتٍ أَتَى عَلَيهِنَّ مِن غَيرِهِنَّ مَن أَرَادَ الحَجَّ وَالعُمرَةَ فَمَن كَانَ دُونَ ذٰلِكَ فَمِن حَيثُ أَنشَأَ حَتّٰى أَهلُ مَكَّةَ مِن مَكَّةَ۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ اسے مکروہ جانتے ہیں۔

حضرت عکرمہ نے کہا کہ دشمن کا خوف ہو تو ہتھیار پہن لے اور فدیہ دے مگر فدیہ کے وجوب کا کوئی بھی قائل نہیں اس لئے ان کی کسی نے متابعت نہیں کی مگر ضرورت کے لئے جائز ہیں کیونکہ اگر ضرورت کے لئے بھی ہتھیار لے جانے جائز نہ ہوتے تو مکہ والے صلح میں یہ شرط کیوں لگاتے کہ ہتھیار ننگے نہ ہوں معلوم ہوا کہ مُحرِم حج اور عمرہ میں خطرہ کے وقت ہتھیار ساتھ لے جا سکتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــ مکہ اور حرم میں احرام کے بغیر داخل ہونا

ابن عمر رضی اللہ عنہ احرام کے بغیر مکہ میں داخل ہوئے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو احرام باندھنے کا حکم اس شخص کو دیا جو حج و عمرہ کا ارادہ کرے اور لکڑیاں بیچنے والوں اور ان کے سوا دوسروں لوگوں کا ذکر نہیں کیا۔

۱۷۲۸ ـــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ والوں کے لئے میقات ذوالحلیفہ مقرر کیا اور نجد والوں کے لئے قرن منازل اور یمن والوں کے لیے یلملم مقرر کیا یہ میقات ان کے لئے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو باہر سے حج اور عمرہ کا ارادہ کر کے ان سے گزرے اور جو ان کے اندر کی طرف ہو وہ جہاں سے چاہے احرام باندھے حتیٰ کہ مکہ والے مکہ سے ہی احرام باندھیں۔

۱۷۲۹ ـــ ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فتح مکہ میں داخل ہوئے جبکہ آپ کے سر مبارک پر خود تھا جب اسے اتارا تو ایک شخص آیا اور اس نے کہا ابن خطل استار کعبہ میں چھپا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو قتل کر دو۔

۱۷۲۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلٰی رَاْسِہِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَہٗ جَآءَہٗ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِاَسْتَارِ الْکَعْبَۃِ فَقَالَ اُقْتُلُوْہُ۔

۱۷۲۸، ۱۷۲۹ — شرح: امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ ان کے مذہب میں جو شخص مکہ مکرمہ میں داخل ہو اور اس کا حج یا عمرہ کرنے کا ارادہ نہ ہو تو اس پر کوئی شئی لازم نہیں ۔ کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ حج اور عمرہ کے ارادہ کے بغیر مکہ میں آنے جانے والے پر احرام باندھنا لازم نہیں۔ اس مسئلہ میں فقہا کا اختلاف ہے امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا احرام کے بغیر مکہ میں داخل ہونا جائز نہیں البتہ لکڑیاں اُٹھا کر لانے والوں اور گرد و نواح سے بکثرت آنے جانے والوں پر احرام لازم نہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی یہی ہے لہذا ان لوگوں پر مکہ میں احرام کے بغیر داخل ہونے سے قربانی لازم نہیں۔ امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما کا ایک قول یہ بھی ہے کہ ان لوگوں کے لئے مستحب ہے کہ احرام باندھیں لیکن واجب نہیں ۔ عطاء بن ابی رباح، لیث بن سعد، سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ اور ان کے ساتھی اور ایک روائت کے مطابق امام مالک کا صحیح قول یہ ہے کہ جس کا مکان میقات سے باہر ہو وہ مکہ مکرمہ میں احرام باندھے بغیر داخل نہ ہو اور احرام کے بغیر داخل ہونے میں اِساءت ہے امام شافعی کے نزدیک اس پر کوئی شئی واجب نہیں ۔ امام احمد کا مذہب بھی یہی ہے ۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس پر حج یا عمرہ کرنا واجب ہو جاتا ہے ۔ ابوعمر نے کہا جہاں تک میرے علم کا تعلق ہے لکڑیاں اُٹھا کر لانے والوں اور رات دن بکثرت مکہ مکرمہ میں آنے جانے والوں کو احرام نہ باندھنے میں سب فقہاء کا اتفاق ہے کیونکہ اس میں مشقت ہے ع ۱۷۲۹ حدیث کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے روز مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے جبکہ آپ کے سر مبارک پر لوہے کا خود تھا اگر آپ کا احرام ہوتا تو سر مبارک برہنہ ہوتا صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس حدیث کے مطابق حرم میں قتل کرنے کی تفصیل یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ میں فرمایا کہ چار شخصوں کو حرم اور غیر حرم میں کوئی امان نہیں جہاں پاؤ ان کو قتل کر دو اگرچہ وہ کعبہ کے پردوں میں ملیں ان سے ہرگز تلوار نہ روکو ۔ ان میں سے ایک عبدالعزیٰ بن خطل تھا جو استار کعبہ میں چھپ گیا تھا اس کو ابوبرزہ اسلمی نے وہیں قتل کر دیا ۔ اس کو حرم میں اس لئے قتل کرنے کا حکم فرمایا کہ یہ مسلمان تھا اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کی فراہمی کو بھیجا اور اس کے ساتھ ایک انصاری دیا وہ مسلمان تھا اس کا ایک خادم تھا جو اس کی خدمت کرتا تھا اثنائے سفر میں ایک جگہ قیام کے وقت ابن خطل نے انصاری کے خادم سے کہا کہ نر جانور ذبح کر کے کھانا تیار کرے اور خود سو گیا جب بیدار ہوا تو کھانا تیار نہ تھا اُس نے خادم پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا ۔ پھر مرتد ہو گیا اور مشرکوں سے جا ملا۔ اس کی دو لونڈیاں تھیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کے گانے گایا کرتی تھیں اس لئے کئی وجوہ کے باعث وہ واجب القتل تھا اس کے قتل کے بعد کسی کو روک کر قتل نہیں کیا گیا تھا کیونکہ سرور

بَابٌ اِذَا اَحْرَمَ جَاهِلًا وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ وَقَالَ عَطَاءٌ اِذَا تَطَيَّبَ اَوْلَبِسَ جَاهِلًا اَوْنَاسِيًا فَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ۔ ۱۷۳۰ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ ثَنَا هَمَّامٌ ثَنَا عَطَاءٌ ثَنِيْ صَفْوَانُ بْنُ يَعْلٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ عَلَيْهِ جُبَّةٌ وَعَلَيْهَا اَثَرُ صُفْرَةٍ اَوْ نَحْوُهٗ وَكَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ لِيْ تُحِبُّ اِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ اَنْ تَرَاهُ فَنَزَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ اَصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ مَا تَصْنَعُ فِيْ حَجِّكَ وَعَضَّ رَجُلٌ يَدَ رَجُلٍ يَعْنِيْ فَانْتَزَعَ ثَنِيَّتَهٗ فَاَبْطَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کے بعد کسی قریشی کو روک کر قتل نہ کیا جائے۔

دوسرا مقیس بن صبابہ کنانی تیسرا عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح اور چوتھی ام سارہ تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام المرسلین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کو جنگ سے فتح کیا تھا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مسلک یہی ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک مکہ صلح سے فتح ہوا تھا مگر احادیث سے یہ بات ثابت نہیں۔ اس حدیث سے مالکی علماء نے استدلال کیا کہ جو کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے اور آپ کو گالی دے اس کا قتل کرنا واجب ہے اور اس کی توبہ قبول نہ ہوگی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خطرہ کے پیش نظر لوہے کا خود پہننا جائز ہے اور یہ توکل کے منافی نہیں نیز فسادی لوگوں کی خبریں حاکم تک پہنچانی جائز ہیں اور یہ غیبت نہیں جو شریعت مطہرہ میں حرام ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب — جب ناواقف احرام باندھ لے اور اس پر قمیص ہو —''

عطاء نے کہا اگر خوشبو لگائی یا ناواقفی میں یا بھول کر لباس پہن لیا تو اس پر کفارہ واجب نہیں ''

۱۷۳۰ — ترجمہ: صفوان بن یعلی نے اپنے باپ سے روایت کی کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا تو آپ کے پاس ایک شخص آیا جس پر جبہ خوشبودار تھا یا اسی قسم کی کوئی شئے اس پر لگی تھی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی ہو اس وقت آپ کو دیکھے، پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی پھر آپ سے وہ حالت زائل ہوئی تو آپ نے فرمایا عمرہ میں وہی کرو جو حج میں کرتے ہو۔ ایک شخص نے کسی مرد کا ہاتھ دانت سے

بَابُ الْمُحْرِمِ يَمُوتُ بِعَرَفَةَ وَلَمْ يَأْمُرِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُؤَدّٰى عَنْهُ بَقِيَّةُ الْحَجِّ۔ ۱۷۳۱ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ إِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَوَقَصَتْهُ أَوْ قَالَ فَأَقْعَصَتْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوْهُ فِي ثَوْبَيْنِ أَوْ قَالَ فِي ثَوْبَيْهِ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ وَلَا تُحَنِّطُوْهُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُلَبِّيْ۔

۱۷۳۲ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ إِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَوَقَصَتْهُ أَوْ قَالَ فَأَوْقَصَتْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوْهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تَمَسُّوْهُ طِيْبًا وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ وَلَا تُحَنِّطُوْهُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّيًا۔

کاٹا اُس نے اپنا ہاتھ کھینچا اور اس کا دانت نکل گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو باطل قرار دیا (اور اس کا قصاص نہ لیا)

۱۷۳۰ — شرح : جُبّہ اور قمیص کا ایک ہی حکم ہے اس لئے حدیث اور باب کے عنوان میں اختلاف نہیں، اگرچہ دانت نکلنے نکالنے کا تعلق باب کے عنوان سے نہیں مگر یہ حدیث کا تتمہ ہے اس لئے بالتبع اسے ذکر کر دیا گیا ہے۔ حدیث ع ۱۴۴۵ کے متصل بَابُ غَسْلِ الْخَلُوْقِ کی شرح میں اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں!

باب — جو مُحرِم عرفہ میں مر جائے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم نہ فرمایا کہ اس سے باقی حج ادا کیا جائے"

۱۷۳۱ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفہ میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اچانک وہ اپنی سواری سے گر گیا تو اس نے اس کی گردن توڑ دی (وَقَصَتْہُ، فَاَقْعَصَتْہُ کا معنیٰ واحد ہے) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور دو کپڑوں میں اس کو کفن دو یا فرمایا (ثوبیہ) اور اس کو خوشبو نہ لگاؤ اور

بَابُ سُنَّةِ الْمُحْرِمِ إِذَا مَاتَ

۱۷۳۳ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا هُشَيْمٌ أَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ وَلَا تَمَسُّوهُ بِطِيبٍ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّيًا۔

بَابُ الْحَجِّ وَالنَّذْرِ عَنِ الْمَيِّتِ وَالرَّجُلُ يَحُجُّ عَنِ الْمَرْأَةِ

نہ ہی اس کا سر ڈھانپو کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت میں تلبیہ کرتا ہُوا اُٹھائے گا !

۱۷۳۲ —— ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے کہا ایک دفعہ ایک مرد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفہ میں ٹھہرا ہُوا تھا وہ اچانک اپنی سواری سے گر گیا تو اُس نے اس کی گردن توڑ دی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اس کو دو کپڑوں میں کفن دو اس کو خوشبو نہ لگاؤ نہ اس کا سر ڈھانپو اور نہ اس کو حنوط لگاؤ ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اُٹھائے گا حالانکہ یہ تلبیہ کہتا ہو گا ۔

۱۷۳۱، ۱۷۳۲ —— شرح : ان احادیث کی شرح کا حدیث ۱۶۷۲ کے تحت مطالعہ فرمائیں ۔

باب —— محرم کی تجہیز و تکفین کا طریقہ جب وہ مر جائے

۱۷۳۳ —— ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کیا دیکھتا ہے کہ اس کی اونٹنی نے اس کی گردن توڑ دی حالانکہ اُس نے احرام باندھا ہُوا تھا وہ مر گیا ۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اس کے دونوں کپڑوں میں اس کو کفن دو اور اس کو خوشبو نہ لگاؤ اور نہ ہی اس کا سر ڈھانپو کیونکہ یہ قیامت کے دن تلبیہ کرتا ہُوا اُٹھے گا ۔

"بَابُ الْكَفَنِ فِي ثَوْبَيْنِ" کی حدیث کی شرح میں اس حدیث کے متعلق ابحاث مذکور ہیں ۔

باب —— میت کی طرف سے حج اور نذر ادا کرنا اور مرد عورت کی طرف سے حج کرے"

۱۷۳۴ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ أُمِّي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتَّى مَاتَتْ أَفَأَحُجُّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّي عَنْهَا أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ قَاضِيَةً اقْضُوا اللّٰهَ فَاللّٰهُ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ۔

بَابُ الْحَجِّ عَمَّنْ لَا يَسْتَطِيعُ الثُّبُوتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ

۱۷۳۵ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ ح وَثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ ثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ فَرِيضَةَ

۱۷۳۴ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ جُہَیْنَہ کی ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا میری ماں نے نذر مانی تھی کہ وہ حج کرے گی اس نے حج نہیں کیا اور مرگئی ہے کیا میں اس کی طرف سے حج کروں ؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ! اس کی طرف سے حج کرو مجھے بتاؤ اگر تمہاری ماں پر قرضہ ہوتا کیا تو اس کو ادا کرتی ؟ اللہ کا قرض ادا کرو اللہ زیادہ لائق ہے کہ اس کا قرض ادا کیا جائے۔

۱۷۳۴ — شرح : اس حدیث سے قیاس کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ شوافع کے نزدیک اگرچہ وصیت نہ کرے جب بھی حج کا ادا کرنا واجب ہے جیسے قرض کا ادا کرنا واجب ہے اگرچہ میت نے اس کی وصیت نہ کی ہو۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بظاہر خطاب عورت کو ہے مگر یہ خطاب مردوں اور عورتوں دونوں کو شامل ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص مرجائے اور اس پر حج فرض ہو تو وارثوں پر اس کا ادا کرنا واجب نہیں وہ اس کی طرف سے حج کرنے کی وصیت کرے یا نہ کرے۔ اگر اس نے مطلقاً وصیت کی تو اس کے تہائی مال سے اس کی طرف سے حج کیا جائے۔ اور اگر تہائی مال اس کے شہر سے لے کر واپس آنے تک کفایت کرسکتا ہے تو بحسب وصیت حج کرنا واجب ہے ورنہ وصیت باطل ہوجائے گی اور وہ مال وراثت میں شامل ہوگا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — اس شخص کی طرف سے حج کرنا جو سواری پر نہیں بیٹھ سکتا ہو

اللهِ عَلٰی عِبَادِہٖ فِی الْحَجِّ اَدْرَکَتْ اَبِیْ شَیْخًا کَبِیْرًا لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یَسْتَوِیَ عَلَی الرَّاحِلَةِ فَهَلْ یَقْضِیْ عَنْهُ اَنْ اَحُجَّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ۔

بَابُ حَجِّ الْمَرْاَةِ عَنِ الرَّجُلِ

۱۷۳۶ —— حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ الْفَضْلُ رَدِیْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَتْ امْرَأَةٌ مِّنْ خَثْعَمَ فَجَعَلَ الْفَضْلُ یَنْظُرُ اِلَیْهَا وَتَنْظُرُ اِلَیْهِ فَجَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ اِلَی الشِّقِّ الْاٰخَرِ فَقَالَتْ اِنَّ فَرِیْضَةَ اللهِ اَدْرَکَتْ اَبِیْ شَیْخًا کَبِیْرًا لَا یَثْبُتُ عَلَی الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ وَذٰلِكَ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ۔

۱۷۳۵ —— ترجمہ: فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ خثعم قبیلہ کی ایک عورت حجۃ الوداع میں آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ کے بندوں پر فریضۂ حج نے میرے باپ کو پایا جبکہ وہ بہت بوڑھا ہو چکا ہے۔ اور سواری پر ٹھہر نہیں سکتا کیا اگر میں اس کی طرف سے حج کر دوں تو اس کا حج ادا ہو جائے گا آپ نے فرمایا ہاں!

۱۷۳۵ —— شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت کے لئے استفتاء میں مفتی اجنبیہ عورت کی آواز سن سکتا ہے ایسے ہی قاضی ہے اور اس کی طرف نظر کرنی حرام ہے اور عاجز شخص اپنا نائب مقرر کر سکتا ہے اور جو شخص بنفسہٖ حج کرنے پر قادر ہو اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ حج میں اپنا نائب مقرر کرے اور اگر اس کا عجز اس قسم کا ہے کہ وہ زائل نہیں ہو سکتا تو اس کی طرف سے دوسرا شخص حج کر سکتا ہے۔ نیز والدین کی خدمت کرنا ان کے فرائض کو سرانجام دینا اولاد پر لازم ہے اور علم کے حصول کے لئے سفر کرنا مستحب امر ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب —— مرد کی طرف سے عورت کا حج کرنا

۱۷۳۶ —— ترجمہ: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ فضل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت آئی تو فضل اس کی طرف دیکھنے لگے اور وہ فضل کو دیکھنے لگی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل کا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا اس عورت نے کہا اللہ کے فریضۂ حج نے میرے باپ کو اس حال میں پایا کہ وہ بہت بوڑھا ہو چکا ہے اور سواری پر ٹھہر نہیں سکتا کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔

بَابُ حَجِّ الصِّبْیَانِ۔ ۱۷۳۷ — حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ یَزِیْدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ بَعَثَنِیْ اَوْ قَدَّمَنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الثَّقَلِ مِنْ جَمْعٍ بِلَیْلٍ۔

۱۷۳۸ — حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ ثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ ثَنَا ابْنُ اَخِی ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ اَقْبَلْتُ وَقَدْ نَاهَزْتُ الْحُلُمَ اَسِیْرُ عَلٰی اَتَانٍ لِیْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ یُصَلِّیْ بِمِنًی حَتّٰی سِرْتُ بَیْنَ یَدَیْ بَعْضِ الصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ نَزَلْتُ عَنْهَا فَرَتَعَتْ فَصَفَفْتُ مَعَ النَّاسِ وَرَآءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِمِنًی فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ —

۱۷۳۶ — شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر کی طرف سے حج کرنا جائز ہے اجنبیہ عورت کی طرف نظر کرنا ممنوع ہے۔ اُن سے نظر نیچی رکھے شہوت اور خوبصورت اشیاء کی طرف دیکھنا انسان میں طبعی امر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فضل بن عباس کا مرتبہ بہت بڑا ہے۔ اور بری شئ کو ہاتھ سے منع کیا جائے۔

فضل بن عباس رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عباس کے حقیقی بھائی ہیں ان کی والدہ لبابۃ الکبریٰ بنت حارث بن حزن ہلالیہ ہے وہ اٹھارہ ہجری میں سیدنا عمر فاروق کے عہد خلافت میں اردن کے ایک محلہ میں طاعون عمواس سے فوت ہوئے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ!

باب — بچوں کا حج کرنا

۱۷۳۷ — ترجمہ: عبداللہ بن ابی یزید نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مزدلفہ سے رات کو سامان کے ساتھ پہلے بھیج دیا۔

۱۷۳۸ — ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں اپنی گدھی پر سوار ہو کر آیا جبکہ میں بلوغ کے قریب تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں کھڑے نماز پڑھا رہے تھے۔ یہاں تک کہ میں پہلی صف کے آگے سے گزر گیا پھر میں اس سے اُترا اور وہ چرنے لگی اور میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے لوگوں کے ساتھ صف میں شریک ہو گیا۔ یونس نے ابن شہاب سے بِمِنًی فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ روایت کی ہے (آپ حجۃ الوداع میں منیٰ میں نماز پڑھا رہے تھے صلی اللہ علیہ وسلم)

۱۷۳۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يُونُسَ ثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حُجَّ بِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِيْنَ ۔ ۱۷۴۰ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ اَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ الْجُعَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ يَقُوْلُ لِلسَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ وَكَانَ السَّائِبُ قَدْ حُجَّ بِهٖ فِيْ ثَقَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

۱۷۳۹ — ترجمہ : سائب بن یزید نے کہا مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرایا گیا جبکہ میں سات برس کا تھا ۔

۱۷۴۰ — ترجمہ : جُعَید بن عبد الرحمٰن نے کہا میں نے عمر بن عبد العزیز سے سنا وہ سائب کے بارے میں کہہ رہے تھے کہ سائب بن یزید کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان (بال بچوں میں) حج کرایا گیا ۔

۱۷۳۷ تا ۱۷۴۰ — شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مطلقاً بچوں کا حج ذکر کیا ہے ۔ اور باب کی تمام احادیث بچوں کا حج مشروع یا غیر مشروع ہونے پر دلالت نہیں کرتیں ۔ البتہ بچہ اگر حج کرے تو اس کا ثواب اس کے والدین کو پہنچے گا اور بالغ ہونے کے بعد فریضۂ حج ادا کرنا اس پر واجب ہے ۔ امام ابوحنیفہ، مالک، شافعی، ابویوسف محمد اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے ۔ انھوں نے کہا ۔ عدم بلوغ کی حالت میں بچے کا حج کافی نہیں ۔ وہ نفل ہوگا جیسے عدمِ بلوغ کی حالت میں بچے کی نماز ہوجاتی ہے مگر وہ نفل ہوتی ہے ۔

اگر یہ سوال ہو کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو روحاء میں ایک قافلہ ملا تو آپ نے فرمایا تم لوگ کون ہو انھوں نے کہا ہم مسلمان ہیں انھوں نے پوچھا آپ کون ہیں آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں ایک عورت نے ایک بچہ پکڑا اور آپ کے سامنے کرکے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کے لئے حج ہے آپ نے فرمایا ہاں اور ثواب تجھے ہوگا (مسلم) بظاہر اس حدیث سے معلوم تو یہی ہوتا ہے کہ جب بچہ نابالغی میں حج کرے تو فریضۂ حج سے وہی کافی ہے اور بالغ ہونے کے بعد اس پر حج کرنا فرض نہیں ہے ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے کہ بچہ اگر حج کرے تو وہ منعقد ہوجاتا ہے اس کا معنیٰ یہ نہیں کہ فریضۂ حج کے لئے یہی کافی ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچہ مرفوع القلم ہے حتیٰ کہ وہ بالغ ہوجائے لہٰذا اس پر حج فرض نہیں ۔ اگر بچے نے نابالغی میں حج فاسد کر دیا تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس پر قضاء واجب نہیں اور نہ ہی اس پر فدیہ واجب ہے جبکہ وہ بحالتِ احرام شکار کرے جیسے بچہ نماز فاسد کر دے تو اس کی قضاء اس پر واجب نہیں اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نمازِ تراویح میں مردوں کی امامت بچے نہیں کر سکتے کیونکہ بالغ اگر نفل نماز فاسد کر دیں تو ان پر اس کی قضاء واجب ہے لہٰذا ان کی اور بچے کی نماز کا

بَابُ حَجِّ النِّسَاءِ وَقَالَ لِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ أَذِنَ عُمَرُ لِأَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا فَبَعَثَ مَعَهُنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ۔

۱۷۴۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَتْنَا عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا نَغْزُو أَوْ نُجَاهِدُ مَعَكُمْ فَقَالَ لَكِنَّ أَحْسَنَ الْجِهَادِ وَأَجْمَلَهُ الْحَجُّ حَجٌّ مَبْرُورٌ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَلَا أَدَعُ الْحَجَّ بَعْدَ إِذْ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حکم ایک نہیں۔
اگر غلام اور بچہ نے حج کا احرام باندھا اور عرفہ میں وقوف سے پہلے غلام آزاد ہوگیا اور بچہ بالغ ہوگیا تو امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ احرام نہ کھولیں اور ارکان پورے کریں مگر یہ حج کرنے سے ان کا فرض ادا نہ ہوگا۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی کہا ہے۔

باب — عورتوں کا حج کرنا

مجھے احمد بن محمد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم سے ابراہیم نے اپنے باپ سے انھوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے آخری حج میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کو حج کرنے کی اجازت دے دی۔

۱۷۴۱ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم آپ کے ساتھ مل کر جہاد نہ کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن اچھا جہاد حج مقبول ہے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے کے بعد میں کبھی حج نہ چھوڑوں گی۔

۱۷۴۲ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت اپنے محرم کے بغیر سفر نہ کرے اور نہ اس کے پاس کوئی مرد جائے مگر جبکہ اس کا محرم اس کے پاس موجود ہو ایک مرد نے کہا یا رسول اللہ! میں فلاں فلاں لشکر میں جانا چاہتا ہوں اور میری بیوی حج کا ارادہ کر رہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے ساتھ جاؤ۔

۱۷۴۲ ــــ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ وَلَا يَدْخُلُ عَلَيْهَا رَجُلٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَخْرُجَ فِي جَيْشِ كَذَا وَكَذَا وَامْرَأَتِي تُرِيدُ الْحَجَّ فَقَالَ اخْرُجْ مَعَهَا۔

۱۷۴۱، ۱۷۴۲ ــــ شرح : سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات کے بارے میں خاموش تھے کہ ان کو حج کرنے کی اجازت دی جائے یا نہ پھر آپ کو معلوم ہوا کہ ان کو حج کی اجازت دینے میں کوئی حرج نہیں اور ان کو اجازت دے دی اور اس پر کسی صحابی نے اعتراض نہ کیا۔ جناب امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اجازت کے بعد ازواج مطہرات نے حج کیا امیر المؤمنین نے ان کے ساتھ حضرت عثمان اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما کو بھیجا۔ اگر یہ سوال ہو کہ حضرت عثمان اور عبدالرحمٰن دونوں ازواج مطہرات کے محرم نہیں تھے تو ان کو حج کی اجازت کیسے دی گئی اس کا جواب یہ ہے کہ سب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن مومنوں کی مائیں ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ" اور سارے لوگ ان کے محارم ہیں کیونکہ محرم وہ ہوتا ہے جس کے ساتھ ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں آپ کے سوا قیامت تک سب پر حرام ہیں۔ حدیث ع ۱۷۴۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ حج مبرور کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت پسند فرمایا اور وہ مقبول حج ہے اور وہ یہ ہے۔ جس میں ریاء، دکھاوا اور فحش باتیں اور جھگڑا وغیرہ نہ کرے۔ اسی لئے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس کے بعد میں کبھی بھی حج نہ چھوڑوں گی۔ حدیث ع ۱۷۴۲ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی عورت محرم کے سوا سفر نہ کرے لہٰذا کسی عورت کے لئے کوئی سفر حج کا سفر ہو یا کوئی اور سفر ہو محرم کے بغیر سفر جائز نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کا اجنبی مردوں کے ساتھ اختلاط میل جول حرام ہے۔ مذکور حدیث کا مدلول یہ ہے کہ جب کوئی عورت فریضۂ حج ادا کرنے کا ارادہ کرے تو اس کا شوہر اس کے ساتھ حج کرے یہ جہاد سے بہتر ہے جبکہ جہاد فرض عین نہ ہو غالباً مذکور حدیث میں جہاد فرض نہ تھا اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو اس کی بیوی کے ساتھ جانے کے لئے فرمایا تھا۔ اگر یہ سوال ہو کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث ہے کہ ایک عورت مال دار تھی اس کا شوہر اسے حج کرنے کی اجازت نہ دیتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شوہر کی اجازت کے بغیر حج نہیں کر سکتی اس کا جواب یہ ہے اس عورت کا حج نفل تھا اس میں شوہر کی اجازت لازم ہے سب علماء کا اس میں اتفاق ہے کہ عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی سفر نہ کرے البتہ واجب میں بعض علماء نے اختلاف کیا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

١٧٤٣ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ ثَنَا حَبِيْبُ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَجَّتِهِ قَالَ لِاُمِّ سِنَانٍ الْاَنْصَارِيَّةِ مَا مَنَعَكِ مِنَ الْحَجِّ قَالَتْ اَبُوْ فُلَانٍ تَعْنِيْ زَوْجَهَا كَانَ لَنَا نَاضِحَانِ حَجَّ عَلٰى اَحَدِهِمَا وَالْاٰخَرُ يَسْقِيْ اَرْضًا لَنَا قَالَ فَاِنَّ عُمْرَةً فِيْ رَمَضَانَ تَقْضِيْ حَجَّةً اَوْ حَجَّةً مَعِيْ رَوَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

١٧٤٤ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ حَرْبٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ قَزَعَةَ مَوْلٰى زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدٍ وَقَدْ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً قَالَ اَرْبَعٌ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ يُحَدِّثُهُنَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْجَبْنَنِيْ وَاٰنَقْنَنِيْ اَنْ لَا تُسَافِرَ امْرَاَةٌ مَسِيْرَةَ يَوْمَيْنِ لَيْسَ مَعَهَا زَوْجُهَا اَوْ ذُوْ مَحْرَمٍ وَلَا صَوْمَ يَوْمَيْنِ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلَاتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ

١٧٤٣ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حج کرکے واپس تشریف لائے تو اُمّ سنان انصاریہّ سے فرمایا حج کرنے سے کس نے تمہیں منع کیا ہے اُس نے کہا فلاں کا باپ یعنی اس کے شوہر کے دو اونٹ تھے ایک پر وہ حج کے لئے چلا گیا ہے اور دوسرا ہماری کھیتی کو پانی پلاتا ہے آپ نے فرمایا رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے ۔ اس کی ابن جریج نے عطاء سے روایت کرتے ہوئے کہا میں نے ابن عباس سے سُنا انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی !

١٧٤٣ — شرح : یعنی رمضان میں عمرہ کا ثواب حج کے ثواب کے برابر ہے۔ حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ رمضان میں عمرہ کرنے سے حج ادا ہوجاتا ہے۔ حدیث ١٦٩٧ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں !

١٧٤٤ — ترجمہ : زیاد کا آزاد کردہ غلام قزعہ نے کہا میں نے ابو سعید سے سُنا حالانکہ اُس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بارہ جنگیں لڑی ہیں اُنھوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چار چیزیں سُنی ہیں یا کہا وہ ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کرتے تھے ان سے میں بہت خوش ہوا وہ یہ کہ کوئی عورت دو دن کی مسافت کا سفر نہ کرے جس کے ساتھ اس کا

وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِیْ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی۔

بَابُ مَنْ نَذَرَ الْمَشْیَ اِلَی الْکَعْبَةِ

۱۷۴۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ اَنَا الْفَزَارِیُّ عَنْ حُمَیْدِ الطَّوِیْلِ قَالَ حَدَّثَنِیْ ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی شَیْخًا یُهَادٰی بَیْنَ اِبْنَیْهِ قَالَ مَا بَالُ هٰذَا قَالُوْا نَذَرَ اَنْ یَّمْشِیَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَنْ تَعْذِیْبِ هٰذَا نَفْسَهٗ لَغَنِیٌّ وَاَمَرَهٗ اَنْ یَّرْکَبَ۔

شوہر یا محرم نہ ہو اور عید الفطر اور عید الضحیٰ کے دو دن روزہ نہیں اور دو نمازوں کے بعد کوئی نماز نہیں عصر کی نماز حتیٰ کہ سورج غروب ہوجائے اور صبح کی نماز کے بعد حتیٰ کہ سورج نکل آئے اور چوتھے یہ کہ تین مساجد مسجد حرام، میری مسجد اور مسجد اقصیٰ کے سوا رختِ سفر نہ باندھے۔

۱۷۴۴ — شرح : محرم اور ذو محرم ایک ہی ہے جوہری نے کہا محرم ہی ذو محرم ہے جس کے ساتھ عورت کا نکاح ہمیشہ جائز نہ ہو۔ جب عورت کے لئے محرم کے بغیر دو دن کا سفر جائز نہیں تو اس سے زیادہ مدت سفر بطریق اولیٰ جائز نہیں حج کے سفر کی تخصیص نہیں ہے عورت کوئی بھی سفر محرم یا شوہر کے بغیر نہیں کرسکتی۔ اس حدیث میں چار امور ہیں ایک یہ کہ عورت تنہا سفر نہ کرے حدیث ع ۱۷۴۲ میں اس کی تفصیل ذکر کردی ہے۔ دوسرے یہ کہ عید الفطر اور عید الضحیٰ کا روزہ نہیں اس کی تفصیل کتاب الصوم میں حدیث ع ۱۸۶۹ کے تحت ملاحظہ فرمائیں تیسرے صبح اور عصر کی نمازوں کے بعد کوئی نماز نفل نہیں اس کا کتاب الصلوٰۃ کے آخر میں بیان ہوچکا ہے چوتھے تین مساجد کے سوا کسی طرف سفر کا سامان نہ باندھے۔ یہ بھی کتاب الصلوٰۃ میں "مسجد بیت المقدس" کے باب میں گزرچکا ہے۔ شیخ عبد الحق دہلوی رحمت اللہ علیہ نے لمعات شرح مشکوٰۃ میں ذکر کیا کہ شدِّ رحال سفر سے کنایہ ہے یعنی ان مساجد کے سوا کسی طرف تقرب الی اللہ کی نیت سے سفر نہ کرے کیونکہ ان تین مساجد کی عظمت عظیم تر ہے اور ان کے سوا تمام مساجد فضیلت میں برابر ہیں جس مسجد میں نماز پڑھی جائے اس کا اتنا ہی ثواب ہوگا جتنا دوسری کسی مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب ملتا ہے مگر ان تین مساجد میں نماز پڑھنے کا ثواب متفاوت ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مساجد میں نماز کے ثواب کا تفاوت ذکر فرمایا ہے۔ الحاصل حدیث کی مراد یہ ہے کہ ان تین مساجد کے سوا کسی مسجد کی طرف نذر مان کر سفر نہ کرو اور نہ ہی وہ نذر منعقد ہوتی ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ اعلم!

باب — جس نے کعبہ کی طرف پیدل جانے کی نذر مانی

۱۷۴۵ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جو اس کے دونوں بیٹوں کے درمیان ان کے

۱۷۴۶ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى اَنَا هِشَامُ ابْنُ يُوْسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ اَيُّوْبَ اَنَّ يَزِيْدَ بْنَ اَبِيْ حَبِيْبٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا الْخَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ نَذَرَتْ اُخْتِيْ اَنْ تَمْشِيَ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ وَ اَمَرَتْنِيْ اَنْ اَسْتَفْتِيَ لَهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِتَمْشِ وَلْتَرْكَبْ قَالَ وَكَانَ اَبُو الْخَيْرِ لَا يُفَارِقُ عُقْبَةَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَ ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَيُّوْبَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ ۔

سہارے چل رہا تھا آپ نے فرمایا اس کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے کہا اس نے پیدل چلنے کی نذر مانی ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس کا اپنے نفس کو عذاب دینے سے بے نیاز ہے اور اس کو حکم فرمایا کہ وہ سوار ہو جائے!

۱۷۴۵ — شرح: علماء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ پیدل حج کرنا افضل ہے یا سوار ہو کر افضل ہے اگر یہ کہیں کہ سوار ہونا افضل ہے تو اس نذر میں ترکِ افضل کا التزام ہے اور اگر یہ کہیں پیدل حج کرنا افضل ہے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عجز کے باعث سوار ہونے کا حکم فرمایا تاکہ وہ نذر پوری کرے لہٰذا یہ نہ کہا جائے کہ نذر کا پورا کرنا واجب ہے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خلاف حکم کیوں فرمایا؟ اس حدیث سے اصحاب ظواہر نے استدلال کیا کہ جو شخص چلنے سے عاجز ہو جائے تو اس پر قربانی وغیرہ واجب نہیں اور نہ ہی اس کے ذمہ کوئی شئے واجب ہے اور مشی (پیدل چلنا) نذر کو واجب نہیں کرتی نیز اس میں تعب و مشقت ہے اور ماشی چلنے کی حالت میں احرام کی حرمت میں نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس پر مشی واجب نہیں اور نہ ہی اس کا بدل واجب ہے۔ حضرت علی اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے فرمایا" جس نے بیت اللہ کی طرف پیدل جانے کی نذر مانی پھر وہ چلنے سے عاجز ہو گیا تو وہ حسبِ استطاعت چلے اور جب چلنے سے عاجز ہو جائے تو سوار ہو جائے اور بکری حرم میں قربانی کرے۔ امام ابو حنیفہ اور شافعی رضی اللہ عنہما بھی یہی کہتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر وہ عاجز نہ ہو اور سوار ہو جائے تو وہ کفارہ دے کیونکہ وہ اپنی قسم میں حانث ہو گیا ہے۔ اور وہ دلیل یہ ذکر کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وہ سوار ہو جائے اور ہدی بھیجے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ واپس جا کر جتنا سوار ہوا تھا اتنا پیدل چلے اور اس پر ہدی (قربانی) واجب ہے۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کا قول بھی یہی ہے وہ احتیاط کے طور پر دونوں امر جمع کرتے ہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا وہ واپس ہو جا۔ پھر دوبارہ حج کرے اور جتنا سوار ہوا تھا اتنا پیدل چلے اور اس پر ہدی واجب نہیں اس کو امام مالک نے مؤطا میں ذکر لیا ہے۔

۱۷۴۶ — ترجمہ : عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری ہمشیرہ نے نذر مانی کہ وہ بیت اللہ کی طرف پیدل چلے گی اور مجھے حکم دیا کہ میں ان کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھوں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو فرمایا وہ چلے اور سوار ہو جائے کہا ابوالخیر عقبہ سے جُدا نہ ہوتے تھے !

۱۷۴۷ — ترجمہ : یزید نے ابوالخیر سے اُنھوں نے عقبہ سے اس حدیث کو ذکر کیا۔ اس کی شرح حدیث ۱۷۴۵ کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

حج کا اجمالی بیان

مسلمان، عاقل، بالغ، تندرست پر حج فرض ہے جبکہ حاجت اصلیہ کے علاوہ اس کے پاس آنے جانے اور خوراک کا خرچہ ہو اور راستہ صاف ہو۔ مادی اور شرعی مانع نہ ہو۔ عورت کے ساتھ اس کا شوہر یا محرم ہو ورنہ وہ حج نہ کرے۔ جبکہ مکہ تک تین دن یا زیادہ دنوں کا سفر ہو۔ میقات سے احرام کے بغیر نہ گزرے جب احرام باندھنے کا ارادہ ہو تو غسل یا وضوء کرے اور نئے یا دُھلے ہوئے دو کپڑے پہنے۔ ان میں سے ایک تہ بند اور دُوسری چادر ہے۔ اگر خوشبو ہو تو لگائے اور دو رکعتیں پڑھے اور کہے :

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ ،، پھر تلبیہ کہے اور حج کی نیت کرے۔ تلبیہ یہ ہے لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ ،، اس کے بعد وہ محرم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا نہ سر کو ڈھانپے نہ خوشبو استعمال کرے نہ سر منڈائے نہ جسم کے بال، داڑھی اور ناخن اُتروائے۔ مُحرِم غسل کر سکتا ہے سایہ میں بیٹھ سکتا ہے اور ہر نماز کے بعد تلبیہ بکثرت پڑھے۔ جب مکہ میں داخل ہو تو مسجد حرام میں جائے۔ بیت اللہ کو دیکھ کر تکبیر کہے پھر حجرِ اسود کے پاس جائے اس کے سامنے کھڑا ہو اور وہاں تکبیر و تہلیل کہے اگر فرصت ملے تو اس کو بوسہ دے اور اس پر دونوں ہاتھ رکھ کر ان کے درمیان منہ رکھے اور اُس سے بیت اللہ کا طواف شروع کرے اور سات چکر لگائے پہلے تین چکروں میں مونڈھے ہلا کر چلے باقی چار چکروں میں عام حالات کی طرح چلے۔ حجرِ اسود کے پاس سے گزرتے وقت اس کو بوسہ دے اور استلام کرے اگر ہجوم زیادہ ہو تو باادب کھڑا ہو کر گزر جائے۔ جب طواف ختم کرے تو حجر اسود کا استلام کرے (دونوں ہتھیلیاں اس پر رکھ کر ان کے درمیان منہ رکھے) پھر مقام ابراہیم پہ دو رکعتیں پڑھے یہ واجب ہیں۔ اس طواف کا نام طوافِ قدوم ہے۔ پھر صفا مروہ کے درمیان سات چکر لگائے صفا سے شروع کرے مروہ پر ختم کرے پھر مکہ میں ٹھہرے اور جب بیت اللہ کو دیکھے تو طواف کرے۔ پھر آٹھ ذوالحجہ کو فجر کی نماز پڑھ کر منیٰ میں جائے اور وہاں پُورا دن اور رات رہے اور نو ذوالحجہ کو صبح کی نماز پڑھ کر عرفات میں چلا جائے وہاں ظہر اور عصر کی نمازیں با جماعت ظہر کے وقت میں پڑھے دونوں کے لئے ایک ہی آذان کافی ہے اور اقامت ہر ایک کے لئے کہے۔ عرفات کا میدان سارا موقف ہے بطن عرنہ وادی میں نہ ٹھہرے۔ عرفہ میں جانے سے پہلے غسل مستحب ہے۔ جب نو ذوالحجہ کا سورج غروب ہو تو مزدلفہ

میں چلا جائے اور وہاں مغرب وعشاء کی نماز عشاء کے وقت میں باجماعت پڑھے۔ مزدلفہ سارا موقف ہے البتہ بطن محسر میں نہ ٹھہرے۔ پھر دس ذوالحجہ کو صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھ کر سورج نکلنے سے پہلے منیٰ کی طرف چلا جائے اور وہاں جمرہ عقبہ پر سات کنکریاں مارے اور پہلی کنکری مارتے وقت تلبیہ ختم کر دے۔ پھر جانور ذبح کرے پھر سر منڈائے۔ اب اس کے لئے بیوی کے سوا ہر شئ حلال ہوگئی۔ پھر اسی روز مکہ آئے یا اگلے روز یا اس سے اگلے روز یعنی بارہ ذوالحجہ کو مکہ آکر بیت اللہ کا طواف کرے اگر پہلے رمل کر چکا ہے تو اس طواف میں رمل نہ کرے، ورنہ رمل کرے۔ اس کے بعد سعی کرے۔ یہ طواف زیارت ہے اور فرض ہے اس کے بعد بیوی بھی حلال ہو جاتی ہے۔

اگر طواف زیارت ان تین ایام کے بعد کیا تو دم لازم ہوگا۔ پھر منیٰ میں جائے اور وہاں ٹھہرے اور گیارہ ذوالحجہ کا سورج ڈھل جانے کے بعد تین جمروں پر کنکریاں مارے اور مسجد خیف سے شروع کرے۔ ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہے اور اس کے بعد کچھ ٹھہرے اور دعا کرے پھر اسی طرح ساتھ والے جمرہ کو سات کنکریاں مارے اور تکبیر و دعاء کرے۔ پھر جمرہ عقبہ کو ساتھ کنکریاں مارے اور اس کے بعد نہ ٹھہرے اور اگلے روز منیٰ میں ٹھہرے تو سورج ڈھلنے کے بعد اسی طرح ان تین جمروں کو کنکریاں مارے پھر اگر چوتھے روز منیٰ میں ٹھہرنا چاہے تو سورج ڈھلنے کے بعد کنکریاں مارے اس دن اگر سورج ڈھلنے سے پہلے کنکریاں مارے تو جائز ہے پھر مکہ میں آکر طواف کرے۔ یہ طواف واجب ہے اس میں رمل نہ کرے اس کو طواف صدر کہا جاتا ہے اور سب سے پہلے طواف کو طواف قدوم کہا جاتا ہے وہ مکہ والوں کے لئے نہیں۔ پھر اپنے گھر کو واپس آجائے۔ اگر اس وقت عورت کو حیض آجائے تو اس سے طواف صدر ساقط ہو جاتا ہے۔ عورت کسی طواف میں رمل نہ کرے اور نہ ہی صفا مروہ کے درمیان دوڑ کر چلے اور نہ بالوں کا حلق کرے۔ بلکہ تھوڑے تھوڑے بال اتار دے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَضَائِلُ الْمَدِیْنَۃِ

بَابُ حَرَمِ الْمَدِیْنَۃِ

۱۷۴۸ــــ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا ثَابِتُ بْنُ یَزِیْدَ ثَنَا عَاصِمُ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَحْوَلُ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَدِیْنَۃُ مِنْ کَذَا اِلٰی کَذَا لَا یُقْطَعُ شَجَرُھَا وَلَا یُحْدَثُ فِیْھَا حَدَثٌ مَنْ اَحْدَثَ فِیْھَا حَدَثًا فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۔

۱۷۴۹ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ اَبِی التَّیَّاحِ عَنْ اَنَسٍ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مدینہ منوّرہ کے فضائل ‘‘

باب ـــ حرمِ مدینہ شرفہا اللہ تعالیٰ ‘‘

۱۷۴۸ــــ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا مدینہ منوّرہ (شرفہا اللہ تعالیٰ) یہاں سے وہاں تک حرم ہے اس کا درخت نہ کاٹا جائے نہ اس میں کوئی بدعت جاری کی جائے جس نے اس میں بدعت جاری کی اس پر اللہ فرشتوں اور اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔

۱۷۴۸ــــ شرح : ایک اور اسناد سے ”من عَیر اِلیٰ ثَوْرٍ“ ہے یعنی حرم مدینہ منورہ عَیر سے ثَوْر تک ہے ۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے ذکر نہیں کیونکہ اہلِ مدینہ منوّرہ کا کہنا ہے کہ ”ثور“ مدینہ منورہ میں کوئی پہاڑ نہیں وہ تو صرف مکہ مکرمہ میں ہے۔

اس حدیث سے امام شافعی ، مالک اور احمد رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ مدینہ منوّرہ کا حرم ہے اس کا درخت کاٹنا اور شکار کرنا جائز نہیں لیکن [illegible] امام ابوحنیفہ [illegible] ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ عنہم نے کہا

قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَاَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ
ثَامِنُوْنِي قَالُوْا لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ اِلَّا اِلَى اللّٰهِ فَاَمَرَ بِقُبُوْرِ الْمُشْرِكِيْنَ فَنُبِشَتْ ثُمَّ بِالْخِرَبِ
فَسُوِّيَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ۔

١٧٥٠ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ اَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ
بْنِ عُمَرَ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُرِّمَ
مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ عَلٰى لِسَانِيْ قَالَ وَاَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِيْ حَارِثَةَ
فَقَالَ اَرَاكُمْ يَا بَنِيْ حَارِثَةَ قَدْ خَرَجْتُمْ مِنَ الْحَرَمِ ثُمَّ الْتَفَتَ فَقَالَ بَلْ اَنْتُمْ فِيْهِ۔

مدینہ منورہ کا حرم نہیں جیسے مکہ مکرمہ کا حرم ہے - لہذا مدینہ منورہ کا شکار اور اس کا درخت کاٹنے سے منع نہ کیا جائے اور باب میں مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اس لئے نہیں کہ اس کا شکار کرنا حرام ہے اور اس کا درخت کاٹنا حرام ہے بلکہ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ مدینہ منورہ کی زینت باقی رہنے دی جائے تاکہ لوگ اس سے خوش ہوں اور اس کے ساتھ محبت کریں جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ کے ٹیلے نہ گرائے جائیں کیونکہ یہ مدینہ منورہ کی زینت ہیں - امام طحاوی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے ٹیلے گرانے سے منع فرمایا - اور حدیث " یَا اَبَا عُمَیْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ " اے ابو عمیر تمہاری چڑیا کہاں گئی " ابو عمیر نے چڑیا رکھی ہوئی تھی جس کے ساتھ وہ کھیلا کرتے تھے " یہ مدینہ منورہ کا واقعہ ہے اگر مدینہ منورہ کا حرم ہوتا اور اس کے شکار کا وہی حکم ہوتا جو مکہ مکرمہ کے شکار کا حکم ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چڑیا کو روکنے اور اس کے ساتھ کھیلنے کی اجازت نہ دیتے اور اس کے مرجانے پر ابو عمیر سے اظہار مزاح نہ فرماتے - واللہ ورسولہ اعلم !

١٧٤٩ — **ترجمہ** : انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے اور مسجد بنانے کا حکم دیا اور فرمایا اے بنی نجار مجھ سے زمین کی قیمت لو انہوں نے کہا ہم اس کی قیمت صرف اللہ تعالیٰ سے لیں گے آپ نے مشرکوں کی قبریں کھودنے کا حکم فرمایا تو وہ کھودی گئیں پھر گڑھوں کو برابر کرنے کا حکم فرمایا اور وہ برابر کئے گئے اور کھجوریں کاٹ ڈالنے کا حکم فرمایا ان کو کاٹا گیا اور کھجوروں کو مسجد کے قبلہ میں صف کے طور پر رکھ دیا ۔

١٧٥٠ — **ترجمہ** : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری زبان پر مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان حرم بنادیا گیا ابوہریرہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنو حارثہ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اے بنی حارثہ میں تمہیں دیکھ رہا

۱۷۵۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ اِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ وَهٰذِهِ الصَّحِيْفَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَائِرٍ اِلٰى كَذَا مَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَقَالَ ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَمَنْ تَوَلّٰى قَوْمًا بِغَيْرِ اِذْنِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ عَدْلٌ فِدَاءٌ۔

ہوں کہ تم حرم سے باہر ہو پھر آپ نے توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا بلکہ تم حرم میں ہو۔

۱۷۴۹ — شرح : اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ کے درخت مکہ مکرمہ کے درختوں جیسے نہیں ہیں ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم درخت کاٹنے کا حکم نہ فرماتے معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ کا مکہ مکرمہ جیسا حرم نہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ مدینہ منورہ کے درخت لوگوں کی مملوک ہیں اسی لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خرید کرنا چاہا تھا اس کی مدینہ منورہ کے حرم نہ ہونے پر دلالت نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان درختوں کے اگانے والے معلوم نہیں ہیں اسی لئے بنو نجار نے ان پر قبضہ کر لیا تھا لہذا ان کا کاٹنا عدم حرم پر دلالت کرتا ہے۔

۱۷۵۰ — شرح : لَابَتَیْنِ ،، تثنیہ ہے اس کا واحد لَابَۃٌ اور جمع لَابَاتٌ آتی ہے لَابَۃ کو حرّہ کہتے ہیں۔ یہ سیاہ کنکریوں والی جگہ ہے۔ یہ دونوں طرفین مدینہ منورہ کو گھیرے ہوئی ہیں ایک کو شرقیہ اور دوسری طرف کو غربیہ کہتے ہیں دونوں کناروں کے درمیان مدینہ منورہ ہے" "شرفہا اللہ تعالیٰ" بنو حارثہ ،، قبیلہ اوس کی ایک شاخ اور چھوٹا خاندان ہے۔ بنو حارثہ اور بنو عبد الاشہل جاہلیت کے زمانہ میں ایک جگہ رہتے تھے۔ جب ان میں جنگ ہوئی تو بنو حارثہ شکست کھا کر خیبر کی طرف چلے گئے اور وہاں سکونت اختیار کر لی پھر صلح کے بعد بنو حارثہ واپس آگئے اور بنو عبد الاشہل کے پاس سکونت اور اس مقام میں رہائش اختیار کر لی۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم حرم سے باہر ہو پھر جب ادھر توجہ فرمائی تو فرمایا بلکہ تم حرم میں ہو۔ پہلی مرتبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عدمِ توجہ کے باعث فرمایا تھا اور عدم توجہ علم کے منافی نہیں۔ یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ نبیوں کو قوتِ قدسیہ حاصل ہوتی ہے اور ان کے علوم بدیہی ہوتے ہیں اور تامل اور غور و خوض نظری امر میں ہوتا ہے۔ لہذا یہ کہنا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غور و خوض اور سوچ بچار کے بعد فرمایا کہ تم حرم میں ہو بداہتِ علم اور قوت قدسیہ کے مفہوم کے خلاف ہے۔ کیونکہ صاحب قوت قدسیہ کے لئے مبادی اور مطالب بیک حال پیشِ نظر ہوتے ہیں ان میں ترتیب دینے کی ان کو

احتیاجی نہیں ہوتی۔ واللہ و رسولہ اعلم بالصواب۔
حَـرَم ،، کو حرم اس لئے کہا جاتا ہے کہ اکثر اشیاء جو دوسرے مقامات میں حرام نہیں وہ یہاں حرام ہیں۔ اس معنیٰ سے
شہر حرام ماخوذ ہے۔

۱۷۵۱ — ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اللہ کی کتاب اور اس صحیفہ کے سوا ہمارے پاس کوئی شئی نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ
"عائر،، سے فلاں موضع تک حرم ہے جو کوئی اس میں کوئی بدعت نکالے یا کسی بدعتی کو یہاں پناہ دے اس پر اللہ کی لعنت
اور اس کے فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اس کا کوئی فرض اور نفل قبول نہ ہوگا اور فرمایا مسلمانوں کا ذمہ
ایک ہے جو کوئی مسلمان کا ذمہ توڑے اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے اس کی کوئی فرض اور
نفل عبادت مقبول نہیں۔ اور جو کوئی اپنے مالک کے بغیر کسی سے موالات کرے اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سب
لوگوں کی لعنت ہے۔ اس کی کوئی فرض اور نفل عبادت مقبول نہیں!

۱۷۵۱ — شرح : حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صحیفہ میں دیت اور قیدی کے آزاد کرنے کے احکام بھی موجود تھے مگر ان کو ذکر نہیں کیا اور عدمِ ذکر
عدمِ وجود کی دلیل نہیں جیسے قرآن کریم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے بعض نبیوں کو قرآن میں بیان کیا اور بعض
کو تم سے بیان نہیں کیا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان نبیوں کا علم نہیں جو بیان نہیں کئے کیونکہ
عدمِ ذکر عدمِ علم کی دلیل نہیں جبکہ بیت المقدس میں معراج کی رات تمام انبیاء کرام علیہم سے فرداً فرداً آپ کی ملاقات

ہوئی اور سب نے نماز میں آپ کی اقتدار کی تھی۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ کا حرم
شمال اور جنوب کی جہت میں دونوں پہاڑوں کے درمیان ہے جن کو عیر اور ثور کہا جاتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ
نے ثور کا ذکر نہیں کیا لیکن مسلم کی روایت میں ثور کا ذکر ہے۔ اور مشرق و مغرب کی جہت میں لَا بَتَیْن کا ذکر کیا،،
علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مدینہ منورہ میں ثور نہیں ہے اور حدیث میں مراد یہ ہے کہ مدینہ منورہ کا حرم اسی مقدار
میں ہے جس مقدار میں مکہ مکرمہ کا حرم " عیر اور ثور،، کے درمیان ہے۔ صرف کا معنی فرض اور عدل کا معنی نفل ہے اصمعی
نے کہا صرف توبہ اور عدل فدیہ ہے علماء نے کہا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ نفل اور فرض عبادت رضاء کے طور پر قبول نہ
ہوگی اگرچہ جزاء کے طور پر مقبول ہو۔ اور" لعنت،، سے مراد اللہ کی رحمت سے دوری ہے یا اوّل دخولِ جنت میں دوری
ہے لیکن کافروں پر لعنت کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ بہر حال اللہ کی رحمت سے پورے دور ہیں اور کسی وقت ان پر رحمت
کی امید نہیں حدیث میں سخت وعید ہے اور مذکور فعل کبیرہ گناہ ہیں،، ذمہ،، کا معنیٰ عہد، امان ہے۔ یعنی تمام مسلمان ایک
مسلمان کی طرح ہیں اگر ایک مسلمان نے کسی کافر کو امن دے دیا تو تمام مسلمانوں کی طرف سے امن تصوّر ہوجاتا ہے اگر
کسی مسلمان نے حربی کو امن دیا تو وہ مکمل امن ہے اس کی خلاف ورزی کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں،، امام مالک اور
شافعی کے نزدیک اگر عبد یا عورت نے کافر کو امن دے دیا تو وہ امن صحیح ہے" ذِمَّۃُ الْمُسْلِمِیْنَ وَاحِدَۃٌ ،، کا یہی معنیٰ ہے
مالک کی اجازت کے بغیر موالات ،، میں اذن کا ذکر محض تحریم کی تاکید کے لئے ہے کیونکہ جب وہ اپنے مالک

بَابُ فَضْلِ الْمَدِيْنَةِ وَاَنَّهَا تَنْفِي النَّاسَ

۱۷۵۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْحُبَابِ سَعِيْدَ بْنَ يَسَارٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَاْكُلُ الْقُرٰى يَقُوْلُوْنَ يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ۔

سے غیر طرف منسوب ہونے کی اجازت چاہے گا تو وہ اس میں ضرور حائل ہوں گے اور اس کو منع کر دیں گے — اس کا یہ معنیٰ نہیں کہ ان کی اجازت سے وہ غیر طرف منسوب ہو سکتا ہے۔ کسی انسان کا اپنی نسبت غیر والد طرف کر لینے یا آزاد شدہ کی اپنی نسبت غیر معتق طرف کر لینے میں کفرانِ نعمت ہے اور قطع رحم اور عقوق و نافرمانی ہے۔ اور غیر سید جو سادات کی طرف نسبت کرے وہ بھی اسی وعید شدید میں داخل ہے " اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ "۔ اس حدیث میں فرقہ شیعہ کا رد ہے جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصیت نامہ ہے جو اسرارِ علوم اور قواعدِ دین پر مشتمل ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر مالک اپنے غلام کو جنگ میں لڑنے کی اجازت دے تو وہ کافر کو امن دے سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — مدینہ منورہ کی فضیلت اور وہ بُرے آدمی کو نکال دیتا ہے!

۱۷۵۲ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ایسے شہر جانے کا حکم دیا گیا ہے جس کو لوگ "یثرب" کہتے ہیں اور وہ مدینہ ہے وہ بُرے لوگوں کو ایسے نکال دے گا جیسے بھٹی لوہے کا زنگار اتار دیتی ہے۔

۱۷۵۲ — شرح: یعنی مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ میں رہنے والے تمام شہروں پر غلبہ حاصل کر لیں گے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا معنیٰ یہ بیان کیا ہے کہ مدینہ منورہ ابتداء میں جیوش اسلام کا مرکز ہو گا وہیں سے لشکر روانہ ہو کر فتوحات اور غنائم حاصل کریں گے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق لوگ اس کو یثرب کہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نام کو پسند نہیں کیا کیونکہ یثرب تثریب سے ہے جس کا معنیٰ شرمندگی دلانا ہے۔ اور یہ مدینہ منورہ کی شان کے لائق نہیں کہ جو وہاں جائے اس کو شرمندہ کیا جائے۔ اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پسند کیا کہ اسے مدینہ کہا جائے اس اطلاق میں رفعتِ شان ہے یعنی مدینہ منورہ کامل شہر ہے جیسے کعبہ کو بیت کہا جاتا ہے یعنی کامل بیت کعبہ شریف ہے۔ اور قرآن کریم نے منافقوں کے قول کی حکایت کی ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے براء بن عازب

بَابُ الْمَدِيْنَةُ طَابَةُ ۱۷۵۳ — حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ثَنَا سُلَيْمَانُ ثَنِيْ عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْ حُمَيْدٍ قَالَ اَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَبُوْكَ حَتّٰى اَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ هٰذَا طَابَةُ ۔

رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مدینہ منورہ کو یثرب کہا وہ توبہ کرے اس کا نام طابہ ہے ابوایوب سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو یثرب کہنے سے منع فرمایا ۔ اسی طرح عیسیٰ بن دینار مالکی نے کہا جس نے مدینہ منورہ کو یثرب کہا وہ توبہ کرے اس کا نام طابہ ہے ابوایوب سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو یثرب کہنے سے منع فرمایا اسی طرح عیسیٰ بن دینار مالکی نے کہا جس نے مدینہ منورہ کو یثرب کہا اس کے ذمہ ایک گناہ لکھا جاتا ہے ۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ممانعت کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ یثرب تثریب سے ماخوذ ہے جس کا معنی توبیخ و ملامت ہے یا یثرب سے ہے جس کا معنی فساد اور دونوں معنے مدینہ منورہ کی شان کے خلاف اور سخت قبیح ہیں اور قبیح نام کو آپ بہت برا جانتے تھے ۔
دراصل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے مدینہ منورہ میں آنے والے کو ملامت کیا کرتے تھے اس لئے اس کو یثرب کہتے تھے کیونکہ اس کی آب وہوا غیر موافق تھی لیکن جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں قدم میمنت رکھا تو فرمایا " غُبَارُ الْمَدِيْنَةِ شِفَاءٌ مِّنَ الْجُذَامِ " یعنی مدینہ منورہ کے غبار میں کوڑھوں کی شفا ہے ۔ سُبْحَانَ مَنْ اَرْسَلَهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ ''
اس حدیث سے امام مالک رحمہ اللہ نے استدلال کیا کہ مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے افضل ہے ۔ کیونکہ مدینہ منورہ نے مکہ مکرمہ اور دیگر بلادِ اسلام کو اسلام میں داخل کیا اور تمام ملک اور مکہ مکرمہ مدینہ منورہ میں رہنے والوں کے صحائف بن گئے ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

باب — مدینہ منورہ طابہ ہے ''

۱۷۵۳ — ترجمہ : ابو حمید رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تبوک سے آئے حتی کہ ہم نے مدینہ منورہ کو دیکھا تو آپ نے فرمایا یہ طابہ ہے ۔

۱۷۵۳ — شرح : طیبہ اور طابہ دونوں مدینہ منورہ کے نام ہیں طابہ طاب کی اور طیبہ طیب کی مؤنث ہیں ۔ طیب کا معنی اچھا اور عمدہ ہے یعنی وہاں کے رہنے والے اچھی زندگی بسر کرتے ہیں ۔ بعض علماء نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ جو کوئی مدینہ منورہ میں رہے وہ اس کی مٹی اور دیواروں سے پاکیزہ خوشبو پاتا ہے ۔ ایسا ہونا بھی چاہیے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف اور منبر مبارک کا درمیانی حصہ جنت کے باغات میں سے ہے ۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مدینہ منورہ میں رہنے والا اس کے

بَابُ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ ۱۷۵۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ لَوْ رَاَيْتُ الظِّبَاءَ بِالْمَدِيْنَةِ تَرْتَعُ مَا ذَعَرْتُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حَرَامٌ۔ بَابُ مَنْ رَغِبَ عَنِ الْمَدِيْنَةِ

۱۷۵۵ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَتْرُكُوْنَ

در و دیوار میں خوشبو پاتا ہے۔ بھلا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر شریف کے مشاہدہ سے کونسی خوشبو اچھی ہو سکتی ہے۔ فَسُبْحَانَ مَنْ اَرْسَلَهٗ شَفِيْعَ الْمُذْنِبِيْنَ ،،

باب — مدینہ منورہ کے دو کنارے

۱۷۵۴ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ اگر میں مدینہ منورہ میں ہرن چرتے دیکھوں تو ان کو نہیں ڈراتا ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان حرم ہے۔

۱۷۵۴ — شرح : امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا مدینہ منورہ کا شکار اور اس کے درخت کاٹنے حرام ہیں۔ لیکن ان کا ارتکاب کرنے والے پر کوئی فدیہ نہیں اور نہ ہی ضمان ہے صرف حرمت میں مدینہ منورہ مکہ مکرمہ کے حرم سا ہے۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مدینہ منورہ کا حرم نہیں جیسے مکہ مکرمہ کا حرم ہے۔ لہٰذا مدینہ منورہ کے شکار سے کسی کو نہ روکا جائے اور نہ ہی اس کا درخت کاٹنے والے کو منع کیا جائے۔ اور مذکور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مدینہ منورہ کو خوبصورت بنایا جائے تاکہ لوگ خوش ہوں اور اس سے محبت کریں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ کے ٹیلے نہ گراؤ یہ اس کی زینت ہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جس نے مدینہ منورہ سے اعراض کیا

۱۷۵۵ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ تم مدینہ منورہ کو اچھے حال میں چھوڑ جاؤ گے وہاں

الْمَدِيْنَةَ عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ لَا يَغْشَاهَا اِلَّا الْعَوَافِيْ يُرِيْدُ عَوَافِيَ الطَّيْرِ وَالسِّبَاعِ وَآخِرُ مَنْ يُّحْشَرُ رَاعِيَانِ مِنْ مُّزَيْنَةَ يُرِيْدَانِ الْمَدِيْنَةَ يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا وُحُوْشًا حَتّٰى اِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّا عَلٰى وُجُوْهِهِمَا۔

١٧٥٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ اَبِيْ زُهَيْرٍ اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَاْتِيْ قَوْمٌ يُبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَتُفْتَحُ الشَّامُ فَيَاْتِيْ قَوْمٌ يُبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَتُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَاْتِيْ قَوْمٌ يُبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۔

صرف چوپائے پرندے اور درندے رہ جائیں گے اور سب سے آخر میں قبیلہ مُزینہ کے دو چرواہے مدینہ منورہ آئیں گے جو اپنی بکریوں کو آواز دیں گے اور وہ اس کو وحشی جانوروں سے بھرا ہُوا پائیں گے حتیٰ کہ جب وہ ثنیۃ الوداع پہنچیں گے تو اپنے مونہوں کے بل گر پڑیں گے۔

١٧٥٥ —— شرح : بعض علماء نے کہا کہ مدینہ منورہ کی بکریاں وحشی بن جائیں گی اور وہ چرواہوں کی آواز سے بھاگیں گی۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ پہلے زمانہ میں پایا گیا ہے جبکہ خلافت مدینہ منورہ میں تھی اور وہ مخلوق کی جائے پناہ اور مقصد حیات تھا اور دُنیا کی تمام نعمتیں وہاں تھیں لیکن جب خلافہ مدینہ منورہ سے منتقل ہو کر شام چلی گئی پھر وہاں سے عراق پہنچی اور اس پر اعراب نے غلبہ کر لیا اور فتنوں کی بارش ہونے لگی تو وہ لوگوں سے خالی ہو گیا اور ان کی جگہ درندوں اور پرندوں نے لے لی۔ مؤرخین نے ذکر کیا کہ بعض فتنوں میں مدینہ منورہ لوگوں سے خالی ہو گیا تو اس کے پھل کھانے والے صرف پرندے تھے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ ایک بار خالی ہو جائے گا اور اس وقت کتے مسجد کے ستونوں پر آوازیں بلند کریں گے پھر لوگ واپس آجائیں گے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ حال آخر زمانہ میں ہوگا جبکہ قیامت قریب ہوگی۔

واللہ تعالیٰ سبحانہ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

١٧٥٦ —— ترجمہ : سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ یمن

بَابُ الْاِیْمَانُ یَأْرِزُ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ

۱۷۵۷ — حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا اَنَسُ ابْنُ عِیَاضٍ ثَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰہِ عَنْ خُبَیْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْاِیْمَانَ لَیَأْرِزُ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ کَمَا تَأْرِزُ الْحَیَّۃُ اِلٰی جُحْرِھَا۔

فتح ہوگا تو ... ... نکل آئیں گے اور اپنے اہل کو اور جنہوں نے ان کی تابعداری کی ان کو لاد کر لے جائیں گے، حالانکہ ان کے لئے مدینہ منورہ بہتر ہوگا اگر وہ جانتے پھر عراق فتح ہوگا اور لوگ سواریاں ہانکتے ہوئے آئیں گے اور اپنے گھروالوں کو اور ان کی بات ماننے والوں کو سوار کر کے لے جائیں گے حالانکہ اگر وہ جانتے تو مدینہ منورہ ان کے لئے بہتر تھا۔

۱۷۵۶ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان علاقوں کے فتح ہونے کی خبر دی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اسی ترتیب پر یہ علاقے فتح ہوئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں یمن کے علاقے فتح ہوئے اس کے بعد شام فتح ہوا اور اس کے بعد عراق فتح ہوا۔ ان لوگوں کا مدینہ منورہ سے کوچ کر کے مفتوحہ علاقوں میں چلے جانے کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہیں فرمایا کیونکہ مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حرم، مہبط وحی اور منزل برکات ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکات نازل ہوتی ہیں اس لئے مدینہ منورہ میں سکونت رکھنا ان کے لئے بہتر تھا یہ حدیث سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے ہے کہ یہ اقالیم اس ترتیب پر فتح ہوں گی اور لوگ وہاں منتقل ہو جائیں گے چنانچہ سب کچھ ایسا ہی ہوا جو آپ نے فرمایا تھا۔

باب — ایمان مدینہ کی طرف سمٹ آئے گا

۱۷۵۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان مدینہ منورہ کی طرف سمٹ آئے گا جیسے سانپ اپنے بل کی طرف سمٹ آتا ہے۔

۱۷۵۷ — شرح : یعنی مدینہ منورہ میں صرف مومن جائے گا کیونکہ اس کا ایمان اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس کو وہاں جانے پر مجبور کرے گی گویا کہ ایمان وہاں جائے گا جیسے سانپ اپنے بل سے نکل کر ادھر ادھر پھرتا ہے جب وہ کسی سے خوف محسوس کرے تو اپنے بل کی طرف سمٹ آتا ہے۔ یہ حدیث بھی معجزات سے ہے کیونکہ آپ کے ارشاد کے مطابق آپ کے عہد مبارک اور خلفاء راشدین کے عہود مبارکہ میں قرون ثلاثہ تک اسلام غالب رہا پھر اس کے بعد حالات بدل گئے اور بدعات کا دور دورہ ہوا اور باطل فرقے اپنے نظریات فاسد عقائد سے مسلمان کے دین و ایمان کو لوٹنے لگے اور حالات زوال پذیر ہوگئے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

بَابُ اِثْمِ مَنْ كَادَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ

۱۷۵۸ــــ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ اَنَا الْفَضْلُ عَنْ جُعَيْدٍ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ قَالَتْ سَمِعْتُ سَعْدًا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَكِيْدُ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اَحَدٌ اِلَّا انْمَاعَ كَمَا يَنْمَاعُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ ۔

بَابُ اٰطَامِ الْمَدِيْنَةِ ۔ ۱۷۵۹ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ قَالَ سَمِعْتُ اُسَامَةَ قَالَ اَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اُطُمٍ مِنْ اٰطَامِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا اَرٰى اِنِّيْ لَاَرٰى مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بُيُوْتِكُمْ كَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ وَسُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ ۔

باب ــــ مدینہ منورہ والوں سے مکروفریب کرنے کا گناہ

۱۷۵۸ــــ ترجمہ : عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے سعد رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کوئی اہل مدینہ سے مکر و فریب نہ کرے گا مگر وہ ایسے گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے !

۱۷۵۸ــــ شرح : عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص نے ۱۱۷ ہجری کو مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ اَنْمَاعَ کا مادہ "مَیْعَانٌ" ہے یعنی گھل کر مٹی میں مل جانا۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جو کوئی اہل مدینہ سے مکر کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو مہلت نہ دے گا اور نہ ہی اس کو دنیا میں کوئی قدرت دے گا چنانچہ بنو امیہ کے عہد میں مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ پر حملہ کیا اور واپسی میں مرگیا پھر اس کو بھیجنے والا یزید بن معاویہ اس کے بعد جلدی مرگیا اور جس جس نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کی قدرت نے ان کو دنیا میں رہنے کی مہلت نہ دی۔

باب ــــ مدینہ منورہ کے محل

۱۷۵۹ــــ ترجمہ : اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے محلات میں سے اُونچے محل پر چڑھے اور فرمایا کیا جو میں دیکھ رہا ہوں تم دیکھتے ہو میں تمہارے گھروں میں فتنوں کی جگہیں دیکھ رہا ہوں جیسے بارش کے قطروں کے گرنے کی جگہ" دیکھتے ہیں" معمر سلیمان بن کثیر نے زُہری سے روایت کرنے میں سفیان کی متابعت کی۔

۱۷۵۹ــــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک ہونے والے فتنے دیکھے اور ان کے واقع ہونے کی جگہیں بھی دیکھیں اور فتنوں کے مواقع آپ کے پیش نظر

بَابٌ لَا يَدْخُلُ الدَّجَّالُ الْمَدِيْنَةَ

۱۷۶۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ رُعْبُ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ اَبْوَابٍ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ۔

۱۷۶۱ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَنْقَابِ الْمَدِيْنَةِ مَلٰئِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ۔

۱۷۶۲ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا طَوِيْلًا عَنِ الدَّجَّالِ فَكَانَ فِيْمَا حَدَّثَنَا بِهٖ اَنْ قَالَ يَاْتِي الدَّجَّالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ اَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِيْنَةِ يَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِيْ بِالْمَدِيْنَةِ فَيَخْرُجُ اِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ هُوَ خَيْرُ النَّاسِ اَوْ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِيْ حَدَّثَنَا عَنْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَهٗ فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ اَرَاَيْتَ اِنْ قَتَلْتُ هٰذَا ثُمَّ اَحْيَيْتُهٗ هَلْ تَشُكُّوْنَ فِي الْاَمْرِ فَيَقُوْلُوْنَ لَا فَيَقْتُلُهٗ ثُمَّ يُحْيِيْهِ فَيَقُوْلُ حِيْنَ يُحْيِيْهِ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ قَطُّ اَشَدَّ بَصِيْرَةً مِنِّي الْيَوْمَ فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ اَقْتُلُهٗ فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ۔

نھے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے جیسے جنت و دوزخ آپ کے سامنے تھے اور آپ نے جنت سے خوشہ پکڑ لانے کا ارادہ فرمایا اور پھر ترک کر دیا۔ فَسُبْحَانَ مَنْ اَعْطَاهُ الْبَصَارَةَ وَالسَّمَاعَةَ غَيْرَ مِثْلِيْ۔

باب — مدینہ منوّرہ میں دجال داخل نہ ہوگا

۱۷۶۰ — ترجمہ: ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ مدینہ منورہ میں مسیح دجال کا رعب داخل نہ ہوگا اس وقت مدینہ منورہ کے سات دروازے ہوں گے ہر دروازے پر دو فرشتے ہوں گے۔

۱۷۶۱ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ کے راستوں پر فرشتے ہوں گے اس میں طاعون اور دجال

۱۷۶۳ــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا الْوَلِيْدُ ثَنَا اَبُوْعَمْرٍو ثَنَا اِسْحَاقُ ثَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ اِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ اِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةَ لَيْسَ مِنْ نِقَابِهَا نَقْبٌ اِلَّا عَلَيْهِ الْمَلٰئِكَةُ صَافِّيْنَ يَحْرُسُوْنَهَا ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِيْنَةُ بِاَهْلِهَا ثَلٰثَ رَجَفَاتٍ فَيُخْرِجُ اللّٰهُ كُلَّ كَافِرٍ وَّمُنَافِقٍ۔

داخل نہ ہوگا ۔

۱۷۶۲ ــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے علاوہ کوئی شہر نہ ہوگا مگر دجال اس کو برباد کر دے گا ۔ مدینہ منورہ کے ہر راستے پر فرشتے صفیں باندھے کھڑے ہوں گے وہ مدینہ منورہ کی حفاظت کریں گے پھر مدینہ منورہ اس میں رہنے والوں کے ساتھ تین بار کانپے گا تو اللہ تعالیٰ ہر کافر اور منافق کو وہاں سے نکال دے گا ۔

۱۷۶۰ تا ۱۷۶۲ ــ شرح : یعنی جب دجال کا خوف مدینہ منورہ میں داخل نہ ہوگا تو وہ خود بطریق اَوْلیٰ داخل نہ ہوگا ۔ اور مسیح کو دجال اس لئے کہا گیا کہ اس کی ایک آنکھ پھوٹی ہوگی کیونکہ وہ بھینگا ہے یا اس لئے کہ وہ ساری زمین پر پھر جائے گا جبکہ مسیح کا معنیٰ سیاحت کرنے والا ہے ۔ اس کو دجال اس لئے کہا گیا ہے کہ دجل کا معنیٰ کذب ہے اور وہ بہت بڑا کذاب ہوگا مسیح کے بعد دجال کو اس لئے ذکر کیا کہ اس کا مسیح بن مریم سے اشتباہ نہ ہو ، یعنی آخر زمانہ میں مدینہ منورہ میں تین زلزلے آئیں گے ۔ تیسرے زلزلہ میں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو باہر نکال پھینکے گا جو ایمان میں مخلص نہ ہوں گے اور باقی صرف خالص مومن رہ جائیں گے دجال ان کا بال بیکا نہ کرسکے گا ۔ یہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ قیامت کے قریب ہونے والے واقعات کو ابھی ذکر فرما دیا اس حدیث سے مدینہ منورہ والوں کی فضیلت معلوم ہوتی ہے ۔

۱۷۶۳ ــ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کی لمبی حدیث بیان فرمائی ۔ آپ نے فرمایا دجال مدینہ منورہ کی بنجر زمین میں آئے گا حالانکہ اس کے لئے مدینہ منورہ کے راستوں میں داخل ہونا حرام ہے ۔ اس دن اس کی طرف ایک شخص باہر نکلے گا جبکہ وہ سب لوگوں سے بہتر ہوگا وہ کہے گا میں شہادت دیتا ہوں کہ تو ہی دجال ہے جس کی خبر ہم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے ۔ دجال کہے گا مجھے بتاؤ اگر میں اس شخص کو قتل کردوں پھر اسے زندہ کردوں کیا تم میرے معاملہ میں شک کروگے ؟ لوگ کہیں گے نہیں ! دجال اسے قتل کردے گا پھر اس کو زندہ کردے گا جب وہ اس کو زندہ کرے گا تو وہ کہے گا اللہ کی قسم ! آج سے پہلے مجھے اس سے زیادہ حال معلوم نہیں تھا ۔ دجال کہے گا میں اس کو قتل کردوں گا مگر اس کو قتل کرنے کی ہمت نہ ہوگی ۔

بَابُ الْمَدِیْنَۃُ تَنْفِی الْخَبَثَ ۔ ۱۷۶۴ــــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَآءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبَایَعَہٗ عَلَی الْاِسْلَامِ فَجَآءَ مِنَ الْغَدِ مَحْمُوْمًا فَقَالَ اَقِلْنِیْ فَاَبٰی ثَلٰثَ مِرَارٍ فَقَالَ الْمَدِیْنَۃُ کَالْکِیْرِ تَنْفِیْ خَبَثَھَا وَتَنْصَعُ طَیِّبَھَا ۔

۱۷۶۵ــــ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ ابْنُ حَرْبٍ ثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ سَمِعْتُ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ یَقُوْلُ لَمَّا خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی اُحُدٍ رَجَعَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِہٖ فَقَالَتْ فِرْقَۃٌ نَقْتُلُھُمْ وَقَالَتْ فِرْقَۃٌ لَا نَقْتُلُھُمْ فَنَزَلَتْ فَمَا لَکُمْ فِی الْمُنٰفِقِیْنَ فِئَتَیْنِ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّھَا تَنْفِی الرِّجَالَ کَمَا تَنْفِی النَّارُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ ۔

۱۷۶۳ــــ شرح : سباخ ۔ سَبْخَۃ کی جمع ہے ۔ وہ شور زمین ہے ۔ یعنی دجال مدینہ منورہ سے باہر ٹھہرے گا اور اس کو مدینہ منورہ میں داخل ہونے کی ہمت نہ ہوگی جبکہ اس کے ہر راہ پر محافظ فرشتے کھڑے ہوں گے اور جو شخص اس کی طرف نکلے گا وہ سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جو لوگ دجال کی بات کی تصدیق کرنے والے ہیں ۔ وہ بدبخت یہودی ہوں گے یا عام لوگ مراد ہیں اور وہ خوف سے اس کی ہاں میں ہاں ملائیں گے لیکن اس کی بات کی تصدیق نہیں کریں گے یا مد لفظ لا ، سے ان کی مراد یہ ہوگی کہ ان کو دجال کے کفر میں ذرہ بھر شک نہ ہوگا ۔

سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دجال ایک بار قتل کرے گا ۔ پھر ان کے قتل پر قادر نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ تانبے کی طرح کر دے گا جس پر تلوار اثر انداز نہ ہوگی ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص (خضر علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کے حضور تمام لوگوں میں سے عظیم تر شہادت کا حامل ہوگا ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

باب مدینہ منورہ خبیث آدمی کو دور کر دیتا ہے

۱۷۶۴ــــ ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اسلام پر آپ کی بیعت کی پھر دوسرے روز آیا حالانکہ وہ بیمار تھا اور کہنے لگا میری بیعت فسخ کر دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار انکار کیا اور فرمایا مدینہ منورہ بھٹی کی طرح ہے اس کے خبث کو دور کرتا ہے اور اس کی خوشبو خالص ہو جاتی ہے ۔

۱۷۶۵ــــ ترجمہ : زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُحد جنگ کے لئے نکلے اور آپ کے بعض ساتھی واپس چلے گئے تو چند لوگوں نے

باب ۱۷۶۶ — حدثنا عبد الله بن محمد ثنا وهب بن جریر ثنا ابی قال سمعت یونس عن ابن شہاب الزھری عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللھم اجعل بالمدینۃ ضعفی ما جعلت بمکۃ من البرکۃ تابعہ عثمان بن عمر عن یونس ۔ ۱۷۶۷ — حدثنا قتیبۃ ثنا اسمعیل بن جعفر عن حمید عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا قدم من سفر فنظر الی جدرات المدینۃ اوضع راحلتہ وان کان علی دابۃ حرکھا من حبھا۔

باب کراھیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان تعری المدینۃ

کہا ہم ان کو قتل کریں گے اور کچھ لوگوں نے کہا ہم ان کو قتل نہیں کریں گے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ تمہارا کیا حال ہے تم منافقین کے بارے میں دو گروہ بن گئے ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ منافقوں کو دور کرتا ہے جیسے آگ لوہے کا زنگار دور کرتی ہے۔

۱۷۶۴ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی کی بیعت کو فسخ اس لئے نہیں کیا تھا کہ جو کوئی مسلمان ہو جائے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرے اس کے لئے جائز نہیں کہ اسلام اور ہجرت کو چھوڑ کر اپنے وطن کو چلا جائے۔ اس اعرابی نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت اس شرط پر کی تھی کہ وہ آپ کے پاس رہے گا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہو سکتا ہے کہ اس نے فتح مکہ کے بعد بیعت کی ہو جبکہ ہجرت فرض نہ رہی ہو۔ ابن بطال نے کہا وہ شخص اسلام سے مرتد نہ ہوا تھا کیونکہ اس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے فسخ بیعت کا ارادہ کیا تھا اگر اس کا مدینہ منورہ سے نکلنا مرتد کی حیثیت میں ہوتا تو آپ اس کو اسی وقت قتل کر دیتے لیکن وہ مدینہ منورہ سے نکلنے میں گنہگار تھا اس کا خیال تھا کہ وہ بیمار ہو گیا ہے اس لئے نکلنے میں وہ معذور ہے اور ممکن ہے کہ اس کو ہجرت کے فرض ہونے کا علم نہ ہو۔ سوال یہ ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ میں منافق رہتے تھے وہ وہیں مرے ان کو تو دور نہ کیا گیا اس کا جواب یہ ہے کہ مدینہ منورہ ان کی اصلی قیام گاہ تھی وہ اسلام کی حیثیت میں وہاں نہیں رہتے تھے اور نہ ہی ان کو مدینہ منورہ سے محبت تھی ان کا وہاں رہنا صرف اس لئے تھا کہ وہ ان کا اصلی وطن تھا اور مذکور مثال صرف ان لوگوں کے لئے ہے۔ جو اسلام کی خواہش کر کے مسلمان ہوئے ہوں پھر ان کا دل خراب ہو گیا ہو سان کو مدینہ منورہ دور کر دیتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۱۷۶۵ — شرح : احد کی جنگ تین ہجری کو نصف شوال میں ہفتہ کے روز ہوئی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک ہزار مسلمان احد کی طرف نکلے جبکہ مشرکین تین ہزار تھے جب مسلمان احد میں پہنچے تو عبد اللہ بن ابی بن سلول تین سو ساتھی لے کر واپس آ گیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف سات سو مسلمان باقی رہ گئے۔ مشرکوں کا سپہ سالار خالد بن ولید تھے رضی اللہ عنہ (اس وقت وہ شرک

۱۷۶۸ — حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَرَادَ بَنُو سَلِمَةَ أَنْ يَتَحَوَّلُوا إِلَى قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَكَرِهَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُعْرَى الْمَدِينَةُ وَقَالَ يَا بَنِي سَلِمَةَ أَلَا تَحْتَسِبُونَ آثَارَكُمْ فَأَقَامُوا.

بَابٌ ۱۷۶۹ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي

تھے) ان کے پاس سو گھوڑے تھے اور ان کا جھنڈا عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ کے ہاتھ میں تھا اور مسلمانوں کے پاس صرف ایک گھوڑا تھا۔ واقدی نے کہا ایک گھوڑا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ایک گھوڑا ابوبردہ رضی اللہ عنہ کا کل دو گھوڑے تھے (عینی) عبداللہ بن اُبَیّ رئیس المنافقین تھا اور اس کے ساتھیوں میں جو اُحد سے واپس آگئے تھے۔ ان کے بارے میں مسلمانوں کی دو جماعتیں ہوگئیں بعض ان کو قتل کرنا چاہتے تھے اور بعض اس کے خلاف تھے تو مذکورہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

باب —

۱۷۶۶ — ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا اے اللہ جو برکت تو نے مکہ مکرمہ کے لئے کی ہے اس سے دوگنی برکت مدینہ منورہ کے لئے کر دے عثمان بن عمر نے یونس سے روایت کرنے میں جریر کی متابعت کی۔

۱۷۶۶ — شرح: اگر یہ سوال ہو کہ اس دعاء کا مقتضیٰ یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں نماز کا ثواب بھی مکہ مکرمہ میں نماز کے ثواب سے دگنا ہو اس کا جواب یہ ہے کہ برکت کا لفظ دنیا اور دین کی برکت میں مجمل ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ اے اللہ ہمارے صاع اور مُد میں برکت دے،، نے اس کو دُنیا کی برکت سے خاص کر دیا یا دنیاوی برکت مراد ہے یا خارجی دلیل سے نماز خاص کر لی گئی ہے (کرمانی)

۱۷۶۷ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس آتے اور مدینہ منورہ کی دیواریں دیکھتے تو اپنی سواری کو تیز چلاتے اور اگر کسی اور سواری پر سوار ہوتے تو مدینہ منورہ کی محبت کے باعث اس کو ایڑھی لگاتے (جیسا کہ محبت کا مقتضیٰ ہے)

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو خالی کرنے کو پسند نہیں کیا،،

۱۷۶۸ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا بنو سلمہ نے ارادہ کیا کہ وہ مسجد نبوی کے قریب منتقل ہو جائیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۷۷۰ ـــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وُعِكَ اَبُوْبَكْرٍ وَبِلَالٌ فَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ اِذَا اَخَذَتْهُ الْحُمّٰى يَقُوْلُ كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِيْ اَهْلِهٖ وَالْمَوْتُ اَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ وَكَانَ بِلَالٌ اِذَا اُقْلِعَ عَنْهُ الْحُمّٰى يَرْفَعُ عَقِيْرَتَهٗ يَقُوْلُ اَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ اَبِيْتَنَّ لَيْلَةً بِوَادٍ وَ حَوْلِيْ اِذْخِرٌ وَجَلِيْلُ وَهَلْ اَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِيْ شَامَةٌ وَ طَفِيْلُ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ شَيْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَعُتْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَاُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ كَمَا اَخْرَجُوْنَا مِنْ اَرْضِنَا اِلٰى اَرْضِ الْوَبَاءِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَفِيْ مُدِّنَا وَ صَحِّحْهَا لَنَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا اِلَى الْجُحْفَةِ قَالَتْ وَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَهِيَ اَوْبَاُ اَرْضِ اللّٰهِ قَالَتْ فَكَانَ بُطْحَانُ يَجْرِيْ نَجْلًا يَعْنِيْ مَاءً اٰجِنًا ۔

نے مدینہ منورہ کو خالی کر دینے کو اچھا نہ جانا اور فرمایا۔ اے بنی سلمہ تم اپنے قدموں کا ثواب نہیں چاہتے ہو اور وہ رُک گئے ۔

۱۷۶۸ ـــ شرح : یعنی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے دُور سے چل کر آنے میں جتنے قدم زیادہ ہوں گے اتنا ثواب زیادہ ہوگا کیونکہ ہر قدم پر ثواب ہوتا ہے ۔
اس لئے فرمایا مسجد کے قریب سے تمہارا دُور رہنا بہتر ہے تاکہ ثواب زیادہ ہو اور مدینہ منورہ کی رونق بدستور قائم رہے ۔ واللہ و رسولہ اعلم !

باب ـــ

۱۷۶۹ ـــ ترجمہ : ۔ ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر حوض پر ہے۔

۱۷۶۹ ـــ شرح : یعنی کَرَوْضَةٍ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ ،، روضہ سے حرف تشبیہ کو مبالغہ کے لئے حذف کر دیا ہے ۔ حدیث شریف کا معنی یہ ہے کہ میرے گھر اور میرے منبر کا درمیان منزلِ رحمت اور حصول سعادات ابدیہ میں جنت کے باغ کی طرح ہے ۔ یا معنی یہ ہے کہ اس میں عبادت کرنی جنت تک پہنچاتی ہے یا یہ جگہ بعینہٖ جنت کی طرف منتقل ہو جائے گی ۔ اکثر علماء نے کہا مراد یہ ہے کہ آپ کا منبر شریف بعینہٖ جیسا کہ ہے حوض پر ہے بعض علماء نے کہا حوض پر آپ کا اور منبر ہے

۱۷۷۱ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ قَالَ اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ رَسُولِكَ وَقَالَ ابْنُ زُرَيْعٍ عَنْ رَوْحِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أُمِّهِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ قَالَتْ سَمِعْتُ عُمَرَ نَحْوَهُ وَقَالَ هِشَامٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَفْصَةَ سَمِعْتُ عُمَرَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ كَذَا قَالَ رَوْحٌ عَنْ أُمِّهِ۔

۱۷۷۰ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو ابوبکر اور بلال رضی اللہ عنہما دونوں بیمار ہو گئے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب بخار آتا تو وہ یہ شعر پڑھتے !

ہر شخص اپنے گھر میں صبح کرتا ہے۔ اور موت اس کی جوتی کے تسمہ سے زیادہ قریب ہے !

اور بلال سے جب بخار اُتر جاتا تو وہ اپنی آواز بلند کر کے یہ شعر پڑھتے !

کاش میں وادی مکہ میں ایک رات رہتا اور میرے گرد اذخر اور جلیل گھاس ہوتے۔ کاش میں ایک دن مجنہ کا پانی پی لیتا۔ کاش میرے سامنے شامہ اور طفیل ظاہر ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور اُمیہ بن خلف پر لعنت کر جس طرح ان لوگوں نے ہم کو اپنے وطن سے وباء کی زمین کی طرف دھکیل دیا ہے۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت پیدا کر جس طرح مکہ سے ہماری محبت ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ کر دے۔ اے اللہ! ہمارے صاع میں اور ہمارے مُد میں برکت فرما— اور مدینہ منورہ کی آب و ہوا درست کر دے اور اس کی بیماری جحفہ کی طرف منتقل کر دے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا ہم مدینہ منورہ آئے حالانکہ وہ زمین اللہ کی زمین میں سے سب سے زیادہ وبا والی تھی۔ گویا کہ بطحان نالہ میں بدبودار پانی بہتا تھا۔

۱۷۷۱ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اے اللہ! مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب کر اور میری موت اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں کر۔ ابن زریع نے روح بن قاسم سے اُنھوں نے زید بن اسلم سے اُنھوں نے اپنی والدہ سے اُنھوں نے ام المؤمنین حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ اُنھوں نے فرمایا میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس طرح سُنا اور ہشام نے زید سے اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی اُنھوں نے کہا میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس طرح سُنا !

۱۷۷۰، ۱۷۷۱ — شرح : حدیث میں مراد یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں برکت عام ہو جائے۔ ہر شعبہ زندگی فیوض و برکات سے خالی نہ ہو

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ الصَّوْمِ

بَابُ وُجُوْبِ صَوْمِ رَمَضَانَ وَ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۔

تجارت میں منافع غلہ اور پھلوں کی کثرت ہو۔ الغرض ہر شئی میں برکت ہو اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کو قبول فرمایا۔ اور مدینہ منورہ کی ہر شئی بابرکت ہے جس سے ساری دُنیا کو فیض پہنچ رہا ہے۔

"جُحفَہ" مصریوں کا میقات ہے۔ اُس وقت وہاں یہودی رہتے تھے۔ جو کوئی اس کا پانی پیتا وہ بیمار ہو جاتا ہے۔ یہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ سوال یہ ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ وبائی زمین تھی وہاں آپ کیوں تشریف لائے حالانکہ حدیث شریف میں وبائی زمین میں جانے سے منع فرمایا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد وبائی زمین میں آنے سے منع فرمایا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کافروں پر بددُعا اور مسلمانوں کے لئے صحت کی دُعا کرنی چاہیئے اور یہ کہ مسلمانوں کو کوئی اذیت نہ پہنچے۔ دعا مستقل عبادت ہے۔ اور وہی دُعا قبول ہوتی ہے جس کی قبولیت مسبوق بالقدر ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا،

کِتَابُ الصَّوْمِ

باب صومِ رمضان کا وجوب

اور اللہ تعالیٰ۔ اے مومنو تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تاکہ تم پرہیزگار ہو "

۱۷۷۲ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِي سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَعْرَابِيًّا جَاءَ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَائِرَ الرَّاسِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِي مَاذَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فَقَالَ الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا فَقَالَ اَخْبِرْنِي مَاذَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصِّيَامِ فَقَالَ شَهْرَ رَمَضَانَ اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا فَقَالَ اَخْبِرْنِي مَاذَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الزَّكٰوةِ قَالَ فَاَخْبَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَائِعِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ وَالَّذِي اَكْرَمَكَ بِالْحَقِّ لَا اَتَطَوَّعُ شَيْئًا وَلَا اَنْقُصُ مِمَّا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ اَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ اِنْ صَدَقَ

۱۷۷۲ — ترجمہ: طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں آیا کہ اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے خبر دیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں ؟ آپ نے فرمایا پانچ نمازیں لیکن یہ کہ نفل پڑھے۔ اس نے کہا مجھے بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنے روزے فرض کئے ہیں ؟ آپ نے فرمایا ماہِ رمضان کے روزے مگر یہ کہ نفلی روزے رکھے اس نے کہا مجھے خبر دیں جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر زکوٰۃ فرض کی ہے۔ راوی نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اسلام کے احکام بتائے اس نے کہا اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو عزت بخشی ہے میں ان پر کوئی شئی زیادہ اور کم نہ کروں گا جو کہ اللہ نے مجھ پر فرض کی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ سچ کہتا ہے تو کامیاب ہے یا اگر یہ سچ کہتا ہے تو جنت میں داخل ہوگا!

۱۷۷۲ — شرح: اعمال کا دارومدار ایمان پہ ہے اس لئے کتاب الایمان کو پہلے ذکر کیا ایمان کے ساتھ نماز مقرون ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُوْنَ الصَّلٰوةَ ،، اور حدیث میں بھی نماز کو ایمان کے ساتھ ذکر کیا ہے ؛ چنانچہ فرمایا — بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ ،، شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ “ الحدیث ،، پھر نماز کے بعد زکوٰۃ کو ذکر کیا کیونکہ کتاب وسنت میں زکوٰۃ نماز کے بعد ذکر کی گئی ہے ،، زکوٰۃ کے بعد حج کو ذکر کیا کیونکہ دونوں میں مال خرچ کیا جاتا ہے اس لئے روزے کو آخر میں ذکر کیا۔ کیونکہ اس کا محل یہی تھا۔ صوم کا لغوی معنی رکنا ہے اور شرعی معنی صبح صادق کی ابتداء سے سورج کے غروب ہونے تک کھانے پینے اور جماع سے رکنا ہے۔ سب سے پہلے عاشوراء کا روزہ فرض ہوا۔ ایک روایت کے مطابق ہر ماہ میں تین روزے فرض ہے۔ جب رمضان مبارک کے روزے فرض ہوئے تو وہ منسوخ ہوگئے مگر لوگوں کو روزہ رکھنے اور مسکین کو طعام کھلانے میں اختیار تھا کہ روزہ رکھیں یا مسکین کو کھانا کھلادیں۔ جب ... فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ،، تو اختیار

١٧٧٣ ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تُرِكَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَصُومُهُ إِلَّا أَنْ يُوَافِقَ صَوْمَهُ ۔

١٧٧٤ ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ عِرَاكَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ قُرَيْشًا كَانَتْ تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصِيَامِهِ حَتَّى فُرِضَ رَمَضَانُ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ ۔

منسوخ ہوگیا اور رمضان مبارک کے روزے رکھنا متعین ہوگئے۔ رمضان مبارک کے روزے ہجرت کے دوسرے سال فرض ہوئے۔ رمضان المبارک کے تیس روزے رکھنے میں حکمت یہ ہے کہ جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شجرہ ممنوعہ سے کچھ کھا لیا تو اس میں سے کچھ ان کے پیٹ میں تیس دن باقی رہا جب اللہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول فرمائی تو ان کو تیس دن روزے رکھنے کا حکم فرمایا۔ امام کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ اِنْ صَدَقَ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر نفلی نماز یا نفلی روزہ رکھے گا تو نجات نہ پائے گا جو کہ مفہوم مخالف کا مقتضیٰ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں جبکہ اس کا مفہوم موافق موجود ہے اور وہ یہ کہ اگر وہ نفلی عبادت کرے گا تو بطریق اولیٰ نجات پائے گا اور مفہوم موافق مفہوم مخالف پر مقدم ہوتا ہے یعنی مفہوم موافق ہو تو مفہوم مخالف نہیں لیا جاتا۔ باقی تقریر حدیث ۴۴ کی شرح میں دیکھیں"۔

١٧٧٣ ــــ ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کا روزہ رکھا اور لوگوں کو یہ روزہ رکھنے کا حکم فرمایا جب رمضان مبارک کے روزے فرض ہوئے تو عاشوراء کا روزہ ترک کر دیا گیا۔ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عاشوراء کا روزہ نہ رکھتے تھے مگر یہ کہ ان کے روزہ رک[illegible] ں ہو۔

١٧٧٤ ــــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جاہلیت میں قریش عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا حتیٰ کہ ر[illegible]ن مبارک کے روزے فرض ہوئے پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چاہے عاشوراء کا روزہ رکھے اور جو چاہے روزہ نہ رکھے!

١٧٧٣، ١٧٧٤ ــــ شرح: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے عاشوراء کا روزہ فرض تھا اور رمضان کے روزے فرض ہونے کے بعد عاشوراء کا روزہ منسوخ ہوگیا۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عاشوراء کا روزہ نہیں رکھتے تھے۔ البتہ جن ایام میں ان کو روزہ رکھنے کی عادت تھی ان میں اگر عاشوراء کا دن آجاتا تو

بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ ۱۷۷۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّيَامُ جُنَّةٌ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ فَاِنِ امْرُءٌ قَاتَلَهُ اَوْ شَاتَمَهُ فَلْيَقُلْ اِنِّي صَائِمٌ مَرَّتَيْنِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ يَتْرُكُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَشَهْوَتَهُ مِنْ اَجْلِي الصِّيَامُ لِي وَاَنَا اَجْزِي بِهِ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا -

روزہ رکھ لیتے۔ مگر ان کا اس دن روزہ نہ رکھنا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ عاشورار کا روزہ جائز ہی نہیں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روائت سے صاف ظاہر ہے کہ عاشوراء کا روزہ منسوخ ہوجانے کے بعد اس دن روزہ رکھنے میں اختیار دیا گیا تھا چنانچہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چاہے عاشوراء کا روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔ اس روائت سے عاشوراء کے روزہ کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — روزہ کی فضیلت

۱۷۷۵ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ ڈھال ہے پس (روزہ دار) نہ بُری بات کرے اور نہ ہی جہالت کی بات کرے اور اگر کوئی اس سے جھگڑا کرے یا گالی گلوچ کرے تو وہ یہ کہے میں روزہ دار ہوں یہ دو دفعہ کہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہے۔ وہ کھانا، پینا اور جماع میرے لئے ترک کرتا ہے روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دیتا ہوں اور نیکی دس گنا ملتی ہے۔

۱۷۷۵ — شرح: حدیث کا بیان یہ ہے کہ اگر کوئی شخص روزے دار سے جھگڑا یا گالی گلوچ کرے تو وہ مُقاتِل اور شاتِم (جھگڑا کرنے والا اور گالی گلوچ کرنے والے) کو سُنا کر یہ کہے کہ میں تجھے کیا کہہ سکتا ہوں میں تو روزے دار ہوں وہ سُن کر غالباً رُک جائے گا یا اس کا معنی یہ ہے کہ وہ دلی خیالات کی طرف متوجہ ہوجائے تاکہ اس سے جھگڑا نہ کرے اور نہ ہی اس کو گالی گلوچ کا جواب دے سکے، ویسے بھی تو فضول جھگڑا اور سبّ وشتم ممنوع ہیں مگر روزہ کی حالت میں سخت ممنوع ہیں۔ سب وشتم کرنا اور غیبت و چغلی وغیرہ کرنا اگرچہ حرام ہیں مگر ان سے روزہ افطار نہیں ہوتا۔ البتہ اس کا ثواب کم ہوجاتا ہے! اس حدیث کا مقصد صائم کی تعریف اور اس کے فعل کی ثناء ہے تاکہ اس کو روزہ رکھنے سے کوئی شئی منع نہ کرے جو بہتر ہے [illegible]

اگر یہ سوال ہو کہ اللہ تعالیٰ کے لئے بہترین خوشبو متصور نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ اس سے پاک و منزہ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ "اَطْیَبُ" کا معنیٰ "اَقْبَلُ" ہے۔ کیونکہ عادۃً طیب قبول کو مستلزم ہے۔ تو معنیٰ یہ ہُوا کہ روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ قبول ہے۔ یا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ یہ کلام فرض تقدیری پر مبنی ہے۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک خوشبو متصور ہو سکے تو روزے دار کے منہ کی بُو کستوری کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا صحیح تر جواب یہ ہے کہ روزے دار کے منہ کی بُو کا ثواب کستوری لگانے سے زیادہ ہے جبکہ عیدین اور جمعہ میں خوشبو لگانا مستحب ہے جس کا بہت ثواب ہے مگر روزے دار کے منہ کی بُو کا ثواب اس سے کہیں زیادہ ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ عند اللہ کا معنیٰ "فِی الْاٰخِرَۃ" ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ، یعنی آخرت کے ایام ہزار سال کے برابر ہیں۔ اس تقدیر پر حدیث شریف کا معنیٰ یہ ہُوا کہ روزے دار کے منہ کی بُو آخرت میں کستوری کی خوشبو سے زیادہ ہوگی۔ اگر یہ سوال ہو کہ یہ حدیث قدسی ہے کیونکہ اس کا اسناد اللہ کی طرف ہے تو اس میں اور قرآن میں فرق کیا رہا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن بنفسہٖ مُعجِز ہے اور جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطہ سے نازل ہُوا ہے اور حدیث قدسی کلام غیر معجز ہے اور جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطہ سے نازل نہیں ہُوا اس کو حدیث الٰہی اور حدیث ربانی بھی کہتے ہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ تمام احادیث ہی ایسی ہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم وحی کے بغیر کلام نہیں فرماتے اس کا جواب یہ ہے کہ قدسی اللہ تعالیٰ سے مروی ہوتی ہے اور اس کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قرآن وہ الفاظ ہیں جن کو لے کر سیدنا جبرائیل علیہ السلام سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے۔ تاکہ لوگوں کو اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز کر دیں اور حدیث قدسی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کی خبریں ہیں جو بذریعہ الہام یا بذریعہ منام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں جن کو آپ نے بعینہٖ امت تک پہنچا دیا۔ اور دوسری احادیث اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں اور نہ ہی اس سے مروی ہیں۔

اگر یہ سوال ہو کہ تمام عبادات اللہ ہی کے لئے ہیں روزہ کی کیا تخصیص ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دیتا ہوں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف روزے کی نسبت کا سبب یہ ہے کہ آج تک کسی شخص نے روزہ رکھ کر غیر اللہ کی عبادت نہیں کی اور کسی دَور میں کفار نے اپنے معبودانِ باطلہ کی تعظیم روزہ رکھ کر نہیں کی اگرچہ وہ سجدہ کی صورت میں غیر اللہ کی تعظیم کرتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا روزہ رکھ کر عبادت کرنا صرف میرے ساتھ مختص ہے اس کا دوسرا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ روزہ میں حظِّ نفس نہیں کیونکہ اس پر کوئی اور شخص مطلع نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں اس میں کسرِ نفس بھی ہے اور بدن کو بھوک، پیاس پر آمادہ کرنا ہوتا ہے اور یہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اَلصَّوْمُ لِیْ" یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ صوم کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف تشریف کے لئے ہے۔ جیسے قرآن کریم میں "نَاقَةُ اللّٰهِ" ہے۔

امام خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ روزہ خالص اللہ کی عبادت ہے جس میں ریاء کا کوئی شائبہ نہیں کیونکہ یہ ایسا مخفی عمل ہے جس پر لوگ مطلع نہیں ہوتے۔ جیسے مروی ہے "نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ"

بَابُ اَلصَّوْمُ كَفَّارَةٌ ۱۷۷۶ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا جَامِعٌ عَنْ اَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ مَنْ يَّحْفَظُ حَدِيْثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قَالَ حُذَيْفَةُ اَنَا سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَجَارِهٖ يُكَفِّرُهَا الصَّلٰوةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ قَالَ لَيْسَ اَسْاَلُ عَنْ ذِهٖ اِنَّمَا اَسْاَلُ عَنِ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَا يَمُوْجُ الْبَحْرُ قَالَ اِنَّ دُوْنَ ذٰلِكَ بَابًا مُغْلَقًا قَالَ فَيُفْتَحُ اَوْ يُكْسَرُ قَالَ يُكْسَرُ قَالَ ذَاكَ اَجْدَرُ اَنْ لَّا يُغْلَقَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قُلْنَا لِمَسْرُوْقٍ سَلْهُ اَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ مَنِ الْبَابُ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ نَعَمْ كَمَا يَعْلَمُ اَنَّ دُوْنَ غَدٍ اللَّيْلَةَ ۔

کیونکہ نیت کا محل قلب ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا مطلع نہیں ہوتا۔ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ نیت جو عمل سے خالی ہو اس عمل سے بہتر ہے جو نیت سے خالی ہو، جیسے قرآن کریم میں ہے " لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ "، یعنی جن ہزار مہینوں میں لیلۃ القدر نہیں ہے۔ اس رات میں عبادت ان ہزار مہینوں میں عبادت سے بہتر ہے۔ بعض علماء نے اس کا معنیٰ یہ ذکر کیا ہے۔ کہ طعام سے استغناء اللہ کی صفت ہے وہ کھلاتا ہے کھاتا نہیں گویا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ روزہ دار شخص میری صفت حاصل کرنے کے سبب میرے قریب ہوتا ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے مشابہ کوئی صفت نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا " اَنَا اَجْزِيْ بِهٖ "، اس کا معنیٰ یہ ہے۔ اعداد و شمار کے بغیر بے حساب ثواب عنایت کرتا ہوں۔ اس کے بعد " وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا "، اس لئے فرمایا کہ روزہ اس حکم سے خارج ہے۔ کیونکہ دوسری نیکیوں کا ثواب دس گنا ہوتا ہے اور روزہ کے ثواب کی کوئی حد نہیں اور نہ ہی یہ کسی شمار میں آسکتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے " اَنَا اَجْزِيْ بِهٖ "، فرمایا کیونکہ جب کریم یہ خبر دے کہ وہ بہت انعام فرمائے گا تو اس کی وسعت اور عظمت بے شمار ہوتی ہے۔ اور ظاہر عبارت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ضمیر " انا "، تخصیص کے لئے ہے۔ یعنی روزہ کی جزاء صرف میں ہی دیتا ہوں اگرچہ دوسری عبادات کی جزاء فرشتوں کو سونپی گئی ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب — روزہ گناہوں کا کفارہ ہے

۱۷۷۶ — ترجمہ : حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فتنہ کے متعلق حدیث کس کو یاد ہے حذیفہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مرد کا امتحان اس کے اہل و اولاد اس کے مال اور ہمسایہ میں ہے اور نماز، روزہ اور صدقہ اس کا کفارہ ہے عمر فاروق نے کہا میں اس کے متعلق نہیں پوچھتا ہوں میں تو صرف اس فتنہ کے متعلق دریافت کرتا ہوں جو سمندر کی موجوں کی طرح لہریں مارے گا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ

باب الرَّیّان للصائمین۔ ۱۷۷۷ــــ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ بِلَالٍ ثَنِیْ اَبُوْحَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِی الْجَنَّةِ بَابًا یُقَالُ لَهٗ الرَّیَّانُ یَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَا یَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَیْرُهُمْ یُقَالُ اَیْنَ الصَّائِمُوْنَ فَیَقُوْمُوْنَ لَا یَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَیْرُهُمْ فَاِذَا دَخَلُوْا اُغْلِقَ فَلَمْ یَدْخُلْ مِنْهُ اَحَدٌ۔ ۱۷۷۸ــــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنِیْ مَعْنٌ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَیْنِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ نُوْدِیَ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ یَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَیْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّیَامِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الرَّیَّانِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا عَلٰى مَنْ دُعِیَ مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ فَهَلْ یُدْعٰى اَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ نَعَمْ وَاَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ

نے کہا اُس کے آگے ایک بند دروازہ ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا وہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا۔ حذیفہ نے کہا وہ توڑا جائے گا۔ عمر فاروق نے کہا یہ اس لائق ہے کہ قیامت تک بند نہ ہوگا۔ ہم نے مسروق سے کہا حذیفہ سے پوچھو کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ دروازہ کون ہے حذیفہ نے کہا ہاں! جیسے یہ جانتے ہیں کہ کل کے دن سے پہلے رات ہے۔

۱۷۷۶ــــ شرح : چھوٹے گناہ نماز، روزہ اور صدقات وخیرات سے معاف ہوجاتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ" نیکیاں گناہوں کو ختم کردیتی ہیں مگر کبائر توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنے شہید ہونے کا حتمی علم تھا جیسے کل کے دن سے پہلے رات کا آنا حتمی اور یقینی ہوتا ہے۔ اور ہوا بھی اسی طرح کہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے شہید ہوجانے کے بعد فتنوں کا دروازہ کھل گیا اور ملّت اسلامیہ میں آئے دن فتنے رونما ہوتے رہے اس حدیث کی تفصیل حدیث ۵۰۳ کی شرح میں دیکھیں!

باب ــــ روزہ داروں کے لئے ریّان ہے

۱۷۷۷ــــ ترجمہ : سہل رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ریّان کہا جاتا ہے۔ اس سے قیامت کے

دن روزہ دار گزاریں گے ان کے سوا اور کوئی بھی اس دروازہ سے نہ داخل ہوگا کہا جائے گا روزہ دار کہاں ہیں وہ کھڑے ہوں گے اور ان کے سوا کوئی شخص اس سے داخل نہ ہوگا جب وہ داخل ہو جائیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر اس سے کوئی بھی داخل نہ ہوگا۔

۱۷۷۷ — شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ باب الریان جس سے روزہ دار جنت میں داخل ہوں گے کے سوا جنت کے اور کئی دروازے ہیں۔ آئندہ حدیث میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

اگر یہ سوال ہو کہ امام مسلم نے عمر فاروق کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ذکر کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو کوئی شخص اچھا وضوء کرے پھر یہ کہے "اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" تو اس کے لئے جنت کے آٹھ دروازے کھل جاتے ہیں جس دروازے سے وہ چاہے جنت میں داخل ہو، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ باب الریان روزہ داروں کے لئے خاص نہیں اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ وہ شخص باب الریان سے گزرنے کا ارادہ نہیں کرے گا اور اس کے علاوہ جس دروازہ سے چاہے داخل ہوگا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ مختلف ہیں۔ ترمذی میں یہ الفاظ ہیں "فُتِحَتْ لَهٗ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابٍ مِنَ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ"، اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت کے دروازے آٹھ سے زیادہ ہیں اور بابُ الصِّيَامِ ان آٹھ میں داخل نہیں لہٰذا مسلم کی حدیث کا باب کی حدیث سے تعارض نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۱۷۷۸ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کی راہ میں جوڑا خرچ کیا اس کو جنت کے سب دروازوں سے بلایا جائے گا کہ اے اللہ کے بندے یہ دروازہ اچھا ہے۔ پس جو کوئی اہلِ جہاد سے ہوگا اس کو باب الجہاد سے بلایا جائے گا اور جو کوئی روزہ داروں سے ہوگا اس کو باب الریان سے بلایا جائے گا اور جو کوئی اہلِ صدقہ سے ہوگا اس کو باب الصدقہ سے بلایا جائے گا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میرا باپ اور ماں آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ! جس کو ان دروازوں سے بلایا جائے اسے کوئی ضرر اور نقصان نہیں (جو ان سب سے بلایا جائے گا وہ نیک بخت ہوگا) کیا ایسا کوئی شخص ہوگا جس کو سب دروازوں سے بلایا جائے؟ فرمایا ہاں! مجھے امید ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہوگے!

۱۷۷۸ — شرح: "زَوْجَيْنِ" سے مراد دو چیزوں کو خرچ کرنا ہے۔ اگرچہ وہ مال کی جو بھی قسم ہو۔ حدیث شریف میں ہے جو شخص دو چیزیں صدقہ کرے جنت کے محافظ بہت جلد اس کو ساتھ لیتے ہیں اس کے بعد فرمایا۔ وہ دو اونٹ ہوں یا بکریاں ہوں یا گدھے اور درہم وغیرہ ہوں اگر یہ سوال ہو کہ نفقہ جہاد اور صدقہ میں تو مشروع ہے۔ نماز اور روزہ میں نفقہ کیسے مشروع ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں مال کا نفقہ جسم کے ساتھ مقترن ہے۔ کیونکہ نمازی کے لئے کپڑا ضروری ہے جس سے وہ جسم ڈھانپتا ہے اور یہ نماز میں فرض ہے اور روزہ دار کے لئے قوت چاہیئے جس کے ساتھ اس کی روح باقی رہتی ہے۔ اس طرح وہ زوجین خرچ کرتا ہے ایک اس کا نفس اور دوسرا [illegible]

بَابٌ هَلْ يُقَالُ رَمَضَانُ أَوْ شَهْرُ رَمَضَانَ وَمَنْ رَأَى كُلَّهُ وَاسِعًا وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَالَ لَا تَقَدَّمُوا رَمَضَانَ۔

١٧٧٩ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ

١٧٨٠ وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ثَنِي ابْنُ أَبِي أَنَسٍ مَوْلَى التَّيْمِيِّينَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ۔

"مِنْ ضَرُوْرَةٍ"، کا معنیٰ یہ ہے کہ جس شخص میں صرف ایک ہی چیز پائی جائے اور اس کو اس کے متعلق دروازہ سے بُلایا جائے تو اس کے لئے کوئی ضرر نہیں کیونکہ اصل مقصد تو جنّت میں داخل ہونا ہے اور وہ ایک دروازہ سے گزرنے سے حاصل ہو جاتا ہے۔ اور "نَعَم" کا معنیٰ یہ ہے کہ اس کے اکرام اور اعزاز کے لئے ہر دروازہ سے بُلایا جائے گا اور اس کو اختیار دیا جائے گا کہ جس دروازہ سے چاہے جنت میں داخل ہو۔ کیونکہ ایک ہی دفعہ تمام دروازوں سے گزرنا محال ہے یہ بھی احتمال ہے کہ جنت اس قلعہ کی طرح ہو جس کی کئی دیواریں ہوں اور انھوں نے ایک دوسری کا احاطہ کیا ہو اور ہر دیوار میں دروازہ ہو تو بعض کو صرف پہلے دروازہ سے بلایا جائے گا اور بعض اس دروازہ سے گزر کر اندرونی دروازہ تک پہنچے گا اسی طرح تمام دروازوں سے داخل ہونا متصور ہو سکتا ہے۔ نیز یہ بعید از امکان نہیں کہ ایک شخص ایک ہی وقت میں سب دروازوں سے گزرے کیونکہ تکثر جزئی اہلِ عقل کے نزدیک محال ہے اور جو عقلاً محال ہو وہ ضروری نہیں کہ واقعہ میں بھی محال ہو مثلاً اہلِ عقل کے نزدیک خرق والتیام محال ہے یعنی کوئی جسم خود بخود کھل جائے اور پھر مل جائے مگر شرع میں محال نہیں۔ اسی لئے حضرت عیسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسلام آسمان پر تشریف لے گئے اور آسمان میں خرق و التیام ہوا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم شب اسریٰ میں آسمانوں سے عبور فرما کر لامکان میں تشریف لے گئے اور خرق والتیام ہوا۔ نیز مشاہدہ ہے کہ بعض اولیاء کرام بیک وقت کئی جگہ موجود پائے گئے ہیں۔ لہٰذا اگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب دروازوں سے بیک وقت گزرنا چاہیں تو یہ محال نہیں اس حدیث سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عظمت اور فضیلت ظاہر ہے کہ وہ جنت کے ہر دروازہ سے گزرنے کے مستحق ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں اُمید یقین کے معنیٰ میں ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اسبحانہ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — کیا رمضان یا شہر رمضان کہنا جائز ہے اور جس نے دونوں کو جائز سمجھا"

بَابُ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ ۱۷۸۱ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ وَقَالَ غَيْرُهُ عَنِ اللَّيْثِ قَالَ ثَنِي عُقَيْلٌ وَيُونُسُ لِهِلَالِ رَمَضَانَ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے اور فرمایا رمضان سے آگے روزے نہ رکھو!"

۱۷۷۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان آتا ہے تو جنت کے سب دروازے کھل جاتے ہیں۔"

۱۷۸۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شہر رمضان داخل ہوتا ہے۔ تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور شیطان زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں۔"

۱۷۷۹، ۱۷۸۰ — شرح : ان دونوں حدیثوں سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ رمضان یا شہر رمضان کہنے میں کراہت نہیں کیونکہ دونوں طرح احادیث میں منقول ہے۔ مالکی کہتے ہیں رمضان اللہ کا نام ہے اس لئے "شہر رمضان" کہا جاتا ہے اور اکثر شافعی کہتے ہیں کہ اگر "شہر" پر کوئی قرینہ ہو تو جائز ہے جیسے کہا جاتا ہے "صمت رمضان" اس کا معنی یہ ہے کہ میں نے رمضان کے مہینہ کے روزے رکھے" اگر اس قسم کا کوئی قرینہ نہ ہو تو صرف رمضان کہنا مکروہ ہے۔ اس ماہ کو رمضان اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں گناہ جل جاتے ہیں کیونکہ "رمضاء" کا معنی سخت گرمی ہے۔ اور "رمض" کا معنی گرمی ہے اس سے رمضان ہے۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جنت کے دروازوں کا کھلنا اور بند ہونا حقیقتہً ہو سکتا ہے کیونکہ دروازوں کا کھلنا اور بند ہونا رمضان کے مہینہ کے داخل ہونے کی علامت ہے اور اس کی حرمت کی تعظیم ہے۔

شیطانوں کو زنجیروں میں اس لئے جکڑا جاتا ہے کہ وہ مومنوں کو اذیت پہنچانے اور ان کو پریشان کرنے سے رک جائیں نیز مجازی معنی بھی مراد ہو سکتا ہے اور اس میں کثرت ثواب کی طرف اشارہ ہے اور شیطانوں کا لوگوں کو گمراہ کرنے میں کمی آجاتی ہے اور وہ مسلمانوں کی مثل ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے خیر کی راہیں کھول دیتا ہے وہ اس مہینہ میں نیک اعمال کرتے ہیں جو عموماً دوسرے مہینوں میں نہیں کرتے جیسے روزے رکھنا صدقات و خیرات کرنا وغیرہ وغیرہ اور یہ تمام جنت میں داخل ہونے کے اسباب اور دروازے ہیں (کرمانی)

بَابُ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا وَّنِيَّةً وَّقَالَتْ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبْعَثُوْنَ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ۔

۱۷۸۲ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا هِشَامٌ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

اگر یہ سوال ہو کہ دیکھا جاتا ہے کہ کبھی رمضان شریف میں گناہ زیادہ واقعہ ہوتے ہیں۔ اگر شیطان زنجیروں میں جکڑے جاتے ہیں تو گناہ سرزد کیوں ہوتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ان روزہ داروں کے لئے ہے جو روزہ کی شرائط کی پابندی کرتے ہیں اور اس کے آداب کی رعایت کرتے ہیں (عینی)

بعض علماء نے کہا صرف سرکش شیطان جکڑے جاتے ہیں تمام شیطان نہیں جکڑے جاتے۔ مشاہدہ ہے کہ رمضان مبارک کے مہینہ میں شرور میں کمی آجاتی ہے اور شیطانوں کے جکڑے جانے کو یہ لازم نہیں کہ گناہ واقع ہی نہ ہوں۔ کیونکہ گناہوں کے اسباب شیطانوں کے علاوہ بھی ہیں جیسے خبیث نفس بُری عادات اور انسانی شیطان یہ بھی تو انسان کو گناہ پر آمادہ کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ سبحانہ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — چاند دکھائی دینے کا بیان

۱۷۸۱ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جب چاند دیکھو تو روزے رکھو اور جب اسے دیکھو تو افطار کرو اور اگر تم پر بادل چھا جائے تو اس کا اندازہ لگاؤ (تیس دن پورے کرو) یحییٰ کے غیر نے لیث سے بروایت کی انھوں نے کہا مجھ سے عقیل اور یونس نے ہلالِ رمضان کے متعلق بیان کیا۔

۱۷۸۱ — شرح : رویت ہلال کے لئے تمام مسلمانوں کا دیکھنا شرط نہیں بعض مسلمانوں کا ہلال کو دیکھ لینا کافی ہے۔ اگر آسمان پر بادل ہو تو دو عادل مردوں کا دیکھنا شرط ہے مگر ہلالِ رمضان کی رویت کے لئے ایک عادل مرد کا دیکھنا کافی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا لوگوں نے چاند دیکھا تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے چاند دیکھا ہے تو آپ نے روزہ رکھا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

بَابٌ اَجْوَدُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ

١٧٨٣ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ اَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَكَانَ اَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ جِبْرِيْلُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ حَتّٰى يَنْسَلِخَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنَ فَاِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيْلُ كَانَ اَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ ۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وجوبِ صوم کی علت رویتِ ہلال ہے اور اگر بادل کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو جس مہینہ میں لوگ موجود ہوں اس کے تیس دن پورے کریں کیونکہ اصل بات یہ ہے کہ مہینہ باقی ہے۔ جمہور ائمہ کا یہی مذہب ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا۔ کہ رمضان مبارک کا اعتقاد کرنا اس وقت صحیح ہے جبکہ چاند لوگ دیکھیں یا عادل شخص شہادت دے یا شعبان کے تیس دن پورے کریں۔ حجاز کے جمہور علماء اور عراق و شام اور مغرب کے جمہور علماء ان میں سے امام مالک، شافعی، اوزاعی، ثوری اور ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔ قنیہ میں ذکر کیا ہے کہ نجومی کے قول پر اعتماد کر لینے میں حرج نہیں اور ابن مقاتل نے کہا اگر نجومیوں کی ایک جماعت چاند کی روئت پر اتفاق کرے تو ان کے قول پر اعتماد کرنے میں حرج نہیں مگر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر ارشاد یہی ہے کہ جب بادل کے باعث چاند نظر نہ آئے تو موجود مہینہ کے تیس دن پورے کرو۔ اسی پر جمہور کا اعتماد ہے واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جس نے ایمان کے ساتھ ثواب کی غرض سے نیّت کر کے رمضان کے روزے رکھے!

"ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگ اپنی نیتوں کے مطابق قبروں سے اٹھائے جائیں گے"

١٧٨٢ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے کھڑا ہوا اس کے اگلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ فِي الصَّوْمِ

۱۷۸۴ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ ثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ ثَنَا سَعِيدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ ۔

۱۷۸۲ — شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث کا کچھ حصہ اس لئے ذکر کیا کہ اعمال میں نیت اصل ہے کیونکہ قیامت میں لوگ اپنی نیتوں کے مطابق اُٹھائے جائیں گے اگر وہ نیتوں میں مخلص ہوں گے تو ان کو ثواب ملے گا ورنہ نہیں یہاں سے علماء نے کہا کہ کافر ہمیشہ دوزخ میں اس لئے رہے گا کہ اس کی نیت یہ تھی کہ اگر وہ ہمیشہ کے لئے زندہ رہے گا تو کفر کرتا رہے گا ،، علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا احتساباً ،، کا معنیٰ عزیمت ہے ۔ یعنی وہ رمضان کا روزہ اس قصد کے ساتھ رکھے کہ اس کو ثواب حاصل ہوگا اور وہ روزہ کو بوجھ نہ سمجھے اور نہ ہی روزوں کے دن لمبے سمجھے بلکہ طیب نفس سے روزہ رکھتا رہے ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم !

باب — نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رمضان میں بہت سخی ہوتے تھے ،،

۱۷۸۳ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور بہت زیادہ سخی رمضان مبارک میں ہوتے جبکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ سے ملتے اور جبرائیل علیہ السلام آپ سے رمضان مبارک میں ہر رات ملتے حتیٰ کہ رمضان مبارک گزر جاتا ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل علیہ السلام کو قرآن سُنایا کرتے تھے اور جب آپ کو جبرائیل ملتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھلی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوتے تھے ۔

۱۷۸۳ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان مبارک میں اس لئے زیادہ سخاوت کرتے تھے کہ اس مہینہ میں صدقہ کا ثواب دگنا ہوتا ہے اور اس مہینہ میں روزے رکھے جاتے ہیں اور یہ اعلیٰ عبادت ہے اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "روزہ میرے لئے ہے اور اس کی جزاء میں ہی دیتا ہوں ،، نیز اس مہینہ میں لیلۃ القدر ہے اور اسی مہینہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن پاک کا دَور کیا کرتے تھے ۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بزرگانِ دین کسی کے گھر آئیں تو گھر والوں کو زیادہ سے زیادہ سخاوت کرنی چاہیئے ۔ جیسا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا جبکہ جبرائیل علیہ السلام آپ کی ملاقات کرتے تھے

بَابٌ هَلْ يَقُوْلُ اِنِّىْ صَائِمٌ اِذَا شُتِمَ ـ ۱۷۸۵- حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى ثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ عَطَاءٌ عَنْ اَبِىْ صَالِحِ الزَّيَّاتِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهٗ اِلَّا الصِّيَامَ فَاِنَّهٗ لِىْ وَاَنَا اَجْزِىْ بِهٖ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّىْ امْرُءٌ صَائِمٌ وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَخَلُوْفُ فِى الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ وَاِذَا لَقِىَ رَبَّهٗ فَرِحَ بِصَوْمِهٖ

باب — جو شخص روزے کی حالت میں جھوٹ اور اس پر عمل ترک نہ کرے ''

۱۷۸۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جھوٹ اور اس پر عمل نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کا کھانا ، پینا چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ۔

۱۷۸۴ — شرح : قاضی بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا روزہ رکھنے کا مقصد صرف بھوکا پیاسا رہنا نہیں ہے ۔ بلکہ اس کا مقصد شہوت کو ختم کرنا اور نفس امارہ بالسوء کو نفس مطمئنہ کے تابع کرنا ہے اور جب روزہ دار کو یہ چیز حاصل نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر کرم سے نہیں دیکھے گا اور نہ ہی اس کی طرف کرم کی نگاہ سے متوجہ ہوگا ''

ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حدیث میں حاجۃ کو ارادہ کی جگہ ذکر کر دیا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی شئی کا محتاج نہیں یعنی اللہ تعالیٰ اس کے روزے سے یہ ارادہ نہیں کرتا '' ابو عمر رحمہ اللہ نے کہا اس کا معنیٰ یہ نہیں کہ جھوٹ بولنے والے کو روزہ ترک کرنے کا حکم دیا جائے بلکہ اس کا معنیٰ جھوٹ سے باز رکھنا ہے ۔ جیسے '' مَنْ بَاعَ الْخَمْرَ فَلْيُشَقِّصِ الْخَنَازِيْرَ یعنی جس نے شراب بیچا اس نے خنزیر کو ذبح کیا ۔ اس میں شراب بیچنے سے ڈرانا مقصد ہے ایسے ہی حدیث میں روزہ دار کو جھوٹ بولنے سے ڈرانا مقصد ہے ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

باب — جب روزہ دار کو گالی دی جائے تو وہ کہے میں روزہ سے ہوں ''

بَابُ الصَّوْمِ لِمَنْ خَافَ عَلٰى نَفْسِهِ الْعُزُوبَةَ -

۱۷۸۶ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ بَيْنَا اَنَا اَمْشِیْ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنِ

۱۷۸۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ابنِ آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہے مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دیتا ہوں۔ روزہ ڈھال ہے جب تم میں سے کسی کا روزے کا دن ہو تو وہ بُری باتیں اور شور و غوغا نہ کرے اگر اس کو کوئی گالی دے یا اس سے جھگڑا کرے تو وہ اسے یہ کہے میں روزہ سے ہوں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک ہے۔ البتہ روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہے۔ روزہ دار کو دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں جب افطار کرے تو خوش ہوتا ہے اور جب اپنے رب سے ملے گا تو روزہ کے سبب خوش ہوگا۔

۱۷۸۵ — شرح : علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ انسان کا ہر عمل اس کی ذات کے لئے ہے اس میں اس کا دخل ہے کیونکہ لوگ اس کے عمل پر مطلع ہوتے ہیں اور وہ اپنے عمل کے باعث لوگوں سے بدلہ لیتا ہے وہ اس کی ستائش کرتے ہیں اور اس وجہ سے وہ دُنیا کے مزے سے لُطف اندوز ہوتا ہے۔ مگر روزہ ایسی عبادت ہے جو خالص میرے لئے ہے اس پر کوئی شخص مطلع نہیں ہوتا۔ اگر یہ سوال ہو کہ انسان کے تمام اعمال اس کے لئے نہیں کیونکہ بُرے اعمال تو اس کے لئے وبال ہوتے ہیں وہ اس کے لئے نہیں ہوتے اس کا جواب یہ ہے کہ اعمال سے مراد نیک اعمال ہیں۔ انہی کے سبب انسان لوگوں کی ثناء کا مستحق ہوتا ہے۔ دیگر مباحث حدیث ع۱۷۷۵ کی شرح میں ملاحظہ کریں۔ روزہ دار افطار کے وقت اس لئے خوش ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو روزہ پورے کرنے کی توفیق دی ہے۔ اور روزہ کو فاسد کرنے والی اشیاء سے محفوظ رہا ہے یا سارا دن بھوکا پیاسا رہنے کے بعد کھانے پینے سے اس کو خوشی ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت اس لئے خوش ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا روزہ قبول کیا ہے اور اس کو اچھا بدلہ دیا ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب — اس شخص کا روزے رکھنا جو غیر شادی شدہ ہونے کے باعث زناء سے ڈرے ،،

۱۷۸۶ — ترجمہ : حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہا تھا تو انھوں نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو آپ نے فرمایا جو کوئی نکاح کرنے کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے کیونکہ نکاح نظر نیچی رکھتا ہے اور شرمگاہ کو زناء سے بچاتا ہے اور جو شخص نکاح کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھے کیونکہ روزے

اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْبَاءَةُ النِّكَاحُ۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا وَقَالَ صِلَةُ عَنْ عَمَّارٍ مَنْ صَامَ يَوْمَ الشَّكِّ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ

اس کو خصی بنا دیتے ہیں،،

۱۷۸۶ — شرح : باءۃ " کا لغوی معنیٰ جماع ہے۔ نکاح کو باءۃ اس لئے کہا جاتا ہے کہ انسان اپنے اہل سے رہتا سہتا ہے جیسے مکان میں رہتا سہتا ہے اس کا استعمال جماع میں ہوتا ہے۔ تو حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ تم میں سے جو شخص نکاح کے اخراجات پر قادر ہونے کے باعث جماع کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے اور جو کوئی نکاح کے مصارف پر قادر نہیں وہ روزے رکھے کیونکہ روزہ شہوت کو کمزور کر دیتا ہے جیسے خصی ہونے سے شہوت ختم ہو جاتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کو زناء کا خطرہ ہو وہ کافور وغیرہ کے استعمال سے شہوت ختم کر سکتا ہے۔

اگر یہ سوال ہو کہ روزہ سے حرارت جوش مارتی ہے اور اس سے شہوت پیدا ہوتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ شروع میں ایسا ہوتا ہے جب مسلسل روزے رکھنے شروع کر دے اور یہ عادت بنا لے تو شہوت کمزور پڑ جاتی ہے جماع کی خواہش کھانے پینے کے تابع ہے وہ اس سے قوی اور کمزور ہوتی ہے۔ اس لئے روزے کی کثرت سے شہوت کمزور ہو جاتی ہے۔

نکاح کی تین قسمیں ہیں پہلی قسم یہ کہ نکاح سنت ہے اور وہ اعتدال کی حالت میں ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " نکاح کرو بچے زیادہ پیدا کرو میں قیامت میں تمہاری کثرت کی وجہ سے پہلی امتوں پر فخر کروں گا۔ دوسری قسم یہ ہے کہ شہوت کے غلبہ کے وقت نکاح کرنا واجب ہے اور نکاح کی تیسری قسم مکروہ ہے جبکہ ظلم کا خوف ہو کیونکہ نکاح کی مشروعیت مصالح کے لئے ہے اور جب نکاح کر کے ظلم کرنے لگے تو نکاح کی مصلحتیں ظاہر نہ ہوں گی پھر وہ اس حالت میں روزے رکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نکاح کو حلال کیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ترغیب دلائی ہے تاکہ لوگ دین میں کمال حاصل کریں اور نظریں نیچی رکھیں کیونکہ شہوت سے محبت کرنا انسان کی فطرت میں داخل ہے۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جب تم چاند دیکھو تو روزے رکھو، اور جب چاند دیکھو تو افطار کرو،،

اور صلہ نے عمار سے روایت کی کہ جس نے شک کے دن روزہ رکھا اس نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی،،

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ ۱۷۸۷ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهُ ۔

۱۷۸۸ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَيْلَةً فَلَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلٰثِيْنَ ۔

۱۷۸۹ ـــ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَخَنَسَ الْإِبْهَامَ فِي الثَّالِثَةِ ۔ ۱۷۹۰ ـــ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ غُبِّيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوْا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِيْنَ ۔

۱۷۸۷ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا ذکر کیا اور فرمایا رمضان کے روزے نہ رکھو حتیٰ کہ چاند دیکھ لو اور نہ ہی روزے افطار کرو حتیٰ کہ چاند دیکھ لو اور اگر تم پہ بادل چھایا ہو تو تیس (۳۰) دن پورے کر لو ۔

۱۷۸۸ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ انتیس راتوں کا بھی ہوتا ہے پس تم روزے نہ رکھو حتیٰ کہ چاند دیکھو اور اگر تم پہ ابر چھایا ہو تو تیس دن کی گنتی پوری کرو ۔

۱۷۸۹ ـــ ترجمہ : جبلہ بن سُحَیم نے کہا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہینہ اتنے اتنے دنوں کا ہوتا ہے اور تیسری بار انگوٹھا دبا لیا (۲۹ دن)

۱۷۹۰ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا انھوں نے کہا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اور اگر بادل چھایا ہو تو شعبان کی گنتی تیس (۳۰) دن پوری کرو ۔

۱۷۸۷ تا ۱۷۹۰ ـــ شرح : شک کا دن وہ ہے جس میں وہ لوگ چاند ہونے کی [illegible] عدالت ناقص ہو اور چاند کے بارے

۱۷۹۱ — حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں ان کی گواہی قابلِ قبول نہ ہو یا لوگوں کی زبانوں پر یہ ہو کہ چاند دیکھا گیا ہے مگر انھوں نے خود نہ دیکھا ہو۔ علامہ عینی اور علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم کے ذکر کرنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ آپ اللہ کے بندوں میں اللہ کے احکام ان کی قدرت کے مطابق ہر زمانہ اور ہر جگہ تقسیم فرماتے ہیں۔ ان احادیث میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ اگر بادل چھایا ہو اور چاند نظر نہ آئے تو تیس[۳۰] دن پورے کرو اس سے صاف ظاہر ہے کہ نجومیوں کے حساب کا چاند کے بارے میں قطعًا اعتبار نہیں شک کے روز رمضان کے روزہ کی نیت مکروہ ہے۔ اگر واقع میں رمضان ثابت ہو جائے تو فرض ادا ہو جاتا ہے۔ اگر اس دن کسی اور واجب کی نیت کی جیسے پہلے رمضان کا روزہ رہ گیا تھا وہ اس روز قضاء کرنے کا ارادہ کیا یا نذر یا کفارہ کے روزہ کی نیت کی تو یہ بھی مکروہ ہے مگر پہلی قسم سے کم مکروہ ہے اور اگر واقع میں شعبان ثابت ہو گیا تو اس کی نیت کے مطابق روزہ ادا ہو گا۔ اگر اس دن میں نفل روزہ کی نیت کرے تو یہ احناف کے مذہب میں مکروہ نہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی یہی ہے۔ افضل یہ ہے کہ خواص لوگ شک کے دن روزہ رکھیں اور عوام زوالِ شمس تک انتظار کریں کچھ کھائیں نہ پئیں پھر اگر رمضان ثابت ہو جائے تو رمضان کے روزہ کی نیت کریں ورنہ افطار کر دیں اور اگر شک کے دن یہ نیت کی کہ اگر کل رمضان ہو گا تو کل رمضان کا روزہ رکھے گا اور اگر کل شعبان ہوا تو روزہ نہ رکھے گا۔ اس صورت میں اس کا روزہ نہ ہو گا۔ اور اگر اس دن یہ نیت کرے کہ اگر کل رمضان ہوا تو رمضان کا روزہ ہو گا اور اگر شعبان ہوا تو اور کسی واجب کی نیت کرے گا یہ مکروہ ہے اور اگر اس دن یہ نیت کی کہ اگر کل رمضان ہوا تو رمضان کا روزہ ہے اور اگر کل شعبان ہوا تو نفلی روزہ رکھے گا۔ یہ بھی مکروہ ہے (عینی) امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا رمضان کا چاند دیکھنے کے لئے دو عادل شخصوں کی گواہی اور ایک اصح روایت کے مطابق ایک عادل کی رؤیت کافی ہے۔ اور عید کے چاند کے لئے ایک عادل کی گواہی کافی نہیں احناف کے مذہب میں اگر آسمان پر بادل چھایا ہو تو ہلالِ رمضان کے لئے امام ایک عادل کی گواہی قبول کر لے اگرچہ وہ آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت کیونکہ دینی امور میں ان سب کی گواہی قبول ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ گواہ کا ظاہری طور پر عادل ہونا کافی ہے۔ اور اگر آسمان پر بادل نہ چھایا ہو تو عظیم جماعت کی گواہی سے چاند ثابت ہو گا جن کی خبر سے یقین ہو جائے۔ آسمان پر بادل وغیرہ کچھ نہ ہو اور مطلع بالکل صاف ہو تو ایک دو اشخاص کی گواہی کا کوئی اعتبار نہیں۔ اہلِ علم کو دینی امور میں خصوصًا جن سے حقوق العباد کا تعلق ہو نہائت احتیاط سے کام لینا چاہیئے اور دنیاوی طمع اور حرص کو مشعلِ راہ ہرگز نہ بنانا چاہیئے اور عوام کو اہلِ علم کی طرف رجوع کرنا چاہیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے — " فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ " واللہ ورسولہ اعلم!

۱۷۹۱ — ترجمہ: ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی [illegible] اپنی بیویوں کے قریب نہ جائیں گے جب

آلیٰ مِنْ نِّسَائِهٖ شَهْرًا فَلَمَّا مَضٰى تِسْعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ يَوْمًا غَدَا اَوْ رَاحَ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّكَ حَلَفْتَ اَلَّا تَدْخُلَ شَهْرًا فَقَالَ اِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعَةً وَّعِشْرِيْنَ يَوْمًا۔

۱۷۹۲ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ آلٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِّسَائِهٖ وَكَانَتْ اِنْفَكَّتْ رِجْلُهٗ فَاَقَامَ فِيْ مَشْرُبَةٍ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ آلَيْتَ شَهْرًا فَقَالَ اِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ۔

بَابٌ شَهْرَا عِيْدٍ لَا يَنْقُصَانِ

۱۷۹۳ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ اِسْحَاقَ هُوَ ابْنُ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِيْ

انتیس (۲۹) دن گزر گئے تو صبح یا شام کو ان کے پاس تشریف لے گئے آپ سے عرض کیا گیا "یا رسول اللہ" آپ نے قسم کھائی تھی کہ ایک مہینہ بیویوں کے پاس نہ جائیں گے تو آپ نے فرمایا مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

۱۷۹۲ ــــ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کے ایک مہینہ قریب نہ جانے کی قسم کھائی جبکہ آپ کے پاؤں میں موچ آگئی آپ بالاخانہ میں انتیس روز ٹھہرے پھر اُترے تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے تو ایک مہینہ علیحدہ رہنے کی قسم کھائی تھی آپ نے فرمایا مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے!

۱۷۹۱، ۱۷۹۲ ــــ شرح: ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا فرمان کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ اپنی بیویوں کے قریب نہ جائیں گے اس سے قسم مراد ہے شرعی ایلاء مراد نہیں کیونکہ شرعی ایلاء یہ ہے کہ اپنی بیوی کے پاس کم از کم چار ماہ نہیں جائے گا ــــ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ " حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب کوئی قسم کھائے کہ وہ ایک یا دو یا تین مہینے اپنی بیوی کے پاس نہیں جائے گا تو یہ شرعی ایلاء نہیں ہے اور ایلاء کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ اس مدت کے اندر بیوی کے پاس چلا گیا تو کفارہ ادا کریگا کیونکہ اس نے قسم توڑ دی ہے اور اگر اس مدت میں بیوی سے جماع نہ کیا تو چار ماہ گزر جانے کے بعد اس کی بیوی کو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ عید کے دو مہینے کم نہیں ہوتے "

مُسَدَّدٌ ثنا مُعْتَمِرٌ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ قَالَ ثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَهْرَانِ لَا يَنْقُصَانِ شَهْرَا عِيْدٍ رَمَضَانُ وَذُوْ الْحِجَّةِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ اِنْ نَقَصَ رَمَضَانُ تَمَّ ذُوْ الْحِجَّةِ وَاِنْ نَقَصَ ذُوْ الْحِجَّةِ تَمَّ رَمَضَانُ وَقَالَ اَبُوْ الْحَسَنِ كَانَ اِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ يَقُوْلُ لَا يَنْقُصَانِ فِي الْفَضِيْلَةِ اِنْ كَانَ تِسْعَةً وَّعِشْرِيْنَ اَوْ ثَلٰثِيْنَ۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ

۱۷۹۴ حَدَّثَنَا اٰدَمُ ثنا شُعْبَةُ ثنا الْاَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ ثنا سَعِيْدُ بْنُ عَمْرٍو اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّا اُمَّةٌ اُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا يَعْنِيْ مَرَّةً تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ وَمَرَّةً ثَلٰثِيْنَ۔

۱۷۹۳ — ترجمہ : عبد الرحمٰن بن ابوبکرہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عید کے دونوں مہینے کم نہیں ہوتے یعنی رمضان اور ذوالحجہ ۔ ابوعبداللہ (امام بخاری نے کہا کہ امام احمد بن حنبل نے کہا اگر رمضان کم ہو (۲۹ دن ہوں) تو ذوالحجہ پورا ہوتا ہے (۳۰ دن) اور اگر ذوالحجہ کم ہو (۲۹ دن) تو رمضان پورا (تیس دن) ہوتا ہے ۔ ابوالحسن نے کہا کہ اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ یہ دو مہینے ثواب میں کم نہیں ہوتے اگرچہ اُنتیس یا تیس دن کے ہوں"

۱۷۹۳ — شرح : یعنی ایک سال میں دونوں مہینے کم نہیں ہوتے ۔ اگر رمضان انتیس دن کا ہو تو ذوالحجہ تیس دن کا ہوگا اور اگر رمضان تیس دن کا ہو تو ذوالحجہ انتیس دن کا ہوگا ۔ دونوں تیس دن کے بھی ہو سکتے ہیں ۔ اس حدیث کا یہ بھی مفہوم ہے کہ اگرچہ یہ مہینے انتیس دن کے ہوں مگر ان کا ثواب پورا ملتا ہے ۔ اگر یہ سوال ہو کہ ماہِ رمضان کو عید کا مہینہ کیسے کہا گیا حالانکہ عید کا مہینہ تو شوال ہے اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ رمضان کے آخر دن میں زوال کے بعد شوال کا چاند نظر آجاتا ہے اور یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ عید روزوں کے قریب ہوتی ہے اس لئے قرب کی وجہ سے عرب عید کو رمضان کی طرف نسبت کر دیتے ہیں ۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم !

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد :

"ہم نہیں لکھتے اور نہ حساب جانتے ہیں"

بَابٌ لَا يَتَقَدَّمُ رَمَضَانُ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ

۱۷۹۵ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمَهُ فَلْيَصُمْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ۔

۱۷۹۴ — ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا ہم پڑھے لکھے نہیں نہ لکھتے ہیں اور نہ حساب جانتے ہیں مہینہ اتنے اتنے دونوں کا ہوتا ہے۔ یعنی کبھی انتیس دن کا اور کبھی تیس دن کا ،،

۱۷۹۴ — شرح : امیہ کا معنیٰ یہ ہے کہ ہم اسی حال پر باقی ہیں جس حال پر ہم پیدا ہوئے تھے یعنی پیدائش کے وقت عموماً انسان پڑھے لکھے نہیں ہوتے۔ امیہ کی طرف نسبت کی ہے کیونکہ غالباً عورتوں کی یہ وصف ہے کہ وہ پڑھنا لکھنا نہیں جانتی ہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ عرب کاتب ہوتے تھے اور ان میں سے اکثر حساب جانتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ عرب اکثر ان پڑھ تھے بہت تھوڑے ایسے لوگ تھے جو پڑھے لکھے تھے اور وہ کالعدم ہیں۔

یہاں حساب سے مراد نجوم کا حساب ہے۔ عرب اس سے ناواقف تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ وغیرہ کو چاند دیکھنے پر موقوف رکھا تاکہ آپ کی امت کو حساب کی تکلیف نہ کرنی پڑے۔ قیامت تک یہی حکم باقی رہے گا اگرچہ بعد میں ایسے لوگ پیدا ہوں جو حساب نجوم میں ماہر ہوں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹل فیصلہ فرما دیا کہ اگر تم پر بادل چھا جائے یا غبار وغیرہ کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو موجود ماہ کو تیس دن شمار کر لو اس سے صاف ظاہر ہے کہ حساب کا قطعاً اعتبار نہیں ورنہ آپ یہ فرما دیتے کہ اہل حساب سے دریافت کر لو۔ البتہ رافضی اہل حساب کی طرف رجوع کرتے ہیں اور بعض فقہا بھی ان کی موافقت کرتے ہیں لیکن سلف صالحین کا اجماع اس کے خلاف ہے اور وہی حجت و دلیل ہے۔ کیونکہ شریعت مطہرہ نے علم نجوم میں مشغول ہونے سے منع فرمایا ہے کیونکہ یہ علم محض تخمینہ پر مبنی ہے اس میں نہ تو قطعیت پائی جاتی ہے اور نہ ہی یہ ظن غالب کا مفید ہے۔ اگر بالفرض علم نجوم پر انحصار کر لیا جائے تو معاملہ زیادہ خطرناک ہو جاتا ہے کیونکہ نجوم جاننے والے لوگ بہت کم ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ احکام میں اشارہ معتبر ہے چنانچہ اگر کسی نے کہا کہ اس کی بیوی کو طلاق ہے اور تین انگلیوں سے اشارہ کیا تو تین طلاقیں واقع ہوں گی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھے

۱۷۹۵ — ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ نہ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْاٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ۔

رکھے مگر وہ شخص جو اس دن روزہ رکھا کرتا ہو تو وہ اس دن روزہ رکھ لے۔

۱۷۹۵ — **شرح** : یعنی جس شخص کی عادت ہو کہ وہ جمعرات کو مثلاً روزہ رکھا کرتا ہے اور اتفاق ایسا ہوا کہ وہی دن شعبان کا آخری دن تھا یا اس نے نذر مانی کہ وہ اس دن روزہ رکھے گا یا اس کے ذمہ قضاء تھی اور وہ اس دن ادا کرنا چاہتا ہے یا اس دن کفارہ کا روزہ رکھنا ہے تو جائز ہے اور روزہ رکھنے میں کراہت نہیں۔ البتہ رمضان کے روزہ کی نیت سے ایک دن پہلے روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ بعض علماء نے شعبان کے آخر میں ایک دو روزے رکھنے کو مکروہ ہونے کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ آدمی کو رمضان سے پہلے آرام کرنا چاہیئے تاکہ اس کو رمضان کے روزے رکھنے کی قوت حاصل ہو جائے اور اس کو بوجھ محسوس نہ ہو۔ بعض علماء یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ شعبان کے آخر کے روزے نفل ہیں اور یہ روزے رکھنے سے فرض اور نفل خلط ملط ہوگا اس سے لوگوں میں شک پیدا ہونے کا امکان ہے نیز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے کا حکم فرمایا اور اس کو رؤیت ہلال سے مقید کیا گویا کہ رؤیت ہلال کو رمضان کے روزہ کی علت قرار دیا اور جس نے ایک دو دن پہلے روزہ رکھا اس نے علت میں طعن کی اور یہ سخت مکروہ ہے اور قضاء اور نذر کا روزہ رکھنے میں ضرورت ہے کیونکہ یہ واجب ہیں اور عادت کا خلاف سخت ہے کیونکہ وہ اس کی محبوب غذا ہے لہٰذا ان میں سے کوئی بھی استقبال رمضان میں داخل نہیں (کرمانی) علماء کی ایک جماعت نے جن میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں شعبان کے آخری دن میں نفلی روزہ رکھنا جائز کہا ہے۔ انھوں نے ام المؤمنین عائشہ اور ان کی ہمشیرہ اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال کیا کہ وہ شک کے دن نفلی روزہ رکھتی تھیں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا شعبان میں ایک دن روزہ رکھنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ رمضان میں ایک دن افطار کروں امام اوزاعی اور احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما بھی یہی فرماتے ہیں، امام حسن بصری نے کہا جب رات کو رمضان کا روزہ رکھنے کی نیت کی پھر شروع دن یا آخر دن میں معلوم ہوا کہ چاند نظر آگیا ہے تو روزہ جائز ہے اور اس کا فرض ادا ہو جائیگا۔ امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری، اوزاعی رضی اللہ عنہم کا مذہب بھی یہی ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ ثابت نے انس سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان کے بعد شعبان کے روزے افضل ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں صدقہ بن موسیٰ ہے یحییٰ بن سعید نے کہا اس کی حدیث کوئی شئ نہیں اور نسائی اور ابوداؤد نے اسے ضعیف کہا ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد "تمہارے لئے روزوں کی راتوں میں اپنی بیویوں سے جماع کرنا حلال کر دیا گیا ہے وہ تمہاری

۱۷۹۶ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَائِمًا فَحَضَرَ الْإِفْطَارُ فَنَامَ قَبْلَ أَنْ يُفْطِرَ لَمْ يَأْكُلْ لَيْلَتَهُ وَلَا يَوْمَهُ حَتَّى يُمْسِيَ وَإِنَّ قَيْسَ بْنَ صِرْمَةَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَ صَائِمًا فَلَمَّا حَضَرَ الْإِفْطَارُ أَتَى امْرَأَتَهُ فَقَالَ لَهَا أَعِنْدَكِ طَعَامٌ قَالَتْ لَا وَلَكِنْ أَنْطَلِقُ وَأَطْلُبُ لَكَ وَكَانَ يَوْمَهُ يَعْمَلُ فَغَلَبَتْهُ عَيْنُهُ فَجَاءَتْهُ امْرَأَتُهُ فَلَمَّا رَأَتْهُ قَالَتْ خَيْبَةً لَكَ فَلَمَّا انْتَصَفَ النَّهَارُ غُشِيَ عَلَيْهِ فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ فَفَرِحُوا بِهَا فَرَحًا شَدِيدًا وَنَزَلَتْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ۔

لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو۔ اللہ جانتا ہے کہ تم چھپ کر یہ کرتے ہو اس نے تم پر توجہ کی اور تم کو معاف کر دیا اب تم ان سے جماع کر سکتے ہو۔ اور اللہ نے جو تمہاری قسمت میں کر دیا ہے اس کو تلاش کرو۔"

۱۷۹۶ ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جب کوئی روزہ رکھتا اور افطار کا وقت آتا اور وہ روزہ افطار کرنے سے پہلے سو جاتا تو وہ ساری رات اور سارا دن نہ کھاتا پیتا حتی کہ شام ہو جاتی اور قیس بن صرمہ انصاری روزہ سے تھے جب افطار کا وقت آیا تو وہ اپنی بیوی کے پاس آئے اور اس سے کہا کیا تمہارے پاس کھانا ہے؟ اس نے کہا نہیں لیکن میں جاتی ہوں اور کھانا تلاش کر لاتی ہوں۔ وہ سارا دن کاروبار کرتے رہے تھے اس لئے ان پر ان کی آنکھوں نے غلبہ کیا (اور وہ سو گئے) جب اس کی بیوی آئی اور اس کو سویا ہوا دیکھا تو کہا تم خسارہ میں پڑ گئے۔ جب آدھا دن گزرا تو وہ بیہوش ہو گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا ذکر کیا گیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی " أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ "، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سے بہت خوش ہوئے اور یہ آیت نازل ہوئی" کھاؤ پیو حتی کہ تمہارے لئے سفید دھاگہ کالے دھاگہ سے ممتاز ہو جائے"۔

۱۷۹۶ شرح: اس حدیث میں آیت کریمہ کی حدیث سے مناسبت اس طرح ہے کہ جب رات کو بیوی سے جماع کرنا حلال ہے تو کھانا پینا بطریق اولیٰ حلال ہے یا [illegible] " كُلُوا وَاشْرَبُوا " اس میں شامل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ فِيْهِ الْبَرَاءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ ۱۷۹۷ــــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ ثَنَا هُشَيْمٌ اَنَا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ عَمَدْتُ اِلٰى عِقَالٍ اَسْوَدَ وَاِلٰى عِقَالٍ اَبْيَضَ فَجَعَلْتُهُمَا تَحْتَ وِسَادَتِيْ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ فِي اللَّيْلِ فَلَا يَسْتَبِيْنُ لِيْ فَغَدَوْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ اِنَّمَا ذٰلِكَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ۔

باب ــــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ تمہارے لئے سفید دھاگا سیاہ دھاگے سے ممتاز ہو جائے پھر روزے رات تک پورے کرو"

اس بارے میں حضرت براء رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے"

۱۷۹۷ ــــ ترجمہ : عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب یہ آیت "یہاں تک کہ تمہارے لئے سفید دھاگا، سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے" نازل ہوئی تو میں نے سیاہ رسی اور سفید رسی اپنے سرہانے کے نیچے رکھ لی اور رات کو دیکھتا رہا اور وہ ظاہر نہ ہوئی صبح کو میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے یہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا یہ تو رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے۔

۱۷۹۷ ــــ شرح : عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے سفید دھاگے اور سیاہ دھاگے کو حقیقت پر محمول کر کے دونوں سرہانے کے نیچے رکھ لئے حالانکہ ان سے مراد رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے یعنی دن رات سے واضح ہو جائے اور طلوع فجر ہو جائے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن کی تفہیم و تفہّم کے لئے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت ہے کسی کی رائے کو اس میں دخل نہیں۔ اور نہ ہی افکارِ انسانی قرآن کے مفہوم تک پہنچ سکتی ہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ [illegible] ہجری میں مسلمان ہوئے ایسا ہی محمد بن اسحاق صاحب المغازی نے ذکر کیا ہے [illegible] حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ عدی بن حاتم اس آیت [illegible]

[illegible] ثنا سعید بن ابی مریم ثنا ابن ابی حازم عن ابیہ عن سھل [illegible] و حدثنی سعید بن ابی مریم ثنا ابو غسان محمد بن مطرف ثنی ابو حازم عن سھل بن سعد قال انزلت وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود ولم ینزل من الفجر فکان رجال اذا ارادوا الصوم ربط احدھم فی رجلیہ الخیط الابیض والخیط الاسود ولایزال یاکل حتی یتبین لہ رؤیتھما فانزل اللہ بعد من الفجر فعلموا انہ انما یعنی اللیل والنھار۔

وہ پہلے مسلمان ہو چکے تھے حالانکہ اس طرح نہیں“، اس کا اچھا جواب یہ ہے کہ حدیث میں کچھ عبارت محذوف ہے یعنی جب یہ آئت نازل ہوئی پھر میں حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا اور شریعت مطہرہ کے احکام سیکھے تو میں نے سیاہ اور سفید رسیاں تکیہ کے نیچے رکھیں الخ ۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی روائت اس جواب کی تائید کرتی ہے ۔ انھوں نے کہا عدی بن حاتم نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اور روزہ کی تعلیم دی اور فرمایا ایسے نماز پڑھو اور ایسے روزے رکھو جب سورج غائب ہو جائے تو کھاؤ پیو حتی کہ سفید دھاگا سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے الخ ۔ واللہ تعالیٰ سبحانہ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

۱۷۹۸ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آئت کریمہ ”وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود“ نازل ہوئی اور ”من الفجر“ کا لفظ نازل نہیں ہوا تھا اور لوگ جب روزہ کا ارادہ کرتے تو ان میں بعض اپنے پاؤں سے سفید اور سیاہ دھاگے باندھ لیتے اور کھاتے رہتے حتی کہ ان کا رنگ ظاہر ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد ”من الفجر“ کا لفظ نازل کیا تو لوگوں کو معلوم ہوا کہ اس سے مراد دن اور رات ہے ۔

۱۷۹۸ — شرح : یعنی من الفجر صبح کا بیان ہے اور اس قرینہ ”من اللیل“ رات کا بیان ہے ۔ قرآن کریم میں صرف ”من الفجر“ پہ اکتفا ہے اگر یہ سوال ہو کہ وقت ضرورت سے بیان کی تاخیر جائز نہیں جیسا کہ اصول فقہ میں ثابت ہے ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سیاہ اور سفید دھاگوں کا استعمال رات اور دن میں مشہور ہے یہ بیان کا محتاج نہیں لہذا من الفجر ہی کافی ہے ۔ بعض لوگوں پہ اس کا اشتباہ ہوا تو انھوں نے ان کو دو دھاگوں پہ محمول کیا ۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ فعل اس شخص سے صادر ہوا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں حاضر نہ ہوتا تھا اور وہ دیہاتی شخص تھا جس کو اس کی سمجھ حاصل نہیں تھی یا اس کی لغت میں دونوں دھاگوں کا استعمال رات اور دن میں معروف نہ تھا ۔ اگر یہ سوال ہو کہ سیاہ اور سفید دھاگوں سے کیا مراد ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ابیض وہ سفیدی ہے جو فجر

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعَنَّكُمْ مِنْ سَحُوْرِكُمْ اَذَانُ بِلَالٍ ۱۷۹۹ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ اَبِيْ اُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَالْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ بِلَالًا كَانَ يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُؤَذِّنَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَاِنَّهُ لَا يُؤَذِّنُ حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ قَالَ الْقَاسِمُ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَ اَذَانِهِمَا اِلَّا اَنْ يَّرْقٰى ذَا وَ يَنْزِلَ ذَا —

کے وقت آسمان کے کنارے پھیل جاتی ہے جیسے سفید لمبا دھاگہ ہوتا ہے اور اسود آخر رات کا اندھیرا ہے جو سفیدی کے ساتھ ملا ہوتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد:
بلال کی اذان تم کو سحری کھانے سے نہ روکے "

۱۷۹۹ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بلال رات کو اذان کہا کرتے تھے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دے کیونکہ وہ اذان نہیں دیتے حتی کہ فجر طلوع ہو جائے۔ قاسم نے کہا (بلال اور ابن ام مکتوم) دونوں کی اذانوں کے درمیان صرف اتنا فرق ہوتا تھا کہ ایک چڑھتا تھا اور دوسرا اترتا تھا۔

۱۷۹۹ — شرح: سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو رات اذان دینے کا حکم فرمایا تھا تاکہ جو لوگ مسجد میں رات کے نوافل پڑھتے ہیں وہ اپنے گھروں کو لوٹ جائیں اور جو لوگ سو رہے ہیں وہ بیدار ہو کر سحری کا اہتمام کریں اور لوگ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کے بعد سحری کھاتے تھے۔ اور ابن ام مکتوم اس وقت اذان کہتے تھے جب لوگ اسے کہتے کہ فجر طلوع ہو چکی ہے۔ حدیث کے مطالعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ صرف رمضان مبارک میں رات کو اذان کہتے تھے تاکہ لوگ ان کی اذان کے بعد سحری کھائیں۔ تہجد کی نماز کے لئے یہ اذان نہیں دی جاتی تھی۔ کیونکہ نوافل کی نماز کے لئے اذان دینا مکروہ ہے۔ اور سارا سال رات کو اذان دینا خلاف سنت ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پر عمل نہ تھا اور نہ ہی ان کے بعد کسی نے اس پر عمل کیا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ دار صبح صادق تک کھا پی سکتا ہے۔ جب صبح صادق طلوع ہو جائے تو کھانا پینا بند کرے۔ جمہور صحابہ کرام اور تابعین عظام رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔

بَابُ تَعْجِيْلِ السَّحُوْرِ ۱۸۰۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كُنْتُ اَتَسَحَّرُ فِیْ اَهْلِیْ ثُمَّ يَكُوْنُ سُرْعَتِیْ اَنْ اُدْرِكَ السُّجُوْدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

بَابُ قَدْرِ كَمْ بَيْنَ السَّحُوْرِ وَصَلٰوةِ الْفَجْرِ

۱۸۰۱ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا هِشَامٌ ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالسَّحُوْرِ قَالَ قَدْرُ خَمْسِيْنَ اٰيَةً۔

باب — سحری میں تاخیر کرنا "

۱۸۰۰ — ترجمہ: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا میں اپنے گھر سحری کھاتا پھر میں جلدی کرتا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پالوں"

۱۸۰۰ — شرح: یعنی زمانہ رسالت میں سحری تاخیر سے کھائی جاتی تھی۔ اور بعد میں صبح کی نماز جلدی پڑھ لیتے تھے کیونکہ عادۃً رمضان میں لوگ مسجد میں جلدی آجاتے ہیں اور نمازیوں کی کثرت سے ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ یہ حدیث "اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ" کے منافی نہیں کیونکہ صبح کی نماز کا ثواب اسفار میں زیادہ ہے جبکہ اسفار میں لوگ بکثرت مسجد میں آتے ہیں کثرتِ ثواب کا مدار نمازیوں کی کثرت پر موقوف ہے اور رمضان میں نمازیوں کی کثرت اول وقت میں ہو جاتی ہے واللہ ورسولہ اعلم!

باب — سحری اور فجر کی نماز کے درمیان کتنا وقت ہوتا تھا؟

۱۸۰۱ — ترجمہ: زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی پھر آپ نماز کے لئے کھڑے ہوگئے انس نے کہا میں نے کہا اذان اور سحری کے درمیان کتنا وقت تھا؟ زید بن ثابت نے کہا پچاس آیات پڑھنے کے برابر"

۱۸۰۱ — شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سحری کھانے میں تاخیر مستحب ہے کیونکہ اس میں آسانی ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت

بَابُ بَرَكَةِ السَّحُورِ مِنْ غَيْرِ اِيْجَابٍ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَهُ وَاصَلُوْا وَلَمْ يُذْكَرِ السَّحُوْرُ ۔ ۱۸۰۲ ــــ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاصَلَ فَوَاصَلَ النَّاسُ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَنَهَاهُمْ قَالُوْا فَاِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اِنِّيْ اَظَلُّ اُطْعَمُ وَ اُسْقٰى۔ ۱۸۰۳ ــــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ ثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنِ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِي السَّحُوْرِ بَرَكَةً ــــ

کے لئے آسانی پسند فرماتے تھے۔ اگر یہ سوال ہو کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فجر کی اذان سے پچاس آیتیں پڑھنے کے برابر پہلے سحری سے فارغ ہوجاتے تھے۔ حالانکہ حضرت حذیفہ کی حدیث میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ صبح کے بعد سحری سے فارغ ہوتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کرنے کے بعد کہا کہ حذیفہ کی روایت کے خلاف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اور شیخین نے اس پر اتفاق کیا ہے اور وہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کو بلال کی اذان کھانے پینے سے منع نہ کرے تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دے۔ ہو سکتا ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس آیت سے پہلے کی ہو کہ کھاتے پیتے رہو حتیٰ کہ سفید اور سیاہ دھاگے ظاہر ہو جائیں۔ قرآن کریم نے سفید دھاگے کے ظہور سے روزہ واجب کیا ہے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کھانا پینا حرام کر دیا ہے تو اس کے بعد سحری کیسے جائز ہو سکتی ہے۔ الحاصل حضرت حذیفہ کی حدیث قرآن کریم کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ــــ سحری کھانے کی برکت مگر یہ واجب نہیں "

کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مسلسل روزے رکھے اور ان میں سحری کا ذکر نہیں "

۱۸۰۲ ــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پے در پے روزے رکھے تو صحابہ کرام نے بھی پے در پے روزے رکھے۔ اور ان کو سخت تکلیف ہوئی تو آپ نے ان کو روک دیا۔ انھوں نے کہا "یا رسول اللہ" آپ تو پے در پے روزے رکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہاری مثل نہیں ہوں مجھے کھلایا پلایا جاتا ہے۔

بَابٌ اِذَا نَوٰی بِالنَّهَارِ صَوْمًا وَقَالَتْ اُمُّ الدَّرْدَاءِ كَانَ اَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُوْلُ عِنْدَكُمْ طَعَامٌ فَاِنْ قُلْنَا لَا قَالَ فَاِنِّىْ صَائِمٌ يَوْمِىْ هٰذَا وَفَعَلَهٗ اَبُوْطَلْحَةَ وَاَبُوْهُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَحُذَيْفَةُ ۔ ۱۸۰۴ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا يُنَادِىْ فِى النَّاسِ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ اَنَّ مَنْ اَكَلَ فَلْيُتِمَّ اَوْفَلْيَصُمْ وَمَنْ لَمْ يَاْكُلْ فَلَا يَاْكُلْ ۔

۱۸۰۳ ــــ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہوتی ہے ۔

۱۸۰۲ ، ۱۸۰۳ ــــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "سحری کھاؤ" یہ امر استحباب کے لئے ہے قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سحری کھانا مستحب ہے واجب نہیں نیز امر اس وقت وجوب کے لئے ہوتا ہے جب وجوب کے خلاف قرینے سے خالی ہو اور یہاں ایسا نہیں کیونکہ سحری کھانے سے بدن کی قوت بحال رہتی ہے اور اس میں ہمارا نفع ہے اگر امر وجوب کے لئے ہو تو یہ ہمارے لئے تکلیف دہ ہوگا ۔ روزوں میں وصال کا معنی یہ ہے کہ روزے رکھے اور رات کو افطار نہ کرے ۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "مجھے کھلایا پلایا جاتا ہے" کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی قوت دی ہے جو کھانے پینے سے مستغنی کرتی ہے اور بھوک پیاس محسوس تک نہیں ہوتی اور وہ شراب محبت ہے یعنی میں اللہ تعالیٰ کی محبت میں مستغرق رہتا ہوں مجھے بھوک پیاس کا خیال تک نہیں ہوتا جو بدن کمزور کرتی ہے اور طاعت میں کمی واقع کرتی ہے اور حواس کو بوجھل کرتی ہے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حدیث کا معنی ظاہر پر مبنی ہو کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت سے کھلاتا پلاتا ہو کیونکہ جنت کا طعام دنیا کے طعام سا نہیں اور نہ ہی جنت کا پانی دنیا کے پانی سا ہے جس سے روزہ افطار ہو جائے اس میں آپ کا اکرام و افضال ہے ۔ بعض علماء نے کہا وصال کے روزے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے ہیں اور لوگوں کے لئے حرام ہیں کیونکہ اس سے جسم میں ضعف پیدا ہوتا ہے اور کثیر عبادات ادا کرنے میں عجز پیدا ہوتا ہے اسی لئے حضرات بندگان دین اپنے چلّوں میں مغرب کے وقت ایک آدھ لقمہ اور ایک دو گھونٹ پانی پی لیتے ہیں تاکہ حد کراہت سے باہر رہیں ۔ امام ابو حنیفہ ، مالک ، شافعی اور دیگر فقہاء کی ایک جماعت وصال کے روزے مکروہ جانتے ہیں اور وصال کے روزہ کی اجازت نہیں دیتے ۔ اگرچہ کوئی وصال کی قدرت رکھتا ہو کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منع فرما دیا ہے ۔ سحری کھانے میں برکت اس لئے ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سحور میں برکت کی دعاء فرمائی ہے ۔ امام نسائی نے عبد اللہ بن حارث سے روایت کی کہ ایک صحابی نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس گیا جبکہ آپ سحری کھا رہے تھے آپ نے فرمایا یہ برکت ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو عطاء کی ہے۔ اس کو مت چھوڑو۔
واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جب دن میں روزہ کی نیت کی "

ام درداء رضی اللہ عنہا نے کہا ابو درداء کہتے کیا تمہارے پاس کھانا ہے اگر ہم کہتے نہیں تو وہ کہتے آج میرا روزہ ہے۔ ابوطلحہ، ابوہریرہ، ابن عباس اور حذیفہ رضی اللہ عنہم نے بھی ایسا کیا"

۱۸۰۴ — ترجمہ: سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو عاشوراء کے دن بھیجا کہ لوگوں میں اعلان کر دے کہ جس نے (اب تک) کھا پی لیا ہے وہ باقی دن پورا کرے یا روزہ رکھے اور جس نے نہیں کھایا وہ نہ کھائے۔

۱۸۰۴ — شرح: یعنی جس نے اب تک کچھ کھا پی لیا ہے وہ شام تک نہ کھائے اور روزہ رکھ لے کیونکہ اس میں وقت کا احترام ہے جیسے کوئی شخص شک کے دن صبح کچھ کھا لے پھر معلوم ہو جائے کہ آج کا دن یقیناً رمضان کا دن ہے تو وہ شام تک باقی دن کچھ نہ کھائے کیونکہ اس میں رمضان کا احترام ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بعض دن کا روزہ درست نہیں۔ یہ صرف مستحب ہے تاکہ وقت کا احترام ہو اور روزہ داروں سے مشابہت ہو۔ اس حدیث سے احناف نے استدلال کیا کہ جو شخص رات کو روزہ کی نیت نہ کرے اس کا روزہ صحیح ہے۔ فرض ہو یا نفلی روزہ ہو کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دن کے بعض حصہ میں روزہ رکھنے کا حکم فرمایا معلوم ہوا روزہ کے لئے رات کو نیت کرنا شرط نہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا کہ یہ تو اس پر موقوف ہے کہ عاشوراء کا روزہ فرض تھا حالانکہ وہ فرض نہ تھا۔ مگر یہ جواب صحیح نہیں کیونکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جاہلیت میں قریش عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ روزہ رکھتے تھے جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے یہ روزہ رکھا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم فرمایا اور جب رمضان مبارک فرض ہوا تو فرمایا جو چاہے عاشوراء کا روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے (بخاری و مسلم) اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ عاشوراء کا روزہ رمضان کے فرض ہونے سے پہلے فرض تھا۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے چند احادیث ذکر کرنے کے بعد فرمایا ان آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ عاشوراء کا روزہ فرض تھا اور صبح کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ کا حکم فرمانا اس کے وجوب کی دلیل ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نفلی روزہ میں جبکہ صبح کے بعد کچھ کھا پی لیا ہو امساک کا حکم نہیں فرماتے تھے اور نہ ہی یہ فرماتے تھے کہ جس نے روزہ نہیں رکھا وہ روزہ رکھ لے اکثر علماء فرماتے ہیں کہ عاشوراء کا روزہ فرض تھا پھر منسوخ ہو گیا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس پر کوئی معین روزہ فرض ہو اور وہ رات کو روزہ

بَابُ الصَّائِمِ يُصْبِحُ جُنُبًا ١٨٠٥ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ جِئْتُ أَنَا وَأَبِي حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ أَبَاهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَ مَرْوَانَ أَنَّ عَائِشَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ أَهْلِهِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُومُ وَقَالَ مَرْوَانُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ أُقْسِمُ بِاللهِ لَتُقَرِّعَنَّ بِهَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَمَرْوَانُ يَوْمَئِذٍ عَلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فَكَرِهَ ذٰلِكَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ قُدِّرَ لَنَا أَنْ نَجْتَمِعَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ وَكَانَتْ لِأَبِي هُرَيْرَةَ هُنَالِكَ أَرْضٌ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لِأَبِي هُرَيْرَةَ إِنِّي ذَاكِرٌ لَكَ أَمْرًا وَلَوْلَا أَنَّ مَرْوَانَ أَقْسَمَ عَلَيَّ فِيهِ لَمْ أَذْكُرْهُ لَكَ فَذَكَرَ قَوْلَ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَ كَذٰلِكَ حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَهُوَ أَعْلَمُ وَقَالَ هَمَّامٌ وَابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالْفِطْرِ وَالْأَوَّلُ أَسْنَدُ۔

رکھنے کی نیت نہ کرے تو صبح کے بعد اس کا نیت کر لینا کافی ہے۔ اور رمضان کا روزہ قضاء کرنا ہو یا مطلقاً نذر مانی موتورات کو نیت کرنا شرط ہے۔ اور نفلی روزہ میں دن کو نیت کر لینا جائز ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — روزہ دار جنابت کی حالت میں صبح اُٹھے

۱۸۰۵ — ترجمہ : ابوبکر بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ان کے باپ عبدالرحمٰن نے مروان سے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے ان سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کرتے حالانکہ آپ جنابت کی حالت میں ہوتے پھر غسل فرماتے اور روزہ رکھتے مروان نے عبدالرحمٰن بن حارث سے کہا میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ یہ ابوہریرہ کو واضح طور پر سنا دو۔ مروان اس وقت مدینہ منورہ کا حاکم تھا۔ ابوبکر نے کہا عبدالرحمٰن نے اس کو پسند نہ کیا پھر ذوالحلیفہ میں ہمارے اکٹھے ہونے کا اتفاق ہوا وہاں ابوہریرہ کی زمین تھی تو عبدالرحمٰن نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا

میں تم سے ایک بات ذکر کرتا ہوں۔ اگر اس بارے میں مروان نے مجھے قسم نہ دی ہوتی تو میں تم میں سے یہ ذکر نہ کرتا اور انھوں نے ام المومنین عائشہ اور ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا قول ذکر کیا تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے اسی طرح خبر دی ہے اور وہ زیادہ جانتے ہیں۔ ہمام اور ابن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کے افطار کا حکم فرماتے تھے۔ اور پہلی روایت زیادہ مستند ہے۔

۱۸۰۵ —— **شرح** : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو یہ فتویٰ دیتے تھے کہ جو جنابت کی حالت میں صبح کرے وہ اس دن روزہ نہ رکھے دراصل شروع اسلام میں رات سو جانے کے بعد جماع حرام تھا اس لئے وہ فضل بن عباس کی روایت کے مطابق فتویٰ دیتے رہے پھر جب اللہ تعالیٰ نے فجر طلوع ہونے تک جماع کو مباح کر دیا تو جنبی (جس پر غسل واجب ہو) کے لئے یہ جائز ہے کہ اگر غسل کرنے سے پہلے صبح ہو جائے تو وہ روزہ رکھ لے اور پہلا حکم منسوخ ہو گیا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو نسخ کا علم نہ تھا اور جو انھوں نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا تھا اس پر فتویٰ دیتے رہے اور جب ام المومنین عائشہ اور ام المومنین سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت سنی تو انھوں نے اس فتویٰ سے رجوع کر لیا اور کہا ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ سے زیادہ عالمہ ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیانِ جواز کے لئے رمضان مبارک میں بیویوں سے صحبت فرماتے تھے اور کبھی طلوعِ فجر تک غسل میں تاخیر بھی فرماتے تھے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنابت کی حالت بیویوں کے ساتھ صحبت کرنے سے ہوتی تھی۔ آپ کو احتلام نہ ہوتا تھا کیونکہ احتلام کا سبب شیطان ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر شیطان تصرف نہیں کر سکتا۔ ایسے ہی آپ کی بیویاں بھی احتلام سے پاک تھیں ایک روایت میں ہے کہ ام سلیم نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ عورت کو احتلام ہو جائے تو اس پر غسل واجب ہے؟ آپ نے فرمایا وہ غسل کرے کیونکہ عورتیں مردوں کی مثل ہیں جس طرح مردوں کو احتلام ہوتا ہے، عورتوں کو بھی احتلام ہوتا ہے۔ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا عورتوں کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ فرمایا ہاں! اسی لئے بچہ اس کے مشابہ ہوتا ہے۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو احتلام نہیں ہوتا تھا ورنہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے استفسار کا کیا معنیٰ ہوگا؟ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جو بھی خاتون سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی متوقع بیوی ہو اگرچہ پہلے وہ غیر نبی کے نکاح میں ہو اس کو بھی احتلام نہیں ہوتا کیونکہ ام سلمہ پہلے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں ان کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کا نکاح سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔ اگر ابو سلمہ کی منکوحہ ہونے کے زمانہ میں ان کو احتلام ہوتا تو وہ عورتوں کے احتلام ہونے پر حیرت کا اظہار نہ کرتیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت اور فقہاء کرام رضی اللہ عنہم نے کہا جو شخص صبح کو جنبی بیدار ہو حالانکہ اس کا ارادہ تھا کہ وہ روزہ رکھے گا تو اس کا روزہ رکھ لینا صحیح ہے اگرچہ روزہ فریضہ ہو یا نافلہ اور اس نے طلوعِ فجر تک قصداً تاخیر کی ہو یا غسل کرنا بھول گیا ہو یا سوتے رہا حتیٰ کہ فجر طلوع ہو گئی اور انھوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔

اگر یہ سوال ہو کہ تم نے ام سلمہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے فضل بن عباس رضی اللہ عنہا کی حدیث کو منسوخ کہا ہے حالانکہ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ جنابت کی حالت میں صبح اُٹھنا اور پھر روزہ رکھ لینا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہو اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث آپ کی اُمّت کے لئے ہو کہ جب کوئی شخص جنابت کی حالت میں اُٹھے تو وہ روزہ نہ رکھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے تو یہی ظاہر ہے کہ اس میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت نہیں۔ نیز امام مالک نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن معمر کے طریق سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا جبکہ آپ دروازہ پہ کھڑے تھے اور میں یہ گفتگو سن رہی تھی کہ میں جنابت کی حالت میں صبح اُٹھتا ہوں حالانکہ میرا ارادہ روزہ رکھنے کا ہوتا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی بعض اوقات جنابت کی حالت میں صبح اُٹھتا ہوں اور میرا ارادہ روزہ رکھنے کا ہوتا ہے تو میں غسل کرتا ہوں اور روزہ رکھ لیتا ہوں۔ اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہماری مثل نہیں ہیں آپ تو مغفور ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ سے بھر گئے اور فرمایا میں تم میں سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور مجھے اللہ کی معرفت زیادہ حاصل ہے۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ اس میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت نہیں لہٰذا فضل بن عباس رضی اللہ عنہا کی حدیث کہ جو شخص صبح جنابت کی حالت میں اُٹھے تو وہ روزہ نہ رکھے منسوخ ہے۔ اسی لئے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو جب نسخ کا علم ہوا تو اپنے فتویٰ سے رجوع کر لیا۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ يَحْرُمُ عَلَيْهِ فَرْجُهَا

۱۸۰۶ — حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَآرِبُ حَاجَةٌ قَالَ طَاوُسٌ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ الْأَحْمَقُ لَا حَاجَةَ لَهُ فِي النِّسَاءِ ۔

بَابُ الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ وَقَالَ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ إِنْ نَظَرَ فَأَمْنَى يُتِمُّ صَوْمَهُ

باب — روزہ دار کا مباشرت کرنا ،،

اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا روزہ دار پر عورت کی شرمگاہ حرام ہے

ترجمہ : ۱۸۰۶ — ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ دیتے اور مباشرت کرتے تھے حالانکہ آپ روزہ سے ہوتے تھے اور آپ تم سب سے اپنی خواہش پر قادر تھے اور ابن عباس نے کہا " مَآرِبُ " حاجت ہے ۔ طاؤس نے کہا (قرآن کریم میں) غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ ،، وہ لوگ جن کو عورتوں کی حاجت نہیں ہوتی ۔

شرح : ۱۸۰۶ — ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ ہے کہ تم کو عورتوں کے ساتھ مباشرت کرنے سے احتراز کرنا چاہیئے ۔ اور یہ گمان نہ کرو کہ تم اس مسئلہ میں آپ جیسے ہو کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش پر قادر تھے اور مباشرت کی حالت میں اِنزال سے بے خوف تھے اس لئے مباشرت آپ کے لئے مباح ہے مگر تم اپنی خواہشات پر قادر نہیں ہو سکتا ہے کہ مباشرت کے وقت انزال ہو جائے اور روزہ جاتا رہے لہٰذا تمہارے لئے مباشرت سے رُکنا بہتر ہے ۔ البتہ جس شخص کو انزال کا خوف نہ ہو اس کے لئے مباشرت میں کوئی حرج نہیں ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

باب — روزہ دار کا بوسہ لینا ،،

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا اگر عورت کی طرف دیکھا اور منی آگئی تو روزہ پورا کرے

۱۸۰۷ ـــــ حدثنا محمد بن المثنی حدثنا یحیی عن ہشام اخبرنی ابی عن عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ح وحدثنا عبد اللہ بن مسلمۃ عن مالک عن ہشام عن ابیہ عن عائشۃ قالت ان کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیقبل بعض ازواجہ وھو صائم ثم ضحکت۔

۱۸۰۸ ـــــ حدثنا مسدد حدثنا یحیی عن ہشام بن ابی عبد اللہ حدثنا یحیی بن ابی کثیر عن ابی سلمۃ عن زینب ابنۃ ام سلمۃ عن امھا قالت بینما

۱۸۰۷ ـــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض بیویوں کو بوسہ دیتے حالانکہ آپ روزہ سے ہوتے تھے پھر مائی صاحبہ ہنس پڑیں۔

۱۸۰۸ ـــــ ترجمہ : ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک چادر میں تھی کہ مجھے حیض آنے لگا میں جلدی سے نکل گئی اور حیض کے کپڑے پہن لئے آپ نے فرمایا کیا تمہیں حیض آنے لگا ہے میں نے کہا جی ہاں! اور میں آپ کے ساتھ چادر میں چلی گئی۔ ام سلمہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل فرماتے تھے آپ ان کا بوسہ لیتے حالانکہ آپ روزہ سے ہوتے تھے۔

۱۸۰۷ ـ ۱۸۰۸ ـــــ شرح : ابن ماجہ نے ابوبکر بن ابی شیبہ کے طریق سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا جو اپنی بیوی کو بوسہ دے حالانکہ وہ دونوں روزہ کی حالت میں ہوں تو آپ نے فرمایا دونوں کا روزہ جاتا رہا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ دار کے لئے عورت کا بوسہ لینا جائز نہیں مگر یہ حدیث ثابت نہیں دارقطنی نے اس کی تصریح کی ہے۔ امام ترمذی نے کہا میں نے امام بخاری سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا یہ حدیث منکر ہے میں اس کی روایت نہیں کرتا۔ امام ابوحنیفہ اور شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا نوجوانوں کے لئے بوسہ لینا مکروہ ہے اور بوڑھوں کے لئے جائز ہے۔ احناف کہتے ہیں بوسہ لینا اور معانقہ جائز ہے جبکہ اپنی خواہش پر قادر ہو یا بوڑھا شخص ہو۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا برہنہ مباشرت مکروہ ہے ایسے ہی فحش بوسہ مکروہ ہے اور وہ یہ ہے کہ بوسہ لیتے وقت عورت کے ہونٹ چوسے۔ اگر عورت کا بوسہ لیتے وقت مذی آگئی تو امام ابوحنیفہ اور شافعی رضی اللہ عنہما کے مذہب میں روزہ افطار نہیں ہوتا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اَنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْخَمِیْلَۃِ اِذْ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَاَخَذْتُ ثِیَابَ حَیْضَتِیْ فَقَالَ مَالَکِ اَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ فَدَخَلْتُ مَعَہٗ فِی الْخَمِیْلَۃِ وَکَانَتْ ھِیَ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَغْتَسِلَانِ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ وَکَانَ یُقَبِّلُھَا وَھُوَ صَائِمٌ **بَابُ** اغْتِسَالِ الصَّائِمِ وَبَلَّ ابْنُ عُمَرَ ثَوْبًا فَاَلْقَاہُ عَلَیْہِ وَھُوَ صَائِمٌ وَدَخَلَ الشَّعْبِیُّ الْحَمَّامَ وَھُوَ صَائِمٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا بَاْسَ اَنْ یَتَطَعَّمَ الْقِدْرَ اَوِ الشَّیْئَ وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَاْسَ بِالْمَضْمَضَۃِ وَالتَّبَرُّدِ لِلصَّائِمِ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اِذَا کَانَ صَوْمُ اَحَدِکُمْ فَلْیُصْبِحْ دَھِیْنًا مُتَرَجِّلًا وَقَالَ اَنَسٌ اِنَّ لِیْ اَبْزَنَ اَتَقَحَّمُ فِیْہِ وَاَنَا صَائِمٌ وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ یَسْتَاکُ اَوَّلَ النَّھَارِ وَاٰخِرَہٗ وَقَالَ ابْنُ سِیْرِیْنَ لَا بَاْسَ بِالسِّوَاکِ الرَّطْبِ قِیْلَ لَہٗ طَعْمٌ قَالَ وَالْمَاءُ لَہٗ طَعْمٌ وَاَنْتَ تُمَضْمِضُ بِہٖ وَلَمْ یَرَ اَنَسٌ وَالْحَسَنُ وَاِبْرَاھِیْمُ بِالْکُحْلِ لِلصَّائِمِ بَاْسًا۔

باب —— روزہ دار کا غسل کرنا "

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کپڑا تر کیا اور اپنے اُوپر ڈالا حالانکہ وہ روزہ سے تھے۔ شعبی حمام میں داخل ہوئے جبکہ وہ روزہ سے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہنڈیا یا کوئی اور شئی چکھنے میں حرج نہیں حسن بصری نے کہا روزہ دار کے لئے کلی کرنا اور ٹھنڈک لینا جائز ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جب تم میں سے کوئی روزہ سے ہو ہو تو چاہیئے کہ صبح اس حال میں کرے کہ تیل لگایا ہو اور کنگھی کی ہو۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا میرا حوض ہے میں اس میں غوطہ لگاتا ہوں حالانکہ میں روزہ سے ہوتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے روزہ کی حالت میں مسواک کی ابن عمر نے کہا دن کے اوّل اور آخر میں مسواک کر سکتا ہے وہ تھوک نہ نگلے۔ عطاء نے کہا اگر تھوک نگلا تو میں نہیں کہتا کہ اس کا روزہ افطار ہو گیا۔ ابن سیرین نے کہا تر مسواک کر لینے میں حرج نہیں ان سے پوچھا گیا کہ مسواک کا ذائقہ ہوتا ہے تو اُنھوں نے کہا پانی کا بھی ذائقہ ہوتا ہے حالانکہ تم کلی کرتے ہو انس، حسن بصری اور ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہم نے روزہ دار کے لئے سرمہ لگانے میں کچھ حرج نہ جانا۔

شرح : روزہ دار کپڑا تر کر کے اپنے جسم پر رکھ لے تاکہ گرمی کی شدت جاتی رہے اسی طرح غسل کرے تو یہ مکروہ نہیں جامع الفقہ میں ہے غسل کرنا، کپڑا تر کرنا اور سر پر پانی ڈالنا مکروہ نہیں۔ ابوداؤد نے صحیح سند سے

۱۸۰۹ — حدثنا احمد بن صالح حدثنا ابن وهب حدثنا یونس عن ابن شهاب عن عروة و ابی بکر قالا قالت عائشة کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدرکہ الفجر فی رمضان من غیر حلم فیغتسل و یصوم۔

۱۸۱۰ — حدثنا اسمعیل حدثنی مالک عن سمی مولی ابی بکر بن عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام بن المغیرة انہ سمع ابا بکر بن عبد الرحمن قال کنت انا و ابی فذہبت معہ حتی دخلنا علی عائشة قالت اشہد علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کان لیصبح جنبا من جماع غیر احتلام ثم یصومہ ثم دخلنا علی ام سلمة فقالت مثل ذلک قال ابو جعفر سألت ابا عبد اللہ اذا افطر یکفر مثل المجامع قال لا الا تری الاحادیث لم یقضہ وان صام الدہر۔

سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام عرج میں دیکھا کہ آپ روزہ کی حالت میں گرمی اور پیاس کی وجہ سے سر مبارک پر پانی ڈال رہے تھے۔ ابن سیرین نے کہا روزہ دار کپڑا تر کرکے اپنے چہرہ پر ڈال لے تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ احناف کے مذہب میں روزہ دار کا کوئی شئی چکھنا مکروہ ہے اور روزہ افطار نہیں ہوتا۔ اور کھانا چکھنا اور شہد کو خرید کرتے وقت چکھنا جائز ہے تاکہ اس کا اچھا یا ردّی ہونا معلوم ہو جائے اور عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے بچے کے لئے طعام چبائے جبکہ یہ اس پر ضروری ہو جائے۔ قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ روزہ دار کے لئے تیل لگانا جائز ہے تاکہ روزہ کے باعث جو اس کی پراگندگی ہے وہ زائل ہو جائے۔ اسی طرح مونچھوں کو تیل لگانا جائز ہے بعض فقہاء اس کو مکروہ جانتے ہیں۔ روزہ دار تر یا خشک مسواک کر سکتا ہے اگرچہ زوال کے بعد کرے۔ اگر یہ سوال ہو کہ پانی کا ذائقہ نہیں ہوتا اس کا جواب یہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَمَن لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي"، صاحب مجمل نے کہا ہر وہ چیز جو کھائی جائے حتیٰ کہ پانی پر طعام کا اطلاق ہوتا ہے۔ روزہ دار کے لئے سرمہ لگانے میں اختلاف ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سرمہ لگانے میں کچھ حرج نہیں حلق میں سرمہ کا ذائقہ محسوس ہو یا محسوس نہ ہو۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ اس کو مکروہ جانتے ہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا روزہ دار کے لئے سرمہ لگانا بلا کراہت جائز ہے اور اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا حلق میں محسوس ہو یا نہ ہو۔ امام مالک رضی اللہ عنہ سے جواز و کراہت کی دونوں روایات ہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۱۸۰۹ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان مبارک میں احتلام کے بغیر صبح نہانے کی ضرورت ہوتی تو آپ

بَابُ الصَّائِمِ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ نَاسِيًا وَقَالَ عَطَاءٌ إِنِ اسْتَنْثَرَ فَدَخَلَ الْمَاءُ فِي حَلْقِهِ لَا بَأْسَ إِنْ لَمْ يَمْلِكْ رَدَّهُ وَقَالَ الْحَسَنُ إِنْ دَخَلَ حَلْقَهُ الذُّبَابُ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَقَالَ الْحَسَنُ وَمُجَاهِدٌ إِنْ جَامَعَ نَاسِيًا فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ

۱۸۱۱ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا ابْنُ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نَسِيَ فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ۔

غسل فرماتے اور روزہ رکھتے۔

۱۸۱۰ — ترجمہ : ابوبکر بن عبد الرحمن نے کہا میں اور میرا باپ چلے حتی کہ ہم ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچے۔ انھوں نے فرمایا میں گواہی دیتی ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر احتلام کے جماع سے جنابت کی حالت میں صبح کرتے پھر روزہ رکھتے پھر ہم ام سلمہ کے پاس گئے تو انھوں نے بھی اسی طرح فرمایا۔

۱۸۰۹، ۱۸۱۰ — شرح : انبیاء کرام علیہم السلام کو احتلام نہیں ہوتا کیونکہ یہ شیطان کی فریب کاری کے باعث ہوتا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام اس سے پاک ہیں اور حدیث میں "غیر حلم" صفاتِ لازمہ سے ہے۔ جیسے قرآن کریم میں ہے "یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ"، وہ نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے حالانکہ ان کا قتل بالحق ہوتا ہی نہیں۔ ان دونوں حدیثوں کا مقصد یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیویوں سے صحبت کرتے اور اگر سوتے میں صبح ہو جاتی تو غسل فرماتے اور روزہ رکھ لیتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنابت روزہ کے منافی نہیں۔

باب — جب بھول کر کھایا یا پیا

عطاء نے کہا اگر ناک میں پانی ڈالا اور پانی حلق میں اتر گیا اور وہ اس کو واپس کرنے پر قادر نہیں تو کچھ حرج نہیں۔ حسن بصری نے کہا اگر روزہ دار کے حلق میں مکھی چلی گئی تو کچھ حرج نہیں۔ حسن اور مجاہد نے کہا اگر بھول کر بیوی سے جماع کر لیا تو کچھ حرج نہیں۔"

۱۸۱۱ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی بھول کر کھا لے یا پی لے تو روزہ پورا [illegible]

بَابُ سِوَاكِ الرَّطْبِ وَالْيَابِسِ لِلصَّائِمِ وَيُذْكَرُ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ وَهُوَ صَائِمٌ مَالَا أُحْصِي أَوْ أَعُدُّ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ وُضُوْءٍ وَيُرْوَى نَحْوُهُ عَنْ جَابِرٍ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَخُصَّ الصَّائِمَ مِنْ غَيْرِهِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ وَقَالَ عَطَاءٌ وَقَتَادَةُ يَبْتَلِعُ رِيقَهُ ۔

اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے "

۱۸۱۱ ـــــ شرح : یعنی اگر روزہ دار نے ناک میں پانی ڈالا اور پانی کا اس پر غلبہ ہو گیا اگر وہ اس کو واپس لانے پر قادر رہے اور واپس نہ لایا تو اس کا روزہ فاسد ہو گیا۔ احناف کے نزدیک حلق میں پانی داخل ہو جائے تو روزہ فاسد ہو جاتا ہے اگرچہ اس کا قصد نہ کیا ہو اور چاروں ائمہ کرام کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ اگر حلق میں مکھی اتر جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوتا اسی طرح دھوّاں یا غبار داخل ہونے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ اور کلی کرنے کے بعد اگر منہ میں پانی کی تری باقی رہ جائے اور اس کو تھوک کے ساتھ نگل جائے تو کچھ حرج نہیں کیونکہ اس سے بچنا مشکل ہے۔ اور اگر حلق میں برف یا بارش کا پانی داخل ہو جائے تو روزہ جاتا رہے گا اگر حوض میں غوطہ لگایا اور اس کے کان میں پانی داخل ہو گیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا،، اور اگر کان میں تیل داخل ہو گیا اگرچہ اس کا قصد نہ کیا ہو روزہ جاتا رہے گا کیونکہ اس میں بدن کی اصلاح ہے۔ اور اگر کان میں پانی کا قطرہ قصداً ڈالا تو صحیح یہ ہے کہ روزہ فاسد نہ ہوگا۔ کیونکہ اس میں بدن کی اصلاح نہیں کیونکہ پانی دماغ کو نقصان پہنچاتا ہے اور اگر حلق میں آنسو یا پیشانی کے پسینہ کے دو تین قطرے داخل ہو گئے تو کچھ حرج نہیں اگر زیادہ آنسو یا پسینہ داخل ہوا اور اس کی نمکینی حلق میں محسوس ہوئی تو روزہ نہ رہے گا اگر نماز میں ایسا ہوا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر ناک کے ذریعہ سے کھنکار حلق میں اترا تو کوئی حرج نہیں اگرچہ قصداً ایسا کیا ہو،، اگر کسی دوسرے کا تھوک نگل لیا تو روزہ فاسد ہوگا مگر اس پر کفارہ واجب نہیں، اور اگر اپنے محبوب کا تھوک نگل لیا تو روزہ فاسد ہوگا اور کفارہ واجب ہوگا۔ کیونکہ وہ اس کو مکروہ نہیں جانتا بلکہ اس سے لذت پاتا ہے۔ اور اگر منہ میں تھوک جمع کر کے نگل گیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا (عینی)

امام ابوحنیفہ، شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کا مذہب ہے کہ اگر روزہ دار نے دن میں بھول کر اپنی بیوی سے رمضان مبارک میں صحبت کر لی تو اس کا روزہ فاسد نہ ہوگا۔ اسی طرح بھول کر کھانے یا پینے سے روزہ فاسد نہ ہوگا۔ امام مالک کا مذہب ہے کہ اس سے روزہ افطار ہو جاتا ہے اور اس کی قضاء واجب ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۱۸۱۲ ـــــ حدثنا عبدان انا عبد الله انا معمر قال حدثني الزهري عن عطاء بن يزيد عن حمران رأيت عثمان توضأ فافرغ على يديه ثلاثا ثم تمضمض واستنثر ثم غسل وجهه ثلاثا ثم غسل يده اليمنى الى المرفق ثلاثا ثم غسل يده اليسرى الى المرفق ثلاثا ثم مسح برأسه ثم غسل رجله اليمنى ثلاثا ثم غسل اليسرى ثلاثا ثم قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم توضأ نحو وضوئي هذا ثم قال من توضأ وضوئي هذا ثم يصلي ركعتين لا يحدث نفسه فيهما بشيء غفر له ما تقدم من ذنبه ۔

باب تر اور خشک مسواک کرنا

ترجمۃ الباب : عامر بن ربیعہ سے منقول ہے اُنھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار دفعہ دیکھا کہ آپ روزہ کی حالت میں مسواک کرتے تھے ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اپنی امت کے لئے دشوار نہ سمجھتا تو ان کو ہر وضوء کے وقت مسواک کرنے کا حکم فرماتا ۔ اس جیسی روایت جابر اور زید بن خالد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہے ۔ اس میں روزہ دار اور غیر روزہ دار کی تخصیص نہیں ۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ مسواک منہ کو صاف کرتی ہے اور رب کو راضی کرنے کا سبب ہے ۔ عطاء اور قتادہ نے کہا اس کا تھوک نگل سکتا ہے ۔

شرح : مسواک اللہ تعالیٰ کی رضاء کا سبب اس لئے ہے کہ مستحب امر کو بجا لانا موجب ثواب ہے نیز یہ نماز کا پیش خیمہ ہے اور نماز میں رب کریم سے مناجات ہوتی ہے ۔ اس میں شک نہیں کہ خوشبو صاحب مناجات کی رضاء کی مقتضی ہے ۔ باب کی احادیث سے ظاہر ہے کہ روزہ دار مسواک کر سکتا ہے اس میں کچھ فرق نہیں ۔ مسواک تر ہو یا خشک ہو اور روزہ فرض ہو یا نفل ہو شروع دن میں کرے یا آخر دن میں ۔ واللہ و رسولہ اعلم !

۱۸۱۲ ـــــ ترجمہ : حمران سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اُنھوں نے وضوء کیا اور اپنے دونوں ہاتھوں پر تین تین بار پانی بہایا پھر کلی اور ناک میں پانی ڈالا پھر تین بار چہرہ دھویا پھر دایاں ہاتھ کہنی تک تین بار دھویا پھر بایاں ہاتھ کہنی تک تین بار دھویا پھر سر کا مسح کیا پھر دایاں پاؤں تین بار دھویا پھر بایاں پاؤں تین بار دھویا پھر فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ میرے اس وضوء کی طرح وضوء کیا پھر فرمایا جس نے میرے وضوء جیسا وضوء کیا پھر

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْشِقْ بِمَنْخِرِهِ الْمَاءَ وَلَمْ يُمَيِّزْ بَيْنَ الصَّائِمِ وَغَيْرِهِ وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ بِالسَّعُوطِ لِلصَّائِمِ إِنْ لَمْ يَصِلْ إِلَى حَلْقِهِ وَيَكْتَحِلُ وَقَالَ عَطَاءٌ إِنْ مَضْمَضَ ثُمَّ أَفْرَغَ مَا فِيهِ مِنَ الْمَاءِ لَا يَضِيرُهُ إِنْ يَزْدَرِدْ رِيقَهُ وَمَا بَقِيَ فِي فِيهِ وَلَا يَمْضَغُ الْعِلْكَ فَإِنِ ازْدَرَدَ رِيقَ الْعِلْكِ لَا أَقُولُ إِنَّهُ يُفْطِرُ وَلٰكِنْ يُنْهَى عَنْهُ ۔

دو رکعتیں نماز پڑھی اور دل میں کوئی خیال نہ لایا تو اس کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

۱۸۱۲ —— شرح :۔ اس حدیث کا باب کے عنوان سے تعلق اس طرح ہے کہ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ جس شخص نے کامل وضوء کیا جو وضوء کی تمام سنتوں کا جامع ہو تو ان میں مسواک بھی شامل ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسواک کے خشک تر ہونے میں کوئی فرق نہیں۔ نماز اور ہر نیک عمل سے چھوٹے چھوٹے گناہ معاف ہو جاتے ہیں قرآن کریم میں ہے " إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ "۔ لیکن کبیرہ گناہ توبہ سے ہی معاف ہوتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب۔ —— نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جب وضوء کرے تو ناک میں پانی ڈالے روزہ دار اور غیر روزہ دار کی تخصیص نہیں

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا روزہ دار کے لئے ناک میں دوائی لگوانے میں کچھ حرج نہیں جبکہ وہ اس کے حلق میں نہ پہنچے اور وہ سرمہ لگا سکتا ہے۔ عطاء نے کہا اگر کلی کی پھر جو کچھ منہ میں پانی تھا اسے باہر پھینک دیا تو اس میں کچھ حرج نہیں اگر اپنا تھوک نہ نگلا ہو اور نہ ہی اس کے منہ میں باقی ماندہ تری نقصان دہ ہے اور مصطگی نہ چبائے اگر مصطگی کا تھوک نگل جائے تو میں نہیں کہوں گا کہ اس سے روزہ افطار ہو جاتا ہے لیکن اس سے منع کیا جائے اگر ناک میں پانی ڈالے اور وہ حلق میں چلا جائے تو اس میں کچھ حرج نہیں کیونکہ وہ اس کو واپس لانے پر قادر نہیں تھا۔

شرح :۔ ناک میں پانی ڈالنے میں روزہ دار اور غیر روزہ دار میں کچھ فرق نہیں مگر مبالغہ کرنے میں فرق ہے۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " اگر تو روزہ دار نہیں تو غسل کرتے وقت ناک میں خوب پانی ڈال۔

بَابٌ اِذَا جَامَعَ فِیْ رَمَضَانَ وَیُذْکَرُ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَفَعَہٗ مَنْ اَفْطَرَ یَوْمًا فِیْ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ وَلَا مَرَضٍ لَمْ یَقْضِہٖ صِیَامُ الدَّھْرِ وَاِنْ صَامَہٗ وَبِہٖ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَقَالَ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ وَالشَّعْبِیُّ وَابْنُ جُبَیْرٍ وَاِبْرَاھِیْمُ وَقَتَادَۃُ وَحَمَّادٌ یَقْضِیْ یَوْمًا مَکَانَہٗ۔

۱۸۱۳ ــــ عَبْدُ اللہِ بْنُ مُنِیْرٍ سَمِعَ یَزِیْدَ بْنَ ھَارُوْنَ اَنَا یَحْیٰی بْنُ سَعِیْدٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ اَخْبَرَہٗ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَیْرِ بْنِ الْعَوَّامِ ابْنِ خُوَیْلِدٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللہِ بْنِ الزُّبَیْرِ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ سَمِعَ عَائِشَۃَ تَقُوْلُ اِنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ فَقَالَ اِنَّہُ احْتَرَقَ قَالَ مَالَکَ قَالَ اَصَبْتُ اَھْلِیْ فِیْ رَمَضَانَ فَاُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِکْتَلٍ یُدْعَی الْعَرَقَ فَقَالَ اَیْنَ الْمُحْتَرِقُ قَالَ اَنَا قَالَ تَصَدَّقْ بِھٰذَا۔

باب ــــ جب رمضان میں بیوی سے قصداً جماع کرے

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ جس نے رمضان میں کسی عذر اور بیماری کے بغیر روزہ نہ رکھا تو سال بھر روزہ رکھنا اس کا بدل نہیں ہو سکتا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہی کہا ہے اور سعید بن مسیّب، شعبی، ابن جبیر، ابراہیم، قتادہ اور حماد رضی اللہ عنہم نے کہا اس کے بدلہ ایک دن روزہ رکھ لے۔"

شرح : یعنی اگر کوئی شخص رمضان میں کسی عذر اور مرض کے بغیر قصداً روزہ نہ رکھے تو سال بھر روزے رکھنا بھی وہ رمضان کے ایک دن کے روزہ کا بدل نہیں ہو سکتے ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ حدیث زجر و تشدید اور مبالغہ پر محمول ہے۔

۱۸۱۳ ــــ ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا وہ جل گیا ہے آپ نے فرمایا تجھے کیا ہوا ہے؟ اس نے عرض کیا میں نے رمضان میں بیوی سے صحبت کر لی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوروں کا تھیلا آیا جس کو عرق کہا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا جلنے والا کہاں ہے اس نے کہا میں ہوں آپ نے فرمایا ان کو صدقہ کر دو۔

شرح ۱۸۱۴ — اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اس شخص نے قصداً بیوی سے صحبت کی تھی کیونکہ جھول کر ایسا کرنے والا بالاتفاق گنہگار نہیں اور جلنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ قیامت میں آگ سے جلے گا۔ حدیث میں اگرچہ صدقہ مطلق ذکر کیا ہے مگر اس سے مراد ساٹھ مساکین پر صدقہ کرنا ہے معلوم ہوا کہ رمضان مبارک میں قصداً بیوی سے صحبت کرنے سے کفارہ واجب ہے اسی طرح قصداً کھانے اور پینے سے کفارہ واجب ہے! اس حدیث سے امام شافعی اور اہل ظاہر نے استدلال کیا کہ جماع میں مرد و زن پر ایک ہی کفارہ واجب ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کا حکم ذکر نہیں کیا حالانکہ بیان کے مقام میں یہ ضروری تھا۔ امام ابوحنیفہ اور مالک رضی اللہ عنہما نے کہا اگر عورت کی مرضی سے جماع ہوا تو اس پر بھی کفارہ واجب ہے۔ امام مالک کا مشہور مذہب یہ ہے کہ اگر بیوی سے جبراً جماع کیا تو روزہ کے سوا اس کا کفارہ شوہر ادا کرے گا اور بخاری میں مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ مذکور شخص نے اپنی بیوی سے جبراً جماع کیا تھا یا اس عورت کو روزہ یاد نہ رہا تھا یا بیماری یا سفر یا بچپن یا جنون یا حیض کے عذر کے سبب اس کے لئے روزہ افطار کرنا مباح تھا۔ یا ممکن ہے کہ اس شخص کی بیوی کتابیہ ہو، کفارہ میں ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانا واجب ہے اگر ایک مسکین کو ساٹھ دن کھانا کھلانے سے بھی کفارہ ادا ہو جاتا ہے کیونکہ تجدد ایام سے حاجت بھی بدلتی رہتی ہے۔ البتہ اگر ایک مسکین کو ایک دن میں سارا کفارہ ادا کر دیا تو صرف ایک دن کا کفارہ ادا ہوگا۔ کیونکہ کفارہ میں تفریق واجب ہے اور وہ پائی نہیں گئی۔ ساٹھ مساکین کو ایک دن میں صبح و شام سیر کر کے کھانا کھلانا شرط ہے۔ قرآن کریم نے کفارہ میں جن امور کو ذکر کیا ہے ان میں ترتیب واجب ہے۔ لہٰذا پہلے غلام آزاد کرے۔ اگر وہ نہ ملے تو دو ماہ روزے رکھے۔ اگر روزے رکھنے کی طاقت نہیں تو ساٹھ مساکین کو کھانا دے امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کا مذہب یہی ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کے مذہب میں تینوں امور میں اختیار ہے کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں «صُمْ شَهْرَيْنِ أَوْ أَطْعِمْ» دو ماہ روزے رکھ یا کھانا کھلا، یہ کلام تخییر چاہتا ہے۔ قرآن کریم نے "رَقَبَةٌ" کو مطلقاً ذکر کیا ہے لہٰذا مسلمان، کافر، مذکر، مؤنث، صغیر و کبیر کفارہ میں آزاد کرنے جائز ہیں جیسا کہ ظہار کے کفارہ میں ہے۔ امام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم نے کہا کفارہ میں مسلمان غلام آزاد کرنا شرط ہے۔ کیونکہ قتل کے کفارہ میں مومن غلام آزاد کرنا شرط ہے لہٰذا جہاں مطلقاً غلام ذکر کیا گیا ہے اس کو بھی اس پر محمول کیا جائے گا اگر کفارہ میں روزے رکھے تو تتابع شرط ہے۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ دو ماہ کے روزوں میں رمضان نہ ہو اور نہ ہی وہ ایام ہوں جن میں روزہ رکھنا ممنوع ہے اور وہ عیدین اور ایام تشریق ہیں،، امام ابوحنیفہ، مالک اور سفیان ثوری رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ کفارہ کے ساتھ اس دن کے روزہ کی قضاء بھی واجب ہے۔ اوزاعی نے کہا اگر غلام آزاد کیا یا مساکین کو کھانا کھلایا تو اس دن کا روزہ بھی قضاء کرے جس کو عمداً فاسد کیا تھا اور اگر دو ماہ کے روزے رکھے تو ان میں اس دن کی قضاء بھی داخل ہے لیکن حدیث اس کے خلاف وارد ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا "يَصُومُ يَوْمًا مَكَانَهُ"، اس کی جگہ کسی دن روزہ رکھے"۔

باب اِذَا جَامَعَ فِیْ رَمَضَانَ وَلَمْ یَکُنْ لَہٗ شَیْءٌ فَتُصُدِّقَ عَلَیْہِ فَلْیُکَفِّرْ

۱۸۱۴ — حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ اَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ اَخْبَرَنِیْ حُمَیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَاھُرَیْرَۃَ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْجَاءَہٗ رَجُلٌ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلَکْتُ قَالَ مَالَکَ قَالَ وَقَعْتُ عَلٰی عَلٰی امْرَأَتِیْ وَاَنَا صَائِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ تَجِدُ رَقَبَۃً تُعْتِقُھَا قَالَ لَا قَالَ فَھَلْ تَسْتَطِیْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَھْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ قَالَ لَا قَالَ فَھَلْ تَجِدُ اِطْعَامَ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا قَالَ لَا قَالَ فَمَکَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبَیْنَا نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِیْھَا تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِکْتَلُ قَالَ اَیْنَ السَّائِلُ فَقَالَ اَنَا قَالَ خُذْھَا فَتَصَدَّقْ بِہٖ فَقَالَ الرَّجُلُ اَعَلٰی اَفْقَرَ مِنِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَوَاللّٰہِ مَا بَیْنَ لَابَتَیْھَا یُرِیْدُ الْحَرَّتَیْنِ اَھْلُ بَیْتٍ اَفْقَرُ مِنْ اَھْلِ بَیْتِیْ فَضَحِکَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی بَدَتْ اَنْیَابُہٗ ثُمَّ قَالَ اَطْعِمْہُ اَھْلَکَ ۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر رمضان کا روزہ رکھ کر بیوی سے صحبت کرلی اور کفارہ ادا نہ کیا پھر دوسرے دن قصداً جماع کرلیا اسی طرح کئی دن کیا تو اس پر ایک ہی کفارہ واجب ہے ۔ امام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہ کے مذہب میں اس پر جماع کا کفارہ علیحدہ علیحدہ واجب ہے لیکن اگر ایک دن میں بار بار صحبت کی تو ایک ہی کفارہ واجب ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

باب — جب رمضان میں بیوی سے صحبت کرلی اور اس کے پاس کوئی شئے نہیں تو اس کی طرف سے صدقہ کیا جائے تو اس کا کفارہ ادا ہو جاتا ہے

۱۸۱۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک وقت ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے عرض کی

بَابُ الْمُجَامِعِ فِیْ رَمَضَانَ هَلْ یُطْعِمُ اَهْلَهٗ مِنَ الْكَفَّارَةِ اِذَا كَانُوْا مَحَاوِیْجَ

۱۸۱۵ —— حَدَّثَنِیْ عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ الْاٰخِرَ وَقَعَ عَلَى امْرَاَتِهٖ فِیْ رَمَضَانَ فَقَالَ اَتَجِدُ مَا تُحَرِّرُ رَقَبَةً قَالَ

یا رسُولَ اللہ! میں ہلاک ہوگیا آپ نے فرمایا تجھے کیا ہوا اُس نے کہا میں نے روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے صحبت کرلی ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو غلام رکھتا ہے جسے تو آزاد کرے؟ اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا کیا تو متواتر دو ماہ روزے رکھنے کی طاقت رکھتا ہے؟ اُس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا دے سکتا ہے؟ اُس نے کہا نہیں،، راوی نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر ٹھہرے ہم اسی حال میں تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ٹوکرا لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں "عرق،، سے مراد ٹوکرا ہے۔ آپ نے فرمایا سائل کہاں ہے؟ اُس نے کہا حاضر ہوں آپ نے فرمایا یہ ٹوکرا پکڑو اور اسے صدقہ کردو اس مرد نے کہا یا رسول اللہ! کیا جو مجھ سے زیادہ محتاج ہے اس پر صدقہ کروں؟ اللہ کی قسم! مدینہ منورہ "شرفہا اللہ تعالیٰ،، کے دونوں کناروں کے درمیان کوئی گھر والا نہیں جو میرے گھر والوں سے زیادہ محتاج ہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ کے دانت شریف ظاہر ہوگئے پھر فرمایا اپنے گھر والوں کو کھلا دو،،

۱۸۱۴ —— شرح : اِطعام سے مراد حقیقۃً کھلانا پلانا نہیں کہ فقیر کے منہ میں طعام ڈالا جائے بلکہ اسے کھانے کی کوئی شئ دے دی جائے جو وہ ساٹھ دن کھاتا رہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ اس شخص کو کیسے اجازت دی گئی کہ وہ اپنے گھر والوں کو کھانا کھلا دے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ شخص کفارہ دینے سے قاصر تھا نہ تو وہ غلام آزاد کرسکتا تھا اور نہ ہی اس میں روزے رکھنے کی طاقت تھی کیونکہ وہ کمزور تھا اس لئے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو صدقہ کرنے کی اجازت دی جب اس نے یہ بیان کیا کہ مدینہ منورہ میں اس سے زیادہ محتاج کوئی نہیں تو اس کو اس کے گھر والوں کو کھانا کھلانے کی اجازت دے دی۔ بعض علماء نے اس حدیث سے ایک ہزار مسئلہ استنباط کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ احکامِ شرع میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم مختار ہیں کئی حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ظہار کے کفارہ کی طرح یہ کفارہ بھی مرتب ہے۔ البتہ امام مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان تینوں میں اختیار ہے جو چاہے کفارہ میں بروئے کار لائے،، اور وہ کھانا کھلانا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

لَا قَالَ اَفَتَسْتَطِيْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ اَفَتَجِدُ مَا تُطْعِمُ بِهٖ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا قَالَ فَاُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ وَهُوَ الزَّبِيْلُ قَالَ اَطْعِمْ هٰذَا عَنْكَ قَالَ عَلٰى اَحْوَجَ مِنَّا وَمَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا اَهْلُ بَيْتٍ اَحْوَجُ مِنَّا قَالَ فَاَطْعِمْهُ اَهْلَكَ۔ بَابُ الْحِجَامَةِ وَالْقَيْءِ لِلصَّائِمِ

باب — کیا رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کرنے والا کفارہ کا کھانا اپنے گھر والوں کو کھلا دے جبکہ وہ زیادہ محتاج ہوں؟

۱۸۱۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور کہا بدنصیب نے رمضان مبارک میں اپنی بیوی سے صحبت کرلی ہے۔ آپ نے فرمایا کیا غلام رکھتے ہو جسے آزاد کردو؟ اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا کیا متواتر دو ماہ روزے رکھنے کی طاقت رکھتے ہو؟ اُس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا کیا تیرے پاس کھانا ہے جو ساٹھ مسکینوں کو دو؟ اُس نے کہا نہیں راوی نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ٹوکرا لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں۔ عرق کا معنیٰ زنبیل ہے۔ آپ نے فرمایا یہ اپنی طرف سے کھلا دو اُس نے کہا ہم سے جو زیادہ محتاج ہے اسے کھلاؤں؟ مدینہ منورہ کے دونوں پتھریلے کناروں کے درمیان کوئی گھر والا نہیں جو ہم سے زیادہ محتاج ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھر والوں کو کھلا دو"۔

باب — روزہ دار کا پچھنے لگوانا اور قئ کرنا

عمرو بن ثوبان نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ جب کوئی قئ کرے تو اس کا روزہ نہیں جاتا کیونکہ وہ باہر نکالتا ہے کچھ داخل نہیں کرتا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اس کا روزہ جاتا رہتا ہے اور اول صحیح ہے۔ ابن عباس اور عکرمہ رضی اللہ عنہم نے کہا روزہ اس شئ سے جاتا ہے جو داخل ہو اور اس سے نہیں جاتا جو خارج ہو۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پچھنے لگوائے حالانکہ وہ روزہ دار ہوتے پھر اس کو ترک کر دیا۔ وہ رات کو پچھنے لگواتے تھے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے رات کو پچھنے لگوائے

حضرت سعد، زید بن ارقم اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ اُنھوں نے روزہ کی حالت میں پچھنے لگوائے۔ بکیر نے ام علقمہ سے روایت کی کہ ہم ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں پچھنے لگواتے تھے وہ ہم کو منع نہ فرماتی تھیں حسن بصری نے کئی حضرات سے مرفوع روایت کی اُنھوں نے کہا پچھنے لگانے والے

وَقَالَ لِي يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ ثَوْبَانَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ إِذَا قَاءَ فَلَا يُفْطِرُ إِنَّمَا يُخْرِجُ وَلَا يُولِجُ وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ يُفْطِرُ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعِكْرِمَةُ الصَّوْمُ مِمَّا دَخَلَ وَلَيْسَ مِمَّا خَرَجَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ تَرَكَهُ فَكَانَ يَحْتَجِمُ بِاللَّيْلِ وَاحْتَجَمَ أَبُو مُوسَى لَيْلًا وَيُذْكَرُ عَنْ سَعْدٍ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ وَأُمِّ سَلَمَةَ احْتَجَمُوا صِيَامًا وَقَالَ بُكَيْرٌ عَنْ أُمِّ عَلْقَمَةَ كُنَّا نَحْتَجِمُ عِنْدَ عَائِشَةَ فَلَا تَنْهَى وَيُرْوَى عَنِ الْحَسَنِ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مَرْفُوعًا فَقَالَ أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ۔ وَقَالَ لِي عَيَّاشٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ مِثْلَهُ قِيلَ لَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ أَعْلَمُ۔

والے کا اور لگوانے والے کا روزہ جاتا رہتا ہے عیاش نے بیان کیا کہ ہم کو عبدالاعلیٰ نے خبر دی اُنھوں نے کہا ہم کو یونس نے حسن بصری سے اس جیسی خبر دی۔ ان سے کہا گیا کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے؟ تو اُنھوں نے کہا جی ہاں! پھر کہا اللہ زیادہ جانتا ہے!

شرح: اس باب میں پچھنے لگوانے اور قئ آجانے کے احکام مذکور ہیں۔ امام بخاری نے باب میں حکم ذکر نہیں کیا کیونکہ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے لیکن جو آثار اس باب میں ذکر کئے ہیں ان سے یہی واضح ہوتا ہے کہ ان سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عادت کے مطابق "قَالَ لِي يَحْيَى الخ" ذکر کیا کیونکہ جب وہ کوئی موقوف شئی کی سند بیان کرنا چاہیں تو اس طرح ذکر کرتے ہیں۔ اس اثر کا معنیٰ یہ ہے کہ روزہ اس شئی سے فاسد ہوتا ہے جو پیٹ میں داخل ہو اور باہر نکلنے والی شی سے روزہ فاسد نہیں ہوتا اور قئ خارج ہوتی ہے داخل نہیں ہوتی لہٰذا یہ روزہ کے لئے مفسد نہیں مگر یہ قاعدہ منی سے ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ وہ خارج ہوتی ہے اور قضاء اور کفارہ واجب کرتی ہے۔ اگر قئ خود بخود آئے اگرچہ منہ بھر جائے اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا اور اگر قصداً قئ لے تو روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ اس سے قضاء واجب ہے کفارہ نہیں۔ أئمہ اربعہ کا مذہب یہی ہے۔ اسی پر سب علماء کا اجماع ہے کہ قصداً قئ لینے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ اگر منہ بھر کر قئ آئی پھر لوٹ گئی تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب میں روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ اگر یہ سوال ہو کہ امام ترمذی نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قئ کی اور روزہ افطار کر دیا" اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

۱۸۱۶ — حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَاحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ۔

۱۸۱۷ — حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْهُمَا قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ۔

۱۸۱۸ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتًا الْبُنَانِيَّ قَالَ سُئِلَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَكُنْتُمْ تَكْرَهُوْنَ الْحِجَامَةَ لِلصَّائِمِ قَالَ لَا اِلَّا مِنْ اَجْلِ الضَّعْفِ وَزَادَ شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاءَ فَاَفْطَرَ ،، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قئ لی اور افطار کر دیا یعنی آپ قئ سے کمزور ہو گئے اس لئے آپ نے روزہ افطار کر دیا جیسے فضالہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے ۔ وَلٰكِنِّيْ قِئْتُ فَضَعُفْتُ عَنِ الصِّيَامِ فَاَفْطَرْتُ ،، اس حدیث سے ہرگز یہ ثابت نہیں کہ قئ سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جب روزہ دار کو قئ آجائے تو اس پر قضا نہیں اور جب وہ قصداً قئ لے تو اس دن کے روزہ کی قضاء کرے ۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے ہیں ۔"

امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا" يُذْكَرُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ يُفْطِرُ ،، يُذْكَرُ مجہول کا صیغہ ہے ۔ یہ روائت کی کمزوری کی علامت ہے ۔ یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ يُفْطِرُ ،، کا معنی یہ ہے کہ جب قصداً قئ لی تو روزہ افطار ہو جاتا ہے قولہ والاول اصح یعنی پہلا اسناد صحیح تر ہے اور وہ قال لی يحيى بن صالح الخ ،، ہے ۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حسن بصری سے روائت ذکر کی" اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ ،، کہ پچھنے لگانے والے اور لگوانے والے کا روزہ فاسد ہو گیا اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں کوئی ایسا لفظ نہیں جو فسادِ صوم پر دلالت کرتا ہو بلکہ کسی اور وجہ کے سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا وہ یہ کہ وہ دونوں چغلی کر رہے تھے اس لئے فرمایا ان کا روزہ نہ رہا یعنی اس کا ثواب نہ رہا ۔ جیسے ایک صحابی نے جمعہ کے وقت باتیں کرنے والے سے کہا تیرا جمعہ نہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی ۔ مگر اس کو اعادہ کا حکم نہ فرمایا اس سے واضح ہوتا ہے کہ اس کا ثواب ساقط ہو جاتا ہے نیز حضرت ابن عباس کی حدیث سے یہ حدیث منسوخ ہے چنانچہ حدیث عـ ۱۸۱۶ میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا " نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے حالانکہ آپ روزہ کی حالت میں تھے ۔ واللہ و رسولہ اعلم !

۱۸۱۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے حالانکہ آپ احرام کی حالت میں تھے ۔ اور آپ نے پچھنے لگوائے حالانکہ آپ روزہ دار تھے ۔

۱۸۱۷ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے حالانکہ آپ روزہ دار تھے ۔

بَابُ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ وَالْإِفْطَارِ

۱۸۱۹ ـــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ سَمِعَ ابْنَ أَبِي أَوْفٰى قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ لِرَجُلٍ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الشَّمْسُ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ

۱۸۱۸ ـــــ ترجمہ : شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ثابت بنانی سے سُنا وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کرتے تھے کہ کیا تم روزہ دار کے لئے پچھنے لگوانے مکروہ جانتے ہو؟ انھوں نے کہا نہیں۔ لیکن کمزوری کے باعث مکروہ جانتے ہیں۔ شبابہ نے یہ اضافہ کیا کہ ہم کو شعبہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خبر دی۔

۱۸۱۶ تا ۱۸۱۸ ـــــ شرح : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث شداد بن بن اوس کی حدیث " اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ" کی ناسخ ہے کیونکہ فتح مکہ میں ایک شخص روزہ کی حالت میں پچھنے لگوا رہا تھا تو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دونوں کا روزہ جاتا رہا جبکہ مکہ آٹھ ہجری میں فتح ہوا تھا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حجۃ الوداع میں دس ہجری کا واقعہ ہے اور موخر مقدم کا ناسخ ہوتا ہے۔ دارقطنی نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے جبکہ آپ احرام کی حالت میں تھے۔ اور" اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ" کے بعد آپ نے یہ فرمایا،" اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ" اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ"، منسُوخ ہے۔ نیز بخاری میں انس بن مالک سے منقول حدیث سے ظاہر ہے کہ پچھنے لگوانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا بلکہ اس سے کمزور ہو جاتی ہے جس کو صحابہ مکروہ جانتے تھے

باب ـــــ سفر میں روزہ رکھنا اور افطار کرنا

۱۸۱۹ ـــــ ترجمہ : ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ایک سفر میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو آپ نے ایک شخص سے فرمایا اُتر اور میرے لئے ستو گھول اُس نے عرض کیا یا رسُول اللہ! سورج باقی ہے آپ نے فرمایا اُتر اور میرے لئے ستو گھول اُس نے عرض کیا یا رسُول اللہ! سورج باقی ہے آپ نے فرمایا اُتر اور میرے لئے ستو گھول وہ شخص اُترا اور آپ کے لئے ستو گھولے تو آپ نے پی لئے پھر دستِ اقدس سے اِدھر اشارہ کر کے فرمایا جب تم رات کو دیکھو کہ وہ ادھر سے آئی ہے تو روزہ دار روزہ افطار کر دے۔ سفیان کی جریر اور ابوبکر بن عیاش نے شیبانی کے واسطہ سے ابن ابی اوفی سے روائت کی۔

لِيْ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الشَّمْسُ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِيْ فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهٗ فَشَرِبَ ثُمَّ رَمٰى بِيَدِهٖ هَاهُنَا ثُمَّ قَالَ اِذَا رَاَيْتُمُ اللَّيْلَ اَقْبَلَ مِنْ هَاهُنَا فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ۔ تَابَعَهٗ جَرِيْرٌ وَّ اَبُوْبَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ ۔

۸۱۹ — شرح : حدیث میں مذکور شخص نے یہ خیال کیا تھا کہ سورج کی روشنی باقی ہے اور یہ افطار سے مانع ہے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ یہ روشنی مُضر نہ... ، جب ...ج غروب ہونے کے بعد مشرق کی طرف سے سیاہی اُوپر آجائے تو روزہ کے افطار کا وقت ہوجاتا ہے۔ علا... ...مہ اللہ نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب روزہ کے افطار کا وقت ہوجائے تو جلد افطار کرنا چ... ...سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق کی طرف اشارہ اس لئے فرمایا کہ مشرق میں سیاہی کا اُوپر آجانا سورج کے غروب کی محکم دلیل ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینہ میں سفر کی حالت میں روزہ دار تھے اور آپ کا ہر فعل افضل ہوتا ہے۔ امام ابوحنیفہ، ابویوسف اور محمد رحمہم اللہ کا مذہب یہی ہے اور توضیح میں امام شافعی اور امام مالک رضی اللہ عنہما کا مذہب بھی یہی ذکر کیا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اگر مقیم شخص رمضان پائے پھر مسافر ہوجائے اس پر روزہ فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم میں سے جو کوئی رمضان پائے وہ روزہ رکھے۔

شرح مختصر طحاوی میں ہے سفر میں افضل یہ ہے کہ روزہ رکھے جبکہ وہ روزہ رکھنے سے کمزور نہ ہو اور اگر روزہ رکھنے سے کمزور ہوجائے اور اس کو تکلیف لاحق ہو تو افطار افضل ہے اور اگر سفر کی حالت میں بلا عذر روزہ افطار کیا تو گنہگار نہ ہوگا۔ امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما کا مذہب بھی یہی ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کھجور سے روزہ افطار کرنا واجب نہیں مستحب ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ستو سے روزہ افطار کیا تھا۔

واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم !

۱۸۲۰ ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَسْرُدُ الصَّوْمَ

۱۸۲۱ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصُومُ فِي السَّفَرِ وَكَانَ كَثِيرَ الصِّيَامِ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ ـ

بَابٌ إِذَا صَامَ أَيَّامًا مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ سَافَرَ

۱۸۲۲ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ الْكَدِيدَ أَفْطَرَ فَأَفْطَرَ النَّاسُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَالْكَدِيدُ مَاءٌ بَيْنَ عُسْفَانَ وَقُدَيْدٍ ـ

۱۸۲۰ ــــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حمزہ بن عمرو اسلمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں پے در پے روزے رکھتا ہوں ـ

۱۸۲۱ ــــ ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حمزہ بن عمرو اسلمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کیا میں سفر میں روزہ رکھ لوں؟ جبکہ وہ بہت روزے رکھا کرتے تھے تو آپ نے فرمایا اگر چاہتے ہو تو روزہ رکھ لو اور اگر چاہتے ہو تو افطار کر لو"

باب ــــ جب رمضان کے چند روزے رکھے پھر سفر کیا"

۱۸۲۲ ــــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان مبارک میں مکہ مکرمہ کی طرف نکلے اور روزہ رکھا حتی کہ جب مقام کدید پہنچے تو آپ نے افطار کر دیا اور لوگوں نے بھی افطار کر دیا۔ امام بخاری نے کہا کدید، عسفان اور قدید کے درمیان پانی کا چشمہ ہے ـ

باب

۱۸۲۲ ـــــ حدثنا عبد الله بن يوسف حدثنا يحيى بن حمزة عن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر ان اسماعيل بن عبيد الله حدثه عن ام الدرداء عن ابي الدرداء قال خرجنا مع النبي صلى الله عليه وسلم في بعض اسفاره في يوم حار حتى يدع الرجل يده على راسه من شدة الحر وما فينا صائم الا ما كان من النبي صلى الله عليه وسلم وابن رواحة

۱۸۲۳ ـــــ ترجمہ : ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گرمی کے دن ایک سفر میں روانہ ہوئے حتیٰ کہ آدمی سخت گرمی کے باعث اپنا ہاتھ سر پہ رکھتا تھا اور ہم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور عبد اللہ بن رواحہ کے سوا کوئی روزہ دار نہ تھا۔

۱۸۲۲ ، ۱۸۲۳ ـــــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دس رمضان کو فتح مکہ میں بدھ کے روز عصر کے بعد مکہ کی طرف روانہ ہوئے جب ذوالحلیفہ کے قریب صلصل پہنچے تو منادی نے اعلان کیا کہ جو چاہے روزہ رکھے جو چاہے افطار کرے اور جب کدید پہنچے تو اپنی سواری پر عصر کی نماز کے بعد روزہ افطار کر دیا تاکہ لوگ آپ کو دیکھ لیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا جائز ہے اور افطار مباح ہے اور سفر میں دن کا کچھ حصہ گزر جانے کے بعد افطار جائز ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ اس دن میں افطار جائز نہیں جس میں سفر کو روانہ ہو صرف اس دن میں افطار جائز ہے جس میں سفر کی حالت میں فجر طلوع ہو۔ امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہم نے کہا جو شخص رات کو روزہ کی نیت کرے اور سفر میں روانہ ہو جائے اور روزہ افطار کر دے تو اس دن کی قضاء اس پر واجب ہے اور کفارہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ابن حزم نے کہا ابوالدرداء کی حدیث سے استدلال صحیح نہیں کیونکہ یہ احتمال ہے کہ یہ روزہ نفلی ہو۔ اور اس سفر کو فتح مکہ کا سفر گمان کرنا درست نہیں کیونکہ اس میں عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے حالانکہ وہ فتح مکہ سے پہلے موتہ کی لڑائی میں شہید ہو چکے تھے،، صاحب تلویح نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ سفر بدر کا سفر ہو کیونکہ امام ترمذی نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی کہ ہم نے رمضان مبارک میں بدر اور فتح مکہ کے دن سفر کیا۔ اور دونوں سفروں میں روزہ نہ رکھا۔ لہٰذا ابن حزم کا سفر میں نفلی روزہ کا احتمال ذکر کرنا درست نہیں ہے۔ واللہ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ وَاشْتَدَّ الْحَرُّ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ۔

۱۸۲۴ — حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَرَاٰى زِحَامًا وَرَجُلًا قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا هٰذَا فَقَالُوْا صَائِمٌ فَقَالَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اس شخص کے لئے جس پر سایہ کیا گیا اور گرمی سخت تھی کہ سفر میں روزہ رکھنا اچھا نہیں“

۱۸۲۴ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے آپ نے ایک ہجوم دیکھا اور ایک مرد کو دیکھا جس پر سایہ کیا گیا تھا۔ فرمایا یہ کیا ہے لوگوں نے عرض کیا یہ شخص روزہ دار ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”سفر میں روزہ رکھنا اچھا نہیں“

۱۸۲۴ — شرح : اس حدیث سے بعض ظاہریہ نے استدلال کیا کہ سفر میں روزہ صحیح نہیں اور اگر روزہ رکھ لیا تو وہ روزہ نہ ہوگا۔ حضرت فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے یا افطار افضل ہے۔ اکثر نے یہ کہا کہ اگر سفر میں مشقت اور تکلیف نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے اور مذکور حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ جب تم کو مشقت ہو اور روزہ رکھنے میں تکلیف کا ڈر ہو تو روزہ رکھنا اچھا نہیں۔ لیکن سوال یہ ہوتا ہے کہ اگر سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے تو گناہ ہوگا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ زیادہ نیکی نہیں کیونکہ کبھی یوں ہوتا ہے کہ سفر میں افطار زیادہ نیکی ہوتی ہے جبکہ وہ حج یا جہاد کا سفر ہو کیونکہ اس سفر میں افطار سے قوت حاصل ہوتی ہے تاکہ حج اور جہاد پوری طاقت سے ادا کرسکے۔ جیسے حدیث میں ہے ”ایک دو کھجوریں مانگنے والا مسکین نہیں۔ حالانکہ یہ یقینی امر ہے کہ وہ شخص صدقہ لینے کا اہل ہے۔ لیکن حدیث میں وہ مسکین مراد لیا ہے جو سخت ترین حال میں ہو۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث کا ذکر ایک خاص معین شخص کے بارے میں ہے جس پر سایہ کیا گیا تھا اور وہ ہلاکت کے قریب ہو گیا تھا۔ اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس روزہ میں روزہ دار

بَابُ لَمْ يَعِبْ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي الصَّوْمِ وَالْإِفْطَارِ

۱۸۲۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ ۔

بَابُ مَنْ أَفْطَرَ فِي السَّفَرِ لِيَرَاهُ النَّاسُ

۱۸۲۶ — مُوسَى ابْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْعَوَانَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ إِلَى مَكَّةَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَرَفَعَهُ إِلَى يَدَيْهِ لِيُرِيَهُ النَّاسَ فَأَفْطَرَ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ وَذٰلِكَ فِي رَمَضَانَ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ قَدْ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَفْطَرَ فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ ۔

اس حد تک پہنچ جائے وہ روزہ کچھ نیکی نہیں ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو افطار کی رخصت عنایت کی ہے۔

——— واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم! ———

باب — اصحابِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں روزہ رکھنے یا افطار کرنے پر ایک دوسرے کو عیب نہیں لگایا

۱۸۲۵ — ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ کے ساتھ سفر کرتے تھے تو (اس سفر میں) روزہ دار نے افطار کرنے والے کو اور افطار کرنے والے نے روزہ دار کو عیب نہ لگایا۔

۱۸۲۵ — شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا جائز ہے اور صائم اور مفطر کو عیب نہ لگانا جواز کی دلیل ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں متعارف تھا کہ وہ سفر میں روزہ رکھنے یا افطار پر ایک دوسرے پر عیب لگاتے تھے۔

بَابُ (وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ فِدْيَةٌ) قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَسَلَمَةُ بْنُ الْاَكْوَعِ نَسَخَتْهَا (شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ

باب — جس نے سفر میں روزہ افطار کیا تاکہ لوگ اسے دیکھیں"

۱۸۲۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے اور روزہ رکھا حتیٰ کہ عسفان پہنچے پھر پانی منگوایا اور اس کو اپنے ہاتھوں کی طرف اُٹھایا تاکہ لوگوں کو دکھائیں اور روزہ افطار کردیا حتیٰ کہ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور یہ سفر رمضان میں تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہا کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں روزہ رکھا اور افطار کیا پس جو کوئی چاہے (سفر میں) روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے۔

۱۸۲۶ — شرح : یعنی سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال رمضان مبارک میں مکہ کی طرف روانہ ہوئے تو لوگوں نے روزہ رکھا۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ لوگوں کو روزہ کے سبب سخت تکلیف ہے اور وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں کہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا پیالہ منگوایا اور دونوں ہاتھوں سے اس کو بلند کیا تاکہ لوگ اس کو اچھی طرح دیکھ لیں اور روزہ افطار کرنے میں آپ کی اتباع کریں۔ کیونکہ ان کے لئے روزہ تکلیف دہ تھا اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر آسانی کرنے کے لئے روزہ افطار کردیا کیونکہ روزہ کے سبب ضعف وکمزوری ہو جانے سے دشمن کے مقابلہ میں حرج واقع ہونے کا احتمال تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فتح مکہ کے سفر میں موجود نہ تھے لیکن یہ حدیث ان کی مسند متصل احادیث سے شمار کی جاتی ہے۔ کیونکہ انھوں نے اس کی روائت صرف صحابی سے کی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — ان لوگوں پر جو طاقت رکھتے ہیں فدیہ ہے

عبداللہ بن عمر اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہم نے کہا (باب میں مذکور آئت کو) ان آیات نے منسوخ کردیا ہے

بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ اِلٰى قوله تَشْكُرُوْنَ) وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ لَيْلٰى حَدَّثَنَا اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ رَمَضَانُ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَكَانَ مَنْ اَطْعَمَ كُلَّ يَوْمٍ مِسْكِيْنًا تَرَكَ الصَّوْمَ مِمَّنْ يُّطِيْقُهُ وَرُخِّصَ لَهُمْ فِىْ ذٰلِكَ فَنَسَخَتْهَا وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ فَاُمِرُوْا بِالصَّوْمِ ۔

۱۸۲۷ —— حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَرَاَ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسَاكِيْنَ قَالَ هِىَ مَنْسُوْخَةٌ ۔

"رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا لوگ کے لئے ہدایت اور راہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں۔ اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے۔ اور تم پر دشواری نہیں چاہتا اور اس لئے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بولو۔ اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی، اور کہیں تم حق گزار ہو"، ابن ابی لیلیٰ نے کہا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے ہم سے بیان کیا کہ رمضان نازل ہوا تو لوگوں پر یہ شاق گزرا تو جو کوئی ہر روز مسکین کو کھانا کھلا دیتا حالانکہ روزہ کی طاقت رکھتا تو روزہ چھوڑ دیتا۔ اس کی ان کو رخصت بھی تھی پھر اس کو اس آیت " اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ " روزہ رکھنے تمہارے لئے بہتر ہیں" نے منسوخ کر دیا اور ان کو روزے رکھنے کا حکم دیا گیا"۔

۱۸۲۷ —— ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ آیت " فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسَاكِيْنَ پڑھی" اور کہا یہ منسوخ ہے۔

۱۸۲۷ —— شرح : ابتداء اسلام میں سال بھر میں صرف عاشوراء کا ایک روزہ فرض تھا۔ پھر جب یہ حکم ہوا کہ مہینہ میں ایام بیض کے تین روزے رکھو تو عاشوراء کا روزہ منسوخ ہو گیا پھر اس کی فرضیت رمضان مبارک کے روزوں کے سبب منسوخ ہو گئی اس وقت روزہ دار کو اختیار ہوتا تھا کہ وہ روزہ رکھے یا افطار کر دے اور مسکین کو نصف صاع گندم [illegible] دے دیا کرے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا " وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ " [illegible] روزہ کی طاقت رکھتے ہیں اور وہ روزہ نہیں رکھتے وہ فدیہ دیں جو ایک مسکین کو ایک دن کا [illegible] ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہارے لئے روزہ رکھنے میں بہتری ہے اور [illegible]

بَابٌ مَتٰى يُقْضٰى قَضَاءُ رَمَضَانَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا بَأْسَ اَنْ يُفَرَّقَ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ فِيْ صَوْمِ الْعَشْرِ لَا يَصْلُحُ حَتّٰى يَبْدَأَ بِرَمَضَانَ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ اِذَا فَرَّطَ حَتّٰى جَاءَ رَمَضَانُ اٰخَرُ يَصُوْمُهُمَا وَلَمْ يَرَ عَلَيْهِ طَعَامًا وَيُذْكَرُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مُرْسَلًا وَابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ يُطْعِمُ وَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهُ الْاِطْعَامَ اِنَّمَا قَالَ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ۔

روزہ مشروع ہوگیا۔ اور روزہ دار غروب شمس سے عشار کی نماز پڑھنے تک کھا پی سکتا تھا۔ اس کے بعد کھانا پینا اور بیوی سے جماع کرنا دوسرے دن کے سورج غروب ہونے تک حرام تھا پھر رات کا روزہ منسوخ ہوگیا اور صبح صادق کے نمودار ہونے سے سورج غروب ہونے تک روزہ فرض ہوگیا اور قیامت تک یہی حکم باقی ہے۔ اس بیان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ رمضان کے روزے ایک ہی مرتبہ فرض نہیں ہوئے بلکہ تدریجاً فرض ہوئے تاکہ لوگوں کو عادت ہو جائے اور وہ آسانی سے روزے رکھ سکیں"

باب ـــ رمضان کے قضاء روزے کب قضاء کئے جائیں

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا متفرق روزے رکھنے میں کچھ حرج نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ" اور سعید بن مسیب نے کہا ذوالحجہ کے دس روزے رکھنے اچھے نہیں حتیٰ کہ رمضان کے قضاء روزے پورے کرے" ابراہیم نے کہا جب تقصیر کی حتیٰ کہ دوسرا رمضان آگیا تو دونوں کے روزے رکھے اور اس پر فدیہ واجب نہیں دیکھا ابوہریرہ سے مرسل اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث ذکر کی جاتی ہے کہ فدیہ دے اللہ تعالیٰ نے فدیہ کو ذکر نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے صرف یہ فرمایا کہ دوسرے دنوں کی گنتی پوری کرے۔

شرح: یعنی سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے کسی نے ذوالحجہ کے دس روزوں کے متعلق پوچھا حالانکہ اس کے ذمہ رمضان کے قضاء روزے تھے تو انھوں نے جواب دیا پہلے رمضان مبارک کے قضاء روزے پورے کرو پھر دس روزے رکھو لیکن سعید بن مسیب کا یہ فتویٰ اولویت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ ابن ابی شیبہ نے قتادہ کے ذریعہ سعید بن مسیب سے روایت کی کہ وہ رمضان کے قضاء روزے ذوالحجہ کے دس روزوں میں پورے کرنے میں حرج نہ جانتے تھے۔ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب کوتاہی کی حتیٰ کہ دوسرا رمضان آگیا تو وہ دونوں کے روزے رکھے اور اس پر فدیہ واجب نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ابوہریرہ سے مرسل روایت ہے کہ دوسرا رمضان آجائے تو فدیہ واجب ہے اور ابن عباس سے بھی یہ مروی ہے مگر قرآن کریم میں فدیہ کا ذکر

۱۸۲۸ ــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ كَانَ يَكُوْنُ عَلَیَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا أَسْتَطِيْعُ اَنْ اَقْضِیَ اِلَّا فِیْ شَعْبَانَ قَالَ يَحْيٰى الشُّغْلُ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ بِالنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ

نہیں ہے اس میں تو صرف یہ مذکور ہے کہ دُوسرے دنوں کی گنتی پُوری کرے لیکن امام بخاری کا یہ استدلال مکمل نہیں کیونکہ اگر قرآن کریم میں کوئی حکم مذکور نہ ہو تو اس کو یہ لازم نہیں کہ وہ حکم سنّت سے بھی ثابت نہ ہو حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے جن میں سے ابو ہریرہ اور ابن عباس ہیں، فدیہ واجب کیا ہے حسن بصری اور ابراہیم نخعی نے کہا جب دُوسرا رمضان آجائے تو اس کے گزر جانے کے بعد پہلے رمضان کے قضاء روزے رکھے اور اس پر کفارہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۱۸۲۸ ــــ ترجمہ : ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے سُنا وہ فرماتی تھیں مجھ پر رمضان کے قضاء روزے ہوتے اور میں شعبان کے مہینہ کے بغیر ان کو قضاء نہ کر سکتی تھی۔ یحییٰ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مشغول ہونے کے سبب قضاء پُوری کرنے کا وقت نہ ملتا،،

۱۸۲۸ ــــ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا کوئی وقت ضائع نہ ہونے دیتی تھیں اور جب بھی آپ خدمت لینے کا ارادہ فرمائیں تو وہ اس کے لئے تیار رہتی تھیں۔ شعبان کے مہینہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت روزے رکھتے تھے اس لئے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا روزوں کی قضاء کے لئے فارغ ہوتی تھیں اور رمضان کے قضاء روزے شعبان میں پُورے کرتی تھیں،،

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قضاء کا وقت وسیع ہے مگر شعبان میں تنگ ہو جاتا ہے نیز یہ بھی معلوم ہُوا کہ شوہر کی خدمت دوسرے حقوق پر مقدم ہے بشرطیکہ وہ مجھود وقت میں فرض نہ ہوں!

بَابُ الْحَائِضِ تَتْرُكُ الصَّوْمَ وَالصَّلٰوةَ وَقَالَ اَبُو الزِّنَادِ اِنَّ السُّنَنَ وَوُجُوْهَ الْحَقِّ لَتَاْتِيْ كَثِيْرًا عَلٰى خِلَافِ الرَّاْيِ فَمَا يَجِدُ الْمُسْلِمُوْنَ بُدًّا مِنِ اتِّبَاعِهَا مِنْ ذٰلِكَ اَنَّ الْحَائِضَ تَقْضِي الصِّيَامَ وَلَا تَقْضِي الصَّلٰوةَ۔

۱۸۲۹ — حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ زَيْدٌ عَنْ عِيَاضٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَيْسَ اِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ دِيْنِهَا۔

باب — حائضہ عورت روزے اور نماز چھوڑ دے

ابوالزناد نے کہا سنتیں اور امورِ حق کے اسباب اور طریقے اکثر عقل کے خلاف ہیں اور مسلمانوں کو ان کی اتباع کے بغیر خلاصی نہیں ان امور میں سے ایک یہ ہے کہ حائضہ عورت روزے قضاء کرے اور نماز قضاء نہ کرے۔

۱۸۲۹ — ترجمہ: ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت کو حیض آجائے کیا وہ نماز اور روزہ نہیں چھوڑ دیتی؟ یہ اس کے دین کا نقصان ہے۔

۱۸۲۹ — شرح: یعنی جو امور عقل اور رائے کے خلاف ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ حائضہ عورت ایام حیض میں رمضان کے قضاء روزے پورے کرے گی مگر ان دنوں کی نمازیں قضاء نہ کرے گی "، حالانکہ عقل کا مقتضیٰ یہ ہے کہ دونوں کو قضاء کرے کیونکہ ان میں سے ہر ایک عبادت ہے جو عذر کے باعث ترک کی گئی لیکن شریعت میں صرف روزوں کی قضاء واجب ہے۔ فقہاء کرام نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ روزے سال میں ایک مرتبہ آتے ہیں ان کو قضاء کرنے میں حرج واقع نہیں ہوتا اور نماز ایک دن میں بار بار پڑھنی ہوتی ہے اس کو قضاء کرنے میں حرج لاحق ہوتا ہے۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ وَقَالَ الْحَسَنُ إِنْ صَامَ عَنْهُ ثَلَاثُونَ رَجُلًا يَوْمًا وَاحِدًا جَازَ۔

۱۸۳۰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ اَعْيَنَ حَدَّثَنَا اَبِي عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي جَعْفَرٍ اَنَّ مُحَمَّدَ ابْنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ۔ تَابَعَهُ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو وَرَوَاهُ يَحْيَى بْنُ اَيُّوبَ عَنِ ابْنِ اَبِي جَعْفَرٍ۔

۱۸۳۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ اَفَاَقْضِيهِ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَدَيْنُ اللّٰهِ اَحَقُّ

باب — جو فوت ہو جائے اور اس پر روزے واجب ہوں

حسن بصری نے کہا اگر اس کی طرف سے تیس[۳] آدمی ایک دن روزے رکھیں تو جائز ہے!

۱۸۳۰ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی فوت ہو جائے اور اس پر روزے واجب ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے۔

۱۸۳۱ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میری ماں فوت ہو گئی ہے اس پر ایک ماہ کے روزے واجب ہیں کیا میں اس کی طرف سے روزے قضاء کروں؟ آپ نے فرمایا! ہاں،، اور فرمایا اللہ کا قرض زیادہ لائق ہے کہ ادا کیا جائے،، سلیمان نے کہا حکم اور سلمہ نے کہا حالانکہ ہم سب بیٹھے ہوئے تھے جبکہ مسلم نے یہ حدیث بیان کی کہ ان دونوں نے کہا ہم نے مجاہد سے سنا وہ یہ ابن عباس سے ذکر کرتے تھے ابوخالد

اَنْ يُّقْضٰى - قَالَ سُلَيْمَانُ فَقَالَ الْحَكَمُ وَسَلَمَةُ وَنَحْنُ جَمِيْعًا جُلُوْسٌ حِيْنَ حَدَّثَ مُسْلِمٌ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ سَمِعْنَا مُجَاهِدًا يَذْكُرُ هٰذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَيُذْكَرُ عَنْ اَبِيْ خَالِدِ الْاَحْمَرِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنِ الْحَكَمِ وَمُسْلِمِ الْبَطِيْنِ وَسَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَعَطَاءٍ وَمُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَاَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُخْتِيْ مَاتَتْ وَقَالَ يَحْيٰى وَاَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَاَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّيْ مَاتَتْ - وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَبِيْ اُنَيْسَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَاَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَتْ اُمِّيْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ نَذْرٍ - وَقَالَ اَبُوْ حَرِيْزٍ حَدَّثَنِيْ عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَاَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَتْ اُمِّيْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا -

سے ذکر کیا جاتا ہے کہ اُنھوں نے کہا ہم سے اعمش نے حکم، مسلم بطین، سلمہ بن کہیل سے اُنھوں نے سعید بن جبیر، عطاء اور مجاہد سے اُنھوں نے ابن عباس سے بیان کیا کہ ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری ماں فوت ہو گئی ہے اور عبید اللہ نے زید بن ابی اُنیسہ سے اُنھوں نے حکم سے اُنھوں نے سعید بن جُبیر سے اُنھوں نے ابن عباس سے بیان کیا کہ ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری ماں فوت ہو گئی ہے اور اس پر نذر کا روزہ واجب ہے ابو حریز نے کہا ہم سے عکرمہ نے ابن عباس سے بیان کیا کہ ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری ماں فوت ہو گئی ہے اور اس پر پندرہ دن کے روزے واجب ہیں"

۱۸۳۰، ۱۸۳۱ — شرح : علماء نے اس شخص کے بارے میں اختلاف کیا ہے جو فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ روزے واجب ہوں۔ کیا روزے اس کی طرف سے پورے کئے جائیں؟ اس میں امام شافعی رضی اللہ عنہ کے دو قول ہیں۔ مشہور تر قول یہ ہے کہ اس کی طرف سے روزے نہ رکھے جائیں اور میت کی طرف سے ہرگز روزہ رکھنا جائز نہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ میت کی طرف سے اس کے ولی کا روزے رکھنا مستحب ہے واجب نہیں اس طرح میت بری الذمہ ہو جاتی ہے اور اس کی طرف سے روزے رکھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ مشہور قول ہی امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے۔
امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ اکثر علماء کہتے ہیں کوئی بھی کسی کی طرف سے روزے نہیں

بَابُ مَتٰی یَحِلُّ فِطْرُ الصَّائِمِ وَ اَفْطَرَ اَبُوْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیُّ حِیْنَ غَابَ قُرْصُ الشَّمْسِ ۔

۱۸۳۲ ـــــ حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَقْبَلَ اللَّیْلُ مِنْ هَاهُنَا وَ اَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هَاهُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ ۔

رکھ سکتا ہے ۔ وہ اس کو نماز کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں ۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک بدنی عبادت ہے اور وہ حدیث کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ ولی میت کی طرف سے کھانا کھلا دے یہ اس کے روزے کے قائم مقام ہو جاتا ہے ۔

احناف کہتے ہیں جو شخص مر جائے اور اس کے ذمہ واجب روزے ہوں تو کوئی بھی اس کی طرف سے روزے نہیں رکھ سکتا ہے ۔ لیکن اگر اس نے وصیت کی ہو تو اس کی طرف سے ولی ہر دن مسکین کو کھانا کھلا دے جو گندم کا نصف صاع اور جَو کا ایک صاع ہے ۔ امام نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بھی کسی کی طرف سے نماز نہ پڑھے لیکن اس کی طرف سے کھانا کھلا دے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ ایک مہینہ کے روزے ہوں تو اس کا ولی ہر روز اس کی طرف سے مسکین کو کھانا کھلائے ۔ امام ترمذی نے بھی اس حدیث کو ذکر کیا ہے ۔ اور قاعدہ یہ ہے کہ جب راوی کوئی روایت ذکر کرے پھر اس کے خلاف فتویٰ صادر کرے تو وہ روایت اس کے نزدیک منسوخ ہوتی ہے کیونکہ وہ اپنے اجتہاد سے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول روایت کی مخالفت نہیں کر سکتا ۔ امام طحاوی نے صحیح سند سے عمرہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی اس نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ میری ماں فوت ہو گئی اور رمضان کے روزے اس کے ذمہ باقی ہیں کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھ سکتی ہوں ؟ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا تو اس کی طرف سے روزے نہیں رکھ سکتی اس کی طرف سے ہر روز مسکین کو کھانا کھلانا روزے رکھنے سے بہتر ہے ۔ سب علماء کا اس میں اتفاق ہے کہ کوئی بھی کسی کی طرف سے نماز نہ پڑھے اور روزہ بھی ایسا ہی ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک بدنی عبادت ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

باب ـــــ روزہ دار کب افطار کرے

ابو سعید رضی اللہ عنہ نے روزہ اس وقت افطار کیا جس وقت سورج کی ٹکیہ غروب ہو گئی !

۱۸۳۲ ـــــ ترجمہ : عاصم بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم نے اپنے والد سیدی عمر فاروق رضی اللہ عنہ

۱۸۳۳ــ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِبَعْضِ الْقَوْمِ يَا فُلَانُ قُمْ فَاجْدَحْ لَنَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ لَوْ أَمْسَيْتَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ فَلَوْ أَمْسَيْتَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُمْ فَشَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَاهُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ ــ

سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ادھر سے رات آجائے اور ادھر سے دن چلا جائے اور سورج غروب ہوجائے تو روزہ دار افطار کردے !

۱۸۳۲ــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ جب رات کا اندھیرا ادھر سے اوپر آجائے اور مغرب کی طرف اشارہ کرکے فرمایا جب ادھر سے دن چلا جائے اور سورج کی ٹکیہ غروب ہوجائے تو روزہ افطار کردو۔ مشرق کی طرف سے سیاہی کا اوپر آجانا سورج غروب ہونے کی دلیل ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک مشرق کی طرف سے رات کی سیاہی ظاہر نہ ہو سورج غروب نہیں ہوتا اگرچہ ہمیں نظر نہ آئے۔ حدیث شریف میں روزہ جلدی افطار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب سورج غروب ہونا ثابت ہوجائے تو افطار میں تاخیر نہ کرے اور روزہ افطار کردے !

۱۸۳۳ــ ترجمہ : عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ایک سفر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جبکہ آپ روزہ دار تھے۔ جب سورج غروب ہوا تو ایک شخص سے فرمایا کہ اے فلاں اٹھ میرے لئے ستو گھول اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! شام ہونے دیجئے آپ نے فرمایا اتر کر میرے لئے ستو گھول اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! شام ہونے دیجئے آپ نے فرمایا اتر کر میرے لئے ستو گھول، اس شخص نے عرض کیا ابھی تو دن باقی ہے۔ آپ نے فرمایا اتر کر ہمارے لئے ستو گھول وہ شخص اترا اور ستو گھولے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیئے پھر آپ نے فرمایا جب تم رات کو دیکھو کہ وہ ادھر سے آگئی ہے تو روزہ دار روزہ کھول دے۔

اس حدیث کی شرح حدیث نمبر ۱۸۱۹ کے تحت دیکھیں۔

بَابُ يُفْطِرُ بِمَا تَيَسَّرَ عَلَيْهِ بِالْمَاءِ وَغَيْرِهٖ

۱۸۳۴ ـــــ مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِي اَوْفٰى قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَمْسَيْتَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا فَنَزَلَ فَجَدَحَ ثُمَّ قَالَ اِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ اَقْبَلَ مِنْ هَاهُنَا فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهٖ قِبَلَ الْمَشْرِقِ ۔

باب ـــــ پانی وغیرہ میں سے جو میسّر ہو اس سے روزہ افطار کرے

۱۸۳۴ ـــــ ترجمہ : عبد اللہ بن اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا جبکہ آپ روزہ دار تھے ۔ جب سورج غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا اُتر کر ہمارے لئے ستو گھول عرض کیا یا رسول اللہ! شام تو ہونے دیجئے ، آپ نے فرمایا اُتر کر میرے لئے نیا ستو گھول عرض کیا یا رسول اللہ! دن باقی ہے فرمایا اُتر کر ستو گھول وہ اُترے اور ستو گھولے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم رات کو دیکھو کہ وہ ادھر سے آ گئی ہے تو روزہ دار افطار کر دے اور انگل شریف کے ساتھ مشرق کی طرف اشارہ فرمایا ۔

۱۸۳۴ ـــــ شرح : ستو گھولنے والا شخص حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ صاحب صدقہ ہیں یا کوئی اور شخص ہے ۔ اگر یہ سوال ہو کہ ستو گھولنے والے نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی مخالفت کیوں کی اور بار بار اعادہ کرتا رہا اس کا جواب یہ ہے کہ اس شخص کا یہ گمان تھا کہ ابھی مغرب کی طرف روشنی ہے اس لئے دن باقی ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی اس لئے اُس نے روشنی باقی ہونے کی آپ کو خبر دی تھی آپ کے ارشاد کی مخالفت نہیں کی تھی ۔ اس حدیث کے متعلق مزید تقریر حدیث ع ۱۸۱۹ کی شرح میں ملاحظہ فرمائیں ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَاِمَامِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الْكَامِلِيْنَ الْوَاصِلِيْنَ اَجْمَعِيْنَ !

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجُزْءُ الثَّامِنُ

بَابُ تَعْجِيْلِ الْاِفْطَارِ

۱۸۲۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ۔

۱۸۲۶ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَصَامَ حَتّٰى اَمْسٰى قَالَ لِرَجُلٍ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِيْ قَالَ لَوِ انْتَظَرْتَ حَتّٰى تُمْسِيَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِيْ اِذَا رَاَيْتَ اللَّيْلَ قَدْ اَقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آٹھواں پارہ

باب روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنا

۱۸۲۵ — ترجمہ : حضرت سعد بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ ہمیشہ بھلائی کے ساتھ رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کریں گے۔

۱۸۲۶ — ترجمہ : ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ نے روزہ رکھا حتیٰ کہ شام ہو گئی تو ایک شخص سے فرمایا اُتر کر میرے لئے ستو گھول اُس نے عرض کیا اگر آپ شام تک انتظار کرتے تو بہتر ہوتا۔ آپ نے فرمایا اُتر کر میرے لئے ستو گھول جب تو دیکھے کہ رات اِدھر سے آ گئی ہے تو روزہ دار افطار کر دے۔

۱۸۲۵، ۱۸۲۶ — شرح : اس باب کی دونوں حدیثوں میں روزہ جلد افطار کرنے [illegible] امام ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

بَابُ إِذَا أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ

۱۸۳۷ ـــ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ أَفْطَرْنَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمِ غَيْمٍ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ قِيلَ لِهِشَامٍ فَأُمِرُوا بِالْقَضَاءِ قَالَ بُدٌّ مِنْ قَضَاءٍ وَقَالَ مَعْمَرٌ سَمِعْتُ هِشَامًا لَا أَدْرِي أَقْضَوْا أَمْ لَا۔

سے روایت ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے وہ لوگ زیادہ محبوب ہیں جو روزہ افطار کرنے میں جلدی کریں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہود بڑی تاخیر سے روزہ افطار کرتے تھے۔ اس لئے ان کی تردید کے لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میری سُنت پر ہمیشہ کے لئے قائم رہے گی جب تک وہ روزہ کے افطار میں ستاروں کے ہجوم کا انتظار نہ کریں گے۔ مزید تفصیل حدیث ع ۱۸۱۹ کے تحت ملاحظہ فرمائیں!

باب ـــ جب رمضان میں روزہ افطار کیا پھر سُورج ظاہر ہوگیا

۱۸۳۷ ـــ ترجمہ: اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بادل کے دن روزہ افطار کیا پھر سُورج نکل آیا۔ ہشام سے پُوچھا گیا کہ لوگوں کو قضا کا حکم دیا ہوگا؟ اور معمر نے کہا میں نے ہشام سے سُنا مجھے معلوم نہیں کہ لوگوں نے روزہ قضاء کیا یا نہیں۔

۱۸۳۷ ـــ شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس نے روزہ افطار کیا حالانکہ اس کا گمان تھا کہ سُورج غروب ہوچکا ہے لیکن سُورج غروب نہیں ہُوا تھا وُہ باقی دن کھانے پینے سے رُکا رہے اور رمضان کے بعد روزہ قضاء کرے اس پر کفارہ نہیں۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے اسی طرح جو سحری کھاتا ہے حالانکہ فجر طلوع ہوچکی ہے مگر اس کو طلوع فجر کا علم نہیں پھر بعد میں معلوم ہُوا تو وہ روزہ پُورا کرے اور پھر اس کو رمضان کے بعد قضاء کرے اس میں ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔ حضرت عروہ بن زبیر مجاہد اور عطاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا جس نے یہ گمان کیا کہ سُورج غروب ہوگیا اور روزہ افطار کردیا پھر سُورج ظاہر ہوگیا تو اس پر قضاء واجب نہیں کیونکہ اس کا حال بھُول کر کھانے والے کی طرح ہے۔ اگر کسی نے بھُول کر کھایا اور پیا اور پھر بعد میں قصداً کھا [illegible] قضاء [illegible] واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ صَوْمِ الصِّبْيَانِ وَقَالَ عُمَرُ لِنَشْوَانَ فِي رَمَضَانَ وَيْلَكَ وَصِبْيَانُنَا صِيَامٌ فَضَرَبَهُ۔

١٨٣٨ — مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ أَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ عَاشُورَاءَ إِلَى قُرَى الْأَنْصَارِ مَنْ أَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ وَمَنْ أَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيَصُمْ قَالَتْ فَكُنَّا نَصُومُهُ بَعْدُ وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا وَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ فَإِذَا بَكَى أَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ أَعْطَيْنَاهُ ذٰلِكَ حَتّٰى يَكُونَ عِنْدَ الْإِفْطَارِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْعِهْنُ الصُّوفُ۔

باب — بچّوں کا روزہ رکھنا

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک نشہ باز سے رمضان میں فرمایا تو ہلاک ہو جائے ہمارے بچے روزہ سے ہیں اور تُو نے شراب پیا ہے، اور اس پر حد جاری کی!

۱۸۳۸ — ترجمہ: رُبیّع بنت معوذ رضی اللہ عنہا نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کی صبح کو انصار کے دیہات میں پیغام بھیجا کہ جو شخص صبح روزے سے نہ ہو وہ باقی دن پورا کرے اور جو صبح روزے سے ہو وہ روزے رکھے۔ رُبیّع بنت معوذ نے کہا ہم اس کے بعد روزہ رکھا کرتے تھے اور اپنے بچوں سے روزہ رکھاتے تھے اور ہم ان کے لئے رُوئی کی گڑیا بناتے جب ان میں سے کوئی کھانے کے لئے روتا تو ہم اس کو یہ دیتے حتیٰ کہ افطار کا وقت آتا،

۱۸۳۸ — شرح: اس میں فقہاء کا اتفاق ہے کہ بچوں پر عبادات فرض نہیں اور جب وہ بالغ ہو جائیں تو ان پر جملہ احکام شرع فرض ہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تین شخصوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے۔ ایک بچہ حتیٰ کہ بالغ ہو جائے دُوسرا سونے والا شخص حتیٰ کہ بیدار ہو جائے تیسرا مسلوب العقل حتیٰ کہ سمجھنے لگے مگر اکثر علماء نے کہا برکت کے لئے بچوں کو عبادات کی عادت ڈالنا مستحسن ہے۔ تاکہ جب ان پر عبادات واجب ہوں تو ان کے ادا کرنے میں آسانی ہو۔ بہتر یہ ہے کہ سات سال کے بچے کو عبادات

بَابُ الْوِصَالِ وَمَنْ قَالَ لَيْسَ فِي اللَّيْلِ صِيَامٌ لِقَوْلِهِ تَعَالَى (ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ) وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ رَحْمَةً لَهُمْ وَإِبْقَاءً عَلَيْهِمْ وَمَا يُكْرَهُ مِنَ التَّعَمُّقِ۔

۱۸۳۹ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُوَاصِلُوا قَالُوا إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ قَالَ إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى أَوْ إِنِّي أَبِيتُ أُطْعَمُ وَأُسْقَى ـــ

کی ترغیب دلائی جائے اور جب دس برس کے ہو جائیں تو سختی سے ان کو پابند کرنا چاہیئے۔
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان مبارک کے روزے فرض ہونے سے پہلے عاشوراء کا روزہ فرض تھا اور عادت ڈالنے کے لئے بچوں کو صوم وصلوٰۃ کی ترغیب دلانی چاہیئے اور صحابی کا یہ کہنا کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ کیا۔ مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتا ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام کے فعل پر سکوت فرمانا اور منع نہ کرنا اس کے جواز کی دلیل ہے ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور منع فرما دیتے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــ متواتر روزے رکھنا

جس نے کہا رات کو روزہ نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "پھر رات تک روزہ پورا کرو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہربانی اور لوگوں کی طاقت باقی رکھنے کے لئے (رات روزہ رکھنے سے) منع فرمایا اور عبادت میں شدت کی کراہت"

ترجمہ: ۱۸۳۹ ـــ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پے درپے روزے نہ رکھو لوگوں نے کہا آپ تو متواتر روزے رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ مجھے کھلایا اور پلایا جاتا ہے یا فرمایا۔ میں رات اللہ کے پاس گزارتا ہوں اس حال میں کہ مجھے کھلایا پلایا جاتا ہے۔

۱۸۴۰ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ قَالُوا إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى۔

۱۸۴۱ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تُوَاصِلُوا فَأَيُّكُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُوَاصِلَ فَلْيُوَاصِلْ حَتَّى السَّحَرِ قَالُوا فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي أَبِيتُ لِي مُطْعِمٌ يُطْعِمُنِي وَسَاقٍ يَسْقِينِي۔

۱۸۴۲ــــ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ رَحْمَةً لَهُمْ فَقَالُوا إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ لَمْ يَذْكُرْ عُثْمَانُ رَحْمَةً لَهُمْ۔

۱۸۴۰ ــــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متواتر روزے رکھنے سے منع فرمایا۔ لوگوں نے کہا آپ تو متواتر روزے رکھتے ہیں ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہاری مثل نہیں ہوں مجھے کھلایا پلایا جاتا ہے۔

۱۸۴۱ ــــ ترجمہ : ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ متواتر روزے نہ رکھو تم میں سے جب کوئی متواتر روزے رکھنا چاہے تو سحری تک رکھ سکتا ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ تو متواتر روزے رکھتے ہیں آپ نے فرمایا میں تمہارے جیسا نہیں۔ میں رات گزارتا ہوں مجھے کھلانے والا کھلاتا ہے اور پلانے والا پلاتا ہے۔

۱۸۴۲ ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اُنھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہربانی کے سبب متواتر روزے رکھنے سے منع فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا آپ تو متواتر روزے رکھتے ہیں آپ نے فرمایا میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ مجھے میرا رب کھلاتا ہے پلاتا ہے عثمان نے "مہربانی کے سبب" ذکر نہیں کیا۔

۱۸۳۹ تا ۱۸۴۲

شرح : اس باب کا عنوان تین امور پر مشتمل ہے اول یہ کہ رات روزہ رکھنے کا محل نہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "پھر رات تک روزہ پورا کرو اور رات کو روزہ کی حد بنایا لہٰذا رات روزہ میں داخل نہ ہوگی۔ دوسرا عنوان یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے متواتر روزے رکھنے سے منع فرمایا اس میں امت پر رحمت و شفقت اور ان کے لئے قوت باقی رکھنا ہے۔ تیسرا عنوان یہ ہے کہ عبادت میں شدت اختیار کرنا مکروہ ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جواب میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی میری صفت جیسی وصف نہیں رکھتا اور نہ ہی کوئی میرے مقام و مرتبہ جیسا مرتبہ رکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو متواتر روزے رکھنے سے منع فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ وصال (متواتر روزے) مکروہ ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا ظاہر کلام اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ کراہت تحریمی ہے اور اہلِ ظواہر کا مذہب یہ ہے کہ وصال حرام ہے اور جمہور فقہا و امام ابوحنیفہ، مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ وصال مکروہ ہے۔ بعض فقہا یہ کہتے ہیں کہ قوی شخص کے لئے متواتر روزے رکھنے جائز ہیں۔ قاضی عیاض نے ابن وہب، اسحاق اور امام احمد بن حنبل سے وصال کے جواز کی روائت کی ہے۔ جمہور علماء نے یہ مذہب اختیار کیا ہے کہ متواتر روزے رکھنا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ کیونکہ آپ نے فرمایا "میں تمہاری مثل نہیں ہوں" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُمت کے لئے وصال حرام ہے۔ ابوداؤد نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد نماز سے منع فرماتے تھے اور خود پڑھتے تھے اور متواتر روزے رکھنے سے منع فرماتے تھے اور خود رکھتے تھے۔ یہ بھی آپ کی خصوصیت ہے۔

متواتر روزوں کے مجوزین کہتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شفقت اور مہربانی کے سبب متواتر روزے رکھنے سے منع فرمایا۔ الزام کے طور پر منع نہیں کیا ہے اور محرمین کہتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا متواتر روزے رکھنے سے منع فرمانا اس لئے تھا کہ وہ اس کی تکلیف نہ کریں جو ان پر شاق ہو اور آپ کا ان کے ساتھ متواتر روزے رکھنے ان کی زجر و تشدید کے لئے تھا اور ان کو عبرت دلانا تھا کہ وہ وصال ترک کر دیں۔

اگر یہ سوال ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وصال سے منع فرما دیا تو لوگوں نے یہ کیوں کہا کہ آپ تو متواتر روزے رکھتے ہیں حالانکہ وہ بہت متادب تھے اس کا جواب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ پر اعتراض نہیں کیا تھا بلکہ ان کا مقصد حضور کی وصال میں تخصیص کا سبب معلوم کرنا تھا اور اس کی حکمت دریافت کرنی تھی۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے میرا رب کھلاتا پلاتا ہے اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے روحانی طاقت عطا فرمائی ہے اور میں اللہ کریم کی محبت میں سرشار رہتا ہوں حتیٰ کہ مجھے بھوک پیاس محسوس تک نہیں ہوتی اور مجھے کھانے اور پینے والے شخص کی سی طاقت عطا کی گئی ہے۔ اس لئے فرمایا "میرا حال تمہارے حال جیسا نہیں کہ تم میں سے جو کوئی کھاتا اور پیتا ہے اس کے روزوں کا تواتر ختم ہو جاتا ہے اور میں تمہاری مثل نہیں مجھے اللہ

بَابُ التَّنْكِيلِ لِمَنْ أَكْثَرَ الْوِصَالَ رَوَاهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۸۴۳ —— حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ وَأَيُّكُمْ مِثْلِي إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ كَالتَّنْكِيلِ لَهُمْ حِينَ أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا ۔

کا قرب حاصل ہے اور مجھ پر اللہ کا بے پناہ فیضان ہے جو طعام وغیرہ کے قائم مقام ہے اور مجھ میں بھوک اور پیاس کا احساس تک پیدا نہیں ہونے دیتا۔ الحاصل اس باب میں مذکور تمام احادیث کا مقصد یہ ہے کہ متواتر روزے رکھنے میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے اور دوسرے لوگوں کو اس سے منع کیا گیا ہے۔ البتہ صبح تک انہیں رخصت ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب —— اکثر متواتر روزے رکھنے والے کو سزا

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی روائت کی

۱۸۴۳ —— ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے میں وصال کرنے سے منع فرمایا۔ مسلمانوں میں سے ایک ایک شخص نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ تو وصال (متواتر روزے) کرتے ہیں آپ نے فرمایا تم میں سے میری مثل کون ہے؟ میں اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں اور وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ جب لوگ متواتر روزے رکھنے سے نہ رکے تو آپ نے ان کے ساتھ صومِ وصال رکھا پھر لوگوں نے چاند دیکھا تو آپ نے فرمایا اگر چاند مؤخر ہوتا (نظر نہ آتا) تو میں اسی طرح روزہ رکھتا جاتا ان کو سزا دینے کے لئے فرمایا جبکہ انھوں نے وصال کا روزہ نہ رکھنے سے انکار کیا۔

۱۸۴۴ —— حَدَّثَنَا یَحْیٰی حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِیَّاكُمْ وَالْوِصَالَ مَرَّتَیْنِ قِیْلَ اِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ فَاكْلَفُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِیْقُوْنَ ۔

بَابُ الْوِصَالِ اِلَی السَّحَرِ

۱۸۴۵ —— حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِیْ اِبْنُ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ یَزِیْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تُوَاصِلُوْا فَاَیُّكُمْ اَرَادَ اَنْ یُوَاصِلَ فَلْیُوَاصِلْ حَتَّی السَّحَرِ قَالُوْا فَاِنَّكَ تُوَاصِلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَسْتُ كَهَیْئَتِكُمْ اِنِّیْ اَبِیْتُ لِیْ مُطْعِمٌ یُطْعِمُنِیْ وَسَاقٍ یَسْقِیْنِیْ ۔

۱۸۴۴ —— ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے دو مرتبہ فرمایا۔ وصال کے روزے رکھنے سے بچو آپ سے عرض کیا گیا آپ تو وصال کے روزے رکھتے ہیں آپ نے فرمایا۔ میں رات اللہ کے پاس گزارتا ہوں میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ تم وہ عمل کرو جس کی طاقت رکھتے ہو !

۱۸۴۳—۱۸۴۴ —— شرح : اگر یہ سوال ہو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کیوں کی اس کا جواب یہ ہے کہ انھوں نے یہ سمجھا تھا کہ آپ نے تنزیہاً منع فرمایا ہے۔ وصال کا روزہ رکھنا حرام نہیں ہے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں وصال کے روزے رکھتا جاتا ہوں حتی کہ تم اس میں عاجز ہو جاؤ گے اور مجبور ہو جاؤ گے تاکہ تم کو عبرت ہو کہ آئندہ وصال کا روزہ رکھنے کا خیال نہ کرو گے اور تخفیف کا مطالبہ کرو گے واللہ ورسولہ اعلم !

باب —— صبح تک وصال کا روزہ رکھنا

۱۸۴۵ —— ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا متواتر روزے نہ رکھو

بَابُ مَنْ اَقْسَمَ عَلٰی اَخِیْہِ لِیُفْطِرَ فِی التَّطَوُّعِ وَلَمْ یَرَ عَلَیْہِ قَضَاءً اِذَا کَانَ اَوْفَقَ لَہٗ

۱۸۴۶ ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا اَبُو الْعُمَیْسِ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِیْ جُحَیْفَةَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ آخَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ سَلْمَانَ وَاَبِی الدَّرْدَاءِ فَزَارَ سَلْمَانُ اَبَا الدَّرْدَاءِ فَرَاٰی اُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً فَقَالَ لَہَا مَا شَاْنُكِ قَالَتْ اَخُوْكَ اَبُو الدَّرْدَاءِ لَیْسَ لَہٗ حَاجَةٌ فِی الدُّنْیَا فَجَاءَ اَبُو الدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَہٗ طَعَامًا فَقَالَ کُلْ فَاِنِّیْ صَائِمٌ قَالَ مَا اَنَا بِآکِلٍ حَتّٰی تَاْکُلَ فَاَکَلَ فَلَمَّا کَانَ اللَّیْلُ ذَهَبَ اَبُو الدَّرْدَاءِ یَقُوْمُ قَالَ نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَهَبَ یَقُوْمُ فَقَالَ نَمْ فَلَمَّا کَانَ مِنْ آخِرِ اللَّیْلِ قَالَ سَلْمَانُ قُمِ الْآنَ فَصَلَّیَا فَقَالَ لَہٗ سَلْمَانُ اِنَّ لِرَبِّكَ عَلَیْكَ حَقًّا وَلِنَفْسِكَ عَلَیْكَ حَقًّا وَلِاَهْلِكَ عَلَیْكَ حَقًّا فَاَعْطِ کُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّہٗ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ ذٰلِكَ لَہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَدَقَ سَلْمَانُ ۔

تم میں سے جو کوئی وصال کا روزہ رکھنا چاہے وہ صبح تک وصال کا روزہ رکھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ تو وصال کا روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں رات گزارتا ہوں کھلانے والا مجھے کھلاتا ہے اور پلانے والا مجھے پلاتا ہے!

۱۸۴۵ ــــ **شرح**: اس حدیث میں صبح تک وصال کا روزہ رکھنے کا جواز ملتا ہے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا مذہب یہی ہے۔ بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ یہ وصال کا روزہ نہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ ابن خزیمہ نے عبیدہ بن حمید کے طریق سے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح تک صوم وصال رکھتے تھے آپ کے بعض صحابہ نے بھی یہ روزہ رکھنا چاہا تو آپ نے ان کو منع فرما دیا تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ تو یہ کرتے ہیں۔ بظاہر یہ حدیث ابو سعید کی حدیث کے معارض ہے کیونکہ ابو ہریرہ کی حدیث میں مطلقاً صوم وصال سے منع کیا گیا ہے اور ابو سعید خدری کی حدیث میں صبح تک اس کا جواز ثابت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ابو ہریرہ کی حدیث شاذ ہے۔ محفوظ نہیں۔

باب ــــ جو کوئی اپنے بھائی کو قسم دے کہ وہ نفلی روزہ افطار کر دے اور اس پر قضا واجب نہیں جبکہ روزہ نہ رکھنا اس کے موافق ہو!"

۱۸۴۶ ــــ **ترجمہ**: عون بن جحیفہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

سلمان فارسی اور ابو درداء کے درمیان بھائی چارہ کرا دیا تو سلمان ابو درداء کو ملنے گئے تو انھوں نے ام درداء کو پریشان حال دیکھا تو ان سے کہا تمہارا کیا حال ہے۔ ام درداء نے جواب دیا کہ آپ کا بھائی ابو درداء کو دنیا سے کوئی تعلق نہیں اتنے میں ابو درداء بھی آ گئے اور سلمان کے لئے کھانا تیار کیا تو سلمان نے کہا آپ بھی کھائیں۔ ابو درداء نے کہا میں روزے سے ہوں۔ سلمان نے کہا جب تک آپ نہیں کھائیں گے میں بھی نہیں کھاؤں گا تو ابو درداء نے کھانا کھا لیا جب رات ہوئی تو ابو درداء نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو سلمان نے کہا سوئے رہیں وہ سو گئے اس نے پھر اٹھنے کا ارادہ کیا تو سلمان نے کہا سوئے رہیں جب رات کا آخر ہوا تو سلمان نے کہا اب اٹھو اور دونوں نے تہجد کی نماز پڑھی پھر سلمان نے ابو درداء سے کہا تیرے رب کا تجھ پر حق ہے تیری ذات کا تجھ پر حق ہے، تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے۔ ہر حقدار کو اس کا حق دے۔ ابو درداء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ آپ سے عرض کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلمان نے سچ کہا ہے۔

۱۸۴۶ — شرح : ابو درداء رضی اللہ عنہ نے سلمان فارسی کے لئے کھانا تیار کیا حالانکہ وہ خود روزہ سے تھے اور بڑی بحث تحیص کے بعد انھوں نے روزہ افطار کر دیا پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ عرض کیا تو آپ نے روزہ کی قضاء کا حکم نہ فرمایا۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی نفلی روزہ میں شروع ہو جائے تو اس کا پورا کرنا واجب نہیں۔ امام ترمذی نے کہا نفلی روزہ دار اپنی ذات کا امیر ہے۔ اگر چاہے تو روزہ پورا کرے اگر چاہے تو افطار کر دے جیسے نفلی نماز میں ہے مگر ایسا کرنا نہیں چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم اپنے عمل ضائع نہ کرو۔ البتہ عذر ہو تو نفلی روزہ توڑنا جائز ہے جبکہ مہمان وغیرہ کا اصرار ہو تو اس وقت روزہ افطار کر دینا مستحب ہے اور اس کو قضاء کرنا مستحب ہے واجب نہیں۔ شافعیہ، حنابلہ اور دیگر علماء کا مذہب یہی ہے۔ مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر نفلی روزہ قصداً افطار کر دیا تو قضاء واجب ہے اور اگر بھول کر افطار کر دیا تو قضا واجب نہیں اور عذر کے بغیر نفلی روزہ افطار کرنا حرام ہے۔ احناف کا مذہب یہ ہے کہ اگر نفلی روزہ کو فاسد کر دیا اگرچہ عذر کے ساتھ ہی افطار کیا ہو اس کی قضاء واجب ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انھوں نے کہا میں اور حفصہ ہم دونوں روزہ سے تھیں ہمارے سامنے کھانا آیا تو ہم نے کھا لیا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حفصہ نے جلد مجھ سے پہلے دریافت کرنا چاہا کیونکہ وہ اپنے والد کی طرح امور میں بہت جلدی کرتی تھیں۔ حفصہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم دونوں روزہ سے تھیں ہمارے سامنے کھانا لایا گیا اور ہماری خواہش ہوئی کہ اسے کھا لیں تو ہم نے کھا لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو کسی اور دن میں قضاء کر لینا۔ ابو داؤد اور نسائی کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا تم پر گناہ نہیں کسی اور دن میں اس کی قضاء کر لینا، امام طحاوی نے اپنے اسناد کے ساتھ عائشہ بنت طلحہ سے روایت کی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میرے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آپ کے لئے حلوہ رکھا ہوا ہے تو آپ نے فرمایا میرا ارادہ تھا کہ روزہ پورا کروں گا لیکن لائیں میں اس روزہ کو کسی اور دن قضاء کر لوں گا "صلی اللہ علیہ وسلم" ان روایات سے ظاہر ہے کہ نفلی روزہ افطار کرنے سے اس کی قضاء

بَابُ صَوْمِ شَعْبَانَ

۱۸۴۷ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ لَا يَصُومُ وَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ إِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهُ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ۔

۱۸۴۸ــــ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ قَالَتْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ شَهْرًا أَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ فَإِنَّهُ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ وَكَانَ يَقُولُ خُذُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ فَإِنَّ اللهَ لَا يَمَلُّ حَتَّى تَمَلُّوا وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا دُووِمَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّتْ وَكَانَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً دَاوَمَ عَلَيْهَا۔

واجب ہے۔ عذر کے بغیر روزہ افطار کرنا گناہ ہے اس لئے اس کی قضاء واجب ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا ضیافت عذر ہے اور عذر یا بغیر عذر نفلی روزہ افطار کرنے سے قضا واجب ہے اسی طرح جب عورت کو حیض آگیا اور وہ روزہ سے تھی تو صحیح تر یہی ہے کہ اس پر اس کی قضاء واجب ہے سورج ڈھل جانے کے بعد نفلی روزہ افطار نہ کرے بشرطیکہ افطار نہ کرنے میں والدین میں سے کسی ایک کی نافرمانی نہ ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بھائی چارہ جائز ہے اور ضرورت کے تحت اجنبیہ عورت سے گفتگو کرنی جائز ہے۔ اور مستحب امر سے منع کرنا جائز ہے جبکہ یہ ڈر ہو کہ وہ اس سے کسی روز تنگ آجائے گا اور دین میں غلو کرنا جائز نہیں۔

باب ــــ شعبان کے روزے رکھنا "

ترجمہ: ۱۸۴۷ــــ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے حتی کہ ہم یہ خیال کرتے کہ آپ افطار نہیں کریں گے اور روزے افطار کرتے حتی کہ ہم گمان کرتے کہ اب روزے نہیں رکھیں گے "، میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان کے علاوہ کسی مہینے کے پورے روزے رکھتے نہیں دیکھا اور نہ ہی شعبان کے

باب مَا یُذکرُ مِنْ صَومِ النَّبیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَ اِفْطَارِہٖ

مہینہ سے زیادہ کسی مہینہ میں روزے رکھتے دیکھا ہے۔

۱۸۴۸ — **ترجمہ** : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے مہینہ سے زیادہ کسی مہینہ میں روزے نہیں رکھتے تھے۔

۔آپ سارا شعبان روزے رکھتے تھے۔اور فرماتے جس قدر طاقت رکھتے ہو اس قدر عمل کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ تنگ نہیں ہوتا حتیٰ کہ تم تنگ ہو جاتے ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ نماز پسند تھی جس پر ہمیشگی کی جائے۔ اگرچہ قلیل ہو اور آپ جب نماز پڑھتے تو اس پر ہمیشگی فرماتے۔

۱۸۴۷، ۱۸۴۸ — **شرح** : شعبان شَعْب سے مشتق ہے۔ اس کا معنیٰ اجتماع ہے۔رمضان کی طرح اس مہینہ میں خیر کثیر مجتمع ہوتی ہے۔

اس لئے اس ماہ کو شعبان کہتے ہیں۔

ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نصف شعبان باقی رہ جائے تو روزے نہ رکھو اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شعبان کے نصف آخر میں روزے رکھنے سے منع کیا گیا ہے حالانکہ ترمذی میں ام سلمہ سے روایت مذکور ہے کہ اُنھوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان اور رمضان کے سوا دو مہینے متواتر روزے رکھتے نہیں دیکھا۔بظاہر ان دونوں حدیثوں میں تعارض ہے اس کا جواب یہ ہے کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے ابوہریرہ کی حدیث کو منکر کہا ہے نیز خود ابوہریرہ رضی اللہ عنہ شعبان کے نصف آخر میں روزے رکھا کرتے تھے لہٰذا نہی کی حدیث منسوخ ہے۔کیونکہ جب راوی کا عمل اس کی روایت کے مخالف ہو تو وہ اس بات کی دلیل ہوتا ہے کہ روایت منسوخ ہے۔کیونکہ صرف رائے اور عقل سے نص منسوخ نہیں ہو سکتا،،

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ عمل کرو جس پر استمرار، مداومت اور ہمیشگی کر سکو اور تمام عبادات میں شدت کرنے سے اجتناب کرو کیونکہ تم آخر میں تنگ ہو جاؤ گے اللہ تنگ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے لئے تنگ کا لفظ استعمال کرنا بطور مشاکلت ہے جیسے قرآن کریم میں ہے" تَعْلَمُ مَا فِی نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِی نَفْسِكَ،، اللہ کے لئے لفظ نفس کا استعمال ہے۔حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ تم سے اللہ کا فضل منقطع نہیں ہوتا حتیٰ کہ تم سوال کرنے سے تنگ ہو جاؤ۔علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ پر لفظ "تنگ" کا اطلاق مجازی ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ جزاء ترک کر دیتا ہے۔واللہ ورسولہ اعلم!

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے اور افطار کا ذکر،،

۱۸۴۹ــــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا صَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا كَامِلًا قَطُّ غَيْرَ رَمَضَانَ وَيَصُومُ حَتَّى يَقُولَ الْقَائِلُ لَا وَاللّٰهِ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتَّى يَقُولَ الْقَائِلُ لَا وَاللّٰهِ لَا يَصُومُ۔

۱۸۵۰ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى نَظُنَّ أَنْ لَا يَصُومَ مِنْهُ وَيَصُومُ حَتَّى نَظُنَّ أَنْ لَا يُفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا وَكَانَ لَا تَشَاءُ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَأَيْتَهُ وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتَهُ وَقَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ حُمَيْدٍ أَنَّهُ سَأَلَ أَنَسًا فِي الصَّوْمِ۔

۱۸۵۱ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا عَنْ صِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا كُنْتُ أُحِبُّ أَنْ أَرَاهُ مِنَ الشَّهْرِ صَائِمًا إِلَّا رَأَيْتُهُ وَلَا مُفْطِرًا إِلَّا رَأَيْتُهُ وَلَا مِنَ اللَّيْلِ قَائِمًا إِلَّا رَأَيْتُهُ وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتُهُ وَلَا مَسِسْتُ خَزَّةً وَلَا حَرِيرَةً أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِمْتُ مِسْكَةً وَلَا عَنْبَرَةً أَطْيَبَ رَائِحَةً مِنْ رَائِحَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۸۴۹ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے سوا کبھی پورا ایک مہینہ روزے نہیں رکھے۔ آپ روزے رکھتے حتیٰ کہ کہنے والا کہتا واللہ آپ کبھی افطار نہیں کریں گے اور افطار کرتے حتیٰ کہ کہنے والا کہتا خدا کی قسم! آپ کبھی روزے نہیں رکھیں گے۔

۱۸۵۰ــــ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینہ میں افطار کرتے جاتے حتیٰ کہ ہم خیال کرتے تھے کہ آپ اس میں روزہ نہیں رکھیں گے اور روزہ رکھتے جاتے حتیٰ کہ ہم گمان کرنے کہ آپ کسی دن افطار نہیں کریں گے اور رات میں اگر تو آپ کو نماز پڑھتے دیکھنا چاہے تو دیکھ لے گا اور اگر سوئے ہوئے دیکھنا چاہے تو دیکھ لے گا۔ سلیمان نے حُمید سے روایت کی کہ اُنھوں نے حضرت

انس رضی اللہ عنہ سے روزہ کے متعلق دریافت کیا۔

۱۸۵۱ — **ترجمہ** : حُمید نے کہا میں نے انس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ کے متعلق دریافت کیا تو اُنھوں نے کہا میں آپ کو مہینہ میں روزہ دار دیکھنا چاہتا تو دیکھ لیتا اور اگر افطار کی حالت میں چاہتا تو دیکھ لیتا اور رات میں آپ کو نماز پڑھنے کی حالت میں دیکھنا چاہتا تو دیکھ لیتا اور سونے کی حالت میں دیکھنا چاہتا تو دیکھ لیتا میں نے کوئی ریشم جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی پاک سے نرم محسوس نہیں کیا اور نہ ہی کوئی کستوری اور عنبر کی خوشبو سُونگی جو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ اور خوشبودار ہو۔

۱۸۴۹ تا ۱۸۵۱ — **شرح** : یعنی سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اوّل رات میں نماز پڑھتے کبھی درمیان رات میں اور کبھی آخر رات میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور جو کوئی آپ کو رات کے کسی حصہ میں نماز پڑھتے دیکھنا چاہتا تھا یا دن میں روزہ کی حالت میں دیکھنا چاہتا تھا تو وہ حسب خواہش آپ کو صائم یا قائم دیکھتا تھا یہ مقصد نہیں کہ آپ متواتر روزے رکھتے تھے یا ساری ساری رات نماز پڑھتے رہتے تھے۔ علامہ قسطلانی نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہر اعتبار سے صفات میں اکمل تھے اور مجسم کمال ہی کمال تھے۔

ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سال بھر نہ تو روزے رکھتے تھے اور نہ ہی ساری ساری رات نماز پڑھتے تھے یہ اس لئے کہ آپ کی اقتداء کرنے میں اُمت کو تکلیف نہ ہو اگرچہ آپ کو یہ قدرت اور طاقت حاصل تھی کہ اگر اس کا التزام کر لیتے اور ہمیشہ روزے رکھتے اور راتوں بھر نمازیں پڑھتے رہتے تو کر سکتے تھے لیکن آپ نے عبادت میں درمیانہ طریقہ اختیار کر رکھا تھا آپ روزہ رکھتے افطار بھی کرتے نماز پڑھتے آرام بھی فرما لیتے تاکہ لوگ عبادت کرنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی خوشبو کو پاکیزہ اس لئے کیا کہ آپ سے فرشتے ملاقاتیں کرتے ہیں اور ان سے آپ ہم کلام ہوتے ہیں اور وہ خوشبو کو محبوب جانتے ہیں اور بدبُو سے دُور بھاگتے ہیں۔

اگر یہ سوال ہو کہ باب کی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم ساری ساری رات نماز نہیں پڑھتے تھے حالانکہ حدیث ۱۸۴۸ء میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ جب نماز پڑھتے تو ہمیشہ پڑھتے ان میں بظاہر تعارض ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو آپ وظیفہ کے طور پڑھتے اس پر ہمیشگی کرتے مطلق نفل نماز مراد نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ حَقِّ الضَّيْفِ فِي الصَّوْمِ

۱۸۵۲ ـــ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ اَنَا هٰرُوْنُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ ثَنَا يَحْيٰى ثَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ ثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ يَعْنِيْ اِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَقُلْتُ وَمَا صَوْمُ دَاوُدَ قَالَ نِصْفُ الدَّهْرِ

بَابُ حَقِّ الْجِسْمِ فِي الصَّوْمِ

۱۸۵۳ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا الْاَوْزَاعِيُّ ثَنِيْ يَحْيَى ابْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ ثَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ

باب ـــ روزہ میں مہمان کا حق

۱۸۵۲ ـــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے کہا میرے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پوری حدیث ذکر کی یعنی آپ نے فرمایا" تیرے مہمان کا تجھ پر حق ہے تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے۔ میں نے کہا داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روزہ کیسا تھا آپ نے فرمایا نصف دہر تھا (یعنی ایک دن روزہ اور ایک دن افطار)

۱۸۵۲ ـــ شرح : یہ حدیث لمبی حدیث کا حصہ ہے۔ زور کا معنی مہمان ہے اور یہ مصدر ہے ہے اس کا واحد، تثنیہ اور جمع پر یکساں اطلاق ہوتا ہے۔ اسی طرح مذکر اور مؤنث پر بھی اطلاق ہوتا ہے۔ بیوی کا حق اس سے صحبت کرنا ہے اگر شوہر متواتر روزے رکھتا رہے اور رات بھر نماز پڑھتا رہے تو بیوی کا حق نہیں ادا کر سکے گا۔ اور نہ ہی مہمان کی خاطر خواہ خدمت ہوگی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــ روزہ میں جسم کا حق

۱۸۵۳ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ کیا مجھے خبر نہیں پہنچی کہ آپ دن میں روزہ سے ہوتے ہیں اور رات میں نماز پڑھتے رہتے ہیں میں نے عرض کیا! کیوں نہیں یا رسول اللہ!

فَقَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّکَ تَصُوْمُ
النَّہَارَ وَتَقُوْمُ اللَّیْلَ فَقُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَاَفْطِرْ
وَقُمْ وَنَمْ فَاِنَّ لِجَسَدِکَ عَلَیْکَ حَقًّا وَاِنَّ لِعَیْنِکَ عَلَیْکَ حَقًّا وَاِنَّ لِزَوْجِکَ
عَلَیْکَ حَقًّا وَاِنَّ لِزَوْرِکَ عَلَیْکَ حَقًّا وَاِنَّ بِحَسْبِکَ اَنْ تَصُوْمَ مِنْ کُلِّ شَہْرٍ
ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ فَاِنَّ لَکَ بِکُلِّ حَسَنَۃٍ عَشْرَ اَمْثَالِہَا فَاِذًا ذٰلِکَ صِیَامُ الدَّھْرِ کُلِّہٖ
فَشَدَّدْتُ عَلَیْہِ فَشُدِّدَ عَلَیَّ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَجِدُ قُوَّۃً قَالَ فَصُمْ صِیَامَ
نَبِیِّ اللّٰہِ دَاوٗدَ وَلَا تَزِدْ عَلَیْہِ قُلْتُ وَمَا کَانَ صِیَامُ نَبِیِّ اللّٰہِ دَاوٗدَ قَالَ
الدَّھْرِ قَالَ فَکَانَ عَبْدُ اللّٰہِ یَقُوْلُ بَعْدَ مَا کَبِرَ یَا لَیْتَنِیْ قَبِلْتُ رُخْصَۃَ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔

(ایسا ہے) آپ نے فرمایا اس طرح نہ کرو۔ روزہ رکھو اور افطار بھی کرو نماز پڑھو اور آرام بھی کرو کیونکہ تم پر تمہارے جسم کا حق ہے اور تم پر تمہاری آنکھوں کا حق ہے اور تم پر تمہاری بیوی کا حق ہے اور تم پر تمہارے مہمان کا حق ہے تجھے یہی کافی ہے کہ ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھے کیونکہ تیرے لئے ہر نیک عمل کا دس مثلیں ثواب ہے۔ اور یہ سارے سال کے روزے ہیں۔ میں نے سختی کی تو مجھ پر سختی کی گئی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے اندر قوت پاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کے روزوں جیسے روزے رکھو اور اس پر زیادہ نہ کرو میں نے عرض کیا اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کے روزے کیسے تھے؟ آپ نے فرمایا نصف سال اس کے بعد عبد اللہ بن عمرو کہا کرتے تھے جبکہ وہ بوڑھے ہوگئے۔ افسوس کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت کو قبول کر لیتا۔

شرح: اس حدیث میں نفلی عبادت کرنے میں جسم کا حق ذکر کیا ہے۔ حق سے مراد واجب نہیں بلکہ رعایت اور نرمی ہے یعنی نفلی روزہ دار کو اپنے جسم کی رعایت کرنی چاہیے اور اس پر سختی نہ کرے تاکہ فرائض کی ادائیگی میں کمزور نہ ہو جائے۔ آخر میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن عمرو سے فرمایا اگر تمہارے اندر اتنی طاقت ہے تو داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روزوں جیسے روزے رکھو وہ یہ کہ ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو لیکن جب عبد اللہ بن عمرو بوڑھے ہوگئے اور جس عبادت کا التزام کر رکھا تھا اس کی حفاظت میں قصور ہونے لگا اور کمزوری کے سبب اس کے ادا کرنے سے عاجز ہوگئے مگر انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جس کا التزام کر رکھا تھا اس کو چھوڑنا پسند نہ کیا تو اس خواہش کا اظہار کیا کہ افسوس میں آپ کی رخصت کو قبول کر لیتا اور آپ کی عطاء

۱۸۵۳ —

بَابُ صَوْمِ الدَّهْرِ

۱۸۵۴ــــ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ اَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ وَاَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ اُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنِّیْ اَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَاَصُوْمَنَّ النَّهَارَ وَلَاَقُوْمَنَّ اللَّیْلَ مَاعِشْتُ فَقُلْتُ لَهٗ قَدْ قُلْتُهٗ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ قَالَ فَاِنَّكَ لَاتَسْتَطِیْعُ ذٰلِكَ فَصُمْ وَاَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ فَاِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَذٰلِكَ مِثْلُ صِیَامِ الدَّهْرِ قُلْتُ اِنِّیْ اُطِیْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ یَوْمًا وَاَفْطِرْ یَوْمَیْنِ قُلْتُ اِنِّیْ اُطِیْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ یَوْمًا وَاَفْطِرْ یَوْمًا وَذٰلِكَ صِیَامُ دَاوٗدَ وَهُوَ اَفْضَلُ الصِّیَامِ فَقُلْتُ اِنِّیْ اُطِیْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ ۔

تخفیف کو اپنا وظیفہ بنا لیا۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ عمر بھر کے روزے

۱۸۵۴ــــ ترجمہ : عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی کہ میں کہتا ہوں کہ بخدا میں جب تک زندہ رہوں گا دن میں روزہ رکھا کروں گا اور رات میں نماز پڑھتا رہوں گا میں نے آپ سے عرض کیا میرا باپ اور میری ماں آپ پر فدا ہوں میں نے یہ کہا ہے۔ آپ نے فرمایا تم اس کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے روزہ رکھو اور افطار بھی کرو اور نماز پڑھو اور آرام بھی کرو۔ ہر مہینہ میں تین روزے رکھو کیونکہ ہر نیکی کا دس گنا ثواب ملتا ہے۔ اور یہ عمر بھر کے روزہ کے برابر ہے۔ میں نے عرض کیا میں اس سے زیادہ کی طاقت پاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو یہ داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں اور یہ افضل روزے ہیں میں نے عرض کیا اس سے افضل کی طاقت رکھتا ہوں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے کوئی عمل افضل نہیں ہے۔

۱۸۵۴ــــ شرح : عمر بھر روزے رکھنے میں علماء کا اختلاف ہے۔ اہلِ ظواہر کہتے ہیں کہ یہ ممنوع ہیں اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے

بَابُ حَقِّ الْاَهْلِ فِي الصَّوْمِ رَوَاهُ اَبُوْ جُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

١٨٥٥ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً اَنَّ اَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّي اَسْرُدُ الصَّوْمَ وَ اُصَلِّي اللَّيْلَ فَاِمَّا اَرْسَلَ اِلَيَّ وَاِمَّا لَقِيْتُهُ فَقَالَ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَصُوْمُ وَلَا تُفْطِرُ وَتُصَلِّيْ وَلَا تَنَامُ فَصُمْ وَاَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَاِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِنَفْسِكَ وَاَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا قَالَ اِنِّيْ لَاَقْوٰى لِذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ صِيَامَ دَاوٗدَ قَالَ فَكَيْفَ قَالَ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ وَكَانَ لَا يَفِرُّ اِذَا لَاقٰى قَالَ مَنْ لِّيْ بِهٰذِهٖ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ عَطَاءٌ لَا اَدْرِيْ كَيْفَ ذَكَرَ صِيَامَ الْاَبَدِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ مَرَّتَيْنِ ۔

جمہور علماء کہتے ہیں عیدین اور ایام تشریق جن میں روزہ رکھنا ممنوع ہے کے سوا سارا سال روزے رکھنے جائز ہیں اور یہ مستحب ہیں کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو شخص عمر بھر کے روزے رکھے اس پر دوزخ تنگ ہوجاتی ہے بہت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متواتر روزے رکھا کرتے تھے۔ اگر یہ سوال ہو کہ صیامِ دہر اور صیامِ وصال میں کیا فرق ہے؟ اس کا جواب یہ ہے یہ دونوں مختلف حقیقتیں ہیں ۔کیونکہ جو کوئی روزے رکھے اور درمیانی راتوں میں افطار نہ کرے وہ صیامِ وصال ہیں اور جو رات میں افطار کر دے وہ صیامِ وصال نہیں ایسے شخص کو صائم الدہر کہا جاتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — روزہ میں بیوی بچوں کا حق

اس کی ابو جحیفہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی،،

١٨٥٥ — ترجمہ : ابو العباس شاعر نے بیان کیا کہ اُنھوں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو خبر پہنچی کہ میں متواتر روزے رکھتا ہوں اور رات میں نماز پڑھتا رہتا ہوں یا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے پیغام بھیجا یا میں آپ سے ملا تو آپ نے فرمایا

بَابُ صَوْمِ يَوْمٍ وَإِفْطَارِ يَوْمٍ

۱۸۵۶ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ قَالَ أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَمَا زَالَ حَتّٰى قَالَ صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا وَقَالَ اقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ قَالَ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ فَمَا زَالَ حَتّٰى قَالَ فِي ثَلٰثٍ۔

کیا مجھے یہ خبر نہیں پہنچی کہ تم روزے رکھتے ہو اور افطار نہیں کرتے نماز پڑھتے رہتے ہو۔ روزے بھی رکھو اور افطار بھی کرو نماز پڑھو اور سویا بھی کرو کیونکہ تمہاری آنکھوں کا تم پر حق ہے تمہاری جان کا تم پر حق ہے تمہاری بیوی اور بچوں کا تم پر حق ہے۔ عبداللہ نے عرض کیا میں اس کی طاقت پاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا داؤد علیہ السلام کے روزوں جیسے روزے رکھو۔ عرض کیا وہ کیسے تھے؟ آپ نے فرمایا وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ جب دشمن کے مقابلہ میں جاتے تو پیچھے کو نہیں بھاگتے تھے۔ عبداللہ نے عرض کیا۔ میری طرف سے اس کی ذمہ داری کون لیتا ہے؟ عطاء نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ ہمیشہ روزے رکھنے کا ذکر کس طرح کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس نے روزے نہیں رکھے۔ یہ آپ نے دو دفعہ فرمایا۔

۱۸۵۵ ـــــ شرح : جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا داؤد علیہ السلام کے روزے ذکر فرمائے تو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا۔ میرے لئے اس خصلت کا کون ضامن ہے؟ جو داؤد علیہ السلام میں پائی جاتی تھی۔ خصوصاً دشمن کے مقابلہ میں پیچھے نہ ہٹنا۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لَا صَامَ مَنْ صَامَ الدَّهْرَ"، یعنی جس نے عمر بھر کے روزے رکھے اس نے روزے نہیں رکھے"، کیونکہ اس میں عیدین اور ایام تشریق کے روزے بھی داخل ہیں۔ اَبد کے روزے رکھنے کو یہ لازم ہے کہ اس نے ان ایام کے روزے بھی رکھے ہیں البتہ جو کوئی مذکور ایام کے روزے نہ رکھے تو وہ حدِ کراہت سے نکل جاتا ہے۔ نیز جو کوئی ہمیشہ روزے رکھے اس کی یہ عادت ہو جاتی ہے اور اسے روزہ میں مشقت نہیں اٹھانی پڑتی اور روزہ کا مقصد فوت ہو جاتا ہے اس لئے فرمایا جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس نے روزے نہیں رکھے واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــــ ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن افطار کرنا"

۱۸۵۶ ـــــ ترجمہ : عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

بَابُ صَوْمِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

۱۸۵۷ — حَدَّثَنَا آدَمُ ثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا حَبِيْبُ بْنُ اَبِي ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْعَبَّاسِ الْمَكِّيَّ وَكَانَ شَاعِرًا وَكَانَ لَا يُتَّهَمُ فِي حَدِيْثِهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ لَتَصُوْمُ الدَّهْرَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ اِنَّكَ اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتْ لَهُ الْعَيْنُ وَ نَفِهَتْ لَهُ النَّفْسُ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الدَّهْرَ صَوْمُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ قُلْتُ فَاِنِّي اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ وَكَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ اِذَا لَاقٰى ۔

نے فرمایا ایک مہینہ میں تین دن روزے رکھا کرو۔ عبد اللہ نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں اس طرح کلام ہوتا رہا۔ آپ نے فرمایا ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو اور فرمایا ہر مہینہ میں قرآن ختم کیا کرو۔ عبد اللہ نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ اس طرح گفتگو چلتی رہی حتیٰ کہ آپ نے فرمایا تین دن میں ختم کر لیا کرو۔

۱۸۵۶ — شرح : مستحب یہ ہے کہ تین دن سے کم مدت میں قرآن کریم ختم نہ کرے امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قرآن پڑھنے کے وظائف میں علماء سلف کی یہ عادتیں پائی جاتی ہیں کہ ان میں سے بعض ہر مہینہ میں ایک بار قرآن ختم کرتے ہیں یہ اقل مرتبہ ہے ہمیں یہ روایت بھی پہنچی ہے کہ بعض ایک دن میں آٹھ بار قرآن ختم کرتے تھے اور ایک سال میں ۸۶۷ بار قرآن ختم کرتے تھے اور بعض علماء مغرب اور عشاء کے درمیان دو بار قرآن ختم کر لیتے تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — داؤد علیہ السلام کے روزے

۱۸۵۷ — ترجمہ : حبیب بن ابی ثابت نے بیان کیا میں نے ابو العباس مکی سے سنا اور وہ شاعر تھے اور حدیث میں متہم بھی نہ تھے۔ انھوں نے کہا میں نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے سنا انھوں نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سارا سال روزے رکھتے ہو اور رات بھر نماز پڑھتے رہتے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا جب یہ کرو گے تو اس کے سبب آنکھوں میں گڑھے پڑ جائیں گے اور جان کمزور ہو

۱۸۵۸ — حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ الْوَاسِطِیُّ اَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ اَخْبَرَنِیْ اَبُو الْمَلِیْحِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ اَبِیْکَ عَلٰی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو فَحَدَّثَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذُکِرَ لَہٗ صَوْمِیْ فَدَخَلَ عَلَیَّ فَاَلْقَیْتُ لَہٗ وِسَادَۃً مِّنْ اَدَمٍ حَشْوُھَا لِیْفٌ فَجَلَسَ عَلَی الْاَرْضِ وَصَارَتِ الْوِسَادَۃُ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ فَقَالَ اَمَا یَکْفِیْکَ مِنْ کُلِّ شَھْرٍ ثَلٰثَۃُ اَیَّامٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ خَمْسًا قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ سَبْعًا قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ تِسْعًا قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِحْدٰی عَشْرَۃَ ثُمَّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوٗدَ شَطْرُ الدَّھْرِ صُمْ یَوْمًا وَّاَفْطِرْ یَوْمًا۔

جائیگی جس نے سارا سال روزے رکھے اس نے روزے نہیں رکھے۔ ہر مہینہ میں تین دن روزے رکھ لینا ہی صوم دہر ہیں میں نے عرض کیا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا داؤد علیہ السلام کے روزوں جیسے روزے رکھو وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور جب دشمن سے مقابلہ ہوتا تھا تو پیچھے نہیں ہٹتے تھے۔

۱۸۵۷ — شرح : شاعر کے بعد حدیث میں غیر متہم کو اس لئے ذکر کیا کہ عموماً شعراء اپنے کلام میں غلو کر جاتے ہیں اس لئے کہا کہ وہ ایسے نہ تھے جو غلو کریں اور ان کی حدیث متہم ہو جائے! اس حدیث کی شرح حدیث ع۱۸۵۴ کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

۱۸۵۸ — ترجمہ : ابو قلابہ نے بیان کیا کہ مجھے ابو الملیح نے کہا میں تیرے والد کے ساتھ عبد اللہ بن عمرو کے پاس گیا۔ اُنھوں نے ہم سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میرے روزوں کا تذکرہ ہوا تو آپ میرے پاس تشریف لائے میں نے آپ کے لئے چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی بچھا دیا۔ آپ زمین پر بیٹھ گئے اور تکیہ میرے اور آپ کے درمیان رہا آپ نے فرمایا کیا تمہیں ہر مہینہ میں سے تین روزے کافی نہیں؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا پانچ؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا سات؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا نو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا گیارہ؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا داؤد علیہ السلام کے روزوں سے افضل کوئی روزہ نہیں جو نصف سال روزے رکھتے تھے تم ایک دن روزہ

بَابُ صِيَامِ الْبِيضِ ثَلٰثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ

۱۸۵۹ ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ثَنَا اَبُو التَّيَّاحِ ثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَوْصَانِیْ خَلِيْلِیْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلٰثٍ صِيَامِ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَيِ الضُّحٰی وَاَنْ اُوْتِرَ قَبْلَ اَنْ اَنَامَ ۔

رکھو اور ایک دن افطار کرو ۔

۱۸۵۸ ــــ شرح : خمسًا، سبعًا، تسعًا اور احدی عشرہ مفعولیت کے سبب منصوب ہیں یعنی صُم خمسۃ ایام من کل شھر ،، اس حدیث میں سیدنا داؤد علیہ السلام کے روزے افضل ہونے کا بیان اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر شفقت اور مہربانی کی وضاحت ہے ۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نیک اعمال، اوراد وظائف کی خبر دینا جائز ہے بشرطیکہ ریاء کا شائبہ نہ ہو ۔ نیز حدیث سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غالب احوال میں مالی وسعت نہ رکھتے تھے ورنہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام و اعظام کے لئے اچھے سے اچھا قالین بچھاتے اور چمڑے کے تکیہ پر اکتفاء نہ کرتے جبکہ آپ پر وہ جان و مال فدا کرنے کو تیار تھے نیز سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم امت کو ایسے اعمال کی ترغیب دیتے تھے جن کو لوگ آسانی سے کر سکیں اور اعمال کی شدت میں پڑنے سے ان کو منع کیا ۔ واللہ و رسولہ اعلم !

باب ــــ ایامِ بیض کے روزے

یعنی ہر مہینہ کی تیرہ ، چودہ اور پندرہ کو روزہ رکھنا

۱۸۵۹ ــــ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے تین امور کی وصیت فرمائی ہر مہینہ میں تین دن کے روزے رکھنا، چاشت کی دو رکعتیں پڑھنا اور یہ کہ میں سونے سے پہلے وتر پڑھوں ۔

۱۸۵۹ ــــ شرح : ایام بیض وہ ایام ہیں جن میں چاند پورا روشن ہوتا ہے اور وہ تیرہ چودہ اور پندرہ تواریخ ہیں یعنی بیضے ایک [illegible] رات بعد ایام بیض ہیں ۔ امام ترمذی نے ابوذر سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اباذر جب تو ہر ماہ میں تین دن کے روزے رکھنا چاہے تو تیرہ چودہ اور پندرہ کو [illegible]

بَابُ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلَمْ يُفْطِرْ عِنْدَهُمْ

۱۸۶۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ثَنِي خَالِدُ هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ ثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أُمِّ سُلَيْمٍ فَأَتَتْهُ بِتَمْرٍ وَسَمْنٍ فَقَالَ أَعِيدُوا سَمْنَكُمْ فِي سِقَائِهِ وَتَمْرَكُمْ فِي وِعَائِهِ فَإِنِّي صَائِمٌ ثُمَّ قَامَ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ فَصَلَّى غَيْرَ الْمَكْتُوبَةِ فَدَعَا لِأُمِّ سُلَيْمٍ وَأَهْلِ بَيْتِهَا فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ لِي خُوَيْصَّةً قَالَ مَا هِيَ قَالَتْ خَادِمُكَ أَنَسٌ فَمَا تَرَكَ خَيْرَ آخِرَةٍ وَلَا دُنْيَا إِلَّا دَعَا لِي بِهِ اللّٰهُمَّ ارْزُقْهُ مَالًا وَوَلَدًا وَبَارِكْ لَهُ فَإِنِّي لَمِنْ أَكْثَرِ الْأَنْصَارِ مَالًا وَحَدَّثَتْنِي ابْنَتِي أُمَيْنَةُ أَنَّهُ دُفِنَ لِصُلْبِي مَقْدَمَ الْحَجَّاجِ الْبَصْرَةَ بِضْعٌ وَعِشْرُونَ وَمِائَةٌ وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ ثَنِي حُمَيْدٌ سَمِعَ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ ۱۸۶۱

امام ابوحنیفہ، شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم اور اکثر اہل علم کا یہی مذہب ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب — جس نے ایک قوم کی زیارت کی اور وہاں روزہ افطار نہ کیا''

۱۸۶۰ — ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام سلیم کے گھر تشریف لے گئے تو وہ آپ کے پاس کھجوریں اور گھی لائیں آپ نے فرمایا گھی کو اس کے مشکیزہ میں اور کھجوروں کو ان کے برتن میں واپس کر دو کیونکہ میں روزہ سے ہوں، پھر گھر کے ایک کونے میں کھڑے ہوئے اور فرض کے سوا نماز پڑھی (نفل نماز) اور ام سلیم اور اس کے گھر والوں کے لئے دعا فرمائی۔ ام سلیم نے کہا یا رسول اللہ! صرف میرے لئے خصوصاً دعا فرمائی ہے؟ آپ نے فرمایا اور کیا؟ عرض کیا آپ کا خادم انس ہے پس آپ نے دنیا اور آخرت کی کوئی بھلائی نہ چھوڑی مگر اس کی میرے لئے دعا فرمائی! آپ نے فرمایا اللّٰھم انس کو مال اور اولاد دے اور اس کو برکت عطاء کر میں یقیناً سب انصار سے زیادہ مالدار ہوں اور میری بیٹی امینہ نے بیان کیا کہ حجاج کا بصرہ میں آنے سے پہلے میری صلب سے ایک سو بیس سے کچھ زیادہ افراد دفن ہو چکے تھے۔

بَابُ الصَّوْمِ مِنْ اٰخِرِ الشَّهْرِ

۱۸۶۲ — حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا مَهْدِيٌّ عَنْ غَيْلَانَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ ثَنَا غَيْلَانُ ابْنُ جَرِيرٍ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ سَأَلَهُ اَوْ سَأَلَ رَجُلًا وَعِمْرَانُ يَسْمَعُ فَقَالَ يَا اَبَا فُلَانٍ اَمَا صُمْتَ سَرَرَ هٰذَا الشَّهْرِ قَالَ اَظُنُّهُ قَالَ يَعْنِي رَمَضَانَ قَالَ الرَّجُلُ لَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَاِذَا اَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ لَمْ يَقُلِ الصَّلْتُ اَظُنُّهُ يَعْنِي رَمَضَانَ وَقَالَ ثَابِتٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَرَرِ شَعْبَانَ قَالَ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَشَعْبَانُ اَصَحُّ ۔

۱۸۶۱ — ترجمہ : یحییٰ نے کہا مجھ سے حمید نے بیان کیا کہ انھوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا اور انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی

۱۸۶۰ - ۶۱ شرح خویصہ خاصہ کی تصغیر ہے اور خادمک مبتداء اور انس اس کی خبر ہے اس کا خویصہ سے تعلق اس طرح ہے کہ ام سلیم کا مقصد یہ تھا کہ میرا بچہ انس ہے جسے آپ کے ساتھ خصوصیت ہے کیونکہ وہ آپ کا خادم ہے آپ اس کے لئے خاص دعاء فرمائیں اس حدیث میں صرف یہ دعا مذکور ہے کہ اے اللہ انس کو مال اور اولاد دے یہ دنیا میں بھلائی کی دعا ہے اور اس کو برکت عطاء فرما اس میں آخرت کی بھلائی کی طرف اشارہ ہے اور اگر بنظرِ غائر دیکھا جائے تو حلال مال اور نیک اولاد آخرت کی بھلائی ہیں۔ امینہ کے بیان کا مقصد یہ ہے کہ انس کے حق میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہوئی کیونکہ انس کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار مال و دولت اور بکثرت اولاد عطاء فرمائی چنانچہ ان کا ایک باغ سال میں دو مرتبہ پھلدار ہوتا تھا۔

حدیث ۱۸۶۱ کا مقصد یہ ہے کہ حمید کا انس سے سماع ثابت ہے اور اس کی ضرورت اس لئے پڑی کہ مشہور یہ بات ہے کہ حمید اکثر انس سے روایت میں تدلیس کرجاتے ہیں۔

باب — مہینہ کے آخر میں روزہ رکھنا

۱۸۶۲ — ترجمہ : عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمران سے پوچھا یا کسی اور شخص سے اور عمران سن رہے تھے پس فرمایا اے ابا فلاں کیا تو نے اس مہینہ کے آخر میں روزہ نہیں رکھا، ابو نعمان نے کہا میرا گمان ہے

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَإِذَا أَصْبَحَ صَائِمًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَعَلَيْهِ أَنْ يُفْطِرَ يَعْنِي إِذَا لَمْ يَصُمْ قَبْلَهُ وَلَا يُرِيدُ أَنْ يَصُومَ بَعْدَهُ

۱۸۶۳ —— حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جُبَيْرِ ابْنِ شَيْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرًا أَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ نَعَمْ زَادَ غَيْرُ أَبِي عَاصِمٍ أَنْ يَنْفَرِدَ بِصَوْمِهِ۔

کہ آپ نے فرمایا یعنی رمضان کے آخر میں۔ اس شخص نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ! آپ نے فرمایا جب روزے افطار کرے تو دو دن روزہ رکھ۔ امام بخاری نے کہا ثابت نے مطرف سے انھوں نے عمران سے ذکر کیا کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے "مِنْ سَرَرِ شَعْبَانَ" روایت کی۔

۱۸۶۲ —— شرح : جمہور علماء نے کہا کہ "سَرَرَ" سے مراد آخر ماہ ہے کیونکہ اس وقت چاند چھپا ہوتا ہے۔ بعض علماء نے کہا وسط مہینہ کو سرر کہا جاتا ہے اور وہ ایام بیض ہیں بعض علماء اوّل مہینہ کو سرر کہتے ہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ سرر سے مراد اگر آخر مہینہ ہو تو یہ اس حدیث کے مخالف ہوگا جس میں رمضان سے پہلے ایک دو دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس شخص کی عادت تھی کہ وہ آخر ماہ میں روزے رکھا کرتا تھا اور اس نے اس لئے وہ روزے ترک کر دیئے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اس لئے آپ نے اسے فرمایا کہ عادت کے طور پر جو روزہ آخر ماہ میں رکھا جائے وہ اس نہی میں داخل نہیں ممانعت تو اس شخص کے لئے ہے جس کی عادت نہ ہو۔ اور جب اس شخص نے عرض کیا کہ اس نے خلافِ عادت کیا ہے اور روزے نہیں رکھے تو آپ نے فرمایا عید کے بعد قضاء کر لو تاکہ وظیفہ میں استمرار رہے اور انقطاع واقع نہ ہو۔

باب — جمعہ کا روزہ

جب جمعہ کے دن صبح روزہ سے ہو تو اس پر لازم ہے کہ روزہ افطار کر دے؟

۱۸۶۳ —— ترجمہ : محمد بن عباد نے کہا میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے روزہ سے منع فرمایا ہے؟ انھوں نے کہا جی ہاں! ابو عاصم کے غیر نے یہ اضافہ کیا کہ صرف ایک دن کا روزہ رکھے۔

۱۸۶۴ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ ثَنَا اَبِي ثَنَا الْاَعْمَشُ ثَنِي اَبُوْصَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَصُوْمَنَّ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا يَوْمًا قَبْلَهُ اَوْ بَعْدَهُ ۔

۱۸۶۵ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيٰي عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي اَيُّوْبَ عَنْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهِيَ صَائِمَةٌ فَقَالَ اَصُمْتِ اَمْسِ قَالَتْ لَا قَالَ اَتُرِيْدِيْنَ اَنْ تَصُوْمِيْ غَدًا قَالَتْ لَا قَالَ فَاَفْطِرِيْ وَقَالَ حَمَّادُ بْنُ الْجَعْدِ سَمِعَ قَتَادَةَ ثَنِي اَبُوْ اَيُّوْبَ اَنَّ جُوَيْرِيَةَ حَدَّثَتْهُ فَاَمَرَهَا فَاَفْطَرَتْ ۔

۱۸۶۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے تم میں کوئی جمعہ کے دن روزہ نہ رکھے مگر ایک دن جمعہ سے پہلے یا ایک دن اس کے بعد ملائے ۔

۱۸۶۵ — ترجمہ : جُویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن ان کے گھر تشریف لے گئے جبکہ وہ روزہ سے تھیں آپ نے فرمایا کیا تو نے کل روزہ رکھا تھا ؟ اُس نے کہا نہیں ۔ آپ نے فرمایا کل روزہ رکھنے کا ارادہ ہے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا روزہ افطار کر دو حماد بن جعد نے کہا کہ انھوں نے قتادہ سے سُنا کہ مجھے ایوب نے خبر دی کہ جُویریہ نے ان کو بتایا کہ آپ نے اس کو حکم دیا تو اُس نے روزہ افطار کر دیا ۔

۱۸۶۴ تا ۱۸۶۵ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نفلی روزہ شروع کر کے اس کو پُورا کرنا واجب نہیں اور اگر فاسد کر دیا جائے تو اس کی قضاء واجب نہیں اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نفلی روزہ کا پُورا کرنا واجب ہے اگر اس کو فاسد کر دیا تو اس کی قضاء واجب ہے اور امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اگر عذر کے بغیر فاسد کر دیا تو قضاء واجب ہے ورنہ نہیں اور میں نے کسی کو جمعہ کا روزہ سے منع کرتے نہیں سُنا ۔ جمعہ کا روزہ اچھا ہے ۔ داؤدی مالکی نے کہا امام مالک رحمہ اللہ کو یہ حدیث نہیں پہنچی ورنہ وہ اس کی مخالفت نہ کرتے ۔ علماء کہتے ہیں کہ جمعہ کے روزہ سے ممانعت میں حکمت یہ ہے کہ جمعہ کا دن دعاء ذکر اور عبادت کا دن ہے کہ اس میں غسل کیا جاتا ہے تکبیرات کہی جاتی ہیں اور جمعہ کا خطبہ سُنا جاتا ہے اس لئے روزہ افطار کرنے سے ان امور میں مدد ملتی ہے ۔ اور آسانی سے

بَابُ هَلْ يَخُصُّ شَيْئًا مِنَ الْاَيَّامِ

۱۸۶۶ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْتَصُّ مِنَ الْاَيَّامِ شَيْئًا قَالَتْ لَا كَانَ عَمَلُهُ دِيْمَةً وَاَيُّكُمْ يُطِيْقُ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطِيْقُ

ان کو سرانجام دے سکتا ہے مگر سوال یہ ہوتا ہے کہ جمعہ کا روزہ نہ رکھنے میں اگر مذکور امور کی تکمیل ہوتی ہے اور ان کے ادا کرنے میں لذت وسرور ہوتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ جب جمعہ سے پہلے یا بعد روزہ رکھ لیا جائے تو کراہت باقی نہیں رہتی اس کا جواب یہ ہے کہ جمعہ کے روزہ سے مذکور امور میں جو قصور واقع ہوجاتا ہے وہ ماقبل یا مابعد کے روزہ سے مندفع ہوجاتا ہے اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ جمعہ کا روزہ رکھنے میں اس کی تعظیم میں مبالغہ کا ڈر ہے جس کی وجہ سے مفتون ہونا ممکن ہے جیسے اہل کتاب سنیچر کی تعظیم میں مبالغہ کے باعث مفتون ہوگئے تھے۔ کیونکہ یہ صورت تو جمعہ کی نماز میں ہوسکتی ہے حالانکہ جمعہ کی نماز میں کسی فتنہ کا ڈر نہیں۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک اور محمد رحمہم اللہ کہتے ہیں صرف جمعہ کا روزہ مباح ہے۔ احناف نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ماہ میں تین روزے رکھا کرتے تھے اور جمعہ کے روز کبھی کبھار افطار کرتے تھے اکثر روزہ سے ہوتے تھے۔ امام ترمذی نے اس کی روائت کی ہے اور اس کو حسن کہا ہے اور نسائی نے بھی اس کی روائت کی ہے ابن حبان ابن عبدالبر اور ابن حزم نے اس کو صحیح کہا ہے۔ لہٰذا احناف کے مذہب میں صرف جمعہ کا روزہ رکھنا ممنوع نہیں بلکہ مباح ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

جنابہ جویریہ خزاعیہ کا نام برہ تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام جویریہ رکھا وہ بہت خوش طبع اور خندہ پیشانی تھیں جو بھی انہیں دیکھ لیتا فریفتہ ہوجاتا تھا بنی مصطلق کے قیدیوں میں وہ بھی قید ہوکر آئی تھیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا تو جن صحابہ کے پاس مصطلقی قیدی تھے سب نے ان کو آزاد کردیا کوئی بھی عورت اپنے قبیلہ کے لئے ان سے زیادہ برکت والی نہیں پائی گئی جبکہ ان کی برکت سے اس قبیلہ کے سارے قیدی آزاد ہوگئے ۵۰ھ ہجری میں وفات فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

باب ــــ کیا روزے کے لئے کوئی دن خاص کرسکتا ہے

۱۸۶۶ــــ ترجمہ ــــ علقمہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے انھوں نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ

۱۸۶۷ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ ثَنِي سَالِمٌ ثَنِي عُمَيْرٌ مَوْلٰى أُمِّ الْفَضْلِ اَنَّ اُمَّ الْفَضْلِ حَدَّثَتْهُ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ اَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَاَرْسَلَتْ اُمُّ الْفَضْلِ اِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيْرٍ فَشَرِبَهُ ۔

رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی دن روزے کے لئے خاص کیا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا نہیں آپ کا عمل ہمیشہ رہتا تھا تم میں سے کون ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت جیسی طاقت رکھتا ہو۔

۱۸۶۶ ـــ شرح : یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت کے لئے ہمیشہ کے لئے کوئی دن مقرر نہ کرتے تھے ۔ البتہ شعبان میں اکثر روزہ سے ہوتے تھے اور پیر اور جمعرات کے روزہ کی ترغیب دلایا کرتے تھے ۔ لیکن آپ کا روزہ نشاط طبع پر موقوف تھا کبھی ان ایام سے موافقت ہو جاتی جن میں روزہ کی ترغیب دلائی ہے اور کبھی ایسا نہ ہوتا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ کے لئے کسی دن کی تخصیص کر لینا مکروہ ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

باب ـــ عرفہ کے دن روزہ رکھنا

۱۸۶۷ ـــ ترجمہ : ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے اس کے پاس عرفہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ میں جھگڑا کیا بعض نے کہا آپ روزہ سے ہیں اور بعض نے کہا آپ روزہ سے نہیں ہیں ۔ ام فضل نے آپ کے پاس دودھ کا پیالہ بھیجا جبکہ آپ اپنے اونٹ پر سوار تھے تو آپ نے دودھ پی لیا ۔

۱۸۶۷ ـــ شرح : اس حدیث سے ظاہر ہے کہ عرفہ میں ٹھہرنے والے کے لئے افطار مستحب ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نذرانہ پیش کرنا جائز ہے اور دیندار منکوحہ عورت کا نذرانہ قبول کرنا جائز ہے ۔ عورت اپنے مال میں تصرف کر سکتی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہ پوچھا تھا کہ دودھ

۱۸۶۸ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَوْ قُرِئَ عَلَيْهِ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ النَّاسَ شَكُّوا فِي صِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ بِحِلَابٍ وَّهُوَ وَاقِفٌ فِي الْمَوْقِفِ فَشَرِبَ مِنْهُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ۔

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ

۱۸۶۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي شِهَابٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ قَالَ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ هٰذَانِ يَوْمَانِ نَهَى رَسُولُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِهِمَا يَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَالْيَوْمُ الْآخَرُ تَأْكُلُونَ فِيهِ مِنْ نُسُكِكُمْ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَنْ قَالَ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ فَقَدْ أَصَابَ وَمَنْ قَالَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَدْ أَصَابَ

ام فضل کے اپنے مال سے ہے یا اس کے شوہر کے مال سے ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۱۸۶۸ — ترجمہ: میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے عرفہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ میں جھگڑا کیا تو اُنھوں نے آپ کے پاس دودھ بھیجا جبکہ آپ عرفہ میں ٹھہرے ہوئے تھے تو آپ نے اس میں سے پیا اور لوگ دیکھ رہے تھے۔

۱۸۶۸ — شرح: اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عرفہ میں عرفہ کے دن افطار مستحب ہے۔ ابوداؤد اور نسائی نے عکرمہ کے طریق سے روایت ذکر کی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے دن عرفہ میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ ابن خزیمہ اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ عرفہ میں روزہ سے اس لئے منع فرمایا کہ عرفہ میں ذکر اور دُعا مطلوب ہے اور روزہ رکھنے سے کمزوری ہو جانے سے ذکر اور دُعاء کی تکمیل نہیں ہوتی۔

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ محافل اور مجالس میں کھانا پینا جائز ہے اور اس میں کراہت نہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں اجتہاد اور مردوں اور عورتوں کا علم میں مناظرہ جائز ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب — عیدالفطر کے دن روزہ رکھنا

۱۸۶۹ — ترجمہ: ابوعبید مولیٰ ابن ازہر نے کہا میں عید کے دن عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس

۱۸۷۰ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا وُهَيْبٌ ثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ وَعَنِ الصَّمَّاءِ وَاَنْ يَّحْتَبِىَ الرَّجُلُ فِىْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ وَعَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ —

موجود تھا تو اُنھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دنوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ایک تمہارے روزہ افطار کرنے کا دن اور دوسرا دن وہ ہے جس میں تم اپنی قربانی کا گوشت کھاتے ہو۔

۱۸۷۰ — ترجمہ : ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کے دن اور قربانی کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا اور صماء اور ایک کپڑے میں گھٹ ملنے سے اور صبح اور فجر کی نماز کے بعد نفل پڑھنے سے منع فرمایا۔

۱۸۶۹، ۱۸۷۰ — شرح : عمدۃ القاری میں ہے کہ بعض علماء نے کہا اس باب کے عنوان میں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس طرف اشارہ کیا کہ جس کسی نے نذر مانی کہ وہ فلاں دن روزہ سے ہوگا۔ اتفاقاً وہ دن عید کا تھا کیا اس کی نذر صحیح ہے یا نہیں ؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ احناف کہتے ہیں اگرچہ عید کے دن روزہ رکھنا ممنوع ہے مگر اس دن روزہ رکھنے کی نذر ماننا صحیح ہے۔ نذر ماننے والے پر واجب ہے کہ اس دن روزہ نہ رکھے اور بعد میں قضاء کرے کیونکہ افعال شرعیہ میں نہی سے فعل کی مشروعیت کی نفی نہیں ہوتی۔ صاحب محصول نے کہا اکثر فقہاء کا یہی مسلک ہے کہ نہی فساد کی مفید نہیں رازی نے بھی یہی ذکر کیا ہے۔ اس اصل کے مطابق احناف نے یہ مسلک اختیار کیا ہے۔ امام بخاری نے حدیث ۱۸۷۲ع زیاد بن جبیر سے روایت کی کہ ایک شخص عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آکر کہنے لگا کہ اس نے پیر کے دن روزہ رکھنے کی نذر مانی ہے اور اتفاق سے وہ عید کا دن ہے۔ تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ تعالیٰ نے نذر پوری کرنے کا حکم فرمایا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن روزہ سے منع فرمایا ہے اور اُنھوں نے جواب میں توقف کیا اگر اس دن کا روزہ رکھنا ممنوع ہوتا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما توقف نہ کرتے اور جواب کی وضاحت کر دیتے۔

اس حدیث سے احناف کے مسلک کی تائید ہوتی ہے کہ کتاب وسنت دونوں پر عمل کا طریقہ یہ ہے کہ نذر صحیح ہے اور روزہ نہ رکھے اور بعد میں قضاء کرلے۔

امام شافعی، زفر اور احمد رضی اللہ عنہم نے کہا عید الفطر اور عید بقرہ میں روزہ رکھنا صحیح نہیں اور نہ ہی ان دنوں میں روزہ کی نذر ماننا صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ النَّحْرِ

۱۸۷۱ ـــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى اَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِيْنَاءَ قَالَ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ يُنْهٰى عَنْ صِيَامَيْنِ وَبَيْعَتَيْنِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ وَالْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ۔

۱۸۷۲ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا مُعَاذٌ اَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ رَجُلٌ نَذَرَ اَنْ يَصُوْمَ يَوْمًا اَظُنُّهُ قَالَ الْاِثْنَيْنِ فَوَافَقَ يَوْمَ عِيْدٍ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِوَفَاءِ النَّذْرِ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ هٰذَا الْيَوْمِ۔

باب ـــ قربانی کے دن روزہ رکھنا

۱۸۷۱ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا دو روزوں اور دو خرید و فروخت سے منع کیا گیا ہے۔ عید الفطر اور قربانی کے دن روزہ رکھنا اور بیع ملامسہ اور منابذہ سے منع کیا گیا۔

۱۸۷۲ ـــ ترجمہ : زیاد بن جُبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا ایک شخص نے نذر مانی ہے کہ ایک دن روزہ رکھے گا اُس نے کہا میرا گمان ہے کہ وہ پیر کا دن ہے اور اس کا عید کے دن سے اتفاق ہوگیا ہے۔ عبداللہ بن عمر نے کہا اللہ تعالیٰ نے نذر پوری کرنے کا حکم فرمایا ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کے روزہ سے منع فرمایا ہے۔

۱۸۷۱، ۱۸۷۲ ـــ شرح : بیع ملامسہ یہ ہے کہ خریدار کپڑے کو ہاتھ سے مس کرے اور اس کو الٹ کر نہ دیکھے صرف چھونے سے بیع لازم ہو جائے بیع منابذہ یہ ہے کہ بائع کپڑا وغیرہ خریدار کی طرف پھینک دے صرف اس سے بیع لازم ہو جائے خریدار اس کو نہ دیکھے اور نہ کھولے یہ دونوں بیوع جاہلیت کے زمانہ میں معروف تھیں ان کی تفصیل حدیث ۳۶۳ کی شرح میں ملاحظہ فرمائیں۔ حدیث ۱۸۷۲ کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سوال کا جواب دینے میں توقف فرمایا کیونکہ ان کے نزدیک دلائل میں تعارض تھا یہ بھی احتمال ہے کہ اُنھوں نے سائل کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا کہ اسے احتیاطاً قضاء کرنی چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ کا حکم اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مختلف نہ ہو۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا :

۱۸۷۳ ـــــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ ابْنُ مِنْهَالٍ ثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ قَزَعَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ وَكَانَ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً قَالَ سَمِعْتُ اَرْبَعًا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْجَبْنَنِيْ قَالَ لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ مَسِيْرَةَ يَوْمَيْنِ اِلَّا وَمَعَهَا زَوْجُهَا اَوْ ذُوْ مَحْرَمٍ وَلَا صَوْمَ فِيْ يَوْمَيْنِ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى وَمَسْجِدِيْ هٰذَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حتمی طور پر جواب دینے میں توقف کیا لیکن فقہاء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا جب کسی نے نذر مانی کہ جس دن فلاں شخص آئے وہ روزہ رکھے گا وہ عید کے دن آیا تو وہ نہ تو روزہ رکھے اور نہ ہی قضاء کرے اور فقہاء نے کہا وہ عید کے دن روزہ نہ رکھے اور بعد میں قضاء کرے۔ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ ایک جگہ امر و نہی جمع ہو جائیں تو نہی پر عمل کیا جائے۔ اس مسئلہ کی تفصیل حدیث ع ۱۸۷۰ کی شرح میں دیکھیں۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۱۸۷۳ ـــــ ترجمہ: عبدالملک بن عمیر نے کہا میں نے قزعہ سے سنا اس نے کہا میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا اور انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں بارہ جنگیں لڑی ہیں۔ انھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چار باتیں سنیں انھوں نے مجھے بہت خوش کیا فرمایا کوئی بھی عورت اپنے شوہر یا محرم کے سوا دو دن سفر نہ کرے اور عیدالفطر اور قربانی کے دن کا روزہ نہیں اور صبح کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں حتی کہ سورج طلوع ہو جائے اور نہ ہی عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز ہے حتی کہ سورج غروب ہو جائے اور تین مسجدوں کے سوا کسی مسجد کی طرف رختِ سفر نہ باندھے (وہ یہ ہیں) مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور میری یہ مسجد۔

۱۸۷۳ ـــــ شرح: علامہ نووی نے کہا عورت کا محرم وہ ہے جس سے اس کا نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو اگرچہ اس کی حرمت مباح سبب کے باعث ہو لہذا بیوی کی بہن اور شبہ سے موطوءہ کی ماں اس حکم سے خارج ہیں۔ احناف کہتے ہیں محرم وہ ہے جس سے عورت کا نکاح قرابت یا رضاع یا صہریت کے باعث ہمیشہ کے لئے حرام ہو مجوسی کے علاوہ غلام، آزاد، مسلمان اور ذمی سب برابر ہیں۔ اس حدیث کی تفصیل حدیث ع ۱۱۲۷ کی شرح میں دیکھیں!

بَابُ صِيَامِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ وَقَالَ لِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ كَانَتْ عَائِشَةُ تَصُوْمُ اَيَّامَ مِنًى وَكَانَ اَبُوْهُ يَصُوْمُهَا

۱۸۷۴ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عِيْسٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَعَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمْ يُرَخَّصْ فِيْ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ اَنْ يُّصَمْنَ اِلَّا لِمَنْ لَمْ يَجِدِ الْهَدْيَ۔

۱۸۷۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لِمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ اِلٰى يَوْمِ عَرَفَةَ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ هَدْيًا وَّلَمْ يَصُمْ صَامَ اَيَّامَ مِنًى وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهٗ تَابَعَهٗ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ۔

باب ــــ ایّامِ تشریق کے روزے

مجھے محمد بن مثنیٰؒ نے کہا کہ یحییٰ نے ہشام سے بیان کیا کہ مجھے میرے باپ نے خبر دی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا منیٰ کے دنوں میں روزے رکھا کرتی تھیں اور ان کے والد ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ان ایام میں روزے رکھتے تھے۔

۱۸۷۴ ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم نے کہا ایام تشریق میں روزے رکھنے کی اجازت نہیں دی گئی مگر اس شخص کے لئے اجازت ہے جس کو قربانی کا جانور نہ ملے۔

۱۸۷۵ ــــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا روزے اس شخص کے لئے ہیں جو عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر تمتّع کرے وہ عرفہ تک روزے رکھے اور اگر قربانی کا جانور نہ پائے اور نہ روزے رکھے ہوں تو وہ منیٰ کے دنوں میں روزے رکھ لے ابن شہاب نے عروہ سے اُنھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس جیسی روایت کی ہے۔ مالک کی متابعت ابراہیم بن سعد نے ابن شہاب کی روایت میں کی۔

۱۸۷۴-۱۸۷۵ شرح : ایام تشریق گیارہ ، بارہ اور تیرہ ذوالحجہ ہیں۔ کیونکہ ان دنوں [illegible] میں بکھیرے جاتے ہیں جبکہ ان دنوں میں

بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ

۱۸۷۶ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنْ عُمَرَبْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ اِنْ شَاءَ صَامَ۔

حاجی منیٰ میں ہوتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ، مالک اور احمد رضی اللہ عنہم نے کہا ایام تشریق میں قربانی کے دن کے بعد تیسرا دن داخل نہیں۔ ایام تشریق میں روزہ رکھنے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہم نے کہا یہ ایام روزہ کے قابل نہیں۔ لہذا ان ایام میں روزہ رکھنا جائز نہیں نہ تو تمتع کرنے والا رکھ سکتا ہے جسے ہدی نہ ملے اور نہ ہی کوئی اور شخص ان ایام میں روزہ رکھ سکتا ہے۔ اُنھوں نے کہا اگر کسی نے ان ایام میں روزہ کی نذر مانی تو اس پر قضا واجب ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا جدید قول یہی ہے اور اسی پر شافعیہ کا فتویٰ ہے۔ بعض شافعیہ کہتے ہیں ان دنوں میں مطلقاً روزہ رکھنا جائز ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ جس متمتع کو قربانی کا جانور نہ ملے اور نہ ہی وہ ذوالحجہ کے دس دنوں میں روزہ رکھ سکے وہ ان ایام میں روزے رکھ لے۔ امام مالک رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں۔ امام شافعی بھی پہلے اسی طرح کہتے تھے لیکن ان کا عمل جدید قول پر ہے جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ متمتع ان دنوں میں روزے رکھ سکتا ہے۔ بعض مالکی بھی یہی کہتے ہیں۔ پانچواں قول یہ ہے کہ پہلے دو دنوں اور تیسرے دن میں فرق ہے پہلے دو دنوں میں روزہ جائز نہیں البتہ تمتع کرنے والا جسے ہدی نہ ملے وہ ان دنوں میں روزے رکھ سکتا ہے۔ اور تیسرے دن روزہ رکھنا جائز ہے اور اس دن میں نذر کا روزہ بھی جائز ہے۔ چھٹا قول یہ ہے کہ ایام تشریق کے آخری دن میں روزہ جائز ہے۔ ابن عربی نے اسی طرح کہا ہے اُنھوں نے کہا عیدالفطر کے دن اور قربانی کے دن روزہ رکھنا حرام ہے اور چوتھے دن روزہ ممنوع نہیں۔ ساتواں قول یہ ہے کہ تمتع کرنے والا جو ہدی نہ پائے ان دنوں میں روزہ رکھ سکتا ہے اور ان میں کفارہ ظہار کے روزے بھی جائز ہیں۔ آٹھواں قول یہ ہے کہ ان دنوں میں قسم کے کفارہ کے روزے جائز ہیں۔ ابن عربی نے کہا اس قول میں امام مالک نے توقف کیا ہے جبکہ اس سے پہلے دو قول ان سے منقول ہیں۔ نواں قول یہ ہے کہ ان میں صرف نذر کے روزے جائز ہیں اور متمتع وغیرہ ان میں روزے نہیں رکھ سکتا۔ اہل خراسان نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ ذکر کیا ہے لیکن یہ صحیح نہیں (عینی)

باب میں مذکور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تمتع کرنے والا شخص جس کو قربانی کا جانور نہ ملے وہ ایام تشریق میں روزے رکھ سکتا ہے۔ امام بخاری کا میلان بھی اس طرف ہے۔

باب ـــ عاشورا کے دن روزہ رکھنا

۱۸۷۶ ـــ ترجمہ: سالم نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر کوئی چاہے تو عاشورا کا روزہ رکھے۔

۱۸۷۷ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِصِيَامِ يَوْمِ عَاشُوْرَآءَ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ مَنْ شَآءَ صَامَ وَمَنْ شَآءَ اَفْطَرَ۔

۱۸۷۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَآءَ تَصُوْمُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ صَامَهُ وَاَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تُرِكَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ فَمَنْ شَآءَ صَامَهُ وَمَنْ شَآءَ تَرَكَهُ۔

۱۸۷۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ سَمِعَ مُعٰوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيٰنَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ عَامَ حَجَّ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ يَا اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اَيْنَ عُلَمَآؤُكُمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هٰذَا يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ وَلَمْ يَكْتُبِ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ وَاَنَا صَائِمٌ فَمَنْ شَآءَ فَلْيَصُمْ وَمَنْ شَآءَ فَلْيُفْطِرْ۔

۱۸۷۷ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کے دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو جو چاہتا روزہ رکھتا اور جو چاہتا نہ رکھتا۔

۱۸۷۸ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جاہلیت میں قریش عاشوراء کے دن روزہ رکھا کرتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس دن روزہ رکھتے تھے جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا لیکن جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو عاشوراء کا روزہ چھوڑ دیا گیا پس جو چاہے اس دن روزہ رکھے جو چاہے نہ رکھے۔

۱۸۷۹ — ترجمہ: حمید بن عبدالرحمٰن نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جس سال انھوں نے حج کیا منبر پر کہتے ہوئے سنا کہ اے مدینہ منورہ میں رہنے والو تمہارے علماء کہاں گئے؟ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ یہ عاشوراء کا دن ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر اس دن روزہ فرض نہیں کیا اور میں روزہ سے ہوں پس جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

۱۸۷۶ تا ۱۸۷۹ — شرح: اگر یہ سوال ہو کہ حدیث ۱۷۷۳ میں حضرت عبداللہ [illegible] عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۱۸۸۰ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ثَنَا اَيُّوْبُ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَرَاَى الْيَهُوْدَ تَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَقَالَ مَاهٰذَا قَالُوْا هٰذَا يَوْمٌ صَالِحٌ هٰذَا يَوْمٌ نَجَّى اللّٰهُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ مِنْ عَدُوِّهِمْ فَصَامَهُ مُوْسٰى قَالَ فَاَنَا اَحَقُّ بِمُوْسٰى مِنْكُمْ فَصَامَهُ وَاَمَرَ بِصِيَامِهِ ۔

۱۸۸۱ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدٍ ثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ عَنْ اَبِيْ عُمَيْسٍ عَنْ قَيْسِ ابْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ تَعُدُّهُ الْيَهُوْدُ عِيْدًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصُوْمُوْهُ اَنْتُمْ ۔

نے عاشوراء کا روزہ رکھا اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ عاشوراء کا روزہ رکھیں جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو یہ روزہ ترک کر دیا ،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عاشوراء کا روزہ فرض تھا کیونکہ نبی کریم صلیّ اللہ علیہ وسلّم نے لوگوں کو باقی دن کھانے پینے سے روک دیا جبکہ انھوں نے عاشوراء کے دن ناشتہ وغیرہ کر لیا تھا۔ یہ صرف فرض روزہ میں ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ابتداء اسلام میں عاشوراء کا روزہ فرض تھا پھر منسوخ ہوگیا ۔ مسلم میں جابر بن سمرہ کی حدیث ہے کہ

جناب رسُول اللہ صلیّ اللہ علیہ وسلّم ہم کو عاشوراء کے دن روزہ کا حکم فرماتے اور اس کی ترغیب دلاتے تھے جب رمضان مبارک فرض ہُوا تو نہ تو ہم کو حکم دیا اور نہ ہی اس دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا نیز مسلم میں عبدالرحمٰن بن یزید سے مروی ہے کہ رمضان نازل ہونے سے پہلے جناب رسُول اللہ صلیّ اللہ علیہ وسلّم عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے جب رمضان نازل ہُوا تو چھوڑ دیا ان آثار سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ عاشوراء کے روزہ کا وجوب منسوخ ہوچکا ہے۔ علماء اصول نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے کہ جب فرض منسوخ ہو جائے تو اس کی اباحت باقی رہتی ہے یا نہیں امام شافعی کہتے ہیں اگر کوئی حکم منسوخ ہو جائے تو اس کا جواز باقی رہتا ہے۔ احناف کے نزدیک اس کا جواز بھی ختم ہو جاتا ہے اور عاشوراء کا روزہ پہلے فرض تھا پھر منسوخ ہوگیا تو اس کا جواز بھی باقی نہ رہا۔ اور سید عالم صلیّ اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد جو چاہے روزہ رکھے جو چاہے نہ رکھے سے اس کا جواز ثابت ہُوا ۔ باقی تقریر حدیث ۱۷۷۳ کی شرح میں دیکھیں ۔

ترجمہ : ۱۸۸۰ــــ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلیّ اللہ علیہ وسلّم مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشورہ کا روزہ رکھتے دیکھا آپ نے فرمایا یہ کیا ہے ؟ انھوں نے کہا یہ اچھا دن ہے۔ اس دن میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن سے نجات دلائی تو موسیٰ علیہ السلام نے اس دن روزہ رکھا تھا۔ آپ نے فرمایا ہم تمہاری نسبت زیادہ موسیٰ کے حقدار ہیں چنانچہ آپ نے اس دن روزہ رکھا اور لوگوں کو اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

۱۸۸۲ ـــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم يَتَحَرّٰى صِيَامَ يَوْمٍ فَضَّلَهٗ عَلٰى غَيْرِهٖ اِلَّا هٰذَا الْيَوْمَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ وَهٰذَا الشَّهْرَ يَعْنِيْ شَهْرَ رَمَضَانَ ۔

۱۸۸۳ ـــ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا يَزِيْدُ هُوَ ابْنُ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِّنْ اَسْلَمَ اَنْ اَذِّنْ فِي النَّاسِ اَنَّ مَنْ كَانَ اَكَلَ فَلْيَصُمْ بَقِيَّةَ يَوْمِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَكَلَ فَلْيَصُمْ فَاِنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ عَاشُوْرَآءَ

۱۸۸۱ ـــ ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودی عاشوراء کے دن روزہ رکھنے کو عید شمار کرتے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بھی اس دن روزہ رکھو۔

۱۸۸۲ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ عاشوراء کے دن اور رمضان کے مہینے کے سوا کسی دن کو افضل سمجھ کر اس میں روزہ رکھا ہو۔

۱۸۸۳ ـــ ترجمہ : سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ اسلم کے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں اعلان کرے کہ جس نے کھالیا ہے وہ باقی دن روزہ رکھے اور جس نے نہیں کھایا وہ پورا روزہ رکھ لے اس لئے کہ آج کا دن عاشوراء کا دن ہے۔

۱۸۸۰ تا ۱۸۸۳ ـــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کے دن روزہ رکھنے میں یہودیوں کی موافقت کی حالانکہ آپ کا ارشاد ہے کہ یہودیوں کی مخالفت کرو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہودی مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے اور آپ جانتے تھے کہ اس دن ان کا روزہ رکھنا حقیقت پر مبنی ہے۔ اس لیے ان کی موافقت کی اور جن کی مخالفت کا حکم فرمایا تھا وہ غیر مدنی یہودی تھے کیونکہ وہ آپ کی مخالفت کے درپے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس روز اللہ کی نعمت نازل ہو اس دن کو عید منانا مستحسن ہے یا جس دن کسی مصیبت سے نجات ملے اس دن کو عید منانا جائز ہے۔ لہٰذا بارہ ربیع الاول شریف کو عید منانا جائز اور مستحسن ہے کیونکہ اس دن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی جو سب سے بڑی نعمت ہے اور آپ کے وجود مسعود کی برکت سے دوزخی دوزخ سے نجات حاصل کریں گے جبکہ آپ کی شفاعت ہوگی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب فضل من قام رمضان

۱۸۸۴ ـــــ حدثنا یحیی بن بکیر ثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب اخبرنی ابو سلمۃ ان ابا ھریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لرمضان من قامہ ایمانا واحتسابا غفرلہ ما تقدم من ذنبہ۔

۱۸۸۵ ـــــ حدثنا عبد اللہ بن یوسف انا مالک عن ابن شہاب عن حمید ابن عبد الرحمن عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفرلہ ما تقدم من ذنبہ قال ابن شہاب فتوفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والامر علی ذلک ثم کان الامر علی ذلک فی خلافۃ ابی بکر وصدرا من خلافۃ عمر وعن ابن شہاب عن عروۃ ابن الزبیر عن عبد الرحمن بن عبد القاری انہ قال خرجت مع عمر بن الخطاب لیلۃ فی رمضان الی المسجد فاذا الناس اوزاع متفرقون یصلی الرجل لنفسہ ویصلی الرجل فیصلی بصلوتہ الرھط فقال عمر انی اری لو

باب ـــــ اس شخص کی فضیلت جو رمضان مبارک میں رات نماز پڑھے!

۱۸۸۴ ـــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماہِ رمضان کے متعلق یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جو ایمان کے ساتھ طلب ثواب کی نیت سے رمضان کھڑا ہو (رات کو نماز پڑھے) اس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

۱۸۸۵ ـــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان میں ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے کھڑا ہو

جَمَعْتُ هٰؤُلَآءِ عَلٰی قَارِیٍٔ وَّاحِدٍ لَکَانَ اَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلٰی اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهٗ لَیْلَةً اُخْرٰی وَالنَّاسُ یُصَلُّوْنَ بِصَلٰوةِ قَارِئِهِمْ قَالَ عُمَرُ نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ وَالَّتِیْ تَنَامُوْنَ عَنْهَا اَفْضَلُ مِنَ الَّتِیْ تَقُوْمُوْنَ یُرِیْدُ آخِرَ اللَّیْلِ وَکَانَ النَّاسُ یَقُوْمُوْنَ اَوَّلَهٗ۔

(رات عبادت کرے) تو اس کے پہلے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ ابن شہاب نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی حالانکہ حال اسی طرح تھا پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شروع خلافت میں بھی حال رہا۔ ابن شہاب نے عروہ بن زبیر سے اُنھوں نے عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے بیان کیا کہ اُنھوں نے کہا میں رمضان کی رات عمر فاروق کے ساتھ مسجد کی طرف گیا تو لوگ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ رہے تھے کوئی شخص تنہا نماز پڑھتا ہے۔ کوئی نماز پڑھتا ہے اور اس کے ساتھ کچھ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میرا خیال ہے کہ اگر میں ان سب کو ایک قاری پر متفق کر دوں تو بہت ہی اچھا ہوگا۔ پھر اُنھوں نے یہ عزم کر لیا اور ان کو اُبی بن کعب پر متفق کیا پھر میں دوسری رات ان کے ساتھ باہر نکلا اور لوگ اپنے قاری کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے عمر فاروق نے فرمایا یہ بدعت اچھی ہے رات جس میں وہ سوئے رہتے ہیں اس سے بہتر ہے جس میں کھڑے رہتے ہیں ان کی مراد رات کا آخری حصہ تھا۔ اور لوگ رات کے پہلے حصہ میں کھڑے ہوتے تھے۔

۱۸۸۴، ۱۸۸۵ —

شرح: یعنی لوگ پہلے تراویح کی نماز باجماعت نہیں پڑھتے تھے اور عشاء کے بعد علیحدہ علیحدہ نوافل پڑھا کرتے تھے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کو باجماعت تراویح کی نماز پڑھانے کا خیال کیا کیونکہ اُنھوں نے دو راتیں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع نہ کیا تھا اس لئے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ لوگوں کو ایک قاری پر جمع کریں وہ متفرق نماز نہ پڑھیں اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ان کا امام بنایا کیونکہ وہ بہت بڑے قاری تھے اور عورتوں کے لئے تمیم داری کو امام بنایا وہ ان کو نماز تراویح پڑھاتے تھے۔ ایک روز عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھر سے باہر نکلے تو لوگوں کو باجماعت تراویح کی نماز پڑھتے دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور کہا یہ اچھی بدعت ہے اور بدعت اس لئے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اسی طرح ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں باجماعت تراویح نہیں پڑھی جاتی تھی در اصل بدعت کا معنی یہ ہے کہ کوئی ایسا فعل جاری کیا جائے جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں نہ تھا اس کی دو قسمیں ہیں اگر وہ شریعت میں مستحسن افعال میں سے ہے تو بدعت حسنہ ہے اور اگر شریعت کے مستحسن افعال سے نہیں ہے تو بدعت سیئہ ہے۔ اس کو بدعت ضلالہ بھی کہا جاتا ہے" اور مَارَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ کے پیش نظر

سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر نیا فعل اگر مسلمانوں کی نگاہ میں حسن ہے تو وہ بدعت حسنہ ہے۔ اگر اچھا نہیں تو بدعت سیّئہ ہے۔ اور حدیث "کل بدعۃ ضلالۃ" مخصوص ہے کیونکہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ ہر بدعت سیّئہ گمراہی ہے۔ علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بدعت کی پانچ اقسام ہیں واجبہ، مندوبہ، محرّمہ، مکروہہ اور مباحہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول کو جمہور علماء نے پسند کیا اور اس پر سب صحابہ کا اتفاق ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تراویح کی نماز باجماعت واجب کفایہ ہے۔ ابن بطال مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قیامِ رمضان مسنون ہے کیونکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے اس کا اجراء کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامِ لیل کو اس لئے ترک کر دیا تھا کہ امت پر فرض نہ ہو جائے۔ اور عمر فاروق کے عہدِ خلافت میں یہ احتمال ختم ہو گیا کہ مداومت و استمرار سے قیامِ لیل فرض ہو جائے گا۔

امام قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ حدیث میں اس کا ذکر نہیں کہ حضرت ابیّ بن کعب کتنی رکعتیں پڑھاتے تھے جمہور علماء نے کہا کہ وہ وتر کے علاوہ پانچ ترویحات یعنی بیس (۲۰) رکعتیں پڑھاتے تھے اور ہر دو رکعتوں پر سلام پھیرتے تھے امام بیہقی نے صحیح اسناد کے ساتھ سائب بن یزید سے روایت کی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عمر فاروق کے عہدِ خلافت میں رمضان میں تراویح کی نماز بیس رکعتیں پڑھتے تھے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے مؤطا میں یزید بن رومان سے روایت کی کہ

لوگ عمر فاروق کے عہدِ خلافت میں رمضان میں تراویح کی نماز بیس رکعتیں پڑھتے تھے اور انکے علاوہ وہ تین وتر پڑھتے تھے۔ علماء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ تراویح کی نماز بیس رکعتیں ہیں۔ مصنف ابن ابی شیبہ اور سُننِ بیہقی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں جماعت کے بغیر بیس رکعتیں پڑھتے تھے اور اس کے بعد وتر پڑھتے تھے لیکن بیہقی نے اگرچہ اس حدیث کو ضعیف کہا ہے مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پر عمل اس کی تقویت کی دلیل ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے تھے ان میں تین وتر شامل ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ امام قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ تراویح کی نماز نہیں تہجد کی نماز ہے۔ کیونکہ غیر رمضان میں تراویح کی نماز نہیں ہے۔ حنابلہ نے کہا تراویح کی نماز بیس رکعتیں ہیں۔ الحاصل بیس رکعت تراویح پر چاروں اماموں کا اتفاق ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پر اجماع ہے کہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں بیس (۲۰) رکعتیں پڑھی جاتی تھیں۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی پیروی کرو پس تراویح کی نماز آٹھ رکعت صحابہ کرام کے اجماع کے خلاف ہے۔ تراویح کی نماز پر بدعت کا اطلاق مذکورہ صفت کے اعتبار سے ہے کہ اوّل رات میں باجماعت اہتمام سے پڑھی۔ قولہٗ وَالَّتِیْ یَنَامُوْنَ الخ کا مطلب یہ ہے کہ شروع رات کو نماز تراویح پڑھ کر فارغ ہونا آخر رات کو نماز پڑھنے سے افضل ہے بعض علماء اس کی تفسیر برعکس کرتے ہیں اور بعض علماء یہ معنیٰ بیان کرتے ہیں کہ جس کو آخر رات بیدار ہونے کا یقین ہو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ آخر رات میں نماز پڑھے ورنہ اوّل رات کو نماز پڑھنا افضل ہے۔

١٨٨٦ـــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ ثَنِیْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی وَذٰلِكَ فِیْ رَمَضَانَ

١٨٨٧ـــ وَحَدَّثَنِیْ یَحْیٰی بْنُ بُكَیْرٍ ثَنِی اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَیْلَةً مِّنْ جَوْفِ اللَّیْلِ فَصَلّٰی فِی الْمَسْجِدِ وَصَلّٰی رِجَالٌ بِصَلٰوتِهٖ فَاَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوْا فَاجْتَمَعَ اَكْثَرُ مِنْهُمْ فَصَلّٰی فَصَلَّوْا مَعَهٗ فَاَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوْا فَكَثُرَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّیْلَةِ الثَّالِثَةِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی فَصَلَّوْا بِصَلٰوتِهٖ فَلَمَّا كَانَتِ اللَّیْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ اَهْلِهٖ حَتّٰی خَرَجَ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ فَلَمَّا قَضَی الْفَجْرَ اَقْبَلَ عَلَی النَّاسِ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهٗ لَمْ یَخْفَ عَلَیَّ مَكَانُكُمْ وَلٰكِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تُفْتَرَضَ عَلَیْكُمْ فَتَعْجِزُوْا عَنْهَا فَتُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالْاَمْرُ عَلٰی ذٰلِكَ ۔

١٨٨٦ـــ ترجمہ : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ محترمہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور یہ رمضان میں ہوا تھا۔

١٨٨٧ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آدھی رات کو باہر تشریف لائے اور مسجد میں نماز پڑھی اور آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ صبح کو لوگوں نے اس کا تذکرہ کیا تو دوسرے روز اس سے زیادہ لوگ جمع ہوگئے۔ اور انھوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ صبح لوگوں نے اس کا چرچا کیا تو تیسری رات نمازی بہت زیادہ ہوگئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور نماز پڑھی لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب چوتھی رات آئی تو مسجد نمازیوں سے عاجز آگئی (بھر گئی) حتی کہ آپ صبح کی نماز کے لئے باہر تشریف لائے جب صبح کی نماز پڑھ لی تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور خطبہ پڑھا پھر فرمایا اللہ کی حمد وثنا کے بعد! شان یہ ہے کہ تمہارا موجود ہونا مجھ پر مخفی نہ تھا لیکن مجھے ڈر ہوا کہ تم پر رات کی نماز فرض ہوجائے پھر تم اس کے ادا کرنے سے عاجز ہوجاؤ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات فرماگئے اور یہ معاملہ اسی طرح رہا۔

۱۸۸۸ حدثنا اسمٰعیل ثنی مالك عن سعید المقبری عن ابی سلمة بن عبد الرحمن انه سال عائشة کیف کانت صلوٰة رسول الله صلی الله علیه وسلم فی رمضان فقالت ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیره علی احدی عشرة رکعة یصلی اربعا فلا تسأل عن حسنهن وطولهن ثم یصلی اربعا فلا تسأل عن حسنهن وطولهن ثم یصلی ثلاثا فقلت یا رسول الله اتنام قبل ان توتر قال یا عائشة ان عینیّ تنامان ولا ینام قلبی —

۱۸۸۶ ، ۱۸۸۷ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو دو راتیں بیس بیس رکعتیں پڑھایئں ۔ تیسری رات میں بہت لوگ جمع ہو گئے تو آپ اس لئے باہر تشریف نہ لائے کہ ان پر یہ نماز فرض ہو جائے گی اور وہ ادا کرنے سے قاصر رہیں گے ۔ اس پر اعتماد کر کے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں لوگوں کو جمع کیا اور انھوں نے بیس رکعتیں پڑھیں اور ساری اُمت کا اس پر اتفاق ہے ۔ بعض علماء نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے لیکن اہلِ علم کا اس پر عمل اس کو تقویت دیتا ہے ۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم !

۱۸۸۸ — ترجمہ : ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان میں نماز کیسی تھی ؟ تو انھوں نے کہا آپ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے تھے ۔ آپ چار رکعتیں پڑھتے تو ان کے حسن اور طول کو نہ پوچھ پھر چار پڑھتے تو ان کے حسن اور طول کو نہ پوچھ پھر تین رکعتیں پڑھتے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں آپ نے فرمایا اے عائشہ میری آنکھیں سوتی ہیں دل بیدار رہتا ہے ۔

۱۸۸۸ — شرح : یہ تہجد کی نماز ہے جو آپ رمضان شریف کے علاوہ دوسرے مہینوں میں بھی پڑھتے تھے ۔ یہ تراویح کی نماز نہیں کیونکہ آپ یہ ہمیشہ پڑھتے تھے اور ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے اسی لئے ان پر دوام و استمرار کے باوجود یہ امت پر فرض نہیں اور تراویح کی نماز تین دن پڑھ کر ترک کر دی اور وجہ یہ بیان فرمائی کہ آپ اس لئے باہر تشریف نہیں لائے کہ کہیں امت پر یہ نماز فرض نہ ہو جائے ۔ اگر آٹھ رکعتیں تراویح ہوتیں تو مذکور حدیث کی رو سے یہ امت پر فرض ہونی چاہیئے تھیں حالانکہ ایسا نہیں ۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ہر وقت بیدار رہتا ہے اگرچہ آنکھیں سو جائیں کیونکہ دل وحی کا محل ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ فَضْلِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَقَوْلِ اللّٰهِ اِنَّآ اَنْزَلْنَاهُ فِىْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَ مَآ اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ اِلٰى اٰخِرِهٖ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَا كَانَ فِى الْقُرْاٰنِ وَمَآ اَدْرٰكَ اَعْلَمَهٗ وَمَا قَالَ وَ مَا يُدْرِيْكَ فَاِنَّهٗ لَمْ يُعْلِمْهُ ۔

ہے اور نبی کا خواب وحی ہوتا ہے اسی لئے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا جبکہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ لیکن لیلۃ التعریس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صبح کی نماز قضاء اس لئے ہوئی کہ آپ کو نیند کی حالت میں نسیان ہو گیا تھا تاکہ قضاء کا حکم مشروع ہو جائے۔ علامہ عینی اور ملا عصام رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا شرعی حکم کی مشروعیت کے لئے جس طرح سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں نسیان ہوتا تھا نیند کی حالت میں بھی نسیان واقع ہوتا تھا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

باب — لَيْلَةُ الْقَدْر کی فضیلت

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد بے شک ہم نے قرآن کو قدر کی رات میں نازل کیا تجھے کیا معلوم قدر کی رات کیا ہے؟ قدر کی رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس میں فرشتے اور جبرائیل اللہ کے حکم سے ہر کام کے لئے اترتے ہیں وہ صبح چمکنے تک سلامتی ہے۔ سفیان بن عُیینہ نے کہا۔ قرآن میں جہاں " مَآ اَدْرٰكَ "، ہے وہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا دیا ہے اور جہاں " مَا يُدْرِيْكَ "، فرمایا اس سے خبردار نہیں کیا۔

لَيْلَةُ الْقَدْرِ — امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس عنوان سے مقصد یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر سے خبردار کیا ہے کیونکہ قرآن کریم میں جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو لفظ ماضی سے خطاب کیا اس کا علم قرآن میں ذکر کر دیا۔ اور جہاں لفظ مضارع سے خطاب کیا جیسے " مَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ "، اس کا علم قرآن میں ذکر نہیں کیا۔ سید عبداللہ میرغنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا علماء محققین نے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب

۱۸۸۹ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَفِظْنَاهُ وَاِنَّمَا حَفِظَ مِنَ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ تَابَعَهٗ سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

بَابُ اِلْتَمِسُوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ

کا علم سارا عطاء فرمایا حتیٰ کہ سورۂ لقمان کے آخر میں مذکور پانچ امور بھی آپ کی آخر عمر شریف میں عطاء فرما دیئے لیکن آپ کو حکم دیا کہ ان میں سے بعض کو صیغۂ راز میں رکھیں۔

ابوبکر وراق رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا لیلۃ القدر کا یہ نام اس لئے ہے کہ جو شخص اس رات کو پالے وہ لوگوں میں صاحب قدر ہو جاتا ہے اور اس رات میں مومن جو بھی نیک عمل کریں ان کی بڑی قدر ہوتی ہے اور اللہ کے حضور قبول ہوتے ہیں۔ اس کو لیلۃ القدر اس لئے بھی کہا جاتا ہے کہ اس میں قرآن کریم صاحبِ قدر نازل ہوا۔ سہل بن عبداللہ نے کہا اس رات میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحمت کی بارش برساتا ہے۔

✗ بعض علماء نے کہا اس رات میں سال بھر کے تمام احکام کا اندازہ کیا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ،، اس رات میں ہر اچھے کام کی تقسیم کی جاتی ہے۔

۱۸۸۹ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جو ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے لیلۃ القدر میں عبادت کرے اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ سلیمان بن کثیر نے زہری سے روایت کرنے میں سفیان کی متابعت کی۔

باب ــــ رمضان کی آخری سات راتوں میں شب قدر کو تلاش کرنا ،،

۱۸۹۰ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ اَنَا مَالِکٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رِجَالًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُرُوْا لَیْلَۃَ الْقَدْرِ فِی الْمَنَامِ فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرٰی رُؤْیَاکُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ کَانَ مُتَحَرِّیْہَا فَلْیَتَحَرَّہَا فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ۔

۱۸۹۱ ــــ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَۃَ ثَنَا ہِشَامٌ عَنْ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا سَعِیْدٍ وَّکَانَ لِیْ صَدِیْقًا فَقَالَ اعْتَکَفْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ فَخَرَجَ صَبِیْحَۃَ عِشْرِیْنَ فَخَطَبَنَا وَقَالَ اِنِّیْ اُرِیْتُ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ ثُمَّ اُنْسِیْتُہَا فَالْتَمِسُوْہَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فِی الْوِتْرِ فَاِنِّیْ رَاَیْتُ اَنِّیْ اَسْجُدُ فِیْ مَاءٍ وَّطِیْنٍ فَمَنْ کَانَ اعْتَکَفَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَلْیَرْجِعْ فَرَجَعْنَا وَمَا نَرٰی فِی السَّمَاءِ قَزَعَۃً فَجَاءَتْ سَحَابَۃٌ فَمُطِرَتْ حَتّٰی سَالَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ وَکَانَ مِنْ جَرِیْدِ النَّخْلِ فَاُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْجُدُ فِی الْمَاءِ وَالطِّیْنِ حَتّٰی رَاَیْتُ اَثَرَ الطِّیْنِ فِیْ جَبْهَتِہٖ۔

۱۸۹۰ ــــ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ کرام کو خواب میں رمضان کی آخری سات راتوں میں شب قدر دکھائی گئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارا خواب رمضان کی آخری سات راتوں میں موافق ہوتے دیکھتا ہوں جو اس کو تلاش کرنا چاہے وہ آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔

۱۸۹۱ ــــ ترجمہ: ابوسلمہ نے کہا میں نے ابوسعید سے پوچھا اور وہ میرا دوست تھا تو اس نے کہا ہم نے رمضان کے درمیانے عشرہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتکاف کیا آپ رمضان کی بیسوی صبح کو باہر تشریف لائے اور ہم کو مخاطب کر کے فرمایا مجھے شب قدر دکھائی گئی پھر مجھے بھلا دی گئی تم اس کو آخری عشرہ کی وتر راتوں میں تلاش کرو میں نے دیکھا ہے کہ میں پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں پس جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ واپس چلا جائے ہم آسمان میں ذرہ بھی بادل نہیں دیکھتے تھے اچانک بادل آیا اور بارش برسی حتی کہ مسجد کی چھت بہہ پڑی اور وہ

بَابُ تَحَرِّي لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فِيْهِ عَنْ عُبَادَةَ

۱۸۹۲ ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا اَبُوْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ ۔

کھجور کی چھڑیوں کی بنی نماز پڑھی گئی تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی اور مٹی میں سجدہ کرتے دیکھا حتی کہ مٹی کا نشان آپ کی پیشانی میں تھا۔

۱۸۹۰، ۱۸۹۱ ــــ شرح: آخر عشرہ کی طاق راتیں ۲۱ - ۲۳ - ۲۵ - ۲۷ - ۲۹ میں شب قدر خصوصاً ان راتوں میں ہوتی ہے لیکن اس کی تعیین نہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ شب قدر رمضان میں ہے اس سے آگے پیچھے بھی ہو جاتی ہے۔ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے مگر اس کی تعیین نہیں ہے۔ قاضی خان نے ذکر کیا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے مشہور روایت یہ ہے کہ شب قدر سارے سال میں گردش کرتی ہے۔ کبھی رمضان میں اور کبھی رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

شیخ عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر کی معرفت کے عرفانی اسرار بیان کئے جنہیں ان جیسے اولیاء اللہ ہی معلوم کر سکتے ہیں۔ انھوں نے مختلف راتوں میں لیلۃ القدر کی تعیین بیان فرمائی اور وہ کہتے تھے کہ یہ رات منتقل ہوتی رہتی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر لیلۃ القدر آجائے اور میں مرگیا ہوا ہوں میری لاش پھول چکی ہو اور ٹانگیں اوپر اٹھ گئی ہوں جیسے مرے ہوئے گدھے کی لاش پھول جاتی ہے تو مجھے اس کا علم ہو جاتا ہے جبکہ میں مذکورہ حالت میں ہوں تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ کیسے مخفی رہ سکتی ہے (ابریز ص ۱۲۸) بخاری میں مذکور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مٹی میں سجدہ کرنا جائز ہے اور نمازی کو پیشانی سے مٹی کا اثر نہیں پونچھنا چاہیے اور انبیاء کرام علیہم السلام پر تشریع احکام کے لئے نسیان جائز ہے جو مستقر نہیں ہوتا اور حکم مشروع ہونے کے بعد ختم ہو جاتا ہے اور رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف مستحب ہے۔ اور انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب پر حکم مرتب ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ آخری عشرے کی طاق راتوں میں شب قدر کو تلاش کرنا" اس میں عبادہ راوی ہے"

۱۸۹۲ ــــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۸۹۳ ــــ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ ثَنِيْ ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِيْ رَمَضَانَ الْعَشْرَ الَّتِيْ فِيْ وَسَطِ الشَّهْرِ فَإِذَا كَانَ حِيْنَ يُمْسِيْ مِنْ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً تَمْضِيْ وَيَسْتَقْبِلُ إِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ رَجَعَ إِلٰى مَسْكَنِهِ وَرَجَعَ مَنْ كَانَ يُجَاوِرُ مَعَهُ وَأَنَّهُ أَقَامَ فِيْ شَهْرٍ جَاوَرَ فِيْهِ اللَّيْلَةَ الَّتِيْ كَانَ يَرْجِعُ فِيْهَا فَخَطَبَ النَّاسَ فَأَمَرَهُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ كُنْتُ أُجَاوِرُ هٰذِهِ الْعَشْرَ ثُمَّ قَدْ بَدَا لِيْ أَنْ أُجَاوِرَ هٰذِهِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِيْ فَلْيَثْبُتْ فِيْ مُعْتَكَفِهِ وَأُرِيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ أُنْسِيْتُهَا فَابْتَغُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ وَابْتَغُوْهَا فِيْ كُلِّ وِتْرٍ وَقَدْ رَأَيْتُنِيْ أَسْجُدُ فِيْ مَاءٍ وَطِيْنٍ فَاسْتَهَلَّتِ السَّمَاءُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَأَمْطَرَتْ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فِيْ مُصَلّٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ إِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ فَبَصُرَتْ عَيْنِيْ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ انْصَرَفَ مِنَ الصُّبْحِ وَوَجْهُهُ مُمْتَلِئٌ طِيْنًا وَمَاءً ۔

نے فرمایا لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

۱۸۹۳ ــــ ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے درمیانہ عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے جب بیسویں رات گزر جاتی اور اکیسویں رات آتی تو اپنے گھر واپس آجاتے اور وہ لوگ بھی اپنے گھروں میں واپس ہو جاتے جو آپ کے ساتھ اعتکاف کرتے تھے ایک رمضان کی رات آپ اعتکاف میں رہے جس میں واپس جایا کرتے تھے۔ آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور جو اللہ نے چاہا وہ ان کو حکم دیا پھر فرمایا میں اس عشرہ میں اعتکاف کرتا تھا۔ پھر میرے لئے یہ انکشاف ہوا ہے کہ میں آخری عشرہ میں اعتکاف کروں۔ اس لئے جو میرے ساتھ اعتکاف کرے وہ اپنی اعتکاف کی جگہ رہے اور مجھے اس رات میں شب قدر دکھائی گئی۔ پھر بھلا دی گئی ہے اس کو تم آخری عشرہ میں اور طاق راتوں میں تلاش کرو۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں۔ اس رات میں بادل چمکا اور خوب بارش ہوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلی پر مسجد ٹپکنے لگی یہ اکیسویں رات تھی۔ میری آنکھ نے آپ کو دیکھا کہ آپ صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کی پیشانی پانی اور کیچڑ سے

۱۸۹۴ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنِی یَحْیٰی عَنْ هِشَامٍ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ الْتَمِسُوْا۔

۱۸۹۵ ـــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنِیْ عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُجَاوِرُ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَیَقُوْلُ تَحَرَّوْا لَیْلَةَ الْقَدْرِ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ

۱۸۹۶ ـــ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ ثَنَا وُهَیْبٌ ثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْتَمِسُوْهَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فِیْ رَمَضَانَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ فِیْ تَاسِعَةٍ تَبْقٰی فِیْ سَابِعَةٍ تَبْقٰی فِیْ خَامِسَةٍ تَبْقٰی تَابَعَهٗ عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ اَیُّوْبَ وَعَنْ خَالِدٍ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْتَمِسُوْا فِیْ اَرْبَعٍ وَّعِشْرِیْنَ۔

۱۸۹۷ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِی الْاَسْوَدِ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا عَاصِمٌ عَنْ اَبِیْ مِجْلَزٍ وَعِکْرِمَةَ قَالَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هِیَ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ هِیَ فِیْ تِسْعٍ یَمْضِیْنَ اَوْ فِیْ سَبْعٍ یَبْقَیْنَ یَعْنِیْ لَیْلَةَ الْقَدْرِ۔

بھی ہوئی تھی!

۱۸۹۴ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی شب قدر کو تلاش کرو۔

۱۸۹۵ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے رمضان کے آخری عشرہ میں شب قدر کو تلاش کرو۔

۱۸۹۶ ـــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان کے آخری عشرہ میں شب قدر تلاش کرو جبکہ نو یا سات یا پانچ راتیں باقی رہ جائیں۔

۱۸۹۷ ـــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

بَابُ رَفْعِ مَعْرِفَةِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ لِتَلَاحِي النَّاسِ

۱۸۹۸ ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ثَنِي خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ثَنَا حُمَيْدٌ ثَنَا أَنَسٌ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَنَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحَى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحَى فُلَانٌ وَفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسَى أَنْ يَكُونَ خَيْرًا لَكُمْ فَالْتَمِسُوهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ۔

نے فرمایا۔ یہ رات آخری عشرہ میں ہے جبکہ نو راتیں گزر جائیں یا سات راتیں باقی رہ جائیں یعنی شبِ قدر،، عبدالوہاب نے ایوب سے اُس نے خالد سے اُس نے عکرمہ سے اُس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ چوبیسویں رات میں اس کو تلاش کرو۔

باب ــــ لوگوں کے جھگڑا کرنے کے سبب لیلۃ القدر کی معرفت کا اُٹھ جانا

۱۸۹۸ ــــ ترجمہ : عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تاکہ ہم کو شبِ قدر کی خبر دیں تو مسلمان جھگڑ پڑے۔ آپ نے فرمایا میں تم کو شبِ قدر بتلانے باہر آیا تھا فلاں فلاں جھگڑ پڑے تو وہ اُٹھالی گئی مگر یہ تمہارے لئے اچھی بات ہے اس کو نو، سات اور پانچویں راتوں میں تلاش کرو۔

۱۸۹۲ ــــ ۱۸۹۸ ــــ شرح : قَزَعَة ،، باریک بادل کا ٹکڑا ،، جریدٌ" کھجور کی ٹہنی ، بَدَالِی ،، میرے لئے ظاہر ہوا۔ قولہٗ يَسْتَقْبِلُ ،، اس کا عطف "يَمْسِي" ،، پر ہے مُضِيّ پر نہیں ، قولہٗ رَأَيْتُنِي ،، اس لفظ میں فاعل اور مفعول کی ضمیروں کا مرجع شئی واحد ہے اور یہ افعال قلوب میں جائز ہے۔ یہ اصل میں رَأَيْتُ نَفْسِي ،، تھا یعنی میں نے آپ کو دیکھا ،، اگر یہ سوال ہو کہ باب کا عنوان طاق راتوں میں شبِ قدر تلاش کرنا ہے اور آپ کا ارشاد کہ چوبیسویں رات تلاش کرو ،، طاق نہیں لہٰذا حدیث عنوان کے موافق نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اُس کا معنیٰ یہ ہے کہ چوبیس دن پورے ہو جائیں تو یہ رات تلاش کرو اور ظاہر ہے کہ چوبیس دن پورے ہونے کے بعد پچیسویں رات ہوتی ہے اور یہ عدد طاق ہے۔ ویسے بھی امام بخاری کی عادت ہے کہ وہ عنوان کے بعد بعض اوقات ایسی احادیث ذکر کر دیتے ہیں جن کو عنوان سے معمولی سی مناسبت ہوتی ہے۔ اس میں ان کا مقصد

بَابُ الْعَمَلِ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ

۱۸۹۹ —— حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ ثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ اَبِی یَعْفُوْرٍ عَنْ اَبِی الضُّحٰی عَنْ اَبِی یَعْفُوْرٍ عَنْ اَبِی الضُّحٰی عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَہٗ وَاَحْیٰی لَیْلَہٗ وَاَیْقَظَ اَھْلَہٗ ۔

یہ ہوتا ہے کہ اس کا خلاف بھی ثابت ہے ۔ اگر یہ سوال ہو کہ حدیث میں مذکور ہے کہ آخری سات راتوں میں تلاش کرو اور نو باقی رہ جائیں سات باقی رہ جائیں پہلی سات راتوں میں تلاش کرو الغرض مختلف اعداد احادیث میں مذکور ہیں ان میں اتفاق کی کیا صورت ہو سکتی ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک عدد دوسرے عدد کے منافی نہیں ہوتا ۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے نزدیک اس کا جواب یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سوال کے مطابق جواب دیتے تھے اگر کسی نے یہ پوچھا کہ فلاں رات میں تلاش کریں تو آپ نے فرمایا اس میں تلاش کرو علیٰ ہذا القیاس ،، بعض علماء نے یہ جواب دیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حتمی اور قطعی طور پر شب قدر کا وقت بیان نہیں کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک نے جو سنا وہ اختیار کر لیا اور ستائیسویں رات کی روایت اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کی ہے (کرمانی ،

باب —— رمضان کے آخری عشرہ میں عمل کرنا

۱۸۹۹ —— ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب آخری عشرہ آتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تہ بند مضبوط باندھتے اور رات جاگتے اور گھر والوں کو جگاتے ۔

۱۸۹۹ —— شرح : تہ بند باندھنے کا معنی یہ ہے کہ عادت سے زیادہ عبادت کرنے کی کوشش کرنے کی تیاری فرماتے اور بیویوں کے پاس نہ جاتے ۔

قولہ لَیْلَہٗ ،، ضمیر غائب کا مرجع عابد ہے کیونکہ جب عابد عبادت کے لئے نیند ترک کر دے جو موت کی ساتھی ہے تو وہ اپنے نفس کو زندہ کرتا ہے ۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس کا مرجع لیل ،، ہو کیونکہ جب اس میں اللہ کی عبادت کے لئے کھڑا ہو تو وہ اللہ کی پیروی میں رات کو زندہ رکھتا ہے ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ میں خود بھی اللہ کی عبادت میں رات بیدار رہتے اور گھر والوں کو بھی عبادت کے لئے تیار کرتے ۔ امام ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَبْوَابُ الْاِعْتِكَافِ

بَابُ الْاِعْتِكَافِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَالْاِعْتِكَافِ فِي الْمَسَاجِدِ كُلِّهَا

لِقَوْلِهٖ وَلَا تُبَاشِرُوْا هُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ۔

سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اپنے گھر والوں کو بیدار کرتے اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں بہت عبادت کرتے جبکہ دوسرے اوقات میں اتنی کوشش نہ کرتے تھے۔ اگر یہ سوال ہو کہ احناف کہتے ہیں ساری رات عبادت کے لئے کھڑے رہنا مکروہ ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ ہمیشہ ساری ساری رات عبادت کے لئے کھڑے رہنا مکروہ ہے۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ ایک دو یا دس راتیں ساری رات عبادت کرنا مکروہ ہے۔ اس لئے سبھی احناف کا اس پر اتفاق ہے کہ عیدین وغیرہ کی راتوں میں جاگنا مستحب ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الاعتکاف

باب — آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا اور سبھی مسجدوں میں اعتکاف کرنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا" تم اپنی عورتوں سے جماع نہ کرو جبکہ تم مسجدوں میں اعتکاف کرو یہ اللہ کی حدیں ہیں۔ ان کے قریب نہ جاؤ اسی طرح اللہ اپنی آیات لوگوں کے لئے بیان کرتا

۱۹۰۰ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنِیْ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ یُوْنُسَ اَنَّ نَافِعًا اَخْبَرَہٗ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ ۔

۱۹۰۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ ثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اعْتَکَفَ اَزْوَاجُهٗ مِنْ بَعْدِهٖ ۔

تاکہ وہ ڈریں ۔

شرح : مسجد کے علاوہ اعتکاف صحیح نہیں اسی لئے اعتکاف میں مسجد کی قید ہے ۔ یہ ضروری نہیں کہ جامع مسجد میں اعتکاف کرے بلکہ جس مسجد میں پنجگانہ نماز با جماعت ہوتی ہو اس میں اعتکاف صحیح ہے ۔ جمہور علماء کا یہی مذہب ہے ۔ سب سے افضل اعتکاف مسجد حرام میں ہے ۔ پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں پھر بیت المقدس میں پھر جامع مسجد پھر مسجد میں نمازی زیادہ ہوں اور عورت اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرے وہ محلہ کی مسجد میں اعتکاف نہ کرے ۔ اگر محلہ کی مسجد میں اعتکاف کرے تو جائز ہے مگر اس کے لئے گھر کی مسجد میں اعتکاف افضل ہے ۔ معتکف پر حالت اعتکاف میں بیوی سے جماع حرام ہے ۔ اور اگر قضاء حاجت کے لئے گھر جائے تو وہ اسی مقدار گھر میں ٹھہر سکتا ہے ۔ اور بیوی سے معانقہ اور بوس وکنار نہیں کر سکتا اور راستہ میں گزرتے وقت بیمار پرسی کر سکتا ہے لیکن بیمار پرسی کے لئے مسجد سے باہر نہیں نکل سکتا ۔

۱۹۰۰ — ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے ۔

۱۹۰۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے یہاں تک کہ وفات فرما گئے پھر آپ کے بعد آپ کی بیبیوں نے اعتکاف کیا ۔

۱۹۰۲ ــــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ ثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْأَوْسَطِ مِنْ رَمَضَانَ فَاعْتَكَفَ عَامًا حَتّٰى إِذَا كَانَ لَيْلَةَ إِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ وَهِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِيْ يَخْرُجُ مِنْ صَبِيْحَتِهَا مِنِ اعْتِكَافِهِ قَالَ مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِيْ فَلْيَعْتَكِفِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ فَقَدْ أُرِيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ أُنْسِيْتُهَا وَقَدْ رَأَيْتُنِيْ أَسْجُدُ فِيْ مَاءٍ وَطِيْنٍ مِنْ صَبِيْحَتِهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ وَالْتَمِسُوْهَا فِيْ كُلِّ وِتْرٍ فَمَطَرَتِ السَّمَاءُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَلٰى عَرِيْشٍ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فَبَصُرَتْ عَيْنَايَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى جَبْهَتِهِ أَثَرُ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ مِنْ صُبْحِ إِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ۔

۱۹۰۲ ــــ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے درمیانہ عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے۔ آپ نے ایک سال اعتکاف کیا جب اکیسویں رات آئی اور یہ وہ رات ہے جس کی صبح کو آپ اعتکاف سے باہر ہوتے تھے تو فرمایا جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ آخری عشرہ بھی اعتکاف کرے۔ مجھے اس رات میں شب قدر دکھلائی گئی پھر مجھے بھلا دی گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں اسی کی صبح پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں۔ تم اس کو آخری عشرہ میں تلاش کرو اور ہر طاق رات میں تلاش کرو اس رات بادل برسا اور مسجد کھجور کی شاخوں کی تھی وہ ٹپک پڑی میری آنکھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اکیسویں رات کی صبح کو آپ کی پیشانی مبارک پہ پانی اور مٹی کا نشان تھا۔

۱۹۰۰ تا ۱۹۰۲ ــــ شرح : ان احادیث سے واضح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم آخر عمر شریف تک اعتکاف فرماتے رہے اور آپ کی وفات کے بعد آپ کے ازواج مطہرات اعتکاف کرتے رہے اور آپ کے بعد یہ حکم ہمیشہ رہا حتیٰ کہ عورتوں کے حق میں بھی باقی رہا اور اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت نہیں تھی لہذا اعتکاف منسوخ نہیں ہوا۔ ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کے مہینہ کے آخری عشرہ میں اعتکاف مستحب اور مردوں کو اس کی

بَابُ الْحَائِضِ تُرَجِّلُ الْمُعْتَكِفَ

۱۹۰۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْغِي إِلَيَّ رَاسَهُ وَهُوَ مُجَاوِرٌ فِي الْمَسْجِدِ فَأُرَجِّلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ۔

بَابُ الْمُعْتَكِفُ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ

۱۹۰۴ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عليه وَسَلَّمَ لَيُدْخِلُ عَلَيَّ رَاسَهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأُرَجِّلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ إِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا۔

تاکید کی گئی ہے اور عورتوں کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کا اعتکاف کرنا صحیح ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اعتکاف کرنے کی اجازت دے رکھی تھی۔ لیکن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عورتیں گھروں کی مساجد میں اعتکاف کریں مرد کے لئے گھر میں نماز کے لئے تیار کی ہوئی جگہ میں اعتکاف جائز نہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قدیم قول امام ابوحنیفہ کے مذہب کے موافق ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — حیض والی عورت اعتکاف والے مرد کو کنگھی کرے"

۱۹۰۳ — ترجمہ: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف سر مبارک جھکاتے جبکہ آپ مسجد شریف میں اعتکاف کرتے تھے تو میں آپ کو کنگھی کرتی حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

باب — معتکف قضاء حاجت کے لئے گھر میں داخل ہو سکتا ہے"

بَابُ غُسْلِ الْمُعْتَكِفِ

۱۹۰۵ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ أَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَاشِرُنِي وَأَنَا حَائِضٌ وَكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ ـــ

۱۹۰۴ ـــ ترجمہ : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک میری طرف جھکاتے حالانکہ آپ مسجد میں ہوتے تو میں آپکو کنگھی کرتی اور جب معتکف ہوتے تو حاجت کے بغیر گھر میں داخل نہ ہوتے۔

باب ـــ اعتکاف کرنے والے کا غسل کرنا

۱۹۰۵ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ مباشرت کرتے حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی اور مسجد سے سر مبارک باہر نکالتے جبکہ آپ اعتکاف میں ہوتے تو میں سر کو دھوتی حالانکہ میں حائض ہوتی تھی۔

۱۹۰۳ تا ۱۹۰۵ ـــ شرح : ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حیض والی عورت کا بدن پاک ہوتا ہے کیونکہ اگر اس کا بدن پلید ہوتا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین سے سر مبارک نہ دھلاتے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت کا ہاتھ ان اعضاء میں سے نہیں جو پردہ میں داخل ہیں۔ کیونکہ مسجد بعض صحابہ سے خالی نہیں ہوتی تھی جب ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک دھویا تھا تو بعض موجود صحابہ کرام نے ام المؤمنین کا ہاتھ دیکھا ہوگا معلوم ہوا کہ مسجد سے باہر اعتکاف جائز نہیں ورنہ آپ کنگھی کرانے کے لئے مسجد سے باہر ہو جاتے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض اعضاء کا حکم سارے بدن کے حکم سے مختلف ہے۔ اس لئے اگر قسم کھائی کہ گھر میں داخل نہ ہوگا اور اپنا سر داخل کر دیا تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ مباشرت کی تین قسمیں ہیں۔

پہلی قسم یہ ہے کہ فرج میں مباشرت ہو یہ معتکف کے لئے حرام ہے۔ دوسری قسم فرج کے بغیر مباشرت جس میں شہوت نہ ہو اور وہ یہ کہ بیوی کو بوسہ دے یہ اعتکاف میں جائز ہے۔ تیسری قسم فرج کے بغیر شہوت سے مباشرت کرے وہ یہ کہ شہوت سے بیوی کو مس کرے اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔ واللہ و رسولہ اعلم!

بَابُ الْاِعْتِكَافِ لَيْلًا

حدّثنا ۔۱۹۰۶۔ مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدٍ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ اَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ فَاَوْفِ بِنَذْرِكَ ۔

باب ـــ رات کو اعتکاف کرنا

۱۹۰۶ ـــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف کروں گا ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی نذر پوری کرلو ۔

۱۹۰۶ ـــ شرح : مسلم کی روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک دن اعتکاف کی نذر مانی تھی ۔ ابن حبان نے کہا دونوں روایات میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ اُنھوں نے ایک دن اور رات کی نذر مانی تھی جس نے رات کو ذکر کیا اُس نے دن کا ارادہ بھی کیا ہے اور جس نے دن کو ذکر کیا اُس نے رات کا ارادہ بھی کیا ہے کیونکہ نسائی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ عمر فاروق نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ان پر اعتکاف ہے تو آپ نے ان کو حکم دیا کہ اعتکاف کریں اور روزہ رکھیں ۔

بخاری کی حدیث سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ اعتکاف روزہ کے بغیر صحیح ہے کیونکہ رات روزہ کے لئے محل نہیں ہے ۔ اگر روزہ شرط ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمر فاروق کو حکم فرماتے کہ روزہ رکھ کر اعتکاف کریں ۔ شافعیہ اور حنابلہ کا مذہب یہی ہے ۔ مالکیہ اور حنفیہ کا مذہب ہے کہ روزہ کے بغیر اعتکاف صحیح نہیں کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کے بغیر اعتکاف نہیں کیا ۔

اس مقام میں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شرک وکفر کی حالت میں نذر مانی تھی حالانکہ کافر کی نذر صحیح نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کو استحباباً فرمایا تھا کہ وہ نذر پوری کرلیں ۔ ان پر یہ نذر واجب نہیں تھی ۔ حنابلہ کے نزدیک کافر کی نذر صحیح نہیں ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

بَابُ اِعْتِكَافِ النِّسَآءِ

۱۹۰۷ ــــ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ثَنَا يَحْيَى عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَكُنْتُ اَضْرِبُ لَهٗ خِبَآءً فَيُصَلِّي الصُّبْحَ ثُمَّ يَدْخُلُهٗ فَاسْتَاذَنَتْ حَفْصَةُ عَائِشَةَ اَنْ تَضْرِبَ خِبَآءً فَاَذِنَتْ لَهَا فَضَرَبَتْ خِبَاءً فَلَمَّا رَاَتْهُ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ ضَرَبَتْ خِبَآءً اٰخَرَ فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَى الْاَخْبِيَةَ فَقَالَ مَا هٰذَا فَاُخْبِرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبِرَّ تُرِدْنَ بِهِنَّ فَتَرَكَ الْاِعْتِكَافَ ذٰلِكَ الشَّهْرَ ثُمَّ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِّنْ شَوَّالٍ ۔

باب ــــ عورتوں کا اعتکاف کرنا

۱۹۰۷ ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے ۔ میں آپ کے لئے خیمہ لگاتی آپ صبح کی نماز پڑھتے پھر اس میں داخل ہو جاتے تھے ۔ ام المؤمنین حفصہ نے ام المؤمنین عائشہ سے خیمہ لگانے کی اجازت لی تو ان کو اُنھوں نے اجازت دے دی اور حفصہ نے خیمہ گاڑ لیا جب اس کو ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو اُنھوں نے ایک اور خیمہ نصب کر لیا جب صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی خیمے دیکھے تو فرمایا یہ کیا ہے ؟ آپ کو خبر دی گئی تو فرمایا کیا تم ان سے نیکی کا ارادہ کرتے ہو اور اس مہینہ کا اعتکاف ترک کر دیا پھر شوال میں دس دن اعتکاف کیا ۔

۱۹۰۷ ــــ شرح : قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کو مسجد میں اعتکاف سے اس لئے منع فرما دیا تھا کہ اُنھوں نے فخر و مباہات کا ارادہ کیا تھا خالص عبادت ان کا مقصود نہ تھا یا اس لئے کہ مسجد میں لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے اور دیہاتی لوگ اور منافق بھی مسجد میں آجاتے ہیں اور ازواج مطہرات کو خیموں سے باہر جانے اور اندر آنے کی بھی ضرورت بھی نیز جب بیبیاں مسجد میں معتکف ہوں تو گھر والی صورت پیدا ہو جاتی ہے حالانکہ اعتکاف میں تنہائی مقصود ہوتی ہے جو اس صورت میں نہیں پائی جاتی ۔ یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ زیادہ خیموں سے مسجد میں جگہ تنگ ہو جاتی ہے ۔ شوال کے پہلے عشرہ میں اعتکاف کا مطلب یہ ہے کہ پہلے عشرہ میں اعتکاف شروع کیا[1] اس کو یہ لازم

بَابُ الْاَخْبِيَةِ فِي الْمَسْجِدِ

۱۹۰۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَادَ اَنْ يَعْتَكِفَ فَلَمَّا انْصَرَفَ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِي اَرَادَ اَنْ يَعْتَكِفَ اِذَا اَخْبِيَةٌ خِبَاءُ عَائِشَةَ وَخِبَاءُ حَفْصَةَ وَخِبَاءُ زَيْنَبَ فَقَالَ اٰلْبِرَّ تَقُوْلُوْنَ بِهِنَّ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ حَتّٰى اعْتَكَفَ عَشْرًا مِّنْ شَوَّالٍ ۔

بَابٌ هَلْ يَخْرُجُ الْمُعْتَكِفُ لِحَوَائِجِهِ اِلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ

۱۹۰۹ — اَبُو الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ اَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا جَاءَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزُوْرُهُ فِي اعْتِكَافِهِ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا يَقْلِبُهَا حَتّٰى اِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ عِنْدَ بَابِ اُمِّ سَلَمَةَ مَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

نہیں کہ عید کے دن شروع کیا تھا کیونکہ عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے اور عید کے بعد دوسرا دن عشرہ میں داخل ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — مسجد میں خیمے لگانا

۱۹۰۸ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کا ارادہ کیا جب اس جگہ تشریف لے گئے جہاں اعتکاف کا ارادہ کیا تھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ چند خیمے لگے ہوئے ہیں۔ وہ عائشہ، حفصہ اور زینب رضی اللہ عنہن کے خیمے تھے تو فرمایا کیا تم ان میں بہتری جانتی ہو؟ پھر واپس تشریف لے گئے اور اعتکاف نہ کیا حتی کہ شوال کے عشرہ میں اعتکاف کیا۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَھُمَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی رِسْلِکُمَا اِنَّمَا ھِیَ صَفِیَّۃُ بِنْتُ حُیَیٍّ فَقَالَا سُبْحَانَ اللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَبُرَ عَلَیْھِمَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَبْلُغُ مِنَ الْاِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ وَاِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ یَّقْذِفَ فِیْ قُلُوْبِکُمَا شَیْئًا۔

باب — کیا معتکف اپنی حاجت کے لئے مسجد کے دروازہ تک آسکتا ہے؟

۱۹۰۹ — ترجمہ: علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے ان کو خبر دی کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے آئیں جبکہ آپ رمضان کے آخری عشرہ میں مسجد میں معتکف تھے اُنھوں نے آپ کے پاس کچھ دیر گفتگو کی پھر واپس جانے کے لئے اُٹھیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ کھڑے ہوئے تاکہ ان کو گھر پہنچا دیں حتی کہ جب وہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے دروازہ کے پاس مسجد کے دروازہ تک پہنچیں تو دو انصاری گزرے اور اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا آپ نے فرمایا ٹھہرو یہ صفیہ بنت حیی ہے۔ اُنھوں نے کہا سبحان اللہ یا رسول اللہ! اور ان پر بہت شاق گزرا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان انسان کے رگ و ریشہ میں خون کے پہنچنے کی جگہ جاری ہے مجھے ڈر ہوا کہ تمہارے دلوں میں کوئی بدگمانی نہ ڈال دے۔

۱۹۰۹ — شرح: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں معتکف تھے آپ کی بیبیاں زیارت کے لئے آپ کے پاس آئیں جب وہ جانے لگیں تو آپ نے حضرت صفیہ سے فرمایا میں تمہارے ساتھ جاتا ہوں اور مسجد کے دروازہ تک ان کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ تو دو انصاری اُسید بن حضیر اور عباد بن بشر وہاں سے گزرے تو آپ نے ان کو ٹھہرا کر فرمایا یہ میری بیوی صفیہ ہے۔ اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ! سبحان اللہ ہم کیسے بدگمانی کرسکتے ہیں آپ نے فرمایا شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح سرایت کئے ہوئے ہے شاید تمہارے دلوں میں بدگمانی پیدا کردیتا اس لئے تمہیں خبردار کیا ہے۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ اگر وہ بدگمانی کرلیتے تو ان کے کفر کا خطرہ تھا اس لئے آپ نے جلدی سے ان کو حال سے آگاہ کردیا تاکہ شیطان ان کے دلوں میں بدگمانی پیدا نہ کردے۔ ورنہ وہ تباہ و برباد ہوجاتے! کیونکہ نبیوں کے ساتھ بُرا گمان کفر ہے۔ اس لئے بزار نے جب یہ حدیث ذکر کی تو کہا یہ حدیث منکر

بَابُ الْاِعْتِكَافِ وَخُرُوجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَبِیْحَۃَ عِشْرِیْنَ۔

۱۹۱۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُنِیْرٍ سَمِعَ ھٰرُوْنَ ابْنَ اِسْمٰعِیْلَ ثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْمُبَارَکِ ثَنِیْ یَحْیٰی بْنُ اَبِیْ کَثِیْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَۃَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا سَعِیْدِ الْخُدْرِیَّ قُلْتُ ھَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَذْکُرُ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ قَالَ نَعَمْ اِعْتَکَفْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ قَالَ فَخَرَجْنَا صَبِیْحَۃَ عِشْرِیْنَ قَالَ فَخَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَبِیْحَۃَ عِشْرِیْنَ فَقَالَ اِنِّیْ رَاَیْتُ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ وَاِنِّیْ نُسِّیْتُھَا فَالْتَمِسُوْھَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فِی الْوِتْرِ فَاِنِّیْ رَاَیْتُ اَنِّیْ اَسْجُدُ فِیْ مَآءٍ وَّطِیْنٍ فَمَنْ کَانَ اعْتَکَفَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلْیَرْجِعْ فَرَجَعَ النَّاسُ اِلَی الْمَسْجِدِ وَمَا نَرٰی فِی السَّمَآءِ قَزَعَۃً قَالَ فَجَآءَتْ سَحَابَۃٌ فَمَطَرَتْ وَاُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَسَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الطِّیْنِ وَالْمَآءِ حَتّٰی رَاَیْتُ الطِّیْنَ فِیْ اَرْنَبَتِہٖ وَجَبْھَتِہٖ۔

ہے۔ کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات بدگمانیوں سے بالاتر ہے اور کافر یا منافق ہی آپ کے ساتھ بدگمانی کر سکتا ہے۔ تلویح میں ہے کہ اگر کوئی سوال کرے کہ اس قسم کی احادیث کو ثقہ لوگوں نے نقل کیا ہے تو ان کو احادیث منکرہ کیسے کہا جا سکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی حدیث میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ ستودہ کے متعلق بدگمانی کا وہم ہو اگرچہ اس کو ثقہ راوی بیان کریں وہ حدیث قابلِ قبول نہیں ہوگی۔ کیونکہ ثقہ راوی غلطی کر سکتے ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ابن منیر نے یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد کہا یہ حدیث غیر محفوظ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف کرنے والا مباح افعال کر سکتا ہے اور خرید و فروخت بھی کر سکتا ہے بشرطیکہ مال حاضر نہ ہو۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ اپنی بیوی سے خلوت کر سکتا ہے اور عورت اپنے معتکف شوہر کی زیارت کے لئے مسجد میں جا سکتی ہے۔ اور تعجب کے وقت سبحان اللہ کہنا جائز ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — اعتکاف

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیسویں کی صبح کو اعتکاف سے نکلے

۱۹۱۰ — ترجمہ: یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا کہ میں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے سنا۔

بَابُ اِعْتِكَافِ الْمُسْتَحَاضَةِ

۱۹۱۱ —— حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِعْتَكَفَتْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ مِّنْ أَزْوَاجِهِ مُسْتَحَاضَةٌ فَكَانَتْ تَرَى الْحُمْرَةَ وَالصُّفْرَةَ فَرُبَّمَا وَضَعْنَا الطَّسْتَ تَحْتَهَا وَهِيَ تُصَلِّي۔ بَابُ زِيَارَةِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِي اعْتِكَافِهِ۔

اُنھوں نے کہا میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شب قدر ذکر کرتے ہوئے سنا ہے؟ اُنھوں نے کہا جی ہاں! ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے درمیانہ عشرہ میں اعتکاف کیا ابو سعید خدری نے کہا ہم بیسویں کی صبح کو باہر نکلے اور ہم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیسویں کی صبح کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا مجھ کو شب قدر دکھائی گئی ہے۔ اور بھلا دی گئی ہے۔ تم اس کو رمضان کے آخری عشرہ میں طاق راتوں میں تلاش کرو۔ اس لئے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ اعتکاف میں واپس چلا جائے تو لوگ مسجد میں واپس چلے گئے۔ ہم آسمان پر ذرہ بھر بادل نہ دیکھتے تھے اچانک تھوڑا سا بادل آیا اور برسا اور اقامت کہی گئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیچڑ اور پانی میں سجدہ کیا حتیٰ کہ میں نے آپ کی پیشانی اور ناک شریف پر کیچڑ کا نشان دیکھا،،

باب — مستحاضہ کا اعتکاف کرنا

۱۹۱۱ —— ترجمہ: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی ایک بیوی نے استحاضہ کی حالت میں اعتکاف کیا اور وہ سرخی اور زردی دیکھا کرتی تھی اکثر ہم اس کے نیچے طشت رکھ دیتے تھے جبکہ وہ نماز پڑھتی تھی۔ یہ ام المومنین حضرت ام سلمہ تھیں جس نے استحاضہ کی حالت میں اعتکاف کیا تھا،

باب عورت کا اپنے شوہر کی زیارت اس کے اعتکاف میں کرنا،،

۱۹۱۲ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ ثَنِي اللَّيْثُ ثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَعِنْدَهُ أَزْوَاجُهُ فَرُحْنَ فَقَالَ لِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ لَا تَعْجَلِي حَتّٰى أَنْصَرِفَ مَعَكِ وَكَانَ بَيْتُهَا فِي دَارِ أُسَامَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا فَلَقِيَهُ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَنَظَرَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَجَازَا فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَالَيَا إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ قَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يُلْقِيَ فِي أَنْفُسِكُمَا شَيْئًا ۔۔۔

بَابٌ هَلْ يَدْرَأُ الْمُعْتَكِفُ عَنْ نَفْسِهِ

۱۹۱۳ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ

۱۹۱۲ — ترجمہ: حضرت زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تھے اور آپ کے پاس ازواج مطہرات موجود تھیں وہ اپنے اپنے گھروں کو چلی گئیں تو آپ نے ام المومنین صفیہ بنت حیی سے فرمایا تم جانے میں جلدی نہ کرو حتی کہ میں تمہارے ساتھ جاتا ہوں ان کا گھر حضرت اسامہ بن زید کے گھر کے احاطہ میں تھا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ نکلے تو آپ کو دو انصاری مرد ملے اور انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا پھر آگے گزر گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا ادھر آؤ یہ صفیہ بنت حیی ہے انھوں نے کہا۔ سبحان اللہ یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح چلتا ہے۔ مجھے ڈر ہوا کہ تمہارے دلوں میں کوئی شئی نہ پیدا کر دے۔

باب — کیا معتکف اپنی طرف سے بدگمانی دُور کرے؟

۱۹۱۳ — ترجمہ: سیدی زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں جبکہ

بْنِ اَبِي عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ اَنَّ صَفِيَّةَ اَخْبَرَتْهُ ح وحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُخْبِرُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ اَنَّ صَفِيَّةَ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَلَمَّا رَجَعَتْ مَشٰى مَعَهَا فَاَبْصَرَهُ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَلَمَّا اَبْصَرَهُ دَعَاهُ فَقَالَ تَعَالَ هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيٰنُ هٰذِهِ صَفِيَّةُ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنِ ابْنِ اٰدَمَ مَجْرَى الدَّمِ قُلْتُ لِسُفْيٰنَ اَتَتْهُ لَيْلًا قَالَ وَهَلْ هُوَ اِلَّا لَيْلًا۔

بَابُ مَنْ خَرَجَ مِنْ اِعْتِكَافِهِ عِنْدَ الصُّبْحِ

۱۹۱۴ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ الْاَحْوَلِ خَالِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ ح قَالَ سُفْيٰنُ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ وَاَظُنُّ اَنَّ ابْنَ اَبِيْ لَبِيْدٍ ثَنَا عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ اعْتَكَفْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ فَلَمَّا كَانَتْ صَبِيْحَةُ عِشْرِيْنَ نَقَلْنَا مَتَاعَنَا فَاَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

آپ اعتکاف کی حالت میں تھے۔ جب وہ واپس جانے لگیں تو آپ اُن کے ساتھ چلے تو آپ کو ایک انصاری مرد نے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بُلایا اور فرمایا اِدھر آ یہ صفیہ ہے بسا اوقات سفیان نے کہا۔ یہ صفیہ ہے۔ کیونکہ شیطان ابن آدم کے جسم میں خون کی طرح جاری ہے میں نے سفیان سے کہا۔ ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس رات کو آئی تھیں تو اُنہوں نے کہا رات ہی تو تھی!

باب جو کوئی اپنے اعتکاف سے صبح کے وقت نکلا

۱۹۱۴ــــ ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رمضان کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف کیا جب بیسویں کی صبح ہوئی تو ہم نے اپنا سامان نقل کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا جو اعتکاف میں تھا وہ اپنی اعتکاف کی جگہ میں واپس چلا جائے اس لئے کہ میں نے اس رات کو خواب میں دیکھا ہے اور میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں پانی اور کیچڑ میں سجدہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ فَلْيَرْجِعْ إِلَى مُعْتَكَفِهِ فَإِنِّي رَأَيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ وَرَأَيْتُنِي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى مُعْتَكَفِهِ وَهَاجَتِ السَّمَاءُ فَمُطِرْنَا فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ لَقَدْ هَاجَتِ السَّمَاءُ مِنْ آخِرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَرِيشًا فَلَقَدْ رَأَيْتُ عَلَى أَنْفِهِ وَأَرْنَبَتِهِ أَثَرَ الْمَاءِ وَالطِّينِ۔

بَابُ الْاِعْتِكَافِ فِي شَوَّالٍ

۱۹۱۵ـــ مُحَمَّدٌ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي كُلِّ رَمَضَانَ فَإِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ حَلَّ مَكَانَهُ الَّذِي اعْتَكَفَ فِيهِ قَالَ فَاسْتَأْذَنَتْهُ عَائِشَةُ أَنْ تَعْتَكِفَ فَأَذِنَ لَهَا فَضَرَبَتْ فِيهِ قُبَّةً فَسَمِعَتْ بِهَا حَفْصَةُ فَضَرَبَتْ قُبَّةً وَسَمِعَتْ زَيْنَبُ بِهَا فَضَرَبَتْ قُبَّةً أُخْرَى فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَدَاةِ أَبْصَرَ أَرْبَعَ قِبَابٍ فَقَالَ مَا هٰذَا فَأُخْبِرَ خَبَرَهُنَّ

سجدہ کرتا ہوں جب آپ اعتکاف کی جگہ میں لوٹ گئے تو بادل نمودار ہوا اور بارش ہوئی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ معبوث کیا اسی دن کے آخر میں بادل نمودار ہوا اور مسجد کھجور کی ٹہنیوں سے بنی ہوئی تھی میں نے آپ کی ناک شریف اور پیشانی مبارک پر پانی اور کیچڑ کا نشان دیکھا۔

باب شوال میں اعتکاف کرنا

۱۹۱۵ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں اعتکاف کیا کرتے تھے جب صبح کی نماز پڑھتے تو اس جگہ تشریف لے جاتے جہاں اعتکاف کرتے تھے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے اجازت طلب کی کہ وہ اعتکاف کریں آپ نے اُن کو اجازت دی تو اُنھوں نے مسجد میں خیمہ لگا لیا۔ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے سُنا تو اُنھوں نے بھی خیمہ نصب کر لیا۔ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا نے سُنا تو اُنھوں نے اور خیمہ نصب کر لیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگلے روز واپس گئے تو چار خیمے دیکھے آپ نے فرمایا یہ کیا بات ہے تو آپ کو ان کا واقعہ بتایا گیا آپ نے

فَقَالَ مَا حَمَلَهُنَّ عَلٰى هٰذَا اَلْبِرُّ انْزِعُوْهَا فَلَا اَرَاهَا فَنُزِعَتْ فَلَمْ يَعْتَكِفْ فِيْ رَمَضَانَ حَتّٰى اعْتَكَفَ فِيْ اٰخِرِ الْعَشْرِ مِنْ شَوَّالٍ ۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ عَلَى الْمُعْتَكِفِ صَوْمًا ۔

۱۹۱۶ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَخِيْهِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ اَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْفِ بِنَذْرِكَ فَاعْتَكِفْ لَيْلَةً ۔

فرمایا اس نیکی پر ان کو کس نے اُبھارا ہے۔ تمام خیمے اُتار دو میں ان کو نہ دیکھوں تمام خیمے اُتار دیئے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں اعتکاف نہ کیا حتی کہ شوال کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا۔

۱۹۱۰ تا ۱۹۱۵ — شرح : ان تمام احادیث کی الواب کے عنوانات کے ساتھ موافقت واضح ہے۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مسلم اور ابوداؤد میں بروایت ابومعاویہ منقول ہے کہ آپ شوال کے پہلے عشرہ میں داخل ہوئے۔ یہ روایت بخاری کی روایت کے خلاف ہے جبکہ بخاری میں شوال کا آخری عشرہ مذکور ہے مگر اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ آخری عشرہ سے مراد یہ ہے کہ آپ نے اعتکاف آخری عشرہ میں ختم کیا تھا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جس نے معتکف (اعتکاف کرنے والے) پر روزہ رکھنا ضروری نہ خیال کیا "

۱۹۱۶ — ترجمہ : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی۔ کہ ایک رات مسجد حرام میں اعتکاف کروں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی نذر پوری کرلو تو انھوں نے ایک رات اعتکاف کیا (حدیث ۱۹۰۶ کے تحت اس کی شرح دیکھیں)

بَابُ إِذَا نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ يَعْتَكِفَ ثُمَّ أَسْلَمَ۔

۱۹۱۷ — حَدَّثَنَا — عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ يَعْتَكِفَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ أُرَاهُ قَالَ لَيْلَةً فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْفِ بِنَذْرِكَ۔

بَابُ الْاِعْتِكَافِ فِي الْعَشْرِ الْاَوْسَطِ مِنْ رَمَضَانَ۔

۱۹۱۸ — عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي كُلِّ رَمَضَانَ عَشَرَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ اعْتَكَفَ عِشْرِينَ۔

باب — جب جاہلیّت کے زمانہ میں اعتکاف کی نذر مانی پھر مسلمان ہوگیا

۱۹۱۷ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جاہلیت کے زمانہ میں مسجد حرام میں اعتکاف کرنے کی نذر مانی انھوں نے کہا میرا خیال ہے کہ ایک رات کی نذر مانی تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا اپنی نذر پوری کرلو (حدیث ع۱۹۰۶ کے تحت اس کی شرح دیکھیں)

باب — رمضان کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف کرنا

۱۹۱۸ — توجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں دس دن اعتکاف کرتے تھے جب وہ سال آیا جس میں آپ نے وفات پائی تو بیس دن اعتکاف کیا۔

۱۹۱۸ — شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پانے کے سال بیس روز اعتکاف اس لئے کیا کہ آپ کو معلوم تھا کہ آپ اسی سال وفات پائیں گے اس لئے

بَابُ مَنْ اَرَادَ اَنْ يَعْتَكِفَ ثُمَّ بَدَا لَهٗ اَنْ يَخْرُجَ

۱۹۱۹ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَبُو الْحَسَنِ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا الْاَوْزَاعِيُّ ثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنِيْ عَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ اَنْ يَعْتَكِفَ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ فَاسْتَاذَنَتْهُ عَائِشَةُ فَاَذِنَ لَهَا وَ سَاَلَتْ حَفْصَةُ عَائِشَةَ اَنْ تَسْتَاذِنَ لَهَا فَفَعَلَتْ فَلَمَّا رَاَتْ ذٰلِكَ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ اَمَرَتْ بِبِنَاءٍ فَبُنِيَ لَهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى انْصَرَفَ اِلٰى بِنَائِهٖ فَبَصُرَ بِالْاَبْنِيَةِ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوْا بِنَاءُ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَزَيْنَبَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آلْبِرَّ اَرَدْنَ بِهٰذَا مَا اَنَا بِمُعْتَكِفٍ فَرَجَعَ فَلَمَّا اَفْطَرَ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ ۔

نیک عمل کا اضافہ کیا تاکہ آپ کی امت آخر عمر میں نیک عمل کرنے میں کوشش کرے اور اچھے اعمال کی صورت میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں بعض علماء کہتے ہیں کہ ان بیس دنوں میں جبرائیل علیہ السلام آپ سے قرآن کا دور کرتے رہے اس لئے آپ اعتکاف میں رہے۔ ابن عربی نے کہا آپ نے آخری عشرہ میں اعتکاف چھوڑ دیا تھا کیونکہ آپ کی بیبیوں نے مسجد میں اعتکاف کے لئے خیمے نصب کر لئے تھے۔ اس لئے آپ نے شوال میں اس کا بدل دس دن اعتکاف کیا پھر اس کے بعد والے رمضان میں بیس دن اعتکاف کیا تاکہ دس دن کی قضا رمضان میں پوری ہو۔ بعض علماء کا یہ کہنا ہے کہ اس سے پہلے رمضان میں آپ مسافر تھے اس لئے اعتکاف نہ کر سکے تھے پھر دوسرے رمضان میں اس کی قضاء کی۔
علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال ہو کہ باب کے عنوان میں رمضان کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف کا ذکر ہے اور حدیث کی اس پر دلالت نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت مطلق ہے اور دوسری روایات میں درمیانی عشرہ کی قید مذکور ہے۔ لہذا یہاں مطلق کو مقید پر محمول کیا گیا ہے یا حدیث کا مقصد یہ ہے کہ عشرین سے بظاہر یہی سمجھ آتا ہے کہ متواتر بیس روز اعتکاف کیا اور اس کو لازم یہ ہے کہ درمیانی عشرہ بھی اعتکاف میں شامل ہے۔
ابن بطال مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتکاف پر ہمیشگی کرنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ اعتکاف سنت مؤکدہ ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ احناف کے مذہب میں یہ ضابطہ اور قاعدہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی عمل پر دوام و استمرار کرنا اس کے وجوب اور اس کے سنت مؤکدہ ہونے پر دلالت کرتا ہے جو واجب کی قوت میں ہوتی ہے۔ ابن منذر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ عطاء خراسانی نے روایت کی کہ وہ کہتے تھے معتکف کی مثال اس غلام جیسی ہے جو اپنے آپ کو اپنے مالک کے آگے ڈال دے پھر یہ کہے میں یہاں سے ہرگز نہ

بَابُ الْمُعْتَكِفُ يُدْخِلُ رَأْسَهُ الْبَيْتَ لِلْغُسْلِ

نہیں جاؤں گا حتیٰ کہ وہ مجھے معاف کر دے اور میرا گناہ بخش دے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — جس نے اعتکاف کا ارادہ کیا پھر مناسب سمجھا کہ ارادہ ترک کر دے"

۱۹۱۹ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا کہ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کریں گے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے اجازت چاہی تو آپ نے ان کو اجازت دے دی ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کی اجازت چاہی تو اُنھوں کو بھی اجازت دے دی۔ جب ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے یہ دیکھا تو خیمہ لگانے کا حکم دیا اور خیمہ لگایا گیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھی اور اپنے معتکف پر تشریف لائے تو وہاں کئی خیمے دیکھے فرمایا یہ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا یہ امہات المومنین عائشہ، حفصہ اور زینب کے خیمے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ اس سے نیکی کا ارادہ کرتی ہیں میں اعتکاف نہیں کروں گا اور واپس لوٹ گئے جب روزے ختم ہوئے تو شوال کے ایک عشرہ میں اعتکاف کیا۔

۱۹۱۹ — شرح: اگر یہ سوال ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا اور یہ مذکور حدیث کے مخالف ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دونوں اعتکاف مختلف اوقات میں تھے اس حدیث سے اس بات کا یقین ہو جاتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں داخل نہیں ہوئے تھے بلکہ اعتکاف میں داخل ہونے سے پہلے اعتکاف ترک کر دیا تھا یعنی اعتکاف کا ارادہ ملتوی کر دیا تھا اس کا معنیٰ نہیں کہ اعتکاف میں داخل ہو کر پھر اس کو چھوڑ دیا تھا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — اعتکاف کرنے والا اپنا سر غسل کے لئے گھر میں داخل کرے

۱۹۲۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تُرَجِّلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حَائِضٌ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ وَهِيَ فِي حُجْرَتِهَا يُنَاوِلُهَا رَأْسَهُ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کِتَابُ الْبُیُوعِ

۱۹۲۰ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کو دھویا کرتی تھیں حالانکہ وہ حیض کی حالت میں ہوتی تھیں اور جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں معتکف ہوتے تھے اور ام المؤمنین اپنے حجرہ میں ہوتیں آپ سر مبارک ان کی طرف مائل کر دیتے (تو وہ دھو دیتیں)

۱۹۲۰ — شرح : ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے حجرہ شریفہ کا دروازہ مسجد کی طرف تھا وہ اپنے حجرہ شریفہ میں بیٹھی تھیں جو خیمہ کے پیچھے تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ شریفہ سے باہر مسجد میں تشریف فرما ہوتے اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی طرف سر مبارک مائل فرماتے اور وہ اس کو غسل کر دیتی تھیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خرید و فروخت کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد" اللہ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا اور اللہ کا ارشاد مگر تجارت موجود جو تم آپس میں جاری کرتے ہو۔

وَقَوْلُهٗ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا وَقَوْلُهٗ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ۔ بَابُ مَاجَاءَ فِىْ قَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِى الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ وَقَوْلُهٗ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ۔

۱۹۲۱ —— حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِىْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَاَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيْثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُوْلُوْنَ مَا بَالُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ لَا يُحَدِّثُوْنَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَاِنَّ اِخْوَتِىْ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ وَكُنْتُ اَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مِلْءِ بَطْنِىْ فَاَشْهَدُ اِذَا غَابُوْا وَاَحْفَظُ اِذَا نَسُوْا وَكَانَ يَشْغَلُ اِخْوَتِىْ مِنَ الْاَنْصَارِ عَمَلُ اَمْوَالِهِمْ وَكُنْتُ امْرَءًا مِسْكِيْنًا مِنْ مَسَاكِيْنِ الصُّفَّةِ اَعِىْ حِيْنَ يَنْسَوْنَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ حَدِيْثٍ يُحَدِّثُهٗ اِنَّهٗ لَنْ يَبْسُطَ اَحَدٌ ثَوْبَهٗ حَتّٰى اَقْضِىَ مَقَالَتِىْ هٰذِهٖ ثُمَّ يَجْمَعُ اِلَيْهِ ثَوْبَهٗ

باب —— اللہ تعالیٰ کا ارشاد "جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل ڈھونڈو اور اللہ کو بہت یاد کرو اس اُمید پر کہ فلاح پاؤ"

اور جب اُنھوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا تو اُس کی طرف چل دیئے اور تمہیں خطبہ میں کھڑا چھوڑ گئے تم فرماؤ جو اللہ کے پاس ہے کھیل سے اور تجارت سے

اِلّا وَعٰی مَا اَقُوْلُ فَبَسَطْتُ نَمِرَۃً عَلَیَّ حَتّٰی اِذَا قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَہٗ جَمَعْتُھَا اِلٰی صَدْرِیْ فَمَا نَسِیْتُ مِنْ مَقَالَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تِلْکَ مِنْ شَیْءٍ ۔

بہتر ہے، اور اللہ کا رزق سب سے اچھا ہے اور اللہ کا ارشاد آپس میں مال باطل سے نہ کھاؤ مگر تجارت حاضر ہو تو تمہاری مرضی سے ہو ۔

۱۹۲۱ — ترجمہ : سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم کہتے ہو کہ ابوہریرہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت حدیثیں بیان کرتا ہے اور تم کہتے ہو مہاجرین اور انصار کا کیا حال ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوہریرہ کی طرح حدیثیں بیان نہیں کرتے (اصل بات یہ ہے) میرے بھائی مہاجرین کو بازار میں خرید و فروخت مشغول رکھتی اور میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہتا اس حال میں پیٹ بھرنے پر قناعت کرتا میں آپ کی خدمت میں حاضر رہتا جب وہ غائب ہوتے اور حدیثیں یاد کرتا جب وہ بھول جاتے اور میرے انصاری بھائیوں کو کھیتی باڑی مصروف رکھتی اور میں صفہ کے مساکین سے ایک مسکین مرد تھا میں یاد کرتا جب وہ بھول جاتے تھے ۔ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا کوئی شخص ہرگز اپنا کپڑا نہ بچھائے حتی کہ میں اپنا یہ کلام پورا کر لوں پھر کپڑے کو اپنے سینے سے لگالے مگر جو بھی کہوں گا وہ اسے یاد رکھے گا میں نے اپنی کملی پھیلادی جو میرے اوپر تھی حتی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی گفتگو پوری کر لی تو میں نے اس کو اپنے سینے سے ملایا تو میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس گفتگو سے کوئی شئی نہ بھولا ۔

۱۹۲۱ — شرح : یعنی مہاجر تاجر تھے اور انصار کھیتی باڑی کرتے تھے اس لئے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف سے عموماً غائب رہتے تھے اور وہ وہی احادیث سنتے تھے جبکہ وہ حاضر ہوتے تھے اور ابوہریرہ ہر وقت حاضر رہتے تھے اور جس قدر میسر ہوتا آپ کی حدیثیں سنتے رہتے اور آپ کی برکت اور دعا سے ان کو نسیان بھی طاری نہ ہوتا تھا اس لئے ان کو بہت زیادہ حدیثیں یاد تھیں اگر یہ سوال ہو کہ ابوہریرہ کو اگر زیادہ حدیثیں یاد تھیں اور وہ بہت بڑے زاہد تھے تو ان کو دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے افضل ہونا چاہیئے تھا ۔ کیونکہ فضیلت علم و عمل میں منحصر ہے حالانکہ ایسا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ علم زیادہ ہونے کو یہ لازم نہیں کہ وہ افضل ہو اور نہ ہی ان کے دنیاوی امور میں مشغول ہونے سے ان کے زہد میں فرق پڑتا ہے ۔
افضلیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جسے ثواب زیادہ حاصل اور اس کے اسباب علم حاصل کرنے میں منحصر نہیں ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کا دین بلند کرنے سے بھی ثواب زیادہ ہوتا ہے خصوصاً سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جن کو محبت اور سلوک میں وہ مقام حاصل ہے جو وہم و گمان میں نہیں آسکتا ہے واللہ ورسولہ اعلم

۱۹۲۲ حدثنا عبد العزیز بن عبد اللہ ثنا ابراہیم بن سعد عن ابیہ عن جدہ قال قال عبد الرحمٰن بن عوف لما قدمنا المدینۃ اخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینی وبین سعد بن الربیع فقال سعد بن الربیع انی اکثر الانصار مالا فاقسم لک نصف مالی وانظر ای زوجتی ھویت نزلت لک عنھا فاذا حلت تزوجتھا فقال لہ عبد الرحمٰن لا حاجۃ لی فی ذلک ھل من سوق فیہ تجارۃ قال سوق قینقاع قال فغدا الیہ عبد الرحمٰن فاتی باقط وسمن قال ثم تابع الغدو فما لبث ان جاء عبد الرحمٰن علیہ اثر صفرۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تزوجت قال ومن قال امرأۃ من الانصار قال کم سقت قال زنۃ نواۃ من ذھب او نواۃ من ذھب فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اولم ولو بشاۃ

۱۹۲۲ — ترجمہ : حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا جب ہم مدینہ منورہ میں آئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارہ بنایا۔ سعد بن ربیع نے کہا میں سب انصار سے زیادہ مالدار ہوں میں اپنا آدھا مال تیرے لئے تقسیم کر دیتا ہوں اور دیکھو میری دو بیویوں میں سے جو چاہو وہ میں تمہارے لئے چھوڑ دیتا ہوں۔ اور جب وہ حلال ہو جائے (اس کی عدت طلاق ختم ہو جائے) تو اس سے نکاح کر لو۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے کیا کسی بازار میں خرید و فروخت ہوتی ہے؟ سعد نے کہا قینقاع منڈی میں تجارت ہوتی ہے۔ عبدالرحمٰن صبح کو منڈی گئے اور پنیر اور گھی وغیرہ لائے پھر متواتر ہر روز صبح کو جاتے رہے۔ تھوڑے دن گزرے ہوں گے کہ عبدالرحمٰن آئے جبکہ ان پر زردی کے نشان تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے نکاح کر لیا ہے؟ انھوں نے کہا جی ہاں (میں نے شادی کر لی ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کس سے شادی کی ہے؟ عرض کیا ایک انصاریہ عورت سے، آپ نے فرمایا کتنا مہر دیا ہے؟ عرض کیا گٹھلی بھر سونا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوب ولیمہ کرو اور بکری ذبح کرو۔

۱۹۲۲ — شرح : ولیمہ وہ طعام ہے جو شادی کے وقت لوگوں کو کھلایا جاتا ہے۔ حدیث شریف میں امر استحباب کے لئے ہے۔ تلویح میں ولیمہ کو مستحب کہا ہے امام شافعی کا مذہب بھی یہی ہے۔ ولیمہ کا وقت عقد نکاح کے بعد ہے ۔۔۔ ولیمہ میں بکری

١٩٢٣ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ ثَنَا زُهَيْرٌ ثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ الْمَدِيْنَةَ فَاٰخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ الْاَنْصَارِيِّ وَكَانَ سَعْدٌ ذَا غِنًى فَقَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ اُقَاسِمُكَ مَالِيْ نِصْفَيْنِ وَاُزَوِّجُكَ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُّوْنِيْ عَلَى السُّوْقِ فَمَا رَجَعَ حَتّٰى اسْتَفْضَلَ اَقِطًا وَّسَمْنًا فَاَتٰى بِهٖ اَهْلَ مَنْزِلِهٖ فَمَكَثْنَا يَسِيْرًا اَوْ مَا شَآءَ اللّٰهُ فَجَآءَ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِّنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْيَمْ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ مَا سُقْتَ اِلَيْهَا قَالَ نَوَاةً مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ ۔

ذبح کرنی ضروری نہیں بلکہ حسبِ طاقت طعام سے بھی ولیمہ ہو سکتا ہے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے عقدِ نکاح کے بعد ستو اور کھجوریں صحابہ کو کھلائی تھیں۔ بخاری میں مذکور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ خوب ولیمہ کرو اگرچہ بکری ذبح کرو یہ جملہ کثرت کے لئے استعمال ہُوا ہے جیسے فرمایا گیا علم کی تلاش کرو اگرچہ چین جانا پڑے کیونکہ حجازِ مقدس سے چین بہت دُور ہے جبکہ وہ اقصاء مشرق میں ہے۔ لہٰذا اس سے کم قدر کا ولیمہ جس میں بکری ذبح نہ ہو وہ بھی ولیمہ ہی ہے اور میمونہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔ مہر میں گٹھلی بھر سونے کی قیمت میں مختلف اقوال ہیں بعض اس کی قیمت پانچ درہم بتاتے ہیں بعض تین درہم کہتے ہیں۔ احناف کے مذہب میں کم از کم مہر دس درہم ہے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس درہم سے کم مہر نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

١٩٢٣ — **ترجمہ:** حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا عبد الرحمٰن بن عوف مدینہ منورہ میں آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سعد بن ربیع انصاری کے درمیان بھائی چارہ بنایا سعد مالدار تھے اُنھوں نے عبد الرحمٰن سے کہا میں تجھے اپنا مال آدھا آدھا تقسیم کر دیتا ہوں اور تیری شادی کر دیتا ہوں عبد الرحمٰن نے کہا اللہ تعالیٰ تمہاری بیویوں اور تمہارے مال میں برکت کرے مجھے منڈی کا راہ بتاؤ اور وہ منڈی سے واپس نہ آئے حتیٰ کہ پنیر اور گھی نفع حاصل کر لیا اور وہ لے کر اپنے گھر والوں کے پاس آئے۔ ہم چند دن ٹھہرے یا جو بھی اللہ تعالیٰ نے چاہا عبد الرحمٰن آئے اور ان پر رنگ دار خوشبو لگی ہُوئی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ اُنھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے انصاریہ عورت سے نکاح کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کا مہر کیا دیا ہے عرض کیا گٹھلی بھر سونا یا یہ کہا گٹھلی کا وزن سونا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۹۲۴ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَتْ عُکَاظُ وَمَجَنَّۃُ وَذُو الْمَجَازِ اَسْوَاقًا فِی الْجَاھِلِیَّۃِ فَلَمَّا کَانَ الْاِسْلَامُ فَکَاَنَّھُمْ تَاَثَّمُوْا فِیْہِ فَنَزَلَتْ لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ فِیْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ فَقَرَأَھَا ابْنُ عَبَّاسٍ۔

بَابٌ اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَّالْحَرَامُ بَیِّنٌ وَّبَیْنَھُمَا مُشْتَبِھَاتٌ

۱۹۲۵ ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی ثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِیْرٍ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُیَیْنَۃَ عَنْ اَبِیْ فَرْوَۃَ عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُیَیْنَۃَ عَنْ اَبِیْ فَرْوَۃَ سَمِعْتُ الشَّعْبِیَّ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِیْرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ کَثِیْرٍ اَخْبَرَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِیْ فَرْوَۃَ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِیْرٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَّالْحَرَامُ بَیِّنٌ وَّبَیْنَھُمَا اُمُوْرٌ مُّشْتَبِھَۃٌ فَمَنْ تَرَکَ مَا شُبِّہَ عَلَیْہِ مِنَ الْاِثْمِ کَانَ لِمَا اسْتَبَانَ لَہٗ اَتْرَکَ وَمَنِ اجْتَرَاَ عَلٰی مَا یَشُکُّ فِیْہِ مِنَ الْاِثْمِ اَوْشَکَ اَنْ یُّوَاقِعَ مَا اسْتَبَانَ وَالْمَعَاصِیْ حِمَی اللّٰہِ مَنْ یَّرْتَعْ حَوْلَ الْحِمٰی یُوْشِکُ اَنْ یُّوَاقِعَہٗ۔

نے فرمایا ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی ہو۔

۱۹۲۳ ــــ شرح : اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ شریف آدمی بازار میں خرید و فروخت کر سکتا ہے اور کاروبار سے اخلاق کی نزاہت اور پاکیزگی ہوتی ہے جبکہ وہ صدقات و خیرات کرے یہ بھی معلوم ہوا کہ تجارت میں برکت ہے۔

۱۹۲۴ ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز جاہلیت کی منڈیاں تھیں جب اسلام کا دور آیا تو لوگوں نے ان منڈیوں میں کاروبار کرنا گناہ تصور کیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ''تم پر کوئی حرج نہیں اس بات میں کہ اپنے رب کا فضل حج کے ایام میں تلاش کرو۔ ابن عباس کی قرأت یہی ہے (یعنی ان منڈیوں میں تجارت سے لوگ رُک گئے اور اس

بَابُ تَفْسِيرِ الْمُشْبِهَاتِ وَقَالَ حَسَّانُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَهْوَنَ مِنَ الْوَرَعِ دَعْ مَا يُرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يُرِيبُكَ۔

۱۹۲۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا سُفْيٰنُ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ جَاءَتْ فَزَعَمَتْ أَنَّهَا أَرْضَعَتْهُمَا فَذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ وَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ وَقَدْ قِيلَ وَكَانَتْ تَحْتَهُ ابْنَةُ أَبِي إِهَابِ التَّمِيمِيِّ

کو گناہ سمجھا)

باب — حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور ان کے درمیان مشتبہ امور ہیں

۱۹۲۵ — ترجمہ: شعبی نے کہا میں نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سنا انھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے ان دونوں کے درمیان مشتبہ امور ہیں اور جس نے اس چیز کو چھوڑ دیا جس کا گناہ ہونا مشتبہ ہے وہ اس کو بھی چھوڑ دے جس کا گناہ ہونا ظاہر ہے اور جس نے ایسا کام کرنے کی جرأت کی جس کے گناہ ہونے میں شک ہے وہ قریب ہے کہ ایسے کام میں واقع ہو جائے گا جس کا گناہ ہونا واضح ہے۔ گناہ اللہ کی چراگاہ ہیں جو کوئی چراگاہ کے اردگرد جانور چرائے۔ قریب ہے کہ وہ اس کو چراگاہ میں واقع کر دے گا۔

۱۹۲۵ — شرح: اس حدیث کی چار سندیں ہیں ایک سند میں محمد بن مثنیٰ، ابن عدی، ابن عون، شعبی اور نعمان بن بشیر ہیں۔ دوسری سند میں عطا بن عبداللہ ابن عیینہ، ابوفروہ، شعبی اور نعمان بن بشیر ہیں۔ تیسری سند میں عبداللہ بن محمد، ابن عیینہ، ابوفروہ، شعبی اور نعمان بن بشیر ہیں چوتھی سند میں محمد بن کثیر، سفیان، ابوفروہ، شعبی اور نعمان بن بشیر ہیں،، یہ اسانید حدیث کی تقویت اور تاکید کے لئے ہیں خصوصاً جبکہ اس میں لفظ "سمعت" ہو کیونکہ یہ سماع پر مبنی ہے اصل حدیث کے اسانید اور تحویلات "تحدیث، عنعنہ اور سماع پر مشتمل ہیں اس حدیث کی تشریح حدیث ۵۰/۱ کے تحت دیکھیں۔

باب — مشتبہ امور کی تفسیر

حسان بن ابی سنان نے کہا میں نے کوئی شئ تقویٰ سے آسان نہیں دیکھی جو شک میں ڈالے اس کو چھوڑ دو اور وہ اختیار کرو جو شک میں نہ ڈالے۔

۱۹۲۶ — ترجمہ: عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے کہا ایک کالی عورت آئی اور کہنے لگی کہ میں نے ان دونوں کو دودھ پلایا ہے اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے اس سے منہ پھیر لیا اور ہنستے ہوئے فرمایا تم اس عورت کو کیسے رکھ سکتے ہو حالانکہ تمہارے بارے میں ایسا کہا گیا ہے۔ عقبہ بن حارث کی بیوی ابو وہاب تمیمی کی بیٹی تھی۔

۱۹۲۶ — شرح: علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہر شئ جو ایک طرح سے حلال کے مشابہ ہو اور دوسری طرح سے حرام کے مشابہ ہو وہ مشتبہ ہے۔ حلال وہ شئ ہے جو یقیناً اپنی ملک ہو اور حرام وہ ہے جو یقیناً غیر کی ملک ہو اور مشتبہ وہ ہے جس کا اپنا ہونا یا غیر کا ہونا معلوم نہ ہو یعنی وہ نہ جانے کہ یہ شئ میری ملک ہے یا کسی غیر کی ملک ہے اس میں تقویٰ اور پرہیزگاری یہی ہے کہ اس کو ترک کرے یہ تقوی واجب ہے۔ مستحب یہ ہے کہ اس شخص کے ساتھ معاملہ کرنے سے پرہیز کرے جس کا اکثر مال حرام ہے اور مکروہ تقویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی رخصت کو قبول کرنے میں اجتناب کرے۔ منجملہ تقویٰ یہ ہے کہ مثلاً کوئی شخص جو خراسان کا رہنے والا ہو بغداد جائے جبکہ اس کا والد بغداد کا باشندہ رہ چکا ہو تو وہ بغداد میں شادی کرنے سے اجتناب کرے کیونکہ ممکن ہے کہ اس کے باپ نے بغداد میں شادی کرلی ہو اور اس کی لڑکی ہو تو یہ عورت جس سے نکاح کرنے کا ارادہ کرتا ہے اس کی بہن ہو۔

الحاصل اشیاء کی تین قسمیں ہیں پہلی قسم جو واضح طور پر حلال ہو جیسے روٹی کھانا دوسری قسم جو واضح طور پر حرام ہو جیسے چوری کرنا تیسری قسم جس کا حلال اور حرام ہونا واضح نہ ہو اور اس کی حلت اور حرمت کو صرف علماء جانتے ہوں وہ مشتبہ ہے عوام کو اس سے پرہیز کرنا چاہیئے جب تک کہ علماء اس کی پوری وضاحت نہ کریں۔

حدیث ۱۹۲۶ سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ رضاعت میں ایک عورت کی شہادت کافی ہے۔ یہ امام احمد بن حنبل کا مذہب ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ ایک سے زیادہ عورتوں کی شہادت سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے لیکن جمہور علماء نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ بن حارث کو شبہ سے بچنے کے لئے فرمایا تھا کہ اس سے پرہیز کرو کیونکہ ایک عورت کے کہنے سے اگرچہ حتمی حکم ثابت نہیں ہوتا کیونکہ علماء نے اس بات میں اتفاق کیا ہے کہ اس قسم کے قضایا میں ایک عورت کی گواہی کافی نہیں لیکن اس سے شبہ پیدا ہو جاتا ہے اس لئے تقویٰ کے طور پر اس عورت کو نکاح میں رکھنے سے پرہیز کرنا اچھا ہے۔

۱۹۲۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ ثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ اَبِى وَقَّاصٍ عَهِدَ اِلَى اَخِيهِ سَعْدِ ابْنِ اَبِى وَقَّاصٍ اَنَّ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ مِنِّى فَاقْبِضْهُ قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ اَخَذَهُ سَعْدُ بْنُ اَبِى وَقَّاصٍ وَقَالَ ابْنُ اَخِى قَدْ عَهِدَ اِلَىَّ فِيهِ فَقَامَ عَبْدُ ابْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ اَخِى وَابْنُ وَلِيدَةِ اَبِى وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَتَسَاوَقَا اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَارَسُولَ اللّٰهِ ابْنُ اَخِى كَانَ قَدْ عَهِدَ اِلَىَّ فِيهِ فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ اَخِى وَابْنُ وَلِيدَةِ اَبِى وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ ثُمَّ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ زَوْجِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجِبِى مِنْهُ لِمَا رَاَى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ فَمَا رَآهَا حَتّٰى لَقِىَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ۔

نیز اس حدیث میں عدم تحریم کا اشارہ ظاہر ہے کیونکہ اگر اس عورت کو رکھنا حرام ہوتا تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم واضح طور پر حرام ہونے کا فتویٰ دیتے مگر آپ نے تحریم کی صراحت نہیں فرمائی اور تبسم فرماتے ہوئے منہ مبارک دوسری طرف پھیر لیا۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۱۹۲۷ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص کو وصیت کی کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا میرا ہے وہ قبضہ میں کر لینا جس سال مکہ فتح ہوا تو اس بچے کو سعد بن ابی وقاص نے پکڑ لیا اور کہا یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے اس نے اس کے متعلق مجھے وصیت کی تھی تو عبد بن زمعہ کھڑے ہوئے اور کہا یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے وہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور سعد نے کہا یا رسول اللہ! یہ میرا بھتیجا ہے میرے بھائی نے اس کے متعلق مجھے وصیت کی تھی اور عبد بن زمعہ نے کہا یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کے بستر پہ پیدا ہوا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد بن زمعہ یہ لڑکا تجھ کو ملے گا پھر فرمایا بچہ اس کا ہے جس کے بستر پہ پیدا ہوا اور زانی محروم ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اے سودہ اس سے پردہ کرو کیونکہ آپ نے اس میں عتبہ کی مشابہت دیکھی تھی۔ تو سودہ رضی اللہ عنہا کو اس لڑکے نے کبھی نہ دیکھا تھی کہ فوت ہو گیا۔

۱۹۲۷ــــ **شرح** : حافظ ابونعیم نے کہا عتبہ بن ابی وقاص وہ شخص ہے جس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کو جنگِ اُحد میں زخمی کیا تھا اس کے مسلمان ہونے کی خبر صحیح نہیں اور متقدمین میں سے کسی نے اس کو صحابہ میں سے شمار نہیں کیا اور یہ کافر مرا تھا۔

معمر نے عثمان جزری سے روایت کی کہ مقسم نے کہا عتبہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت شریف توڑا تھا اور آپ نے اس کے لئے بددعا فرمائی کہ اے اللہ یہ ایک سال زندہ نہ رہے حتیٰ کہ وہ کافر مرجائے چنانچہ وہ ایک سال زندہ نہ رہا اور کافر مرگیا یہ عتبہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بھائی ہے اور ابو وقاص کا نام مالک بن اُھَیْب ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص اُن دس صحابہ کرام سے ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس شریف میں جنت کی خوشخبری دی تھی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بہت بہادر تھے ان کو فارسِ اسلام کہا جاتا ہے وہ پچپن ہجری میں عقیق کے محل میں فوت ہوئے اور لوگ ان کو کندھوں پر اُٹھا کر مدینہ منورہ لے آئے اور بقیع میں دفن کر دیا عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے سب سے آخر یہ فوت ہوئے جبکہ ان کی عمر اس وقت ۷۳ برس تھی۔ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا عبدالرحمٰن بن زمعہ صحابی ہے جس کا یہ واقعہ ہے۔ سودہ بنت زمعہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ام المؤمنین ہیں ان کی کنیت اُمِّ اَسْوَدْ ہے خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سودہ بنت زمعہ سے نکاح کیا وہ اس سے پہلے سکران بن عمرو کی بیوی تھی اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت کے آخر میں ان کی وفات ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دراصل صورت حال یہ ہے کہ جاہلیت میں لوگوں کی لونڈیاں زنا کرتی تھیں اور بڑے بڑے امراء ان کے پاس آتے تھے اور جب کوئی حاملہ ہو جاتی تو کبھی اس کا مالک دعویٰ کرتا اور کبھی زانی دعویٰ کر دیتا کہ یہ حمل اس کا ہے۔ اور اگر لونڈی کا مالک مرجاتا جبکہ اُس نے دعویٰ نہ کیا تھا اور نہ ہی اس حمل کا انکار کیا تھا تو اس کے وارث اس کا دعویٰ کر دیتے تو اس کو ان سے لاحق کر دیا جاتا تھا مگر وہ ان کا وارث نہ ہوتا تھا اگر مالک انکار کر دیتا تو اس کو لاحق نہ کیا جاتا تھا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ کے والد کی لونڈی کا کچھ ایسا ہی معاملہ تھا اور اس سے عتبہ بن ابی وقاص نے زنا کیا تھا وہ حاملہ ہوگئی تھی اور گمان یہ کیا گیا تھا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بھائی عتبہ بن ابی وقاص سے اس کا حمل ظاہر ہوا ہے جو کافر مرگیا تھا اُس نے اپنے بھائی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو مرنے سے پہلے وصیت کی تھی کہ زمعہ کی لونڈی کا حمل اپنے ساتھ لاحق کرے تو جب سعد رضی اللہ عنہ نے حمل اپنے ساتھ لاحق کرنا چاہا تو عبد بن زمعہ نے اُن سے جھگڑا کیا کہ وہ میرا بھائی ہے لو میرے باپ کے بستر پہ پیدا ہوا ہے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جاہلیت کے زمانہ کے اطوار کے مطابق اس کو اپنے ساتھ لاحق کرنا چاہا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد بن زمعہ کے حق میں فیصلہ کر دیا اور جاہلیت کا حکم باطل کر دیا اور فرمایا بچہ صاحبِ فراش کا ہے اور زانی محروم ہے۔

اس حدیث سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ جس نے کسی عورت سے زنا کیا وہ عورت اس کی اولاد کے لئے حرام ہو جاتی ہے۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی یہی ہے۔ امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کے نزدیک حرام نہیں ہوتی اور حدیث میں مذکور احتجاب (کہ اس سے پردہ کریں) کو نزاہت پر محمول

۱۹۲۸ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ ثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِی السَّفَرِعَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ اِذَا اَصَابَ بِحَدِّهٖ فَکُلْ وَاِذَا اَصَابَ بِعَرْضِهٖ فَقَتَلَ فَلَا تَاْکُلْ فَاِنَّهٗ وَقِیْذٌ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُرْسِلُ کَلْبِیْ وَاُسَمِّیْ فَاَجِدُ مَعَهٗ عَلَی الصَّیْدِ کَلْبًا اٰخَرَ لَمْ اُسَمِّ عَلَیْهِ وَلَا اَدْرِیْ اَیُّهُمَا اَخَذَ قَالَ لَا تَاْکُلْ اِنَّمَا سَمَّیْتَ عَلٰی کَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلَی الْاٰخَرِ۔

بَابُ مَا یُتَنَزَّهُ مِنَ الشُّبُهَاتِ

۱۹۲۹ ـــ حَدَّثَنَا قَبِیْصَةُ ثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسٍ

کرتے ہیں احناف کہتے ہیں۔ یہ امر وجوب کے لئے ہے۔ لہٰذا یہ حدیث احناف کے مذہب کی تائید کرتی ہے واللہ ورسولہ اعلم!

۱۹۲۸ ـــ ترجمہ: عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تیر کے شکار کے متعلق پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا اگر اس کی نوک کی طرف سے لگے تو کھالو اور اگر چوڑائی کی طرف سے زخم کردے تو نہ کھاؤ کیونکہ وہ مُردار ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنا کُتا چھوڑتا ہوں اور بسم اللہ پڑھتا ہوں پھر اس کے ساتھ شکار پر دوسرا کُتا پاتا ہوں جس پر میں نے بسم اللہ نہیں کہی اور میں نہیں جانتا ہوں کہ کس کُتے نے اس کو پکڑا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے مت کھاؤ تم نے صرف اپنے کُتے پر بسم اللہ کہی ہے دوسرے کُتے پر تو بسم اللہ نہیں کہی۔

۱۹۲۸ ـــ شرح: یعنی شکاری کو یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ اس صورت میں شکار حلال ہے یا حرام ہے اس میں دونوں احتمال یکساں پائے جاتے ہیں اور جب ہر ایک کا شبہ ہو سکتا ہے تو اس سے بچنا بہتر ہے اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے مت کھاؤ،،

باب ـــ جن مشتبہ امور سے پرہیز کیا جائے

۱۹۲۹ ـــ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک گری ہوئی کھجور کے پاس سے گزرے تو فرمایا اگر یہ کھجور صدقہ نہ ہوتی تو میں اسے کھا

قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرَةٍ مَسْقُوْطَةٍ فَقَالَ لَوْلَا اَنْ تَكُوْنَ صَدَقَةً لَاَكَلْتُهَا وَقَالَ هَمَّامٌ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَجِدُ تَمْرَةً سَاقِطَةً عَلٰى فِرَاشِيْ۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ الْوَسَاوِسَ وَنَحْوَهَا مِنَ الشُّبُهَاتِ

۱۹۳۰ — اَبُوْ نُعَيْمٍ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ شُكِيَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يَجِدُ فِي الصَّلٰوةِ شَيْئًا اَيَقْطَعُ الصَّلٰوةَ قَالَ لَا حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ يَجِدَ رِيْحًا وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ حَفْصَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ لَا وُضُوْءَ اِلَّا فِيْمَا وَجَدْتَ الرِّيْحَ اَوْ سَمِعْتَ الصَّوْتَ۔

لیا ہمام نے ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کہ آپ نے فرمایا میں اپنے بستر پر گری ہوئی کھجور پاتا ہوں۔

۱۹۲۹ — ترجمہ : شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے گری ہوئی کھجور میں شک کیا کہ وہ صدقہ کی کھجور ہے جو آپ کے لئے حرام ہے یا اپنے مال میں سے ہے اس لئے آپ نے مشتبہ چیز سے بچنے کے لئے اس کے کھانے سے پرہیز کیا کیونکہ جس چیز میں حلال و حرام ہونے کے دونوں احتمال ہوں اور کسی ایک پر کوئی دلیل نہ ہو تو اس سے پرہیز کرنا مناسب ہوتا ہے۔
واللہ ورسولہ اعلم!

باب — جس نے وسوسہ وغیرہ کو مشتبہ امر نہ سمجھا

۱۹۳۰ — ترجمہ : عباد بن تمیم نے اپنے چچا سے روایت کی انھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کے متعلق شکایت کی گئی کہ وہ نماز میں کوئی وسوسہ پاتا ہے۔ کیا وہ نماز توڑ دے آپ نے فرمایا نہیں حتی کہ وہ آواز سنے یا بو پائے۔ ابن ابی حفصہ نے زہری سے روایت کرتے ہوئے کہا وضوء واجب نہیں ہوتا مگر جب تو بو پائے یا آواز سنے۔

۱۹۳۰ — شرح : یعنی ایک شخص کے متعلق یہ شکایت کی گئی کہ وہ وضوء کے ٹوٹ جانے کا وسوسہ پاتا ہے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طہارت کا یقین شک سے زائل نہیں ہوتا بلکہ جب حدث کا یقین ہو تو وضوء باطل ہوتا ہے۔ حدیث میں ان دونوں کو ذکر کیا ہے۔

۱۹۳۱ ـــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِيُّ ثَنَا هِشَامُ ابْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ قَوْمًا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ قَوْمًا يَاتُوْنَنَا بِاللَّحْمِ لَا نَدْرِيْ اَذُكِرُوْا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اَمْ لَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوا اللّٰهَ عَلَيْهِ وَكُلُوْهُ ۔

بَابُ ـــــ قَوْلِ اللّٰهِ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا اِنْفَضُّوْا اِلَيْهَا

۱۹۳۲ حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ ثَنَا زَائِدَةُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمٍ حَدَّثَنِيْ جَابِرٌ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَقْبَلَتْ مِنَ الشَّامِ عِيْرٌ تَحْمِلُ طَعَامًا فَالْتَفَتُوْا اِلَيْهَا حَتّٰى مَا بَقِيَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا فَنَزَلَتْ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا اِنْفَضُّوْا اِلَيْهَا ۔

حالانکہ نکسیر اور خون نکلنے سے بھی وضوء جاتا رہتا ہے مگر ان کا وقوع شاذ و نادر ہے اور ہوا کا خارج ہونا کثیر الوقوع ہے اس لئے ان کو ذکر کیا ۔ واللہ و رسولہ اعلم ! ـــــــ

۱۹۳۱ ـــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! ہمارے پاس بعض لوگ گوشت لاتے ہیں اور ہم کو معلوم نہیں کہ وہ ذبیحہ پر اللہ کا نام ذکر کرتے ہیں یا نہیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس پر بسم اللہ پڑھ لو اور کھالو ۔

۱۹۳۱ ـــــ شرح : یعنی اس کا معنی یہ نہیں کہ جس جانور کو بسم اللہ ذکر کئے بغیر ذبح کیا جائے اس کا بدل بسم اللہ کہہ کر کھا لینا کافی ہے بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ طعام کھاتے وقت بسم اللہ پڑھنا مسنون ہے اور مسلمانوں کے متعلق حسن ظن ہونا چاہیئے کیونکہ گوشت لانے والے لوگ مسلمان تھے اور مسلمان کے متعلق گمان رکھنا چاہیئے کہ اس نے بسم اللہ کہہ کر ذبح کیا ہے اور یہ شبہ کرنا کہ شاید اس نے ذبح کے وقت بسم اللہ نہ کہی ہوگی محض ایک شبہ ہے اس کا خیال نہیں کرنا چاہیئے اور بسم اللہ کہہ کر گوشت پکاکر کھا لینا چاہیئے ۔ فتح الباری میں ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ۔ یہ حدیث مسلمانوں کے متعلق حسن ظن کی دلیل ہے اور مسلمانوں کے امور کمال پر محمول ہیں ۔ خصوصًا اس زمانہ میں جبکہ ہر مسلمان اس سے بخوبی واقف ہے واللہ و رسولہ اعلم

بَابُ مَنْ لَمْ يُبَالِ مِنْ حَيْثُ كَسَبَ الْمَالَ

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد جب اُنھوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا تو اس کی طرف چل دیئے !،،

۱۹۳۲ — **ترجمہ** : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک وقت ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ شام سے ایک قافلہ آیا جو غلہ لادے ہوئے تھا تو لوگ اس کی طرف چل دیئے حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ مردوں کے سوا کوئی باقی نہ رہا اور یہ آیت نازل ہوئی ۔

جب اُنھوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا تو اس کی طرف چل دیئے ۔

۱۹۳۲ — **شرح** : یہ نماز جمعہ تھی جس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے اور صحابہ کرام خطبہ سن رہے تھے چونکہ نماز کا انتظار کرنے والا نماز میں شمار ہوتا ہے اس لئے خطبہ کی سماعت کرنے والوں کو "نماز پڑھ رہے تھے" کہا گیا ہے ۔

علامہ زمخشری نے کہا روایت کی گئی ہے کہ مدینہ منورہ والے سخت قحط میں مبتلا ہو گئے اور مہنگائی سخت ہو گئی تو دحیہ بن خلیفہ شام سے تجارت کا مال لایا جبکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے سامعین حضرات سب اس کی طرف چلے گئے اور آپ کے ساتھ صرف بارہ اشخاص باقی رہ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو عتاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ان لوگوں کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باقی رہنا تجارت سے بہتر ہے ۔

اس باب میں اس آیت کریمہ کا اعادہ اس لئے کیا کہ تجارت اگرچہ اچھی چیز ہے کیونکہ یہ کسب حلال ہے لیکن کبھی یہ مذموم بھی ہو جاتی ہے جبکہ اس سے اہم شئی سے اس کو ترجیح دی جائے ضروری امر تو یہ تھا کہ لوگ آخر نماز جمعہ تک سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے مگر وہ اس اہم اور ضروری امر کو چھوڑ کر تجارت کی طرف چلے گئے ۔ اس لئے یہ تجارت ان کے لئے عتاب کا سبب بن گئی ۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

باب — جو کوئی پرواہ نہ کرے کہ کہاں سے مال حاصل کیا ہے !،،

۱۹۳۳ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ ثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ ثَنَا سَعِیْدُ الْمَقْبُرِیُّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَّا یُبَالِی الْمَرْءُ مَا اَخَذَ مِنْہُ اَمِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِنَ الْحَرَامِ۔

بَابُ التِّجَارَۃِ فِی الْبَرِّ وَغَیْرِہٖ وَقَوْلُ اللّٰہِ رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَقَالَ قَتَادَۃُ کَانَ الْقَوْمُ یَتَبَایَعُوْنَ وَیَتَّجِرُوْنَ وَلٰکِنَّھُمْ اِذَا نَابَھُمْ حَقٌّ مِّنْ حُقُوْقِ اللّٰہِ لَمْ تُلْھِھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ حَتّٰی یُؤَدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ۔

۱۹۳۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ کوئی شخص یہ پرواہ نہ کرے گا کہ جو مال اس نے لیا ہے کیا وہ حلال ہے یا حرام؟

۱۹۳۳ — شرح : اس حدیث میں لوگوں کے لئے تخذیر و تخویف ہے کہ مال کا فتنہ سخت ہے ابان بن ابی عیاش نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے عرض کیا یا رسول! مجھے ایسا کر دیں کہ میری ہر دعا قبول ہو آپ نے فرمایا اے انس! اپنا کسب پاک و صاف کر تیری دعا قبول ہوگی کیونکہ کوئی شخص حرام لقمہ منہ کی طرف اٹھاتا ہے تو اس کی دعا چالیس دن قبول نہیں ہوتی۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب — خشکی میں تجارت کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: "وہ لوگ جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی"، اور قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا لوگ خرید و فروخت اور تجارت کرتے لیکن جب ان کے سامنے اللہ کے حقوق سے کوئی حق آ جاتا تو ان کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرتی حتیٰ کہ وہ اسے ادا کر لیتے۔

۱۹۳۴ — أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ كُنْتُ أَتَّجِرُ فِي الصَّرْفِ فَسَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ ثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَعَامِرُ بْنُ مُصْعَبٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا الْمِنْهَالِ يَقُولُ سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ وَزَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَا كُنَّا تَاجِرَيْنِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَ إِنْ كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَا بَأْسَ وَإِنْ كَانَ نَسَاءً فَلَا يَصْلُحُ۔

۱۹۳۴ — ترجمہ : ابوالمنہال رضی اللہ عنہ نے کہا میں بیع صرف کیا کرتا تھا تو میں نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور مجھ سے فضل بن یعقوب نے حجاج بن محمد، ابن جریج، عمرو بن دینار اور عامر بن مصعب کے واسطہ سے بیان کیا کہ ان دونوں نے ابوالمنہال کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے براء بن عازب اور زید بن ارقم سے بیع صرف کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں تجارت کرتے تھے ہم نے آپ سے بیع صرف کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا اگر ہاتھوں ہاتھ ہے تو کچھ حرج نہیں اور اگر ادھار ہے تو جائز نہیں۔

۱۹۳۴ — شرح : آیت کریمہ میں تجارت کے بعد بیع کا ذکر اس لئے ہے کہ تجارت سفر میں اور بیع حضر میں ہوتی ہے۔ علامہ زمخشری نے کشاف میں ذکر کیا کہ تجارت کے بعد بیع کو اس لئے ذکر کیا کہ بیع تاجر کو غافل کرنے میں زیادہ مؤثر ہے کیونکہ تاجر کو جب مال بیچنے سے نفع حاصل ہو تو وہ اس کو غافل کر دیتا ہے اور یہ بات خرید کی صورت میں نہیں کیونکہ خرید میں نفع کی توقع ہوتی ہے یقین نہیں ہوتا محض گمان ہوتا ہے کہ نفع حاصل ہوگا اس لئے یہ تاجر کو غافل کرنے میں مؤثر نہیں اور خرید پر تجارت کا اطلاق ایسا ہے جیسے جنس کا اطلاق نوع پر ہوتا ہے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے اثر میں قوم سے مراد صحابہ کرام ہیں کیونکہ وہ خرید و فروخت میں مصروف ہونے کے باوجود جب یہ سُنتے کہ نماز قائم ہوگئی ہے تو اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے فوراً آتے اور دکانیں بند کرکے مسجد میں پہنچ جاتے تھے حتیٰ کہ لوہار اگر مطرقہ "ہتھوڑا" اُٹھاتا اور اذان کی آواز سُن لیتا تو اس کو واقع نہ کرتا اور وہیں چھوڑ کر مسجد میں چلا جاتا اور اللہ کے حقوق ادا کرتا۔ حدیث میں بیع صرف ثمن کی بیع ثمن سے ہے اور وہ یہ ہے کہ سونے کی بیع سونے سے اور چاندی کی بیع چاندی سے یا سونے کی چاندی سے یا برعکس ہو جب دونوں ایک جنس سے ہوں تو لفظ اد

بَابُ الْخُرُوجِ فِي التِّجَارَةِ وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى فَانْتَشِرُوا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللهِ

۱۹۳۵ —— حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ اَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ اَنَّ اَبَا مُوسَى الْاَشْعَرِيَّ اسْتَاذَنَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ وَكَاَنَّهُ كَانَ مَشْغُولًا فَرَجَعَ اَبُو مُوسَى فَفَرَغَ عُمَرُ فَقَالَ اَلَمْ اَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ ائْذَنُوا لَهُ قِيلَ قَدْ رَجَعَ فَدَعَاهُ فَقَالَ كُنَّا نُؤْمَرُ بِذٰلِكَ فَقَالَ تَاْتِيْنِي عَلَى ذٰلِكَ بِالْبَيِّنَةِ فَانْطَلَقَ اِلَى مَجْلِسِ الْاَنْصَارِ فَسَاَلَهُمْ فَقَالُوا لَا يَشْهَدُ لَكَ عَلَى هٰذَا اِلَّا اَصْغَرُنَا اَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ فَذَهَبَ بِاَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فَقَالَ عُمَرُ اَخَفِيَ عَلَيَّ مِنْ اَمْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ يَعْنِي الْخُرُوجَ اِلَى التِّجَارَةِ -

---

ادھار دونوں ممنوع ہیں اور اگر مختلف ہوں یعنی ایک طرف سونا اور دوسری طرف چاندی ہو تو نفع جائز ہے مگر ادھار حرام ہے۔ "یداً بید" کا یہی معنی ہے کہ مجلس میں قبضہ کر لیا جائے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — تجارت کے لئے نکلنا "

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو "

۱۹۳۵ — ترجمہ : عُبید بن عُمیر سے روایت ہے کہ ابوموسیٰ اشعری نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی تو ان کو اجازت نہ دی گئی جبکہ عمر فاروق کسی کام میں مشغول تھے۔ ابوموسیٰ واپس چلے گئے جب عمر فاروق فارغ ہوئے تو فرمایا کیا میں نے عبداللہ بن قیس کی آواز نہیں سُنی؟ ان کو اجازت دو کسی نے کہا وہ واپس چلے گئے ہیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری کو بلوایا تو اُنھوں نے کہا ہم کو یہی حکم دیا گیا ہے۔ عمر فاروق نے کہا اس پر کوئی گواہ لاؤ ابوموسیٰ انصار کی مجلس میں گئے اور ان سے گواہی کا سوال کیا تو اُنھوں نے کہا اس کی گواہی تو ہم میں سے سب سے چھوٹا ابوسعید خدری بھی دے سکتا ہے وہ ابوسعید خدری کو ساتھ لے گئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مخفی رہا مجھ کو بازاروں میں تجارت نے یعنی تجارت کے لئے باہر نکلنے نے مشغول کر دیا۔

بَابُ التِّجَارَةِ فِي الْبَحْرِ وَقَالَ مَطَرٌ لَا بَأْسَ بِهِ وَمَا ذَكَرَهُ اللّٰهُ فِي الْقُرْآنِ إِلَّا بِحَقٍّ ثُمَّ تَلَا وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ الْفُلْكُ السُّفُنُ الْوَاحِدُ وَالْجَمْعُ سَوَاءٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَمْخَرُ السُّفُنُ مِنَ الرِّيحِ وَلَا تَمْخَرُ الرِّيحُ مِنَ السُّفُنِ إِلَّا الْفُلْكُ الْعِظَامُ وَقَالَ اللَّيْثُ ثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ خَرَجَ فِي الْبَحْرِ فَقَضَى حَاجَتَهُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا وَقَوْلِهِ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَقَالَ قَتَادَةُ كَانُوا يَتَّجِرُونَ وَلٰكِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا نَابَهُمْ حَقٌّ مِنْ حُقُوقِ اللّٰهِ لَمْ تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ حَتّٰى يُؤَدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ۔

۱۹۳۵ — **شرح** : سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ کی خبر کو مسترد نہیں کیا تھا لیکن عمر فاروق کا مقصد یہ تھا کہ لوگ فوراً جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بات منسوب نہ کر دیا کریں اور جس کو کوئی مسئلہ درپیش ہو وہ فوراً کوئی حدیث موضوع کر لیا کرے۔ اس کی روک تھام کے لئے اُنھوں نے ابوموسیٰ اشعری سے خبرِ واحد پر گواہی طلب کی اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ عمر فاروق خبرِ واحد کو حجت اور دلیل تسلیم نہیں کرتے کیونکہ ابوسعید خدری کی گواہی بھی تو خبرِ واحد تھی ابوسعید کی حدیث کے ساتھ یہ خبر متواتر نہیں ہو گئی تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ کی روایت میں قطعاً شک نہیں کیا تھا کیونکہ وہ ابوموسیٰ اشعری کے متعلق ہرگز یہ گمان نہ کر سکتے تھے کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ روایت بیان کر رہے ہیں جو آپ نے نہیں فرمائی بلکہ ابوموسیٰ کے علاوہ دوسرے لوگوں کو زجر و تخویف کی کہ وہ کوئی بات فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہ کر دیا کریں۔ الحاصل سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حدیث وضع کرنے کا دروازہ بند کیا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم وسبحانہ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — سمندر میں تجارت کرنا

مطر نے کہا اس میں کچھ حرج نہیں، اللہ تعالیٰ نے اس کو قرآن میں ٹھیک ذکر کیا ہے پھر پڑھا اور تم کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ وہ پانی کو چیرتی ہیں اور تاکہ اس کا فضل تلاش کرو، ، فُلک کشتیاں ہیں اس کا واحد

۱۹۳۶ــــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَقْبَلَتْ عِيرٌ وَنَحْنُ نُصَلِّي يَوْمَ الْجُمُعَةِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْفَضَّ النَّاسُ إِلَّا اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ

۱۹۳۷ــــــ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا۔

اور جمع برابر ہیں،، مجاہد نے کہا کشتیاں ہوا کو پھاڑتی ہیں اور بڑی کشتیاں ہی ہوا کو پھاڑتی ہیں۔ لیث نے کہا مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا اُنھوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز سے اُنھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے بنو اسرائیل سے ایک شخص کا ذکر کیا جو سمندر کے سفر کو نکلا اور اپنی حاجت پوری کی اور پوری حدیث ذکر کی،،

شرح باب: یعنی اللہ تعالیٰ نے دریا میں سوار ہونے کی مذمت نہیں کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تجارت کے لئے سمندر میں سفر جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے رزق تلاش کرنے کے لئے سمندر میں بڑی بڑی کشتیوں کو ان کے تابع کر دیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت اور اس کی قدرت کا اظہار ہے اس لئے لوگوں کو شکر کرنے کی ترغیب دلائی۔

باب ــــ اور جب اُنھوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا تو اس کی طرف چل دیئے!

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد،، وہ لوگ ہیں ان کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی“ قتادہ نے کہا لوگ تجارت کرتے لیکن جب ان کے سامنے اللہ کے حقوق سے کوئی حق آجاتا تو ان کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرتی حتیٰ کہ وہ اسے ادا کر لیتے!

۱۹۳۸ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَلَهَا نِصْفُ أَجْرِهِ۔

۱۹۳۶ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا غلہ اٹھائے ہوئے اونٹوں کا قافلہ آیا اور ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھ رہے تھے۔ بارہ مردوں کے سوا سب لوگ اس کی طرف چلے گئے تو آیت کریمہ نازل ہوئی ،، وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً ۔

باب اللہ کا ارشاد " اپنے پاکیزہ کسب سے مال خرچ کرو "

۱۹۳۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت اپنے گھر کا طعام خرچ کرے۔ اس حال میں کہ نقصان نہ پہنچائے تو اس کو خرچ کرنے کا ثواب ملے گا اور شوہر کو کمائی کرنے کا ثواب ملے گا اور خازن کو بھی اس قدر ثواب ملے گا وہ ایک دوسرے کے ثواب سے کچھ کم نہ کرے گا۔

۱۹۳۷ — شرح : "غَيْرَ مُفْسِدَةٍ" کا معنیٰ یہ ہے کہ ناجائز طریقوں میں خرچ نہ کرے اگر یہ سوال ہو کہ طعام اگر شوہر کا ہے تو عورت اس کو خرچ نہیں کر سکتی اور اگر عورت کا ہے تو شوہر کا اس میں کوئی دخل نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ طعام شوہر کا ہے مگر عادت یہ ہے کہ شوہر اپنی بیویوں کو گھر کے طعام سے فقراء پر خرچ کرنے کی اجازت دے دیتے ہیں۔

۱۹۳۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جب عورت اپنے شوہر کی کمائی سے اس کے حکم کے بغیر خرچ کرے تو شوہر کو آدھا ثواب ملتا ہے۔

۱۹۳۸ — شرح : اگر یہ سوال ہو کہ جب عورت شوہر کی اجازت کے بغیر خرچ کرے تو اس کو ثواب کیوں ملے گا ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ شوہر نے بیوی کو خرچ کرنے کی اجازت تو دی ہوتی ہے مگر وہ اس کو حکم نہیں کرتا اس صورت میں اس کو آدھا ثواب ملتا ہے کیونکہ اجازت کے ساتھ اس کا حکم نہیں پایا گیا۔ اگر یہ سوال ہو کہ حدیث ۱۹۳۶ میں ہے کہ وہ ایک دوسرے کے

بَابُ مَنْ اَحَبَّ الْبَسْطَ فِي الرِّزْقِ

۱۹۳۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي يَعْقُوبَ الْكِرْمَانِيُّ ثَنَا حَسَّانُ ثَنَا يُوْنُسُ قَالَ مُحَمَّدٌ هُوَ الزُّهْرِيُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يُبْسَطَ لَهٗ رِزْقُهٗ اَوْ يُنْسَاَ فِي اَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ۔

ثواب سے کم نہ کرے گا پھر اس کو نصف ثواب کیوں ملتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جو ثواب ملے اس سے کم نہیں کرے گا اس صورت میں ملا ہی نصف ہے۔ لہذا اس سے کم نہ کرے گا۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب — جس نے رزق میں وسعت چاہی

۱۹۳۹ — ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس کو یہ پسند ہو کہ اس کا رزق وسیع ہو یا اس کی عمر لمبی ہو تو وہ صلہ رحم کرے۔

۱۹۳۹ — شرح: جس کے ساتھ نکاح حرام ہو وہ ذی رحم ہے۔ وارث اور قریبی لوگوں پر بھی رحم کا اطلاق ہوتا ہے۔ صلہ رحم کبھی تو مال سے ہوتا ہے کبھی خدمت کرنے سے اور کبھی ملاقات اور سلام کرنے سے ہوتا ہے۔ سوال یہ ہوتا ہے کہ ایک حدیث میں ہے کہ ماں کے پیٹ میں اس کا رزق اور اجل لکھے جاتے ہیں تو صلۂ رحم کس کو زیادہ کرتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ رزق میں وسعت کا معنیٰ یہ ہے کہ اس میں برکت ہو جاتی ہے کیونکہ صلہ صدقہ ہے اور صدقہ مال کو زیادہ کرتا ہے اور اس کو بڑھاتا ہے اور عمر میں وسعت کا معنیٰ یہ ہے کہ اس کے جسم میں قوت حاصل ہوتی ہے یا اس کی اچھی ثناء باقی رہتی ہے اور لوگوں کی زبانوں پر اس کی اچھی ثنا ہوتی ہے۔ گویا کہ وہ مرا ہی نہیں۔ اس کا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی ماں کے پیٹ میں اس طرح لکھا جاتا ہے کہ اگر اس نے صلہ رحم کیا تو اس کا رزق وسیع ہوگا اور عمر لمبی ہوگی ورنہ اس کا رزق اور عمر اس قدر ہوں گے۔

کتاب الترغیب والترہیب میں حافظ ابو موسیٰ مدینی نے کہا کہ عبداللہ بن عمرو بن عاصی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ انسان صلہ رحم کرتا ہے حالانکہ اس کی عمر کے صرف تین دن باقی ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی عمر تیس سال بڑھا دیتا ہے۔ اور بعض دفعہ یوں ہوتا ہے کہ کوئی انسان قطع رحم کرتا ہے حالانکہ اس کی عمر تیس سال باقی ہوتی ہے تو اس کی عمر صرف تین دن رہ جاتی ہے۔ اسماعیل بن عیاش نے داؤد بن عیسیٰ سے روایت کی کہ

بَابُ شِرَىٰ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّسِيْئَةِ ۔

۱۹۴۰ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ ذَكَرْنَا عِنْدَ اِبْرَاهِيْمَ الرَّهْنَ فِى السَّلَمِ فَقَالَ حَدَّثَنِى الْاَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْتَرَىٰ طَعَامًا مِنْ رَجُلٍ يَهُوْدِيٍّ اِلَى اَجَلٍ وَرَهَنَهُ دِرْعًا مِنْ حَدِيْدٍ ۔

۱۹۴۱ ـــ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ ثَنَا هِشَامٌ ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ ح وَحَدَّثَنِى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ ثَنَا اَسْبَاطٌ اَبُو الْيَسَعِ الْبَصْرِيُّ ثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ مَشٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْزِ شَعِيْرٍ وَاِهَالَةٍ سَنِخَةٍ وَلَقَدْ رَهَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعًا لَهُ بِالْمَدِيْنَةِ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ وَاَخَذَ مِنْهُ شَعِيْرًا لِاَهْلِهِ وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَا اَمْسٰى عِنْدَ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَاعُ بُرٍّ وَلَا صَاعُ حَبٍّ وَاِنَّ عِنْدَهُ لَتِسْعَ نِسْوَةٍ ۔

تورات میں یہ لکھا ہے کہ صلہ رحم، حسنِ خلق اور قریبی لوگوں کے ساتھ نیکی کرنے سے گھر کی آبادی ہوتی ہے۔ اموال زیادہ ہوتے ہیں اور عمریں بڑھ جاتی ہیں اگرچہ صلۂ رحم کرنے والے کافر ہی ہوں۔ نیز کتاب الترغیب والترہیب میں عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے گزشتہ رات ایک عجیب بات دیکھی میں نے خواب میں اپنے ایک امتی کو دیکھا کہ ملک الموت اس کی روح قبض کرنے آیا تو اس نے اپنے باپ کے ساتھ جو نیکی کی ہوئی تھی وہ سامنے آگئی اور اس نے ملک الموت کو واپس کر دیا یہ حدیث حسن ہے ابوہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن آدم اپنے رب سے ڈر، والدین کے ساتھ نیکی کر اور صلہ رحم کر تیری عمر لمبی ہوگی۔ تیرے رزق میں وسعت ہوگی اور تنگی دور ہوگی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صلۂ رحم عمر کو زیادہ کرتا ہے واللہ الموفق وہو علی کل شئی قدیر ۔،،

باب ـــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادھار خریدنا

۱۹۴۰ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

بَابُ كَسْبِ الرَّجُلِ وَعَمَلِهِ بِيَدِهِ

۱۹۴۲ ـــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا اسْتُخْلِفَ أَبُوبَكْرٍ الصِّدِّيقُ قَالَ لَقَدْ عَلِمَ قَوْمِي أَنَّ حِرْفَتِي لَمْ تَكُنْ تَعْجِزُ عَنْ مَؤُنَةِ أَهْلِي وَشُغِلْتُ بِأَمْرِ الْمُسْلِمِينَ فَسَيَأْكُلُ اٰلُ أَبِي بَكْرٍ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَيَحْتَرِفُ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ۔

نے ایک یہودی سے کچھ مدّت کے لئے طعام خریدا اور لوہے کی زرہ اس کے پاس گروی رکھ دی۔

۱۹۴۱ ـــ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جَو کی روٹی اور بدبُودار چربی لے کر آئے حالانکہ آپ نے مدینہ منورہ میں ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ گروی رکھی ہوئی تھی اور اس سے گھر والوں کے لئے جو لئے تھے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ آلِ محمد کے پاس ایک صاع گندم اور نہ ایک صاع اناج کسی شام کو رہا حالانکہ آپ کی نو بیویاں تھیں !

۱۹۴۰ - ۱۹۴۱ ـــ شرح : سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہودیوں سے معاملہ کرنا بیانِ جواز کے لئے تھا یا کسی اور کے پاس زائد طعام نہ تھا یا اس لئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ پسند نہ کرتے تھے کہ آپ کی کوئی شئ اپنے پاس طعام کے عوض رہن رکھیں اس لئے آپ نے ان کو تنگ نہ کرنا چاہا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ معاملہ کرنا جائز ہے جن کے متعلق یہ گمان ہو کہ ان کا اکثر مال حرام کا مال ہے جب تک اس بات کا یقین نہ ہو جائے کہ جو مال اس کے ہاتھ میں آیا ہے وہ حرام مال ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دُنیا میں قطعاً رغبت نہ تھی اور دُنیا سے بے نیاز تھے اور ذمیوں کے پاس جنگی سامان گروی کرنا جائز ہے۔ بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اتنا مال و دولت نہ تھا کہ آپ وسعت سے خرچ کر سکتے بلکہ بعض اوقات گھر میں کھانے کی چیز نہ ہونے کی وجہ سے قرض لینا پڑتا تھا اس سے یہ خیال نہیں کرنا چاہئیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فقر اضطراری تھا کیونکہ سیّدنا جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ سے عرض کیا جبکہ آپ نے کئی روز سے کھانا نہ کھایا تھا اگر آپ فرمائیں تو میں اپنا پر مار کر صفا مروہ کی پہاڑیاں سونا بنا دوں تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں چاہوں تو تمام پہاڑ سونے کے ہو جائیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ ایک دن سیر ہو کر کھانا کھاؤں تو اللہ کا شکر ادا کروں اور دوسرے دن بھوکا رہوں تو اللہ کو یاد کروں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فقر اختیاری تھا واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

١٩٤٣ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ثنا عَبْدُاللهِ بْنُ يَزِيْدَ ثنا سَعِيْدٌ ثَنِي اَبُو الْاَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَّالَ اَنْفُسِهِمْ فَكَانَ يَكُوْنُ لَهُمْ اَرْوَاحٌ فَقِيْلَ لَهُمْ لَوِ اغْتَسَلْتُمْ رَوَاهُ هَمَّامٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ ۔ ١٩٤٤ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى اَنَا عِيْسٰى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنِ الْمِقْدَامِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَكَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ اَنْ يَاْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ وَاَنَّ نَبِيَّ اللهِ دَاوٗدَ عليه السلام كَانَ يَاْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ ۔ ١٩٤٥ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ مُوْسٰى ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ انا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ نا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عليه وَسَلَّمَ اَنَّ دَاوٗدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَاْكُلُ اِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ ۔

١٩٤٦ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ ثنا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدٍ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ يَحْتَطِبَ اَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلٰى ظَهْرِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَسْاَلَ اَحَدًا فَيُعْطِيَهٗ اَوْ يَمْنَعَهٗ ۔

١٩٤٧ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ مُوْسٰى ثنا وَكِيْعٌ ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ يَاْخُذَ اَحَدُكُمْ اَحْبُلَهٗ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَسْاَلَ النَّاسَ قَالَ اَبُوْ نُعَيْمٍ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوَابٍ وَثنا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هشام عن ابيه الحديث ۔

باب — مرد کا اپنے ہاتھ سے کمائی کرنا

١٩٤٢ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے تو انھوں نے فرمایا میری قوم کو علم ہے کہ میرا کاروبار میرے اہل و اولاد کی کفالت سے عاجز

نہیں اور میں مسلمانوں کے امور میں مشغول ہو گیا ہوں ابوبکر کی اولاد اس مال سے کھائے گی اور وہ اس میں مسلمانوں کے لئے تجارت کریں گے"۔

۱۹۴۳ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خود کام کرتے تھے اور ان کے جسم سے بُو آتی تھی تو اُن سے کہا گیا اگر تم غسل کر لیتے تو بہتر ہوتا اس کی ہمام نے ہشام سے اُنھوں نے اپنے باپ سے اُنھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔

۱۹۴۴ — ترجمہ : مقدام رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کوئی بھی اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر طعام ہرگز نہیں کھاتا اور اللہ کا نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کھاتے تھے!

۱۹۴۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے ہی کھاتے تھے۔

۱۹۴۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص لکڑیاں جمع کر کے گٹھا لاد کر اپنی پیٹھ پر لائے اس سے بہتر ہے کہ کسی سے سوال کرے وہ اس کو دے یا نہ دے۔

۱۹۴۷ — ترجمہ : زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اپنی رسیوں کو لے کر جائے الخ۔

۱۹۴۲ تا ۱۹۴۷ — شرح : حدیث ۱۹۴۲ کے مطابق سرکاری حاکم اس مال سے اُجرت لے سکتا ہے جس میں وہ کام کرتا ہے جبکہ اس کے اُوپر کوئی حاکم نہ ہو جو اس کی تنخواہ کا فیصلہ کرے اور وہ مسلمانوں کے اموال میں تجارت کرے یعنی ان لوگوں کو مال دے جو اس میں تجارت کریں اور اس کا نفع مسلمانوں کو دے جس قدر وہ خود لیتا ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کاروبار ان کے اہل وعیال کے لئے کافی تھا جب خلافت کے وقت آپ لوگوں کے امور میں مشغول ہو گئے تو اپنی ذاتی تجارت کے لئے فارغ نہیں تھے اس لئے آپ نے بیت المال سے بقدر کفایت وظیفہ لینا شروع کیا اور لوگوں سے بطور معذرت فرمایا کہ وہ مسلمانوں کے امور میں مشغول ہیں اس لئے وہ اور ان کا عیال بیت المال سے کھائیں گے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا بہتر کسب وہ ہے جو وہ اپنے ہاتھ سے کرے۔ علامہ ماوردی نے کہا بنیادی کسب زراعت، تجارت اور صناعت ہیں ان میں سے سب سے بہتر کسب میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے نزدیک زراعت سب سے پاکیزہ پیشہ ہے اگرچہ تجارت بھی اچھی ہے۔ کیونکہ زراعت توکل کے زیادہ قریب ہے۔ بخاری کی حدیث میں ہے کہ زراعت اور صناعت

بَابُ السُّهُولَةِ وَالسَّمَاحَةِ فِي الشِّرٰی وَالْبَيْعِ وَمَنْ طَلَبَ حَقًّا فَلْيَطْلُبْهُ فِي عَفَافٍ۔ ۱۹۴۸ ـــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ ثَنَا اَبُوْغَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ ثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا سَمْحًا اِذَا بَاعَ وَاِذَا اشْتَرٰی وَاِذَا اقْتَضٰی۔

دونوں کو ترجیح حاصل ہے۔ کیونکہ یہ دونوں ہاتھ کا کسب ہیں لیکن زراعت افضل ہے کیونکہ اس سے آدمی اور دیگر مخلوق کو نفع حاصل ہوتا ہے اور عوام اس کے محتاج ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ زہد و تقوی کے مراتب قصویٰ پر فائز تھے۔

حدیث ۱۹۴۳ سے ظاہر ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خود مشقت کرتے تھے اور اپنے ہاتھوں سے تجارت، زراعت اور صناعت وغیرہ کرتے تھے اور ان کے کپڑے صوف وغیرہ کے تھے انہی کپڑوں میں وہ جمعہ کو حاضر ہوتے جبکہ پسینہ آنے سے کپڑوں سے بُو آتی تھی اس لئے ان سے کہا گیا اگر تم غسل کر لیتے تو اچھا ہوتا اور بُو نہ آتی۔ اس وقت جمعہ کے دن غسل واجب تھا جب ان کو وسعت ہوئی اور خدام میسر ہوئے اور وہ لباس بھی عمدہ پہننے لگے تو یہ سبب جاتا رہا اور غسل کا وجوب منسوخ ہو گیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کو افضل فرمایا۔ حدیث ۱۹۴۴ سیدنا داؤد علیہ السلام کے ذکر کا سبب یہ ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے اس لئے محنت نہ کرتے تھے کہ وہ اس کے محتاج تھے جبکہ وہ زمین میں خلیفہ تھے بلکہ انہوں نے کھانے پینے کا افضل طریقہ اختیار کیا تھا۔ اس لئے اس عنوان میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا قصہ ذکر کیا اور اس کو کسب ید کی دلیل بنایا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

حدیث ۱۹۴۵ یہ حدیث مطوّل حدیث کا حصہ ہے۔ بعض روایات میں اس پر اضافہ ذکر کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ سیدنا داؤد علیہ السلام کے لیے زبور شریف کا پڑھنا بہت آسان کیا گیا تھا وہ گھوڑے پر کاٹھی ڈالنے سے پہلے زبور شریف ختم کر لیتے تھے کیونکہ وہ اپنے ہاتھ کی محنت و مشقت سے کھاتے تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــ خرید و فروخت میں سہولت کرنا اور جو حق طلب کرے تو نرمی سے طلب کرے

۱۹۴۸ ـــ ترجمہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بَابُ مَنْ اَنْظَرَ مُوْسِرًا

۱۹۴۹ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ ثَنَا زُهَيْرٌ ثَنَا مَنْصُوْرٌ اَنَّ رِبْعِيَّ بْنَ حِرَاشٍ حَدَّثَهُ اَنَّ حُذَيْفَةَ حَدَّثَهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَقَّتِ الْمَلٰٓئِكَةُ رُوْحَ رَجُلٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَقَالُوْا اَعَمِلْتَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا قَالَ كُنْتُ اٰمُرُ فِتْيَانِيْ اَنْ يُنْظِرُوْا وَيَتَجَاوَزُوْا عَنِ الْمُوْسِرِ قَالَ قَالَ فَتَجَاوَزُوْا عَنْهُ وَقَالَ اَبُوْمَالِكٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ كُنْتُ اُيَسِّرُ عَلَى الْمُوْسِرِ وَاُنْظِرُ الْمُعْسِرَ تَابَعَهُ شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ وَقَالَ اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ فَاُنْظِرُ الْمُوْسِرَ وَاَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ وَقَالَ نُعَيْمُ بْنُ اَبِيْ هِنْدٍ عَنْ رِبْعِيٍّ فَاَقْبَلُ مِنَ الْمُوْسِرِ وَاَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ۔

نے فرمایا اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والے انسان پر رحم کرے جبکہ وہ فروخت کرے اور جب خریدے اور جب حق طلب کرے۔

۱۹۴۸ — شرح : اس حدیث میں لوگوں سے نرمی اور اچھا معاملہ کرنا، اچھے اخلاق استعمال کرنا اور تجارت میں بخل ترک کرنے کی ترغیب دلائی ہے کیونکہ ان امور سے مال میں برکت ہوتی ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم امت کو افضل شئ کی ترغیب دلاتے تھے۔ اس حدیث میں اس بات کی وضاحت ہے کہ حق کے مطالبہ میں لوگوں پر سختی نہیں کرنی چاہیئے اور حتی الوسع نرمی اختیار کرنی چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ سبحانہ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جس نے مال دار کو مہلت دی

۱۹۴۹ — ترجمہ : حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص کی روح سے فرشتے ملے تو اُنھوں نے کہا کیا تو نے کوئی نیک کام کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے اپنے خادموں کو حکم دے رکھا تھا کہ لوگوں کو مہلت دیں اور مال دار سے درگزر کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے فرشتو! تم اس سے درگزر کرو ابو مالک نے ربعی سے روایت کی (اس نے کہا) میں مال داروں سے آسانی کرتا اور غریبوں کو مہلت دیتا تھا۔ ابو مالک کی شعبہ نے عبدالملک، ربعی سے روایت میں متابعت کی۔ ابو عوانہ نے عبدالملک، ربعی سے یہ روایت کی کہ میں مال دار کو مہلت دیتا

بَابُ مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا

۱۹۵۰ — حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ ثَنِي الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ تَاجِرٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَاِذَا رَاٰى مُعْسِرًا قَالَ لِفِتْيَانِهِ تَجَاوَزُوْا عَنْهُ فَتَجَاوَزَ اللهُ عَنْهُ ۔

بَابُ اِذَا بَيَّنَ الْبَيِّعَانِ وَلَمْ يَكْتُمَا وَ نَصَحَا وَيُذْكَرُ عَنِ الْعَدَّاءِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ كَتَبَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا مَا اشْتَرٰى مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنَ الْعَدَّاءِ ابْنِ خَالِدٍ بَيْعَ الْمُسْلِمِ الْمُسْلِمَ لَا دَاءَ وَلَا خِبْثَةَ وَلَا غَائِلَةَ وَقَالَ قَتَادَةُ الْغَائِلَةُ الزِّنٰى وَالسَّرِقَةُ وَالْاِبَاقُ وَقِيْلَ لِاِبْرَاهِيْمَ اِنَّ بَعْضَ النَّخَّاسِيْنَ يُسَمِّي اٰرِيَّ خُرَاسَانَ وَسِجِسْتَانَ فَيَقُوْلُ جَاءَ اَمْسِ مِنْ خُرَاسَانَ وَجَاءَ الْيَوْمَ مِنْ سِجِسْتَانَ فَكَرِهَهُ كَرَاهِيَةً شَدِيْدَةً وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ لَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ اَنْ يَبِيْعَ سِلْعَةً يَعْلَمُ اَنَّ بِهَا دَاءً اِلَّا اَخْبَرَهُ ۔

اور غریب سے درگزر کرتا تھا۔ نعیم بن ابی ہند نے ربعی سے یہ روایت کی کہ میں مال دار کا عذر قبول کرتا اور غریب سے درگزر کرتا تھا۔

۱۹۴۹ — شرح : اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہے معمولی سی نیکی کے عوض بہت بڑے گنہگار کو بخش دیتا ہے کیونکہ جب انسان اچھی نیت سے کوئی نیکی کرے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے وہ خسارہ میں نہیں رہتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کے وقت خاص خاص عمل کا محاسبہ بھی ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جس نے غریبوں کو مہلت دی

۱۹۵۰ — ترجمہ : عبید اللہ بن عبد اللہ نے ابو ہریرہ سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک تاجر لوگوں سے قرض کا لین دین کرتا تھا جب وہ دیکھتا

۱۹۵۱ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَالِحٍ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ رَفَعَهُ إِلَى حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ قَالَ حَتَّى يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا۔

کہ یہ غریب ہے تو اپنے خادموں سے کہنا اس کو معاف کردو۔ شاید اللہ تعالیٰ ہم کو معاف کردے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔

باب — جب بیچنے اور خریدنے والے صاف بیان کردیں اور کچھ نہ چھپائیں اور خیرخواہی کریں

عدّاء بن خالد سے روایت ہے انھوں نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لکھ کر دیا۔ یہ وہ ہے جس کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عدّاء بن خالد سے خریدا ہے۔ یہ مسلمان کی مسلمان کے ساتھ بیع جیسی ہے۔ اس میں نہ تو کوئی عیب ہے اور نہ ہی برائی اور غائلہ ہے۔ قتادہ نے کہا غائلہ۔ زنا، چوری اور بھاگ جانا ہے۔ ابراہیم سے کہا گیا بعض دلال خراسان اور سجستان کے اصطبل کا ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کل خراسان سے آیا آج سجستان سے آیا ابراہیم نخعی نے اس کو سخت کہہ وہ جانا اور عقبہ بن عامر نے کہا کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ سامان فروخت کرے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اس میں عیب ہے مگر اس کو خبردار کردے۔

شرح : اس حدیث میں "بَيْعُ الْمُسْلِمِ الْمُسْلِمَ" اس لئے ذکر کیا کہ مسلمان مسلمان کا زیادہ خیرخواہ ہوتا ہے کیونکہ ان میں اسلامی علاقہ ہے اس لئے مسلمان سے خیانت کرنا زیادہ بری ہے اگرچہ ذمی غیر مسلم سے بھی خیانت کرنی جائز نہیں۔ خرید و فروخت کی کتابت کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے جبکہ مال یا قیمت موجود نہ ہو۔ اگر دونوں حاضر ہوں تو لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں پڑتی۔ ابن ماجہ نے مکحول کے ذریعہ حدیث ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی خرید و فروخت کرے اور عیب وغیرہ ظاہر نہ کرے وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے غضب و قہر میں رہتا ہے اور فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں،، نخاسین کا معنی دلال اور آری کا معنی اصطبل ہے جہاں گھوڑے باندھے جاتے ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ عقبہ بن عامر، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس دمشق کی فتح کا پیغام لے کر گئے تھے وہ سات دن میں مدینہ منورہ پہنچے۔ انھوں نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر پر دعا کی کہ وہ جلد شام پہنچ جائے چنانچہ وہ اڑھائی دن میں دمشق پہنچ گئے اور ۵۸ھ ہجری میں مصر

میں فوت ہوئے جبکہ وہ مصر کے حاکم اعلیٰ تھے۔

۱۹۵۱ — **ترجمہ** : عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے حکیم بن حزام کی طرف حدیث مرفوع کرتے ہوئے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خریدنے والے اور بیچنے والے کو اختیار ہے کہ جب تک وہ جُدا نہ ہوں اگر اُنھوں نے سچ بولا اور سودے کا عیب یا نقص بیان کیا تو ان کے لئے اس سودے میں برکت ہوگی اور اگر اُنھوں نے عیب چھپائے اور جھوٹ بولا تو ان کے سودے کی برکت مٹ جائے گی۔

۱۹۵۱ — **شرح** : یعنی بیچنے والا اور خریدار دونوں سچ بولیں اور سودے اور قیمت میں کسی قسم کا اخفاء نہ کریں تو ان کی یہ بیع نفع مند ہوگی ورنہ اس کی برکت ختم کردی جائے گی "مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا" کا معنی یہ ہے کہ بائع اور مشتری جب تک جُدا نہ ہوں ان کو بیع رکھنے یا فسخ کرنے کا پُورا اختیار ہے۔ اس کے معنی میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ ان کے قول مختلف ہو جائیں ایک یہ کہہ دے کہ اُس نے فروخت کردی اور دُوسرا کہے کہ اُس نے خرید لی۔ اس کے بعد ان کا اختیار ختم ہوجاتا ہے اور بیع مکمل ہوجاتی ہے اور خریدار اس بیع کو مسترد نہیں کرسکتا البتہ اس کو دیکھے بغیر خریدنے میں اختیار باقی رہتا ہے۔ اسی طرح خیارِ عیب اور خیارِ شرط باقی رہتا ہے امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما نے کہا اس سے مراد تفرّق بالابدان ہے یعنی جب دونوں مجلس بیع خالی کردیں اور ایک دوسرے سے جُدا ہوجائیں تو بیع پُوری ہوجاتی ہے جس کے بعد ان کا اختیارِ فسخ ختم ہوجاتا ہے ورنہ ان کو اختیار حاصل رہتا ہے کہ جب تک مجلسِ بیع میں موجود رہیں اور باہر نہ جائیں وہ بیع فسخ کرسکتے ہیں۔

الحاصل احناف کے نزدیک ایجاب اور قبول سے بیع تام ہوجاتی ہے اور سودا خریدار کی ملک میں چلا جاتا ہے اور اس کے باوجود اگر کسی ایک کو خیارِ مجلس باقی رہے جیسے امام شافعی فرماتے ہیں تو اس سے دوسرے کا حق باطل ہوگا جس سے اس کو ضرر پہنچے گی۔ حالانکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ فِي الْإِسْلَامِ" یعنی اسلام میں کسی کو ضرر پہنچانا جائز نہیں اور بخاری میں مذکور حدیث کا محمل خیارِ قبول ہے یعنی جب دونوں میں سے کوئی ایک ایجاب کردے تو جب تک وہ مجلس میں حاضر رہیں دُوسرے کو قبول کا اختیار ہے وہ اگر چاہے تو ایجاب کو قبول کرے اور اگر چاہے تو مسترد کردے جبکہ وہ کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہوں۔

نیز "متبائعان" کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ اس سے مراد خیارِ قبول ہے کیونکہ ایجاب و قبول کرتے وقت وہ حقیقتہً متبائع (بائع مشتری) ہوتے ہیں بیع ہوجانے کے بعد اور پہلے ان کو مجازاً متبائع کہا جاتا ہے واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ بَيْعِ الْخِلْطِ مِنَ التَّمْرِ

۱۹۵۲ — اَبُوْ نُعَيْمٍ ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ كُنَّا نُرْزَقُ تَمْرَ الْجَمْعِ وَهُوَ الْخِلْطُ مِنَ التَّمْرِ وَكُنَّا نَبِيْعُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَاعَيْنِ بِصَاعٍ وَلَا دِرْهَمَيْنِ بِدِرْهَمٍ۔

بَابُ مَا قِيْلَ فِى اللَّحَّامِ وَالْجَزَّارِ

۱۹۵۳ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ ثَنَا اَبِىْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ ثَنِىْ شَقِيْقٌ عَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ يُكْنٰى اَبَا شُعَيْبٍ فَقَالَ لِغُلَامٍ لَهُ قَصَّابٍ اجْعَلْ لِىْ طَعَامًا يَكْفِىْ خَمْسَةً فَاِنِّىْ اُرِيْدُ اَنْ اَدْعُوَ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَاِنِّىْ قَدْ عَرَفْتُ فِىْ وَجْهِهِ الْجُوْعَ فَدَعَاهُمْ فَجَاءَ مَعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذَا قَدْ تَبِعَنَا فَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَاْذَنَ لَهُ فَاْذَنْ لَهُ وَاِنْ شِئْتَ اَنْ يَّرْجِعَ رَجَعَ فَقَالَ لَا بَلْ قَدْ اَذِنْتُ لَهُ —

باب — کھجور ملا کر بیچنا

۱۹۵۲ — ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا ہم کو مختلف قسم کی کھجوریں دی جاتی تھیں تو ہم ایک صاع کے عوض دو صاع کھجوریں فروخت کر دیتے تھے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو صاع ایک کے عوض اور دو درہم ایک درہم کے عوض نہ بیچا جائے۔

۱۹۵۲ — شرح : یعنی کھجوریں ایک ہی جنس ہیں ردی اور اعلیٰ کھجوریں سب ایک جیسی ہیں لہذا دو صاع کے عوض ایک صاع فروخت نہ کرو کیونکہ ایک جنس میں نفع لینا جائز نہیں۔ اس کی تفصیل آئندہ ابواب میں ہے۔

باب — گوشت بیچنے والے اور اونٹ نحر کرنے والے کے متعلق روایات "

بَابُ مَا یَمحَقُ الکَذِبُ وَالکِتمَانُ فِی البَیعِ

۱۹۵۴ ـــ بَدَلُ بنُ المُحَبَّرِ ثَنَا شُعبَةُ عَن قَتَادَةَ سَمِعتُ اَبَا الخَلِیلِ یُحَدِّثُ عَن

۱۹۵۳ ـــ ترجمہ : ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا قبیلہ انصار سے ایک شخص ابو شعیب آیا اور اپنے غلام قصاب سے کہا میرے لئے کھانا تیار کر دو جو پانچ اشخاص کو کافی ہو کیونکہ میرا ارادہ ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سمیت پانچ آدمیوں کی دعوت کروں ۔ کیونکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ میں بھوک کا اثر دیکھتا ہوں چنانچہ ان کو بلایا تو ان کے ساتھ ایک اور آدمی آگیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آدمی ہمارے پیچھے آگیا ہے اگر اس کو اجازت دینا چاہو تو اجازت دو اور اگر اسے واپس کرنا چاہو تو یہ واپس چلا جائے اُس نے کہا نہیں بلکہ میں اس کو بھی اجازت دیتا ہوں ۔

۱۹۵۳ ـــ شرح : اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ جانور ذبح کرنے میں حرج نہیں اور اس کو پیشہ بنا لینا جائز ہے اگرچہ اس میں کچھ کمزوری ہے مگر اس میں کوئی نقص نہیں اور اگر وہ عادل ہے تو اس کی عدالت میں کچھ فرق نہیں پڑتا ۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ مالک اپنے غلام سے دستکاری کروا سکتا ہے جبکہ وہ کر سکے ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چھٹے آدمی کو دعوت میں شامل کرنے کے لئے میزبان سے اجازت طلب فرمائی اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی دعوت میں سارا لشکر شریک کر لیا تھا کیونکہ اس دعوت میں پانچ آدمی مخصوص کئے گئے تھے اس لئے داعی کی اطمینانِ خاطر کے لئے اس کی اجازت ضروری خیال فرمائی اگرچہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری امت کے اموال میں ان کی رضا کے بغیر تصرف کا حق حاصل ہے نیز جو شخص داعی کی اجازت کے بغیر طفیلی بن جائے تو وہ اس کو باہر نکال سکتا ہے ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء ہی سے اس شخص کو نہیں روکا تھا کیونکہ یہ احتمال تھا کہ صاحبِ دعوت اس کو اجازت دے دیگا جبکہ صاحبِ دعوت کی اجازت کے بغیر طعام کھانا حرام ہے ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرفوع روایت کی کہ جو کوئی کسی طعام میں اجازت کے بغیر شامل ہو جائے اس کا وہاں جانا فسق اور کھانا حرام ہے وہ چور بن کر داخل ہوا اور لوٹ مار کرکے باہر نکلا ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

باب ـــ بیع میں جھوٹ بولنا اور عیب چھپانا برکت ختم کر دیتا ہے ،،

۱۹۵۴ ـــ ترجمہ : حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ بائع اور مشتری کو اختیار ہے کہ جب تک وہ ایک دوسرے سے جُدا

عَبْدِاللّٰہِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَکِیْمِ بْنِ حِزَامٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَیِّعَانِ بِالْخِیَارِ مَالَمْ یَتَفَرَّقَا اَوْ قَالَ حَتّٰی یَتَفَرَّقَا فَاِنْ صَدَقَا وَبَیَّنَا بُوْرِکَ لَہُمَا فِیْ بَیْعِہِمَا وَاِنْ کَتَمَا وَکَذَبَا مُحِقَتْ بَرَکَۃُ بَیْعِہِمَا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوا الرِّبٰوا اَضْعَافًا مُّضَاعَفَۃً الْاٰیَۃَ۔

۱۹۵۵ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ ابْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ ثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ ثَنَا سَعِیْدُ الْمَقْبُرِیُّ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیَاْتِیَنَّ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یُبَالِی الْمَرْءُ بِمَا اَخَذَ الْمَالَ اَمِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِنَ الْحَرَامِ۔

نہ ہوں یا یہ فرمایا حتیٰ کہ وہ منتفرق ہو جائیں اور اگر وہ سچ بولیں اور عیب کی وضاحت کر دیں تو ان کی بیع میں برکت ہوگی اور اگر عیب چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو ان کی بیع کی برکت ختم کر دی جائے گی ،،
(حدیث ۱۹۵۱ کی شرح دیکھیں)

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد " اے ایمان والو سود کئی گنا کر کے نہ کھاؤ اور یہ امید کرتے ہوئے اللہ سے ڈرو کہ تم فلاح پا جاؤ۔

۱۹۵۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی اس کی پرواہ نہ کرے گا کہ مال کس طرح حاصل کیا۔ کیا وہ حلال ہے یا حرام ہے ؟

۱۹۵۵ — شرح : جاہلیت کے زمانہ میں رواج تھا کہ جب قرض کی مدت ختم ہو جاتی تو مقروض قرض ادا کر دیتا تو فبہا ورنہ مدت زیادہ کی جاتی اور سود بڑھا دیا جاتا تھا۔ ہر سال اسی طرح کرتے حتیٰ کہ تھوڑا مال کئی گنا زیادہ ہو جاتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے سود سے بچنے کا حکم دیا تاکہ وہ دنیا اور آخرت میں کامیابی اور سعادت مندی حاصل کریں۔ حدیث ۱۹۳۳ کی شرح دیکھیں۔

باب — اكل الربٰوا وشاهده وكاتبه وقوله تعالىٰ الذين يأكلون الربٰوا لا يقومون الا كما يقوم الذى يتخبطه الشيطان من المس ذلك بانهم قالوا انما البيع مثل الربٰوا الى قوله اصحاب النار هم فيها خالدون۔

۱۹۵۶ — حدثنا محمد بن بشار ثنا غندر ثنا شعبة عن منصور عن ابى الضحٰى عن مسروق عن عائشة قالت لما نزلت اٰخر البقرة قرأهن النبى صلى الله عليه وسلم عليهم فى المسجد ثم حرم التجارة فى الخمر۔

باب — سود کھانے والا اور اس کا گواہ اور لکھنے والا —"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد جو لوگ سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ شخص جسے آسیب نے چھوکر مجنون بنا دیا ہو یہ اس لئے کہ اُنھوں نے کہا بیع بھی تو سود ہی کے مانند ہے اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود۔ تو جسے اس کے رب کے پاس سے نصیحت آئی اور وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو پہلے لے چکا اور اس کا کام خدا کے سپرد ہے اور جو اب ایسی حرکت کرے گا تو وہ دوزخی ہے وہ اس میں مدتوں رہیں گے۔

شرح : علامہ ماوردی نے کہا تمام مسلمانوں کا سود کی حرمت پر اتفاق ہے اور یہ کبیرہ گناہ ہے بعض علماء نے کہا پہلے والی ساری امتوں میں سود حرام رہا ہے۔ علامہ طبری نے کہا یہ آیت کریمہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو سود کھاتے تھے ورنہ سود کھائے یا اس کا کاروبار کرے سب کے لئے وعید برابر ہے۔ سود خور مشرکوں نے اعتراض کیا تھا کہ بیع بھی تو سود جیسی ہے پھر بیع کو حلال اور سود کو حرام کیوں کیا ہے؟ اس لئے یہ آیت نازل ہوئی۔ عقدِ ربا میں علماء کا اختلاف ہے کہ وہ منسوخ ہے اور کسی حال میں جائز نہیں یا وہ بیع فاسد ہے اور جب اس کا فساد زائل کر دیا جائے تو بیع صحیح ہو سکتی ہے۔ جمہور علماء اس کو بیع منسوخ اور امام ابوحنیفہ بیع فاسد کہتے ہیں جب اس کا فساد زائل کر دیا جائے تو بیع صحیح ہو جاتی ہے (عینی)

۱۹۵۶ — ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں نازل ہوئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مسجد میں پڑھ کر سنائیں۔ پھر شراب کی تجارت کو حرام کر دیا۔

۱۹۵۷ ــــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ ثَنَا أَبُو رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي فَأَخْرَجَانِي إِلَى أَرْضٍ مُقَدَّسَةٍ فَانْطَلَقْنَا حَتَّى أَتَيْنَا عَلَى نَهَرٍ مِنْ دَمٍ فِيهِ رَجُلٌ قَائِمٌ وَعَلَى وَسَطِ النَّهَرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِي فِي النَّهَرِ فَإِذَا أَرَادَ الرَّجُلُ أَنْ يَخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِي فِيهِ فَرَدَّهُ حَيْثُ كَانَ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمَى فِي فِيهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ الَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّهَرِ آكِلُ الرِّبَوا۔

بَابُ مُوكِلِ الرِّبَوا لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَوا إِلَى مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هٰذِهِ آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۹۵۷ ــــ ترجمہ : سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے آج رات خواب میں دو مرد دیکھے جو میرے پاس آئے اور مجھے بیت المقدس کی طرف لے گئے۔ ہم چلتے رہے حتیٰ کہ خون کی نہر پر آئے جس میں ایک مرد کھڑا تھا اور نہر کے درمیان ایک آدمی تھا جس کے آگے پتھر رکھے ہوئے تھے تو وہ شخص جو نہر میں تھا آنے لگا جب نہر سے نکلنے کا ارادہ کیا تو اُس نے پتھر مارا جو اس میں تھا وہ وہیں واپس ہوگیا جہاں تھا میں نے کہا یہ کیا معاملہ ہے تو مجھے کہا جس کو آپ نے نہر میں دیکھا ہے وہ سُود خور ہے۔

باب ــــ سُود کھلانے والا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود۔ اگر مسلمان ہو پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کر لو اللہ اور اللہ کے رسُول سے لڑائی کا اور اگر تم توبہ کرو تو اپنا اصل مال لے لو نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ نہ تمہیں نقصان ہو۔ اور اگر قرضدار تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک اور قرض اس پر بالکل چھوڑ دو تمہارے لئے اور بھلا ہے اگر جانو۔ اور ڈرو اس دن سے جس میں اللہ کی طرف پھرو گے اور ہر جان کو اس کی کمائی پوری بھر دی جائے گی۔ اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔ ابن عباس نے کہا یہ آخری آیت ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی

۱۹۵۸ — حَدَّثَنَا اَبُوالوَلِیدِ ثَنَا شُعبَةُ عَن عَونِ ابنِ اَبِی جُحَیفَةَ قَالَ رَاَیتُ اَبِی اشتَرَی عَبدًا حَجَّامًا فَاَمَرَ بِمَحَاجِمِهٖ فَکُسِرَت فَسَاَلتُهٗ فَقَالَ نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ عَن ثَمَنِ الکَلبِ وَثَمَنِ الدَّمِ وَنَهَی عَنِ الوَاشِمَةِ وَالمَوشُومَةِ وَاٰکِلِ الرِّبٰوا وَمُوکِلِهٖ وَلَعَنَ المُصَوِّرَ۔

۱۹۵۸ — ترجمہ : عون بن ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنے والد کو دیکھا اُس نے ایک غلام خریدا جو پچھنے لگاتا تھا۔ میں نے اپنے والد سے پُوچھا (کہ تم نے اس کے ہتھیار کیوں ضائع کر دیئے ہیں) تو اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کُتّے کی قیمت، خون کی قیمت سے منع فرمایا ہے اور داغ لگانے والی اور داغ لگوانے والی اور سود کھانے اور کھلانے سے منع فرمایا اور تصویر بنانے والے پر لعنت فرمائی۔

۱۹۵۸ — شرح : بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عون بن ابوجحیفہ کا سوال یہ تھا کہ غلام کیوں خریدا ہے؟ لیکن جواب اس کے مناسب نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کُتّے کی قیمت اور خون کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔ دراصل یہ حدیث مختصر ہے بیوع کے آخر میں یہ حدیث اس طرح ہے کہ میرے باپ نے غلام خریدا۔ جو پچھنے لگاتا تھا۔ میرے باپ نے اس کے ہتھیار توڑ دیئے جن کے ساتھ وہ پچھنے لگاتا تھا تو میں نے سوال کیا کہ ہتھیار کیوں توڑے تو اُنھوں نے جواب دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کی قیمت سے منع فرمایا ہے اب جواب سوال کے مطابق ہے۔ اس حدیث میں چھ احکام ہیں :

پہلا حکم یہ ہے کہ پچھنے لگانے والے غلام کو خریدنا جائز ہے۔ دوسرا حکم کتوں کی قیمت ہے۔ امام ابوحنیفہ، ابویوسف اور امام محمد رضی اللہ عنہم نے کہا جن کتوں سے نفع حاصل کیا جائے ان کی بیع جائز ہے اور ان کی قیمت مباح ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کلب عقور (کاٹ کھانے والا کتا) کی بیع جائز نہیں اور نہ ہی اس کی قیمت مباح ہے۔ بدائع میں ہے خنزیر کے سوا تمام درندوں کی بیع جائز ہے۔ امام شافعی کے نزدیک کتے کی بیع جائز نہیں۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شروع اسلام میں کتوں کو قتل کرنے کا حکم تھا اور ان کا رکھنا جائز نہ تھا اس وقت کتوں کی خرید و فروخت حرام تھی پھر جب کتوں سے شکار کرنا اور کھیتی اور جانوروں کی حفاظت کے لئے ان کو استعمال کرنا جائز ہُوا تو ان کی بیع بھی جائز ہو گئی اور ان کی قیمت بھی مباح ہو گئی۔ اس حدیث میں تیسرا حکم یہ ہے کہ خون کی قیمت منع ہے اور وہ پچھنے لگانے کی اُجرت ہے اور یہ نہی تنزیہہ کے لئے ہے کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اُجرت دی اگر یہ اُجرت حرام ہوتی تو آپ حجام کو اُجرت نہ دیتے۔

حدیث میں چوتھا حکم واشمہ اور موشومہ کا فعل ہے۔ اس پر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے وشم یہ ہے کہ ایک عورت دوسری عورت کے کسی عضو سے سوئی کے ساتھ چمڑا ہٹا کر اس میں سرمہ اور نیل وغیرہ بھر دیتی تھی۔ یہ

بَابٌ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ

۱۹۵۹ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْحَلِفُ مُنَفِّقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مُمْحِقَةٌ لِلْبَرَكَةِ ۔

فعل کرنے والی عورت واشمہ ہے اور کروانے والی موشومہ ہے ۔ جاہلیت کے زمانہ میں لوگ یہ کرتے تھے اس میں تغیر خلقت ہے اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور یہ فعل کرنے والی اور کروانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ۔ پانچواں حکم سود کھانا اور کھلانا ہے ۔ اس گناہ میں دونوں برابر کے شریک ہیں اگرچہ نفع ایک کو حاصل ہوتا ہے ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں پر لعنت فرمائی ہے ۔ چھٹا حکم تصویر میں ہے یہ بالاتفاق حرام ہے اور تصویر لینے والا لعنت کا مستحق ہے ۔ حدیث میں ہے قیامت کے دن تصویر لینے والوں سے کہا جائے گا وہ تصاویر میں جان ڈالیں ظاہر ہے وہ یہ نہ کر سکیں گے اور عذاب میں مبتلاء رہیں گے لیکن غیر ذی روح درخت اور پہاڑ وغیرہ کی تصویر لینا مباح ہے ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک مصور سے فرمایا جس کا پیشہ تصویر کشی تھا اگر تو نے ضرور تصویر کشی کا پیشہ اختیار کرنا ہے تو جن میں روح نہیں ان کی تصویریں لے لیا کرو ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

باب — اللہ سود کو مٹا دیتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ ہر ناشکرے اور گنہگار کو پسند نہیں کرتا ۔"

۱۹۵۹ — **ترجمہ** : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قسم مال کو رواج دیتی ہے (جلدی بک جاتا ہے) لیکن برکت ختم کر دیتی ہے ۔

۱۹۵۹ — **شرح** : "مُنَفِّقَةٌ اور مُمْحِقَةٌ" ، مصدر میمی فاعل کے لئے ہیں اور ان پر تاء مبالغہ کی ہے ۔ قسم مبتدا اور منفقہ خبر اول اور ممحقہ دوسری خبر ہے ۔ یعنی قسم کھا کر مال بیچنا اچھا نہیں کیونکہ قسم سے مال بک جاتا ہے نفع بھی حاصل ہوتا ہے اور مال زیادہ بھی ہو جاتا ہے مگر برکت ختم ہو جاتی ہے اور برکت ختم ہونے سے دنیا اور آخرت میں خسارہ کا منہ دیکھنا پڑتا ہے ۔ طبرانی نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سود اگرچہ

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْحَلْفِ فِي الْبَيْعِ

۱۹۶۰ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا هُشَيْمٌ انا الْعَوَّامُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى اَنَّ رَجُلًا اَقَامَ سِلْعَةً وَهُوَ فِي السُّوْقِ فَحَلَفَ بِاللّٰهِ لَقَدْ اُعْطِيَ بِهَا مَا لَمْ يُعْطِ لِيُوْقِعَ فِيْهَا رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَنَزَلَتْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا الْاٰيَةَ۔

بَابُ مَا قِيْلَ فِي الصَّوَّاغِ وَقَالَ طَاؤُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا قَالَ الْعَبَّاسُ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَاِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَبُيُوْتِهِمْ فَقَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ۔

زیادہ ہو مگر اس کا مال قلت ہے۔

باب — بیع میں قسم کھانا مکروہ ہے

۱۹۶۰ — **ترجمہ**: عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے سامان منڈی میں لگایا اور اللہ کی قسم کھائی کہ اس کی قیمت اس قدر ملتی ہے جو نہیں دی تاکہ کسی مسلمان کو اس میں واقع کرے (پھنسائے) تو یہ آیت نازل ہوئی۔ جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض قلیل قیمت لیتے ہیں۔

۱۹۶۰ — **شرح**: حدیث کا معنی یہ ہے کہ خریداروں کے آنے سے پہلے اس کو اس قدر رقم ملتی تھی جو لوگ اب نہیں دے رہے ہیں اور جھوٹی قسم سے سامان سامان کو بیچنا چاہا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص قیامت کے دن خسارہ میں ہوں گے۔ ایک چادر کو ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر چلنے والا دوسرا جھوٹی قسمیں کھا کر سامان بیچنے والا اور تیسرا کسی پر احسان کر کے جتلانے والا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — زرگروں کے پیشہ کے متعلق روایات

اور طاؤس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حرم کی گھاس نہ

۱۹۶۱ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ ابْنُ حُسَيْنٍ اَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَلِيًّا قَالَ كَانَتْ لِيْ شَارِفٌ نَصِيْبِيْ مِنَ الْمَغْنَمِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَانِيْ شَارِفًا مِنَ الْخُمُسِ فَلَمَّا اَرَدْتُّ اَنْ اَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعَدْتُّ رَجُلًا صَوَّاغًا مِنْ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ اَنْ يَرْتَحِلَ مَعِيَ فَنَاْتِيَ بِاِذْخِرٍ اَرَدْتُّ اَنْ اَبِيْعَهٗ مِنَ الصَّوَّاغِيْنَ وَاَسْتَعِيْنَ بِهٖ فِيْ وَلِيْمَةِ عُرْسِيْ

کاٹی جائے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا مگر اذخر کیونکہ وہ ان کے سناروں اور گھروں کے کام آتی ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر گھاس۔

شرح : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فرمایا کہ حرم کی گھاس نہ کاٹی جائے تو آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اذخر کو مستثنیٰ فرما دیجئے اور ہمیں اس کے استعمال کی اجازت دے دیں کیونکہ یہ سناروں کے کام آتی ہے اور ہم اس کو اپنے گھروں کی چھتوں پر ڈالتے ہیں۔ یہ سن کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درست ہے۔ اذخر استعمال کرنے کی لوگوں کو اجازت ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو احکامِ شرع کو حلال و حرام کرنے میں اختیار ہے۔ اور آپ کا فیصلہ خدا کا فیصلہ ہے۔

۱۹۶۱ — ترجمہ : جناب علی بن حسین زین العابدین رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ سیدی حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے ان کو خبر دی کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مالِ غنیمت میں سے مجھے ایک اونٹ حصہ میں ملا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک اور اونٹ خمس سے دیا۔ جب میں نے فاطمہ علیہا السلام بنت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصتی کرانے کا ارادہ کیا تو بنو قینقاع کے ایک زرگر سے طے کیا کہ وہ میرے ساتھ چلے اور ہم اذخر کاٹ کر لائیں۔ میرا ارادہ یہ تھا کہ اسے سناروں کے پاس فروخت کروں گا اور اپنی شادی کے ولیمہ میں اس سے لاد لاؤں گا۔

۱۹۶۱ — شرح : اس حدیث سے اذخر کی بیع اور دیگر مباح اشیاء کی بیع کا جواز ملتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ پیشہ ور شخص سے فائدہ لینا جائز ہے۔ اگرچہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو اور دعوتِ ولیمہ پاک و صاف کمائی سے کرنی چاہیے اور یہ دعوت شوہر کے ذمہ ہے۔ اس حدیث میں اشکال یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بدر کے دن مالِ غنیمت سے ایک اونٹ عطا فرمایا اور اس سے پہلے ایک اونٹ مجھ کو خمس سے ملا تھا۔ حالانکہ اہل سیر (مؤرخین) کا اس میں اتفاق ہے کہ بدر کے دن خمس نہ تھا اور اسماعیل بن اسحاق نے کہا کہ خمس غزوہ بنی نضیر کے بعد شروع ہوا جبکہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے

۱۹۶۲ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَا لِأَحَدٍ بَعْدِي وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ لَا يُخْتَلَى خَلَاهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا يُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُعَرِّفٍ فَقَالَ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِلَّا الْإِذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَلِسُقُفِ بُيُوتِنَا فَقَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَقَالَ عِكْرِمَةُ هَلْ تَدْرِي مَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا هُوَ أَنْ تُنَحِّيَهُ مِنَ الظِّلِّ وَتَنْزِلَ مَكَانَهُ قَالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ خَالِدٍ لِصَاغَتِنَا وَقُبُورِنَا۔

یہودیوں کے عہد شکن فوجیوں کے قتل کا فیصلہ کیا اور کہا کہ خمس اس کے بعد مشروع ہُوا اور بعض علماء یقین سے بیان کرتے ہیں کہ خمس بدر کے بعد مشروع ہُوا۔ تو اس صورت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اونٹ خمس سے کیسے ملا جبکہ اس وقت خمس مشروع ہی نہ تھا اس کا جواب یہ ہے کہ ہجرت کے دُوسرے سال رجب میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن جحش کو نخلہ کی طرف سپہ سالار بنا کر بھیجا اور نخلہ فتح ہُوا تو وہاں سے غنیمت کا مال لائے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان مبارک میں بدر فتح کیا تو پہلی غنیمت کو (جو نخلہ سے آئی تھی) بدر کی غنیمت سے ملا کر مجاہدین میں تقسیم کیا اور خمس علیحدہ کر لیا۔ اور حضرت علی کے ارشاد سے مراد (کہ مجھ کو غنیمت سے حصّہ ملا) جنگ بدر کی غنیمت ہے اور "أَعْطَانِي شَارِفًا مِنَ الْخُمُسِ" سے مراد عبداللہ بن جحش کا لایا ہُوا غنیمت کا مال ہے جس سے خمس علیحدہ رکھا گیا تھا۔ ابن تین نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ خمس کی آیت بدر کے روز نازل ہُوئی کیونکہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی سے پہلے بدر کے علاوہ غنیمت ہی نہ تھی اور یہ سب کچھ دو ہجری میں ہُوا اس کے بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہُوئی تھی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۱۹۶۲ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مکہ کو حرام کیا محترم ہے کسی کے لئے یہ حلال نہ ہُوا اور نہ ہی میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا اور میرے لئے صرف دن کی ایک گھڑی حلال ہُوا۔ اس کی گھاس نہ اکھیڑی جائے اس کا درخت نہ کاٹا جائے اور نہ ہی اس کا شکار بھگایا جائے اور نہ ہی وہاں کی گری ہُوئی کوئی چیز اُٹھائی جائے مگر وہ اُٹھائے جو اس کی تشہیر کرے۔ عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما نے کہا مگر ہمارے سُناروں اور گھروں کی چھت کے لئے اذخر کی اجازت دیجئے۔ آپ نے فرمایا اذخر کی اجازت ہے۔ عکرمہ نے کہا کیا جانتے ہو کہ اس کا شکار بھگانا

بَابُ ذِكْرِ الْقَيْنِ وَالْحَدَّادِ

۱۹۶۳ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا ابْنُ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ لِي عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَيْنٌ فَاَتَيْتُهُ اَتَقَاضَاهُ قَالَ لَا اُعْطِيْكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقُلْتُ لَا اَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ حَتّٰى يُمِيْتَكَ اللّٰهُ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ دَعْنِي حَتّٰى اَمُوْتَ وَ اُبْعَثَ فَسَاُوْتٰى مَالًا وَّ وَلَدًا فَاَقْضِيْكَ فَنَزَلَتْ اَفَرَاَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا۔

کیا ہے وہ یہ ہے کہ اس کو سایہ سے ہٹا دے اور اس کی جگہ تم لے لو۔ عبدالوہاب نے خالد سے یہ روایت کی ہے کہ ہمارے سناروں اور ہماری قبروں کے لئے اذخر کی اجازت دیجئے (حدیث ۱۱۱ اور ۱۷۱۶ کی شرح دیکھیں)

باب لوہار کا ذکر

۱۹۶۳ ـــــ ترجمہ : خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے کہا میں جاہلیت کے زمانہ میں لوہار تھا اور عاص بن وائل پر میرا کچھ قرض تھا میں اس کے پاس گیا کہ قرض کا مطالبہ کروں تو اس نے کہا میں تجھے قرض نہیں دوں گا حتی کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے۔ میں نے کہا میں آپ کا انکار نہیں کروں گا حتی کہ اللہ تجھے مارے پھر تو اٹھایا جائے (زندہ ہو) اس نے کہا پھر مجھے چھوڑ حتی کہ میں مروں گا اور زندہ اٹھایا جاؤں گا اور مجھے مال و اولاد دی جائے گی تو تیرا قرضہ ادا کردوں گا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی " کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیات کا انکار کیا اور کہا مجھے مال اور اولاد دی جائے گی اس نے غیب پر اطلاع پالی ہے یا اللہ سے عہد لے رکھا ہے۔

۱۹۶۳ ـــــ شرح : حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ لوہار تھے اور عاص بن وائل کا کام اجرت پر کرتے تھے۔ عاص اس کی اجرت میں تاخیر کرتا رہا ایک دن وہ اجرت کا مطالبہ کرنے آئے اور سختی سے مطالبہ کیا اور کہا جب تک میرا قرض ادا نہ کرے گا۔ میں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔ عاص نے کہا اے خباب پہلے تو تم اس قدر سختی نہیں کرتے تھے۔ حضرت خباب نے کہا اس وقت میں تیرے دین میں تھا اور آج دین اسلام میں آگیا ہوں اور میں مسلمان ہوں۔ عاص نے کہا مسلمان یہ کہتے ہیں اور ان کا یہ عقیدہ ہے کہ جنت میں سونا۔ چاندی اور ریشم ہے۔ خباب نے کہا یقیناً ایسا ہی ہے۔ عاص بن وائل نے کہا پھر مجھے چھوڑ دیں جنت

بَابُ الْخَيَّاطِ

۱۹۶۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ذٰلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا وَمَرَقًا فِيهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيدٌ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَيِ الْقَصْعَةِ قَالَ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمَئِذٍ ۔

میں جا کر تمہارا سارا قرض ادا کر دوں گا اُس نے از روئے مذاق یہ کہا اور پھر یہ کہا اگر یہی بات ہے تو خدا کی قسم جنت میں میرا حصہ تم سے بہتر ہے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۔

اس حدیث میں اشکال یہ ہے کہ عاص نے خباب سے کہا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر تو حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے کہا میں کفر نہیں کروں گا حتی کہ تو مر جائے اور پھر قبر سے اُٹھایا جائے ۔ حضرت خباب کے جواب سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کفر کو غایت کے ساتھ معین کر رہے ہیں جس کا معنیٰ یہ ہے کہ تیرے مرنے اور اُٹھنے کے بعد میں انکار کرونگا بھلا صحابی سے یہ کیسے متصور ہو سکتا ہے حالانکہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا ایمان قوی تر تھا وہ کفر کی مدت کیسے متعین کر سکتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے کفر کی مدت کی تعیین نہیں کی اُنھوں نے اپنا کلام عاص بن وائل کے اعتقاد کے مطابق جاری رکھا کیونکہ عاص کا عقیدہ تھا کہ مرنے کے بعد اُٹھنا محال ہے ۔ گویا حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے کہا تیرہ عقیدہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد اُٹھنا محال ہے تو میرا انکار کرنا محال ہے کیونکہ ایک محال دوسرے محال کو مستلزم ہوتا رہتا ہے یعنی میں ہمیشہ کے لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہیں کروں گا اور آپ کی غلامی میں فوت ہوں گا بعض علماء نے اور بھی جواب ذکر کئے ہیں لیکن مجھے یہی جواب پسند ہے ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوح محفوظ میں نظر کرنا اور غیب پر اطلاع پانا ممکن ہے کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں ذکر کیا ہے کیا اُس نے لوح محفوظ میں نظر کر لی ہے ؟ اور مجاہد نے یہ تفسیر کی ہے کیا اُس نے غیب پر اطلاع پالی ہے حتی کہ جنت کے احوال کو جان لیا ہے ؟ نیز یہ معلوم ہوا کہ قرض کے مطالبہ میں سختی کرنا جائز ہے جبکہ مقروض حق کی مخالفت کرے اور ظلم و دشمنی ظاہر کرے ۔

باب — درزی کا ذکر

۱۹۶۴ — حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ایک درزی نے سید عالم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۹۶۵ **بَابُ النَّسَّاجِ**

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ بِبُرْدَةٍ قَالَ أَتَدْرُونَ مَا الْبُرْدَةُ فَقِيلَ لَهُ نَعَمْ هِيَ الشَّمْلَةُ مَنْسُوجٌ فِي حَاشِيَتِهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي نَسَجْتُ هٰذِهِ بِيَدِي أَكْسُوكَهَا فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا إِزَارُهُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اكْسُنِيهَا فَقَالَ نَعَمْ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ رَجَعَ فَطَوَاهَا ثُمَّ أَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ مَا أَحْسَنْتَ سَأَلْتَهَا إِيَّاهُ وَلَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ سَائِلًا فَقَالَ الرَّجُلُ وَاللّٰهِ مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِتَكُونَ كَفَنِي يَوْمَ أَمُوتُ قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنَهُ

کو کھانے کی دعوت دی جو اُس نے آپ کے لئے پکایا۔ انس بن مالک نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے کی دعوت پر گیا اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روٹی اور شوربا جس میں کدو تھا اور خشک گوشت جو بھنا ہوا تھا لا کر رکھا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ پیالہ کے کونوں میں کدو تلاش کرتے تھے۔ اس لئے میں اس دن سے ہمیشہ کدو کو پسند کرتا رہا ہوں۔

۱۹۶۴ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دعوت قبول کرنا مسنون ہے۔ اور جو پیالہ آپ کے پاس لایا گیا تھا وہ صرف آپ کے لئے تھا اگر اور کوئی اس میں شریک ہو تو مستحب یہ ہے کہ اپنے آگے سے کھائے۔ اس حدیث سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی محبت معلوم ہوتی ہے کہ وہ ہر اس شئے سے محبت کرتے تھے جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب ہوتی تھی۔ علماء احناف کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کدو سے محبت کرتے تھے اگر کوئی یہ کہے کہ مجھ کو کدو سے محبت نہیں اس پر کفر کا خطرہ ہے۔ نیز سلائی پر اُجرت لینا جائز ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — جولاہے کا ذکر

۱۹۶۵ — ترجمہ : ابوحازم نے کہا میں نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ایک عورت چادر لے کر آئی۔ سہل نے کہا تم جانتے ہو کہ بردہ کیا ہے

بَابُ النَّجَّارِ

۱۹۶۶ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ اَبِي حَازِمٍ قَالَ اَتَى رِجَالٌ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ يَسْئَلُوْنَهُ عَنِ الْمِنْبَرِ فَقَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى فُلَانَةَ امْرَأَةٍ قَدْ سَمَّاهَا سَهْلٌ اَنْ مُرِيْ غُلَامَكِ النَّجَّارَ يَعْمَلُ لِيْ اَعْوَادًا اَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ اِذَا كَلَّمْتُ النَّاسَ فَاَمَرَتْهُ يَعْمَلُهَا مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَةِ ثُمَّ جَاءَ بِهَا فَاَرْسَلَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا فَاَمَرَ بِهَا فَوُضِعَتْ فَجَلَسَ عَلَيْهَا۔

تو لوگوں نے کہا ہاں یہ بڑی چادر ہے جس کے کنارے بنے ہوئے ہیں۔ اس عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اس کو اپنے ہاتھوں سے بُنا ہے۔ تاکہ آپ کو پہناؤں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لے لیا اس حال میں کہ آپ کو اس کی ضرورت تھی۔ آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور وہ چادر آپ کی تہ بند تھی لوگوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ آپ مجھے عنایت کر دیں آپ نے فرمایا ہاں (لے لو) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجلس شریف میں بیٹھے پھر واپس تشریف لے گئے اور چادر کو لپیٹ کر اس شخص کے پاس بھیج دیا لوگوں نے اس سے کہا تو نے اچھا نہیں کیا تو نے آپ سے چادر مانگی حالانکہ تو جانتا ہے کہ آپ سائل کو واپس نہیں کرتے تو اس مرد نے کہا میں نے آپ سے چادر اس لئے ہی مانگی ہے کہ جس دن میں مروں میرا کفن یہ چادر ہو سہل نے کہا وہ چادر اس کا کفن بنی۔

۱۹۶۵ــ شرح: "بردہ" مربع چادر ہے اسے اعراب پہنتے ہیں "شملہ" بڑی چادر ہے۔ حدیث میں مذکور ہے کہ جولاہے کا پیشہ حلال کسب ہے اور موت سے پہلے کفن تیار کر لینا جائز ہے۔ اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بہت بڑے سخی تھے کہ چادر کی ضرورت ہوتے ہوئے وہ سائل کو عنایت کر دی۔ حدیث ۱۲۰۶ کی شرح دیکھیں۔

باب ــ ترکھان کا ذکر

۱۹۶۶ــ ترجمہ: ابو حازم رضی اللہ عنہ نے کہا لوگ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس اس حال میں آئے کہ ان میں سے منبر سے متعلق سوال کرتے تھے۔ انہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں عورت کو پیغام بھیجا سہل نے اس کا نام ذکر کیا کہ اپنے

۱۹۶۷ ـــــ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ اَيْمَنَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اَجْعَلُ لَكَ شَيْئًا تَقْعُدُ عَلَيْهِ فَاِنَّ لِيْ غُلَامًا نَجَّارًا اِنْ شِئْتَ قَالَ اِنْ شِئْتِ قَالَ فَعَمِلَتْ لَهُ الْمِنْبَرَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ قَعَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ الَّذِيْ صُنِعَ فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِيْ كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتّٰى كَادَتْ اَنْ تَنْشَقَّ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَخَذَهَا فَضَمَّهَا اِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَئِنُّ اَنِيْنَ الصَّبِيِّ الَّذِيْ يُسَكَّتُ حَتّٰى اسْتَقَرَّتْ قَالَ بَكَتْ عَلٰى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ

غلام ترکھان کو کہو کہ وہ میرے لئے لکڑیاں (منبر) بنادے میں ان پر بیٹھوں جبکہ لوگوں سے خطاب کروں اُس نے غلام کو حکم دیا کہ غابہ کے جھاؤ کا منبر بنادے۔ چنانچہ وہ منبر لے کر آیا تو اُس عورت نے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج دیا آپ نے حکم دیا اور وہ (ایک جگہ) رکھا گیا تو آپ اس پر بیٹھے۔

۱۹۶۷ ـــــ ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری عورت نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ! کیا میں آپ کے لئے کوئی شی تیار نہ کروں جس پر آپ بیٹھیں کیونکہ میرا ایک غلام ترکھان ہے آپ نے فرمایا اگر چاہتی ہو (تو بناؤ) اُس نے آپ کے لئے منبر بنایا جب جمعہ کا روز آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس منبر پر تشریف فرما ہوئے جو بنایا گیا تھا اور کھجور کا ستون (ستون حنانہ) جس کے پاس آپ خطاب فرمایا کرتے تھے چیخنے لگا اور قریب تھا کہ وہ پھٹ جائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اُترے اور اس کو اپنے گلے لگا لیا وہ تنہ اس چھوٹے بچے کی طرح رونے لگا جس کو چپ کرایا جاتا ہے حتی کہ وہ خاموش ہوگیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کھجور کا تنہ اس لئے رویا کہ یہ ذکر سنا کرتا تھا۔

۶۶-۱۹۶۷ ـــــ شرح : اس ترکھان کے نام میں اختلاف ہے۔ عباس بن سہل نے اپنے باپ سے روایت کی کہ مدینہ منورہ میں ایک ہی ترکھان تھا جس کو میمون کہا جاتا ہے مگر عورت کا نام معلوم نہیں لیکن وہ انصاریہ ہے۔ ابن تین نے مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا آزاد کردہ غلام تھا۔ ہوسکتا ہے کہ وہ دراصل ان کی بیوی کا غلام ہو اور ان کی طرف مجازاً منسوب ہو ان کی بیوی کا نام فکیہہ بنت عُبید بن دلیم ہے وہ ان کے چچا کی بیٹی ہے ہوسکتا ہے وہی عورت مراد ہو لیکن اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں ابن عُیینہ سے روایت کی ہے کہ وہ بنو بیاضہ کا غلام ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ بعض علماء نے اس کا نام

بَابُ شِرَی الْاِمَامِ الْحَوَائِجَ بِنَفْسِهٖ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اشْتَرَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَمَلاً مِنْ عُمَرَ وَاشْتَرَی ابْنُ عُمَرَ بِنَفْسِهٖ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ جَاءَ مُشْرِکٌ بِغَنَمٍ فَاشْتَرَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَاةً وَاشْتَرٰی مِنْ جَابِرٍ بَعِیْرًا۔

۱۹۶۸ —— حَدَّثَنَا یُوْسُفُ بْنُ عِیْسٰی ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اشْتَرٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ یَهُوْدِیٍّ طَعَامًا بِنَسِیْئَةٍ وَرَهَنَهٗ دِرْعَهٗ۔

عائشہ ذکر کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ حضرت سہل رضی اللہ عنہ کی مراد یہی عورت ہو جس کا اُنھوں نے نام ذکر کیا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ منبر پر نماز پڑھنی جائز ہے اور نماز میں عمل یسیر جائز ہے۔
علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ستون کا رونا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق کے باعث تھا۔ علامہ عینی رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ ستون کے پاس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیا کرتے تھے جب منبر بنایا گیا اور آپ منبر پر تشریف لے گئے تو ستون رونے لگا اور مسجد میں موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کے رونے کی آواز سُنی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اُتر کر اس کے پاس تشریف لائے اور اس پر دستِ شفقت رکھا تو وہ خاموش ہو گیا یہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جن اشیاء میں رُوح نہیں وہ بھی سُوجھ بُوجھ رکھتی ہیں مگر وہ کلام نہیں کرتیں جب تک ان کو اجازت حاصل نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب —— اپنی ضرورت کی اشیاء خریدنا

ترجمۃ الباب : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق سے اونٹ خریدا اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کہا ایک مُشرک بکریاں لے کر آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ایک بکری خریدی اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اُونٹ خریدا۔

۱۹۶۸ —— ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے ادھار طعام خریدا اور اس کے پاس اپنی زرہ رہن رکھی

۱۹۶۸ —— شرح : اس باب سے مقصد یہ ہے کہ خرید و فروخت کرنا انسانی مروّت کے خلاف نہیں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم امت کے لئے خرید و فروخت کی تاکہ یہ ان کے لئے مشروع ہو اور اس میں تواضع اور انکساری کا اظہار ہے۔

بَابُ شِرَى الدَّوَابِّ وَالْحَمِيرِ وَإِذَا اشْتَرَى دَابَّةً أَوْ جَمَلاً وَهُوَ عَلَيْهِ هَلْ يَكُونُ ذٰلِكَ قَبْضًا قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ بِعْنِيهِ يَعْنِي جَمَلاً صَعْبًا ۔

۱۹۶۹ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ وَهْبِ ابْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَأَبْطَأَ بِي جَمَلِي وَأَعْيَا فَأَتَى عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا شَأْنُكَ قُلْتُ أَبْطَأَ عَلَيَّ جَمَلِي وَأَعْيَا فَتَخَلَّفْتُ فَنَزَلَ يَحْجُنُهُ بِمِحْجَنِهِ ثُمَّ قَالَ ارْكَبْ فَرَكِبْتُ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَكُفُّهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ أَفَلَا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قُلْتُ إِنَّ لِي أَخَوَاتٍ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ امْرَأَةً تَجْمَعُهُنَّ وَتَمْشُطُهُنَّ وَتَقُومُ عَلَيْهِنَّ قَالَ أَمَا إِنَّكَ قَادِمٌ فَإِذَا قَدِمْتَ فَالْكَيْسَ الْكَيْسَ ثُمَّ قَالَ أَتَبِيعُ جَمَلَكَ قُلْتُ نَعَمْ فَاشْتَرَاهُ مِنِّي بِأُوقِيَةٍ ثُمَّ قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلِي وَقَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ فَجِئْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَجَدْتُهُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ قَالَ الْآنَ قَدِمْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَدَعْ جَمَلَكَ وَادْخُلْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ فَأَمَرَ بِلَالًا أَنْ يَزِنَ لِي أُوقِيَةً فَوَزَنَ لِي بِلَالٌ فَأَرْجَحَ لِي فِي الْمِيزَانِ فَانْطَلَقْتُ حَتَّى وَلَّيْتُ فَقَالَ ادْعُوا لِي جَابِرًا قُلْتُ الْآنَ يَرُدُّ عَلَيَّ الْجَمَلَ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْهُ قَالَ خُذْ جَمَلَكَ وَلَكَ ثَمَنُهُ ۔

باب ـــ چوپاؤں اور گدھوں کا خریدنا

ترجمۃ الباب : جب کوئی شخص جانور یا اونٹ خریدے اور وہ اس پر سوار ہو تو کیا اس کے اُترنے سے پہلے خریدار کا قبضہ ہوگا؟ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق سے فرمایا یہ سرکش اونٹ میرے ہاتھ فروخت کردو۔

۱۹۶۹ —— ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں ایک جنگ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا میرا اونٹ سست پڑ گیا اور
اور عاجز ہو گیا میرے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا تم جابر ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا تمہارا حال کیسا ہے۔ میں نے عرض کیا میرا اونٹ سست پڑ گیا ہے اور (چلنے سے) عاجز ہو گیا ہے۔ اس لئے میں پیچھے رہ گیا ہوں۔ آپ سواری سے اترے اور اسے اپنی چھڑی سے مارا پھر فرمایا سوار ہو جاؤ میں سوار ہو گیا میں نے اس کو تیز چلتے دیکھا تو اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بڑھنے سے روکتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے جابر) تم نے شادی کر لی ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کنواری عورت سے شادی کی ہے یا ثیبہ سے میں نے عرض کیا ثیبہ سے شادی کی ہے۔ آپ نے فرمایا کنواری عورت سے شادی کیوں نہیں کی؟ کہ تو اس سے کھیلتا اور وہ تیرے ساتھ کھیلتی میں نے عرض کیا میری ہمشیرگان ہیں میں نے چاہا ایسی عورت سے شادی کروں جو ان کو اکٹھا رکھے ان کی کنگھی کرے اور ان کا انتظام کرے آپ نے فرمایا تم گھر جانے والے ہو جب گھر پہنچو تو دانائی سے کام لو۔ پھر فرمایا کیا تم اپنا اونٹ فروخت کرو گے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! تو آپ نے مجھ سے چند اوقیہ میں اونٹ خرید لیا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے پہلے تشریف لے آئے اور میں صبح کو آیا ہم مسجد میں حاضر ہوئے تو میں نے آپ کو مسجد کے دروازے پر پایا آپ نے فرمایا اب آئے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں آپ نے فرمایا اپنے اونٹ کو چھوڑ دو اور مسجد میں داخل ہو اور دو رکعت نماز پڑھو۔ میں مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ مجھے اوقیہ چاندی تول دے تو بلال نے چاندی تول دی۔ اور وزن میں اضافہ کیا میں چلا حتی کہ آپ سے پھرا تو فرمایا میرے پاس جابر کو بلا لاؤ۔ میں نے خیال کیا اب آپ میرا اونٹ مجھے واپس کر دیں گے اور اس سے مجھے کوئی چیز زیادہ ناپسند نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا اونٹ لے لو اور اس کی قیمت بھی تمہارے لئے ہے۔

۱۹۶۹ —— شرح : امام بخاری نے ایک کتاب میں ذکر کیا کہ "کیس" کا معنی بچہ ہے اس کی دو وجہیں ہیں ایک یہ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر کو بچہ کی ترغیب دلائی کیونکہ اس وقت جابر کا کوئی بچہ نہ تھا اور دانائی برتنے کا رلانے کی رغبت دلائی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ نے حضرت جابر کو احتیاط کی ترغیب دلائی جبکہ وہ اپنی بیوی کے پاس جائیں کیونکہ ممکن ہے وہ حیض کی حالت میں ہو اور جابر زیادہ مدت باہر رہنے کے باعث جلدی سے اس حالت میں جماع کر لیں۔ کیس کا معنی کسی شئی کی سخت حفاظت کرنا ہے بعض علماء نے کہا یہاں کیس کا معنی جماع ہے یا عقل ہے۔ گویا کہ آپ نے طلب ولد کی عقل سے تعبیر کی۔ اوقیہ چالیس درہم کی ہوتی ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ حدیث کا مضمون باب کے عنوان کے مطابق نہیں کیونکہ حدیث میں اونٹ کا ذکر ہے جبکہ باب کے عنوان میں چوپاؤں اور گدھوں کی خرید کا ذکر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اونٹ کی خریداری پر گدھوں وغیرہ کی خریداری کو قیاس کر لیا گیا ہے۔ یا "دواب" سے مراد وہ جانور ہیں جو زمین پر چلتے ہوں اور حمیر کا دواب پر عطف خاص کا عام پر عطف ہے اور اونٹ بھی زمین پر چلتا ہے لہٰذا حدیث عنوان کے مطابق ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک

بَابُ الْاَسْوَاقِ الَّتِیْ كَانَتْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَتَبَایَعَ بِهَا النَّاسُ فِی الْاِسْلَامِ

۱۹۷۰ — حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ عُكَاظُ وَمَجَنَّةُ وَذُو الْمَجَازِ اَسْوَاقًا فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَلَمَّا كَانَ الْاِسْلَامُ تَاَثَّمُوْا مِنَ التِّجَارَةِ فِیْهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ فِیْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ قَرَاَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَذَا۔

سے بیع کا مطالبہ کرنا جائز ہے اور بزرگوں کو اپنے عقیدتمندوں کے حالات دریافت کرنا اور ان کی ضروریات کا خیال رکھنا مستحب ہے اور سفر سے واپسی پر مسجد میں پہلے آنا چاہیئے اور اس میں نماز ادا کرنی چاہیئے اور حقوق کے ادا کرنے میں وکالت جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — وہ منڈیاں جہاں جاہلیت کے زمانہ میں خرید و فروخت ہوتی تھی تو وہاں لوگوں نے اسلام کے زمانہ میں خرید و فروخت کی۔

۱۹۷۰ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ عکاظ[1]، مجنہ[2] اور ذوالمجاز[3] جاہلیت کے زمانہ کی منڈیاں تھیں جب اسلام کا زمانہ آیا تو لوگوں نے ان میں تجارت کو گناہ سمجھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "حج کے زمانہ میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔ ایسا ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پڑھا ہے۔

۱۹۷۰ — شرح: یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ قرأت ہے جبکہ انھوں نے آیت میں "فی مواسم الحج" پڑھا ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ انھوں نے "اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ"، کو آیت میں شامل نہیں کیا جبکہ یہ قرأت متواتر ہے اس کے عدم شمول کا امکان ہی نہیں۔ قولہ تَاَثَّمُوْا"، اس کا معنیٰ یہ ہے کہ انھوں نے گناہ سے بچنا چاہا جبکہ وہ ان دنوں میں تجارت گناہ سمجھتے تھے اور تجارت کے سبب گناہ حاصل ہونے سے انھوں نے احتراز کیا۔ حدیث ۱۶۵۶ کی شرح دیکھیں۔

بَابُ شِرَى الْإِبِلِ الْهِيمِ اَوِ الْاَجْرَبِ الْهَائِمُ الْمُخَالِفُ لِلْقَصْدِ فِي كُلِّ شَيْءٍ

۱۹۷۱ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ قَالَ عَمْرٌو كَانَ هٰهُنَا رَجُلٌ اسْمُهٗ نَوَّاسٌ وَكَانَتْ عِنْدَهٗ اِبِلٌ هِيْمٌ فَذَهَبَ ابْنُ عُمَرَ فَاشْتَرٰى تِلْكَ الْاِبِلَ مِنْ شَرِيْكٍ لَهٗ فَجَاءَ اِلَيْهِ شَرِيْكُهٗ فَقَالَ بِعْنَا تِلْكَ الْاِبِلَ فَقَالَ مِمَّنْ بِعْتَهَا فَقَالَ مِنْ شَيْخٍ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ وَيْحَكَ ذَاكَ وَاللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ فَجَاءَهٗ فَقَالَ اِنَّ شَرِيْكِيْ بَاعَكَ اِبِلًا هِيْمًا وَلَمْ يَعْرِفْكَ قَالَ فَاسْتَقْهَا قَالَ فَلَمَّا ذَهَبَ يَسْتَاقُهَا فَقَالَ دَعْهَا رَضِيْنَا بِقَضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى سَمِعَ سُفْيٰنُ عَمْرًوا۔

باب — پیاس والے اور خارشی اُونٹ کا خریدنا

ھائم - وہ ہے جو ہر شئی میں میانہ روی کا خلاف کرے (سرکش اونٹ)

۱۹۷۱ — ترجمہ : عمرو نے کہا یہاں ایک آدمی تھا جس کا نام نواس تھا اس کے پاس اونٹ تھے جن کی پیاس ختم نہ ہوتی تھی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما گئے اور اس کے ایک شریک سے اونٹ خرید لائے پھر اس کے پاس اس کا شریک آیا اور کہنے لگا کہ ہم نے تو وہ اونٹ فروخت کر دیئے ہیں اُس نے کہا کس کے ہاتھ فروخت کئے ہیں۔ جواب دیا کہ فلاں بزرگ سے فروخت کئے ہیں جس کی شکل وصورت کچھ ایسی ایسی ہے تو اُس نے اپنے شریک سے کہا تیرے لئے خرابی ہو اللہ کی قسم! وہ تو عبداللہ بن عمر ہے (جس کے ہاتھ اونٹ فروخت کئے) وہ شخص عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا میرے شریک نے آپ کے ہاتھ پیاس والے اونٹ فروخت کر دیئے ہیں اور اُس نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ عبداللہ بن عمر نے کہا ان کو ہانک کر لے جاؤ جب وہ ہانک کر لے جانے لگا تو عبداللہ بن عمر نے کہا ان کو چھوڑ دو ہم جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ سے خوش ہیں کہ ایک شئی کا مرض دوسرے کو نہیں لگتا سفیان نے عمرو سے سماعت کی ہے۔

۱۹۷۱ — شرح : ھِیم - ہائم کی جمع ہے۔ ہائم وہ اُونٹ ہے جو میانہ روی کا خلاف کرے اور اجرب خارشی اونٹ ہے۔ اِبل - اسم جنس ہے اس کی وصف جمع اور مفرد آسکتی ہے اسی لئے باب میں ھیم کو جمع اور اجرب کو مفرد ذکر کیا ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا۔ "ھِیم" آھیم"، کی جمع ہے اور "آھیم"، ھَیماء" کی مؤنث ہے۔ اور ھیماء وہ اونٹ ہے جس کو استسقاء کا مرض

بَابُ بَيْعِ السِّلَاحِ فِي الْفِتْنَةِ وَغَيْرِهَا وَكَرِهَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ بَيْعَهُ فِي الْفِتْنَةِ

۱۹۷۲ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ ابْنِ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَيْنٍ فَأَعْطَاهُ يَعْنِي الدِّرْعَ فَبِعْتُ الدِّرْعَ فَابْتَعْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِي بَنِي سَلِمَةَ فَإِنَّهُ أَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الْإِسْلَامِ۔

ہو یعنی اس کی پیاس ختم نہ ہوتی ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فیصلہ ارشاد ہے کہ "عدویٰ اور طیرہ" کوئی شئی نہیں لہٰذا میں آپ کے فیصلہ سے راضی ہونے کے باعث یہ اونٹ خرید کر لیے ہیں۔ اور ان سے مرض دوسرے اونٹوں کی طرف متجاوز نہیں ہوگا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ فتنہ و فساد کے زمانہ میں ہتھیار فروخت کرنا

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فتنہ کے زمانہ میں ہتھیار کی فروخت کو مکروہ سمجھا۔

۱۹۷۲ ـــ ترجمہ: ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ حنین کے سال نکلے آپ نے ایک زرہ عطا فرمائی۔ تو میں نے اس کے عوض بنی سلمہ میں ایک باغ خرید کیا۔ وہ سب سے پہلا مال ہے جو میں نے اسلام میں حاصل کیا۔

۱۹۷۲ ـــ شرح: یہ حدیث طویل حدیث کا حصہ ہے اس میں یہ ہے کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے ایک کافر کو قتل کیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مقتول کا سارا سامان دیا جس میں یہ زرہ بھی اُنھوں نے اس زرہ کو فروخت کر کے بنی سلمہ میں ایک باغ خریدا۔ کتاب المغازی حنین میں پوری حدیث مذکور ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب میں عنوان کی خبر ذکر نہیں کی کیونکہ اُنھوں نے باب میں مذکورہ اثر اور حدیث پر ہی اکتفاء کی ہے جیسا کہ بخاری کی عادت ہے کہ فتنہ فساد کے زمانہ میں ہتھیاروں کا بیچنا مکروہ ہے۔ کیونکہ اس طرح خریدار کی اعانت ہوتی ہے جبکہ خریدار کا حال مشتبہ ہو کہ وہ حق پر ہے یا باغی ہے اور اگر اس بات کا یقین ہو جائے کہ خریدار حق پہ ہے تو اس کے پاس ہتھیار بیچنے میں کوئی حرج نہیں۔

بَابٌ فِي الْعَطَّارِ وَبَيْعِ الْمِسْكِ

۱۹۷۳ — حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا اَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ اَبَا بُرْدَةَ بْنَ اَبِيْ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيْسِ السُّوْءِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ وَكِيْرِ الْحَدَّادِ لَا يَعْدَمُكَ مِنْ صَاحِبِ الْمِسْكِ اِمَّا اَنْ تَشْتَرِيَهُ وَاِمَّا تَجِدُ رِيْحَهُ وَكِيْرُ الْحَدَّادِ يُحْرِقُ بَيْتَكَ اَوْ ثَوْبَكَ اَوْ تَجِدُ مِنْهُ رِيْحًا خَبِيْثَةً ۔

اور فتنہ و فساد کے زمانہ کے بغیر ہتھیار بیچنے میں کوئی حرج نہیں حُنَیْن وادی ہے جو مکہ مکرمہ سے تین میل دُور ہے ۔ آٹھ ہجری میں حُنَیْن کی جنگ ہوئی جس میں مسلمانوں کو بہت مال غنیمت میں ملا ۔ بنی سلمہ انصار کا ایک قبیلہ ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب عطّار کے متعلق اور مشک کا فروخت کرنا

۱۹۷۳ — ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا نیک ساتھی اور بُرے ساتھی کی مثال مشک والے اور لوہار کی بھٹی کی سی ہے ۔ کستوری والے سے کوئی شئی تجھ سے معدوم نہ ہوگی تو اس سے کستوری خریدے گا یا اس کی خوشبو پائے گا اور بھٹی والا تیرا بدن یا کپڑا جلائے گا یا تو اس سے بدبُودار ہُوا پائے گا ۔

۱۹۷۳ — شرح : اس حدیث میں بُرے ساتھی کی مجلس سے ممانعت ہے کیونکہ بُرے لوگوں کا ماحول عموماً بُرا بنا دیتا ہے ۔ اور نیک ساتھی کی مجلس اختیار کرنے کی ترغیب دلائی ہے ۔ حدیث شریف میں ہے انسان اپنے دوست کے دین پر لبیک کرتا ہے اس کو دیکھ بھال کے بعد اچھا دیندار دوست اختیار کرنا چاہیئے ۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کستوری پاک ہے ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پاکیزہ ترین فرمایا ہے آپ خوشبو بہت استعمال فرماتے تھے ۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے خوشبو کے استعمال پر اجماع ذکر کیا ہے ۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مہلّب کا قول ذکر کیا کہ دراصل مشک حرام ہے کیونکہ یہ خون ہے ۔ لیکن جب خون کی مکروہ حالت متغیر ہوگئی اور وہ جم کر مہکنے لگا تو حلال اور پاکیزہ ہوگئی اور اس کا حکم بدل گیا جیسے شراب حرام ہے مگر جب اس کی مکروہ حالت متغیر ہو جائے اور وہ سرکہ بن جائے تو حلال اور پاکیزہ ہو جاتی ہے

بَابُ ذِكْرِ الْحَجَّامِ

۱۹۷۴ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ حَجَمَ اَبُوْطَيْبَةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَلَهٗ بِصَاعٍ مِّنْ تَمْرٍ وَّاَمَرَ اَهْلَهٗ اَنْ يُّخَفِّفُوْا مِنْ خَرَاجِهٖ ۔

۱۹۷۵ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا خَالِدٌ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَعْطَى الَّذِيْ حَجَمَهٗ وَلَوْ كَانَ حَرَامًا لَمْ يُعْطِهٖ ۔

اور یہ کہنا کہ یہ زندہ حیوان سے جدا کی جاتی ہے جیسے نافجہ کہتے ہیں اور یہ مردار ہے پلید ہے صحیح نہیں کیونکہ زندہ حیوان سے اس کا جدا ہونا ایسا ہے جیسے بچہ اور انڈا حیوان سے باہر آتا ہے اسی طرح دودھ زندہ حیوان سے نکالا جاتا ہے اور یہ پاک ہیں لہذا حیوان سے جدا کردہ شئی پر اس کو قیاس کرنا صحیح نہیں کیونکہ جو شئی حیوان سے جدا ہو اور اس سے خون بہے وہ پلید ہوتی ہے اور نافجہ کا یہ حال نہیں کیونکہ یہ رگڑنے سے گر پڑتی ہے جیسے بال رگڑنے سے گر پڑتے ہیں لہذا یہ بھی بالوں کی طرح پاک ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ پچھنے لگانے والے کا بیان

۱۹۷۴ــــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ابوطیبہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پچھنے لگائے تو آپ نے اس کو کھجور کا ایک صاع (۴/۱ ۴ سیر) دینے کا حکم دیا۔ اور اس کے مالک کو حکم دیا کہ اس کے خراج میں کمی کر دے۔

۱۹۷۵ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور جس نے آپ کو پچھنے لگائے اس کو اجرت دی اگر پچھنے لگوانے حرام ہوتے تو آپ اس کو اجرت نہ دیتے!

۱۹۷۴ــــ ۱۹۷۵ــــ شرح : ابوطیبہ کا نام نافع ہے وہ محیصہ بن مسعود انصاری کا غلام تھا۔ حدیث میں خراج سے مراد یومیہ ٹیکس ہے جو مالک اپنے غلام پر مقرر کرتا ہے۔ ابوطیبہ سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ تمہارا خراج کتنا

بَابُ التِّجَارَةِ فِيمَا يُكْرَهُ لُبْسُهُ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ

۱۹۷۶ —— حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ حَفْصٍ عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عُمَرَ بِحُلَّةِ حَرِيرٍ أَوْ سِيَرَاءَ فَرَآهَا عَلَيْهِ فَقَالَ إِنِّي لَمْ أُرْسِلْ بِهَا إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا إِنَّمَا يَلْبَسُهَا مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ إِنَّمَا بَعَثْتُ لِتَسْتَمْتِعَ بِهَا يَعْنِي تَبِيعُهَا۔

ہے اُس نے کہا تین صاع ہے ۔ آپ نے اس سے ایک صاع کم کرنے کا حکم فرمایا اگر یہ سوال ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسب حجام سے منع فرمایا ہے چنانچہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسناد سے روایت کی کہ ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پچھنے لگانے کی اُجرت کے متعلق عرض کیا تو آپ نے اس کو منع کر دیا اُس نے پھر پوچھا تو آپ نے منع فرما دیا اُس نے پھر دریافت کیا تو آپ نے اس کو پچھنے لگانے کی اُجرت کھانے سے منع فرما دیا حتیٰ کہ آپ نے فرمایا یہ اُجرت اپنے اُونٹ کو کھلا دو یا اپنے غلام کو کھلا دو ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسب حجام حرام ہے اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ یہ اپنے غلام یا اونٹ کو کھلا دو اس کی اباحت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ جو مال حرام ہو وہ غلام اور اُونٹ کو کھلانا جائز نہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے غلاموں کو وہ کھلاؤ جو خود کھاتے ہو جب محیصہ کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ کسب حجام غلام یا اونٹ کو کھلا دے تو اس کا معنیٰ یہ ہے کہ یہ اُجرت حلال ہے اور جس حدیث میں اس کی ممانعت ہے وہ منسوخ ہے اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طیبہ کو پچھنے لگوانے کی اُجرت دی ۔ امام ابو حنیفہ، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے بعض علماء اس کو نہی تنزیہہ پر محمول کرتے ہیں ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب —— ان اشیاء کی تجارت کرنا جن کا پہننا مردوں اور عورتوں کے لئے حرام ہے !"

۱۹۷۶ —— ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ریشمی جوڑا بھیجا آپ نے وہ ان پر دیکھا تو فرمایا میں نے یہ تمہارے پاس اس لئے نہیں بھیجا تھا کہ اس کو پہنو اس کو وہی شخص پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ۔ میں نے تو صرف اس لئے بھیجا تھا کہ اس سے فائدہ اُٹھاؤ اور فروخت کر دو حُلّہ یعنی

۱۹۷۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَآهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْهُ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهِ مَاذَا اَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قَالَتْ قُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُعَذَّبُوْنَ فَيُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ هٰذِهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۔

کی دو چادریں ہیں۔ باب میں مذکور " لبس" سے مراد استعمال ہے۔ جمعہ کے دن عمدہ کپڑے پہننے کے باب میں اس کی شرح دیکھیں)

۱۹۷۷ — ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک تکیہ خریدا جس پر تصویریں تھیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو دروازہ پر کھڑے رہے اور گھر میں داخل نہ ہوئے میں نے آپ کے چہرہ انور پر کراہت کا اثر دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ! میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور توبہ کرتی ہوں۔ میں نے کیا گناہ کیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تکیہ کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا میں نے یہ آپ کے لئے خرید کیا ہے تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور تکیہ لگائیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان تصویروں کے بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا۔ اور ان سے کہا جائے گا جس کو تم نے بنایا ان کو زندہ کرو اور فرمایا جس گھر میں یہ تصویریں ہوں۔ اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

۱۹۷۷ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا تجارت خاص ہے اور اشتراء (خریدنا) عام ہے حدیث میں اشتراء کا ذکر ہے۔ تجارت کا ذکر نہیں حالانکہ باب کا عنوان تجارت ہے۔ لہٰذا حدیث عنوان کے مطابق نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ جزء کی حرمت کل کی حرمت کو متلزم ہے اور کل کو ذکر کرکے جزء مراد لیا ہے۔ بظاہر ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جن کپڑوں میں حرام تصاویر ہوں ان کی خرید و فروخت جائز نہیں لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ بے قدر صورتوں والے کپڑوں کی بیع جائز ہے۔ چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے خرید کردہ تکیہ کی بیع فسخ نہیں فرمائی تھی لہٰذا ایسے کپڑوں کی بیع مکروہ ہے حرام نہیں۔

بَابُ صَاحِبِ السِّلْعَةِ اَحَقُّ بِالسَّوْمِ

۱۹۷۹ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ اَبِى التَّيَّاحِ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِى النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِىْ بِحَائِطِكُمْ وَفِيْهِ خِرَبٌ وَّنَخْلٌ۔

جمہور فقہاء اور محدثین کے نزدیک جو صورت حیوان کی صورت کے مشابہ نہ ہو جیسے درخت پہاڑ اور پتھر وغیرہ کی تصاویر جائز ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تصریح مذکور ہے کہ اگر تو نے ضرور مصوری کا پیشہ رکھنا ہے تو درخت اور غیر ذی روح کی تصاویر بنا لیا کرو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے ان کو اجازت دے دی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں کیسے اندر آؤں حالانکہ آپ کے گھر کے پردے پر گھوڑوں اور مردوں کی تصویریں ہیں آپ ان کے سر قطع کر کے نیچے بنا لیں کیونکہ ہم فرشتے ہیں ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصاویر ہوں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سر بریدہ تصویریں مباح ہیں کیونکہ اس وقت ذی روح زندہ نہیں رہ سکتا ہے۔ لہٰذا جن میں روح نہ ہو ان کی تصویریں لینا جائز ہے۔ اور یہ کہنا فضول ہے کہ سینہ سے اوپر آدھی تصویر جائز ہے کیونکہ نچلا حصہ علیحدہ ہونے سے انسانی زندگی محال ہے۔ کیونکہ تصویر سے مقصود ہی چہرہ کی تصویر ہے اور یہ سارے جسم کا ترجمان ہے اگر انسان کی پشت کی جانب سے تصویر لی جائے تو اس کے جواز میں کسی کو اختلاف نہیں اور اگر سارے جسم کی تصویر نہ لی جائے اور صرف چہرہ کی تصویر لی جائے تو یہ حرام ہے۔ بعض علماء تصویر کو آئینہ میں عکس پر قیاس کرتے ہیں اور تصویر کے لئے جواز تلاش کرتے ہیں مگر یہ بھی فضول ہے کیونکہ آئینہ میں عکس مستقر نہیں ہوتا اور تصویر مستقر ہوتی ہے اور دونوں کا حکم علیحدہ علیحدہ ہے کیونکہ جب گناہ کا خیال آئے اور فوراً چلا جائے تو گناہ نہ ہوگا مگر جب وہ ذہن میں مستقر ہو جائے تو گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہواجس معاف ہیں مگر اگر ان پر اصرار و استقرار ہو تو معاف نہیں۔ الحاصل ہر شئ ذی روح کی تصویر کھینچنی حرام ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مصورین پر لعنت فرمائی اور مصوِّر اور مصوَّر لہ دونوں کا حکم واحد ہے کیونکہ مصوَّر لہ مصوِّر کی ساخت کا سبب ہے۔ الحاصل شوقیہ طور پر کتا رکھنا اور تصویر لٹکانا رحمت کے فرشتے کو گھر میں آنے سے روکتا ہے۔ اسی طرح ٹی وی میں تصویر دینا بھی حرام ہے کیونکہ وہ بھی ٹیپ پر مستقر ہوتی ہے اس کو آئینہ کی تصویر پر قیاس کرنا جائز نہیں۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — مال کا مالک قیمت بتانے کا زیادہ حقدار ہے

۱۹۷۸ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنی نجار تم اپنے باغ کی قیمت مجھے بتاؤ اور اس میں گڑھے تھے اور کچھ حصہ میں کھجوریں تھیں

بَابٌ كَمْ يَجُوزُ الْخِيَارُ

۱۹۷۹ — حَدَّثَنَا صَدَقَةُ اَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ سَمِعْتُ يَحْيَ بْنَ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمُتَبَايِعَيْنِ بِالْخِيَارِ فِي بَيْعِهِمَا مَالَمْ يَتَفَرَّقَا اَوْ يَكُوْنُ الْبَيْعُ خِيَارًا قَالَ نَافِعٌ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا اشْتَرَى شَيْئًا يُعْجِبُهُ فَارَقَ صَاحِبَهٗ -

۱۹۸۰ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْخَلِيْلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا وَزَادَ اَحْمَدُ ثَنَا بَهْزٌ قَالَ قَالَ هَمَّامٌ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِاَبِي التَّيَّاحِ فَقَالَ كُنْتُ مَعَ اَبِي الْخَلِيْلِ لَمَّا حَدَّثَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ هٰذَا الْحَدِيْثَ

۱۹۷۸ — شرح : یہ وہ باغ ہے۔ جس میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف ہے۔ (کیا جاہلیت کے مشرکوں کی قبروں کو کھودا جائے کے باب میں اس کی شرح دیکھیں)

باب — کب تک بیع کے فسخ کرنے کا اختیار ہے

۱۹۷۹ — ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بائع اور مشتری کو اس وقت تک بیع میں اختیار ہے جب تک وہ جُدا نہ ہوں یا بیع میں خیارِ شرط ہو نافع نے کہا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کوئی شئی خریدتے جو ان کو پسند ہوتی تو اپنے ساتھی (بائع) سے جُدا ہو جاتے۔

۱۹۸۰ — ترجمہ : حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بائع مشتری کو بیع میں اختیار ہے۔ جب تک وہ جُدا نہ ہوں۔ احمد نے اضافہ کیا کہ ہم کو بہز نے خبر دی کہ ہمام نے کہا میں نے ابو التیاح سے اس کا ذکر کیا تو اُس نے کہا میں ابو الخلیل کے ساتھ تھا جبکہ عبد اللہ بن حارث نے اس حدیث کو بیان کیا۔

۱۹۸۰ — شرح : خیار کا معنی دو امور میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا ہے اور وہ یہ کہ بیع کو نافذ کرے یا فسخ کر دے۔ اس کی تین قسمیں ہیں خیارِ مجلس، خیارِ شرط اور

بَابٌ اِذَا لَمْ يُوَقِّتِ الْخِيَارَ هَلْ يَجُوْزُ الْبَيْعُ

۱۹۸۱ — حَدَّثَنَا اَبُوْ النُّعْمَانِ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا اَوْ يَقُوْلُ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ اخْتَرْ وَرُبَّمَا قَالَ اَوْ يَكُوْنُ بَيْعَ خِيَارٍ۔

خیار عیب۔ باب کے عنوان میں مدتِ خیار کی طرف اشارہ ہے مگر حدیث میں اس کا ذکر نہیں امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث ذکر کی کہ خیار کی مدت تین دن ہے گویا کہ یہ حدیث اس حدیث کا حصہ ہے جس کو اصحابِ سنن نے ذکر کیا ہے۔ علماء احناف اور شوافع نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ خیار کی مدت تین دن ہے۔ قولہ مَا يَتَفَرَّقَا۔ یعنی بائع اور مشتری جب تک جُدا نہ ہوں ان کو بیع کے انعقاد اور فسخ میں اختیار ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اس تفرق سے ابدان کا تفرق مراد لیتے ہیں یعنی جب بائع مشتری مجلس سے ادھر ادھر چلے جائیں تو بیع نافذ ہو جاتی ہے اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما نے اس سے تفرق بالاقوال مراد لیا ہے یعنی بائع کہہ دے میں نے بیچا اور مشتری کہہ دے میں نے خریدا تو ایجاب و قبول ہو جانے سے بیع مستحکم ہو گئی اس کے بعد کسی کو بیع فسخ کرنے کا اختیار نہیں اور اگر ایجابِ بیع کے بعد بائع مشتری کو اختیار دے اور وہ بیع کو مستحکم کر دے تو اس کے بعد بھی کسی کو بیع فسخ کرنے کا اختیار نہیں اور اگرچہ مجلس سے اِدھر اُدھر نہ ہوں اگرچہ وہ اسی مجلس میں موجود رہیں۔ علماء احناف کہتے ہیں خرید و فروخت کرنے والے جب ایجاب و قبول کر لیں تو بیع مستحکم ہو جاتی ہے اگرچہ وہ مجلس سے جُدا نہ ہوں اور وہ تفرق سے مراد تفرق بالاقوال لیتے ہیں جیسے قرآنِ کریم میں ہے۔ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ،، کیونکہ آیت کریمہ میں تفرق سے مراد بیوی خاوند کا جُدا ہونا ہے جبکہ شوہر طلاق دے کر بیوی کو جُدا کر دے۔ معلوم ہوا کہ جس طرح نکاح میں تفرق طلاق سے ہوتا ہے اسی طرح بیع میں تفرق ایجاب و قبول سے ہوتا ہے یعنی جب بائع ایجاب کرے تو مشتری کو اختیار ہے قبول کرے اور بیع کو نافذ کر دے یا قبول نہ کرے اور ایجاب کو مسترد کر دے اور اگر بائع نے کہا میں نے بیچا اور مشتری کے قبول کرنے سے پہلے رجوع کرے تو صحیح ہے اور جب مشتری کہے میں نے خریدا اور بائع کے قبول کرنے سے پہلے رجوع کرے

تو اس کا رجوع صحیح ہے اور بیع نہ ہو گی اور اگر ایک نے ایجاب کیا دوسرے نے قبول کر لیا تو بیع مستحکم ہو گئی یہ تفرق بالاقوال ہے۔ امام ابو حنیفہ اور اعاظم فقہاء کا یہی مذہب ہے۔ نیز" متبایعان،، کے لفظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے مراد خیارِ قبول ہے۔ کیونکہ ایجاب و قبول کرتے وقت وہ حقیقۃً " متبایعان،، ہوتے ہیں بیع ہو جانے کے بعد ان کو بائع مشتری مجازاً کہا جاتا ہے۔ لہٰذا حدیث میں تفرق سے مراد تفرق بالاقوال ہے۔ حدیث ۱۹۵۱ کی شرح دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا وَبِهٖ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَشُرَيْحٌ وَالشَّعْبِيُّ وَطَاؤُسٌ وَعَطَاءٌ وَابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ :

۱۹۸۲ — حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ اَنَا حَبَّانُ هُوَ ابْنُ هِلَالٍ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ قَتَادَةُ اَخْبَرَنِيْ عَنْ صَالِحٍ اَبِي الْخَلِيْلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ سَمِعْتُ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا فَاِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِيْ بَيْعِهِمَا وَاِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا ۔

باب — اگر خیار کو معیّن نہ کرے تو کیا بیع جائز ہے

۱۹۸۱ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بائع مشتری کو اختیار ہے جب تک وہ جدا نہ ہوں یا ایک دوسرے سے کہہ دے تجھے اختیار ہے۔ کبھی یہ کہا یا بیع خیار کی ہو۔

۱۹۸۱ — شرح : یعنی جب بیع میں خیار کا وقت معین نہ کرے تو بیع لازم ہو جاتی ہے اور اس کو فسخ نہیں کر سکتے بشرطیکہ اس میں کوئی عیب ظاہر نہ ہو جائے جس کو بیان نہ کیا گیا ہو!

باب — بائع اور مشتری کو اختیار ہے جب تک وہ جدا نہ ہوئے ہوں،،

حضرت عبداللہ بن عمر، شریح، شعبی، طاؤس، عطا اور ابن ابی ملیکہ نے یہی کہا ہے۔

۱۹۸۲ — ترجمہ : حکیم بن حزام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا بیچنے والے اور خریدنے والے کو اختیار ہے جب تک وہ جدا نہ ہوئے ہوں اور اگر وہ سچ کہیں اور صاف صاف بیان کریں تو ان کی بیع میں برکت ہوگی اور اگر جھوٹ بولیں اور عیب چھپائیں تو ان کی بیع میں سے برکت جاتی رہے گی۔

۱۹۸۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلٰى صَاحِبِهٖ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا اِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ۔

۱۹۸۳ — ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بائع مشتری میں سے ہر ایک کو اختیار ہے جب تک وہ جدا نہ ہو جائیں مگر جبکہ بیع[2] خیار کی ہو۔

۱۹۸۲، ۱۹۸۳ — شرح: مشتری پر بائع کا اطلاق تغلیب کے لئے ہے۔ جیسے ماں باپ پر ابوین اور شمس و قمر پر قمرین کا اطلاق ہوتا ہے۔ یا بیع کا لفظ مشترک ہے اور دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اگر ان دونوں میں سے ایک دوسرے کو کہہ دے تجھے اختیار ہے اور دوسرا کہہ دے میں نے اختیار کر لی تو دونوں کا اختیار ختم ہو جاتا ہے اور اگر وہ چپ رہے تو اس کا خیار ختم نہیں ہوتا اور "اِخْتَرْ" کہنے والے کا اختیار ختم ہو جاتا ہے کیونکہ اس نے اِخْتَرْ کہہ کر بیع کو لازم کر لیا ہے۔ ہاں اگر بیع میں خیار کی شرط ہو تو خیار باقی رہتا ہے اگرچہ وہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں اور خیار باطل نہیں ہوتا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیع میں "تَفَرُّقْ بِالْاَبْدَانِ" کے قائل تھے اسی لئے جب وہ بیع کرتے اور کوئی چیز خریدتے جو ان کو بہت پسند ہوتی تو بائع سے جدا ہو جایا کرتے تھے تاکہ بیع مستحکم ہو جائے۔ امام ترمذی نے یحیٰی بن فضیل سے روایت کی کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کوئی شئی خریدتے اور وہ بیٹھے ہوتے تو کھڑے ہو جاتے تاکہ مجلس بدل جائے اور بیع مستحکم ہو جائے!

قاضی شریح کا مذہب بھی یہی ہے وہ شریح بن حارث ہیں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا مگر ملاقات نہ ہوئی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان کو بدستور قضاء کے عہدہ پر قائم رکھا انہوں نے ساٹھ سال قضاء کی اور اٹھتر ہجری میں فوت ہوئے ان کی عمر ایک سو بیس برس تھی۔ شعبی، طاؤس، عطاء اور ابن ابی ملیکہ بھی تفرق بالابدان کے قائل ہیں۔ قولہ مالم یتفرقا الا بیع الخیار۔ اس میں تین اقوال ہیں ان میں صحیح تر قول یہ ہے کہ یہ استثناء اصل حکم سے ہے۔ یعنی بائع مشتری میں سے ہر ایک کو اختیار ہے مگر جس بیع میں عقد مکمل کرنے کا اختیار ہو کیونکہ اس سے عقد بیع لازم ہو جاتا ہے اگرچہ وہ اس کے بعد مجلس سے جدا نہ ہوں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ استثناء غایت کے مفہوم سے ہے یعنی دونوں کو اختیار ہے جب تک وہ جدا نہ ہوں۔ مگر وہ بیع جس میں خیار شرط کیا گیا ہو۔ یہ خیار مدت ختم ہونے تک باقی رہتا ہے اگرچہ وہ جدا ہو جائیں۔ تیسرے قول کے مطابق اس کا معنی یہ ہے کہ وہ بیع جس میں یہ شرط کیا گیا ہو کہ مجلس میں کسی

بَابٌ اِذَا خَيَّرَ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهٗ بَعْدَ الْبَيْعِ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ

۱۹۸۴ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا تَبَايَعَ الرَّجُلَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا وَكَانَا جَمِيْعًا اَوْ يُخَيِّرُ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ فَتَبَايَعَا عَلٰى ذٰلِكَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ وَاِنْ تَفَرَّقَا بَعْدَ اَنْ تَبَايَعَا وَلَمْ يَتْرُكْ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا الْبَيْعَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ

کو اختیار نہیں ہے تو اس صورت میں نفسِ عقد سے بیع مستحکم ہو جاتی ہے اور دونوں میں سے کسی کو بھی خیار کا حق نہیں رہتا۔

باب — جب بائع اور مشتری میں ایک دوسرے کو اختیار دیدے تو بیع واجب ہو جاتی ہے

۱۹۸۴ — ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مرد خرید و فروخت کریں تو ان میں سے ہر ایک کو اختیار ہے جب تک وہ جُدا نہ ہوں اور ایک جگہ رہیں مگر یہ کہ ایک دوسرے کو اختیار دے اور اس شرط پر اُنھوں نے بیع کا معاملہ کیا تو بیع واجب ہو گئی اور اگر وہ بیع کرنے کے بعد جُدا ہو گئے اور ان میں سے کسی نے بیع کو فسخ نہ کیا تو بیع واجب ہو گئی۔

۱۹۸۴ — شرح : قولہ اَوْ یخیر احدھما الاٰخر" میں اَوْ حرف عطف نہیں بلکہ اَوْ اِلَّا کے معنی میں ہے اور اس کے بعد حرف اَنْ مقدر ہے۔ حدیث کا معنی یہ ہے کہ دونوں بائع مشتری ایک جگہ رہیں مگر یہ کہ ایک دوسرے کو اختیار دے اور کہے بیع کے استحکام کا تجھے اختیار ہے جب اُس نے بیع کو اختیار کر لیا تو بیع لازم ہو گئی اور اگر وہ چپ رہا تو اس کا اختیار منقطع نہ ہوگا اور اختیار دینے والے کا اختیار ختم ہو جائے گا۔ اس تقریر سے واضح طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ بائع اور مشتری دونوں میں سے کسی ایک نے دوسرے کو اختیار دیا تو اس کو اختیار ہے وہ خیار کو قبول کرے یا نہ کرے لیکن جب دونوں نے ایجاب و قبول کر لیا تو عقدِ بیع لازم ہو گیا اس کے بعد خیار ختم ہو گیا لیکن خیارِ شرط اور خیارِ عیب باقی رہتا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ امام نسائی نے سمرہ سے روایت ذکر کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بائع مشتری کو اختیار ہے جب تک وہ

بَابٌ إِذَا كَانَ الْبَائِعُ بِالْخِيَارِ هَلْ يَجُوزُ الْبَيْعُ۔
۱۹۸۵ ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ اَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ دِيْنَارٍ
عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ بَيِّعَيْنِ لَا بَيْعَ بَيْنَهُمَا
حَتّٰى يَتَفَرَّقَا اِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ۔ ۱۹۸۶ ــــ اِسْحَاقُ ثَنَا حَبَّانُ ثَنَا هَمَّامٌ ثَنَا

دونوں جُدا نہ ہوں۔ اور ان میں سے ہر ایک جو چاہے اختیار کرلے،، اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ بائع مشتری کا خیار ان میں بیع کے انعقاد سے پہلے ہے۔ اور ان دونوں میں عقد اُن کی مرضی کے مطابق ہوگا اور اس کے سوا جس میں ان کی رضاء نہ ہو عقد بیع نہ ہوگا کیونکہ خریدار کے لئے جائز نہیں کہ جس قدر مبیعہ سے اسی ہو وہ لے لے اور باقی چھوڑ دے بلکہ وہ مبیعہ سارا لے یا سارا ترک کرے۔ اس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ تفرق سے مراد بالاقوال ہے تفرق بالابدان مراد نہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــ جب بائع کے لئے اختیار ہو تو کیا بیع جائز ہے ــ ؟ ،،

۱۹۸۵ ــــ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بائع اور مشتری کے درمیان بیع نہیں ہوتی حتیٰ کہ وہ جُدا ہو جائیں مگر وہ بیع جس میں خیار ہو۔

۱۹۸۵ ــــ شرح: یعنی جب بائع یا مشتری دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار ہو تو ان میں بیع لازم نہیں ہوتی جب تک وہ مجلس میں موجود رہیں اور اگر بیع میں شرطِ خیار ہو تو بیع لازم ہو جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۱۹۸۶ ــــ ترجمہ: حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بائع اور مشتری کو اختیار ہے جب تک وہ جُدا نہ ہوں ہمام نے کہا میں نے اپنی کتاب میں اسی طرح پایا کہ تین بار اختیار کرے اگر وہ دونوں سچ بولیں اور صاف صاف بیان کریں

قَتَادَةُ عَنْ اَبِی الْخَلِیْلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَکِیْمِ ابْنِ حِزَامٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَیِّعَانِ بِالْخِیَارِ حَتّٰی یَتَفَرَّقَا قَالَ هَمَّامٌ وَجَدْتُ فِیْ کِتَابِیْ یَخْتَارُ ثَلٰثَ مِرَارٍ فَاِنْ صَدَقَا وَبَیَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِیْ بَیْعِهِمَا وَاِنْ کَذَبَا وَکَتَمَا فَعَسٰی اَنْ یَرْبَحَا رِبْحًا وَیُمْحَقَا بَرَکَةَ بَیْعِهِمَا قَالَ وَحَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو التَّیَّاحِ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ یُحَدِّثُ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ عَنْ حَکِیْمِ بْنِ حِزَامٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۔

تو ان کی بیع میں برکت ہوگی اور وہ جھوٹ بولیں اور عیب وغیرہ چھپائیں تو عنقریب ان کو نفع تو ہوگا لیکن ان کی بیع میں برکت نہ ہوگی۔ حبان نے کہا ہم کو ہمام نے خبر دی اُنھوں نے کہا ہم سے ابوالتیاح نے بیان کیا کہ اُنھوں نے عبداللہ بن حارث کو یہ حدیث بیان کرتے ہُوئے سُنا اُنھوں نے حکیم بن حزام سے اور اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

۱۹۸۶ شرح : یعنی اگر کسی نے کوئی شئے خریدی اور جُدا ہونے سے پہلے فوراً کسی کو ہبہ کر دی جبکہ بائع نے مشتری پر انکار نہ کیا اور اس کے فعل پر رضامندی کا اظہار کیا یا غلام خریدا اور جُدا ہونے سے پہلے اس کو آزاد کر دیا تو بیع جائز ہے اور اگر بائع نے انکار کیا اور راضی نہ ہُوا تو حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک بیع جائز ہے کیونکہ بیع ایجاب و قبول سے پُوری ہوگئی اور شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک جائز نہیں کیونکہ ان کے مذہب میں عقدِ بیع کے پُورا ہونے کے لئے تفرق بالابدان شرط ہے اور مذکور حدیث احناف کی تائید کرتی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مصنّف نے اِذًا کا جواب ذکر نہیں کیا کیونکہ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ مالکیہ اور حنفیہ کہتے ہیں تمام اشیاء میں تخلیہ سے قبضہ ہو جاتا ہے (لہٰذا بیع پُوری ہوگئی) اور شافعیہ اور حنابلہ کہتے ہیں کہ زمین اور مکان میں تخلیہ کافی ہے۔ ان کے علاوہ منقولات میں تخلیہ کافی نہیں (لہٰذا ان کی بیع پُوری نہ ہوگی) اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث حنفیہ اور مالکیہ کے مذہب کی تائید کرتی ہے کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق سے اونٹ خرید کر ان کے صاحبزادے عبداللہ کو ہبہ کر دیا تھا۔ معلوم ہُوا کہ عقدِ بیع کے استحکام کے لئے تفرق بالاقوال کافی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُونٹ خرید کر جُدا ہونے سے پہلے اُونٹ ہبہ کر دیا تھا اگر اونٹ آپ کی ملکیت میں نہ آتا تو ہبہ نہ کرتے اور تفرق بالابدان کے بعد ہبہ کرتے۔ اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حد توقیر و تعظیم کرتے تھے اور آپ کے آگے نہ چلتے تھے۔ اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ قیمت ادا کرنے سے پہلے مشتری مبیعہ میں تصرف کر سکتا ہے کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُونٹ کی ثمن ادا کرنے سے پہلے اس کو ہبہ کر دیا تھا اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ سامان والے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ عقد کے وقت سامان پیش کرے بلکہ مطلقاً اس کی بیع جائز ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا سیّدنا عثمان غنی کے ہاتھ بیع کرنا بھی تفرق بالاقوال کی تائید

بَابٌ اِذَا اشْتَرٰی شَیْئًا فَوَهَبَ مِنْ سَاعَتِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّتَفَرَّقَا وَلَمْ یُنْکِرِ الْبَائِعُ عَلَی الْمُشْتَرِیْ اَوِ اشْتَرٰی عَبْدًا فَاَعْتَقَهٗ وَقَالَ طَاوٗسٌ فِیْمَنْ یَّشْتَرِی السِّلْعَةَ عَلَی الرِّضَا ثُمَّ بَاعَهَا وَجَبَتْ لَهٗ وَالرِّبْحُ لَهٗ وَقَالَ لَنَا الْحُمَیْدِیُّ ثَنَا سُفْیٰنُ ثَنَا عَمْرٌو عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَكُنْتُ عَلٰی بَكْرٍ صَعْبٍ لِعُمَرَ فَكَانَ یَغْلِبُنِیْ فَیَتَقَدَّمُ اَمَامَ الْقَوْمِ فَیَزْجُرُهٗ عُمَرُ وَیَرُدُّهٗ ثُمَّ یَتَقَدَّمُ فَیَزْجُرُهٗ عُمَرُ وَیَرُدُّهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ بِعْنِیْهِ فَقَالَ هُوَ لَكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِعْنِیْهِ فَبَاعَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ یَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ تَصْنَعُ بِهٖ مَا شِئْتَ وَقَالَ اللَّیْثُ ثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ بِعْتُ مِنْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ مَالًا بِالْوَادِیْ بِمَالٍ لَهٗ بِخَیْبَرَ فَلَمَّا تَبَایَعْنَا رَجَعْتُ عَلٰی عَقِبِیْ حَتّٰی خَرَجْتُ مِنْ بَیْتِهٖ خَشْیَةَ اَنْ یُّرَادَّنِی الْبَیْعَ وَكَانَتِ السُّنَّةُ اَنَّ الْمُتَبَایِعَیْنِ بِالْخِیَارِ حَتّٰی یَتَفَرَّقَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَلَمَّا وَجَبَ بَیْعِیْ وَبَیْعُهٗ رَاَیْتُ اَنِّیْ قَدْ غَبَنْتُهٗ بِاَنِّیْ سُقْتُهٗ اِلٰی اَرْضِ ثَمُوْدَ بِثَلٰثِ لَیَالٍ وَسَاقَنِیْ اِلَی الْمَدِیْنَةِ بِثَلٰثِ لَیَالٍ۔

کرتا ہے کیونکہ اُنھوں نے کہا طریقہ یہ تھا اور لوگ اس طرح بطور استحباب کرتے تھے کیونکہ وہ متبرک زمانہ تھا اور اب جو تفرق بالابدان ذکر کیا گیا ہے متروک ہے۔ اگر تفرق بالابدان واجب ہوتا تو وہ یہ نہ کہتے کہ طریقہ یہ تھا اس لئے وہ پیچھے کی طرف چلے کیونکہ اُنھوں نے یہ مستحب سمجھا تھا اور کسی حد تک یہ درست بھی ہے کیونکہ اُنھوں نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا کہ آپ نے جُدا ہونے سے پہلے اُونٹ ہبہ کر دیا تھا۔ الحاصل تفرق بالابدان عبداللہ بن عمر کی رائے تھی یہ نہیں کہ تفرق بالابدان کے بغیر عقد بیع ہی پورا نہیں ہوتا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ زمین کی بیع زمین سے جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ جب کوئی شئ خریدے اور جُدا ہونے سے پہلے اسی وقت ہبہ کر دے اور بائع مشتری کا انکار نہ کرے یا کوئی غلام خریدے اور اس کو آزاد کر دے

طاؤس نے کہا جس نے رضامندی سے سامان خریدا پھر اس کو بیچ دیا تو بیع واجب ہوگئی اور نفع اس کے لئے ہے حُمیدی نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا اُنھوں نے کہا ہم کو عمرو نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور میں عمر فاروق کے تندخو اونٹ پر سوار تھا وہ مجھ پہ غالب ہو جاتا تھا اور لوگوں کے آگے بڑھ جاتا تھا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کو ڈانٹتے اور واپس کرتے تھے وہ پھر آگے بڑھ جاتا تھا پھر عمر فاروق اس کو ڈانٹتے اور واپس کرتے تھے وہ پھر آگے بڑھ جاتا تھا پھر عمر فاروق اس کو ڈانٹتے اور واپس کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق سے فرمایا یہ میرے ہاتھ بیچ دو۔ اُنھوں نے عرض کیا یارسول اللہ ۔ یہ آپ کا ہے فرمایا میرے ہاتھ فروخت کر دو ۔ تو اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ فروخت کر دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ بن عمر! یہ تمہارا ہے اس کے ساتھ جو چاہو کرو۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اور لیث نے کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن خالد نے ابن شہاب سے اُنھوں نے سالم بن عبداللہ سے اُنھوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ اُنھوں نے کہا میں نے امیرالمؤمنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ وادی میں مال اس مال کے عوض بیچا جو خیبر میں تھا جب ہم بیع کر چکے تو میں اُلٹے قدم واپس چلا حتیٰ کہ ان کے مکان سے باہر نکل گیا اس ڈر سے کہ وہ بیع واپس نہ کر دیں ۔ اور طریقہ یہ تھا کہ بائع اور مشتری دونوں کو اختیار رہنا حتیٰ کہ وہ جُدا ہو جائے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جب میری اور ان کی بیع پوری ہوگئی تو میں نے دیکھا کہ میں نے ان سے غبن کیا ہے اس لئے کہ میں نے اُن کو ثمود کی زمین کی طرف تین راتوں کا سفر دُور دھکیل دیا ہے اور اُنھوں نے مجھے مدینہ منورہ کی طرف تین دن کی مسافت بھیج دیا ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْخِدَاعِ فِي الْبَيْعِ

۱۹۸۷ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوْعِ فَقَالَ اِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ ـ بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الْاَسْوَاقِ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

باب ـــ بیع میں دھوکہ دینا مکروہ ہے

۱۹۸۷ ـــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اُسے خرید و فروخت میں دھوکہ دیا جاتا ہے تو آپ نے فرمایا جب تو بیع کرے تو یہ کہہ دیا کرو مجھے دھوکہ نہ ہو ۔

۱۹۸۷ ـــ شرح : خِلابہ کا معنیٰ دھوکا ہے یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا جب کوئی شئی خرید و تو بائع کے ساتھ یہ شرط کر لیا کرو کہ اس میں دھوکہ نہ ہو ۔ یہ شخص حبان بن مُنقذ صحابی انصاری قبیلہ مازن میں سے تھے غزوۂ اُحد اور اس کے بعد دوسرے غزوات میں لڑتے رہے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ایک سو تیس برس کی عمر میں فوت ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ایک جنگ میں ان کا سر پتھر لگنے سے زخمی ہو گیا جس کی وجہ سے ان کی عقل اور زبان متاثر ہو گئیں لیکن اس کے باوجود وہ اشیاء میں امتیاز کر لیتے تھے ۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حبان کا یہ قول " لَا خِلَابَۃَ " بمنزلہ شرط قرار دیا تاکہ جب بیع کرنے کے بعد ان کو یہ علم ہو جائے کہ ان کے ساتھ دھوکا ہُوا ہے تو وہ بیع کو فسخ کر دیا کریں ۔ احناف اور شوافع کا مذہب یہ ہے کہ غبن لازم نہیں لہٰذا مغبون شخص کو اختیار نہیں اگرچہ غبن تھوڑا ہو یا زیادہ امام مالک رضی اللہ عنہ سے صحیح تر روایت بھی یہی ہے اور مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ حبان بن مُنقذ کا واقعہ خاص ہے اور اس میں انہی کی خصوصیت ہے ۔ دوسروں کے لئے یہ حکم نہیں لہٰذا اس کو عموم پر محمول نہیں کر سکتے ہیں ۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم !

باب ـــ بازاروں کے متعلّق روایات

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا جب ہم مدینہ منورہ میں آئے تو میں نے کہا کیا یہاں کوئی بازار ہے جس میں

ابْنِ عَوْفٍ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَقُلْتُ هَلْ مِنْ سُوْقٍ فِيْهِ تِجَارَةٌ قَالَ سُوْقُ قَيْنُقَاعَ وَقَالَ اَنَسٌ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ دُلُّوْنِيْ عَلَى السُّوْقِ وَقَالَ عُمَرُ اَلْهَانِيْ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ

۱۹۸۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوْقَةَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُوْ جَيْشُ الْكَعْبَةِ فَاِذَا كَانُوْا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْاَرْضِ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ وَ فِيْهِمْ اَسْوَاقُهُمْ وَمَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ قَالَ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَ اٰخِرِهِمْ ثُمَّ يُبْعَثُوْنَ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ۔

تجارت ہوتی ہو تو لوگوں نے کہا قینقاع بازار ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا بازار کا راہ بتاؤ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا مجھ کو بازاروں میں تجارت نے غافل کر دیا۔

(حدیث ۱۸۲۱، ۱۸۲۲ کی شرح دیکھیں)

۱۹۸۸۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک لشکر کعبہ پر چڑھائی کرے گا جب وہ بیداء مقام میں پہنچیں گے تو اول سے آخر تک سب زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے جبکہ ان میں دوکاندار ہوں گے اور وہ لوگ بھی ان میں ہوں گے جو ان میں سے نہیں آپ نے فرمایا اوّل سے آخر تک سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا پھر وہ اپنی نیت کے مطابق قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔

۱۹۸۸۔ شرح : یعنی آخر زمانہ میں کچھ لوگ بیت اللہ کو خراب کرنے کے لئے مکہ مکرمہ پر حملہ آور ہوں گے اور اس لشکر میں وہ لوگ ہوں گے جو بازاروں میں خرید و فروخت کرتے ہیں اور وہ لوگ بھی ہوں گے جن کا مقصد کعبہ کو خراب کرنا نہیں ہوگا بلکہ وہ کمزور لوگ اور قیدی ہوں گے جو مجبوری کے تحت اس لشکر میں شامل ہوں گے۔ اور بدبختوں کی نحوست سے سب کو بیداء کے مقام پر زمین میں دھنسا دیا جائے گا پھر اللہ تعالیٰ محشر میں ان کے ساتھ حسبِ نیت معاملہ کرے گا اگر ان کی نیت میں قباحت نہ ہوگی تو ان کے ساتھ اچھا سلوک ہوگا اور اگر ان کی نیت قبیح تھی تو ان کو عذاب ہوگا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ کسی قوم کی کثرت میں اضافہ کریں اور وہ قوم نافرمان ہو تو وہ بھی عقوبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں جبکہ وہ مجبور نہ ہوں اسی لئے امام مالک رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ جو کوئی کسی قوم میں شامل

۱۹۸۹ — حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ ثَنَا جَرِیْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ اَحَدِکُمْ فِیْ جَمَاعَةٍ تَزِیْدُ عَلٰی صَلٰوتِهٖ فِیْ سُوْقِهٖ وَبَیْتِهٖ بِضْعًا وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَةً وَّذٰلِكَ بِاَنَّهٗ اِذَا تَوَضَّاءَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَی الْمَسْجِدَ لَا یُرِیْدُ اِلَّا الصَّلٰوةَ لَا یَنْهَزُهٗ اِلَّا الصَّلٰوةُ لَمْ یَخْطُ خُطْوَةً اِلَّا رُفِعَ لَهٗ بِهَا دَرَجَةٌ وَّحُطَّتْ عَنْهُ بِهَا خَطِیْئَةٌ وَالْمَلَائِکَةُ تُصَلِّیْ عَلٰی اَحَدِکُمْ مَا دَامَ فِیْ مُصَلَّاهُ الَّذِیْ یُصَلِّیْ فِیْهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْهِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ مَا لَمْ یُحْدِثْ فِیْهِ مَا لَمْ یُؤْذِ فِیْهِ وَقَالَ اَحَدُکُمْ فِیْ صَلٰوةٍ مَا کَانَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهٗ ۔ ۱۹۹۰ — حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ

ہو گیا حالانکہ وہ سب شرابی ہیں اور وہ شخص شراب نہیں پیتا تو اس کو بھی عذاب ہو گا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عامل کی نیت کے مطابق اعمال کا اعتبار ہے ۔ اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ظالموں کی مجلس سے دُور رہنا چاہیے اور ان کی محافل میں شامل ہو کر ان کی کثرت کو ظاہر نہیں کرنا چاہیے بشرطیکہ کوئی مجبوری نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۱۹۸۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کسی کی جماعت کی نماز اس کے گھر اور بازار کی نماز سے بیس اور کچھ عدد زیادہ درجے ثواب رکھتی ہے کیونکہ جب وضوء اچھا کرے پھر مسجد میں آئے اور اس کا ارادہ صرف نماز پڑھنے کا ہو اور اس کو نماز ہی مسجد میں لے جاتی ہے تو وہ کوئی قدم نہیں اُٹھاتا مگر اس کے باعث اس کا ایک درجہ بُلند ہوتا ہے اور اس کے بدلہ اس کا گناہ معاف ہوتا ہے اور فرشتے تم میں سے ہر شخص کے لئے دُعاء کرتے ہیں جب تک وہ اپنے مصلیٰ پر بیٹھا رہے جہاں اُس نے نماز پڑھی ہو اور وہ کہتے ہیں اے اللہ اس شخص پر اپنی رحمت کر اے اللہ اس شخص پر رحم کر جب تک وہ بے وضوء نہ ہو اور کسی کو اذیت نہ پہنچائے اور فرمایا تم میں سے ہر شخص نماز میں ہی شمار ہوتا ہے جب تک اس کو نماز روک رکھے۔

(حدیث ع ۴۶۷ کی شرح دیکھیں)

۱۹۹۰ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں تھے تو ایک شخص نے کہا " یا ابا القاسم " آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اُس نے کہا میں نے تو اس کو بلایا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔

ثنا شعبة عن حميد الطويل عن انس بن مالك قال كان النبي صلى الله عليه وسلم في السوق فقال رجل يا ابا القاسم فالتفت اليه النبي صلى الله عليه وسلم فقال انما دعوت هذا فقال النبي صلى الله عليه وسلم سموا باسمي ولا تكنوا بكنيتي۔

۱۹۹۱ — حدثنا مالك بن اسماعيل ثنا زهير عن حميد عن انس قال دعا رجل بالبقيع يا ابا القاسم فالتفت اليه النبي صلى الله عليه وسلم فقال لم اعنك فقال سموا باسمي ولا تكنوا بكنيتي۔

۱۹۹۱ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بقیع میں پکارا " یا ابا القاسم "، تو اس کی طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوئے اس نے کہا میں نے آپ کا قصد نہیں کیا آپ نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔

۱۹۹۰، ۱۹۹۱ — شرح : اس وقت بقیع میں بازار تھا اس اعتبار سے حدیث باب کے عنوان کے مطابق ہے۔ ابو داؤد نے اپنے اسناد سے محمد بن حنفیہ سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ کے بعد میرا بچہ پیدا ہو تو میں آپ کے نام پر اس کا نام اور آپ کی کنیت پر اس کی کنیت رکھ سکتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ امام طحاوی نے بھی اس حدیث کی اپنے اسناد سے محمد بن حنفیہ سے روایت کی ہے پھر امام طحاوی نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر نام اور آپ کی کنیت پر کنیت رکھ سکتے ہیں انھوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے جمہور فقہاء اور امام مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہم کا مذہب بھی یہی ہے اور باب میں مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے یا نہی تنزیہہ کے لئے ہے یا ابوالقاسم کنیت رکھنا اس کے لئے منع ہے جس کا نام محمد یا احمد ہو اور جس کا نام محمد یا احمد نہ ہو وہ ابوالقاسم کنیت رکھ سکتا ہے۔ بہترین جواب یہ ہے کہ آپ کے زمانہ شریف میں آپ کے نام اور کنیت پر نام اور کنیت رکھنی ممنوع تھی لیکن آپ کی وفات کے بعد جائز ہے کیونکہ اس وقت وہ اشتباہ نہیں رہا جس کی وجہ سے آپ نے منع فرمایا تھا اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں بعض حضرات کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم تھی چنانچہ محمد بن طلحہ، محمد بن اشعث اور محمد بن ابی حذیفہ کی کنیتیں ابوالقاسم تھیں۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۱۹۹۲ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ يَزِيْدَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ الدَّوْسِيِّ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طَائِفَةِ النَّهَارِ لَا يُكَلِّمُنِيْ وَلَا اُكَلِّمُهُ حَتّٰى اَتٰى سُوْقَ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ فَجَلَسَ بِفِنَاءِ بَيْتِ فَاطِمَةَ فَقَالَ اَثَمَّ لُكَعُ اَثَمَّ لُكَعُ فَحَبَسَتْهُ شَيْئًا فَظَنَنْتُ اَنَّهَا تُلْبِسُهُ سِخَابًا اَوْ تُغَسِّلُهُ فَجَاءَ يَشْتَدُّ حَتّٰى عَانَقَهُ وَقَبَّلَهُ وَقَالَ اللّٰهُمَّ اَحْبِبْهُ وَاَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ قَالَ سُفْيٰنُ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنِيْ اَنَّهُ رَاٰى نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ اَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ۔

۱۹۹۲ — ترجمہ: ابوہریرہ دوسی رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دن کے بعض حصہ میں باہر نکلے نہ تو آپ مجھ سے گفتگو کرتے تھے اور نہ میں نے آپ سے کچھ عرض کیا حتی کہ آپ بنی قینقاع کے بازار میں تشریف لے گئے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا وکرم اللہ وجہہا الکریم کے گھر کے صحن میں بیٹھ گئے اور فرمایا۔ کیا یہاں چھوٹا بچہ ہے؟ کیا یہاں چھوٹا بچہ ہے؟ اور کچھ دیر کے لئے فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کو روکے رکھا میرا خیال ہے کہ مائی صاحبہ ان کو ہار پہناتی تھیں یا ان کو نہلا رہی تھیں۔ وہ دوڑتے ہوئے آئے حتی کہ آپ ان سے بغلگیر ہوگئے اور ان کو بوسہ دیا اور فرمایا۔ اے اللہ! اس سے محبت کر اور اس سے بھی محبت کر جو اس سے محبت کرے سفیان نے کہا عبید اللہ نے کہا انھوں نے نافع بن جبیر کو دیکھا کہ وہ وتر کی ایک رکعت پڑھتے تھے۔

۱۹۹۲ — شرح: لُکَع ،، کا معنی چھوٹا بچہ ہے اس سے مراد سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ ہیں لُکَع ،، مذمت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،، قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ دنیا میں سب سے نیک بخت لکع بن لکع ہوگا یعنی لئیم بن لئیم اس زمانہ میں نیک بخت شمار ہوگا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نزول وحی میں مستغرق تھے اس لئے آپ خاموشی سے چل رہے تھے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بطور توقیر و تعظیم خاموش جا رہے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ عادت تھی کہ جب تک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تبسم وغیرہ یا خوشی کی بات نہ کرتے وہ ایسے خاموش رہتے گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ بڑے احترام سے چلا کرتے تھے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت متواضع تھے اور بازار میں بھی تشریف لے جاتے اور کھلی جگہ بیٹھ جایا کرتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معانقہ کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالی نے عبد اللہ بن جعفر کے ذریعہ روایت کی کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نجاشی سے رخصت ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے مجھ سے معانقہ فرمایا۔ امام نسائی رحمہ اللہ تعالی نے اس روایت کی توثیق کی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے سے معانقہ کیا کرتے تھے اور جو ترمذی نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کو جھک کر نہ ملے نہ بوسہ دے اور نہ ہی معانقہ کرے بلکہ مصافحہ کرے۔ ابتداء وقت پر محمول ہے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معانقہ مباح فرما دیا۔ صاحب ہدایہ نے کہا ایک

۱۹۹۳ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا اَبُوْ ضَمْرَةَ ثَنَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ ثَنَا ابْنُ عُمَرَ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَشْتَرُوْنَ الطَّعَامَ مِنَ الرُّكْبَانِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَبْعَثُ عَلَيْهِمْ مَنْ يَّمْنَعُهُمْ اَنْ يَّبِيْعُوْهُ حَيْثُ اشْتَرَوْهُ حَتّٰى يَنْقُلُوْهُ حَيْثُ يُبَاعُ الطَّعَامُ وَقَالَ وَثَنَا ابْنُ عُمَرَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّبَاعَ الطَّعَامُ اِذَا اشْتَرَاهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ۔

کپڑے میں معانقہ کرنے میں اختلاف ہے اور جب ہر ایک نے قمیص پہنی ہو یا اس پر جبہ وغیرہ ہو تو احناف کے مذہب میں بالاتفاق جائز ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے قمیص کے بغیر معانقہ کو ممنوع فرمایا ہے۔ شرح جامع صغیر میں بوسہ کی پانچ وجہیں بیان کی ہیں ایک سلام کا بوسہ جو مومن ایک دوسرے کی ملاقات کے وقت ہاتھوں کو بوسہ دیتے ہیں۔ دوسرا شفقت کا بوسہ جیسے بیٹا اپنے ماں باپ کو بوسہ دیتا ہے تیسرا رحمت کا بوسہ جیسے باپ اپنے بیٹے کا رخسارہ چومتا ہے چوتھا شہوت کا بوسہ جیسے شوہر اپنی بیوی کے منہ پر بوسہ دیتا ہے۔ پانچواں محبت کا بوسہ جیسے بھائی اپنے بھائی کے رخسارہ کا بوسہ لیتا ہے۔ شہوت کا بوسہ بیوی خاوند کے علاوہ جائز نہیں اور مصافحہ مسنون ہے۔ طبرانی نے اوسط میں حذیفہ بن یمان کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جب کوئی مومن مومن سے ملے تو اس کو سلام کہے اور مصافحہ کرے تو اس کے گناہ ایسے گر جاتے ہیں جیسے درخت کے پتے گرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۱۹۹۳ — ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں آنے والے قافلوں سے غلہ خریدتے تھے تو آپ ان کے پاس وہ شخص بھیجتے جو ان کو وہاں غلہ فروخت کرنے سے منع کرتا جہاں وہ خریدتے حتی کہ وہ غلہ وہاں لے جائیں جہاں فروخت کیا جاتا ہے۔ نافع نے کہا عبداللہ بن عمر نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلہ بیچنے سے منع فرمایا جبکہ اس کو خریدے حتی کہ اسے قبضہ میں کر لے۔

۱۹۹۳ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مبیعہ قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا جائز نہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہر وہ مبیعہ جو نقل نہ کیا جا سکے جیسے زمین اور مکان وغیرہ اس کے سوا ہر مبیعہ کو قبضہ کرنے کے بغیر بیچنا جائز نہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ قبضہ کئے بغیر ہر شئ کو بیچنے سے منع کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ كَرَاهِيَةِ الصَّخَبِ فِي السُّوقِ

۱۹۹۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ ثَنَا فُلَيْحٌ ثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ لَقِيتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ صِفَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَاةِ قَالَ أَجَلْ وَاللّٰهِ أَنَّهُ لَمَوْصُوفٌ فِي التَّوْرَاةِ بِبَعْضِ صِفَتِهِ فِي الْقُرْآنِ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا وَّحِرْزًا لِّلْأُمِّيِّينَ أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيظٍ وَّلَا صَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ وَلٰكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِأَنْ يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَنَفْتَحُ بِهَا أَعْيُنٌ عُمْيٌ وَّآذَانٌ صُمٌّ وَّقُلُوبٌ غُلْفٌ تَابَعَهُ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ هِلَالٍ وَّقَالَ سَعِيدٌ عَنْ هِلَالٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ سَلَامٍ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ غُلْفٌ كُلُّ شَيْءٍ فِي غِلَافٍ فَهُوَ أَغْلَفُ سَيْفٌ أَغْلَفُ وَقَوْسٌ غَلْفَاءُ وَرَجُلٌ أَغْلَفُ إِذَا لَمْ يَكُنْ مَخْتُونًا۔

باب بازار میں آوازیں بلند کرنا مکروہ ہے

۱۹۹۴ — ترجمہ : عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملاقات کی اور ان سے کہا مجھ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کریں جو تورات میں مذکور ہے۔ اُنھوں نے کہا اچھا اللہ کی قسم! تورات میں آپ کی بعض صفتیں وہی مذکور ہیں جو قرآن میں ذکر کی گئی ہیں۔ اے غیب کی خبریں دینے والے ہم نے تجھے گواہ بنا کر اور خوشخبری سُنانے والا اور ڈرانے والا ہے اور بے پڑھوں کا محافظ بنا کر بھیجا ہے۔ تم میرے بندے اور رسُول ہو میں نے تمہارا نام متوکل رکھا ہے۔ نہ تم بدخو ہو، نہ سخت قلب اور نہ بازار میں شور وغل مچانے والے ہو اور بُرائی کا بدلہ بُرائی سے نہیں دیتے ہو لیکن معاف کر دیتے ہو اللہ آپ کو ہرگز قبض نہیں کرے گا حتیٰ کہ آپ کے ذریعہ ٹیڑھے مذہب کو سیدھا کر دے۔ اور وہ لا الٰہ الا اللہ کہنے لگیں اور ان کے ذریعہ اندھی آنکھیں، بہرے کان اور پردوں میں دل کھول دے گا۔ عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے ہلال سے روایت کرنے میں فلیح کی متابعت کی اور سعید نے ہلال سے اُنھوں نے عطاء بن سلام سے روایت کرتے ہوئے کہا "غلف" ہر وہ شئی ہے جو پردہ میں ہو۔ سَيْفٌ أَغْلَفُ اور قَوْسٌ غَلْفَاءُ اس تلوار اور کمان کو کہتے ہیں جو پردہ میں

بَابُ الْكَيْلِ عَلَى الْبَائِعِ وَالْمُعْطِي وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ يَعْنِي كَالُوْا لَهُمْ اَوْ وَزَنُوْا لَهُمْ كَقَوْلِهٖ يَسْمَعُوْنَكُمْ يَسْمَعُوْنَ لَكُمْ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِكْتَالُوْا حَتّٰى يَسْتَوْفُوْا وَيُذْكَرُ عَنْ عُثْمَانَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ اِذَا بِعْتَ فَكِلْ وَاِذَا ابْتَعْتَ فَاكْتَلْ ۔

۱۹۹۵ —— حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهٗ ۔

اور "رَجُلٌ اَغْلَفُ" اس مرد کو کہا جاتا ہے جس کا ختنہ نہ ہُوا ہو!

۱۹۹۴ —— شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام، بادشاہ اور معزز لوگوں کا بازار میں جانا مذموم نہیں البتہ بازار میں بلند آوازیں دینا اور شور وغل کرنا مذموم ہے ٹیڑھی ملت و مذہب کو سیدھا کرنے کا معنیٰ یہ ہے کہ لوگوں کو کفر سے نکال کر ایمان کی راہ دکھائیں گے حتیٰ کہ وہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے لگیں"

باب ۔ ناپنے کی اُجرت بیچنے والے اور دینے والے پر ہے

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "جب وہ انھیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں ان کے لئے ناپ کریں یا ان کے لئے وزن کریں جیسے یَسْمَعُوْنَ سے مراد "یَسْمَعُوْنَ لَکُمْ"، ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تول کرا کر لو حتیٰ کہ پُورا کر لو اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا جب بیچو تو ناپ کر دو اور جب خریدو تو تول کرا لو ۔

شرح : کَیْل اور اِکْتِیَال، میں فرق یہ ہے کہ اکتیال صرف اپنی ذات کے لئے استعمال ہوتا ہے اور کَیل عام ہے اپنے لئے ہو یا کسی اور کے لئے ہو۔ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ خرید و فروخت میں تول کرنا ضروری ہے اندازہ درست نہیں اور ناپ کرنا بائع کے ذمہ ہے خریدار کے ذمہ نہیں فقہاء کہتے ہیں ناپ اور تول کرنا بیچنے والے کے ذمہ ہے۔ لہٰذا اس کی اُجرت بھی وہی ادا کرے گا ۔ امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے۔

باب —— ناپنے کی اُجرت بیچنے والے اور دینے والے پر ہے ——

۱۹۹۵ —— ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی غلہ خریدے تو اس کو فروخت نہ کرے حتیٰ کہ اس کو اپنے قبضہ میں کرلے (حدیث ۱۹۹۳ کی شرح دیکھیں)

۱۹۹۶ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ تُوُفِّيَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَاسْتَعَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى غُرَمَائِهِ أَنْ يَضَعُوا مِنْ دَيْنِهِ فَطَلَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَفْعَلُوا فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبْ فَصَنِّفْ تَمْرَكَ أَصْنَافًا الْعَجْوَةَ عَلَى حِدَةٍ وَعَذْقَ زَيْدٍ عَلَى حِدَةٍ ثُمَّ أَرْسِلْ إِلَيَّ فَفَعَلْتُ ثُمَّ أَرْسَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ فَجَلَسَ عَلَى أَعْلَاهُ أَوْ فِي وَسَطِهِ ثُمَّ قَالَ كِلْ لِلْقَوْمِ فَكِلْتُهُمْ حَتَّى أَوْفَيْتُهُمُ الَّذِي لَهُمْ وَبَقِيَ تَمْرِي كَأَنَّهُ لَمْ يَنْقُصْ مِنْهُ شَيْءٌ وَقَالَ فِرَاسٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ حَدَّثَنِي جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا زَالَ يَكِيْلُ لَهُمْ حَتَّى أَدَّى وَقَالَ هِشَامٌ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُذَّ لَهُ فَأَوْفِ لَهُ۔

۱۹۹۶ ــــ ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا (کہ ان کے والد) عبداللہ بن عمرو بن حرام فوت ہوگئے اور ان پر قرضہ تھا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد چاہی کہ قرض خواہ قرضہ کم کردیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد چاہی کہ قرضہ خواہ قرضہ کم کردیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرضخواہوں سے یہ مطالبہ کیا اور انھوں نے کم نہ کیا تو مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اپنی کھجوروں کی چھانٹ کر دعجوہ علیحدہ کر رکھو اور عَذْقِ زید، علیحدہ رکھو پھر میری طرف پیغام بھیجو میں نے ایسا ہی کیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلانے کے لئے بھیجا آپ کھجوروں کے اوپر یا درمیان بیٹھ گئے اور فرمایا لوگوں کو ناپ کرکے دو میں نے ان کو ناپ کرکے دیا حتیٰ کہ ان کا قرضہ پورا کردیا اور میری کھجوریں بچ گئیں گویا کہ ان میں سے کچھ کم نہ ہوا۔ فراس نے شعبی سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ مجھ سے حضرت جابر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جابر ان کے لئے کیل کرتے رہے حتیٰ کہ قرض ادا کردیا۔ ہشام نے وہب سے انھوں نے جابر سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھجوروں کو کاٹ لو اور ان کو قرض ادا کردو۔

۱۹۹۶ ــــ شرح : اس حدیث کی غرض یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا قرضخواہوں کو کھجوریں کیل کردو معلوم ہوا کہ تول ناپ کرکے دینا دینے والے کے ذمہ ہے۔ عذق زید اور عجوہ کھجوروں کے اقسام ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور آپ کی برکت ظاہر ہے۔ بعض روایات میں مذکور ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کے ڈھیر پر بیٹھ کر کچھ پڑھا اور پھر فرمایا اب ان کو ناپ کرکے دو۔ معلوم ہوا کہ طعام اور کھجوروں وغیرہ پر برکت کی دعا کرنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْكَيْلِ

۱۹۹۷ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى ثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنِ الْمِقْدَامِ ابْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كِيلُوا طَعَامَكُمْ يُبَارَكْ لَكُمْ ـ بَابُ بَرَكَةِ صَاعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُدِّهِ فِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب — غلّہ ناپنا مستحب ہے

۱۹۹۷ — ترجمہ : مقدام بن معدیکرب سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غلّہ ناپ کر کے لیا کرو تمہارے لئے برکت دی جائے گی ۔

۱۹۹۷ — شرح : کیل کرنے میں حکمت یہ ہے کہ جو چیز اپنے استعمال کے لئے رکھی ہو اس کی مقدار معلوم ہو جاتی ہے اور جتنی مدّت کے لئے اس کو استعمال کرنا ہو اس کی تعیین ہو جاتی ہے ۔ نیز سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے مُد کے لئے برکت کی دُعاء فرمائی ہے۔ اس لئے کیل کرنے میں یہ دُعاء شامل ہوگی ۔ لیکن سوال یہ ہوتا ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میرے پاس کچھ جَو تھے جو عرصہ بھر میں کھاتی رہی اور وہ ختم نہ ہوئے حتیٰ کہ میں نے ان کا ناپ کیا تو وہ ختم ہو گئے اس کا جواب یہ ہے کہ ان کے گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت تھی جب ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کیل کر لیا تو جس مدت تک ناپ کا حساب پہنچتا تھا وہ معلوم ہو گیا اور وہ مدت ختم ہوتے ہی جَو بھی ختم ہو گئے ۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا برکت خرید و فروخت کے وقت اور عدمِ برکت نفقہ کے وقت ہے ۔

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاع اور مُدّ میں برکت —

اس باب میں امّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت ہے !

۱۹۹۸ — حَدَّثَنَا مُوسٰى ثَنَا وُهَيْبٌ ثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَدَعَا لَهَا وَحَرَّمْتُ الْمَدِيْنَةَ كَمَا حَرَّمَ اِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ وَدَعَوْتُ لَهَا فِيْ مُدِّهَا وَصَاعِهَا مِثْلَ مَا دَعَا اِبْرَاهِيْمُ لِمَكَّةَ

۱۹۹۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مِكْيَالِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِيْ صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ يَعْنِيْ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ —

۱۹۹۸ — ترجمہ : عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرام قرار دیا اور اس کے لئے برکت کی دعا کی اور میں نے مدینہ منورہ کو حرام قرار دیا جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرام قرار دیا اور میں نے مدینہ منورہ کے لئے اس کے مُد اور صاع کے لئے دُعا کی جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے لئے دُعا کی۔

۱۹۹۹ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اللہ! ان کے کیل میں برکت دے اور ان کے صاع میں برکت دے یعنی مدینہ منورہ کے کیل اور صاع میں برکت دے۔

۱۹۹۸ ، ۱۹۹۹ — شرح : صاع اور مُد میں برکت سے مُراد یہ ہے کہ جو کچھ ان میں ناپ کیا جائے اس میں برکت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دُعاء قبول فرمائی اور اس قدر برکت عطا کی کہ مدینہ منورہ کی پیداوار بہت کھائی جاتی ہے اور ذخیرہ کی جاتی ہے اور دوسرے ملکوں کو سپلائی کی جاتی ہے —
مدینہ منورہ کو حرام قرار دینے کا معنی یہ ہے کہ اس کے درخت وغیرہ نہ کاٹے جائیں تاکہ مدینہ منورہ کی زینت بڑھے۔ لیکن اگر کسی نے وہاں کا درخت کاٹ ڈالا تو اس پر کوئی سزا عائد نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي بَيْعِ الطَّعَامِ وَالْحُكْرَةِ

۲۰۰۰ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ الطَّعَامَ مُجَازَفَةً يُضْرَبُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعُوهُ حَتَّى يُؤْوُوهُ إِلَى رِحَالِهِمْ

۲۰۰۱ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَبِيعَ الرَّجُلُ طَعَامًا حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ كَيْفَ ذَاكَ قَالَ ذَاكَ دَرَاهِمُ بِدَرَاهِمَ وَالطَّعَامُ مُرْجَأٌ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُرْجَوْنَ — مُؤَخَّرُونَ۔

باب — غلّہ بیچنے اور ذخیرہ کرنے میں روایات

۲۰۰۰ — ترجمہ : سالم نے اپنے باپ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی اُنھوں نے کہا میں نے ان لوگوں کو دیکھا جو غلّہ اندازہ سے خریدتے تھے ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ پاک میں سزا دی جاتی تھی تاکہ اس کو اپنے مقام میں لے جاکر فروخت کریں۔

۲۰۰۱ — ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی مرد غلہ فروخت نہ کرے حتیٰ کہ اس کو قبضہ میں کرے (طاؤس نے کہا) میں نے ابن عباس سے کہا یہ کیوں ؟ اُنھوں نے کہا یہ درہموں کا درہموں کے عوض بیچنا ہے اور غلّہ بعد میں دیا جاتا ہے۔

۲۰۰۰ ، ۲۰۰۱ — شرح : احتکار یہ ہے کہ گرانی کا انتظار کرتے ہوئے غلّہ کو روک رکھے۔ باب میں مذکور احادیث میں احتکار کا ذکر نہیں ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ احتکار کا لغوی معنیٰ مراد ہے اور وہ غلّہ کو روک رکھنا ہے۔ اس وقت اس کا اطلاق اس غلّہ پر بھی ہوسکتا ہے جو اندازہ سے خریدا جائے اور اس کو اپنے مقام سے نقل نہ کرے یہ لغوی احتکار ہے۔ حدیث شریف میں ہے غلّہ کا ذخیرہ گناہ گار کرتا ہے (مسلم) ابن ماجہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی جس نے مسلمانوں سے غلّہ روکا اور مہنگے داموں فروخت کرنے کے لئے ذخیرہ کیا اللہ تعالیٰ اس کو کوڑھ اور فقر میں مبتلا کرے گا۔ ایک روایت کے مطابق محتکر ملعون ہے۔ قولہ الطّعام مُرجأ ، یعنی کوئی شخص کسی سے دراہم کے عوض غلّہ خریدے پھر وہ اسی

۲۰۰۲ — حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَقْبِضَهُ

۲۰۰۳ — حَدَّثَنَا عَلِيٌّ ثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ كَانَ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ يُحَدِّثُهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسٍ اَنَّهُ قَالَ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ صَرْفٌ فَقَالَ طَلْحَةُ اَنَا حَتّٰى يَجِيْءَ خَازِنُنَا مِنَ الْغَابَةِ قَالَ سُفْيٰنُ هُوَ الَّذِيْ حَفِظْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ لَيْسَ فِيْهِ زِيَادَةٌ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ اَوْسٍ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يُخْبِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الذَّهَبُ بِالْوَرِقِ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ۔

کے پاس یا کسی دوسرے کے پاس قبضہ کرنے سے پہلے دراہم کے عوض فروخت کر دے تو یہ جائز نہیں کیونکہ یہ دراصل دراہم کی بیع دراہم سے ہے اور غلہ غائب ہے اور ظاہر ہے کہ بیع میں نفع مطلوب ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ دراہم کی بیع دراہم سے ہوگی جو پہلے دراہم سے زیادہ ہوں گے اور یہ سود ہے نیز یہ بیع غائب کی حاضر سے ہے جو شرعاً منع ہے۔ ابن تین نے ابن عباس کے کلام کا معنی یہ ذکر کیا ہے کہ کسی سے غلہ ایک سو درہم کے عوض اُدھار خریدے اور قبضہ کرنے سے پہلے اس سے ایک سو بیس دراہم کے عوض فروخت کر دے تو یہ جائز نہیں کیونکہ یہ دراصل دراہم کی بیع دراہم سے ہے اور غلہ غائب ہے۔

۲۰۰۲ — ترجمہ : عبداللہ بن دینار نے کہا میں نے ابن عمر کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی غلہ خریدے تو اُس کو فروخت نہ کرے حتی کہ اس کو قبضہ میں کر لے (حدیث ۱۹۹۳ کی شرح دیکھیں)

۲۰۰۳ — ترجمہ : مالک بن اوس سے روایت ہے اُنھوں نے کہا کوئی شخص ہے جس کے پاس صرف ہو۔ طلحہ نے کہا میں بیع صرف کرتا ہوں حتی کہ میرا خزانچی غابہ سے آجائے۔ سفیان نے کہا یہ ہم نے زہری سے محفوظ کیا ہے اس میں کسی لفظ کا اضافہ نہیں۔ اور کہا مجھے مالک بن اوس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بیان کرتے ہوئے سُنا کہ آپ نے فرمایا "سونے کے عوض سونا بیچنا سُود ہے مگر یہ کہ نقد ہو اور گندم کے عوض گندم بیچنا سُود ہے مگر یہ کہ نقد ہو اور کھجوروں کے عوض کھجوریں بیچنا سُود ہے مگر یہ کہ نقد ہو اور جَو کے عوض جَو بیچنا سُود ہے مگر یہ کہ نقد ہو۔

۲۰۰۳ — شرح : ایک نقد کو دوسرے نقد کے عوض بیچنے کو صرف کہتے ہیں۔ قولہ مَن

بَابُ بَيْعِ الطَّعَامِ قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ وَبَيْعِ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ

٢٠٠٤ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الَّذِي حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَمَّا الَّذِي نَهَى عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ الطَّعَامُ أَنْ يُبَاعَ حَتَّى يُقْبَضَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَلَا أَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا مِثْلَهُ۔

٢٠٠٥ — عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ زَادَ إِسْمٰعِيلُ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ۔

عِنْدَهٗ صَرْفٌ " کا معنیٰ یہ ہے کہ کسی کے پاس دراہم ہیں جن کو وہ دنانیر کے عوض فروخت کرے ؛ بیع صرف میں قبض شرط ہے اگر دونوں عوض ایک جنس ہوں تو کسی طرف سے زیادہ یا کم لینا حرام ہے اور اگر جنس مختلف ہو تو زیادتی اور کمی کرنا جائز ہے۔ مثلاً ایک درہم کی بیع صرف ایک درہم سے جائز ہے اس پر زیادہ کرنا منع ہے اور ایک دینار کی بیع کئی دراہم سے جائز ہے۔ حدیث میں مذکور چار اشیاء میں سود کی حرمت میں سب کا اتفاق ہے۔ چاندی اور نمک کو حدیث میں ذکر نہیں کیا۔ ان میں بھی سود کی حرمت میں سب کا اتفاق ہے۔ ان کے علاوہ باقی اشیاء میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان چھ اشیاء کے علاوہ جہاں بھی قدر اور جنس واحد ہو وہاں بھی سود حرام ہے۔ مثلاً چنے اور مسور کو جب ان کی جنس سے بیچا جائے تو تفاضل حرام ہے علیٰ ہذا القیاس۔ البتہ جو شئی ناپ تول میں نہ آسکے جیسے ایک مٹھی جَو کی بیع دو مٹھی جَو سے جائز ہے۔

باب — قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا اور اس کا بیچنا جو موجود نہ ہو "

٢٠٠٤ — ترجمہ : طاؤس کہتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز سے منع فرمایا وہ غلہ ہے جو قبضہ کرنے سے پہلے بیچا جائے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں

بَابُ ــــ مَنْ رَاٰی اِذَا اشْتَرٰی طَعَامًا جِزَافًا اَنْ لَا یَبِیْعُهٗ حَتّٰی یُؤْوِیَهٗ اِلٰی رَحْلِهٖ وَالْاَدَبُ فِیْ ذٰلِكَ۔

۲۰۰۶ ــ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ ثَنَا اللَّیْثُ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ لَقَدْ رَاَیْتُ النَّاسَ فِیْ عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَبْتَاعُوْنَ جِزَافًا یَعْنِی الطَّعَامَ یُضْرَبُوْنَ اَنْ یَّبِیْعُوْهُ فِیْ مَکَانِهِمْ حَتّٰی یُؤْوُوْهُ اِلٰی رِحَالِهِمْ

میں ہر شئ کو اس طرح خیال کرتا ہوں۔

۲۰۰۵ ــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے غلہ خرید کیا ہو وہ اس کو فروخت نہ کرے حتی کہ اس کو قبضہ میں کرلے۔ اسماعیل نے یہ اضافہ کیا کہ جو کوئی غلہ خریدے اس کو نہ بیچے حتی کہ اس کو قبضہ میں کرلے۔ اسماعیل نے یہ اضافہ کیا کہ جو کوئی غلہ خریدے اس کو نہ بیچے حتی کہ اس کو قبضہ میں کرلے۔

۲۰۰۴، ۲۰۰۵ ــــ شرح : ان دونوں حدیثوں میں قبضہ کرنے سے پہلے بیچنے کا ذکر ہے اور جو موجود نہ ہو اس کے بیچنے کا ذکر نہیں لیکن یہ پہلے جزء میں داخل ہے کیونکہ جو پاس موجود نہ ہو اس کی قبضہ سے قبل بیع ہے۔ ترمذی میں ہے" ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے پاس کوئی مرد آتا ہے اور مجھ سے وہ شئ خریدنا چاہتا ہے جو میرے پاس نہیں ہوتی کیا میں بازار سے خرید کر پھر اس کے پاس فروخت کردیا کروں ؟ آپ نے فرمایا جو تمہارے پاس موجود نہ ہو اس کو مت بیچو۔ کیونکہ یہ دراصل قبضہ کرنے سے پہلے کی بیع ہے۔ سوال یہ ہوتا ہے کہ اسماعیل نے کیا اضافہ کیا ہے ؟ یہ تو بعینہٖ پہلی حدیث ہے کیونکہ استیفاء کا معنی قبضہ کرنا ہے۔ لہٰذا متنِ حدیث میں کچھ اضافہ نہیں اور نہ ہی اسنادِ حدیث میں کچھ زیادتی ہے کیونکہ پہلے طریق کی طرح اس میں بھی چار راوی ہیں کیونکہ اسماعیل بھی مالک سے روایت کرتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اس زیادتی سے مراد دوسری روایت کی زیادتی ہے اور وہ "یَقْبِضَهٗ" ، کیونکہ مشہور روایت بمعنی یَسْتَوْفِیَهٗ ہے (کرمانی) واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

باب ــ جس نے یہ خیال کیا کہ جب کوئی شخص تخمینہ سے غلہ خریدے کہ وہ اس کو فروخت نہ کرے

بَابٌ إِذَا اشْتَرَى مَتَاعًا أَوْ دَابَّةً فَوَضَعَهُ عِنْدَ الْبَائِعِ فَبَاعَ أَوْ مَاتَ قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ مَا أَدْرَكَتِ الصَّفْقَةُ حَيًّا مَجْمُوعًا فَهُوَ مِنَ الْمُبْتَاعِ۔

۲۰۰۷ ـــ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَلَّ يَوْمٌ كَانَ يَأْتِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا يَأْتِي فِيهِ بَيْتَ أَبِي بَكْرٍ أَحَدَ طَرَفَيِ النَّهَارِ فَلَمَّا أُذِنَ لَهُ فِي الْخُرُوجِ إِلَى الْمَدِينَةِ لَمْ يَرُعْنَا إِلَّا وَقَدْ أَتَانَا ظُهْرًا فَخُبِّرَ بِهِ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ مَا جَاءَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا مِنْ حَدَثٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ أَخْرِجْ مَا عِنْدَكَ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّمَا هُمَا ابْنَتَايَ يَعْنِي عَائِشَةَ وَأَسْمَاءَ قَالَ أَشَعَرْتَ أَنَّهُ قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ قَالَ الصُّحْبَةَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الصُّحْبَةَ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ عِنْدِي نَاقَتَيْنِ أَعْدَدْتُهُمَا لِلْخُرُوجِ فَخُذْ إِحْدَاهُمَا فَقَالَ قَدْ أَخَذْتُهَا بِالثَّمَنِ ـــ

حتیٰ کہ اس کو اپنے ٹھکانہ میں لے جائے اور اسکے متعلق سزا

۲۰۰۶ ـــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں لوگوں کو دیکھا جو اندازہ سے خرید و فروخت کرتے تھے یعنی غلہ اندازہ سے خرید کرتے تھے۔ ان کو اسی جگہ بیچنے پہ سزا دی جاتی تھی حتیٰ کہ وہ غلہ کو اپنے ٹھکانوں پر لے جائیں

باب ـــ جب کسی نے سامان یا جانور خریدا اور اس کو بیچنے والے کے پاس رکھ دیا پھر قبضہ کرنے سے پہلے بیچ دیا یا مر گیا"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اگر زندہ متغیر نہ ہوا ہو تو وہ خریدار کا ہے۔

بَابٌ لَا یَبِیعُ عَلٰی بَیْعِ اَخِیْهِ وَلَا یَسُوْمُ عَلٰی سَوْمِ اَخِیْهِ حَتّٰی یَاْذَنَ لَهٗ اَوْ یَتْرُكَ

۲۰۰۸ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ ثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَبِیْعُ بَعْضُكُمْ عَلٰی بَیْعِ اَخِیْهِ۔

۲۰۰۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا بہت کم دن ایسا ہوتا جبکہ صبح و شام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف نہ لاتے اور جب آپ کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دی گئی تو آپ اچانک ظہر کے وقت تشریف لائے۔ اور ابو بکر کو یہ خبر دی گئی تو اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کسی حادثہ کی وجہ سے آئے ہیں جو پیش آیا ہے جب آپ گھر میں داخل ہوئے تو ابو بکر سے فرمایا جو تمہارے پاس ہے نکالو اُنھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صرف میری دو بیٹیاں ہیں یعنی عائشہ اور اسماء۔ آپ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے؟ کہ مجھے ہجرت کرنے کی اجازت ہو چکی ہے۔ ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ میں بھی آپ کی صحبت چاہتا ہوں آپ نے فرمایا تم بھی میرے ساتھ رہو گے ابو بکر نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس دو اونٹنیاں ہیں میں نے ان کو ہجرت کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ آپ ان میں سے ایک لے لیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اس کو قیمت کے بدل لے لیا۔

۲۰۰۷ — شرح : اس حدیث کا مقصد یہ ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی خریدنے کے بعد اس کو قبضہ میں نہ لیا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ہی رہنے دیا اس کی تفصیل یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ فرمانا کہ میں نے تم سے قیمت کے بدل اونٹنی لی وہ نہ تو آپ نے ہاتھ سے پکڑی تھی اور نہ ہی اس کو علیحدہ کر رکھا تھا وہ تو صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیمت دے کر اونٹنی لینے کا التزام کر لیا تھا جس سے وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ملک سے باہر ہو گئی اور سید عالم صلی اللہ علیہ کی ملک میں آگئی اور آپ نے وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس رہنے دی۔ اس حدیث سے احناف نے استدلال کیا کہ بیع میں تفرق بالاقوال ہے تفرق بالابدان نہیں یعنی ایجاب و قبول سے بیع ہو جاتی ہے۔ مجلس بیع سے علیحدہ ہونا اور بائع مشتری کا ایک دوسرے سے جدا ہو جانا بیع کے استحکام کے لئے ضروری نہیں بلکہ ایک کا یہ کہنا میں نے بیچا اور دوسرے کا اس کے جواب میں کہنا میں نے خریدا یہ بیع کے لئے کافی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا میں نے اونٹنی قیمت کے عوض لی حالانکہ آپ ابو بکر صدیق سے جدا نہیں ہوئے تھے اور یہ بیع مکمل تھی۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۰۰۹ ــــ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ ثنا سُفْیٰنُ ثنا الزُّهْرِیُّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّبِیْعَ حَاضِرٌ لِّبَادٍ وَّلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا یَبِیْعُ الرَّجُلُ عَلٰی بَیْعِ اَخِیْہِ وَلَا یَخْطُبُ عَلٰی خِطْبَةِ اَخِیْہِ وَلَا تَسْاَلُ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِہَا لِتَکْفَاءَ مَا فِیْ اِنَائِہَا۔

باب ــــ اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور نہ اس کے مول پر مول کرے حتّٰی کہ وہ اس کو اجازت دے یا بیع چھوڑ دے

۲۰۰۸ ــــ ترجمہ: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص ایک دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے۔

۲۰۰۸ ــــ شرح: قولہ لَا یَسُوْمُ عَلٰی سَوْمِ اَخِیْہِ "کا معنیٰ یہ ہے کہ بیچنے والا اور خرید کی خواہش کرنے والا دونوں مول پر اتفاق کر لیں اور ایجاب قبول نہ کریں یعنی شئی کا بھاؤ طے کر لیں۔ پھر اور کوئی شخص شئی کے مالک سے کہے یہ شئی میرے پاس زیادہ پیسوں کے عوض فروخت کر دو یا خرید کی خواہش کرنے والے سے کہے کہ میں تم کو اس سے سستی لے دیتا ہوں اس طرح دونوں کے درمیان قیمت طے ہو جانے کے بعد کسی اور کا درمیان میں دخیل ہونا حرام ہے۔ البتہ اگر مول طے نہ ہوا اور مبیعہ کی بولی ہو رہی ہو تو قیمت بڑھانا جائز ہے۔ اس کو "بیع مَنْ یَزِیْدُ" کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں مول طے نہیں ہوتا اور وہ کسی قیمت پر استقرار سے پہلے ثمن بڑھاتا ہے۔ اس بیع میں مسلمان اور کافر میں کوئی فرق نہیں۔

۲۰۰۹ ــــ ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہری کا دیہاتی کے ہاتھ بیع سے منع فرمایا اور فرمایا بخش نہ کرو اور کوئی شخص اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور نہ اپنے بھائی کے پیام نکاح پر پیام نکاح بھیجے اور نہ ہی کوئی عورت اپنی بہن کو طلاق دلوائے تاکہ جو کچھ اس کے حصہ میں ہے خود اس کو حاصل کرے۔

۲۰۰۹ ــــ شرح: شہری کا دیہاتی کے ہاتھ بیع کا معنی یہ ہے کہ دیہاتی گاؤں سے مال لاتا ہے تاکہ اس دن کے بھاؤ سے اس کو فروخت کرے تو شہری

بَابُ بَیْعِ الْمُزَایَدَةِ وَقَالَ عَطَآءٌ اَدْرَکْتُ النَّاسَ لَا یَرَوْنَ بَأْسًا بِبَیْعِ الْمَغَانِمِ فِیْمَنْ یَزِیْدُ۔

۲۰۱۰ ـــــ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ اَنَا الْحُسَیْنُ الْمُکْتِبُ عَنْ عَطَآءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ رَجُلًا اَعْتَقَ غُلَامًا لَّہٗ عَنْ دُبُرٍ فَاحْتَاجَ فَاَخَذَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ یَّشْتَرِیْہِ مِنِّیْ فَاشْتَرَاہُ نُعَیْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بِکَذَا وَکَذَا فَدَفَعَہٗ اِلَیْہِ۔

اس سے کہے یہ مال میرے پاس رہنے دو میں اس کو آہستہ آہستہ مہنگا فروخت کروں گا۔ ایسا کرنا حرام ہے لیکن یہ بیع صحیح ہے کیونکہ اس میں نفس عقد سے خارج امر سے منع کیا گیا ہے بعض علماء اس کا معنی یہ بیان کرتے ہیں کہ شہری دیہاتی کے لئے دلال نہ بنے یہ معنی پہلے معنیٰ سے عام ہے کیونکہ یہ بیع اور شراء دونوں کو شامل ہے۔ شہری کا دیہاتی کے ہاتھ بیع سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ اس میں لوگوں کو تنگی میں ڈالا جاتا ہے۔ اس حدیث سے امام مالک، شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ یہ بیع حرام ہے۔ البتہ امام مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہما کے مذہب میں یہ بیع صحیح نہیں اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایسی بیع کرنا حرام ہے لیکن اگر بیع کی تو صحیح ہوگی۔ جمہور علماء کا مسلک بھی یہی ہے۔ قولہ لَا تَنَاجَشُوْا، یعنی خریدنے کا ارادہ نہ ہو تو قیمت نہ بڑھاؤ اگر اس طرح بیع واقع ہو تو مشتری کو فسخ کا اختیار نہیں۔ امام مالک کہتے ہیں جب مشتری کو نجش کا علم ہو جائے تو اس کو فسخ کا اختیار ہے کیونکہ یہ منجملہ عیوب سے ایک عیب ہے۔ اہل ظواہر کے نزدیک یہ بیع باطل ہے۔ قولہ لَا یَبِیْعُ الرَّجُلُ عَلٰی بَیْعِ اَخِیْہِ، کی تفسیر ع۲۰۰۸ کی شرح میں دیکھیں اور بَیْعُ مَنْ یَّزِیْدُ، جائز ہے۔ امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کمبل اور پیالہ فروخت کیا اور فرمایا ان دونوں کو کون خریدے گا؟ ایک شخص نے کہا میں ایک درہم سے خریدتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ایک درہم سے کون زیادہ کرتا ہے؟ تو ایک اور شخص نے دو درہم دیئے آپ نے اس کے ہاتھ وہ دونوں فروخت کر دیئے۔ جمہور علماء کا مذہب یہی ہے قولہ لَا یَخْطُبُ عَلٰی خِطْبَةِ اَخِیْہِ، یعنی جب زن و شوہر نکاح پر راضی ہو جائیں تو اور کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ عورت کو نکاح کا پیام دے اور اگر صرف مشورہ تک محدود ہو اور صراحتاً ان میں رضامندی نہ ہو تو عورت کو نکاح کا پیام دینا جائز ہے کیونکہ ابوجہم اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما نے فاطمہ بنت قیس کو پیام نکاح دیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منع نہ فرمایا اور فاطمہ بنت قیس کو مشورہ دیا کہ وہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لے۔ قولہ لَا تَسْئَلُ الخ یعنی کوئی اجنبیہ عورت کسی شخص سے کہے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے اور اس سے نکاح کر لے اور جو مہر وغیرہ مطلقہ کا ہو وہی مہر وغیرہ اس کا ہوگا یہ ممنوع ہے۔

باب — زیادہ قیمت بڑھا کر بیچنا (نیلامی)

اور عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا میں نے لوگوں کو دیکھا غنیمت کے مال نیلام کرنے میں کچھ حرج نہیں سمجھتے تھے۔

۲۰۱۰ — ترجمہ : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنا مدبّر غلام فروخت کر دیا اور مفلس ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام کو لیا اور فرمایا مجھ سے یہ غلام کون خریدتا ہے؟ تو نعیم بن عبد اللہ نے اتنے اتنے دراہم سے اس کو خرید لیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مدبّر غلام نعیم بن عبد اللہ کے حوالہ کر دیا۔

۲۰۱۰ — شرح : مدبّر وہ غلام ہے جسے اس کا مالک کہے کہ وہ اس کے مرنے کے بعد آزاد ہے اس کی بیع میں فقہاء میں اختلاف ہے۔ امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہما نے کہا مدبّر کی بیع جائز ہے اور اس حدیث سے انھوں نے استدلال کیا۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما نے کہا مدبّر کی بیع جائز نہیں۔ مدبّر کی دو قسمیں ہیں ایک مدبّر مطلق اور دوسرا مقید۔ مدبّر مطلق وہ غلام ہے جسے اس کا مالک کہے کہ وہ اس کے مرنے کے بعد آزاد ہے یا یہ کہے کہ جس روز وہ مرے فلاں غلام آزاد ہے یا اسے یوں کہے تو مدبّر ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ نہ تو اس کو بیچنا جائز ہے اور نہ ہی وہ کسی کو ہبہ کر سکتا ہے۔ البتہ اس سے خدمت لے سکتا ہے اس کو کرایہ کے لئے دے سکتا ہے۔ اور اگر لونڈی مدبّرہ ہو تو اس سے مالک صحبت کر سکتا ہے اور کسی سے اس کا نکاح کر سکتا ہے۔ پھر اگر مولیٰ مر جائے اور وہ مفلس ہو تو اس کا تہائی آزاد ہو جائے گا اور باقی دو تہائی مال کسب کر کے وارث کو ادا کرے گا مثلاً اگر اس کی قیمت تین سو درہم ہو تو وہ دو سو درہم کسب کر کے وارث کو دے گا بشرطیکہ مولیٰ کے مرتے وقت صرف وہی غلام ترکہ ہو اور اگر اس پر اتنا قرضہ ہو کہ مدبّر کی پوری قیمت سے ادا نہ ہوتا ہو تو وہ پوری قیمت کسب کر کے وارث کو دے گا۔ اور مدبّر مقید وہ ہے جسے مولیٰ کہے اگر وہ اس بیماری میں مر جائے یا وہ اس سفر میں مر جائے یا یہ کہے اگر وہ دس سال تک مر جائے یا فلاں شخص مر جائے تو وہ آزاد ہے ان تمام صورتوں میں وہ مقید ہے اگر شرط پائی گئی تو وہ آزاد ہو جائے گا ورنہ اس کا بیچنا جائز ہے۔ مدبّر مطلق کو کسی صورت میں بیچنا جائز نہیں۔ دارقطنی نے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مدبّر کو نہ بیچا جائے اور نہ ہبہ کیا جائے اور وہ مالک کے تہائی مال میں سے آزاد ہے۔ ابو الولید باجی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں مدبّر کی بیع کو مسترد فرما دیا لہٰذا مدبّر کی بیع کے ناجائز ہونے پر صحابہ کرام کا اجماع ہے اور بخاری میں مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ اس مدبّر کے مالک پر قرض تھا اس لئے آپ نے

بَابُ النَّجْشِ وَمَنْ قَالَ لَا يَجُوْزُ ذٰلِكَ الْبَيْعُ وَقَالَ ابْنُ اَبِیْ اَوْفٰی اَلنَّاجِشُ اٰكِلُ الرِّبٰوا خَائِنٌ وَهُوَ خِدَاعٌ بَاطِلٌ لَا يَحِلُّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخَدِيْعَةُ فِی النَّارِ وَمَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ۔

۲۰۱۱ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّجْشِ۔

اس کا تصرف ممنوع قرار دیا اس لئے اس کو فروخت کر دیا گیا یا اس شخص کا مدبّر کے سوا اور مال نہ تھا یا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کرایہ کے لئے دے دیا تھا اور اجارہ پر بھی بیع کا اطلاق ہوتا ہے۔ ابن حزم نے ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبّر کی خدمت کو بیچا۔ ابن سیرین نے کہا مدبّر کی خدمت فروخت کرنے میں حرج نہیں۔ ابو الولید نے جابر سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبّر کی خدمت فروخت کی یعنی اس کو کرایہ کے لئے دیا۔ یہ جواب بھی دیا جا سکتا ہے کہ مدبّر کا مالک سفیہ تھا کم عقل تھا اسی لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مُدبّر کو فروخت کیا حالانکہ جو علماء مدبّر کی بیع کے جواز کے قائل ہیں ان کے نزدیک امام یا بادشاہ کے بیع کرنے کی ضرورت نہیں۔ نیز یہ بھی احتمال ہے کہ یہ واقعہ اس زمانہ کا ہو جبکہ مقروض شخص کو قرض کے عوض بیچنا جائز تھا پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقروض شخص کو قرض کے عوض فروخت کر دیا پھر جب یہ آیت کریمہ "وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰی مَيْسَرَةٍ" نازل ہوئی تو یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ (عینی) واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ قیمت بڑھانا اور جس نے کہا یہ بیع جائز نہیں ـــ"

ابن ابی اوفی نے کہا قیمت بڑھانے والا سود خور خائن ہے اور یہ دھوکہ ہے باطل ہے جائز نہیں ـــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دھوکا دوزخ کا سبب ہے اور جس نے کوئی کام کیا جو ہمارا حکم نہیں وہ مردود ہے۔

۲۰۱۱ ـــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجش

بَابُ بَيْعِ الْغَرَرِ وَحَبَلِ الْحَبَلَةِ

۲۰۱۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ وَكَانَ بَيْعًا يَتَبَايَعُهُ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ الرَّجُلُ يَبْتَاعُ الْجَزُوْرَ اِلٰى اَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ ثُمَّ تُنْتَجُ الَّتِيْ فِيْ بَطْنِهَا۔

سے منع فرمایا۔

۲۰۱۱ — شرح : "نجش" کا لغوی معنی شکار کو اپنی جگہ سے بھگانا ہے تاکہ اس کو شکار کیا جائے۔ اور شرع میں اس کا معنی یہ ہے کہ کسی شئی کی قیمت زیادہ کرے حالانکہ اس کو خریدنے کا ارادہ نہیں تاکہ کسی اور شخص کو خرید پر اکسائے اور دھوکہ میں ڈالے یہ ممنوع ہے۔

حدیث ع۲۰۰۹ کی شرح دیکھیں۔

باب — دھوکہ کی بیع اور حبل الحبلہ کی بیع

۲۰۱۲ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حَبَلُ الحَبَلَہ کی بیع سے منع فرمایا اہلِ جاہلیت یہ بیع کرتے تھے۔ کوئی شخص اونٹنی اس شرط پر خریدتا کہ اس کی قیمت اس وقت دے گا جب اونٹنی بچہ جنے پھر اس بچہ کے بچہ پیدا ہو۔

۲۰۱۲ — شرح : دھوکہ کی بیع کئی بیوع کو شامل ہے۔ مثلاً بھاگنے والے غلام کی بیع معدوم کی بیع مجہول کی بیع مبہم کی بیع وغیرہ وغیرہ یہ تمام بیوع باطل ہیں۔

حبل الحبلہ، ملامسہ اور منابذہ بھی دھوکہ کی بیع میں داخل ہیں۔ حبل الحبلہ کی تفسیر میں کثیر اقوال ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا حبل الحبلہ یہ ہے کہ کوئی شئی اُدھار خریدے اور اس کی مدت یہ مقرر کرے کہ اونٹنی بچہ جنے پھر جب اس بچہ کا بچہ پیدا ہوگا تو ثمن ادا کرے گا۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی یہی کہتے ہیں۔ یہ تفسیر قوی ہے کیونکہ یہ راوی کی بیان کردہ تفسیر ہے۔ بعض علماء یہ تفسیر کرتے ہیں کہ اونٹنی کے بچہ کے بچہ کی بیع کی جائے دونوں تفسیروں کے مطابق یہ بیع باطل ہے کیونکہ پہلی تفسیر کے مطابق اس میں مدت مجہول ہے اور دوسری تفسیر کے

بَابُ بَیْعِ الْمُلَامَسَۃِ وَقَالَ اَنَسٌ نَھَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْہُ

۲۰۱۳ ـــــ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ عُفَیْرٍ ثَنِیْ اللَّیْثُ ثَنِیْ عُقَیْلٌ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ اَخْبَرَنِیْ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ اَنَّ اَبَا سَعِیْدِ الْخُدْرِیَّ اَخْبَرَہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ الْمُنَابَذَۃِ وَھِیَ طَرْحُ الرَّجُلِ ثَوْبَہٗ بِالْبَیْعِ اِلَی الرَّجُلِ قَبْلَ اَنْ یُّقَلِّبَہٗ اَوْ یَنْظُرَ اِلَیْہِ وَنَھٰی عَنِ الْمُلَامَسَۃِ وَالْمُلَامَسَۃُ لَمْسُ الثَّوْبِ لَا یَنْظُرُ اِلَیْہِ

کے مطابق یہ معدوم کی بیع ہے۔

باب ـــــ ملامسہ کی بیع

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا اس بیع سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے

۲۰۱۳ ـــــ ترجمہ: عامر بن سعد نے کہا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع منابذہ سے منع فرمایا اور وہ یہ ہے کہ کوئی شخص بیع میں کپڑا خریدار کی طرف پھینک دے پہلے اس کے کہ وہ اس کو اُلٹ پلٹ کر دیکھے اور بیع ملامسہ سے منع فرمایا اور ملامسہ یہ ہے کہ خریدار کپڑے کو چھُولے اور اس کو نہ دیکھے۔

۲۰۱۴ ـــــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا دو لباسوں سے منع کیا گیا ہے۔ ایک یہ کہ کوئی شخص کپڑے میں احتباء کرے پھر اس کو مونڈھے تک اُٹھالے اور دو بیوع سے منع فرمایا ایک ملامسہ اور دُوسری منابذہ۔

۲۰۱۳، ۲۰۱۴ ـــــ شرح: بیع ملامسہ یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے سے کہے جب تو میرے کپڑے کو چھوئے اور میں تیرے کپڑے کو چھوؤں تو بیع واجب ہوجائے گی۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ بائع مشتری سے کہے میں یہ سامان تیرے ہاتھ اتنی قیمت سے بیچتا ہوں جب میں تجھے چھوؤں گا تو بیع ثابت ہوجائے گی یا خریدار بائع سے اس طرح کہے کہ میں تجھ سے یہ سامان خریدتا ہوں جب میں تجھے چھوؤں گا تو بیع ہوجائیگی بیع منابذہ یہ ہے کہ بائع اور مشتری میں سے ہر ایک اپنا اپنا کپڑا دوسرے کی طرف پھینکتا ہے اور کوئی بھی ایک دوسرے کے کپڑے کو اُلٹ پلٹ کر نہیں دیکھتا

۲۰۱۴ — قُتَيْبَةُ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نُهِيَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ اَنْ يَّحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ ثُمَّ يَرْفَعُهُ عَلٰى مَنْكِبِهٖ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ اللِّمَاسِ وَالنِّبَاذِ۔

بَابُ بَيْعِ الْمُنَابَذَةِ وَقَالَ اَنَسٌ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ

۲۰۱۵ ۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ وَعَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ۔

۲۰۱۶ — حَدَّثَنِيْ عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى ثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ۔

بعض علماء یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ بائع کا مشتری کی طرف کپڑا پھینک دینا ہی بیع تصور ہو جاتی تھی۔ ان دونوں بیوع سے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا جبکہ جاہلیت کے زمانہ میں ان بیوع کا بہت رواج تھا۔ اور یہ دھوکا سے خالی نہیں۔ نیز سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لباسوں سے منع فرمایا۔ ایک احتباء اور دوسرا اشتمالِ صماء حدیث میں دوسرے لباس کا ذکر نہیں کیونکہ وہ مشہور لباس ہے جسے ہر ایک جانتا ہے اور وہ یہ ہے کہ کپڑا اس طریقہ سے اوڑھے کہ ہاتھ بالکل اس کے اندر محبوس ہو جائیں اور اس وقت تھوڑی سی ٹھوکر سے انسان گر پڑتا ہے۔ یہ دونوں لباس ممنوع ہیں کیونکہ اِحْتِبَاء میں کشفِ عورت یعنی شرمگاہ برہنہ ہو جاتی ہے۔ جبکہ کپڑا اُٹھا کر مونڈھے پر رکھا جائے اور اشتمالِ صماء پُرخطر ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — منابذہ کی بیع

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیع سے منع فرمایا

۲۰۱۵ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع ملامسہ اور دوسری منابذہ سے منع فرمایا۔

۲۰۱۶ — ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لباسوں اور

بَابُ النَّهْيِ لِلْبَائِعِ اَنْ لَّا يُحَفِّلَ الْاِبِلَ وَالْبَقَرَ وَالْغَنَمَ وَكُلَّ مُحَفَّلَةٍ وَالْمُصَرَّاةُ الَّتِيْ صُرِّيَ لَبَنُهَا وَحُقِنَ فِيْهِ وَجُمِعَ فَلَمْ يُحْلَبْ اَيَّامًا وَاَصْلُ التَّصْرِيَةِ حَبْسُ الْمَاءِ يُقَالُ مِنْهُ صَرَّيْتُ الْمَاءَ اِذَا حَبَسْتَهُ۔

۲۰۱۷ ـــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الْاَعْرَجِ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَرُّوا الْاِبِلَ وَالْغَنَمَ فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدُ فَاِنَّهُ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ اَنْ يَحْلُبَهَا اِنْ شَاءَ اَمْسَكَ وَاِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَصَاعَ تَمْرٍ وَيُذْكَرُ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ وَمُجَاهِدٍ وَالْوَلِيْدِ بْنِ رَبَاحٍ وَمُوْسَى بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعَ تَمْرٍ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ وَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثًا وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ وَلَمْ يَذْكُرْ ثَلَاثًا وَالتَّمْرُ اَكْثَرُ۔

دو بیوع سے منع فرمایا ایک بیع ملامسہ اور دوسری منابذہ۔
(دونوں لباسوں اور دونوں بیوع کی تفاسیر حدیث ۲۰۱۴ کی شرح میں دیکھیں۔

باب ـــ بائع کے لئے منع ہے کہ وہ اُونٹنی، گائے، بکری اور ہر دودھ والے جانور کا دودھ روکے اور "مُصَرَّاۃ"

وُہ ہے جس کا دودھ نہ دھوا گیا ہو اور اس کے تھن میں دودھ جمع کیا جائے اور کئی دن نہ دوہا جائے۔ "تَصْرِیَہ" کا معنی پانی کو روکنا ہے کہا جاتا ہے۔ میں نے اس سے پانی روک لیا۔

۲۰۱۷ ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان

کرتے ہوئے کہا کہ اونٹ اور بکری کے تھن میں دودھ نہ روکو اور جس کسی نے ایسا جانور خریدا تو دودھ دھونے کے بعد اس کو اختیار ہے کہ اپنے پاس رکھ لے اور اگر چاہے تو اس کو واپس کر دے اور ساتھ ایک صاع کھجور واپس کرے ابو صالح، مجاہد، ولید بن رباح اور موسیٰ بن یسار ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کھجور کا صاع ذکر کرتے ہیں اور بعض ابن سیرین سے غلہ کا صاع ذکر کرتے ہیں اور کہا کہ اسے تین دن تک اختیار ہے اور بعض نے ابن سیرین سے کھجور کا صاع نقل کیا ہے اور تین دن تک اختیار ذکر نہیں کیا اور اکثر راویوں نے تمر کو ذکر کیا ہے۔

شرح: مُصَرَّات کا معنی ہے جس جانور کا دودھ چند دن اس کے تھن پر

۲۰۱۷ —

روکا جائے اور جمع کیا جائے "صَرِیّ" کا معنی جمع کرنا ہے۔ اس کا باب تفعیل تصریہ ہے اسی سے مصرات ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے "صَرَیْتُ الْمَاءَ" میں نے پانی روکا اور اس کو جمع کیا۔ لوگوں نے جب کوئی جانور بیچنا ہوتا تھا تو وہ ایک دو دن اس کو دوہتے نہیں تھے اور اس کا دودھ تھن میں جمع ہوجاتا تھا خریدار کے سامنے جب دوہتے تو وہ زیادہ دودھ دیکھ کر خرید لیتا تھا جب وہ گھر جاکر دوہتا تو وہ اتنا ہی دودھ دیتا جو اصل میں دودھ ہوتا تھا اور وہ پریشان ہوجاتا تھا۔ اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی گائے یا بکری یا اونٹنی اس طرح دودھ روک کر بیچی جائے تو خریدار کو اختیار ہے کہ اسی پر راضی ہوجائے یا اسے واپس کر دے اور ایک صاع کھجور یا غلہ ساتھ دے۔ اس حدیث سے امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ جو کوئی مُصَرَّاۃ خریدے اور اس کے دوہنے کے بعد وہ راضی نہ ہو تو اگر چاہے تو اس سے راضی ہوجائے یا اس کو واپس کر دے اور ایک صاع کھجور ساتھ دے اور یہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کا غیر مشہور قول ہے امام مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب اس کو تین بار دوہا اور دودھ پورا نہ ہونے کے باعث راضی نہ ہوا تو اس کو واپس کر دے اور اس شہر یا قریہ میں جو تمام چیز کھانے میں آتی ہے کھجور ہو یا جو ہوں یا گندم وغیرہ کا ایک صاع ساتھ دے۔ حضرات ائمہ کرام ابوحنیفہ، محمد اور مشہور روایت کے مطابق امام ابو یوسف رضی اللہ عنہم اور ایک روایت کے مطابق امام مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تھن میں دودھ کا روکنا اور جمع کرنا عیب نہیں اس لئے وہ ایسے جانور کو خیار عیب کے باعث واپس نہیں کر سکتا لیکن جو اس کا نقصان ہوا وہ لے سکتا ہے کیونکہ وہ جانور سے ایسی چیز حاصل کر چکا ہے جو اس جانور سے علیحدہ ہو چکی ہے۔ اس لئے وہ اسے واپس نہیں کر سکتا لیکن بائع سے نقصان لے سکتا ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ کی روایت کے مطابق امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خریدار نقصان پورا نہیں کر سکتا کیونکہ دودھ کا تھن میں جمع ہونا عیب نہیں اور بخاری میں مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بائع مشتری جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں ان کو اختیار ہے۔ معلوم ہوا کہ ان کے جدا ہوجانے کے بعد ان کو اختیار نہیں رہا۔ لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیارِ مجہول کی بیع کو اس سے مستثنیٰ کر دیا ہے کہ مُصَرَّاۃ میں خیارِ مجہول عیب ہے اور اس کو بائع مشتری کا جدا ہونا ختم نہیں کرتا۔ البتہ اگر مصراۃ میں کوئی اور عیب ہو تو وہ خیار عیب کے باعث واپس کی جا سکتی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دودھ دوہنے کے

بعد خیار ثابت ہے اور جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ جب مشتری کو معلوم ہو جائے کہ گائے یا بکری وغیرہ کے تھن میں دودھ روکا گیا ہے تو دوہنے کے بغیر ہی خیار ثابت ہو جاتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا خیار شرط کرنے کے بغیر ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی ایک صاع ساتھ دینا ضروری ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی یہی ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ یہ حدیث خبر واحد ہے اور من کل وجہ صحیح قیاس کے خلاف ہے۔ کیونکہ قاعدہ ہے کہ کسی شئے کی ضمان اس کی مثل یا قیمت اور ثمن سے ادا کی جاتی ہے۔ یہ کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے اور صحیح قیاس کے مطابق دودھ کی قیمت واجب ہے اور کھجوروں کا صاع یقیناً دودھ کی قیمت نہیں اور نہ ہی یہ اس کی ثمن ہے۔ لہٰذا دودھ اور صاع میں نہ تو مماثلت صوری ہے اور نہ ہی مماثلت معنوی ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ دودھ کھجوروں کے مماثل نہیں اور ہر شئے کی مثل معنوی قیمت یا ثمن ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ ایک صاع کھجور دودھ کی قیمت نہیں ہو سکتی اگر اس حدیث پر عمل کریں تو صحیح قیاس کا دروازہ بالکل بند ہو جاتا ہے حالانکہ قیاس شریعت میں مستقل چوتھا اصل ہے اور یہ بات مسلّم ہے کہ جب راوی عادل، حافظ ہو اور اس کا ضبط کامل ہو مگر وہ فقیہہ نہ ہو جیسے حضرت انس بن مالک اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما تو ان کی روایت اگر قیاس کے موافق ہو تو معمول بہ ہوگی ورنہ ضرورت پڑنے پر اس کو ترک کیا جاتا ہے تاکہ قیاس کا دروازہ بند نہ ہو۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ابو صالح، مجاہد، ولید بن رباح اور موسیٰ بن یسار نے ابو ہریرہ کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ ساتھ کھجور کا ایک صاع دے چنانچہ امام مسلم نے اپنے اسناد سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے تھن میں دودھ روکے ہوئے بکری خریدی تو اس کو تین دن تک اختیار ہے اگر چاہے تو اپنے پاس روک لے اور اگر چاہے تو اس کو واپس کر دے اور ساتھ ایک صاع کھجوریں دے" علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مُصَرَّاۃ کی حدیثیں دو قسم پر ہیں ایک مطلق اور دوسری مقید یعنی حدیثوں میں مدتِ خیار کا ذکر ہے اور بعض میں اس کا ذکر نہیں۔ چونکہ بعض حدیثیں مطلق ہیں اس لئے مالکی کہتے ہیں کہ مطلقاً مصراۃ کو واپس کر دیا جائے اور بعض مدتِ خیار سے مقید ہیں اس لئے شافعی کہتے ہیں کہ اگر خریدار کو دودھ روکنے کی اطلاع تین دن کے بعد ہو تو اس کا اختیار ختم ہو جاتا ہے کیونکہ ظاہر حدیث سے خیار کی مدت صرف تین دن معلوم ہوتی ہے۔ لیکن شوافع کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ مصراۃ میں خیار کا ثبوت دیگر عیوب کی طرح ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ بعض راوی ابن سیرین سے ایک صاع طعام کی روایت کرتے ہیں اور تین دن مدت اختیار ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسناد کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مصراۃ خریدے اسے تین دن تک اختیار ہے اگر اس کو واپس کرنا چاہے تو اس کے ساتھ ایک صاع دے اور شامی گندم نہ دے کیونکہ وہ قیمتی ہے اور طعام سے مراد غلہ ہے یعنی حجازی گندم دے جس کو قمح کہا جاتا ہے اور بعض لوگوں نے ابن سیرین سے ایک صاع کھجور روایت کیا ہے اور تین دن کی مدت ذکر نہیں کی۔ امام بخاری نے کہا "والتمر اکثر" یعنی اکثر روایات

۲۰۱۸ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ اَبِیْ يَقُوْلُ ثَنَا اَبُوْعُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَنِ اشْتَرٰی شَاةً مُحَفَّلَةً فَرَدَّهَا فَلْيَرُدَّ مَعَهَا صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ وَنَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُلَقَّی الْبُيُوْعُ۔

۲۰۱۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ وَلَا يَبِيْعُ بَعْضُكُمْ عَلٰی بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ وَلَا تُصَرُّوا الْغَنَمَ وَمَنِ ابْتَاعَهَا فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ اَنْ يَّحْلُبَهَا اِنْ رَضِيَهَا اَمْسَكَهَا وَاِنْ سَخِطَهَا رَدَّهَا وَصَاعًا مِّنَ التَّمْرِ۔

میں "تمر" مذکور ہے۔ الحاصل مصراۃ کی بیع ممنوع ہے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انھوں نے کہا میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مصراۃ کی بیع فریب ہے۔ مسلم کے ساتھ دھوکہ کرنا جائز نہیں اور سب کا اتفاق ہے کہ تصریہ حرام ہے خیانت اور دھوکہ ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۰۱۸ — ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جس کسی نے بکری خریدی جس کے تھن میں دودھ روکا گیا ہو تو وہ اس کو واپس کر دے اور اس کے ساتھ ایک صاع دے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقیٔ بیوع سے منع فرمایا۔

۲۰۱۹ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قافلوں کے آگے جاکر مال نہ خریدو اور نہ کوئی ایک دوسرے کی بیع پر بیع کرے نہ نجش کرو اور نہ شہری دیہاتی کے ہاتھ بیچے اور نہ ہی بکریوں کے تھن میں دودھ جمع کرو۔ جس نے ایسی بکریاں خریدیں تو دوہنے کے بعد اس کو اختیار ہے اگر ان سے راضی ہو تو ان کو روک رکھے اور راضی نہ ہو تو واپس کر دے اور ایک صاع کھجور ساتھ دے۔

۲۰۱۸، ۲۰۱۹ — شرح: "تَلَقِّی الْبُيُوْعِ اور تَلَقِّی الرُّكْبَانِ" کا معنی یہ ہے کہ مثلاً شہریوں کو خبر ملی کہ مالِ تجارت باہر سے آرہا ہے وہ اس کی آمد کی خبر سن کر شہر سے دور باہر چلے جائیں اور ان کے شہر میں آنے اور بھاؤ کا علم ہونے سے پہلے کم قیمت پر

بَابٌ اِنْ شَآءَ رَدَّ الْمُصَرَّاةَ وَفِیْ حَلْبَتِہَا صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ

۲۰۲۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو ثَنَا الْمَکِّیُّ ثَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ اَخْبَرَنِیْ زِیَادٌ اَنَّ ثَابِتًا مَوْلٰی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَیْدٍ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اشْتَرٰی غَنَمًا مُصَرَّاۃً فَاحْتَلَبَہَا فَاِنْ رَضِیَہَا اَمْسَکَہَا وَاِنْ سَخِطَہَا فَفِیْ حَلْبَتِہَا صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ۔

مالِ تجارت خریدیں۔ حدیث کے باقی الفاظ کی شرح سابق حدیثوں میں دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — اگر چاہے مُصَرَّاۃ کو واپس کر دے اور اس کے دودھ کے عوض ایک صاع کھجور دے

۲۰۲۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر کوئی بکری خرید ے جس کے تھن میں دودھ روکا گیا ہو پھر اس کو (گھر جاکر) دوہے اگر اس سے راضی ہو جائے تو روک رکھے اور اگر راضی نہ ہو تو اس کے دودھ کے عوض ایک صاع کھجور دے۔

۲۰۲۰ — شرح : علامہ کرمانی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ مشتری نے بکری کا جو دودھ دوہا تھا اس کے عوض ایک صاع واجب ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑے بہتے دودھ کا ایک ہی حکم ہے اور تصریہ سے نہی اور ثبوتِ خیار کا یہ حکم نہیں وہ تمام حیوانات کو شامل ہے اور احناف کہتے ہیں کہ مُصَرَّاۃ میں خریدار کو اختیار نہیں اور نہ ہی وہ اس کو واپس کر سکتا ہے لیکن امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مسلم میں کہا ہے کہ صاع دئے بغیر اس کو واپس کرے۔ کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جس نے کسی کی کوئی شئے ضائع کر دی ہو تو اگر اس کی مثل ہو تو وہ اس کی مثل واپس کرے ورنہ قیمت دے اس کے علاوہ کوئی شئی دینا خلافِ اصول ہے۔ حدیث ۲۰۱۷ میں پوری تشریح کر دی گئی۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ بَيْعِ الْعَبْدِ الزَّانِي وَقَالَ شُرَيْحٌ اِنْ شَاءَ رَدَّ مِنَ الزِّنَا

۲۰۲۱ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ يُوْسُفَ ثَنَا اللَّيْثُ ثَنِيْ سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا زَنَتِ الْاَمَةُ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ اِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِّنْ شَعَرٍ۔

۲۰۲۲ ـــــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْاَمَةِ اِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصَنْ قَالَ اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَبِيْعُوْهَا وَلَوْ بِضَفِيْرٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَا اَدْرِيْ بَعْدَ الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ

باب ـــ زانی غلام کی بیع

اور قاضی شریح نے کہا اگر چاہے تو زنا کے سبب اس کو واپس کر دے

۲۰۲۱ ـــــ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لونڈی زنا کرے اور اس کا زنا واضح ہو جائے تو اس کو کوڑے مارے اور جلاوطن نہ کرے اگر وہ پھر زنا کرے تو اس کو کوڑے مارے جلاوطن نہ کرے پھر وہ اگر تیسری بار زنا کرے تو اس کو بیچ دے اگرچہ بالوں کی رسی کے عوض فروخت کرے۔

۲۰۲۲ ـــــ ترجمہ : ابو ہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کنواری لونڈی کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اگر وہ زنا کرے تو اس کو کوڑے مارو پھر اگر زنا کرے تو اس کو فروخت کر دو اگرچہ بالوں کی رسی کے عوض بیچو ابن شہاب نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ تیسری یا چوتھی بار کے بعد یہ فرمایا۔

۲۰۲۱، ۲۰۲۲ ـــــ شرح : احناف کے مذہب میں لونڈی میں زنا عیب ہے غلام میں عیب نہیں کیونکہ لونڈی میں جماع اور طلب ولد مقصود ہے اور زنا ان میں مخل ہے اور غلام سے مقصد خدمت لینا ہے اور زنا اس میں مخل نہیں مذکور حدیث

بَابُ الشِّرٰى وَالْبَيْعِ مَعَ النِّسَآءِ

۲۰۲۳ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَتْ عَائِشَةُ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ لَهٗ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِيْ وَاَعْتِقِيْ فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَشِيِّ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ مَا بَالُ اُنَاسٍ يَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَاِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ شَرْطُ اللّٰهِ اَحَقُّ وَاَوْثَقُ

۲۰۲۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ زانی کی بیع جائز ہے۔ اور غلام میں زنا عیب نہیں لیکن اگر زنا اس کی عادت ہو تو یہ عیب ہے اور زانیہ کو کوڑے مارے جائیں مگر بادشاہ کی اجازت ضروری ہے۔ البتہ تعزیر کرنے میں اجازت کی ضرورت نہیں۔ امام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم کے مذہب میں زانی غلام کا مالک اس پر حد قائم کر سکتا ہے زانی پر حد قائم ہو جانے کے بعد اگر پھر زنا کرے تو اس پر دوسری بار حد قائم کرنا ضروری ہے۔ اس میں چاروں ائمۂ کرام رضی اللہ عنہم متفق ہیں۔ اور رجم میں شادی شدہ ہونا شرط ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غبن کے ساتھ بیع جائز ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زانیہ لونڈی کو فروخت کر دینے کا حکم فرمایا اگرچہ معمولی عوض میں اس کو فروخت کیا جائے اور جو شخص اس کو خریدے گا اس پر بھی تو وہی لازم ہو گا جو بائع پر لازم تھا کہ وہ اس سے علیحدہ رہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اپنے لئے تو کوئی شئے مکروہ جانے اور دوسرے کے لئے پسند کرے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے دوسرے شخص کے پاس اس کی ہیبت کے باعث وہ زنا سے رک جائے یا وہ اس کا نکاح کر دے گا یا وہ بذاتِ خود اس کو زنا سے بچانے کی کوئی شکل اختیار کرے گا۔ اگر وہ زنا کرے اور اس پر حد قائم نہ کی جائے اور حد سے پہلے وہ کئی بار زنا کر لے تو آخر میں ایک حد ہی کافی ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فاسقوں کے ساتھ میل جول ترک کرنا چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ عورتوں سے خرید و فروخت کرنا

۲۰۲۳ ـــ ترجمہ: عروہ بن زبیر نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میرے پاس

۲۰۲۴ ـــــ حَسَّانُ بْنُ اَبِیْ عَبَّادٍ ثَنَا هَمَّامٌ سَمِعْتُ نَافِعًا یُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عَائِشَةَ سَاوَمَتْ بَرِیْرَةَ فَخَرَجَ اِلَی الصَّلٰوةِ فَلَمَّا جَاءَ قَالَتْ اِنَّهُمْ اَبَوْا اَنْ یَّبِیْعُوْهَا اِلَّا اَنْ یَّشْتَرِطُوا الْوَلَاءَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ قُلْتُ لِنَافِعٍ حُرًّا کَانَ زَوْجُهَا اَوْ عَبْدًا فَقَالَ مَا یُدْرِیْنِیْ

بَابٌ هَلْ یَبِیْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِغَیْرِ اَجْرٍ وَهَلْ یُعِیْنُهُ اَوْ یَنْصَحُهُ وَقَالَ النَّبِیُّ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ سے (بریرہ کا واقعہ) ذکر کیا (کہ اس کے مالک ولاء اپنے لئے شرط کرتے ہیں)۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم خرید لو اور اس کو آزاد کردو ولاء اسی کے لئے ہوتی ہے جو آزاد کرے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کے وقت لوگوں سے خطاب فرمایا اللہ تعالیٰ کی جس کے وہ اہل ہے ثناء و تعریف کی پھر فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے وہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں جس نے ایسی شرط لگائی جو اللہ کی کتاب میں نہیں وہ باطل ہے اگرچہ اس طرح کی سو شرطیں لگائے اللہ کی شرط زیادہ سچی اور مضبوط ہے۔

۲۰۲۴ ـــــ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ کا سودا کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف لے گئے جب تشریف لائے تو ام المؤمنین نے کہا ان لوگوں نے اپنے لئے ولاء کی شرط لگانے کے سوا بریرہ کو بیچنے سے انکار کر دیا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ولاء صرف اس کے لئے ہے جو آزاد کرے میں نے نافع سے کہا کہ بریرہ کا شوہر آزاد تھا یا غلام؟ انھوں نے کہا مجھے معلوم نہیں۔

۲۰۲۳، ۲۰۲۴ ـــــ شرح: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ کو اس کے مالک سے خریدا۔ معلوم ہوا کہ مرد عورت سے خرید و فروخت کر سکتے ہیں۔ بریرہ رضی اللہ عنہا مکاتبہ تھیں اور مال کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو گئی تھیں۔ اس لئے مائی صاحبہ نے اس کو خرید کر لیا کیونکہ مکاتب پر جب تک ایک درہم باقی ہو اور وہ اس کو ادا کرنے سے عاجز ہو جائے تو اس کی بیع جائز ہے۔ ارشاد نبوی ہے: اَلْمُکَاتَبُ عَبْدٌ مَّا بَقِیَ عَلَیْهِ دِرْهَمٌ۔ اس کی پوری تفصیل حدیث ۴۲۶ کی شرح میں دیکھیں۔

باب کیا شہری دیہاتی کے لئے اُجرت کے بغیر بیچے؟ کیا اس کی مدد یا اس کی خیرخواہی کرے۔؟

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَنْصَحَ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ فَلْیَنْصَحْ لَہٗ وَرَخَّصَ فِیْہِ عَطَآءٌ ۲۰۲۵ ـ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ عَنْ قَیْسٍ سَمِعْتُ جَرِیْرًا یَقُوْلُ بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی شَہَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَ اِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ وَالنُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے خیر خواہی چاہے تو اس کی خیر خواہی کرے ۔ عطاء نے اس کی رخصت دی ـــــ

۲۰۲۵ ـــــ ترجمہ : قیس سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے جریر رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ، نماز قائم کرنے ، زکوٰۃ ادا کرنے ، سُننے اور طاعت کرنے اور ہر مسلمان سے خیر خواہی کرنے پر بیعت کی ۔

۲۰۲۵ ـــــ شرح : باب کے ترجمہ اور عنوان سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ شہری کا دیہاتی کے لئے بیع کرنا اس وقت مکروہ ہے جب وہ اُجرت لے کر بیچے کیونکہ جو شخص اُجرت لے کر بیچے وہ بیع کا خیر خواہ نہیں ہوتا اس کا مقصد صرف اُجرت حاصل کرنا ہوتا ہے ۔ اور جب وہ اُجرت کے بغیر بیچے تو وہ اس میں مخلص ہوگا اس وقت کراہت کے بغیر شہری کا دیہاتی کے لئے بیع کرنا جائز ہے ۔ معلوم ہُوا کہ جس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ شہری دیہاتی کے لئے بیع نہ کرے وہ خاص معنی پر محمول ہے وہ یہ کہ اُجرت لے کر بیع کرے ۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ امام بخاری کی مُراد یہ ہے کہ یہ بیع اُجرت کے بغیر جائز ہے اور اُجرت لے کر بیع کرنا ممنوع ہے ۔ چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس میں دلال نہ ہو گویا کہ دلال کے بغیر اس بیع کو وہ جائز کہتے ہیں جبکہ اس میں محض اخلاص ہو قولہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ الخ یہ مذکور بیع کی تائید ہے کیونکہ شہری کی دیہاتی کے لئے بیع اُجرت لینے کے بغیر ہو تو اس میں اخلاص ہوگا اور خیر خواہی اور اعانت ہوگی جس کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے ۔ عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی رخصت دی ہے یعنی جب اُجرت کے بغیر ہو ۔

حدیث ۲۰۲۵ کی تفصیل حدیث ۵۷ کی شرح میں دیکھیں ۔

۲۰۲۶ ــــ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ ابْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ وَلَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا قَوْلُهُ لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ قَالَ لَا يَكُوْنُ لَهُ سِمْسَارًا۔

بَابُ مَنْ كَرِهَ اَنْ يَبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِاَجْرٍ

۲۰۲۷ ــــ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَبَّاحٍ ثَنَا اَبُوْ عَلِيِّ الْحَنَفِيُّ هُوَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَبِهٖ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ۔

۲۰۲۶ ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قافلہ والوں سے آگے جاکر نہ ملو اور شہری دیہاتی کے لئے نہ بیچے طاؤس نے کہا میں نے ابن عباس سے کہا " لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ " کا کیا مطلب ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ اس کا دلال نہ بنے۔

۲۰۲۶ ــــ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ بیع اور شراء دونوں کو شامل ہے۔اور مشہور یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی دیہاتی سامان لے کر شہر میں آتا ہے تاکہ اس وقت کے بھاؤ سے اس کو فروخت کرے تو شہری اس سے کہے کہ یہ سامان میرے پاس رہنے دو میں اس کو آہستہ آہستہ مہنگے بھاؤ فروخت کروں گا اگر نہی کی حدیث کی مخالفت کرے اور سامان بیچ دے تو بیع صحیح ہوگی اگرچہ یہ ممنوع ہے۔کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد " لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ " اجرت اور بدون اجرت دونوں کو شامل ہے۔اور یہ " اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ " کے خلاف نہیں کیونکہ اس میں بھی شہریوں کی خیرخواہی ہے۔اگر اجرت لے کر بیچنے میں صرف ایک کی خیرخواہی نہیں ہوتی۔امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا شہری کی دیہاتی کے لئے بیع جائز ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین اخلاص اور خیرخواہی ہے۔اور یہ حدیث کہ شہری دیہاتی کے لئے بیع نہ کرے منسوخ ہے۔واللہ ورسولہ اعلم!

باب ــ جس نے دیہاتی کے لئے شہری کا اُجرت کے ساتھ بیع کرنا مکروہ سمجھا

بَابُ لَا يَشْتَرِي حَاضِرٌ لِبَادٍ بِالسَّمْسَرَةِ وَكَرِهَهُ ابْنُ سِيرِينَ وَإِبْرَاهِيمُ لِلْبَائِعِ وَالْمُشْتَرِي وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ إِنَّ الْعَرَبَ تَقُولُ بِعْ لِي ثَوْبًا وَهِيَ تَعْنِي الشِّرَى۔

۲۰۲۸ ــــ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْتَاعُ الْمَرْءُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ۔

۲۰۲۹ ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ثَنَا مُعَاذٌ قَالَ ثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ نُهِينَا أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ۔

۲۰۲۷ ــــ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہری کا دیہاتی کے لئے بیع کرنے سے منع فرمایا ابن عباس نے یہی کہا ہے۔

(یعنی اُجرت کے ساتھ اس بیع سے منع فرمایا)

باب ــــ شہری دیہاتی کے لئے دلالی کے ساتھ نہ بیچے۔

ابن سیرین اور ابراہیم نخعیؒ نے اس کو مکروہ سمجھا اور ابراہیم نخعیؒ نے کہا عرب کہتے ہیں۔ بِعْ لِی ثَوْبًا ،، اور وہ مراد یہ لیتے ہیں میرے لئے خرید (بیع سے شراء مراد لیتے ہیں)

۲۰۲۸ ــــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی آدمی اپنے بھائی کے مُول پر مُول نہ کرے اور نہ نجش کرو اور نہ شہری دیہاتی کے لئے بیع کرے۔

۲۰۲۹ ــــ ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم کو شہری کا دیہاتی کے لئے بیع کرنے سے منع کیا گیا۔

۲۰۲۸، ۲۰۲۹ ــــ شرح: یعنی ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شہری دیہاتی کے لئے دلالی کے ساتھ نہ خریدے اور نہ بیچے اور عرب بیع بول کر شراء مراد

بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَلَقِّي الرُّكْبَانِ وَاَنَّ بَيْعَهُ مَرْدُوْدٌ لِاَنَّ صَاحِبَهُ عَاصٍ آثِمٌ اِذَا كَانَ بِهِ عَالِمًا وَهُوَ خِدَاعٌ فِي الْبَيْعِ وَالْخِدَاعُ لَا يَجُوْزُ۔

۲۰۳۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ الْعُمَرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّلَقِّيْ وَ اَنْ يَبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ۔ ۲۰۳۱ — حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى ثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ مَا مَعْنٰى قَوْلِهِ لَا يَبِيْعَنَّ حَاضِرٌ لِبَادٍ فَقَالَ لَا يَكُنْ لَهُ سِمْسَارًا۔

لیتے رہتے ہیں۔ یعنی عمومِ مجاز کے مطابق بیع کا شراء پر اطلاق ہوتا ہے۔ ایسے ہی شراء کا بیع پر اطلاق ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے "وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ، یعنی بَاعُوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ" انھوں نے یوسف علیہ السلام کو معمولی داموں کے عوض بیچ دیا۔ یہ تین باب ہیں۔ ہر ایک باب میں یہ مذکور ہے کہ شہری دیہاتی کے لئے بیع نہ کرے لیکن پہلے باب میں لفظ هَل کے ساتھ استفہام کیا، دوسرے باب میں اُجرت کے ساتھ اس بیع کو مکروہ ذکر کیا اور تیسرے باب میں نفی کی صورت دلالی کے ساتھ مقید کیا یہ اچھی ترتیب ہے اور اس میں مذکور احکام کی طرف اور تاکید کے کثیر طریقوں کی طرف اشارہ ہے۔
واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — آگے جاکر قافلہ والوں سے خریدنا مکروہ ہے اور اس کا بیچنا مردود ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے والا نافرمان ہے گنہگار ہے — جبکہ اس کو جانتا ہو اور یہ بیع میں دھوکہ ہے اور دھوکہ جائز نہیں"

۲۰۳۰ — ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے جاکر قافلہ والوں سے خریدنے سے اور شہری کا دیہاتی کے لئے بیع کرنے سے منع کیا ہے۔

۲۰۳۱ — ترجمہ: طاؤس نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ

۲۰۳۲ ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَنِ اشْتَرٰى مُحَفَّلَةً فَلْيَرُدَّ مَعَهَا صَاعًا قَالَ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَلَقِّي الْبُيُوْعِ ۔

۲۰۳۳ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبِيْعُ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا تَلَقَّوُا السِّلَعَ حَتّٰى يُهْبَطَ بِهَا اِلَى السُّوْقِ ۔

آپ کا قول "لَا يَبِيْعَنَّ حَاضِرٌ لِّبَادٍ"، کا معنیٰ کیا ہے؟ ابن عباس نے کہا اس کا دلال نہ بنے۔

۲۰۳۰ ، ۲۰۳۱ ــــ شرح : باب کے عنوان کا معنیٰ یہ ہے کہ دیہاتی لوگ تجارت کا سامان شہر میں لا رہے ہوں اور منڈی میں پہنچنے سے پہلے شہری لوگ آگے جا کر ان سے نہ خریدیں۔ اس میں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ ظواہر کا مذہب اختیار کیا ہے۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ آگے جا کر قافلہ والوں سے خریدنے میں اگر وہاں کے لوگوں کو ضرر پہنچتی ہو تو یہ بیع مکروہ ہے ورنہ کچھ حرج نہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہم آگے جا کر قافلہ والوں سے غلہ خریدتے تھے تو ہم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بیچنے سے منع فرما دیا تھی کہ ہم اس کو منڈی میں لے جائیں۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ابن عمر کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آگے جا کر قافلہ والوں سے خریدنا جائز ہے اور دوسری حدیثوں میں اس کی ممانعت آئی ہے تو اس تضاد کو ختم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر اس بیع سے منڈی والے لوگوں کو ضرر پہنچتی ہو تو یہ بیع ممنوع ہے اور اگر ان کو ضرر نہ پہنچتی ہو تو جائز ہے۔ نیز مسلم اور ابوداؤد میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "آگے جا کر قافلہ والوں سے نہ خریدو اگر کسی نے ایسی بیع کی تو بائع جب منڈی میں آئے تو اس کو اختیار ہے کہ اس بیع کو جائز رکھے یا فسخ کردے"، اس حدیث میں اس بیع سے منع کرنے کے ساتھ ساتھ بائع کو فسخ کا اختیار دیا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ بیع صحیح ہے۔ ورنہ اختیار کا کیا معنیٰ ہوگا؟ کیونکہ اگر یہ بیع فاسد ہوتی تو بائع اور مشتری کو اس بیع کو ختم کرنے پر مجبور کیا جاتا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۰۳۲ ترجمہ : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا جس کسی نے محفلہ خریدی وہ اس کے ساتھ ایک صاع واپس کرے اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تَلَقِّيْ بُيُوْع سے منع فرمایا۔

۲۰۳۳ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ایک دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرو اور نہ ہی باہر جا کر قافلے سے سامان خریدو حتیٰ کہ وہ بازار میں لایا جائے۔

بَابُ مُنْتَهَى التَّلَقِّي

۲۰۳۴ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَتَلَقَّى الرُّكْبَانَ فَنَشْتَرِي مِنْهُمُ الطَّعَامَ فَنَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَبِيعَهُ حَتَّى نَبْلُغَ بِهِ سُوقَ الطَّعَامِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا فِي أَعْلَى السُّوقِ وَيُبَيِّنُهُ حَدِيثُ عُبَيْدِ اللّٰهِ۔ ۲۰۳۵ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانُوا يَتَبَايَعُونَ الطَّعَامَ فِي أَعْلَى السُّوقِ فَيَبِيعُونَهُ فِي مَكَانِهِ فَنَهَاهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعُوهُ فِي مَكَانِهِ حَتَّى يَنْقُلُوهُ۔

۲۰۳۲ ، ۲۰۳۳ — شرح : محفلہ کا معنیٰ یہ ہے کہ دودھ والے جانور کا ایک دو دن دودھ نہ دوہا جائے اس طرح دودھ اس کے پستانوں میں جمع ہوجاتا ہے خریدار جب دودھ دوہتا ہے تو دودھ کے زیادہ ہونے کی وجہ سے جانور خرید لیتا ہے لیکن بعد میں جب دودھ دوہتا ہے تو اتنا ہی دودھ ہوتا ہے جو دراصل تھا۔ اس طرح خریدار دھوکا میں آجاتا ہے لہٰذا اس کے بعد اس کو اختیار ہے کہ جانور اپنے پاس رکھے یا واپس کردے اور یہ اختیار تین دن تک ہے۔

حدیث ع ۲۰۱۷ کی شرح میں اس کی تفصیل دیکھیں۔

تلقی البیوع کا معنیٰ یہ ہے کہ باہر سے قافلہ تجارت کا سامان لے کر آرہا ہو اور منڈی میں پہنچنے سے پہلے شہری لوگ آگے جاکر ان سے سامان خرید لیں۔ حدیث ع ۲۰۰۳ کی شرح دیکھیں۔

باب — تلقی جائز ہونے کی انتہاء

۲۰۳۴ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت اُنھوں نے کہا ہم باہر سے آنے والے قافلوں کو آگے جاکر ملتے تھے اور اُن سے غلہ خریدتے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو وہ بیچنے سے منع کر دیا حتیٰ کہ اس کو منڈی میں پہنچا دیا جائے۔ امام بخاری نے کہا ان سے یہ ملنا بازار کے اعلیٰ کنارے تھا۔ عبیداللہ کی حدیث اس کی وضاحت کرتی ہے۔

۲۰۳۵ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا لوگ بازار کے بلند کنارے میں غلہ خریدتے اور اسی جگہ فروخت کر دیتے تھے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ بیچنے سے ان کو منع فرما دیا حتیٰ کہ اس کو وہاں سے نقل کرلیں۔

۲۰۳۴ ، ۲۰۳۵ — شرح : یعنی جہاں آگے جاکر آنے والے قافلوں سے مال خریدنا جائز ہے وہ بازار کا بلند کنارہ ہے اور جہاں

بَابٌ اِذَا اشْتَرَطَ فِی الْبَیْعِ شُرُوْطًا لَا تَحِلُّ

۲۰۳۶ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ نَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْنِیْ بَرِیْرَةُ فَقَالَتْ کَاتَبْتُ اَهْلِیْ عَلٰی تِسْعِ اَوَاقٍ فِیْ کُلِّ عَامٍ وَقِیَّةٌ فَاَعِیْنِیْنِیْ فَقُلْتُ اِنْ اَحَبَّ اَهْلُكِ اَنْ اَعُدَّهَا لَهُمْ وَیَکُوْنَ وَلَاءُكِ لِیْ فَعَلْتُ فَذَهَبَتْ بَرِیْرَةُ اِلٰی اَهْلِهَا فَقَالَتْ لَهُمْ فَاَبَوْا عَلَیْهَا فَجَاءَتْ مِنْ عِنْدِهِمْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَقَالَتْ اِنِّیْ عَرَضْتُ ذٰلِكَ عَلَیْهِمْ فَاَبَوْا اِلَّا اَنْ یَکُوْنَ الْوَلَاءُ لَهُمْ فَسَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خُذِیْهَا وَاشْتَرِطِیْ لَهُمُ الْوَلَاءَ فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ فَفَعَلَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ مَا بَالُ رِجَالٍ یَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَیْسَتْ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ مَا کَانَ مِنْ شَرْطٍ لَیْسَ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَاِنْ کَانَ مِائَةَ شَرْطٍ قَضَاءُ اللّٰهِ اَحَقُّ وَشَرْطُ اللّٰهِ اَوْثَقُ وَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ۔ ۲۰۳۷ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ اَنَا

جاکر خریدنا حرام وہ شہر سے باہر ہے۔ یہ حدیث باب کے عنوان کے ساتھ اس طرح موافق ہے کہ اس میں یہ ذکر کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اسی جگہ بیچنے سے منع کیا۔ معلوم ہوا کہ ایسی تلقی ممنوع نہیں ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جویریہ کی حدیث میں جو تلقی ذکر کی گئی ہے وہ بازار کے بلند کنارے کی طرف حدیث ۲۰۳۵ میں ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لوگ بازار کے اعلیٰ کنارے میں خرید و فروخت کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس تلقی سے منع کیا گیا ہے وہ شہر سے باہر جاکر خریدنا ہے۔

تلقی،، کا معنیٰ یہ ہے کہ شہر سے باہر جاکر آنے والے قافلوں سے غلہ خریدا جائے،، قولہ حتی ینقلوہ،، اس سے غرض یہ ہے کہ غلہ قبضہ میں کرکے اسے فروخت کریں کیونکہ عرف میں منقول شئی کا قبضہ اس کو نقل کرنے سے ہوتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ منقول شئی کی بیع قبضہ سے پہلے صحیح نہیں۔ البتہ غیر منقول جیسے زمین مکان وغیرہ جن کا نقل کرنا محال ہے کی بیع وہیں جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب جب بیع میں ایسی شرطیں لگائیں جو جائز نہیں

۲۰۳۶ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میرے پاس بریرہ آئی اور کہا میں نے اپنے مالک سے اس شرط پر نو اوقیہ چاندی کے بدلے مکاتبت کرلی ہے کہ ہر سال ایک اوقیہ

چاندی نکلے گی آپ میری مدد کریں ۔ میں نے کہا (ام المؤمنین نے فرمایا) اگر تیرے مالک یہ خواہش کریں تو میں ان کو ساری رقم دے دوں اور تیری ولاء میرے لئے ہو تو میں تجھے خرید لیتی ہوں ، بریرہ اپنے مالک کے پاس گئی اور ان سے واقعہ بیان کیا تو انھوں نے اس سے انکار کر دیا وہ ان کے پاس سے آئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے وہ کہنے لگی میں نے یہ بات ان پر پیش کی ہے انھوں نے انکار کر دیا ہے مگر یہ کہ ولاء ان کے لئے ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر دی تو آپ نے فرمایا تم اس کو لے لو اور ان کے لئے ولاء کی شرط کرو ولاء تو صرف اس کے لئے ہوتی ہے جو آزاد کرے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بریرہ کو خرید لیا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے خطاب کیا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا ۔ اَمَّا بَعْدُ ! لوگوں کو کیا ہو گیا وہ ایسی شرطیں کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں جو بھی شرط اللہ کی کتاب میں نہ ہو وہ باطل ہے اگرچہ سو شرط لگائی جائے اللہ کا فیصلہ حق ہے اور اللہ کی شرط مضبوط ہے ولاء صرف اس شخص کے لئے ہے جو آزاد کرے !

۲۰۳۷ — **ترجمہ** : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارادہ کیا کہ کوئی لونڈی خریدیں اور اسے آزاد کریں لونڈی کے مالک نے کہا ہم اس شرط پر آپ کے پاس لونڈی فروخت کرتے ہیں کہ اس کی ولاء ہمارے لئے ہو مائی صاحبہ نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا یہ شرط تمہیں خریدنے سے منع نہ کرے ولاء صرف اس کے لئے ہے جو آزاد کرے

۲۰۳۶ ، ۲۰۳۷ — **شرح** : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ عظیم حدیث ہے اس میں کثیر احکام اور قواعد ہیں اور اس میں مختلف مذاہب ہیں بریرہ رضی اللہ عنہا مکاتبہ تھی اس کے مالک نے اس کو فروخت کر دیا اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے خرید لیا تھا اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیع کو برقرار رکھا ۔ اس سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ مکاتب کی بیع جائز ہے ۔ امام احمد بن حنبل یہی کہتے ہیں اور حضرت عبداللہ بن مسعود امام ابوحنیفہ امام شافعی اور بعض مالکی اور ایک روایت کے مطابق امام مالک رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ مکاتب کی بیع جائز نہیں اور بعض علماء کا کہنا ہے کہ آزاد کرنے کے لئے اس کی بیع جائز ہے البتہ خدمت لینے کے لئے بیع جائز نہیں اور جو حضرات مکاتب کی بیع کو باطل کہتے ہیں ۔ وہ بریرہ کی حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ وہ مکاتبت سے عاجز ہو گئی تھی اس لئے اس کے مالک نے اس کی کتابت کو فسخ کر دیا تھا ۔ اور جب مکاتب عاجز ہو جائے تو وہ غلام ہو جاتا ہے ۔ لہٰذا اس کی بیع جائز ہے ۔

اس حدیث میں دوسری بات یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں " کہ اس کو خرید لو الخ " اشکال ہے وہ یہ کہ بریرہ کو خریدنا اور اس کے مالک کے لئے ولاء شرط کرنا اور اس شرط کے باعث بیع فاسد کرنا اور فروخت کرنے والوں کو مخادعت میں رکھنا اور ایسی شرط کرنا جو ان کے لئے صحیح نہ ہو اور نہ ہی انہیں کچھ حاصل ہو اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو خریدنے کی اجازت دینا سب مشکل امور ہیں اس لئے بعض علماء نے اس حدیث کا انکار کر دیا ہے لیکن جمہور علماء کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے اور وہ اس حدیث کی تاویل کرتے ہیں وہ یہ کہ بریرہ کے مالک کے لئے شرط کرنے کا معنی یہ ہے کہ ان پر شرط لگا دی جائے کہ ولاء تمہاری نہیں ہو گی جیسے قرآن کریم میں ہے " وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ " یعنی ان

مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً فَتُعْتِقَهَا فَقَالَ اَهْلُهَا نَبِيْعُكِهَا عَلٰى اَنَّ وَلَاءَهَا لَنَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا يَمْنَعُكِ ذٰلِكِ فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ۔

بَابُ بَيْعِ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ

۲۰۳۸ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ ثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسٍ سَمِعَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًى اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ رِبًى اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًى اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ۔

پر لعنت ہو۔ یہ تاویل امام شافعی نے کی ہے اور بعض علماء کہتے ہیں "اِشْتَرِطِيْ"، کا معنی یہ ہے کہ ان کو ولاء کا حکم بتا دیں۔ بعض اس کو زجر اور توبیخ پر محمول کرتے ہیں کیونکہ جب بریرہ کے مالک نے ولاء کی شرط پر اصرار کیا اور حکم کی مخالفت کی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین سے فرمایا اس شرط کی پرواہ نہ کرو۔ یہ شرط باطل اور مردود ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ ولاء اس کے لئے ہوتی ہے جو غلام کو آزاد کرے اور سب مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ جو کوئی اپنا غلام آزاد کرے اس کی ولاء آزاد کرنے والے کے لئے ہے اور وہ اس کا وارث ہے مگر یہ غلام اپنے مالک کا وارث نہیں ہو سکتا جمہور علماء کا یہی مذہب ہے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نکاح کے فسخ میں اسے اختیار دیا اور ساری اُمت کا اس میں اتفاق ہے کہ جب منکوحہ لونڈی آزاد ہو جائے اور اس کا شوہر غلام ہو تو اس کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے۔ امام شافعی کے نزدیک جب شوہر آزاد ہو تو اختیار نہیں امام مالک بھی یہی کہتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا منکوحہ لونڈی جب آزاد ہو جائے تو اس کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے اگرچہ اس کا شوہر آزاد ہو یا غلام ہو!

پانچویں بات یہ ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ "ہر شرط جو اللہ کی کتاب میں نہ ہو باطل ہے"، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شرط کا اصل کتاب اللہ میں نہ ہو وہ باطل ہے اور اجماع بھی اس پر قائم ہے کہ بیع میں جو ناجائز شرط لگا دی جائے وہ باطل ہے اور مذکور حدیث اس کی دلیل ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ کھجور کی بیع کھجور سے کرنا

۲۰۳۸ ـــ ترجمہ: مالک بن اوس سے روایت ہے کہ انہوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ

بَابُ بَيْعِ الزَّبِيْبِ بِالزَّبِيْبِ وَالطَّعَامِ بِالطَّعَامِ

۲۰۳۹ ـــــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ قَالَ وَالْمُزَابَنَةُ بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَبَيْعُ الزَّبِيْبِ بِالْكَرْمِ كَيْلًا۔

۲۰۴۰ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ قَالَ وَالْمُزَابَنَةُ اَنْ يَّبِيْعَ الثَّمَرَ بِكَيْلٍ اِنْ زَادَ فَلِيْ وَاِنْ نَقَصَ فَعَلَيَّ قَالَ وَحَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا۔

سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گندم کے بدلے گندم بیچنا سُود ہے مگر یہ کہ ہاتھوں ہاتھ ہو اور جَو کے عوض جَو بیچنے سود ہے مگر یہ کہ ہاتھوں ہاتھ ہو اور کھجور کے عوض کھجور بیچنا سُود ہے مگر یہ کہ ہاتھوں ہاتھ ہو۔

۲۰۳۸ ـــــ شرح : ھاء، ھاء ،، کا معنیٰ ہاتھوں ہاتھ ہے یعنی مجلس بیع میں گندم قبضہ میں کریں اگر ادھار کیا تو سُود ہو گا۔

باب ــــ منقّٰی کی بیع منقّٰی کے عوض اور غلّہ کی بیع غلّہ کے عوض ،،

۲۰۳۹ ـــــ ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع مزابنہ سے منع فرمایا اور بیع مزابنہ یہ ہے کہ تر کھجور کو خشک کھجور کے عوض ناپ کر اور انگور کو منقّٰی (خشک انگور) کے عوض ناپ کر بیچے۔

۲۰۴۰ ـــــ ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا اور مزابنہ یہ ہے کہ پھل اس طرح ناپ کر بیچے اگر زیادہ ہو تو میرا

بَابُ بَيْعِ الشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ

۲۰۴۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَالِكِ ابْنِ أَوْسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ الْتَمَسَ صَرْفًا بِمِائَةِ دِينَارٍ فَدَعَانِي طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ

میرا اور کم ہو تو میرے ذمہ ہو گا۔ عبد اللہ بن عمر نے کہا مجھے زید بن ثابت نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تخمینہ سے بیع عرایا کی رخصت دی۔

۲۰۳۹، ۲۰۴۰ — شرح : زبیب خشک انگور (منقی) اور تمر سے مراد خشک کھجور ہے ہر پھل مراد نہیں۔ کیونکہ دوسرے پھلوں کی بیع کھجور سے جائز ہے۔ ناپ کر یا بغیر ناپ کے مطلقاً یہ بیع حرام ہے اور ناپ کو اس لئے ذکر کیا کہ وہ لوگ اپنی عادت کے مطابق ناپ کر بیچتے تھے لہذا حدیث میں نفس الامر کا بیان ہے "کرم" انگور کے درخت کو کہا جاتا ہے لیکن حدیث میں اس سے مراد انگور ہے۔ بیع مزابنہ یہ ہے کہ اندازہ سے خشک کھجور تر کھجور کے عوض بیچتے وقت کہے کہ اندازہ کردہ کھجور جو ناپ کے مساوی سمجھی گئی ہیں اگر یہ زیادہ ہو جائیں تو میری ہوں گی اور اگر کم رہیں تو کمی پوری کرنا میرے ذمہ ہوگی۔ قوله رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا "، یعنی اندازہ سے بیع عرایا کی رخصت دی!

" عَرَايَا "، عریۃ کی جمع ہے فعیلہ مفعولہ کے معنیٰ میں عرا یعرو سے ہے اس کا معنی قصد ہے۔ عریۃ کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض علماء نے کہا عریۃ یہ ہے کہ فقراء کے پاس خشک کھجوریں ہوتی ہیں۔ جب تر کھجوروں کا موسم آئے تو ان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ تر کھجوریں کھائیں اس لئے ان کو اجازت ہے کہ کھجور کے درخت پر موجود تر کھجوروں کو خشک کھجوروں کے عوض اندازہ سے خرید لیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ نے کہا عریۃ یہ ہے کہ کھجوروں کے باغ کا مالک کوئی ایک کھجور کسی کو دے لیکن اس کے حوالے نہ کرے حتیٰ کہ یہاں تک نوبت پہنچے کہ کھجور دینا اس کے لئے ممکن نہ ہو تو اخلافِ وعدہ سے بچنے کے لئے وہ اندازہ سے اس کو کھجوریں دے اور یہ کہے کہ درخت پر موجود کھجوریں تخمیناً اتنی ہوں گی تم اس کے عوض اپنی خشک کھجوریں لے لو۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کوئی شخص کسی کو کھجور کا درخت دے پھر جب وہ کھجوریں کھانے باغ میں آئے تو اس کے آنے سے باغ کے مالک کو اذیت ہو تو اس کے لئے اجازت ہے کہ وہ اس سے خشک کھجوریں اس کے عوض دیدے تقریباً یہ دونوں تفسیریں ملتی جلتی ہیں۔ البتہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے " اشتراء " کا لفظ استعمال نہیں کیا اور کہا کہ اس کی بدل وہ خشک کھجوریں اس کو ہبہ کر دے اور یہ ہبہ جائز ہے کیونکہ عریۃ کا پھل موہوب لہ کی ملک میں ابھی تک نہیں گیا کیونکہ وہ واہب کی ملکیت کے ساتھ متصل ہے۔ لہذا مالک جو کھجوریں دے گا وہ ہبہ ہوگا بیع نہ ہوگی۔ اس کو مجازاً بیع کہا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ بظاہر عوض ہے جو وعدہ خلافی سے بچنے کے لئے دیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم!

فتراوضنا حتی اصطرف منی فاخذ الذھب یقلبھا فی یدہ ثم قال حتی یاتی خازنی من الغابۃ وعمر یسمع ذلک فقال واللہ لا تفارقہ حتی تاخذ منہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذھب بالورق ربا الاھاء وھاء والبر بالبر ربا الاھاء وھاء والشعیر بالشعیر ربا الاھاء وھاء والتمر بالتمر ربا الاھاء وھاء

باب — جو کے عوض جو بیچنا

۲۰۴۱ — ترجمہ : مالک بن اوس نے بیان کیا انھوں نے کہا میں نے سو دینار کے عوض بیع صرف کرنا چاہی تو مجھے طلحہ بن عبید اللہ نے بلایا اور ہم نے آپس میں معاملہ طے کر لیا۔ حتی کہ انھوں نے مجھ سے بیع صرف کی اور دینار پکڑ کر اپنے ہاتھ میں اُلٹ پلٹ کرنے لگے پھر کہا ٹھہرو حتی کہ میرا خزانچی غابہ سے آ جائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ سن رہے تھے تو انھوں نے کہا بخدا! تم اس سے علیحدہ نہیں ہو سکتے حتی کہ اس سے چاندی لے لو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونا سونے کے عوض بیچنا سود ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور کھجوریں کھجوروں کے عوض بیچنا سود ہے مگر نقد۔

۲۰۴۱ — شرح : سونے کی چاندی کے عوض بیع صرف ہے۔ طلحہ بن عبید اللہ نے مالک بن اوس سے کہا میرے خازن کا غابہ سے آنے تک انتظار کرو پھر ہم تمہیں چاندی دیں گے چونکہ بیع صرف میں فوری طور پر قبض شرط ہے اور کم و بیش اور ادھار حرام ہے اس لئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انھیں ایسا کرنے سے منع کر دیا۔ اس مقام میں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ سونا اور چاندی نقدین ہیں اور تعیین کرنے سے متعین نہیں ہوتے۔ یہ صرف قبضہ سے ہی متعین ہوتے ہیں۔ بخلاف باقی چار چیزوں کے وہ تعیین سے متعین ہو جاتی ہیں اور ان کے قبضہ کے لئے تعیین کافی ہے کیونکہ مقصد صرف یہ ہے کہ قبضہ سے تصرف پر قدرت ہو اور یہ تعیین سے حاصل ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اگر گندم کے عوض گندم فروخت کی جائے اور قبضہ سے پہلے بائع اور مشتری جدا ہو جائیں تو بیع جائز ہے۔ الحاصل ان چاروں گندم، جو، نمک، کھجور میں تعیین ہی قبضہ ہے لہٰذا یہ کہنا صحیح نہیں کہ حدیث میں "یداً بید" کا معنی ہاتھوں ہاتھ لینا دینا ہے اور یہ بیع صرف کے سوا باقی چار اجناس میں بھی معتبر ہونا چاہیئے حالانکہ ان میں تعیین کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ عدم صحت کی وجہ ہے کہ ان چار میں تعیین ہی قبضہ ہے اور یہ سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ کھجور، نمک، گندم اور جو کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیلی فرمایا ہے اس لئے یہ قیامت تک کیلی رہیں گی اگرچہ عرف بدل جائے اور لوگ ان کا وزن کرنے لگیں کیونکہ شارع علیہ السلام جس

بَابُ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ

۲۰۴۲ — حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ اَنَا اِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِي اِسْحَاقَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ اَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ اِلَّا سَوَآءً بِسَوَآءٍ وَالْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ اِلَّا سَوَآءً بِسَوَآءٍ وَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْتُمْ۔

بَابُ بَيْعِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ

۲۰۴۳ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدٍ ثَنَا عَمِّي يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ

پر نص کر دے اس میں تغیر ناممکن ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت واجب ہے اور نص عرف سے قوی تر ہے اور جس کے لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نص نہ فرمائی ہو وہ لوگوں کے عادات پر محمول ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ علم لم م

باب سونے کو سونے کے عوض بیچنا

۲۰۴۲ — ترجمہ : ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونے کو سونے کے عوض نہ بیچو مگر برابر برابر اور چاندی کو چاندی کے عوض نہ بیچو مگر برابر برابر اور سونے کو چاندی کے عوض اور چاندی کو سونے کے عوض جیسے چاہو بیچو۔

۲۰۴۲ — شرح : یعنی سونے کو سونے کے عوض اور چاندی کو چاندی کے عوض برابر برابر بیچو اور اگر سونے کو چاندی کے عوض یا چاندی کو سونے کے عوض بیچو تو برابر برابر اور کمی بیشی سے بیچنا جائز ہے۔ مگر مجلس بیع میں قبض شرط ہے ادھار کرنا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب چاندی کو چاندی کے عوض بیچنا

۲۰۴۳ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ابوسعید خدری نے ان سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح حدیث

ثنا ابن اخی الزھری عن عمہ ثنی سالم بن عبد اللہ عن عبد اللہ بن عمر ان ابا سعید الخدری حدثہ مثل ذلک حدیثا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلقیہ عبد اللہ بن عمر فقال یا ابا سعید ما ھذا الذی تحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابو سعید فی الصرف سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الذھب بالذھب مثل بمثل والورق بالورق مثل بمثل۔

۲۰۴۴ — حدثنا عبد اللہ بن یوسف انا مالک عن نافع عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تبیعوا الذھب بالذھب الا مثلا بمثل ولا تشفوا بعضھا علی بعض ولا تبیعوا الورق بالورق الا مثلا بمثل ولا تشفوا بعضھا علی بعض ولا تبیعوا منھا غائبا بناجز۔

بیان کی تو ان کو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ملے اور فرمایا اے ابا سعید تم یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا بیان کرتے ہو ابو سعید خدری نے کہا بیع صرف کے بارے میں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سونا سونے کے عوض اور چاندی چاندی کے عوض برابر برابر بیچو۔

۲۰۴۴ — ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سونے کو سونے کے عوض نہ بیچو مگر یہ کہ برابر برابر اور بعض کو بعض سے زیادہ یا کم کر کے نہ بیچو اور چاندی کو چاندی کے عوض نہ بیچو مگر یہ کہ برابر برابر اور بعض کو بعض سے زیادہ کم کر کے نہ بیچو اور ان میں سے غائب کو موجود کے عوض نہ بیچو۔

۲۰۴۴ — شرح : غائب سے مراد ادھار اور ناجز سے مراد موجود ہے یعنی بیع صرف میں مجلس بیع میں ایک دوسرے کا قبض کرنا شرط ہے اور ادھار ممنوع ہے۔ الحاصل سونے کی بیع سونے کے عوض یا چاندی کے عوض اسی طرح چاندی کی بیع چاندی کے عوض یا سونے کے عوض بیع صرف ہے اگر دونوں طرف چاندی یا سونا ہو تو ان کو ایک دوسرے پر زیادہ یا کم کر کے بیچنا حرام ہے اور ادھار بھی حرام ہے اور اگر دونوں طرفیں مختلف ہوں یعنی ایک ایک طرف چاندی اور دوسری طرف سونا ہو تو زیادہ یا کم کر کے بیچنا جائز ہے — مگر ادھار حرام ہے۔

بَابُ بَيْعِ الدِّيْنَارِ بِالدِّيْنَارِ نَسَآءً

۲۰۴۵ ——— حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا ضَحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ أَنَّ أَبَا صَالِحٍ الزَّيَّاتَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ الدِّيْنَارُ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ فَقُلْتُ لَهُ فَإِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لَا يَقُوْلُهُ فَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ سَأَلْتُهُ فَقُلْتُ سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ وَجَدْتَهُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَ كُلَّ ذٰلِكَ لَا أَقُوْلُ وَأَنْتُمْ أَعْلَمُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِّي وَلٰكِنْ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا رِبًى إِلَّا فِي النَّسِيْئَةِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ حَرْبٍ يَقُوْلُ لَا رِبًى إِلَّا فِي النَّسِيْئَةِ قَالَ هٰذَا عِنْدَنَا فِي الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ وَالْحِنْطَةِ بِالشَّعِيْرِ مُتَفَاضِلًا لَا بَأْسَ بِهِ يَدًا بِيَدٍ وَلَا خَيْرَ فِيْهِ نَسِيْئَةً۔

باب دینار کو دینار کے عوض اُدھار بیچنا

۲۰۴۵ ——— ترجمہ : ابو صالح زیّات بیان کرتے ہیں کہ اُنھوں نے ابوسعید خدری کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ دینار کو دینار کے عوض اور درہم کو درہم کے عوض بیچو۔ میں نے ابوسعید سے کہا ابن عباس تو یہ نہیں کہتے۔ ابوسعید خدری نے کہا میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے یہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے یا اللہ کی کتاب میں دیکھا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں ان میں سے کچھ نہیں کہتا اور تم جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مجھ سے زیادہ جانتے ہو لیکن مجھے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا سود صرف اُدھار میں ہے۔ **۲۰۴۵** ——— سشرح : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مذہب یہ ہے کہ سود صرف یہ ہے کہ دونوں عوضوں میں سے ایک عوض ادھار ہو اور اگر دونوں عوض ایک دوسرے پر زیادہ یا کم کرکے بیچیں اور اس میں ادھار نہ ہو تو بیع جائز ہے اور یہ سود نہیں یعنی ابن عباس کے مذہب میں دونوں عوضوں کا برابر ہونا شرط نہیں بلکہ ایک درہم کی بیع دو درہموں کے عوض جائز ہے۔ بعض علماء سے منقول ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو جب ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث پہنچی تو اُنھوں نے مذکور مذہب سے رجوع کر لیا۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل ہے اور ابن عباس کا فرمان کہ سود صرف ادھار میں ہے منسوخ ہے یا مؤوّل ہے یعنی جب دونوں عوض

بَابُ بَیْعِ الْوَرِقِ بِالذَّھَبِ نَسِیْئَةً

۲۰۴۶ ــــ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِیْ حَبِیْبُ بْنُ ثَابِتٍ سَمِعْتُ اَبَا الْمِنْهَالِ قَالَ سَأَلْتُ الْبَرَآءَ ابْنَ عَازِبٍ وَزَیْدَ بْنَ اَرْقَمَ عَنِ الصَّرْفِ فَکُلُّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا یَقُوْلُ ھٰذَا خَیْرٌ مِّنِّیْ فَکِلَاھُمَا یَقُوْلُ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعِ الذَّھَبِ بِالْوَرِقِ دَیْنًا - بَابُ بَیْعِ الذَّھَبِ بِالْوَرِقِ یَدًا بِیَدٍ -

---

ایک جنس سے ہوں تو سود صرف اُدھار میں ہے۔ زیادہ یا کم کر کے بیچنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ چاندی کو سونے کے عوض ادھار بیچنا

۲۰۴۶ ـــ ترجمہ : حبیب بن ابی ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ابوالمنہال کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میں نے براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے بیع صرف کے متعلق پوچھا۔ ان میں سے ہر ایک دُوسرے کو یہ کہتا تھا کہ وہ مجھ سے افضل ہے اور دونوں یہ کہتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کو چاندی کے عوض اُدھار بیچنے سے منع فرمایا۔

۲۰۴۶ ـــ شرح : اگر یہ سوال ہو کہ باب کا عنوان "بَیْعُ الْوَرِقِ بِالذَّھَبِ" ہے۔ حالانکہ حدیث میں "بَیْعُ الذَّھَبِ بِالْوَرِقِ" مذکور ہے لہذا حدیث عنوان کے مطابق نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ بیع میں جب دونوں عوض نقد نہ ہوں تو "باء" ثمن پر داخل ہوتی ہے اور جب دونوں نقد ہوں تو ان میں سے ہر ایک معنی میں برابر ہوتے ہیں جس کو چاہیں ثمن کہیں اور جسے چاہیں مُثمَن کہیں لہذا حدیث عنوان کے موافق ہے۔ بیع صرف یہ ہے کہ سونے کو چاندی سے یا چاندی کو سونے سے فروخت کریں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑے متواضع اور منصف تھے اور ایک دوسرے کا حق پہچانتے تھے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ سونے کو چاندی کے عوض ہاتھوں ہاتھ بیچنا

۲۰۴۷ ـــــ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ ثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ اَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِي اِسْحَاقَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي بَكْرَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ اِلَّا سَوَآءً بِسَوَآءٍ وَاَمَرَنَا اَنْ نَبْتَاعَ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ كَيْفَ شِئْنَا وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْنَا۔

بَابُ بَيْعِ الْمُزَابَنَةِ وَهِيَ بَيْعُ التَّمْرِ بِالثَّمَرِ وَبَيْعُ الزَّبِيبِ بِالْكَرْمِ وَبَيْعُ الْعَرَايَا وَقَالَ اَنَسٌ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ۔

۲۰۴۸ ـــــ يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبِيعُوا الثَّمَرَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَلَا تَبِيعُوا الثَّمَرَ بِالتَّمْرِ قَالَ سَالِمٌ اَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي بَيْعِ الْعَرِيَّةِ بِالرُّطَبِ اَوْ بِالتَّمْرِ وَلَمْ يُرَخِّصْ فِي غَيْرِهِ۔

۲۰۴۷ ـــــ ترجمہ: عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کو چاندی کے عوض اور سونے کو سونے کے عوض بیچنے سے منع فرمایا مگر برابر برابر۔ اور ہمیں حکم فرمایا کہ سونے کو چاندی کے عوض اور چاندی کو سونے کے عوض جیسے ہم چاہیں خرید کریں۔

۲۰۴۷ ـــــ شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جن اشیاء میں سود کا احتمال ہے ان کو ایک دوسرے کے عوض ہاتھوں ہاتھ نقد اور برابر برابر خریدنا یا فروخت کرنا جائز ہے اور اگر وہ دونوں ایک جنس سے نہ ہوں تو جیسے سونے کے عوض چاندی ہو تو زیادتی اور کمی کرنا جائز ہے مگر ادھار جائز نہیں اسی طرح جب گندم یا جو ہوں تو زیادہ اور کم کرکے بیع کرنی جائز ہے مگر ادھار جائز نہیں۔

باب ـــــ مزابنہ کی بیع اور وہ خشک کھجور کو درخت سے لگی ہوئی کھجور سے اور خشک انگور (منقیٰ) کو انگوروں سے بیچنا ہے اور عرایا کی بیع۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ اور محاقلہ کی بیع سے منع فرمایا!

۲۰۴۸ ـــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھلوں کو نہ بیچو حتیٰ کہ وہ نفع اٹھانے کے قابل ہو جائیں اور درخت سے لگی ہوئی کھجور خشک کھجور سے نہ بیچو سالم نے کہا مجھے عبداللہ بن زید بن ثابت نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد عرایا کی بیع کی اجازت فرما دی کہ خشک کھجور کو درخت پر لگی ہوئی کھجور سے یا درخت پر لگی ہوئی کھجور کو خشک کھجور سے بیچیں اور اس کے علاوہ میں اجازت نہیں دی۔

۲۰۴۸ ـــــ شرح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اگر نفع اٹھانے کے قابل ہونے سے پہلے پھل کو بیچ دیا اور یہ شرط لگائی کہ اسے درخت سے اتار لے تو بالاتفاق یہ بیع جائز ہے۔ ہمارے علماء یہ کہتے ہیں کہ اگر پھل اتارنے کی شرط لگائی اور خریدار نے پھل نہ اتارا تو بیع صحیح ہے اور بائع پھل اتار دے اور اگر دونوں (بائع مشتری) پھل درخت پر رکھنے پر راضی ہو جائیں تو جائز ہے اور اگر خریدار نے یہ شرط لگائی کہ پھل درخت پر باقی رکھا جائے تو بالاتفاق بیع باطل ہے کیونکہ کبھی پھل پکنے سے پہلے تلف ہو جاتا ہے تو بائع کے لئے جائز نہیں کہ خریدار کا مال باطل طریقہ سے کھائے ہاں اگر پھل اتار لینے کی شرط لگائی تو یہ ضرر منتفی ہو گئی اور اگر کسی نے شرط لگانے کے بغیر مطلقاً پھل بیچا تو ہمارا اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ یہ بیع باطل ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ بھی کہتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھل اتار لینے کی شرط واجب ہے علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سفیان ثوری، ابن ابی لیلی، شافعی، مالک، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا مذہب یہ ہے کہ جب تک پھل درخت پر پک نہ جائے اس کی بیع جائز نہیں۔ اور امام اوزاعی، امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا مذہب یہ ہے کہ جب پھل درخت پر ظاہر ہو جائے تو اس کی بیع جائز ہے۔ ایک روایت کے مطابق امام مالک کا مذہب بھی یہ ہے اور اس طرح کا قول امام احمد سے بھی منقول ہے۔ ان حضرات ائمہ کرام رضی اللہ عنہم کی دلیل یہ ہے کہ بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کھجور فروخت کی حالانکہ اس کی تابیر ہو چکی ہے تو اس پھل کا مالک بائع ہے ہاں اگر خریدار یہ شرط کرے کہ پھل بھی ساتھ شامل ہے تو جائز ہے۔ استدلال کی وجہ یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے پھل کا مالک بائع کو قرار دیا اور خریدار کے لئے وہ پھل جب ہو سکتا ہے کہ وہ اس کی بیع میں شرط لگا لے اس سے ظاہر ہے کہ قابل انتفاع ہونے سے پہلے پھل کی بیع مباح ہے کیونکہ جو شرط کے ساتھ بیع میں داخل ہو وہ مستقل علیحدہ مبیعہ ہوتا ہے۔ تابیر کا معنی یہ ہے کہ مؤنث کھجور کے ابتدائی حصہ پر مذکر کھجور کا ابتدائی حصہ ڈالا جائے اور وہ باب میں مذکور حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں

۲۰۴۹ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ اَنَا مَالِکٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ اِشْتِرَاءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ کَیْلًا وَبَیْعُ الْکَرْمِ بِالزَّبِیْبِ کَیْلًا۔

۲۰۵۰ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ اَنَا مَالِکٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَیْنِ عَنْ اَبِیْ سُفْیَانَ مَوْلَی ابْنِ اَبِیْ اَحْمَدَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةُ اشْتِرَاءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ فِیْ رُءُوْسِ النَّخْلِ۔ ۲۰۵۱ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الشَّیْبَانِیِّ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ۔ ۲۰۵۲ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ثَنَا مَالِکٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِصَاحِبِ الْعَرِیَّةِ اَنْ یَّبِیْعَهَا بِخَرْصِهَا

کہ پھل کے وجود سے پہلے اس کی بیع منع ہے کیونکہ اس وقت بائع ایسی چیز فروخت کرتا ہے جس کا وجود ہی نہیں اس سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ "بیع محاقلہ" خوشہ میں گندم کی بیع صاف گندم کے عوض کی جائے۔ بعض علماء اس کا معنی یہ بیان کرتے ہیں کہ پکنے سے پہلے کھیتی کی بیع کی جائے "مزابنہ اور محاقلہ" دونوں بیوع اس لئے حرام ہیں کہ کیلی یا وزنی شئی کی بیع کیلی یا وزنی شئی کے عوض جائز نہیں مگر برابر برابر جبکہ وہ دونوں ایک جنس سے ہوں "عرایا" عریہ کی جمع ہے اور یہ عری سے مشتق ہے۔ اس کا معنی خالی ہونا ہے اس کو عریہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کا حکم باقی باغات کے حکم سے مختلف ہے۔ اصطلاح میں اس کا معنیٰ یہ ہے کہ کھجور پر موجود کھجوروں کا اندازہ کر لیا جاتا ہے۔ کہ وہ خشک ہونے کے بعد مثلاً دو من یا تین من ہوں گی تو ان کو اسی مقدار خشک کھجوروں سے بیچا جاتا ہے دراصل یہ بیع جائز نہیں کیونکہ کیلی کی بیع کیلی کے عوض جبکہ وہ ہم جنس ہوں جائز نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ایک طرف کھجوریں زیادہ ہوں مگر شارع علیہ السلام نے اس بیع کی رخصت دی ہے کیونکہ یہ فقراء کی بیع ہے۔

۲۰۴۹ ـــ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا اور وہ درخت پر لگی ہوئی کھجوروں

بَابُ بَيْعِ التَّمْرِ عَلَى رُؤُسِ النَّخْلِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

۲۰۵۳ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ وَ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَطِيبَ وَلَا يُبَاعُ شَيْءٌ مِنْهُ إِلَّا بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ إِلَّا الْعَرَايَا۔

۲۰۵۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا وَسَأَلَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الرَّبِيعِ أَحَدَّثَكَ دَاوُدُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا فِي خَمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ قَالَ نَعَمْ۔

۲۰۵۵ ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ سَمِعْتُ بُشَيْرًا قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ وَرَخَّصَ فِي الْعَرِيَّةِ أَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا يَأْكُلُهَا أَهْلُهَا رُطَبًا وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً أُخْرَى إِلَّا أَنَّهُ رَخَّصَ فِي الْعَرِيَّةِ يَبِيعُهَا أَهْلُهَا بِخَرْصِهَا يَأْكُلُونَهَا رُطَبًا قَالَ هُوَ سَوَاءٌ وَقَالَ سُفْيَانُ قُلْتُ لِيَحْيَى وَأَنَا غُلَامٌ إِنَّ أَهْلَ مَكَّةَ يَقُولُونَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا فَقَالَ وَمَا يُدْرِي أَهْلَ مَكَّةَ قُلْتُ إِنَّهُمْ يَرْوُونَهُ عَنْ جَابِرٍ فَسَكَتَ قَالَ سُفْيَانُ إِنَّمَا أَرَدْتُ أَنَّ جَابِرًا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ قِيلَ لِسُفْيَانَ وَلَيْسَ فِيهِ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ قَالَ لَا

کو خشک کیلی کھجوروں کے عوض خریدنا ہے اور درخت لگے ہوئے انگوروں کو منقی کیلی کے عوض بیچنا ہے۔

۲۰۵۰ ــــ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "مزابنہ" اور "محاقلہ" سے منع فرمایا اور مزابنہ یہ ہے کہ خشک کھجور کے عوض درخت سے لگی ہوئی کھجور خریدے۔

۲۰۵۱ ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا۔

۲۰۵۲ ــــ ترجمہ : امام مالک نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے اُنھوں نے زید بن ثابت "رضی اللہ عنہم" سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

عریۃ کے مالک کو اجازت دی کہ اس کو اندازے سے بیچیں (سابقہ احادیث کی شرح میں ان حدیثوں کی تفصیل دیکھیں۔

باب — سونے چاندی کے عوض درخت سے لگی ہوئی کھجور بیچنا "

۲۰۵۳ — ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل کی بیع سے منع فرمایا حتیٰ کہ وہ پک جائے اور کوئی پھل نہ بیچا جائے مگر درہم و دینار کے عوض مگر عرایا (اس کی رخصت ہے)

۲۰۵۴ — ترجمہ : عبد اللہ بن عبد الوہاب نے کہا میں نے مالک سے سنا جبکہ ان سے عبید اللہ بن ربیع نے پوچھا کیا تم کو داؤد نے ابو سفیان سے اُنھوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ وسقوں یا اس سے کم میں بیع عرایا کی اجازت دی ؟ اُنھوں نے کہا جی ہاں۔

۲۰۵۵ — ترجمہ : یحییٰ بن سعید نے کہا میں نے بُشیر سے سنا اُنھوں نے کہا میں نے سہل بن ابی حثمہ سے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خشک کھجوروں کے عوض درخت سے لگی ہوئی کھجوروں کی بیع سے منع فرمایا اور بیع عریۃ کی رخصت دی کہ تخمینہ کر کے بیچی جاسکے تاکہ اس کے اہل تازہ کھجوریں کھائیں دوسری بار سفیان نے کہا مگر عریۃ میں رخصت دی کہ اس کے اہل اندازہ کر کے بیچیں تاکہ تازہ کھجوریں کھائیں۔ مقصد ایک ہی ہے سفیان نے کہا میں نے یحییٰ بن سعید سے کہا جبکہ میں کمسن تھا مکہ والے کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع عرایا کی رخصت دی ہے تو اُنھوں نے کہا مکہ والوں کو کس نے بتایا ؟ میں نے کہا وہ جابر سے روایت کرتے ہیں تو یحییٰ خاموش ہوگئے۔ سفیان نے کہا میری مراد صرف یہ تھی کہ جابر مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔ سفیان سے کہا گیا کیا اس میں پھل کی بیع سے منع نہیں فرمایا حتیٰ کہ وہ نفع اُٹھانے کے قابل ہو جائے اُنھوں نے کہا نہیں۔

۲۰۵۳ تا ۲۰۵۵ — شرح : حدیث ۲۰۵۳ میں پھل (ثمر) سے مراد وہ پھل ہے جو درخت سے لگا ہوا ہو اس کی دلیل یہ ہے کہ فرمایا "حتّٰی یطیب" کیونکہ تازہ کھجور (رطب) درخت پر ہی پکتی ہے۔ لہٰذا حدیث عنوان پر مکمل مشتمل ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ وہ نفع اٹھانے کے قابل ہو جائے۔ قولہ "رخّص فی بیع العرایا" ابن قدامہ نے کہا بیع عرایا پانچ وسقوں سے کم میں جائز ہے۔ ایک روایت کے مطابق امام شافعی بھی یہی کہتے ہیں۔ امام مالک

بَابُ تَفْسِيرِ الْعَرَايَا وَقَالَ مَالِكٌ اَلْعَرِيَّةُ اَنْ يُّعْرِيَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ النَّخْلَةَ ثُمَّ يَتَاَذّٰى بِدُخُوْلِهٖ عَلَيْهِ فَرُخِّصَ لَهٗ اَنْ يَّشْتَرِيَهَا مِنْهُ بِتَمْرٍ وَقَالَ ابْنُ اِدْرِيْسَ اَلْعَرِيَّةُ لَا تَكُوْنُ اِلَّا بِالْكَيْلِ مِنَ التَّمْرِ يَدًا بِيَدٍ وَّلَا تَكُوْنُ

رحمہ اللہ تعالیٰ اور ایک دوسری روایت کے مطابق امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا پانچ وسقوں میں جائز ہے کھجوروں کا اندازہ کرنے کا معنی یہ ہے کہ اندازہ کرنے والا کھجور کا درخت گھوم کر دیکھے کہ اس پر کتنی کھجوریں ہیں اور خشک ہو کر کتنی ہوں گی۔ تو اس مقدار کے برابر خشک کھجوروں سے بیع کی جائے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ بیع عریہ صرف فقراء کے لئے مخصوص ہے اور دوسری روایت کے مطابق مطلقاً غنی اور فقیر کے لئے مباح ہے۔ امام لیث کا مذہب ہے کہ کھجوروں کے سوا بیع عریہ جائز نہیں۔ امام مالک کا ایک قول یہ ہے کہ تمام پھلوں میں بیع عریہ جائز ہے۔ امام شافعی صرف کھجور اور انگور میں جائز کہتے ہیں۔ حدیث ۲۰۵۵ قولہ قَالَ سُفْيَانُ لِيَحْيٰى ،، اس کلام کا مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث اہل مدینہ میں دائر اور معروف ہے قولہ عریۃ ،، یعنی کوئی شخص کسی کو اپنے باغ میں ایک دو کھجوریں عطیہ کے طور پر دیتا ہے پھر جب وہ باغ میں کھجوریں کھانے آتا ہے تو اس کے آنے سے اس کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے ہبہ کرنے والے کو رخصت ہے کہ وہ اس شخص کو خشک کھجوریں دے کر اس درخت سے لگی ہوئی کھجوریں خرید لے جو اس نے ہبہ کیا تھا۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بیع عریہ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو کھجور کا پھل ہبہ کرتا ہے پھر موہوب لہ جب اس کے باغ میں آتا جاتا ہے تاکہ موہوبہ کھجوریں کھائے تو صاحب بستان کو اس کے بار بار آنے جانے سے، اذیت پہنچتی ہے اور جو پھل ہبہ کر چکا ہے اس میں رجوع کو بھی اچھا نہیں سمجھتا اس لئے وہ اس کے عوض اسے خشک کھجوریں دیتا ہے تو صورۃً یہ بیع معلوم ہوتی ہے۔ حقیقۃً بیع نہیں بلکہ وعدہ کی ایفاء ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا احادیث میں بیع کا لفظ مذکور ہے۔ غایت ما فی الباب یہ ہے کہ دونوں اماموں میں اختلاف ظاہری الفاظ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب بیع عرایا کی تفسیر

امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا عریہ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کے لئے اپنے باغ میں مثلاً ایک دو کھجوریں دیتا ہے پھر باغ میں اس کے داخل ہونے سے اسے

بِالْجُزَافِ وَمِمَّا يُقَوِّيهِ قَوْلُ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ بِالْأَوْسُقِ الْمُوَسَّقَةِ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ فِي حَدِيثِهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ كَانَتِ الْعَرَايَا أَنْ يُعْرِيَ الرَّجُلُ فِي مَالِهِ النَّخْلَةَ وَالنَّخْلَتَيْنِ وَقَالَ يَزِيدُ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ الْعَرَايَا نَخْلٌ كَانَتْ تُوهَبُ لِلْمَسَاكِينِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يَنْتَظِرُوا بِهَا رُخِّصَ لَهُمْ أَنْ يَبِيعُوهَا بِمَا شَاءُوا مِنَ التَّمْرِ ۔

اذیت پہنچتی ہے ۔ تو اس کو اجازت ہے کہ خشک کھجور دے کر درخت اس سے خریدے ابن ادریس (امام شافعی) نے کہا عریہ خشک کھجور کے عوض ناپ کر دست بدست ہوتا ہے ۔ جزاف (اندازے) سے نہیں ہوتا ۔ سہل بن ابی حثمہ کا قول اس کی تائید کرتا کہ عریہ وسقوں سے ناپ کر ہوتا ہے ابن اسحاق نے اپنی حدیث میں نافع سے اُنھوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ بیع عرایا یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے مال میں سے کھجور کا ایک یا دو درخت کسی کو دیدے ۔ یزید نے سفیان بن حسینؒ سے روائت کرتے ہوئے کہا عرایا کھجوروں کے درخت ہوتے تھے جو مسکینوں کو ہبہ کئے جاتے تھے اور وہ ان کے پکنے کا انتظار نہ کرسکتے تھے تو ان کو اجازت تھی کہ خشک کھجوروں سے جتنی چاہیں بیچ دیں ۔

باب العرایا

شرح : عرایا کی تفسیر میں امام مالک اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما کے اقوال ملتے جلتے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ امام مالک رضی اللہ عنہ کی تفسیر میں واہب موہوب لہ سے خرید لیتا ہے اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی تفسیر کے مطابق واہب اس کا بدل دیتا ہے اور اپنا وعدہ پورا کرتا ہے ۔ قولہ ابن ادریس ،، یہ امام محمد بن ادریس شافعی مُطلبی ہیں ۔ امام بیہقی نے کہا امام بخاری کا اس سے مقصد یہ ہے

۲۰۵۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ مُقَاتِلٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ انا مُوسَى ابْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا اَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا كَيْلًا قَالَ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ وَالْعَرَايَا نَخَلَاتٌ مَعْلُومَاتٌ يَاتِيهَا فَيَشْتَرِيهَا۔

بَابُ بَيْعِ الثِّمَارِ قَبْلَ اَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِي حَثْمَةَ الْاَنْصَارِيِّ مِنْ بَنِي حَارِثَةَ اَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَايَعُونَ الثِّمَارَ فَاِذَا جَدَّ النَّاسُ وَحَضَرَ تَقَاضِيهِمْ قَالَ الْمُبْتَاعُ اِنَّهُ اَصَابَ الثَّمَرَ الدُّمَانُ اَصَابَهُ مُرَاضٌ اَصَابَهُ قُشَامٌ عَاهَاتٌ يَحْتَجُّونَ بِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَثُرَتْ عِنْدَهُ الْخُصُومَةُ فِي ذٰلِكَ فَاِمَّا لَا فَلَا تَتَبَايَعُوا حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُ الثَّمَرِ كَالْمَشُورَةِ يُشِيرُ بِهَا لِكَثْرَةِ خُصُومَتِهِمْ قَالَ وَاَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ لَمْ يَكُنْ يَبِيعُ ثِمَارَ اَرْضِهِ حَتّٰى تَطْلُعَ الثُّرَيَّا فَيَتَبَيَّنَ الْاَصْفَرُ مِنَ الْاَحْمَرِ قَالَ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَرَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ ثَنَا حَكَّامٌ ثَنَا عَنْبَسَةُ عَنْ زَكَرِيَّاءَ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ سَهْلٍ عَنْ زَيْدٍ

کہ پھل کی مقدار معلوم ہونا ضروری ہے۔ جمہور علماء نے کہا بیع عرایا کی رخصت کا سبب یہ ہے کہ مساکین کے پاس کھجوروں کے درخت نہ ہوتے تھے اور نہ ہی ان کے پاس نقد مال ہوتا جس کے عوض وہ کھجوریں خریدتے اور ان کے پاس خشک کھجوریں بھی ہوتی تھیں لیکن ان کے اہل و عیال کی خواہش ہوتی تھی کہ وہ درختوں سے لگی ہوئی تازہ کھجوریں کھائیں تو انہیں خشک کھجوروں کے عوض درختوں سے لگی ہوئی کھجوریں خریدنے کی اجازت دی گئی۔

۲۰۵۶ — ترجمہ: زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا میں اجازت دی کہ اندازہ سے ناپ کر بیچی جائیں موسیٰ بن عقبہ نے کہا عرایا میں معین کھجوریں ہیں جن کے پاس آکر تم خریدتے ہو۔

۲۰۵۶ — شرح: اگر یہ سوال ہو کہ عرایا کی یہ تفسیر کیسے صحیح ہوسکتی ہے حالانکہ

یہ تفسیر ہر اس کھجور پر صادق آتی ہے جو دنیا میں کسی کے عوض بیچی جائے وہ جو بھی ہو اس کا جواب یہ ہے کہ اس بحث کا مقصد تو معلوم ہے کہ درخت سے لگی ہوئی کھجوریں خشک کھجوروں کے عوض خرید لی جائیں۔ اس لئے اسے ذکر نہیں کیا اور معلوم ہونے کی وجہ سے تفسیر میں اختصار سے کام لیا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب قابلِ انتفاع ہونے سے پہلے پھلوں کو بیچنا

لیث نے ابوالزناد سے روایت کی کہ عروہ بن زبیر سہل بن ابی حثمہ انصاری سے جو بنی حارثہ سے تھے خبر دیتے تھے کہ ان سے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگ پھل بیچتے تھے جب کاٹنے کا وقت آتا اور ان کے قرض خواہ آتے تو خریدار کہتا پھل کو دمان ہوگیا، مراض ہوگیا، قشام ہوگیا۔ یہ سب بیماریاں ہیں جن کا ذکر کرکے وہ جھگڑتے تھے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ کے پاس اس بارے میں جھگڑے زیادہ آنے لگے کہ اگر تم یہ خرید و فروخت نہیں چھوڑتے ہو تو پھل مت خرید و حتیٰ کہ وہ نفع اٹھانے کے قابل ہو جائے اور خصومات زیادہ ہو جانے کے سبب آپ نے لوگوں سے مشورہ کے طور پر فرمایا اور خارجہ بن زید بن ثابت نے مجھ سے بیان کیا کہ زید بن ثابت اپنی زمین کے پھل نہیں بیچتے تھے حتیٰ کہ ثریا طلوع ہوتا اور زرد پھل سرخ پھلوں سے ممتاز ہو جاتے (زردی سرخی سے ظاہر ہو جاتی) ابو عبداللہ (بخاری) نے کہا اس کی علی بن بحر نے روایت کی کہ مجھ سے حکام نے بیان کیا انھوں نے کہا مجھ سے عنبسہ نے زکریاء سے روایت کی انھوں نے ابوالزناد سے انھوں نے عروہ سے انھوں نے سہل بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

۲۰۵۷ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُبْتَاعَ ۔ ۲۰۵۸ ـــ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ اَنَا عَبْدُ اللهِ اَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى اَنْ تُبَاعَ ثَمَرَةُ النَّخْلِ حَتّٰى تَزْهُوَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللهِ يَعْنِيْ حَتّٰى تَحْمَرَّ ۔

۲۰۵۹ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سَلِيْمِ بْنِ حَيَّانَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَاءَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُبَاعَ الثَّمَرَةُ حَتّٰى تُشَقِّحَ قَالَ تَحْمَارُّ اَوْ تَصْفَارُّ وَيُؤْكَلُ مِنْهَا

باب بیع الثمار

شرح : یَبْدُوْ الصَّلَاحُ کا معنیٰ یہ ہے کہ پھل کی ترشی اور سختی جاتی رہے اور اس میں مٹھاس اور نرمی آجائے یعنی قابلِ انتفاع ہو جائے اور ثریا ستارہ کے طلوع ہونے کے وقت پھل انتفاع کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اس ستارہ کے طلوع کے بعد پھل بیچا کرتے تھے۔ دُمان پھل سیاہ ہو جاتا ہے۔ مُراض ایک سماوی آفت ہے جس سے پھل خراب ہو جاتا ہے۔ قُشَام زرد ہونے سے پہلے کھجور کمزور ہو جاتی ہے۔ یہ تین بیماریاں ہیں جن کے پیش نظر لوگوں میں بکثرت جھگڑے ہونے لگے تھے اس لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک پھل انتفاع کے قابل نہ ہو اسے مت بیچو۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

۲۰۵۷ ـــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کو بیچنے سے منع فرمایا حتیٰ کہ وہ نفع اٹھانے کے قابل ہو جائیں بیچنے والے اور خریدار دونوں کو منع فرمایا۔

۲۰۵۸ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفع اٹھانے کے قابل ہونے سے پہلے کھجور کا پھل بیچنے سے منع فرمایا۔

۲۰۵۹ ـــ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل بیچنے سے منع فرمایا حتیٰ کہ وہ مشقح ہو جائے کہا گیا مشقح کیا ہوتا ۔ انھوں نے

بَابُ بَيْعِ النَّخْلِ قَبْلَ اَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا

۲۰۶۰ــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْهَيْثَمِ ثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُوْرٍ الرَّازِيُّ ثَنَا هُشَيْمٌ اَنَا حُمَيْدٌ ثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا وَعَنِ النَّخْلِ حَتّٰى تَزْهُوَ قِيْلَ تَحْمَارُّ اَوْ تَصْفَارُّ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ كُنْتُ اَنَا عَنْ مُعَلَّى بْنِ مَنْصُوْرٍ اِلَّا اَنِّيْ لَمْ اَكْتُبْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْهُ۔

بَابُ اِذَا بَاعَ الثِّمَارَ قَبْلَ اَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا ثُمَّ اَصَابَتْهُ عَاهَةٌ فَهُوَ مِنَ الْبَائِعِ۔

۲۰۶۱ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى تُزْهِيَ فَقِيْلَ لَهٗ وَمَا تُزْهِيْ قَالَ حَتّٰى تَحْمَرَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتَ اِنْ مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ بِمَ يَاْخُذُ اَحَدُكُمْ مَالَ اَخِيْهِ وَقَالَ اللَّيْثُ ثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا ابْتَاعَ ثَمَرًا قَبْلَ اَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهٗ ثُمَّ اَصَابَتْهُ عَاهَةٌ كَانَ مَا اَصَابَهٗ عَلٰى رَبِّهٖ اَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبْتَاعُوا الثَّمَرَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا وَلَا تَبِيْعُوا الثَّمَرَ بِالتَّمْرِ۔

کہا سُرخ ہو جائے اور زرد ہو جائے اور کھایا جائے (مُشَقَّح) وہ رنگ ہے جو نہ تو خالص سرخ ہو اور نہ ہی خالص زرد ہے

باب — قابل انتفاع ہونے سے پہلے کھجور کو بیچنا —"

۲۰۶۰ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل بیچنے سے منع فرمایا حتیٰ کہ وہ نفع کے قابل ہو جائے اور کھجور بیچنے سے منع فرمایا حتیٰ کہ زہو ہو جائے کہا گیا زہو کیا ہے ؟ کہا سرخ ہو جائے یا زرد ہو جائے۔

بَابُ شِرَى الطَّعَامِ إِلَى أَجَلٍ

۲۰۶۲ — عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ ثَنَا أَبِي ثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ ذَكَرْنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيمَ الرَّهْنَ فِي السَّلَفِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ ثُمَّ ثَنَا عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى طَعَامًا مِنْ يَهُودِيٍّ إِلَى أَجَلٍ وَرَهَنَهُ دِرْعَهُ۔

باب — جب نفع اُٹھانے کے قابل ہونے سے پہلے پھل بیچا پھر اس پر آفت آگئی تو وہ بائع کا ہے

۲۰۶۱ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کو قابلِ انتفاع ہونے سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا ۔ ان سے کہا گیا «تزھی» کیا شیٔ ہے تو کہا حتی کہ سرخ ہو جائے پھر فرمایا بتاؤ تو اگر اللہ تعالیٰ پھل روک لے تو کسی کے عوض تم میں سے کوئی اپنے بھائی کا مال لے گا ۔ لیث نے کہا مجھ سے یونس نے ابن شہاب سے بیان کیا اُنھوں نے کہا اگر کوئی شخص پھل خرید سے پہلے اس کے کہ وہ نفع اُٹھانے کے قابل ہو پھر اس کو آفت پہنچے تو جس کو آفت پہنچی ہے وہ اس کے مالک کے ذمہ ہوگا ۔ مجھے سالم نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھل نہ بیچو یہاں تک کہ وہ نفع اُٹھانے کے قابل ہو جائے اور خشک کھجور کے عوض درخت سے لگی ہوئی کھجور نہ بیچو ۔

۲۰۶۱ — شرح : باب کے عنوان کا معنیٰ یہ ہے کہ جس نے قابلِ انتفاع سے پہلے پھل بیچا پھر اس پر آفت آگئی تو وہ بیچنے والے کے مال سے ضائع ہوگا اس سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ پھل کی بیع صحیح ہے اگرچہ وہ نفع اُٹھانے کے قابل نہ ہو کیونکہ جب وہ خراب نہیں ہوا تو بیع صحیح ہے ۔ عنوان سے حدیث کی موافقت اس طرح ہے کہ جب پھل پر آفت آگئی حالانکہ خریدار نے قبضہ میں نہ لیا تھا تو وہ بائع کے ذمہ تھا اور جب خریدار قبضہ کرے تو وہ اس کا مال شمار ہوتا ہے ۔ جمہور علماء سلف ، سفیان اور امام ابوحنیفہ ، ابویوسف ، محمد اور شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ فروخت شدہ پھل تھوڑا ہو یا زیادہ ہو اس پر مشتری نے قبضہ کر لیا ہو پھر اس پر آفت آجائے تو وہ مشتری کے مال سے ضائع ہوگا اور اگر اُس نے قبضہ نہ کیا ہو اور وہ بیچنے والے کے ہاتھ میں ہو پھر اس پر آفت آجائے تو ثمن باطل ہے اور مشتری بائع سے اسے وصول کرے گا کیونکہ جب پھل تلف ہوگیا اور خریدار کی ادا کردہ [illegible] مشتری سے ثمن لینا باطل ہے۔

بَابُ إِذَا أَرَادَ بَيْعَ تَمْرٍ بِتَمْرٍ خَيْرٍ مِنْهُ

۲۰۶۳ ـــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلَى خَيْبَرَ فَجَاءَهُ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا۔

باب ـــ کچھ مدّت کے وعدہ پر غلہ خریدنا

۲۰۶۲ ـــــ ترجمہ : اعمش نے کہا ہم نے ابراہیم نخعی کے پاس قرض میں گرو رکھنے کا ذکر کیا تو اُنھوں نے کہا اس میں کچھ حرج نہیں۔ پھر اسود نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذریعہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے ایک مدّت کے وعدہ پر غلہ خریدا اور اس کے پاس اپنی زرہ رہن رکھی۔ (حدیث عہ ۱۹۴۰ کی شرح کا مطالعہ کریں)

باب جب اچھی کھجور کے عوض خراب کھجور بیچنے کا ارادہ کیا"

۲۰۶۳ ـــــ ترجمہ : ابوسعید خدری اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو خیبر کا عامل مقرر کیا وہ اچھی کھجوریں لایا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا خیبر کی سب کھجوریں ایسی ہیں اس نے کہا نہیں بخدا یا رسول اللہ! ہم اس سے ایک صاع دو صاع کے عوض لیتے ہیں۔ اور دو صاع تین صاع کے عوض لیتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا مت کرو ردی کھجوریں دراہم کے عوض بیچو پھر دراہم سے اچھی کھجوریں خریدو۔

۲۰۶۳ ـــــ شرح : "جنیب" عمدہ کھجوریں ہیں اور "جمع" ردی کھجوریں ہیں۔ اس حدیث سے

بَابُ قَبْضِ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِرَتْ أَوْ أَرْضًا مَزْرُوعَةً أَوْ بِإِجَارَةٍ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ وَقَالَ لِي إِبْرَاهِيمُ ثَنَا هِشَامٌ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يُخْبِرُ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ أَيُّمَا نَخْلٍ بِيعَتْ قَدْ أُبِرَتْ لَمْ يُذْكَرِ الثَّمَرُ فَالثَّمَرُ لِلَّذِي أَبَّرَهَا وَكَذٰلِكَ الْعَبْدُ وَالْحَرْثُ سَمّٰى لَهُ نَافِعٌ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَ۔

بعض شافعیہ نے استدلال کیا کہ حیلہ حرام نہیں یعنی اگر کوئی کسی شخص کو ایک سو درھم دو سو درھم کے عوض دینا چاہے تو اس کے پاس کپڑا دو سو درہم کے عوض فروخت کر دے پھر اس سے ایک سو درہم سے خرید ے اس طرح ایک سو درہم نفع حاصل کرے گا اور سود سے بھی بچ جائیگا اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی سے فرمایا یہ کھجوریں بیچ دو اور ان کی ثمن سے وہ خرید لو اور مشتری یا غیر مشتری میں کوئی امتیاز نہ کیا۔ معلوم ہوا کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کے مذہب میں یہ حرام نہیں البتہ امام مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہما اسے حرام قرار دیتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عمدہ طعام پسند کرنا بہتر ہے۔ ابن جوزی نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمدہ کھجوریں لینے میں اختیار دینا اس بات کی دلیل ہے کہ نفس کا حق ادا کرنے کے لئے اس سے آسانی کرنی چاہیئے برعکس جاہل خود ساختہ صوفیوں کے وہ اپنے نفوس پر اتنا بوجھ ڈال دیتے ہیں جو ان کی طاقت سے باہر ہوتا ہے۔ وہ سنت سے ناواقف ہونے کے باعث ایسا کرتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خرید و فروخت میں وکالت جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

باب — جس نے تابیر کردہ کھجوریں بیچیں یا مزروعہ زمین بیچی یا ٹھیکہ پر دی —

ابوعبداللہ (بخاری) نے کہا مجھے ابراہیم نے کہا ہمیں ہشام نے خبر دی اُنھوں نے کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا کہ میں نے ابن ابی مُلَیکہ کو ابن عمر کے مولیٰ نافع سے خبر دیتے ہوئے سنا کہ جب بھی کھجور کے درخت بیچے جائیں حالانکہ وہ پیوند لگے ہوئے ہیں اور اس میں پھل کا ذکر نہ کیا جائے تو پھل اس کا ہے جس نے پیوند لگایا ہے۔ ایسے ہی غلام اور کھیت کا حال ہے۔ نافع نے ان سے ان تینوں کا ذکر کیا۔

۲۰۶۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ اُبِّرَتْ فَثَمَرُهَا لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ۔

۲۰۶۴ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے پیوند لگے ہوئے کھجور کے درخت بیچے ان کا پھل بائع کا ہے مگر یہ کہ خریدار شرط لگا لے۔

۲۰۶۳، ۲۰۶۴ — شرح : تابیر ،، کا معنی پیوند لگانا ہے۔ "ابراہیم" یہ ابراہیم بن موسی فرآء رازی صغیر ہے۔ یہ امام بخاری کے ان مشائخ میں سے ہیں جن سے انھوں نے مذاکرہ میں حدیث سنی۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جس نے پیوند لگے ہوئے کھجور کے درخت بیچے اور پھل کا ذکر نہیں کیا کہ وہ کس کا ہے۔ تو وہ بائع کا ہوگا اور اگر وہ شرط لگائیں کہ پھل خریدار کا ہے تو وہ اس کا ہوگا بائع کا نہ ہوگا۔ یہی حال غلام کا ہے کہ جب حاملہ لونڈی بیچی جائے اور اس کا بچہ غلام اس سے جُدا ہو تو وہ بائع کا ہے اور اگر بچہ پیٹ میں ہو اور ابھی تک اس کا ظہور نہ ہوا ہو تو وہ مشتری کا ہے۔ اس کا یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ جو کوئی غلام خریدے اور اس کا مال ہو تو وہ مال بائع کا ہے مگر یہ کہ مشتری اس کی شرط لگالے تو وہ مشتری کا ہے۔ یہ معنی اس مذہب کے مطابق ہے جس میں عبد مالک ہوتا ہے۔ مسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جو کوئی پیوند لگانے سے پہلے کھجور کا درخت بیچے تو اس کا پھل بائع کا ہے مگر یہ کہ مشتری اس کی شرط لگالے کہ پھل بھی مشتری کا ہوگا اور جو کوئی غلام بیچے تو اس کا مال بائع کا ہے مگر یہ کہ خریدار شرط لگالے۔ اسی طرح کھیت ہے کہ جو کوئی کھیت فروخت کرے اور اس میں فصل لگی ہوئی ہو تو وہ بائع کی ہے۔ اس حدیث سے امام مالک شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ جو کوئی کھجور کا درخت بیچے حالانکہ اس کو پیوند لگایا گیا ہے اور خیدار نے پھل کی شرط نہ لگائی ہو تو پھل بائع کا ہے اور وہ کاٹنے تک کھجور پر رہے گا۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا پیوند لگایا جائے یا نہ لگایا جائے اس کا پھل بہر حال بائع کا ہے اور خریدار یہ مطالبہ کر سکتا ہے کہ اسے فوراً درخت سے اتار لے اور کاٹنے تک باقی نہ رہنے دے۔ اور اگر بائع نے کاٹنے تک پھل رکھنے کی شرط لگائی تو بیع فاسد ہوگی۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ان حضرات ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا حدیث میں اختلاف کے ماخذ کا خلاصہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے حدیث کو بطورِ لفظ اور معقول استعمال کیا ہے اور امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما نے بطورِ لفظ اور دلیل استعمال کیا ہے۔ اس کا بیان یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے دونوں حال میں پھل بائع کے لئے کہا ہے اور انھوں نے کہا پیوند کا ذکر پیوند سے قبل پر تنبیہ ہے

بَابُ بَيْعِ الزَّرْعِ بِالطَّعَامِ كَيْلًا ۲۰۶۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَابَنَةِ اَنْ يَبِيعَ ثَمَرَ حَائِطِهِ اِنْ كَانَ نَخْلًا بِتَمْرٍ كَيْلًا وَاِنْ كَانَ كَرْمًا اَنْ يَبِيعَهُ بِزَبِيبٍ كَيْلًا وَاِنْ كَانَ زَرْعًا اَنْ يَبِيعَهُ بِكَيْلِ طَعَامٍ نَهَى عَنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ

اس کو اصولِ فقہ میں "معقول الخطاب" کہتے ہیں۔ امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا مسکوت عنہ کا حکم وہی ہے جو منطوق کا حکم ہے اصولِ فقہ میں اس کو دلیل الخطاب کہتے ہیں۔ ابن ابی لیلیٰ نے کہا بہر حال پھل خریدار کے لئے ہے۔ پیوند لگایا جائے یا نہ لگایا جائے۔ لیکن یہ مذہب صراحۃً حدیث کے خلاف ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — کھیتی کو غلّہ کے عوض بحسابِ ناپ بیچنا

۲۰۶۵ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے مُزَابَنَۃ سے منع فرمایا وہ یہ کہ اس کے باغ کا پھل اگر کھجور ہو تو خشک کھجور کے عوض ناپ کے حساب سے بیچے اور اگر انگور ہو تو اس کو منقّی کے عوض ناپ کے حساب سے بیچے یا کھیتی ہو تو اس کو غلہ کے عوض ناپ کے حساب سے بیچے ان تمام سے منع فرمایا۔

۲۰۶۵ — شرح: اس حدیث میں تین احکام ہیں۔ اوّل یہ کہ کھجور سے لگی ہوئی کھجوریں خشک کھجور کے عوض بیچنا اس کو بیع مزابنہ کہتے ہیں۔ یہ جائز نہیں دوسرے یہ کہ درخت سے لگے ہوئے انگور ناپ کے حساب سے منقی سے بیچنا یہ بھی مُزَابَنَۃ ہے اور نہ جائز نہیں تیسرے یہ کہ کھیتی میں فصل کو غلّہ کے عوض ناپ کے حساب سے بیچنا اس کو مُحَاقَلَۃ کہتے ہیں۔ یہ بھی جائز نہیں۔

بَابُ بَيْعِ النَّخْلِ بِأَصْلِهِ

۲۰۶۶ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا امْرِئٍ أَبَّرَ نَخْلًا ثُمَّ بَاعَ أَصْلَهَا فَلِلَّذِي أَبَّرَ ثَمَرُ النَّخْلِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ۔

بَابُ بَيْعِ الْمُخَاضَرَةِ

۲۰۶۷ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ وَهْبٍ ثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ ثَنِي أَبِي ثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُخَاضَرَةِ وَالْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ وَالْمُزَابَنَةِ۔

۲۰۶۸ — قُتَيْبَةُ ثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى تَزْهُوَ فَقُلْنَا لِأَنَسٍ مَا زَهْوُهَا قَالَ تَحْمَرُّ أَوْ تَصْفَرُّ أَرَأَيْتَ إِنْ مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ بِمَ تَسْتَحِلُّ مَالَ أَخِيكَ۔

باب — درخت جڑ سمیت بیچنا

۲۰۶۶ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بھی کوئی آدمی کھجور کو پیوند لگائے پھر اسے بیچ دے تو اس کا پھل اس کا ہے جس نے پیوند لگایا ہو مگر یہ کہ خریدار شرط لگالے۔

باب — مُخاضرہ کی بیع

۲۰۶۷ — ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مُحاقلہ، مُخاضرہ، مُلامسہ، مُنابذہ اور مُزابنہ سے منع فرمایا۔

۲۰۶۸ — ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور سے لگے ہوئے پھل کو خشک کھجور کے عوض بیچنے سے منع فرمایا حتی کہ زَھو ہو جائے ہم نے انس سے کہا زَھو کیا چیز ہے اُنھوں نے کہا سُرخ اور زرد ہو جائے مجھے بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ پھل روک لے تو کس کے عوض تم اپنے بھائی کا مال کھاؤ گے۔

بَابُ بَيْعِ الْجُمَّارِ وَاَكْلِهِ ۲۰۶۹ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ثَنَا اَبُوعَوَانَةَ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَاْكُلُ جُمَّارًا فَقَالَ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةٌ كَالرَّجُلِ الْمُؤْمِنِ فَاَرَدْتُ اَنْ اَقُوْلَ هِيَ النَّخْلَةُ فَاِذَا اَنَا اَحْدَثُهُمْ قَالَ هِيَ النَّخْلَةُ ۔

۲۰۶۷ ، ۲۰۶۸ — شرح : اس حدیث میں بیع کی پانچ قسموں سے منع کیا گیا ہے ۔ پہلے ابواب میں سب کی تفاسیر گزر چکی ہیں بعض روایات میں مخاضرہ کا معنی یہ کیا گیا ہے کہ پھل پکنے سے پہلے اور کھیتی پکنے سے پہلے بیچنا۔
ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا علماء نے اس بات میں اتفاق کیا ہے کہ سبز کھیتی کی بیع جائز نہیں لیکن جانوروں کے چارہ کے لئے جائز ہے اور سبزیاں جب زمین سے اٹھالی جائیں تو ان کی بیع جائز ہے ۔ زمین میں چھپی ہوئی سبزیوں کو خریدنے کو بھی مخاضرہ کہتے ہیں جیسے مولی گاجر ، شکرقندی ، گندھنا ، پیاز اور لہسن وغیرہ ۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ان سب کی بیع جائز ہے جبکہ وہ صاف باہر نکال لی جائیں اور خراب نہ ہوں ۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا زمین میں غائب سبزیوں کی بیع جائز ہے لیکن جب نکال کر دیکھے تو اختیار ہے چاہے لے یا نہ لے ۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ بیع جائز نہیں اس میں دھوکہ ہے ۔ خربوزے اور تربوز اور ہر وہ بیل جس میں یکے بعد دیگرے پھل لگتا ہے کی بیع میں اختلاف ہے ۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اگر وہ نفع اٹھانے کے قابل ہو جائیں تو ان کی بیع جائز ہے اور بعد میں جو پھل ظاہر ہوتا رہے گا وہ مشتری کا ہوگا حتی کہ پھل لگنا ختم ہو جائے کیونکہ لوگوں کو اس کے ختم کا وقت معلوم ہوتا ہے امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا دوسرے پھل کی بیع جائز نہیں جب تک وہ کھانے کے قابل نہ ہو جیسے پہلے پھل کی بیع قابلِ انتفاع ہونے کے بعد جائز ہے ۔ کیونکہ یہ مَعْدُوْم کی بیع ہے اور مَعْدُوْم کی بیع جائز نہیں۔

باب کھجور کے گابھ کا بیچنا اور کھانا

۲۰۶۹ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا اور آپ کھجور کی گابھ کھا رہے تھے ۔ آپ نے فرمایا درختوں میں سے ایک درخت ہے جو مومن مرد جیسا ہے میں نے یہ کہنے کا ارادہ کیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے اچانک میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کمسن تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔

۲۰۶۹ — شرح : حدیث میں صرف جمار کھانے کا ذکر ہے ۔ جمار فروخت کرنے کا ذکر نہیں

بَابُ مَنْ اَجْرٰى اَمْرَ الْاَمْصَارِ عَلٰى مَا يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ فِي الْبُيُوْعِ وَالْاِجَارَةِ وَالْمِكْيَالِ وَالْوَزْنِ وَسُنَنِهِمْ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ وَمَذَاهِبِهِمُ الْمَشْهُوْرَةِ وَقَالَ شُرَيْحٌ لِلْغَزَّالِيْنَ سُنَّتُكُمْ بَيْنَكُمْ وَقَالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ لَا بَأْسَ الْعَشَرَةُ بِاَحَدَ عَشَرَ وَيَاْخُذُ لِلنَّفَقَةِ رِبْحًا وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِهِنْدٍ خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ وَاكْتَرَى الْحَسَنُ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مِرْدَاسٍ حِمَارًا فَقَالَ بِكَمْ فَقَالَ بِدَانَقَيْنِ فَرَكِبَهُ ثُمَّ جَاءَ مَرَّةً اُخْرٰى فَقَالَ الْحِمَارَ الْحِمَارَ فَرَكِبَهُ وَلَمْ يُشَارِطْهُ فَبَعَثَ اِلَيْهِ بِنِصْفِ دِرْهَمٍ -

---

حالانکہ عنوان میں دونوں مذکور ہیں۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جمار کا کھانا اور بیچنا مباح ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں اور جسے کھایا جائے اس کی بیع بھی جائز ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مجلس و محفل میں اکابر موجود ہوں۔ اصاغر کو ان کے آداب کا لحاظ کرنا چاہیئے!

باب ـــــ جس نے شہروں کا حکم خرید و فروخت۔ ٹھیکہ اور ناپ تول میں لوگوں کے عرف، رسم و رواج، نیتوں اور مشہور طریقوں پر جاری کیا اور قاضی شریح نے سوت فروخت کرنے والوں سے کہا تمہارے آپس کے معاملات میں تمہارا طریقہ معتبر ہے۔ عبدالوہاب نے ایوب کے ذریعہ محمد بن سیرین سے روایت کی دس درہم کی خریدی ہوئی شئ گیارہ درہم سے بیچنے میں کوئی حرج نہیں اور خرچہ کے عوض نفع لے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہند سے فرمایا رواج کے مطابق اتنا لو جو تجھے اور تیرے بچوں کے لئے کافی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو فقیر ہو وہ معروف طریقہ سے کھائے حسن بصری نے عبداللہ بن مرداس سے کرائے پر گدھا لیا تو پوچھا کتنا کرایہ ہوگا اُس نے کہا دو دانق تو وہ سوار ہو گئے پھر دوسری بار آئے اور کہنے لگے۔ گدھا لاؤ

۲۰۷۰ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ اَنَا مَالِکٌ عَنْ حُمَیْدِ الطَّوِیْلِ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِکٍ قَالَ حَجَمَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبُوْ طَیْبَۃَ فَاَمَرَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِصَاعٍ مِّنْ تَمْرٍ وَّ اَمَرَ اَہْلَہٗ اَنْ یُّخَفِّفُوْا عَنْہُ مِنْ خَرَاجِہٖ

۲۰۷۱ ـــــ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ ثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ ثَنَا ہِشَامٌ ح وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ فَرْقَدٍ قَالَ سَمِعْتُ ہِشَامَ بْنَ عُرْوَۃَ یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ سَمِعَ عَائِشَۃَ تَقُوْلُ وَمَنْ کَانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْ وَمَنْ کَانَ فَقِیْرًا اَکَلَ مِنْہُ بِالْمَعْرُوْفِ۔

۲۰۷۲ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ ثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ ہِشَامٍ عَنْ عُرْوَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ ہِنْدُ اُمُّ مُعَاوِیَۃَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَبَا سُفْیٰنَ رَجُلٌ شَحِیْحٌ فَہَلْ عَلَیَّ جُنَاحٌ اَنْ اٰخُذَ مِنْ مَالِہٖ سِرًّا قَالَ خُذِیْ اَنْتِ وَبَنُوْکِ مَا یَکْفِیْکِ بِالْمَعْرُوْفِ۔

اور اس پر سوار ہو گئے اور کوئی شرط نہ کی اور اس کو نصف درہم بھیج دیا۔

۲۰۶۹ ـــــ شرح: اس باب میں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر شہر کے لوگوں کے رسم و رواج اور عرف و عادت پر اعتماد ہے اور اسی پر احکام جاری ہوں گے۔ غزالین ،، سوت کے تاجر ہیں۔ یعنی قاضی شریح نے سوت کے تاجروں سے کہا جبکہ وہ کسی معاملہ میں ان کے پاس جھگڑا لے گئے اور کہنے لگے ہمارا آپس میں طریقہ اور رواج یہ ہے تو اُنھوں نے کہا تم اپنے راہ و رسم اور طریقوں پر معاملہ صاف کر لو۔ عبدالوہاب نے بواسطہ ایوب محمد بن سیرین سے روایت کی کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ جس چیز کو دس دراہم سے خریدے اس کو گیارہ درہم سے بیچ دے۔ جبکہ ان میں یہ معروف ہو اور خرچہ کے عوض نفع لے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عرف کے مطابق ہند کو خرچ کرنے کی اجازت دی۔ ہند بنت عتبہ ابو سفیان کی بیوی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہے۔ وہ فتح مکہ میں مسلمان ہوئی اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں فوت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے یتیم کی کفالت کرنے والے فقیر متولی کو اس کے مال سے معروف طریقہ سے کھانے کی اجازت دی۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے دوسری بار گدھے کا کرایہ طے نہ کیا اور سوار ہو گئے کیونکہ پہلی دفعہ کرایہ معلوم ہو چکا تھا۔ اس لئے اُنھوں نے گدھے کے مالک کو دو دانق کی بجائے نصف درہم بھیج دیا اور کرم و سخا کے طور پر ایک دانق زیادہ دیا۔ ایک دانق درہم کا چھٹا حصہ ہوتا ہے اور نصف درہم کے تین دانق بنتے ہیں۔

بَابُ بَيْعِ الشَّرِيكِ مِنْ شَرِيكِهِ

۲۰۷۳ ـــــ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِي كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ ۔

۲۰۷۰ ـــــ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوطیبہ نے پچھنے لگائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایک صاع کھجور دینے کا حکم فرمایا اور اس کے مالکوں کو حکم دیا کہ اس کا خراج کم کر دیں ۔

۲۰۷۱ ـــــ ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا امیر معاویہ کی والدہ ہند نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ابوسفیان بخیل مرد ہے کیا میرے لئے کوئی حرج ہے ؟ کہ چپکے چپکے اس کے مال سے کچھ لے لیا کروں ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اور تمہاری اولاد کو رواج کے مطابق جس قدر کافی ہو لے لیا کرو ۔

۲۰۷۰ ، ۲۰۷۱ ـــــ شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکور حجام سے پچھنے لگوانے میں کوئی اُجرت مقرر نہ کی اور عرف پر اعتماد فرمایا ۔ اس کی تفصیل حدیث ۱۹۷۴ء کی شرح میں دیکھیں ۔

بعض علماء نے ہند ،، کی حدیث سے استدلال کیا کہ غائب پر قضاء جائز ہے ۔ کیونکہ ہند کا شوہر ابوسفیان غائب تھے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مال میں فیصلہ فرمایا ۔ مگر یہ استدلال تام نہیں کیونکہ ہند کے سوال کے وقت وہ وہاں موجود تھے ۔ فیصلہ کے بعد انھوں نے ہند سے کہا تم جو بھی خرچ تمہیں اجازت ہے ۔ لہذا قضاء علی الغائب کے لئے اس حدیث سے استدلال کرنا صحیح نہیں ۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے ثابت ہے کہ بیوی اور چھوٹی اولاد کا خرچہ بقدر کفائت ہے ۔

۲۰۷۲ ـــــ ترجمہ : ہشام بن عروہ اپنے والد سے روائت کرتے ہیں کہ انھوں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو مال دار ہو وہ بچے اور جو فقیر ہو وہ رواج کے مطابق کھائے ،، یہ آئت کریمہ یتیم کے ولی کے حق میں نازل ہوئی جو اس کی سرپرستی کرتا ہے ۔ اور اس کے مال کی حفاظت کرتا ہے اگر وہ فقیر ہو تو رواج کے مطابق اس کے مال سے کھائے ،،

یتیم کا والی وہ ہے جو اس کے امور کی نگرانی کرتا ہے اور اس کی سرپرستی کرتا ہے اور اس کی اور اس کے مال کی حفاظت میں مصروف رہتا ہے اس کے جائز ہے کہ عرف اور رسم و رواج کے مطابق یتیم کے مال سے کھائے ؛

فضول خرچ نہ کرے اور نہ ہی اس کو جلدی کھانے کی کوشش کرے)

باب ــ ایک شریک کا دوسرے شریک کے ہاتھ فروخت کرنا

۲۰۷۳ ــ ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعہ ہر اس چیز میں قرار دیا جو تقسیم نہ کیا گیا ہو اور جب حدود قائم ہو جائیں اور راستے پھیر دیئے گئے ہوں تو شفعہ نہیں۔

۲۰۷۳ ــ شرح : شفعہ شفیع کے ساتھ قائم ہوتا ہے اور جس وقت اس نے مشترکہ مکان لیا جبکہ وہ فروخت ہوا تو گویا اس نے اپنے شریک سے خریدا لہٰذا اس پر شریک کا دوسرے کے ساتھ بیع کرنا صادق آتا ہے۔ اس طرح یہ حدیث باب کے عنوان کے موافق ہے۔

شفعہ کی دو قسمیں ہیں اول یہ کہ مکان یا زمین غیر منقسمہ میں دو شخص شریک ہوں ان میں سے ایک آدمی اپنا حصہ بیچنا چاہے تو اس کے شریک کو خریدنے کی اولیت حاصل ہے اس کو شفعہ شریک کہا جاتا ہے۔ جب تک وہ ساجھی کو خبردار نہ کرے اپنا حصہ فروخت نہیں کر سکتا اگر شریک کو اطلاع کئے بغیر مکان یا زمین بیچ دی تو شفعہ کر سکتا ہے اس کا ہمسایہ شفعہ نہیں کر سکتا۔ حضرات ائمہ کرام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی مذہب ہے۔ انھوں نے بخاری کی اس حدیث سے استدلال کیا۔ نیز مسلم کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مشترکہ غیر منقسمہ زمین وغیرہ میں شفعہ ہے جب تک اپنے شریک کو بیچنے کی اطلاع نہ کرے وہ فروخت نہیں کر سکتا۔ حتیٰ کہ اس کا شریک خریدنے یا نہ خریدنے کا فیصلہ کرلے۔ دوسری قسم شفعہ جوار ہے اور وہ یہ کہ کوئی شخص زمین یا مکان فروخت کرے تو اس کا ہمسایہ خریدنے کا زیادہ حقدار ہے۔ حضرات ائمہ کرام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ کا مذہب یہی ہے انھوں نے ترمذی کی صحیح حدیث سے استدلال کیا ہے کہ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مکان کا ہمسایہ مکان خریدنے کا زیادہ مستحق ہے۔ فقہاءِ احناف نے مکان یا زمین جو منقسم نہ ہو وہاں صرف شریک ملاصق (ساجھی) ہی شفعہ کا حقدار ہے۔ اگر زمین تقسیم ہو جائے تو تقسیم کرنے والا شریک ہی شفعہ کرے گا جس کے لئے راستہ اور پانی کا حق باقی ہے۔ ان کے بعد ہمسایہ شفع کرے گا جس کے مکان کی چھت وغیرہ اس کے مکان سے ملی ہوئی ہے اور اس کا دروازہ دوسری گلی میں ہے۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے جابر سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہمسایہ شفعہ کا زیادہ حق رکھتا ہے اگر وہ غائب ہو اس کا انتظار کیا جائے جبکہ ان کا راستہ واحد ہو۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ شفعہ صرف غیر منقول زمین یا مکان میں جاری ہو سکتا ہے ــ

بَابُ بَيْعِ الْاَرْضِ وَالدُّوْرِ وَالْعُرُوْضِ مُشَاعًا غَيْرَ مَقْسُوْمٍ۔

۲۰۷۴ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِيْ كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ۔

۲۰۷۵ ـــــ مُسَدَّدٌ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بِهٰذَا وَقَالَ فِيْ كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ تَابَعَهٗ هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِيْ كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقْسَمْ وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ ـــــ

باب ـــــ مشترکہ زمین، مکانات اور سامان جو غیر منقسم ہوں کا بیچنا ـــــ

۲۰۷۴ ـــــ ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعہ کا حکم ہر اس شئی میں فرمایا جو تقسیم نہ کی گئی ہو لیکن اگر حدیں قائم کر دی جائیں اور راستے علیحدہ علیحدہ کر دیئے جائیں تو شفعہ نہیں۔

۲۰۷۴ ـــــ شرح : شفعہ صرف زمین اور مکان میں ہو سکتا ہے اور مشترک سامان کی بیع میں شفعہ نہیں امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے روضہ میں ذکر کیا کہ اشیاء منقولہ میں شفعہ نہیں اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ ان کو تنہا بیچا جائے یا زمین کے ہمراہ بیچا جائے اور زمین میں شفعہ ہے اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ زمین کا حصہ تنہا بیچا جائے یا کسی منقول کے ہمراہ بیچا جائے اور کوئی منقول شئی جو زمین میں ہمیشہ رہے جیسے درخت اور در و دیوار وغیرہ اگر ان کو تنہا بیچا جائے تو شفعہ نہیں یہی صحیح ہے۔

۲۰۷۵ ـــــ ترجمہ : مسدد نے بیان کیا کہ ہمیں عبدالواحد نے یہی خبر دی اور کہا ہر غیر منقسم میں ہے اس کی ہشام نے معمر سے روایت کرنے میں متابعت کی عبدالرزاق نے کہا "فِيْ كُلِّ مَالٍ" اس کی عبدالرحمن بن اسحاق نے زہری سے روایت کی۔

۲۰۷۵ ـــــ شرح : یعنی قول "فِيْ كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ" میں اختلاف ہے محمد بن محبوب کی روایت میں "فِيْ كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ" یعنی ہر غیر منقسم شئی میں شفعہ ہے اور مسدد کی روایت میں "فِيْ كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقْسَمْ" یعنی ہر غیر منقسم مال میں شفعہ ہے۔ ہشام نے معمر سے "فِيْ كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقْسَمْ" روایت کرنے میں عبدالواحد کی متابعت کی ہے اور عبدالرزاق نے معمر سے فی کل مال سے روایت کیا ہے!

بَابٌ اِذَا اشْتَرٰى شَيْئًا لِغَيْرِهٖ بِغَيْرِ اِذْنِهٖ فَرَضِيَ

۲۰۷۶ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَرَجَ ثَلٰثَةُ نَفَرٍ يَمْشُوْنَ فَاَصَابَهُمُ الْمَطَرُ فَدَخَلُوْا فِيْ غَارٍ فِيْ جَبَلٍ فَانْحَطَّتْ عَلَيْهِمْ صَخْرَةٌ قَالَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اُدْعُوا اللّٰهَ بِاَفْضَلِ عَمَلٍ عَمِلْتُمُوْهُ فَقَالَ اَحَدُهُمُ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ كَانَ لِيْ اَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ فَكُنْتُ اَخْرُجُ فَاَرْعٰى ثُمَّ اَجِيْءُ فَاَحْلُبُ فَاَجِيْءُ بِالْحِلَابِ فَاٰتِيْ بِهٖ اَبَوَيَّ فَيَشْرَبَانِ ثُمَّ اَسْقِي الصِّبْيَةَ وَاَهْلِيْ وَامْرَاَتِيْ فَاحْتَبَسْتُ لَيْلَةً فَجِئْتُ فَاِذَا هُمَا نَائِمَانِ قَالَ فَكَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَهُمَا وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ دَاْبِيْ وَدَاْبُهُمَا حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ اللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا فُرْجَةً نَرٰى مِنْهَا السَّمَاءَ قَالَ فَفُرِجَ عَنْهُمْ فَقَالَ الْاٰخَرُ اللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ كُنْتُ اُحِبُّ امْرَاَةً مِّنْ بَنَاتِ عَمِّيْ كَاَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرَّجُلُ النِّسَاءَ فَقَالَتْ لَا تَنَالُ ذٰلِكَ مِنْهَا حَتّٰى تُعْطِيَهَا مِائَةَ دِيْنَارٍ فَسَعَيْتُ فِيْهَا حَتّٰى جَمَعْتُهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتِ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفُضَّ الْخَاتَمَ اِلَّا بِحَقِّهٖ فَقُمْتُ وَتَرَكْتُهَا فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا فُرْجَةً قَالَ فَفُرِجَ عَنْهُمُ الثُّلُثَيْنِ وَقَالَ الْاٰخَرُ اللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّي اسْتَاْجَرْتُ اَجِيْرًا بِفَرَقٍ مِّنْ ذُرَةٍ فَاَعْطَيْتُهٗ فَاَبٰى ذٰلِكَ اَنْ يَّاْخُذَ فَعَمَدْتُ اِلٰى ذٰلِكَ الْفَرَقِ فَزَرَعْتُهٗ حَتّٰى اشْتَرَيْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اَعْطِنِيْ حَقِّيْ فَقُلْتُ انْطَلِقْ اِلٰى تِلْكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيْهَا فَقَالَ اَتَسْتَهْزِئُ بِيْ قَالَ قُلْتُ مَا اَسْتَهْزِئُ بِكَ وَلٰكِنَّهَا لَكَ اللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا فَكُشِفَ عَنْهُمْ۔

باب — جب کسی کے لئے کوئی چیز اس کی اجازت کے بغیر خریدی اور وہ راضی ہوگیا،،

۲۰۷۶ ـــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا تین آدمی چل رہے تھے ان کو بارش نے آلیا تو وہ پہاڑ کی ایک غار میں داخل ہو گئے ان پر ایک پتھر گر پڑا (جس سے غار کا منہ بند ہو گیا) اُنھوں نے ایک دوسرے کو کہا اللہ تعالیٰ سے افضل عمل کے وسیلہ سے دعاء کرو جو تم نے کیا ہے۔ تو ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ! میرے ماں باپ بوڑھے تھے میں باہر جاتا اور جانور چراتا پھر آتا اور دودھ دوہتا اور دودھ کا برتن لے کر اپنے ماں باپ کے پاس آتا تھا وہ دودھ پی لیتے تو پھر بچوں اور گھر والوں اور بیوی کو پلایا کرتا تھا۔ ایک رات میں رک گیا اور دیر سے آیا تو وہ دونوں سو گئے تھے میں نے ان کو جگانا اچھا نہ سمجھا اور بچے میرے پاؤں کے پاس چلا رہے تھے فجر کے طلوع تک میرا اور ان کا یہی حال رہا اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ عمل تیری رضاء کی طلب کے لئے کیا ہے تو ہم سے یہ پتھر ہٹا دے ہم آسمان کو دیکھ سکیں چنانچہ پتھر کچھ ہٹ گیا۔ دوسرے شخص نے کہا اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں اپنے چچا کی بیٹی سے بہت ہی محبت کرتا تھا جیسے کوئی آدمی عورتوں سے محبت کرتا ہے۔ تو اُس نے کہا تو اس سے وہ مقصد حاصل نہیں کر سکتا حتیٰ کہ اسے ایک سو دینار دے میں نے کوشش کر کے ایک سو دینار جمع کر لیا جب میں اس کے آگے بیٹھا تو اُس نے کہا اللہ سے ڈر اور ناحق مہر نہ توڑ (یہ سُن کر) میں اُٹھ کھڑا ہُوا اور اسے چھوڑ دیا اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ صرف تیری رضاء کی طلب کے لئے کیا تھا تو ہم سے یہ پتھر ہٹا دے تو دو تہائی پتھر ہٹ گیا۔ تیسرے آدمی نے کہا اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے ایک مزدور ایک فرق جوار کے عوض اُجرت پر لیا تھا میں نے اس کو وہ دیا اور اُس نے لینے سے انکار کر دیا میں نے جوار کا فرق زمین میں بو دیا حتیٰ کہ میں نے اس کے عوض گائے اور بیل اور اُن کا چرواہا خرید لیا پھر وہ آدمی آیا اور کہنے لگا خدا کے بندے میرا حق مجھے دے دو۔ میں نے کہا یہ گائیں اور بیل اور اُن کا چرواہا لے جاؤ یہ تمہارے ہیں اُس نے کہا کیا میرے ساتھ مذاق کرتے ہو میں نے کہا میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کر رہا ہوں لیکن یہ سب تمہارے ہیں۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ تیری رضاء کو طلب کرتے ہوئے کیا تھا تو ہم سے یہ پتھر ہٹا دے تو پتھر ان سے ہٹ گیا۔

۲۰۷۶ ـــــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت کے وقت دُعا کرنا والدین کے ساتھ نیکی کرنا ان کی خدمت کرنا اور بیوی اور اولاد پر ان کو ترجیح دینا افضل عمل ہے۔ حرام کاموں سے بچنا خصوصاً جب ان پر قادر ہو اور کوئی مانع نہ ہوتے ہوئے بچنا بہترین عمل ہے اور امانت کا ادا کرنا افضل عمل ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ کی کرامات ثابت ہیں۔ اور کسی اجنبی کی کوئی چیز اس کے کہنے کے بغیر بیچ دینا اور اس میں تصرف کرنا جائز ہے جبکہ اس کے بعد مالک اس کو جائز قرار دے۔ اور پہلی امتوں کے احکام ہمارے لئے مشروع ہیں جبکہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے منع نہ کرے کیونکہ مذکور حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے بطور مدح و ثناء یہ واقعہ ذکر فرمایا اور مذکور نیک اعمال کرنے والوں کی مدح فرمائی اور اس امر کو ثابت رکھا۔ اگر یہ ہماری شریعت میں جائز نہ ہوتا تو اس کی وضاحت فرما دیتے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جس شخص نے کسی کے مال میں جو اُس نے غصب کیا ہو یا اس کے پاس امانت پڑا تھا ہو تجارت کی تو اس کا

بَابُ الشِّرٰی وَالْبَیْعِ مَعَ الْمُشْرِکِیْنَ وَاَھْلِ الْحَرْبِ

۲۰۷۷ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ ثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَیْمَانَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُشْرِکٌ مُشْعَانٌّ طَوِیْلٌ بِغَنَمٍ یَسُوْقُهَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْعًا اَوْ عَطِیَّةً اَوْ قَالَ اَمْ هِبَةً قَالَ لَا بَلْ بَیْعٌ فَاشْتَرٰی مِنْهُ شَاةً۔

نفع اس کے لئے جائز ہے جبکہ اصلِ مال اس کے مالک کو واپس کر دے۔ امام مالک سفیان ثوری اور امام ابو یوسف کا مذہب یہی ہے لیکن مستحب امر یہ ہے کہ اس سے بچے اور اس کا صدقہ کر دے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس کے لئے نفع جائز نہیں اور اس کا صدقہ کر دینا ضروری ہے۔ امام محمد اور زفر رحمہما اللہ بھی یہی کہتے ہیں اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ نفع صاحبِ مال کا ہے اور اس میں جو کمی بیشی ہوئی ہے وہ اس کا ضامن ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک اعمال کو اللہ تعالیٰ کے حضور وسیلہ بنانا مستحب ہے۔ جب نیک اعمال کو وسیلہ بنانا مستحب ہے تو انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو بطریقِ اولیٰ وسیلہ بنانا جائز ہے۔ قرآن کریم میں "وَکَانُوْا یَسْتَفْتِحُوْنَ مِنْ قَبْلُ"، یعنی وہ لوگ اس سے پہلے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ ستودہ صفات کو لڑائیوں میں فتح حاصل کرنے کے لئے وسیلہ بنایا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے اے اللہ نبی آخر زمان کے وسیلہ ہم کو فتح و نصرت عطا فرما۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ مشرکوں اور حربیوں سے خرید و فروخت کرنا

۲۰۷۷ ـــ ترجمہ: عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ایک لمبا آدمی مشرک بکھرے بالوں والا بکریاں ہانکتا ہوا آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ان کو بیچے گا یا عطیہ دے گا یا فرمایا ہبہ کرے گا؟ اس نے کہا نہیں بلکہ بیچے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ایک بکری خرید لی۔

۲۰۷۷ ـــ شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کافروں سے خرید و فروخت جائز ہے اور وہ اپنی اشیاء جو ان کے قبضہ میں ہیں کے مالک ہیں اور ان سے ہدیہ قبول کرنا جائز ہے۔ اگر کوئی یہ سوال کرے کہ عیاض بن حمار نے شرک کی حالت میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ پیش کیا تھا تو آپ نے اس کو رد کرتے ہوئے فرمایا ہم مشرکوں کا عطیہ قبول نہیں کرتے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ منسوخ ہے کیونکہ اکثر مشرکوں کا ہدیہ آپ نے قبول فرمایا چنانچہ مقوقس اور اکیدر دومہ نے آپ کو ہدایا بھیجے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمائے۔ اور ان کا بدل بھی دیا کرتے تھے۔

بَابُ شِرَى الْمَمْلُوْكِ مِنَ الْحَرْبِيِّ وَهِبَتِهِ وَعِتْقِهِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَلْمَانَ كَاتِبْ وَكَانَ حُرًّا فَظَلَمُوْهُ وَبَاعُوْهُ وَسُبِيَ عَمَّارٌ وَصُهَيْبٌ وَ بِلَالٌ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَادِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَاءٌ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ۔

چنانچہ ایلہ کے بادشاہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجا اور آپ نے اس کو اپنی چادر دی۔ اس طرح فروہ جذامی نے آپ کو ہدیہ بھیجا جس کو آپ نے قبول فرمالیا اور صلح کے زمانہ میں ابوسفیان بن حرب کا ہدیہ آپ نے قبول فرمایا حالانکہ وہ اس وقت مشرک تھا۔

باب — حربی کافر سے غلام خریدنا اور اس کا ہبہ کرنا اور آزاد کرنا ،،

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی سے فرمایا کتابت کرلے اور وہ آزاد تھے لوگوں نے اس پر ظلم کیا اور اس کو فروخت کر دیا تھا۔ عمار بن یاسر، صہیب اور بلال رضی اللہ عنہم قید کر لئے گئے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" اللہ نے بعض کو بعض پر رزق میں فضیلت بخشی ہے تو جن لوگوں کو فضیلت دی گئی ہے وہ اپنا رزق غلاموں اور لونڈیوں پر واپس نہیں کر دیتے کہ وہ سب اس میں برابر ہو جائیں کیا وہ لوگ اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں ؟

باب تشریح : حضرت سلمان فارسی کا واقعہ یہ ہے کہ وہ حق کی طلب میں اپنے والد کو چھوڑ کر باہر نکل گئے وہ مذہباً مجوسی تھے اور مختلف راہبوں کے پاس گھومتے رہے جب ایک راہب مرجاتا تو وہ دوسرے راہب کے پاس چلے جاتے حتیٰ کہ آخری راہب نے ان کو مدینہ منورہ چلے جانے کا مشورہ دیا اور ان کو بتایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاچکے ہیں وہاں چلے جاؤ چنانچہ وہ اعراب کے ایک قافلہ کے ہمراہ مدینہ منورہ کے عازم ہوئے لیکن ان لوگوں نے دھوکہ کیا اور سلمان کو وادی القریٰ میں ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر اس یہودی سے بنی قریظہ کے دوسرے یہودی نے ان کو خرید لیا اور انھیں مدینہ منورہ لے آیا — جب

۲۰۷۸ ــــــ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ أَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَاجَرَ إِبْرَاهِيمُ بِسَارَةَ فَدَخَلَ بِهَا قَرْيَةً فِيهَا مَلِكٌ مِنَ الْمُلُوكِ أَوْ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ فَقِيلَ دَخَلَ إِبْرَاهِيمُ بِامْرَأَةٍ هِيَ مِنْ أَحْسَنِ النِّسَاءِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ مَنْ هٰذِهِ الَّتِي مَعَكَ قَالَ أُخْتِي ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهَا فَقَالَ لَا تُكَذِّبِي حَدِيثِي فَإِنِّي أَخْبَرْتُهُمْ أَنَّكِ أُخْتِي وَاللهِ إِنْ عَلَى الْأَرْضِ مِنْ مُؤْمِنٍ غَيْرِي وَغَيْرُكِ فَأَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ فَقَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّي فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُولِكَ وَأَحْصَنْتُ فَرْجِي إِلَّا عَلَى زَوْجِي فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ الْكَافِرَ فَغُطَّ حَتَّى رَكَضَ بِرِجْلِهِ قَالَ الْأَعْرَجُ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَتِ اللّٰهُمَّ إِنْ يَمُتْ يُقَلْ هِيَ قَتَلَتْهُ فَأُرْسِلَ ثُمَّ قَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّي وَتَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُولِكَ وَأَحْصَنْتُ فَرْجِي إِلَّا عَلَى زَوْجِي فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ هٰذَا الْكَافِرَ فَغُطَّ حَتَّى رَكَضَ بِرِجْلِهِ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ إِنْ يَمُتْ يُقَلْ هِيَ قَتَلَتْهُ فَأُرْسِلَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ فَقَالَ وَاللهِ مَا أَرْسَلْتُمْ إِلَيَّ إِلَّا شَيْطَانًا ارْجِعُوهَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَأَعْطُوهَا آجَرَ فَرَجَعَتْ إِلَى إِبْرَاهِيمَ فَقَالَتْ أَشَعَرْتَ أَنَّ اللهَ كَبَتَ الْكَافِرَ وَأَخْدَمَ وَلِيدَةً۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے اور سلمان نے آپ میں علامات نبوت دیکھے تو مسلمان ہوگئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کتابت کرلو اور وہ اڑھائی سو سال زندہ رہے۔ ایک روایت کے مطابق ساڑھے تین سو سال زندہ رہے اور ۳۶ ہجری میں مدائن میں ان کی وفات ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اگرچہ دراصل آزاد تھے مگر بظاہر وہ غلام ہوچکے تھے اس لئے ظاہری صورت کے اعتبار سے آپ نے ان کو کتابت کرلینے کا حکم فرمایا کہ فدیہ دے کر اپنی جان کو آزاد کرالیں اور لوگوں کے ظلم سے نجات حاصل کریں۔ عمار بن یاسر کی والدہ سمیّہ ہے۔ وہ ابوحذیفہ بن مغیرہ کی لونڈی تھی انھوں نے یاسر سے اس کا نکاح کر دیا اور اس سے عمار پیدا ہوئے تو ابوحذیفہ نے لونڈی کو آزاد کر دیا لہذا عمار ابوحذیفہ کے مولیٰ تھے (آزاد کردہ غلام)۔

(۱) صُہیب رضی اللہ عنہ ابن سنان رومی ہیں دراصل وہ عربی ہیں اور مُوصل کے علاقہ میں اچھے نام سے یاد کئے جاتے تھے رُومیوں نے اس علاقہ پر حملہ کیا اور صہیب کو قید کر کے لے گئے جبکہ وہ بہت چھوٹے تھے پھر ان کو رومیوں سے قبیلہ کلب نے خرید لیا اور ان کو مکہ لے آئے اور عبداللہ بن جُدعان نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا۔ یہ تینوں حضرت کفار کے ہاتھوں میں قید تھے اور قید و بند کی صعوبتیں جھیلتے رہے لیکن اُنہوں نے اپنے دامن سے اسلام کو دُور نہ ہونے دیا۔ بالآخر وہ کامیاب ہو گئے رضی اللہ عنہم۔

(۲) بلال بن رباح رضی اللہ عنہ بنی جمح کے غلام تھے ان کو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خرید کر آزاد کر دیا تھا

۲۰۷۸ —— **ترجمہ:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم علیہ السلام نے سارہ کے ساتھ ہجرت کی اور ان کو لے کر ایک شہر پہنچے جہاں بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ یا جابروں میں سے ایک جابر تھا اس سے کہا گیا ابراہیم "علیہ السلام" ایک ایسی عورت لائے ہیں جو سب عورتوں سے خوبصورت ہے۔ اُس نے ابراہیم "علیہ السلام" کو پیغام بھیجا کہ تمہارے ساتھ یہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا یہ میری بہن ہے پھر سارہ کے پاس تشریف لے گئے اور کہا تم نے میرے کلام کو جھٹلانا نہیں ہوگا۔ کیونکہ میں نے ان لوگوں کو بتایا ہے کہ تو میری بہن ہے۔ بخدا! اس زمین پر میرے اور تیرے سوا کوئی مومن نہیں (یہ کہہ کر) اُنھوں نے سارہ کو اس ظالم کے پاس بھیج دیا۔ وہ ظالم سارہ کے پاس جانے کے لئے اُٹھا اور سارہ نے اُٹھ کر وضو کیا اور نماز پڑھنے لگیں اور اللہ سے دُعا کی اے اللہ! اگر میں تجھ پر اور تیرے رسُول پر ایمان لائی ہوں اور میں نے اپنی شرمگاہ کو اپنے شوہر کے سوا محفوظ رکھا ہے تو اس کافر کو میرے اُوپر مُسلّط نہ کر وہ زمین پر گرا اور اس کا سانس رُکنے لگا حتیٰ کہ زمین پر پاؤں مارنے لگا۔ اعرج نے کہا ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا ابوہریرہ رضی اللہ نے کہا سارہ نے کہا اے اللہ! اگر یہ ظالم مرگیا تو کہا جائیگا کہ اس کو "سارہ" نے قتل کیا ہے چنانچہ وہ درست ہوگیا پھر سارہ کی طرف اُٹھ کر جانے لگا تو وہ اُٹھیں وضو کیا اور نماز پڑھی اور دُعا کی کہ اے اللہ! اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور میں نے اپنی شرمگاہ اپنے شوہر کے سوا محفوظ رکھی ہے تو اس کافر کو میرے اُوپر مسلط نہ کر۔ وہ زمین پر گرا اور اس کا سانس رُکنے لگا حتیٰ کہ زمین پر پاؤں مارنے لگا۔ عبدالرحمٰن نے کہا ابوسلمہ نے کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سارہ نے کہا اے اللہ! اگر یہ مرگیا تو کہا جائے گا اس عورت نے اس کو قتل کیا ہے وہ دوسری بار یا تیسری بار پھر درست ہوگیا۔ اور کہنے لگا بخدا! تم نے میرے پاس نہیں بھیجا مگر شیطان کو۔ اس کو ابراہیم کے پاس لے جاؤ اور اس کو آجرہ" لونڈی" دو چنانچہ سارہ ابراہیم علیہ السلام کی طرف لوٹیں اور کہا کیا پتہ چلا ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کو ذلیل کیا اور اس نے ایک لونڈی خدمت کرنے کے لئے دی ہے۔

۲۰۷۸ —— **شرح:** جابر کافر بادشاہ نے جناب سارہ علیہا السلام کو خدمت کے لئے ہاجرہ علیہا السلام دی جو اس وقت لونڈی تھی تو اسے سارہ علیہا السلام نے قبول فرما لیا یہ کافر کی طرف سے مسلمان کے لئے ہبہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر اپنی ملک میں تصرف کر سکتا ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کیوں جھوٹ بولا اس کا جواب

۲۰۷۹ــــ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ ثَنَا اللَّیْثُ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّہَا قَالَتْ اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِیْ غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ ہٰذَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ابْنُ اَخِیْ عُتْبَةَ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَہِدَ اِلَیَّ اَنَّہٗ ابْنُہٗ اُنْظُرْ اِلٰی شَبَہِہٖ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ ہٰذَا اَخِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وُلِدَ عَلٰی فِرَاشِ اَبِیْ مِنْ وَلِیْدَتِہٖ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی شَبَہِہٖ فَرَاٰی شَبَہًا بَیِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ ہُوَ لَکَ یَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاہِرِ الْحَجَرُ وَاحْتَجِبِیْ مِنْہُ یَا سَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ فَلَمْ تَرَہٗ سَوْدَةُ قَطُّ۔

یہ ہے کہ یہ جھوٹ نہیں کیونکہ ان کی مراد یہ تھی کہ تو میری اسلامی بہن ہے اسی لئے فرمایا اس زمین پر تیرے اور میرے سوا کوئی مسلمان نہیں گویا ہم دونوں اسلامی بہن بھائی ہیں اور مومن سب ایک دوسرے کے بہن بھائی ہوتے ہیں فقہاء کہتے ہیں کہ اگر کسی ظالم نے کسی شخص کی امانت غصب کرنے کا ارادہ کیا تو امانت رکھنے والے کے لئے ضروری اور واجب ہے کہ وہ اس کا انکار کردے اور اس کی جگہ بتانے سے جھوٹ بول دے۔ اگر یہ سوال ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بہن کہنے میں کیا فائدہ تھا جبکہ ظالم نہ کسی کی بہن کا خیال کرتا ہے اور نہ بیوی وغیرہ کا لحاظ کرتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس جابر کافر کی یہ عادت تھی کہ وہ کسی کی بہن سے بدکاری نہ کرتا تھا یا وہ ان عورتوں سے بدکاری کرتا تھا جن کے شوہر ہوں یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خیال تھا کہ اگر اس کو یہ پتہ چل گیا کہ یہ آپ کی بیوی ہے تو وہ اس کے حصول کے لئے طلاق لینے کی ناپاک کوشش کرے گا یا آپ کو قتل کردے گا۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو میری بہن ہے اور اس نے طلاق کی نیت نہ کی ہو تو ظہار نہ ہوگا۔ اگر یہ سوال ہو کہ حرف شرط شک کے لئے استعمال ہوتا ہے اور سیدہ سارہ علیہا السلام کا ایمان قطعی اور حتمی تھا تو "اِنْ کُنْتُ اٰمَنْتُ بِکَ وَبِرَسُوْلِکَ" یعنی اگر میں تیرے اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں، کا کیا معنی ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سیدہ سارہ علیہا السلام کا ایمان حتمی تھا لیکن کسرِ نفسی کے طور پر انھوں نے فرضاً یہ فرمایا تھا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کو کافر کوئی شئی ہبہ کردے تو جائز ہے اور ظالم بادشاہ کا ہدیہ قبول کرنا جائز ہے جبکہ سیدہ سارہ علیہا السلام نے ہاجرہ کو قبول کیا تھا اور شارع علیہ السلام نے اس پر سکوت فرمایا واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

۲۰۷۹ ــــ ترجمہ: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ نے ایک بچے کے متعلق جھگڑا کیا۔ حضرت سعد نے کہا یا رسول اللہ! یہ بچہ میرے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کا لڑکا ہے اس نے مجھے وصیت کی تھی کہ وہ اس کا بیٹا ہے آپ اس کی شکل وصورت دیکھیں (وہ میرے بھائی سے ملتی ہے) اور عبد بن زمعہ نے کہا یا رسول اللہ! یہ میرا بھائی ہے میرے بھائی کے بستر پر ان کی لونڈی سے پیدا ہوا ہے۔ جناب رسول اللہ

۲۰۸۰ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ لِصُهَيْبٍ اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَدَّعِ إِلَى غَيْرِ أَبِيكَ فَقَالَ صُهَيْبٌ مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي كَذَا وَكَذَا وَأَنِّي قُلْتُ ذٰلِكَ وَلٰكِنِّي سُرِقْتُ وَأَنَا صَبِيٌّ ۔

صلی اللہ علیہ والسلام نے اس کی شکل دیکھی تو عتبہ سے واضح طور پر مشابہ تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد بن زمعہ یہ تیرا بھائی ہے۔ بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی کے لئے پتھر ہے۔ اے سودہ بنت زمعہ تو اس لڑکے سے پردہ کر۔ سودہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کبھی نہ دیکھا۔

۲۰۷۹ ـــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے موافقت اس طرح ہے کہ عبد بن زمعہ نے کہا یہ میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے اور اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کے زمانہ کی اس کے باپ کی لونڈی اور ملکیت ثابت کی۔ اور اس کا انکار نہ کیا اور ان دونوں کا جھگڑا اور مقدمہ سُنا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مشرک کی وصیت نافذ ہے اور مشرک کا اپنی ملکیت میں ہر طرح تصرّف جائز ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ بیٹا اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا اور اس کی شکل وصورت کا اعتبار نہ کیا۔ باقی تفصیل کے لئے حدیث ۱۹۲۷ کی شرح دیکھیں

۲۰۸۰ ـــ ترجمہ : حضرت سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے صہیب سے کہا تو اللہ سے ڈر اور اپنے باپ کے غیر کی طرف اپنی نسبت نہ کر صہیب نے کہا مجھے اتنا اتنا مال ملے تب بھی یہ کہنا پسند نہ کروں لیکن میں بچپن میں چُرا لیا گیا تھا۔

۲۰۸۱ ـــ شرح : حضرت صہیب رضی اللہ عنہ یہ دعویٰ کیا کرتے تھے کہ وہ عربی ہیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے صہیب تو اپنے آپ کو عربی کہتا ہے حالانکہ تیری زبان رومی ہے۔ صہیب نے کہا دراصل میں قبیلہ نمر سے ہوں اور بچپن میں مجھے رومیوں نے قید کر لیا تھا اس لئے میری زبان رومیوں کی زبان جیسی ہے۔ اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ اس واقعہ کا تتمہ یہ ہے کہ قبیلہ کلب نے ان کو رومیوں سے خرید لیا تھا اور ان سے ابن جدعان نے خرید کر ان کو آزاد کر دیا تھا۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کی گفتگو جس طرح حضرت عبد الرحمٰن بن عوف سے ہوئی تھی اسی طرح سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

۲۰۸۱ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَأَيْتَ اُمُوْرًا كُنْتُ اَتَحَنَّثُ اَوْ اَتَحَنَّتُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صِلَةٍ وَعَتَاقَةٍ وَصَدَقَةٍ هَلْ لِي فِيْهَا اَجْرٌ قَالَ حَكِيْمٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْلَمْتَ عَلٰى مَا سَلَفَ لَكَ مِنْ خَيْرٍ۔

بَابُ جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ قَبْلَ اَنْ تُدْبَغَ

۲۰۸۲ — حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا اَبِي عَنْ صَالِحٍ ثَنِي ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ مَيْتَةٍ فَقَالَ هَلَّا اسْتَمْتَعْتُمْ بِاِهَابِهَا قَالُوْا اِنَّهَا مَيْتَةٌ قَالَ اِنَّمَا حُرِّمَ اَكْلُهَا۔

۲۰۸۱ — ترجمہ : حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حکیم بن حزام نے ان کو خبر دی کہ اُنھوں نے عرض کیا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، مجھے ان نیک کاموں کے متعلق فرمائیں جو میں جاہلیت کے زمانہ میں صلہ رحمی ، غلام آزاد کرنا اور صدقہ وغیرہ کیا کرتا تھا کیا مجھے ان کا ثواب ملے گا . حکیم رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تو نے پہلے نیک کام کئے ہیں انہی پر تو مسلمان ہُوا ہے۔

۲۰۸۱ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ مشرک کا صدقہ کرنا اقارب سے احسان کرنا اور غلام آزاد کرنا تب ہی درست ہے کہ ان میں اس کی ملکیت صحیح ہو کیونکہ عتق کی صحت ملکیت کی صحت پر موقوف ۔ واللہ تعالیٰ و رسُولہ الاعلیٰ اعلم !۔

باب — دباغت سے پہلے مردار کی کھال

۲۰۸۲ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مردار بکری کے پاس سے گزرے اور فرمایا تم نے اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہیں اُٹھایا لوگوں نے کہا یہ تو مردار ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردار کا کھانا حرام ہے ۔

۲۰۸۲ — شرح : اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ مردار کی کھال سے فائدہ اُٹھانا جائز ہے لہٰذا اس کی بیع بھی جائز ہے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مردار

بَابُ قَتْلِ الْخِنْزِيرِ وَقَالَ جَابِرٌ حَرَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعَ الْخِنْزِيرِ

۲۰۸۳ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ۔

کے کھانے ہی کو حرام فرمایا ہے اور اس کے علاوہ بیع وغیرہ کو حرام نہیں فرمایا لیکن اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مردار کی کھال سے فائدہ اٹھانا جائز ہے اگرچہ دباغت نہ کی گئی ہو۔ زہری کا مذہب یہی ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ لیکن مسلم نے سفیان بن عیینہ کے طریق سے اس میں یہ اضافہ ذکر کیا ہے "تم نے اس کی کھال کو دباغت کیوں نہیں کیا اور اس سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا"، معلوم ہوا کہ مردار کی کھال دباغت کرنے کے بغیر بیچنا حرام ہے۔ جمہور فقہاء کا یہی مذہب ہے لیکن امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے خنزیر اور کتے کی کھال کو مستثنیٰ کیا ہے کیونکہ ان کے نزدیک یہ دونوں نجس عین ہیں۔ احناف کے نزدیک صرف خنزیر نجس عین ہے اس کے سوا ہر مردار کی کھال کا دباغت کر کے بیچنا جائز ہے۔ البتہ انسان کی کھال بطورِ اکرام دباغت کرنے سے پاک نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — خنزیر کو قتل کرنا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خنزیر کی بیع کو حرام کیا

۲۰۸۳ — ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ عنقریب تم میں عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے۔ اس حال میں کہ وہ حاکم منصف ہوں گے صلیب توڑ ڈالیں گے خنزیر کو مار ڈالیں گے جزیہ ختم کر دیں گے اور مال زیادہ ہو جائے گا حتیٰ کہ اس کو کوئی بھی قبول کرنے والا نہ ہوگا۔

۲۰۸۳ — شرح: جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ خنزیر کا مار ڈالنا مطلقاً جائز ہے اور جب دار الحرب میں ہم اس کو مار ڈالنے پر قادر ہوں تو ضرور اس کو قتل کریں گے لیکن اہلِ ذمہ کے خنزیر کو نہیں ماریں گے کیونکہ وہ ان کے نزدیک مال ہے اور ہمیں ان کے مال ضائع کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام مطلقاً خنزیر کو مار ڈالیں گے کیونکہ ان کے زمانہ میں کوئی ذمی نہ ہوگا اور اہلِ کتاب

بَابُ لَا یُذَابُ شَحْمُ الْمَیْتَةِ وَلَا یُبَاعُ وَدَکُهُ رَوَاهُ جَابِرٌ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۲۰۸۴ ــــ حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ ثَنَا سُفْیٰنُ ثَنَا عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ اَخْبَرَنِیْ طَاؤُسٌ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ بَلَغَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَنَّ فُلَانًا بَاعَ خَمْرًا فَقَالَ قَاتَلَ اللّٰہُ فُلَانًا اَلَمْ یَعْلَمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰہُ الْیَهُوْدَ حُرِّمَتْ عَلَیْهِمُ الشُّحُوْمُ فَجَمَلُوْهَا فَبَاعُوْهَا۔

۲۰۸۵ ــــ عَبْدَانُ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ اَنَا یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰہُ یَهُوْدَ اُحُرِّمَتْ عَلَیْهِمُ الشُّحُوْمُ فَبَاعُوْهَا وَاَکَلُوْا اَثْمَانَهَا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ قَاتَلَهُمُ اللّٰہُ لَعَنَهُمْ قُتِلَ لُعِنَ الْخَرَّاصُوْنَ الْکَذَّابُوْنَ۔

سب مسلمان ہو جائیں گے اور جو مسلمان نہ ہوگا اس کو قتل کر دیں گے اس لئے جزیہ ختم ہو جائے گا کیونکہ جزیہ کافروں سے لیا جاتا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں کوئی کافر نہ رہے گا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو بیوع میں اس لئے ذکر کیا کہ جو شئی حرام ہو اور اس کی بیع جائز نہ ہو اس کو قتل کرنا جائز ہے۔ اور خنزیر کی بیع کو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حرام کیا۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خنزیر کی بیع کو حرام فرمایا ہے لہٰذا اس اعتبار سے اس کا مار ڈالنا بھی جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ مردار کی چربی نہ پگھلائی جائے اور نہ ہی اس کی چکنائی بیچی جائے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کی ہے

۲۰۸۴ ــــ ترجمہ: طاؤس نے بیان کیا کہ انھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ فلاں شخص نے شراب بیچا ہے تو انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کرے کیا وہ جانتا نہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ

بَابُ بَيْعِ التَّصَاوِيرِ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا رُوحٌ وَمَا يُكْرَهُ مِنْ ذٰلِكَ

۲۰۸۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا عَوْفٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا عَبَّاسٍ إِنِّي إِنْسَانٌ إِنَّمَا مَعِيشَتِي مِنْ صَنْعَةِ يَدِي وَإِنِّي أَصْنَعُ هٰذِهِ التَّصَاوِيرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا أُحَدِّثُكَ إِلَّا مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فَإِنَّ اللّٰهَ مُعَذِّبُهُ حَتّٰى يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ فِيهَا أَبَدًا فَرَبَا الرَّجُلُ رَبْوَةً شَدِيدَةً وَاصْفَرَّ وَجْهُهُ فَقَالَ وَيْحَكَ إِنْ أَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تَصْنَعَ فَعَلَيْكَ بِهٰذَا الشَّجَرِ وَكُلِّ شَيْءٍ لَيْسَ فِيهِ رُوحٌ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّضْرَ بْنَ أَنَسٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعَ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ مِنَ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ هٰذَا الْوَاحِدَ —

یہودیوں کو ہلاک کرے ان پر چربی حرام کی گئی تو اس کو اُنھوں نے پگھلایا اور بیچا۔

۲۰۸۵ —— ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہودیوں کو تباہ و برباد کرے ان پر چربی حرام کی گئی اُنھوں نے اس کو بیچا اور اس کی قیمتیں کھائیں ابوعبداللہ (بخاری) نے کہا "قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ" کا معنی یہ ہے ان پر لعنت کرے قُتِلَ یعنی لُعِنَ الْخَرّٰصُوْنَ یعنی الکذّابون یعنی جھوٹوں پر لعنت کی گئی۔

۲۰۸۴، ۲۰۸۵ —— شرح : جس کے متعلق سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ اُس نے شراب بیچا ہے وہ حضرت سمرہ تھے رضی اللہ عنہ اُنھوں نے شراب کا سرکہ بنا کر بیچا تھا وہ بعینہ شراب کیسے بیچ سکتے تھے حالانکہ شراب کی حرمت مشہور و معروف ہے لیکن حضرت سمرہ نے اس کا سرکہ بنا کر نام تبدیل کر دیا تھا اس لئے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو اچھا نہ سمجھا اور فرمایا ایسا تو یہود کرتے تھے جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر چربی حرام کی تو اُنھوں نے اس کو پگھلا کر بیچنا شروع کر دیا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سمرہ کا شراب بیچنے میں تین وجوہ ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اُنھوں نے اہلِ کتاب سے جزیہ کی قیمت کے عوض شراب لیا تھا اور پھر انھیں کے پاس اس کو فروخت کر دیا تھا کیونکہ ان کا یہ گمان تھا کہ اس طرح جائز ہے۔ دوسرے یہ کہ اُنھوں نے انگوروں کا نچوڑ بیچا تھا جس سے شراب تیار کیا جاتا ہے اور عصیر کو مجازاً شراب کہہ دیتے ہیں۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرت سمرہ نے انگوروں کا نچوڑ بیچا

تھا بعینہ شراب نہیں بیچا تھا تیسرے یہ کہ انہوں نے شراب کا سرکہ بنا لیا تھا پھر فروخت کیا تھا۔ علامہ اسماعیل رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب "مدخل" میں ذکر کیا کہ حضرت سمرہ کو شراب کی حرمت کا علم تھا مگر اس کی بیع کا علم نہ تھا کیونکہ اگر ان کو شراب کی بیع کی حرمت کا علم ہوتا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کو فوراً معزول کر دیتے۔

باب — ان اشیاء کی تصاویر کو بیچنا جن میں رُوح نہ ہو اور جو اس میں مکروہ ہے"

۲۰۸۶ — ترجمہ: سعید بن ابی الحسن رضی اللہ عنہ نے کہا میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا کہ ان کے پاس ایک مرد آیا اور کہا اے ابا عباس میں ایک انسان ہوں میرا پیشہ صرف دستکاری ہے میں یہ تصویریں بناتا ہوں۔ ابن عباس نے کہا میں تجھے وہی بیان کروں گا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جس نے کوئی تصویر بنائی۔ اللہ تعالیٰ اس کو عذاب دیتا رہے گا حتیٰ کہ وہ اس میں روح ڈالے اور وہ کبھی اس میں رُوح نہیں ڈال سکے گا۔ اس شخص نے سخت اُبھرا ہوا سانس لیا اور اس کا چہرہ زرد پڑ گیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تیرا بھلا ہو اگر تو نے ضرور کچھ بنانا ہے تو ان درختوں کی تصویریں اور ہر وہ اشیاء جن میں رُوح نہیں ہے ان کی تصویریں بنا لیا کرو۔ ابو عبداللہ (بخاری) نے کہا سعید بن ابی عروبہ نے نضر بن انس سے یہی ایک حدیث سُنی ہے۔

۲۰۸۶ — شرح: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد "فَاِنَّ اللّٰہَ مُعَذِّبُہٗ حَتّٰی یَنْفُخَ" سے یہ استنباط کیا ہے کہ تصویریں بنانے والا اس عذاب کا مستوجب اس لئے ہے کہ وہ حیوانوں کی تصویریں بناتا تھا جو صرف خداوند قدوس عزوجل سے مختص ہے اور جن اشیاء میں رُوح نہیں ان کی تصویریں بنانے میں کوئی حرج نہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ذی رُوح شئی کی تصویر بنانی حرام ہے اور یہ تصویریں بنانے والا سخت عذاب میں مبتلا رہے گا۔ مسلم کی ایک روایت میں ہے ہر مصور دوزخ میں ہوگا اور اس کے لئے ہر تصویر کے بدل ایک نفس پیدا کیا جائے گا جو اس کو دوزخ میں عذاب دے گا۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابوجحیفہ کے ذریعہ روایت کی ہے۔ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصورین پر لعنت کی ہے۔ مہلب نے کہا تصویر بنانا اس لئے حرام ہے کہ ذی صورتوں کی جاہلیت میں عبادت کی جاتی تھی اگرچہ ان کا سایہ اور جسم نہ ہوتا کہ اسی ذریعہ کا خاتمہ ہو جائے اور غیر ذی روح کی صورت میں کوئی حرج نہیں کیونکہ جاہلیت میں ان کی عبادت نہیں کی گئی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ تَحْرِيمِ التِّجَارَةِ فِي الْخَمْرِ وَقَالَ جَابِرٌ حَرَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ۔ ۲۰۸۷ ــــ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ آيَاتُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ مِنْ آخِرِهَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ حُرِّمَتِ التِّجَارَةُ فِي الْخَمْرِ۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ بَاعَ حُرًّا۔ ۲۰۸۸ ــــ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَرْحُومٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللهُ ثَلٰثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَجُلٌ أَعْطٰى بِي ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفٰى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِ أَجْرَهُ۔

باب ــ شراب کی تجارت کا حرام ہونا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کی تجارت کو حرام فرمایا۔

۲۰۸۷ ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں نازل ہوئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا شراب کی تجارت حرام کر دی گئی ہے۔

باب ــ اس شخص کا گناہ جس نے کسی آزاد شخص کو بیچ دیا ــ

۲۰۸۸ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں قیامت کے دن تین شخصوں کا دشمن ہوں گا۔ ایک وہ جس نے میرا نام لے کر عہد کیا پھر اس کو توڑ دیا دوسرا وہ جس نے کسی آزاد آدمی کو بیچ دیا اور اس کی قیمت کھائی تیسرا وہ جس نے کوئی مزدور کرایہ پر لیا اور اس سے پورا کام لیا اور اس کی اُجرت نہ دی۔

بَابُ اَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَهُوْدَ بِبَيْعِ اَرْضِيْهِمْ حِيْنَ اَجْلَاهُمْ فِيْهِ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

بَابُ بَيْعِ الْعَبِيْدِ بِالْعَبْدِ وَالْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيْئَةً وَاشْتَرَى ابْنُ عُمَرَ رَاحِلَةً بِاَرْبَعَةِ اَبْعِرَةٍ مَضْمُوْنَةٍ عَلَيْهِ يُوْفِيْهَا صَاحِبَهَا بِالرَّبَذَةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ يَكُوْنُ الْبَعِيْرُ خَيْرًا مِنَ الْبَعِيْرَيْنِ وَاشْتَرَى رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ بَعِيْرًا بِبَعِيْرَيْنِ فَاَعْطَاهُ اَحَدَهُمَا وَقَالَ اٰتِيْكَ بِالْاٰخَرِ غَدًا رَهْوًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ لَا رِبٰى فِي الْحَيَوَانِ اَلْبَعِيْرُ بِالْبَعِيْرَيْنِ وَالشَّاةُ بِالشَّاتَيْنِ اِلٰى اَجَلٍ وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ لَا بَاْسَ بَعِيْرٌ بِبَعِيْرَيْنِ وَدِرْهَمٌ بِدِرْهَمٍ نَسِيْئَةً۔

۲۰۸۸ — شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورتین اشخاص کو سخت عذاب ہوگا پہلے کو اس لئے کہ اُس نے اللہ تعالیٰ کے نام کا احترام نہیں کیا دُوسرے کو اس لئے کہ تمام مسلمان آزاد ہونے میں مساوی ہیں اور مسلمان کو دوسرے مسلمانوں کی مدد کرنی چاہئے اُن کو مسلم نہیں کرنا چاہئے۔ ان سے اخلاص کرنا چاہیے اور اس سے بڑا ظلم کیا ہوگا کہ وہ ایک آزاد شخص کو غلامی کی قید میں مقید کر دے اور اس کے تمام تصرفات ختم کرکے اس کی آزادی چھین لے اور ذلت و رُسوائی اس کا مقدر بنا دے یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ تیسرے کو اس لئے کہ وہ آزاد شخص کی بیع میں داخل ہے کیونکہ اس سے کسی عوض کے بغیر خدمت لی ہے۔ یہ عین ظلم ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنی زمین بیچ دیں جبکہ ان کو جلاوطن کیا اس کے متعلق مقبری کی ابوہریرہ سے حدیث مروی ہے۔

" یعنی کتاب الجہاد میں یہودیوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دینے کے باب میں یہ حدیث مذکور ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

ایک دفعہ ہم مسجد میں تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ شریفہ سے باہر تشریف لائے اور فرمایا یہودیوں کے پاس چلیں ہم یہودیوں کے بیت المدراس میں چلے گئے تو آپ نے فرمایا یہودیو! مسلمان ہو جاؤ سلامتی میں رہو گے اور یقین کرلو زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے اور میں تم کو اس زمین سے جلاوطن کرنا چاہتا ہوں۔ جس کسی کے پاس کوئی شئی ہے وہ اس کو بیچ ڈالے ورنہ یقین کرلو زمین اللہ اور اس کے رسُول کی ہے۔ یہ وہ یہودی ہیں جو بَنِیْ قَیْنُقَاعْ قُرَیْظَہ اور نَضِیْر کے جلاوطن ہو جانے کے بعد مدینہ منورہ میں باقی رہ گئے تھے اور ان کے قضیہ سے فراغت ہو چکی تھی

کیونکہ یہ ابوہریرہ کے مسلمان ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے
وہ خیبر کے بعد مسلمان ہوئے تھے اور خیبر کے یہودیوں کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تم زمین میں کاشت وغیرہ کرو چنانچہ وہ خیبر میں رہے حتی کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو جلاوطن کر دیا۔ یہ حدیث باب کے عنوان کے موافق اس طرح ہے کہ حدیث کے یہ الفاظ "فَمَنْ یَجِدْ مِنْکُمْ بِمَالِهٖ شَیْئًا فَلْیَبِعْهُ" ہیں اس میں لفظ "مال" عام ہے جو زمین کو بھی شامل ہے۔ لہٰذا اس میں زمین بھی داخل ہوگئی۔ یہی بخاری کا مقصد ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — غلاموں اور حیوان کو حیوان کے عوض اُدھار بیچنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک اونٹنی چار اونٹنیوں کے عوض خریدی اور یہ ضمانت لی کہ ان کا مالک انہیں ربذہ پہنچا دے گا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کبھی ایک اونٹ دو اونٹوں سے بہتر ہوتا ہے رافع بن خدیج نے ایک اونٹ دو اونٹوں کے عوض خریدا اور اس کو ایک دیا اور کہا دوسرا انشاء اللہ بلا تاخیر کل دوں گا۔ ابن مسیّب نے کہا حیوان میں سود نہیں ایک اونٹ دو اونٹ کے عوض اور ایک بکری دو بکریوں کے عوض ادھار خریدنا جائز ہے اور ابن سیرین نے کہا ایک اونٹ کو دو اونٹوں کے عوض ادھار خریدنے میں کچھ حرج نہیں۔

شرح: اس باب کا عنوان دو حکموں پر مشتمل ہے۔ ایک یہ کہ غلام کے عوض غلام ادھار بیچنا اسی طرح ایک غلام کو دو غلاموں یا زیادہ کے عوض ادھار بیچنا۔ امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کے نزدیک جائز ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جب دونوں طرف مختلف جنسیں ہوں تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے مذہب میں یہ ہرگز جائز نہیں۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ حیوان کو حیوان کے عوض بیچا جائے اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ حیوانوں کو ایک دوسرے کے عوض ادھار یا نقد بیچنا جائز ہے اگرچہ ان کی جنسیں مختلف نہ ہوں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اچھا اونٹ دو ردی اونٹوں کے عوض اُدھار بیچنا جائز ہے جبکہ وہ مختلف ہوں اور ان کا اختلاف واضح ہو اور اگر وہ ایک دوسرے کے مشتبہ ہوں اور ان کی جنس ایک ہی ہو تو دو کے عوض ایک کو اُدھار بیچنا جائز نہیں اور ہاتھوں ہاتھ جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ ایک حیوان کو دو حیوانوں کے عوض نقد بیچنا جائز ہے اُدھار جائز نہیں۔ اُنھوں نے سمرہ کی حدیث سے استدلال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیوان کو حیوان کے عوض ادھار بیچنے سے منع فرمایا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس پر اہل علم کا عمل ہے کہ ایک عبد کو دو عبدوں کے عوض نقد بیچنا جائز ہے البتہ اُدھار میں اختلاف ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا ایک طرف ادھار ہو تو جائز ہے اور اگر دونوں طرف اُدھار ہو تو ممنوع ہے اُنھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے استدلال کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جہاد کی تیاری کا حکم دیا اور اونٹ ختم ہوگئے تو آپ نے حکم دیا کہ اُونٹ اُدھار خرید لیں جب صدقہ کے اونٹ آئیں تو ان کو ادا کردیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث آیت ربو

۲۰۸۹ ـــــ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ فِی السَّبْیِ صَفِیَّةُ فَصَارَتْ اِلٰی دِحْیَةَ الْکَلْبِیِّ ثُمَّ صَارَتْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

بَابُ بَیْعِ الرَّقِیْقِ

۲۰۹۰ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ اَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اِبْنُ مُحَیْرِیْزٍ اَنَّ اَبَا سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ بَیْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نُصِیْبُ سَبْیًا فَنُحِبُّ الْاَثْمَانَ فَکَیْفَ تَرٰی فِی الْعَزْلِ فَقَالَ اَوَاِنَّکُمْ تَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ لَا عَلَیْکُمْ اَنْ لَّا تَفْعَلُوْا ذٰلِکُمْ فَاِنَّهَا لَیْسَتْ نَسَمَةٌ کَتَبَ اللّٰهُ اَنْ تَخْرُجَ اِلَّا وَهِیَ خَارِجَةٌ۔

سے منسوخ ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۰۸۹ ـــــ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا قیدیوں میں صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں وہ دحیہ کلبی کے حصہ میں آئیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوگئیں۔

۲۰۸۹ ـــــ شرح: اس حدیث کی مناسبت باب کے عنوان سے اس طرح ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خیبر میں قیدی جمع کئے تو دحیہ کلبی نے آپ سے لونڈی طلب کی آپ نے فرمایا جاؤ اور قیدیوں میں سے کوئی ایک لے لو انھوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو پسند کیا تو کسی نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ قبیلہ نضیر اور قریظہ کی سردار ہے یہ صرف آپ کے لئے موزون ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے عوض کوئی اور لونڈی لے لو ایک اور روایت کے مطابق سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ کو سات غلاموں کے عوض خرید لیا ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا لونڈی غیر معین لونڈی سے تبدیل کرنا لونڈی کو لونڈی کے عوض ادھار بیچنے کی طرح ہے۔ باب کا عنوان بھی یہی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ غلام کا بیچنا

۲۰۹۰ ـــــ ترجمہ: ابن محیریز نے کہا کہ ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو عرض کیا یا رسول اللہ! ہم قیدی عورتوں سے جماع کرتے ہیں اور مال کی قیمتوں سے محبت کرتے ہیں آپ عزل کے متعلق کیا حکم فرماتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم یہ کرتے ہو؟ یا فرمایا تم عزل کرتے ہو اور نہ کرنے میں تم پر کوئی حرج نہیں۔

بَابُ بَيْعِ الْمُدَبَّرِ ۲۰۹۱ — حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ ثَنَا وَكِيعٌ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَاعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُدَبَّرَ ۲۰۹۲ — قُتَيْبَةُ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ بَاعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۲۰۹۳ — حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا يَعْقُوْبُ ثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ اَخْبَرَهُ اَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ وَاَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَاهُ اَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْاَمَةِ تَزْنِيْ وَلَمْ تُحْصَنْ قَالَ اجْلِدُوْهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ بِيْعُوْهَا بَعْدَ الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ ۔ ۲۰۹۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا زَنَتْ اَمَةُ اَحَدِكُمْ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِّنْ شَعْرٍ ـــ

یہ اس لئے کہ کوئی ایسی جان نہیں جس کا پیدا ہونا اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا ہو وہ ضرور پیدا ہو کر رہے گی ۔

۲۰۹۰ — شرح : یعنی ہم قیدی لونڈیوں سے جماع کرتے ہیں اور ہم ان کو بیچ کر مال کے حصول سے بھی محبت کرتے ہیں اگر وہ جماع کرنے سے حاملہ ہو جائیں تو وہ اُم ولدہ بن جائیں گی اور ام ولدہ کو بیچنا حرام ہے یا رسول اللہ! ہم بوقت جماع عزل کر لیا کریں تاکہ بچہ پیدا نہ ہو اور وہ ام ولدہ نہ بنیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر عزل نہ کرو جب بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ جس جان کا مقدر یہ ہو چکا ہے کہ اُس نے پیدا ہونا ہے تو عزل اس میں اثر انداز نہیں ہو سکتا ہے الحاصل عزل نہ کرنا تم پر واجب نہیں۔ علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لَا عَلَيْكُمْ اَنْ لَّا تَفْعَلُوْا کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ ترک عزل میں تمہیں کوئی ضرر نہیں کیونکہ جس جان کا یہ مقدر ہو چکا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کرنا ہے تو وہ پیدا ہو کر رہے گی تم عزل کرو یا نہ کرو یعنی عزل ابلاء مقدر کو منع نہیں کرتا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — مدبر کی بیع "

۲۰۹۱ — ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبر کو بیچا"

۲۰۹۲ — ترجمہ : سفیان نے عمرو سے روایت کی کہ اُنھوں نے جابر بن عبداللہ سے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبر کو بیچا۔

بَابٌ هَلْ يُسَافِرُ بِالْجَارِيَةِ قَبْلَ اَنْ يَسْتَبْرِئَهَا وَلَمْ يَرَ الْحَسَنُ بَاسًا اَنْ يُقَبِّلَهَا اَوْ يُبَاشِرَهَا وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا وُهِبَتِ الْوَلِيْدَةُ الَّتِيْ تُوْطَأُ اَوْ بِيْعَتْ اَوْ عَتَقَتْ فَلْتُسْتَبْرَأْ رَحِمُهَا بِحَيْضَةٍ وَلَا تُسْتَبْرَأُ الْعَذْرَاءُ وَقَالَ عَطَاءٌ لَا بَاْسَ اَنْ يُصِيْبَ مِنْ جَارِيَتِهِ الْحَامِلِ مَا دُوْنَ الْفَرْجِ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۔

۲۰۹۳ —— **ترجمہ :** ابن شہاب نے کہا عبید اللہ نے اس سے بیان کیا کہ زید بن خالد اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے انھیں خبر دی کہ اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا جبکہ آپ سے اس لونڈی کے متعلق سوال کیا گیا جو زنا کرے اور شادی شدہ نہ ہو کہ آپ نے فرمایا اس کو کوڑے مارو پھر اگر زنا کرے تو کوڑے مارو پھر تیسری یا چوتھی بار کے بعد فرمایا اسے بیچ دو۔

۲۰۹۴ —— **ترجمہ :** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ جب تم میں سے کسی کی لونڈی زنا کرے اور اس کا زنا واضح ہو جائے تو اس کو کوڑے مارے اور جلاوطن نہ کرے پھر اگر تیسری بار زنا کرے اور اس کا زنا واضح ہو جائے تو اس کو بیچ ڈالے اگرچہ بالوں کی رسی سے بیچے۔

۲۰۹۱ ، ۲۰۹۴ —— **شرح :** حدیث ع۲۰۹۱ سے امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہما نے استدلال کیا کہ مدبّرہ کی بیع ہر حال میں جائز ہے اس مسئلہ کی پوری تفصیل حدیث ع۲۰۱۰ کی شرح میں دیکھیں۔ اس مدبّرہ کا نام یعقوب تھا اس کو آٹھ سو دراہم کے عوض بیچا گیا جبکہ اس کا مالک بہت محتاج اور غریب تھا تو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بیچ دیا اور نعیم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے آٹھ سو درہم کے عوض خرید لیا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث ع۲۰۹۳ کا مدبّرہ کی بیع سے کیا تعلق ہے ؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ لونڈی کا لفظ مدبّرہ کو بھی شامل ہے۔ لیکن یہ جواب محض تکلف ہے۔ اس لئے ابن تین نے یہ باب ہی ساقط کر دیا ہے اور ابن بطال نے اس حدیث کو "بیع الرقیق" کے باب میں ذکر کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب —— کیا کوئی شخص لونڈی کا اِستبراء کرنے سے پہلے اس کے ساتھ سفر کر سکتا ہے ؟

۲۰۹۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ بْنِ دَاوُدَ ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْحِصْنَ ذُكِرَ لَهُ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرُوسًا فَاصْطَفَاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فَخَرَجَ بِهَا حَتَّى بَلَغْنَا سَدَّ الرَّوْحَاءِ حَلَّتْ فَبَنَى بِهَا ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطْعٍ صَغِيرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَنْ مَنْ حَوْلَكَ فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيمَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى صَفِيَّةَ ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ قَالَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَوِّي لَهَا وَرَاءَهُ بِعَبَاءَةٍ ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيرِهِ فَيَضَعُ رُكْبَتَهُ فَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلَى رُكْبَتِهِ حَتَّى تَرْكَبَ۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا بوسہ لینے یا اس کے ساتھ مباشرت کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھا اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جب لونڈی ہبہ کر دی جائے جس سے صحبت کی جاتی ہو یا اس کو بیچ دیا جائے یا آزاد کر دیا جائے تو ایک حیض سے اس کے رحم کو صاف کر لیا جائے اور کنواری لونڈی کا رحم صاف کرنا ضروری نہیں۔ عطاء نے کہا حاملہ لونڈی سے اس کی شرمگاہ کے سوا فائدہ حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "مگر اپنی بیویوں اور لونڈیوں پر"

شرح: لونڈی کا استبراء کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا رحم بچہ سے خالی ہو اور حیض سے معلوم ہو جاتا ہے کہ رحم بچہ سے فارغ ہے لہٰذا ان جماع سے کرنے میں حرج نہیں۔ حدیث میں سفر کی قید اس لئے ہے کہ سفر میں غالباً خلط ملط اور مس وغیرہ ہوتا ہے اس لئے جماع کا امکان قوی ہوتا ہے اگرچہ حضر میں بھی استبراء ضروری ہے کنواری لڑکی کا رحم صاف ہوتا ہے اس لئے اس کے استبراء کی ضرورت نہیں اور حیض آنے سے پہلے اس سے جماع جائز ہے بعض علماء کنواری لونڈی کا استبراء مستحب سمجھتے ہیں۔ عطاء بن رباح کے کلام میں حاملہ لونڈی سے مراد وہ لونڈی ہے جو اس کے مالک کے غیر سے حاملہ ہوئی ہو۔ کیونکہ اگر وہ اپنے مالک سے حاملہ ہوئی ہو تو اس کے جواز میں کوئی شک ہی نہیں ا

اور آیت کریمہ سے استدلال کی صورت یہ ہے "اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے سوا شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ نے مدح و ثناء فرمائی ہے۔ لہٰذا ہر اعتبار سے ان سے فائدہ اٹھانا جائز ہوا چونکہ دلیل کے ساتھ وطی خارج ہے لہٰذا باقی وجوہِ استمتاع اپنے حال پہ باقی ہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۰۹۵ —

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر تشریف لائے جب اللہ تعالیٰ نے خیبر کا قلعہ فتح کرا دیا تو آپ سے صفیہ بنت حیی بن اخطب کا حسن و جمال ذکر کیا گیا اس کا شوہر قتل ہو چکا تھا جبکہ وہ دلہن تھیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے لئے منتخب فرما لیا آپ ان کو ساتھ لے کر چلے حتی کہ جب سدِ روحاء پہنچے تو صفیہ رضی اللہ عنہا حیض سے پاک ہو گئیں تو آپ نے ان سے مجامعت کی پھر ایک چھوٹے سے دستر خوان پر حیس تیار کر کے رکھوایا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ارد گرد لوگوں میں اعلان کر دو (کہ وہ آ کر کھائیں) اور یہ صفیہ کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تھا پھر ہم مدینہ منورہ کی طرف نکلے انس نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ صفیہ کو اپنی عباء سے گھیرے ہوئے تھے۔ پھر آپ اونٹ کے پاس بیٹھتے اور اپنا گھٹنا رکھتے تو صفیہ گھٹنے پہ اپنا قدم رکھ کر اونٹ پر سوار ہو جاتیں۔

۲۰۹۵ —

شرح: غزوہ خیبر چھ ہجری میں لڑا گیا تھا۔ خیبر قلعہ ہے جس کو فتح کر کے صفیہ اور ان کے چچا کی بیٹی کو قید کر لیا ان کا نام زینب تھا اور قید کرنے کے بعد صفیہ نام رکھا گیا۔ ایک روایت کے مطابق ان کا نام قید ہونے سے پہلے ہی صفیہ تھا۔ انہوں نے خواب میں چاند دیکھا تھا جو مدینہ منورہ سے آ کر ان کی گود میں واقع ہوا تھا۔ اس نے اپنے شوہر سے یہ ذکر کیا تو اس نے ان کے منہ پر طمانچہ مارا اور کہنے لگا تیرا گمان یہ ہے کہ یثرب کا بادشاہ تیرے ساتھ نکاح کرے گا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چہرہ پہ آنکھ کے قریب سبز نشان دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں نے یہ خواب دیکھا تھا اور طمانچہ کا واقعہ ذکر کیا اور یہ سبز نشان وہ ہے جو میرے شوہر نے میرے منہ پر طمانچہ مارا تھا۔ وہ ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں۔ قاضی ابو عمر محمد بن احمد بن محمد بن سلیمان نوقانی نے کتاب المحنۃ میں ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صفیہ سے خلوت کا ارادہ کیا تو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت طلب کی کہ وہ پردہ میں چلی جائیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ اگر تم صفیہ کا حسن و جمال دیکھ لو تو تمہارے رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے جب انہیں دیکھا تو دیکھتے ہی ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

سوال یہ ہوتا ہے۔ اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منتخب فرما لیا تھا حالانکہ حضرت انس کی حدیث میں ہے کہ آپ نے صفیہ دحیہ کلبی کو دی تھی پھر ان سے سات غلام کے عوض واپس کر لی ایک اور روایت کے مطابق صفیہ کے عوض اس کے چچا کی دو بیٹیاں دے کر واپس کر لیا تھا۔ ایک روایت

بَابُ الْمَيْتَةِ وَالْاَصْنَامِ - ۲۰۹۶ - قُتَيْبَةُ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْاَصْنَامِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ شُحُوْمَ الْمَيْتَةِ فَاِنَّهُ تُطْلَى بِهَا السُّفُنُ وَتُدْهَنُ بِهَا الْجُلُوْدُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ فَقَالَ لَا هُوَ حَرَامٌ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اَنَّ اللّٰهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُوْمَهَا اَجْمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَاَكَلُوْا ثَمَنَهُ وَقَالَ اَبُوْ عَاصِمٍ ثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ ثَنَا يَزِيْدُ قَالَ كَتَبَ اِلَيَّ عَطَاءٌ سَمِعْتُ جَابِرًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ کلبی سے فرمایا کہ صفیہ کے عوض اور کوئی لونڈی لے لو۔ بظاہر صحیح بخاری اور ان روایت میں تعارض ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم سے پہلے دحیہ کی رضامندی سے صفیہ واپس کرلی تھی اور اس کو جو عوض دیا تھا وہ بطور بیع نہیں تھا بلکہ بطور ہبہ وغیرہ تھا۔ البتہ بعض راویوں کا کہنا ہے کہ آپ نے دحیہ سے صفیہ کو خرید لیا تھا لیکن سوال یہ ہوتا ہے کہ واہب کو اپنا ہبہ خریدنے سے منع کیا گیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مال سے صفیہ ہبہ نہیں کی تھی بلکہ اللہ کے مال سے بطور شفقت ہبہ کی تھی۔ جیسے امام لشکر میں سے کسی کو کوئی زائد شئی بطور شفقت دیتا ہے۔ سب فقہاء کا اس میں اتفاق ہے کہ ایک حیض سے رحم کی براءت ہوجاتی ہے اور واضح ہوجاتا ہے کہ رحم خالی ہے اور رحم کی براءت سے پہلے لونڈی کا بوسہ اور اس سے مباشرت ممنوع ہے۔ تاکہ جماع تک نوبت نہ پہنچے۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کا مذہب یہی ہے ایسے ہی اپنی بیوی سے ظہار کرنے والا شخص مظاہرہ عورت کا بوسہ نہیں لے سکتا اور نہ ہی اس سے مباشرت کرسکتا ہے البتہ حسن بصری رحمۃ اللہ کے نزدیک جماع کے سوا دیگر امور میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — مردار اور بتوں کو بیچنا

۲۰۹۶ — ترجمہ: جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے سال جبکہ آپ مکہ مکرمہ تھے یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اللہ اور اس کے رسول نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی بیع کو حرام کردیا ہے۔

بَابُ ثَمَنِ الْكَلْبِ ـــــ ۲۰۹۷ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی عَنْ ثَمَنِ الْکَلْبِ وَمَہْرِ الْبَغِیِّ وَحُلْوَانِ الْکَاہِنِ ۲۰۹۸ ـــــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْہَالٍ اَنَا شُعْبَۃُ اَخْبَرَنِیْ عَوْنُ ابْنُ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ قَالَ رَاَیْتُ اَبِی اشْتَرٰی حَجَّامًا فَاَمَرَ بِمَحَاجِمِہٖ فَکُسِرَتْ فَسَاَلْتُہٗ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْکَلْبِ وَکَسْبِ الْاَمَۃِ وَلَعَنَ الْوَاشِمَۃَ وَالْمُسْتَوْشِمَۃَ وَاٰکِلَ الرِّبٰوا وَمُوْکِلَہٗ وَلَعَنَ الْمُصَوِّرَ ـــــ

عرض کیا گیا یا رسول اللہ! مردار کی چربی کا کیا حکم ہے وہ کشتیوں کو ملتے ہیں اور اس کو کھالوں پر چڑھاتے ہیں اور لوگ اس سے چراغ روشن کرتے ہیں آپ نے فرمایا نہیں وہ حرام ہے۔ پھر اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہود کو تباہ و برباد کرے۔ اللہ تعالیٰ نے جب چربی کو حرام کیا تو اُنھوں نے اس کو پگھلا کر بیچا اور اس کی قیمت کھائی۔ ابو عاصم نے کہا مجھے عبدالحمید نے خبر دی اُنھوں نے کہا مجھ سے یزید نے بیان کیا کہ مجھے عطاء نے لکھا کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سنا ہے۔

۲۰۹۶ ـــــ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شراب، مردار، خنزیر کی بیع کی حرمت کی علت نجاست ہے لہٰذا ہر پلید کی بیع حرام ہے اور بتوں کی بیع میں نفع مباح نہیں اور جب تک ان کی صورتیں باقی رہیں ان کی بیع حرام ہے اور ان کو توڑ دیا جائے اور ان کی صورتیں باقی نہ رہیں تو بعض شافعیہ اور بعض احناف کے مذہب میں ان کی بیع جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب کتّے کی قیمت کا بیان

۲۰۹۷ ـــــ ترجمہ : ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتّے کی قیمت، فاحشہ عورت کی اُجرت اور کاہن کی اُجرت سے منع فرمایا۔

۲۰۹۸ ـــــ ترجمہ : ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنے باپ کو دیکھا کہ اُنھوں نے حجام خریدا میں نے اس کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے خون اور کتے کی قیمت، لونڈی زانیہ کی کمائی سے منع فرمایا اور چمڑے میں سوئی کے ساتھ رنگ بھرنے والی اور بھروانے والی پر اور سود کھانے والے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی اور تصویر لینے والے پر لعنت فرمائی۔

۲۰۹۷، ۲۰۹۸ — شرح : حدیث ۲۰۹۷ میں تین احکام ذکر فرمائے۔ پہلا حکم یہ کہ کتے کی

قیمت حرام ہے لہٰذا اس کی بیع مطلقاً جائز نہیں شکاری اور حفاظت کے کتے سب کا ایک ہی حکم ہے امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کا مذہب یہی ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت ایسی ہے۔ امام ابوحنیفہ امام ابویوسف اور امام محمد اور ایک روایت کے مطابق امام مالک رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ جس سے نفع حاصل کرنا جائز ہے اس کی بیع بھی جائز ہے۔ البتہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بھاؤنے کتے کی بیع جائز نہیں اور نہ ہی اس کی قیمت مباح ہے۔

اور مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ شروع اسلام میں کتوں کو قتل کر دینے کا حکم تھا۔ اور کسی بھی کتے سے نفع حاصل کرنا جائز نہ تھا۔ اس وقت ان کی بیع حرام تھی کیونکہ جس سے انتفاع حرام ہو اس کی بیع بھی حرام ہے اس کے بعد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے شکار وغیرہ کے لئے کتوں سے نفع اٹھانا مباح فرمایا۔ اور ان کا قتل کرنا منسوخ ہو گیا۔ اسی طرح ان کی بیع کی حرمت وغیرہ بھی منسوخ ہو گئی اور نسخ کی وجہ یہ ہے کہ اشیاء میں اباحت اصل ہے۔ جب کتوں کے قتل کرنے کا حکم تھا ان کی بیع بھی حرام تھی کیونکہ جس سے نفع اٹھانا حرام ہو اس کی بیع بھی حرام ہے پھر جب شکار وغیرہ کے لئے کتوں سے نفع اٹھانا مباح ہو گیا اور ان کا قتل ممنوع قرار دیا تو معلوم ہوا کہ پہلا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔

امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کا مذہب ہے کہ بلی کی بیع جائز ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی یہی کہتے ہیں۔ جمہور فقہاء بھی اسی طرف گئے ہیں اور جس حدیث میں بلی کی بیع سے منع کیا گیا ہے وہ نہی تنزیہیہ پر محمول ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی جواب پر اعتماد کیا ہے۔

دوسرا حکم " فاحشہ عورت کی اُجرت حرام ہے۔ اس میں سب مسلمانوں کا اتفاق ہے۔

تیسرا حکم " نجومیوں کی اُجرت حرام ہے۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرما دیا ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"کتاب السلم"

باب السلم فی کیل معلوم

۲۰۹۹ — حدثنا عمرو بن زرارۃ ثنا اسمٰعیل بن علیۃ ثنا ابن ابی نجیح عن عبداللہ بن کثیر عن ابی المنھال عن ابن عباس قال قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ والناس یسلفون فی التمر العام والعامین او قال عامین او ثلثۃ شک اسمٰعیل فقال من سلف فی تمر فلیسلف فی کیل معلوم ووزن معلوم۔ ۲۱۰۰ — حدثنا محمد ثنا اسمٰعیل عن ابن ابی نجیح بھذا فی کیل معلوم ووزن معلوم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"کتاب السلم"

باب — معین ناپ میں سلم کرنا

۲۰۹۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے جبکہ لوگ پھلوں میں ایک سال یا دو سال کی مدت پر بیع سلم کرتے تھے یا کہا دو یا تین سال اسماعیل نے شک کیا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کھجور میں بیع سلم کرے وہ ناپ معلوم اور وزن معلوم میں بیع سلم کرے۔

۲۱۰۰ — محمد نے کہا ہم سے اسماعیل نے بیان کیا انھوں نے ابو نجیح سے یہ روایت کی کہ ناپ

بَابُ السَّلَمِ فِیْ وَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ

۲۱۰۱ — حَدَّثَنَا صَدَقَةُ اَنَا ابْنُ عُیَیْنَةَ اَنَا ابْنُ اَبِیْ نَجِیْحٍ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ کَثِیْرٍ عَنْ اَبِی الْمِنْہَالِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَةَ وَہُمْ یُسْلِفُوْنَ بِالتَّمْرِ السَّنَتَیْنِ وَالثَّلٰثَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَسْلَفَ فِیْ شَیْءٍ فَفِیْ کَیْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّوَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ اِلٰی اَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ۔

معلوم اور وزن معلوم میں بیع سلم کرے۔

۲۰۹۹ ، ۲۱۰۰ — شرح : حدیث میں سلم اور سلف لفظ مذکور ہیں۔ یہ دونوں لفظ ہم وزن اور ہم معنیٰ ہیں۔ علامہ ماوردی نے کہا سلف اہل عراق کی لغت ہے اور سلم اہل حجاز کی لغت ہے۔ بعض نے ان میں فرق ذکر کیا ہے وہ کہتے ہیں راس المال کو آگے کرنا سلف ہے اور اس کو مجلس میں تسلیم کرنا سلم ہے لہٰذا سلف سلم سے عام ہے! شرعاً سلم کسی کے ذمہ موصوف شئ کا عقد ہے جو مجلس بیع میں نقد رقم کے عوض کیا جائے۔ تمام فقہاء نے اس کی مشروعیت کا قول کیا ہے۔ اور ان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس کے شرائط وہی ہیں جو بیع کے شرائط ہیں۔ اور اس میں بھی علماء کا اتفاق ہے کہ راس المال مجلس میں بائع کے حوالہ کر دیا جائے (فتح الباری) علامہ قسطلانی نے کہا مالکیہ کے مذہب میں کل یا بعض راس المال تین دن تک مؤخر کرنا جائز ہے۔ لہٰذا اس میں اتفاق کی حکایت منظور فیہ ہے۔ بیع سلم میں رقم اور نقد مال کو راس المال، مبیعہ کو مُسلَم فیہ، خریدار کو ربُّ السلم اور بیچنے والے کو مسلم الیہ کہا جاتا ہے۔ بیع سلم کے چند شرائط ہیں ایک یہ کہ کیلی یا وزنی چیزوں میں کیل اور وزن کی تعیین کی جائے کیونکہ ناپ اور تول مختلف ہوتے ہیں ہاں اگر کسی شہر میں ایک ہی ناپ اور ایک ہی تول ہو تو مطلقاً وہی مراد ہوگا بہرحال کیل کی تعیین ضروری ہے جبکہ ناپ سے بیع سلم کی جائے اسی طرح جب وزن کرنے سے بیع سلم کی جائے تو وزن کی تعیین ضروری ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ اور ہر وہ شئ جس کی وصف کا ضبط کرنا اور اس کی مقدار کی معرفت ممکن ہو اس میں بیع سلم جائز ہے۔ اسی طرح پیمانہ سے پیمائش ہونے والی اشیاء کپڑے وغیرہ اور تعداد میں آنے والی اشیاء جبکہ ان کے اعداد میں تفاوت نہ ہو کی بیع سلم جائز ہے اور اگر اعداد متفاوت ہوں تو ان میں بیع سلم جائز نہیں ہے۔ ۲ دوسری شرط یہ ہے کہ مسلم فیہ کی جنس بیان کی جائے کہ وہ گندم ہے یا جَو یا کھجور ہیں۔ تیسرے ۳ یہ کہ مسلم فیہ کی نوعیت کی وضاحت ہو۔ چوتھے یہ کہ اس کی وصف معلوم ہو کہ وہ اعلیٰ ہے یا ردی ہے۔ پانچویں ۵ یہ کہ اس کی مقدار بیان کی جائے کہ وہ مثلاً دس رطل ہے یا دس عدد ہے وغیرہ وغیرہ چھٹی شرط یہ کہ مدت معین ہو کہ ایک مہینہ ہے یا دو مہینے کم از کم ایک مہینہ ہونا ضروری ہے۔ اور ساتویں یہ

۲۱۰۲ — حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ ثَنَا سُفْیٰنُ ثَنَا ابْنُ اَبِیْ نَجِیْحٍ وَقَالَ فَلْیُسْلِفْ فِیْ کَیْلٍ مَّعْلُوْمٍ اِلٰی اَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ۔

۲۱۰۳ — حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ ثَنَا سُفْیٰنُ ثَنِیْ ابْنُ اَبِیْ نَجِیْحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ کَثِیْرٍ عَنْ اَبِی الْمِنْهَالِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ فِیْ کَیْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّوَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ اِلٰی اَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ۔

کہ جہاں مسلم فیہ کو حوالے کرنا ہے اس کی جگہ مکان، محلہ وغیرہ معلوم ہو جبکہ اس کا بوجھ ہو ورنہ جہاں چاہے ادا کر دے جیسے کستوری وغیرہ اور آٹھویں شرط یہ ہے کہ جدا ہونے سے پہلے راس المال کو مسلم الیہ اپنے قبضہ میں کر لے

باب — وزن معلوم میں بیع سلم کرنا

۲۱۰۱ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے حالانکہ وہاں لوگ دو اور تین سال کی مدت پر بیع سلم کرتے تھے تو آپ نے فرمایا جو کوئی کسی شئی میں بیع سلم کرے تو معین ناپ اور معین وزن میں معین مدت تک کرے۔

۲۱۰۲ — ترجمہ : سفیان نے کہا مجھ سے ابن نجیح نے بیان کیا اور کہا معین ناپ اور معین وزن میں معین مدت تک بیع سلم کرے۔

۲۱۰۳ — ترجمہ : ابوالمنہال نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا معین ناپ اور معین وزن میں مقررہ مدت تک بیع سلم کرے

۲۱۰۱، ۲۱۰۲، ۲۱۰۳ — مشرح : قولہ اِلٰی اَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ" سے معلوم ہوتا ہے کہ مدت کے بغیر بیع سلم جائز نہیں۔ اس بیع کے لئے معین مدت شرط ہے اور جن علماء نے یہ کہا ہے کہ بیع سلم میں مدت شرط نہیں ہے حدیث کے خلاف ہے۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِلٰی اَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ" یعنی جس میں "سلم" جائز ہے اس میں مقررہ مدت تک سلم کرے چونکہ یہ قید ہے اور قید شرط ہے لہذا بیع سلم میں مدت کا ہونا لازم ہے ورنہ بیع سلم نہ ہو گی۔

الحاصل بیع سلم ہر اس شئی میں جائز ہے جس کی وصف ضبط ہو سکے اور اس کی مقدار کی معرفت ممکن ہو اور

۲۱۰۴۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ ابْنِ اَبِی الْمُجَالِدِ ح و
حدثنی یحییٰ ثنا وکیع عن شعبۃ عن محمد بن ابی المجالد حدثنا
حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدٌ اَوْ عَبْدُ اللهِ بْنُ اَبِی الْمُجَالِدِ قَالَ اخْتَلَفَ عَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ وَاَبُوْ بُرْدَةَ فِی السَّلَفِ فَبَعَثُوْنِیْ اِلَی ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ اِنَّا كُنَّا نُسْلِفُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فِی الْحِنْطَةِ وَالشَّعِیْرِ وَالزَّبِیْبِ وَالتَّمْرِ وَسَاَلْتُ ابْنَ اَبْزٰی فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ ۔

بَابُ السَّلَمِ اِلٰی مَنْ لَّیْسَ عِنْدَهٗ اَصْلٌ

۲۱۰۵ــــ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِیْلَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا الشَّیْبَانِیُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِی الْمُجَالِدِ قَالَ بَعَثَنِیْ عَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادٍ وَّاَبُوْ بُرْدَةَ اِلٰی عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی فَقَالَا سَلْهُ هَلْ كَانَ اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ عَهْدِ

ناپ اور تول والی اشیاء میں منحصر نہیں بلکہ پیمائش والی اور عددی اشیاء میں بھی جائز ہے۔ مدت کی مقدار میں علماء کا اختلاف ہے احناف کہتے ہیں کم ازکم ایک ماہ مدت ہو کیونکہ اس سے کم مدت ،، اجل ،، نہیں اسی پر فتویٰ ہے۔ مالکیہ کے نزدیک دو دن سے کم مدت مکروہ ہے۔ بعض علماء پندرہ دن کہتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۲۱۰۴ــــ ترجمہ : شعبہ نے کہا مجھے محمد بن ابی مجالد یا عبداللہ بن ابی مجالد نے خبر دی اُنھوں نے کہا عبداللہ بن شداد بن ہاد اور ابوبردہ نے بیع سلم میں اختلاف کیا تو مجھے ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ میں نے ان سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں اور ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت میں گندم، جو، منقیٰ اور کھجور میں بیع سلم کرتے تھے۔ میں نے ابنِ ابی ابزیٰ سے پوچھا تو اُنھوں نے بھی اسی طرح کہا۔

۲۱۰۴ شرح : اس حدیث میں چار اشیاء کا ذکر کیا جن کا ناپ کیا جاتا ہے۔ اس میں تمام ناپ والی اجناس داخل ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے مباحثہ جائز ہے سو اللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ اس شخص سے بیع سلم کرنا جس کے پاس اصل نہ ہو

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْلِفُوْنَ فِي الْحِنْطَةِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كُنَّا نُسْلِفُ نَبِيْطَ أَهْلِ الشَّامِ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالزَّيْتِ فِي كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ إِلٰى أَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ قُلْتُ إِلٰى مَنْ كَانَ أَصْلُهُ عِنْدَهُ قَالَ مَا كُنَّا نَسْأَلُهُمْ عَنْ ذٰلِكَ ثُمَّ بَعَثَانِي إِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْلِفُوْنَ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَسْأَلْهُمْ أَلَهُمْ حَرْثٌ أَمْ لَا۔

۲۱۰۵ — **ترجمہ :** محمد بن ابی مجالد نے کہا مجھے عبداللہ بن شداد اور ابو بردہ رضی اللہ عنہما نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور کہا اُن سے پوچھو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام عہدِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گندم میں بیع سَلَم کرتے تھے؟ عبداللہ نے کہا ہم اہلِ شام کے کاشتکاروں سے گندم، جَو اور زیتون میں معین ناپ میں مقررہ مدت کے لئے بیع سلم کرتے تھے۔ میں نے کہا تم ان لوگوں سے بیع سلم کرتے تھے جن کے پاس اصل ہوتا تھا؟

اُنھوں نے کہا ہم ان سے یہ نہیں پُوچھتے تھے پھر اُنھوں نے مجھے عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کے پاس بھیجا میں نے ان سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں بیع سلم کرتے تھے اور ہم ان سے یہ نہیں پوچھتے تھے کہ ان کی کھیتی ہے یا نہیں۔

۲۱۰۵ — **شرح :** اس حدیث میں اصل سے مراد "مُسْلَم فِیْہ" کا اصل ہے۔ چنانچہ گندم کا اصل کھیتی ہے اور پھلوں کا اصل درخت ہیں یعنی مسلم فیہ کا اصل پاس ہونا شرط نہیں۔ اس مسئلہ کی چار صورتیں ہیں پہلی صورت یہ کہ مسلم فیہ عقد کے وقت موجود ہو اور مدت ختم ہونے کے وقت منقطع ہو جائے یہ جائز نہیں۔ دُوسری صورت یہ ہے کہ مسلم فیہ عقد کے وقت سے مدت ختم ہونے تک موجود رہے۔ یہ بالاتفاق جائز ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ مسلم فیہ عقد کے وقت معدوم ہو اور مدت ختم ہونے کے وقت موجود ہو چوتھی صورت یہ ہے کہ عقد کے وقت اور مُدت ختم ہونے کے وقت موجود ہو اور درمیان والی مدت میں معدوم ہو۔ ان دونوں صُورتوں میں احناف کے نزدیک بیع جائز نہیں۔ دُوسرے تینوں ائمہ کے نزدیک جائز ہے کیونکہ دونوں صورتوں میں مسلم فیہ کو مسلم الیہ کے حوالہ کرنے کی قدرت حاصل ہے۔ لیکن احناف اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ ممکن ہے کہ درمیانی مدت میں مسلم الیہ فوت ہو جائے اور مُدت ختم ہو جائے حالانکہ مسلم فیہ معدوم ہو تو رب السلم کو نقصان ہوگا اور یہ جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۱۰۶ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي مُجَالِدٍ بِهٰذَا وَقَالَ فَنُسْلِفُهُمْ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ. حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ وَقَالَ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالزَّبِيبِ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ سُفْيَانَ ثَنَا الشَّيْبَانِيُّ وَقَالَ وَالزَّيْتِ.

۲۱۰۷ — حَدَّثَنَا آدَمُ ثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْبَخْتَرِيِّ الطَّائِيَّ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى يُؤْكَلَ مِنْهُ وَحَتَّى يُوزَنَ فَقَالَ الرَّجُلُ وَأَيُّ شَيْءٍ يُوزَنُ فَقَالَ رَجُلٌ إِلَى جَانِبِهِ حَتَّى يُحْرَزَ وَقَالَ مُعَاذٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ أَبُو الْبَخْتَرِيِّ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۲۱۰۶ — ترجمہ : اسحاق نے خالد بن عبداللہ شیبانی کے ذریعہ محمد بن ابی مجالد نے یہ روایت بیان کی اور کہا کہ ہم ان سے گندم اور جو میں بیع سلم کرتے تھے اور عبداللہ بن ولید نے سفیان سے روایت کی اُنھوں نے کہا ہم سے شیبانی نے بیان کیا اور کہا اور زیتون میں بیع سلم کرتے تھے۔ قتیبہ نے ہم سے بیان کیا اُنھوں نے کہا جریر نے شیبانی سے بیان کیا اور کہا گندم جو اور منقی میں بیع سلم کرتے تھے۔

۲۱۰۷ — ترجمہ : عمرو نے کہا ابوالبختری طائی کو میں نے یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کھجور میں بیع سلم کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی بیع سے منع فرمایا حتی کہ اس کا پھل کھانے کے قابل ہو جائے اور وزن کیا جائے۔ ایک شخص نے کہا کس چیز کا وزن کیا جائے؟ ان کے پاس ایک آدمی نے کہا حتی کہ اس کو محفوظ کیا جائے اور معاذ نے کہا ہم کو شعبہ نے عمرو کے ذریعہ سے بیان کرتے ہوئے کہا کہ ابوالبختری نے کہا میں نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جیسی بیع سے منع فرمایا۔

۲۱۰۷ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ کہا جائے کہ کھجور میں بیع سلم کا معنیٰ کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ حالانکہ موصوف فی الذمہ شئی پر یہ عقد نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں سلم کا لغوی معنی مراد ہے اور وہ سلف (قرض) ہے۔ یا یہ مراد ہے کہ جب یہ پھل کھانے کے قابل نہیں ہوا تھا تو گویا وہ موصوف فی الذمہ تھا۔ لہٰذا سلم کا معنی صحیح ہے۔ کیونکہ بیع سلم کی تعریف بھی یہی

بَابُ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ

۲۱۰۸ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ فَقَالَ نَهَى عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى يَصْلُحَ وَعَنْ بَيْعِ الْوَرِقِ نَسَاءً بِنَاجِزٍ وَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى يُؤْكَلَ مِنْهُ أَوْ يَأْكُلَ مِنْهُ وَحَتَّى يُوزَنَ

۲۱۰۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ فَقَالَ نَهَى عُمَرُ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَصْلُحَ وَنَهَى عَنِ الْوَرِقِ بِالذَّهَبِ نَسَاءً بِنَاجِزٍ وَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى يَأْكُلَ أَوْ يُؤْكَلَ وَحَتَّى يُوزَنَ قُلْتُ مَا يُوزَنُ قَالَ رَجُلٌ عِنْدَهُ حَتَّى يُحْرَزَ۔

ہے کہ کسی کے ذمہ موصوف شئی کا عقد مجلسِ بیع میں نقد رقم کے عوض کیا جائے۔ اگر کوئی پوچھے کہ اس بیع سے منع کیوں کیا گیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ منع اس اعتبار سے ہے کہ یہ خاص پھل تھا۔ مطلقاً موصوف فی الذمہ نہ تھا اور معین شئی میں سلم جائز نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ حدیث اس باب کی نہیں بلکہ اس کے بعد والے باب "السَّلَمُ فِي النَّخْلِ" کی یہ حدیث ہے کاتب نے اسے سہواً اس باب میں لکھ دیا ہے۔

باب — کھجوروں میں سلم کرنا

۲۱۰۸ — ترجمہ: ابوالبختری نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کھجور میں بیع سلم سے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا کہ کھجور کی بیع سے منع کیا گیا ہے۔ حتی کہ اس میں صلاحیت پیدا ہو جائے اور نقد چاندی کے عوض ادھار چاندی سے منع کیا گیا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کھجوریں سلم سے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی بیع سے منع کیا حتی کہ وہ کھانے کے قابل ہو جائیں اور وزن کے لائق ہو جائیں۔

۲۱۰۹ — ترجمہ: ابوالبختری نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کھجور میں بیع سلم کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل کی بیع سے منع کیا حتی کہ اس میں صلاحیت پیدا ہو جائے اور سونے کے عوض چاندی کی بیع سے منع کیا جبکہ ایک ادھار

بَابُ الْكَفِيلِ فِي السَّلَمِ ۲۱۱۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ ثَنَا يَعْلَى ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اشْتَرَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا مِنْ يَهُودِيٍّ بِنَسِيْئَةٍ وَرَهَنَهُ دِرْعًا لَهُ مِنْ حَدِيْدٍ ـ بَابُ الرَّهْنِ فِي السَّلَمِ ۲۱۱۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ تَذَاكَرْنَا عِنْدَ اِبْرَاهِيْمَ الرَّهْنَ فِي السَّلَفِ فَقَالَ حَدَّثَنِي الْاَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا اِلٰى اَجَلٍ وَّارْتَهَنَ مِنْهُ دِرْعًا مِنْ حَدِيْدٍ —

اور دُوسرا نقد ہو ۔ میں نے ابن عباس سے پُوچھا تو اُنھوں نے کہا نبی کریم صلیّ اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی بیع سے منع کیا حتیٰ کہ وہ کھانے کے قابل ہو جائیں اور ان کا وزن کیا جا سکے ۔ میں نے کہا وزن کیا جانے کا کیا مطلب ہے ؟ ان کے پاس ایک شخص نے کہا کہ ان کو محفوظ کر لیا جائے !

۲۱۰۸ ، ۲۱۰۹ — شرح : ابوالبختری کا نام سعید بن فیروز ہے وہ کوفی طائی ہیں ۔ ۸۳ ہجری میں جماجم کی جنگ میں شہید ہوئے

قولہ اَیُّ شَیْءٍ یُوْزَنُ الخ یعنی درخت پر کھجور کا وزن ناممکن ہے تو وزن کس چیز کا کیا جائے تو ایک شخص جو ابن عباس کے پہلو میں تھا نے کہا وزن سے مراد یہ ہے کہ ان کو اُتار کر محفوظ کر لیا جائے ۔ خرص ، وزن اور اکل سب کا معنیٰ واحد ہے اور وہ یہ کہ پھل کھانے کے قابل ہو جائے ۔

اس حدیث سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ معیّن باغ میں سے کسی معیّن کھجور کے درخت میں بیع سلم جائز ہے جبکہ وہ کھانے کے قابل ہو جائے یہ مالکیہ کا مذہب ہے مگر یہ استدلال کمزور ہے ۔ کیونکہ یہ بیع دھوکہ سے خالی نہیں ۔

باب — بیع سلم میں کفیل (ضامن) بنانا

۲۱۱۰ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے ادھار غلّہ خریدا اور اس کے پاس اپنی لوہے کی زرہ رہن رکھ دی !

۲۱۱۰ — شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ وہ کبھی کسی اور اسناد سے مذکور حدیث کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں ۔ رہن کے متعلق

بَابُ السَّلَمِ اِلٰی اَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّبِهٖ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّاَبُوْسَعِيْدٍ وَّالْاَسْوَدُ وَالْحَسَنُ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَا بَاْسَ بِالطَّعَامِ الْمَوْصُوْفِ بِسِعْرٍ مَّعْلُوْمٍ اِلٰی اَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ مَا لَمْ يَكُ ذٰلِكَ فِیْ زَرْعٍ لَمْ يَبْدُ صَلَاحُهٗ ۔

۲۱۱۲ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِيْحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِی الْمِنْهَالِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يُسْلِفُوْنَ فِی الثِّمَارِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ فَقَالَ اَسْلِفُوْا فِی الثِّمَارِ فِیْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ اِلٰی اَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيْدِ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا ابْنُ اَبِیْ نَجِيْحٍ وَقَالَ فِیْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّوَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ ۔

مسند عبدالواحد اور اعمش کے طریق سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا ہم نے ابراہیم کے پاس رہن اور بیع سلف میں قبیل (کفیل) کا ذکر کیا تو ابراہیم نخعی نے اس حدیث کو ذکر کیا اس میں رہن اور کفیل کی تصریح موجود ہے کیونکہ قبیل کا معنیٰ الکفیل ہے۔ لہٰذا یہ کہنا صحیح نہیں کہ اس حدیث میں باب کے عنوان پر دلالت نہیں۔

باب ـــ بیع سلم میں رہن رکھنا

۲۱۱۱ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے معین مدت تک غلہ خریدا اور اس کے پاس لوہے کی زرہ رہن رکھ دی۔

۲۱۱۱ ـــ شرح : اس حدیث میں باب کے عنوان پر دلالت واضح ہے۔ اس حدیث میں اس شخص کے کلام کی تردید ہے جس نے یہ کہا کہ بیع سلم میں رہن جائز نہیں۔ ایک شخص نے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے کہا کہ سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ سلم میں رہن رکھنا سود ہے ـــ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث ذکر کرکے اس کی تردید کی۔ و اللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب "مدت معینہ کے وعدے پر سلم کرنا"

۲۱۱۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا سُفْيٰنُ عَنْ سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِي الْمُجَالِدِ قَالَ اَرْسَلَنِيْ اَبُوْ بُرْدَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ اِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى فَسَاَلْتُهُمَا عَنِ السَّلَفِ فَقَالَا كُنَّا نُصِيْبُ الْمَغَانِمَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يَاْتِيْنَا اَنْبَاطٌ مِّنْ اَنْبَاطِ الشَّامِ فَنُسْلِفُهُمْ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالزَّيْتِ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى قَالَ قُلْتُ اَكَانَ لَهُمْ زَرْعٌ اَوْ لَمْ يَكُنْ لَّهُمْ زَرْعٌ قَالَا مَا كُنَّا نَسْاَلُهُمْ عَنْ ذٰلِكَ۔

ابن عباس، ابو سعید، اسود اور حسن بصری رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا کہ بیع سلم مدت معینہ کے ساتھ مختص ہے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جس غلہ کی صفت کر دی گئی ہو مدت معینہ کے وعدہ پر معین نرخ کے عوض اس کی بیع سلم کرنے میں حرج نہیں جب تک کھیتی میں اس کی صلاحیت ظاہر نہ ہوئی ہو۔

۲۱۱۲ — **ترجمہ**: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے حالانکہ لوگ پھلوں میں دو سال یا تین سال کی بیع سلم کرتے تھے تو آپ نے فرمایا پھلوں میں معین ناپ میں معین مدت کے وعدے پر سلم کیا کرو اور عبداللہ بن ولید نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا کہ ابن ابی نجیح نے ہمیں خبر دی اور کہا معین ناپ اور معین وزن میں ہو۔

۲۱۱۲ — **شرح**: اس تعلیق میں تحدیث کا بیان ہے۔ اور اس سے قبل حدیث عنعنہ ہے اور اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ جن اجناس کا وزن کیا جاتا ہے ان میں معین وزن شرط ہے۔

۲۱۱۳ — **ترجمہ**: محمد بن ابی مجالد نے کہا مجھے ابو بردہ اور عبداللہ بن شداد نے عبدالرحمٰن بن ابزیٰ اور عبداللہ بن ابی اوفیٰ کے پاس بھیجا میں نے ان دونوں سے بیع سلم کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غنیمت پاتے اور ہمارے پاس شام کے زمینداروں سے لوگ آتے تو ان سے گندم، جَو اور منقّی میں معین مدت تک بیع سلم کرتے تھے۔ راوی نے کہا میں نے کہا کیا ان کی کھیتی ہوتی تھی یا نہیں تو ان دونوں نے کہا اس کے متعلق ہم ان سے دریافت نہیں کرتے تھے۔

بَابُ السَّلَمِ اِلٰی اَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ

۲۱۱۴ — حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ ثَنَا جُوَیْرِیَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ کَانُوْا یَتَبَایَعُوْنَ الْجَزُوْرَ اِلٰی حَبَلِ الْحَبَلَةِ فَنَهٰی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ فَسَّرَہٗ نَافِعٌ اَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ مَا فِیْ بَطْنِهَا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ الشُّفْعَةِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ

بَابُ الشُّفْعَةِ فِیْمَا لَمْ یُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ فَلَا شُفْعَةَ

۲۱۱۵ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ

باب — اونٹنی کے بچہ جننے تک بیع سلم کرنا —"

۲۱۱۴ — ترجمہ : نافع نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انھوں نے کہا لوگ "حبل حبلہ" کی مدت کے وعدے پر اونٹوں کی خرید فروخت کرتے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرما دیا۔ نافع نے اس کی تفسیر یہ کی کہ اونٹنی بچہ جنے جو اس کے پیٹ میں ہے۔

۲۱۱۴ — شرح : قولہ مَافِیْ بَطْنِهَا" یہ ناقہ کا بدل ہے۔ یہ بیع دھوکہ سے خالی نہیں۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم وصلی اللہ علیٰ سیدنا ومولانا محمد وآلہ وبارک وسلم۔

عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَضَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَۃِ فِیْ کُلِّ مَا لَمْ یُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَۃَ ـــــ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ الشُّفْعَۃِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ

باب ـــ شفعہ اس زمین میں ہے جو تقسیم نہ ہوئی ہو اور جب اس کی حدبندی ہو جائے تو اس میں شفعہ نہیں

۲۱۱۵ ـــ ترجمہ : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس زمین میں شفعہ کا حکم دیا جو تقسیم نہ ہوئی ہو اور جب حدبندی ہو جائے اور راستے بدل دئے جائیں تو اس میں شفعہ نہیں۔

۲۱۱۵ ـــ شرح : شُفْعَۃ " شَفَعْتُ کذا بکذا " سے مشتق ہے جبکہ تو اس کو شُفْعَۃ کر دے گویا اپنے ساتھی کے حصہ کو اپنی زمین کے ساتھ ملا کر اسے شُفْعَہ کر دیتا ہے۔ اور فقہاء کی اصطلاح میں شفعہ کا معنیٰ ہے۔ خریدے ہوئے زمین کے ٹکڑے کو شرکت یا ہمسائیگی کی وجہ سے شفعہ کرنے والے کی زمین کے ساتھ ملا دینا۔ اس کی مشروعیت میں علماء کا کوئی اختلاف نہیں۔ حدیث ۲۰۷۳ کی شرح کا مطالعہ کریں "

شفعہ صرف زمین میں ہی ہوتا ہے کیونکہ اس کے ثبوت میں حکمت یہ ہے کہ شریک یا ہمسائے سے ضرر کو زائل کیا جائے۔ علماء نے کہا اشیاء کی تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ جس میں شفعہ مستقل ہو جیسے زمین اور مکان وغیرہ دوسری قسم وہ ہے جس میں شفعہ بالتبع ہو جیسے کھجور جو زمین میں قائم ہو تیسری قسم یہ کہ جو مستقل نہ ہو اور نہ ہی

بَابُ عَرْضِ الشُّفْعَةِ عَلَى صَاحِبِهَا قَبْلَ الْبَيْعِ وَقَالَ الْحَكَمُ إِذَا أَذِنَ لَهُ قَبْلَ الْبَيْعِ فَلَا شُفْعَةَ لَهُ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ مَنْ بِيعَتْ شُفْعَتُهُ وَهُوَ شَاهِدٌ لَا يُغَيِّرُهَا وَلَا شُفْعَةَ لَهُ۔ ۲۱۱۶ ـــــ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ قَالَ وَقَفْتُ عَلَى سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فَجَاءَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى إِحْدَى مَنْكِبَيَّ إِذْ جَاءَ أَبُو رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا سَعْدُ ابْتَعْ مِنِّي بَيْتَيَّ فِي دَارِكَ فَقَالَ سَعْدٌ وَاللّٰهِ مَا أَبْتَاعُهُمَا فَقَالَ الْمِسْوَرُ وَاللّٰهِ لَتَبْتَاعَنَّهُمَا فَقَالَ سَعْدٌ وَاللّٰهِ لَا أَزِيدُكَ عَلَى أَرْبَعَةِ آلَافٍ مُنَجَّمَةٍ أَوْ مُقَطَّعَةٍ قَالَ أَبُو رَافِعٍ لَقَدْ أُعْطِيتُ بِهِمَا خَمْسَ مِائَةِ دِينَارٍ وَلَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ مَا أَعْطَيْتُكَهُمَا بِأَرْبَعَةِ آلَافٍ وَإِنَّمَا أُعْطَى بِهِمَا خَمْسَمِائَةِ دِينَارٍ فَأَعْطَاهَا إِيَّاهُ۔

تابع ہو جیسے طعام وغیرہ تیسری قسم میں امام مالک رضی اللہ عنہ کے مذہب میں شفعہ ہو سکتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب بیچنے سے پہلے شفعہ کو صاحبِ شفعہ (شفیع) پر پیش کرنا ـــ"

حکم نے کہا جب بیچنے سے پہلے شفیع اجازت دیدے تو وہ شفع نہیں کرسکتا اور شعبیؒ نے کہا جس کا شفعہ بیچا جائے اور وہ (بیع کے وقت) موجود ہو اور وہ اعتراض نہ کرے تو اس کو شفع کا حق نہیں۔

۲۱۱۶ ترجمہ : عمرو بن شرید نے کہا میں سعد بن ابی وقاص کے پاس کھڑا تھا تو مسور بن مخرمہ آئے اور میرے ایک کندھے پر اپنا ہاتھ رکھا اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کردہ غلام ابورافع بھی آگئے اور کہنے لگے۔ اے سعد! آپ کے محلہ میں میرے

دو مکان خرید لو۔ سعد نے کہا بخدا! میں اُن کو نہیں خریدوں گا۔ مسوّر نے کہا آپ ضرور ان کو خریدیں تو سعد نے کہا اللہ کی قسم! میں چار ہزار سے زیادہ نہیں دوں گا اور قسطوں میں ادا کروں گا۔ ابورافع نے کہا مجھے ان کے عوض پانچ ہزار دینار دیئے جاتے ہیں اگر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا نہ ہوتا کہ ہمسایہ اپنے قرب کے سبب زیادہ حقدار ہے تو میں آپ کو وہ چار ہزار سے نہ دیتا۔ حالانکہ مجھے پانچ ہزار دینار دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ ابورافع نے دونوں مکان حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو دے دیئے!

۲۱۱۶ — **شرح** : حَکَمْ کے کلام کا معنیٰ یہ ہے کہ جب شریک زمین بیچنے سے پہلے اپنے ساتھی کو اس کے بیچنے کی اجازت دیدے تو اس کا حقِ شفعہ ساقط ہو جاتا ہے!

اس حدیث سے امام ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب نے ہمسایہ کے لئے حقِ شفعہ پر استدلال کیا ہے! کیونکہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے محلہ میں ابورافع کے دو مکان تھے اور ظاہر ہے کہ حضرت سعد ان میں شریک نہ تھے۔ کیونکہ "عمر بن شبہ" نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بلاط میں دو مکان تھے ان کے درمیان دس گز فاصلہ تھا اور ان میں سے جو مسجد کے دائیں جانب تھا وہ ابورافع کا مکان تھا جس کو حضرت سعد نے ان سے خریدا تھا۔ اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ابورافع سے مکان خریدنے سے پہلے ان کے ہمسایہ تھے۔ ان میں شریک نہ تھے۔

نیز اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شفعہ مطلقاً ثابت ہے اس میں کوئی لحاظ نہیں کہ شفیع حاضر ہو یا غائب ہو وہ دیہاتی ہو یا شہری، مسلمان ہو یا ذمی ہو چھوٹا ہو یا بڑا ہو یا مجنوں ہو جبکہ وہ ہوش میں آجائے شعبی نے کہا حقِ شفعہ کو بیچا نہیں جا سکتا اور نہ کسی کو ہبہ کیا جاتا ہے اور نہ ہی اس میں وراثت جاری ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ ابراہیم نخعی نے نقل کیا ہے۔ عبدالرزاق نے کہا امام ابوحنیفہ، امام احمد اور سفیان ثوری رضی اللہ عنہم بھی یہی کہتے ہیں۔ امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا اس میں وراثت جاری ہو سکتی ہے جبکہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں شفیع مر جائے تو شفع کا حق باطل ہو جاتا ہے اور اس میں وراثت جاری نہیں ہو سکتی اور خریدار کے مرجانے سے باطل نہیں ہوتا کیونکہ اس کا مستحق موجود ہے!

حدیث میں اچھے اخلاق پر دلالت ہے کیونکہ ابورافع نے اپنے مکان حضرت سعد کے پاس تھوڑی قیمت سے فروخت کر دیئے حالانکہ ان کے علاوہ دوسرے لوگ زیادہ رقم دیتے تھے۔ جب شفیع اور خریدار میں قیمت کی مقدار میں اختلاف ہو جائے تو خریدار کا قول معتبر ہے کیونکہ وہ منکر ہے۔ اور وہ قسمیں نہیں کھائیں گے اور اگر دونوں دلائل پیش کریں تو شفیع کی دلیل معتبر ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام محمد رضی اللہ عنہما کا مذہب یہی ہے۔ امام ابو یوسف کہتے ہیں مشتری کی دلیل معتبر ہے۔ امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہما کے مذہب میں دونوں کے دلائل ساقط ہیں اور مشتری کا قول معتبر ہے۔ ایک روایت کے مطابق ان سے قرعہ اندازی بھی منقول ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ

بَابٌ اَیُّ الْجِوَارِ اَقْرَبُ ۔ ۲۱۱۷ ــــــ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح
وَحَدَّثَنِیْ عَلِیٌّ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْعِمْرَانَ قَالَ سَمِعْتُ طَلْحَةَ
بْنَ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِیْ جَارَیْنِ فَاِلٰی اَیِّهِمَا اُهْدِیْ
قَالَ اِلٰی اَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا

کا مذہب یہ ہے کہ کسی عادل کو حاکم مقرر کرلیں جو ان میں فیصلہ کرے۔ ورنہ قسم پر فیصلہ ہوگا۔
ابو رافع رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا قبطی غلام تھا جو اُنھوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نذرانہ پیش کیا تھا جب اُس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کی خوشخبری دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو آزاد کر دیا۔

باب کونسا ہمسایہ زیادہ قریب ہے

۲۱۱۷ ــــ ترجمہ : طلحہ بن عبداللہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی اُنھوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے دو ہمسائے ہیں ان میں سے میں کس کو ہدیہ دوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا دروازہ تم سے زیادہ قریب ہے!

۲۱۱۷ ــــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمسائیگی میں دروازہ کے نزدیک ہونے کا اعتبار ہے دیوار کا قرب معتبر نہیں۔ اس میں راز کی بات یہ ہے کہ جو کوئی اس کے گھر داخل ہو وہ اسے دیکھتا ہے اور اگر غفلت کے اوقات میں کوئی ضرورت درپیش ہو تو وہ جلدی حاجت پوری کر سکتا ہے۔ اس حدیث سے واضح ہے کہ شفعہ کا زیادہ حقدار ہمسایہ ہے۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ نزدیک تر زیادہ حقدار ہے اور قریبی ہمسایہ دوسروں سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ دوسروں کی نسبت زیادہ حقدار ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہمسایہ کو کوئی نہ کوئی اچھی شئی بھیج کر خوش رکھنا چاہیئے۔ خصوصًا جبکہ وہ فقیر ہو۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
"تم میں سے کوئی بھی کامل مومن نہیں جبکہ وہ سیر ہو کر رات بسر کرے اور اس کا ہمسایہ بھوکا سویا ہے،، اور فرمایا جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے ہمسایہ کے متعلق وصیت کرتے رہے حتٰی کہ میرا گمان ہوا کہ وہ اس کو وارث بنا دے گا،، واللہ تعالٰی ورسولہ الاعلٰی اعلم!

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَاِمَامِ الْمُرْسَلِیْنَ
وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ ـ

اَلْجُزْءُ التَّاسِعُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْاِجَارَةِ

بَابُ اسْتِيْجَارِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ وَالْخَازِنِ الْاَمِيْنِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَعْمِلْ مَنْ اَرَادَهٗ -

۲۱۱۸ ـــــ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ اَخْبَرَنِيْ جَدِّيْ اَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَازِنُ الْاَمِيْنُ الَّذِيْ يُؤَدِّيْ مَا اُمِرَ بِهٖ طَيِّبَةً نَفْسُهٗ اَحَدُ الْمُتَصَدِّقِيْنَ -

---

نواں پارہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کِتَابُ الْاِجَارَةِ

باب ـــ نیک آدمی کو اُجرت پر لگانا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "بے شک بہتر نوکر وہ جو طاقت ور امانت دار ہو"

۲۱۱۹ — مُسَدَّدٌ ثنا يَحْيَى عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ ثني حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ ثنا أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِي رَجُلَانِ مِنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ قَالَ فَقُلْتُ مَا عَلِمْتُ أَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ قَالَ لَنْ أَوْ لَا نَسْتَعْمِلُ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ۔

اور خزانچی امانت دار اور جو کسی کام کی خواہش کرے جس نے اس سے کام نہ لیا

۲۱۱۸ — ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خزانچی امانت دار جو دل کی خوشی سے وہ شیٔ ادا کر دے جس کا اسے حکم دیا گیا ہو وہ صدقہ کرنے والوں میں سے ایک ہے۔

۲۱۱۹ — ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ میرے ساتھ دو اور آدمی اشعری تھے۔ میں نے عرض کیا مجھے یہ علم نہ تھا کہ یہ دونوں عمل (کام) کی خواہش کرتے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہم اس شخص کو ہرگز عامل نہیں بناتے جو عامل بننا چاہے۔

۲۱۱۸، ۲۱۱۹ — شرح : سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک قبطی کو مکہ مارا جس سے وہ مرگیا اس لئے سیدنا موسیٰ علیہ السلام فرعون کے ڈر سے شہر میں چھپ گئے اور حالات کا جائزہ لیتے رہے۔ اُدھر فرعون نے حکم جاری کر دیا کہ موسیٰ "علیہ السلام" کو قتل کر دیا جائے۔ فرعون کے چچا کا بیٹا جس کا نام خربیل تھا اور سیدنا ابراہیم علیہ التحیۃ والتسلیم پر ایمان رکھتا تھا اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو نبی تسلیم کرتا تھا اور خفیۃً آپ پر ایمان رکھتا تھا اس نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اطلاع دی کہ فرعون کی کابینہ نے آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا ہے۔ میں آپ کو آگاہ کرنے آیا ہوں کہ آپ اس شہر سے باہر تشریف لے جائیں۔ آپ نامعلوم راستہ عازمِ سفر ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کی راہ نمائی کے لئے ایک فرشتہ بھیج دیا جس نے آپ کو مَدیَن پہنچا دیا جو مصر سے تقریباً دس روز کے سفر کی مسافت پر واقع ہے آپ پاؤں سے ننگے سفر کرتے رہے اور درختوں کے پتے کھاتے رہے حتی کہ مَدیَن کے ایک کنوئیں کے پاس پہنچ گئے اور کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے اردگرد لوگ جانوروں کو پانی پلاتے ہیں اور ان کے ایک طرف دو لڑکیاں اپنی بکریوں کو روکے ہوئے ہیں تاکہ لوگوں کی بکریوں سے اپنی بکریاں جُدا رکھیں۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا تمہارا کیا حال ہے کہ ایک طرف کھڑی ہو انھوں نے کہا ہم کمزور ہیں لوگوں کی مزاحمت پر قادر نہیں جب یہ لوگ اپنی بکریوں کو پانی پلا کر فارغ ہو جائیں گے تو ہم اپنی بکریوں کو پانی پلائیں گی۔ چونکہ ہمارا والد اللہ کا نبی ہے اور وہ بوڑھے ہو چکے ہیں وہ نہ تو بکریاں چرا سکتے ہیں اور نہ ہی یہاں ان کو پانی پلا سکتے ہیں کیونکہ یہ کنواں مَدیَن شہر سے کچھ میل دور ہے۔ سیدنا شعیب علیہ السلام سے گفتگو کرنے والی یہ لڑکی حضرت سیدنا شعیب علیہ السلام

بَابُ رَعْيِ الْغَنَمِ عَلٰی قَرَارِیْطَ

۲۱۲۰ ـــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَکِّیُّ ثَنَا عَمْرُو بْنُ یَحْیٰی عَنْ جَدِّہٖ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِیًّا اِلَّا رَعَی الْغَنَمَ فَقَالَ اَصْحَابُهٗ وَاَنْتَ فَقَالَ نَعَمْ کُنْتُ اَرْعَاهَا عَلٰی قَرَارِیْطَ لِاَهْلِ مَکَّةَ ۔

کی بڑی صاحبزادی صَفُوْرَآءَ تھی جبکہ چھوٹی صاحبزادی کا نام عَبُوْرَآءَ ہے ۔ سیدہ صَفُوْرَآءَ نے اپنے والد سے کہا وہ بے شک بہتر نوکر وہ جو طاقت ور امانت دار ہے ۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا تجھے کیسے معلوم کہ یہ طاقتور امانت دار ہے ۔ صاحبزادی نے کہا اُنھوں نے تنہا کنوئیں کے مُنہ سے پتھر اُٹھایا تھا حالانکہ اس پتھر کو چالیس نوجوان مرد اُٹھا سکتے ہیں اور جب ہم گھر کو واپس ہونے لگیں تو اُنھوں نے کہا کہ وہ ان کے پیچھے چلیں تاکہ وہ ان پر نظر نہ اُٹھائیں بعد میں حضرت شعیب علیہ السلام نے اسی صاحبزادی کا سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نکاح کر دیا اور بکریوں کا چرانا ان کا مہر مقرر کیا اور یہ شعیب علیہ السلام کی شریعت میں جائز تھا جبکہ ہماری شریعت میں اس بارے میں فقہاء کرام رضی اللہ عنہم کی آراء مختلف ہیں احناف اسے جائز نہیں کہتے ہیں ۔

اجارہ کا معنیٰ کسی عوض میں منافع کا مالک کرنا ہے ۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث ۲۱۱۸ کو اس باب میں اس وجہ سے داخل کیا ہے کہ کسی کے مال کا خزانچی صاحب مال کا اجیر ہوتا ہے ۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عمل کی خواہش کرنے والا حریص ہوتا ہے اس سے احتراز کرنا ضروری ہے اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ ہم حریص کو عامل نہیں بنائیں گے ۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ظاہر یہی ہے کہ عمل پر حرص کرنا مکروہ تحریمی ہے چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ امارت طلب نہ کرو بخدا ہم امارت طلب کرنے والے کو امیر نہیں بناتے اور نہ ہی اس کی حرص کرنے والے کو حاکم بناتے ہیں ۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں آدمیوں سے اعراض کیا اور خواہش کرنے کے سبب ان کو عامل نہ بنایا تو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو عامل مقرر کیا جو اس کے خواہش مند نہ تھے کیونکہ ایسے حاکم کی مدد کے لئے اللہ تعالیٰ فرشتہ بھیج دیتا ہے اور جو حاکم بننے کی خواہش کرے اس کی مدد فرشتہ نہیں کرتا اور وہ اپنے نفس کے حوالہ ہو کر رہ جاتا ہے ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

باب ـــــ قراریط کے عوض بکریاں چرانا

۲۱۲۰ ـــــ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

بَابُ اسْتِئْجَارِ الْمُشْرِكِيْنَ عِنْدَ الضَّرُوْرَةِ وَإِذَا لَمْ يُوْجَدْ أَهْلُ الْإِسْلَامِ وَ عَامَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُوْدَ خَيْبَرَ۔

۲۱۲۱ —— حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى ثَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ وَاسْتَأْجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْبَكْرٍ رَجُلًا مِّنْ بَنِي الدِّيْلِ ثُمَّ مِنْ بَنِي عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ هَادِيًا خِرِّيْتًا وَالْخِرِّيْتُ الْمَاهِرُ بِالْهِدَايَةِ قَدْ غَمَسَ يَمِيْنَ حِلْفٍ فِي آلِ الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ وَهُوَ عَلٰى دِيْنِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَأَمِنَاهُ فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلٰثِ لَيَالٍ فَأَتَاهُمَا بِرَاحِلَتَيْهِمَا صُبْحَةَ لَيَالٍ ثَلٰثٍ فَارْتَحَلَا وَانْطَلَقَ مَعَهُمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَالدَّلِيْلُ الدِّيْلِيُّ فَأَخَذَ بِهِمْ طَرِيْقَ السَّاحِلِ۔

نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا مگر اُس نے بکریاں چرائی ہیں آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اور آپ بھی؟ آپ نے فرمایا ہاں! میں مکہ والوں کی بکریاں چند قراریط پر چرایا کرتا تھا۔

۲۱۲۰ —— شرح: قراریط قیراط کی جمع ہے اور وہ نصف دانق ہے بعض علماء کہتے ہیں "قراریط" مکہ میں کسی جگہ کا نام ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تواضع اور انکساری کے طور پر یہ کلام فرمایا۔ نیز اس میں تحدیث نعمت بھی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کائنات کا سید و آقا بنایا "صلی اللہ علیہ وسلم" بکریاں چرانے میں حکمت یہ ہے کہ ان کے ساتھ رہنے سے بردباری، شفقت اور مہربانی میں اضافہ ہوتا ہے۔ کیونکہ جب انبیاء کرام علیہم السلام نے بکریاں چرانے کی مشقت برداشت کی اور مختلف مقامات میں پھیلی ہوئی اور مختلف طباع پر مشتمل بکریوں کو اکٹھا کرنے کی مشقت پر صبر و تحمل کیا تو اُمت کے معاملات کی سیاست اور ان کے تمدن میں مہارت اور زیادہ ہوئی اور یہ ان کی نبوت کا مقدمہ ہے اور اس طرح لوگوں کے امور کا اہتمام کرنے اور ان کے احوال کی حفاظت کرنے کی عادت ہو جاتی ہے اور اس سے ملول میں نہیں آتے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے متخلق ہیں اور تمام مخلوق کے احوال جانتے ہیں سیاست ملکیہ اور احوال سلطنت سے خوب واقف ہیں تواضع اور انکساری آپ کی جبلت میں داخل ہے۔ الحاصل کائنات کے جملہ احوال کے عالم ہونے کے باوجود آپ کا بکریاں چرانا دیگر انبیاء کرام اور رُسل عظام کی اتباع اور موافقت پر مبنی ہے کیونکہ سب نبیوں نے بکریاں چرائی ہیں۔ اس وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف بیس برس تھی۔

واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — ضرورت کے وقت مُشرکوں کو اجیر بنانا یا جب کوئی مُسلمان نہ ملے

اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں سے معاملہ کیا (نصف بٹائی پر ان کو خیبر کی زمین دی)

۲۱۲۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بنی دیل کا ایک شخص پھر بنی عبد بن عدی کا ایک ماہر ہوشیار کو اجیر رکھا حالانکہ اُس نے عاص بن وائل کے خاندان سے قسم کا معاہدہ کیا تھا اور وہ کفارِ قریش کے دین پر تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دونوں نے اُس کو امانت دار سمجھا اور اپنی دونوں سواریاں اس کے حوالہ کر دیں اور اس سے تین دن کے بعد غارِ ثور میں آنے کا وعدہ لیا وہ تیسری رات کی صبح کو دونوں سواریاں لے کر ان کے پاس آیا تو آپ دونوں روانہ ہوئے اور عامر بن فہیرہ بھی روانہ ہُوا۔ راستہ بتانے والا "دیلی" یعنی دیل قبیلہ سے تھا وہ ان کو ساحل کے راستہ لے گیا۔

۲۱۲۱ — شرح : قولہ وَاسْتَاجَرَاہ یہ واؤ عاطفہ ہے معطوف علیہ اور کلمات ہیں جو پُوری حدیث میں مذکور ہیں۔

قولہ دلیل ،، راستہ بتانے والا شخص قبیلہ دِیل کا فرد تھا اس کا نام عبداللہ بن اُرَیقِط تھا۔ **قولہ حِلف** ،، عہد ہے جو لوگوں میں قرار پاتا ہے۔ ان لوگوں کی عادت تھی کہ جب آپس میں عہد و پیمان کرتے تو اپنے ہاتھ پانی میں ڈبوتے تھے " عامر بن فہیرہ ،، یہ کالے رنگ کا غلام طفیل بن عبداللہ کا مملوک تھا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو خرید کر آزاد کر دیا تھا اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دارِ ارقم میں داخل ہونے سے پہلے وہ مسلمان ہُوا اور وہ بہترین مسلمان تھا اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ اس حدیث سے واضح ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بنی دیل کے ایک شخص کو اُجرت پر لیا حالانکہ وہ مشرک تھا جبکہ کوئی مسلمان دستیاب نہ ہُوا جو راستہ کا ماہر ہو۔ اور عامر بن فہیرہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سواری پر ان کے پیچھے سوار ہُوا اور راستہ میں خدمت کرتا رہا۔ یہ عہد کرنے کا حکم شاید عہد کے کسی قدر مضبوط تھے کہ دشمن ہونے کے باوجود اس دیلی شخص نے کسی کو نہیں بتایا۔ حالانکہ کفارِ قریش نے آپ کی گرفتاری پر انعامات رکھے تھے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ إِذَا اسْتَأْجَرَ أَجِيْرًا لِيَعْمَلَ لَهُ بَعْدَ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ أَوْ بَعْدَ شَهْرٍ أَوْ بَعْدَ سَنَةٍ جَازَ وَهُمَا عَلَى شَرْطِهِمَا الَّذِي اشْتَرَطَاهُ إِذَا جَاءَ الْأَجَلُ -

۲۱۲۲ —— حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَاسْتَأْجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي الدِّيْلِ هَادِيًا خِرِّيْتًا وَهُوَ عَلَى دِيْنِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلٰثِ لَيَالٍ بِرَاحِلَتَيْهِمَا صُبْحَ ثَلٰثٍ ——

باب جب کسی اجیر کو اُجرت پر رکھا تاکہ تین دن یا مہینہ یا سال کے بعد اس کا کام کرے تو جائز ہے

اور وہ اس شرط پر قائم رہیں جو شرط لگا رکھی ہو جبکہ مدت پوری ہو جائے ——"

۲۱۲۲ —— **ترجمہ:** ابن شہاب نے کہا مجھے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم پاک ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قبیلہ بنی دیل کے ایک آدمی جو راستہ کا ماہر تھا کو اُجرت پر لیا حالانکہ وہ کفار قریش کے دین پر تھا اور اپنی دونوں اونٹنیاں اس کے سپرد کر دیں اور اس سے تین راتوں کے بعد تیسری کی صبح کو غارِ ثور پہ دونوں سواریاں لانے کا عہد کیا۔ **۲۱۲۲ —— شرح:** حدیث شریف میں تین دن کے بعد عمل کی ابتداء مذکور ہے مگر امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک مہینہ یا ایک سال بعد عمل کی ابتداء کو اس پر قیاس کیا ہے۔ یعنی اجلِ بعید کو اجلِ قریب پہ قیاس کیا اور حدیث کو اس مسئلہ کی دلیل بنایا کہ مطلق مدت کے لئے اجارہ جائز ہے۔ یہ خیال رہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیلی کو سواریاں صرف دیکھ بھال کے لئے دی تھیں تاکہ تین روز گزرنے تک ان کی حفاظت کرتا رہے اور تین دن کے بعد اس نے عمل شروع کیا تھا۔ حدیث شریف میں عمل کی صراحت مذکور ہے کہ وہ ان کو راستہ بتائے گا جبکہ خریت ماہر کو کہا جاتا ہے۔ دراصل عمل یہی تھا جس کے لئے اس کو اجیر بنایا گیا تھا اور یہ عمل تین دن کے بعد شروع ہوا تھا لہٰذا حدیث کی باب سے مناسبت واضح ہے اور یہ کہنا کہ عمل کی ابتداء اسی وقت ہو گئی تھی جبکہ سواریاں اجیر کے حوالے کی تھیں خلافِ تحقیق ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مزید یہ ہے یہ کہا جاتا ہے کہ تین دن یا ایک مہینہ یا ایک سال کے بعد

بَابُ الْاَجِيْرِ فِي الْغَزْوِ

۲۱۲۳ —— حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ يَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَكَانَ مِنْ اَوْثَقِ اَعْمَالِيْ فِيْ نَفْسِيْ وَكَانَ لِيْ اَجِيْرٌ فَقَاتَلَ اِنْسَانًا فَعَضَّ اَحَدُهُمَا اِصْبَعَ صَاحِبِهٖ فَانْتَزَعَ اِصْبَعَهٗ فَاَنْدَرَ ثَنِيَّتَهٗ فَسَقَطَتْ فَانْطَلَقَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَهْدَرَ ثَنِيَّتَهٗ وَقَالَ اَفَيَدَعُ اِصْبَعَهٗ فِيْ فِيْكَ تَقْضِمُهَا قَالَ اَحْسِبُهٗ قَالَ كَمَا يَقْضِمُ الْفَحْلُ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ جَدِّهٖ بِمِثْلِ هٰذِهِ الْقِصَّةِ اَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَاَنْدَرَ ثَنِيَّتَهٗ فَاَهْدَرَهَا اَبُوْبَكْرٍ۔

یہ کام کرد یہ اجارہ امام مالک اور ان کے اصحاب کے نزدیک جائز ہے جبکہ مزدور کو پہلے اُجرت دیدی جائے اور اگر پہلے مزدوری نہ دی جائے تو امام مالک رضی اللہ عنہ تو اسے جائز کہتے ہیں لیکن بعض فقہاء اس کے خلاف ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ممکن ہے کہ وہ ابتداء مدت سے پہلے ہی مر جائے۔ احناف کہتے ہیں مثلاً شعبان میں کہے میں نے تجھے اپنا مکان یکم رمضان کو کرایہ پر دیا تو یہ علی الاطلاق جائز ہے کیونکہ منافع کی تجدید سے عقد بھی از سرِ نو منعقد ہوتا رہتا ہے۔ مالکیہ کا مذہب بھی یہی ہے۔ البتہ شافعیہ کا مذہب یہ ہے کہ جب مکان کا مالک کہے میں نے تجھے یہ مکان چند دن کے بعد ایک سال کے لئے کرایہ پر دیا تو یہ عقدِ اجارہ صحیح نہیں کیونکہ بوقتِ عقد مکان کے منافع مقدور التسلیم نہیں ہیں۔ و اللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب جہاد میں اجیر ساتھ لینا

۲۱۲۳ —— ترجمہ: یعلیٰ بن اُمیہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جیش العسرہ (غزوہ تبوک) میں شریک ہُوا۔ میرے نزدیک یہ غزوہ لڑنا میرا مضبوط عمل تھا۔ میرا ایک مزدور تھا اُس نے ایک شخص سے جھگڑا کیا تو ایک نے دوسرے کی انگلی دانتوں میں دبالی۔ اُس نے اپنی انگلی کھینچی تو اس کے سامنے والے دانت گرا دیئے وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مقدمہ لے گیا تو آپ نے اس کو لغو قرار دیا اور فرمایا کیا وہ اپنی انگلی تیرے منہ میں چھوڑے رکھے تاکہ تو اسے چباتا رہے۔ یعلیٰ نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا جیسے اونٹ چبایا جاتا ہے۔ ابن جریج نے کہا کہ عبداللہ بن ابی مُلیکہ نے اپنے دادا سے اسی طرح بیان کیا کہ ایک شخص نے کسی دُوسرے کا ہاتھ دبایا تو اس نے اس کے سامنے والے دانت گرا دیئے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

بَابُ مَنِ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَبَيَّنَ لَهُ الْأَجَلَ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَهُ الْعَمَلَ لِقَوْلِهِ تَعَالَىٰ إِنِّيٓ أُرِيدُ أَنْ أُنكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ إِلَىٰ قَوْلِهِ وَاللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ يَأْجُرُ فُلَانًا يُعْطِيهِ أَجْرًا وَمِنْهُ فِي التَّعْزِيَةِ أَجَرَكَ اللَّهُ

نے اس کی دیت باطل کردی۔

۲۱۲۳ — شرح : یعنی جہاد میں خدمت کے لئے مزدور کو ساتھ لے جانا جائز ہے یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ امام بخاری نے اس طرف اشارہ کیا ہو کہ اگرچہ جہاد کا مقصد ثواب حاصل کرنا ہے لیکن یہ خادم سے استعانت کے منافی نہیں خصوصاً جبکہ خود کام نہ کرسکتا ہو۔ اس باب میں مذکور حدیث سے امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے استدلال کیا کہ جب کوئی کسی کا ہاتھ دانتوں میں چبائے اور وہ اپنا ہاتھ کھینچے اور اس سے چبانے والے کے دانت گرجائیں تو اس کی ضمان نہیں ہے اور امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا اگر کسی پر اونٹ نے حملہ کیا اور اس نے اس کی مدافعت کی جس سے وہ ہلاک ہوگیا تو اس پر حملہ کرنے والے اونٹ کی قیمت لازم نہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جس کا ہاتھ چبایا گیا وہ چبانے والے کو گرنے والے دانت کی ضمان ادا کرے۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے کہا قصاص میں کسی فقیہہ کا اختلاف نہیں البتہ ضمان میں اختلاف ہے۔
امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ضمان ساقط کرتے ہیں جبکہ امام شافعی رضی اللہ عنہ ضمان واجب کرتے ہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا مشہور مذہب یہی ہے۔ بعض احناف اس طرف گئے ہیں کہ اگر چبانے والے کے منہ سے آسانی سے ہاتھ نکال لینا ممکن ہو لیکن وہ قصداً سختی سے ہاتھ کھینچے تاکہ اس کے دانت گرجائیں تو اس پر ضمان واجب ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد یا دیگر امور میں خدمت کے لئے مزدور ساتھ لے جانا جائز ہے۔ لیکن جنگ کرنے کے لئے مزدور رکھنا جائز نہیں کیونکہ ہر مسلمان پر جہاد فرض ہے تاکہ اللہ کا دین بلند ہو۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جس نے کسی مزدور کو اجرت پر لگایا اور اس سے مدت بیان کردی اور کام کی وضاحت نہ کی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے! میری خواہش ہے کہ میں تجھ سے ایک بیٹی کا نکاح کردوں اور اللہ ہماری بات کا وکیل ہے" یاجُرُ فلاناً "، کا معنیٰ اس کو مزدوری دیتا ہے۔ اور اسی سے تعزیہ کے بارے میں ہے۔ کہ اللہ تجھے اجر دے!

بَابُ اِذَا اسْتَاجَرَ اَجِيْرًا عَلٰى اَنْ يُقِيْمَ حَائِطًا يُرِيْدُ اَنْ يَنْقَضَّ جَازَ

شرح : یعنی مستاجر نے اجیر سے مدّتِ اجارہ تو بیان کر دی لیکن یہ بیان نہ کیا کہ وہ کیا عمل کریگا۔ یہ صحیح ہے امام بخاری کا مقصد بھی یہی ہے اور مذکور آئت کریمہ سے انھوں نے استدلال کیا ہے کیونکہ آئت کریمہ میں عمل کی کیفیت مذکور نہیں۔ مگر یہ جواز اس وقت ہے جبکہ نفسِ عقد سے نفسِ عمل کی وضاحت ہوجاتی ہو جیسے کوئی غلام خدمت کے لئے اجیر لایا جائے۔ لیکن اگر نفسِ عقد سے عمل کا بیان معلوم نہ ہوتا ہو تو یہ اجارہ جائز نہیں کیونکہ اس طرح جھگڑے کا احتمال ہے۔ مہلّب رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا آئت کریمہ میں اس بات کی قطعًا دلیل نہیں کہ مذکور اجارہ میں عمل مجہول تھا کیونکہ وہ باہم جانتے تھے کہ بکریاں چرانا اور ان کو پانی پلانا اور جنگل سے لکڑیاں وغیرہ لانا یہی کام ہے۔ اور بخاری کا بھی یہی مقصد ہے اور یہ گمان کرنا صحیح نہیں کہ بخاری کے نزدیک مجہول عمل میں اجارہ صحیح ہے! بلکہ بخاری کا مقصد یہ ہے کہ عمل کو صراحتًا بیان کرنا ضروری نہیں۔

امام قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اکثر علماء کے نزدیک آئت میں مذکور نکاح میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت ہے دیگر لوگوں کے لئے یہ جائز نہیں کیونکہ لمبی مدت میں دھوکہ ظاہر ہوسکتا ہے" اگر یہ کہا جائے کہ بیٹیوں میں سے کسی ایک بیٹی کا نکاح کسی امتیاز کے بغیر کیسے صحیح ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مجلس عقدِ نکاح کی مجلس نہ تھی بلکہ یہ عقدِ مواعدت تھا یعنی سیدنا شعیب علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو ایک لڑکی نکاح کر دینے کا وعدہ کیا تھا البتہ عقدِ نکاح میں تمیز ضروری ہے۔ اگر یہ عقدِ نکاح ہوتا تو اس وقت یوں کہتے کہ میں نے تجھے اپنی فلاں لڑکی نکاح کر دی اور یہ نہ فرماتے کہ میں ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تم سے کرنے کا خیال کرتا ہوں۔

فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اگر کوئی کسی عورت سے نکاح کرے اور مہر یہ مقرر کرے کہ شوہر ایک سال اپنی بیوی کی خدمت کرے گا تو یہ امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب میں جائز ہے جبکہ وقت معلوم ہو جائے اور وہ پورا سال بیوی کی خدمت کرے گا۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر عورت سے ہم بستر نہیں ہوا تو نکاح فسخ کیا جائے ورنہ مہر مثل پر نکاح ثابت ہو جاتا ہے اور امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا اگر شوہر غلام نہیں تو مہر مثل ادا کرے گا۔ اور نکاح صحیح ہے اور اگر غلام ہے تو وہ ایک سال خدمت کرے گا اور نکاح صحیح ہے اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ شوہر پر ایک سال کی خدمت کی قیمت واجب ہے۔ کیونکہ خدمت متقومہ ہے۔ یعنی اس کی قیمت ہوسکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جس نے مزدور کو اس کام پر لگایا کہ وہ دیوار سیدھی کر دے جو گرنے والی ہے تو جائز ہے!

۲۱۲۴ ـــــ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ أَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ يَزِيدُ أَحَدُهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ وَغَيْرُهُمَا قَالَ قَدْ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهُ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ قَالَ سَعِيدٌ بِيَدِهِ هٰكَذَا وَرَفَعَ يَدَهُ فَاسْتَقَامَ قَالَ يَعْلَى حَسِبْتُ أَنَّ سَعِيدًا قَالَ فَمَسَحَهُ بِيَدِهِ فَاسْتَقَامَ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ سَعِيدٌ أَجْرًا نَأْكُلُهُ۔

۲۱۲۴ ـــــ ترجمہ : ابن جریج نے بیان کیا کہ مجھے یعلیٰ بن مسلم اور عمرو بن دینار نے سعید بن جبیر سے خبر دی وہ ایک دوسرے سے کچھ اضافہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابن جریج نے کہا مجھے یعلیٰ اور عمرو کے غیر نے خبر دی۔ ابن جریج نے کہا میں نے غیر کو سعید بن جبیر سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا اُنھوں نے کہا مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھ سے اُبی بن کعب نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "موسیٰ اور خضر (علیہ السلام) چلے اور اُنھوں نے ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی سعید نے کہا خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا (اور اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے) اور دیوار سیدھی کھڑی ہوگئی۔ یعلیٰ نے کہا میرا خیال ہے کہ سعید بن جبیر نے کہا کہ خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے دیوار کو مس کیا تو وہ سیدھی ہوگئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اگر تم چاہتے تو اس کی اُجرت لیتے سعید نے کہا مزدوری لیتے جو ہم کھاتے۔

۲۱۲۴ ـــــ شرح : قولہ "سَمِعْتُهُ" منصوب ضمیر غیر کی طرف لوٹتی ہے یعنی ابن جریج نے کہا "وَسَمِعْتُ غَيْرَهُمَا أَيْضًا يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ"

یعنی میں نے یعلیٰ اور عمرو کے غیر سے بھی سُنا کہ وہ سعید بن جبیر سے حدیث بیان کرتے تھے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ایک راوی کا اپنے ساتھی پر زیادہ کرنے سے محال لازم آئے گا اور وہ یہ کہ ایک ہی شئی مزید اور مزید علیہ ہو اس کا جواب یہ ہے کہ "بِأَحَدِهِمَا" سے اگر ایک معین مراد ہے تو اس میں اشکال نہیں اور اگر ان میں سے ہر ایک مراد ہے تو عبارت کا معنیٰ یہ ہوگا ان میں سے ایک راوی اپنے غیر کی زیادتی کے سوا زیادہ ذکر کیا تو یہ ایک اعتبار سے مزید اور دوسرے لحاظ سے مزید علیہ ہوگا اور یہ محال نہیں جبکہ جہات مختلفہ ہیں اگر یہ کہا کہ یہ "مزید" مجہول ہے کیونکہ اس سے زیادتی کا علم نہیں ہوتا کہ وہ کیا شئی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ سیاقِ عبارت سے یعلیٰ کی زیادتی معلوم ہو جاتی ہے جبکہ اُنھوں نے کہا "حَسِبْتُ" اس سے متعلق مزید تقریر "باب ذِهَابِ موسى فی البحر الی الخضر" کے باب کی حدیث ۷۳ کی شرح دیکھیں۔

بَابُ الْاِجَارَةِ اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ

۲۱۲۵ ـــــ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَمِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ اَهْلِ الْكِتَابَيْنِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَاجَرَ اُجَرَآءَ فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِيْ مِنْ غُدْوَةٍ اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِيْ مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ اِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰى ثُمَّ قَالَ مَنْ يَعْمَلُ مِنَ الْعَصْرِ اِلٰى اَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ عَلٰى قِيْرَاطَيْنِ فَاَنْتُمْ هُمْ فَغَضِبَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فَقَالُوْا مَا لَنَا اَكْثَرُ عَمَلًا وَاَقَلُّ عَطَآءً قَالَ هَلْ نَقَصْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ قَالُوْا لَا قَالَ فَذٰلِكَ فَضْلِيْ اُوْتِيْهِ مَنْ اَشَآءُ ـــــ

باب ـــــ دُوپہر تک کے لئے مزدور لگانا

۲۱۲۵ ـــــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا تمہاری مثال اور اہلِ کتاب کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے چند مزدور اُجرت پر لگائے اور کہا وہ کون ہے جو صبح سے دوپہر تک ایک قیراط پر میرا کام کرے تو یہودیوں نے دوپہر تک کام کیا پھر اُس نے کہا وہ کون ہے جو دوپہر سے عصر کی نماز تک ایک قیراط پر میرا کام کرے تو نصاریٰ نے عصر تک کام کیا پھر اُس نے کہا وہ کون ہے عصر سے غروبِ شمس تک دو قیراط پر میرا کام کرے اور وہ تم ہو اس پر یہود و نصاریٰ نے غصہ کیا اور کہا ہمارا کیا حال ہے۔ ہم نے کام زیادہ عرصہ کیا اور مزدوری تھوڑی ملی اس شخص نے کہا میں نے تمہارے حق سے کچھ کم کیا ہے؟ اُنھوں نے کہا نہیں اُس نے کہا یہ اضافہ میری طرف سے ہے جسے چاہوں دوں۔

۲۱۲۵ ـــــ شرح : اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ دن کے بعض حصہ میں اجارہ جائز ہے جبکہ اس کو معین کر لیا جائے۔ مثلاً یہ کہا جائے کہ ایک گھنٹہ یا دو گھنٹہ کے لئے کام پر لگایا جائے۔ قیراط نصف دانق ہے اور دانق درہم کا چھٹا حصہ ہے۔ اس حدیث سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا ہے کہ عصر کا وقت دو مثل کے بعد شروع ہوتا ہے کیونکہ اگر عصر کا وقت ایک مثل سے شروع ہو جائے تو غروبِ شمس تک یہ وقت ظہر کے وقت سے زیادہ ہوتا ہے۔ حالانکہ حدیث میں یہود و نصاریٰ کا عمل اس امت کے عمل سے زیادہ فرمایا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ الْاِجَارَةِ اِلٰی صَلٰوۃِ الْعَصْرِ ۲۱۲۶ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اَبِیْ اُوَیْسٍ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَالْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی كَرَجُلٍ اِسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ یَّعْمَلُ لِیْ اِلٰی نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْیَهُوْدُ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ ثُمَّ عَمِلَتِ النَّصَارٰی عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ ثُمَّ اَنْتُمُ الَّذِیْنَ تَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغَارِبِ الشَّمْسِ عَلٰی قِیْرَاطَیْنِ قِیْرَاطَیْنِ فَغَضِبَتِ الْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ عَمَلًا وَّاَقَلُّ عَطَاءً فَقَالَ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِّنْ حَقِّكُمْ شَیْئًا قَالُوْا لَا فَقَالَ فَذٰلِكَ فَضْلِیْ اُوْتِیْهِ مَنْ اَشَآءُ۔ بَابُ اِثْمِ مَنْ مَّنَعَ اَجْرَ الْاَجِیْرِ

۲۱۲۷ — حَدَّثَنَا یُوْسُفُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا یَحْیٰی بْنُ سُلَیْمٍ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ اُمَیَّةَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ ثَلٰثَةٌ اَنَا خَصْمُهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ رَجُلٌ اَعْطٰی بِیْ ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَكَلَ ثَمَنَهٗ وَرَجُلٌ اسْتَاْجَرَ اَجِیْرًا فَاسْتَوْفٰی مِنْهُ وَلَمْ یُعْطِهٖ اَجْرَهٗ۔

باب — عصر کی نماز تک کے لئے مزدور لگانا

۲۱۲۶ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری مثال اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص کی مثل ہے جس نے مزدوری کے لئے مزدور لگائے اور کہا کون ہے جو دوپہر تک ایک ایک قیراط پر کام کرے ؟ تو یہودیوں نے ایک ایک قیراط پر عمل کیا پھر نصاریٰ نے ایک ایک قیراط پر عمل کیا پھر تم ہو جو عصر کی نماز سے سورج غروب ہونے تک دو دو قیراط پر عمل کرتے ہو یہود و نصاریٰ ناراض ہوئے اور کہنے لگے ہمارا کام زیادہ ہے اور مزدوری تھوڑی ہے تو اس نے کہا کیا میں نے تمہارے حق میں سے کوئی شئی کم کی ہے ؟ انھوں نے کہا نہیں اس نے کہا یہ میرا احسان ہے جسے چاہوں دوں

باب — اس شخص کا گناہ جو مزدور کی اجرت نہ دے

۲۱۲۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جناب

بَابُ الْاِجَارَةِ مِنَ الْعَصْرِ اِلَى اللَّيْلِ

۲۱۲۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَاْجَرَ قَوْمًا يَعْمَلُوْنَ لَهٗ عَمَلًا يَوْمًا اِلَى اللَّيْلِ عَلٰی اَجْرٍ مَّعْلُوْمٍ فَعَمِلُوْا لَهٗ اِلٰی نِصْفِ النَّهَارِ فَقَالُوْا لَا حَاجَةَ لَنَا اِلٰی اَجْرِكَ الَّذِیْ شَرَطْتَ لَنَا وَمَا عَمِلْنَا بَاطِلٌ فَقَالَ لَهُمْ لَا تَفْعَلُوْا اَكْمِلُوْا بَقِيَّةَ عَمَلِكُمْ وَخُذُوْا اَجْرَكُمْ كَامِلًا فَاَبَوْا وَتَرَكُوْا وَاسْتَاْجَرَ اٰخَرِيْنَ بَعْدَهُمْ فَقَالَ اَكْمِلُوْا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَلَكُمُ الَّذِیْ شَرَطْتُ لَهُمْ مِنَ الْاَجْرِ فَعَمِلُوْا حَتّٰی اِذَا كَانَ حِيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ قَالُوْا لَكَ مَا عَمِلْنَا بَاطِلٌ وَلَكَ الْاَجْرُ الَّذِیْ جَعَلْتَ لَنَا فِيْهِ فَقَالَ اَكْمِلُوْا بَقِيَّةَ عَمَلِكُمْ فَاِنَّمَا بَقِیَ مِنَ النَّهَارِ شَیْءٌ يَسِيْرٌ فَاَبَوْا فَاسْتَاْجَرَ قَوْمًا اَنْ يَعْمَلُوْا لَهٗ بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ فَعَمِلُوْا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ حَتّٰی غَابَتِ الشَّمْسُ وَاسْتَكْمَلُوْا اَجْرَ الْفَرِيْقَيْنِ كِلَيْهِمَا فَذٰلِكَ مَثَلُهُمْ وَمَثَلُ مَا قَبِلُوْا مِنْ هٰذَا النُّوْرِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میں قیامت کے روز تین شخصوں کا دشمن ہوں گا۔ ایک وہ مرد جو میرے نام کے واسطہ سے عہد کرے پھر عہد شکنی کرے۔ دوسرا وہ شخص جو آزاد مرد کو فروخت کرکے اس کی قیمت کھائے تیسرا وہ انسان جو مزدوری کے لئے کسی مزدور کو لگائے اور اس سے پورا کام لے اور اس کی اُجرت نہ دے (اس حدیث کی شرح حدیث ۲۰۸۸ کے تحت دیکھیں)

باب عصر کے وقت سے رات تک کام پر لگانا

۲۱۲۸ — ترجمہ: ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا مسلمانوں، یہودیوں اور عیسائیوں کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے کچھ لوگوں کو کام پر لگایا کہ وہ مقررہ مزدوری کے عوض رات تک کام کریں۔ انہوں نے آدھا دن اس کا کام کیا اور کہا ہم کو تمہاری مزدوری کی حاجت نہیں جو تو نے شرط کی ہے اور جو ہم کام کر چکے ہیں وہ یوں ہی گیا ہے اس شخص نے کہا اس طرح نہ کرو اور باقی کام پورا کر لو اور اپنی پوری مزدوری لے جاؤ۔ انہوں نے انکار کیا اور چھوڑ گئے

بَابُ مَنِ اسْتَاجَرَ اَجِیْرًا فَتَرَكَ اَجْرَهٗ فَعَمِلَ فِیْهِ الْمُسْتَاجِرُ فَزَادَ وَمَنْ عَمِلَ فِیْ مَالِ غَیْرِهٖ فَاسْتَفْضَلَ۔

۲۱۲۹ ــــ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ اَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ ثَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ انْطَلَقَ ثَلٰثَةُ رَهْطٍ مِّمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَتّٰی اَوَوُا الْمَبِیْتَ اِلٰی غَارٍ فَدَخَلُوْهُ فَانْحَدَرَتْ صَخْرَةٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَسَدَّتْ عَلَیْهِمُ الْغَارَ فَقَالُوْا اِنَّهٗ لَا یُنْجِیْكُمْ مِّنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ اِلَّا اَنْ تَدْعُوا اللّٰهَ بِصَالِحِ اَعْمَالِكُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْهُمُ اللّٰهُمَّ كَانَ لِیْ اَبَوَانِ شَیْخَانِ كَبِیْرَانِ وَكُنْتُ لَا اَغْبِقُ قَبْلَهُمَا اَهْلًا وَّلَا مَالًا فَنَاٰی بِیْ طَلَبُ شَیْءٍ یَوْمًا فَلَمْ اُرِحْ عَلَیْهِمَا حَتّٰی نَامَا فَحَلَبْتُ لَهُمَا غَبُوْقَهُمَا فَوَجَدْتُّهُمَا نَائِمَیْنِ فَكَرِهْتُ اَنْ اَغْبِقَ قَبْلَهُمَا اَهْلًا وَّمَالًا فَلَبِثْتُ وَالْقَدَحُ عَلٰی یَدَیَّ اَنْتَظِرُ اسْتِیْقَاظَهُمَا حَتّٰی بَرَقَ الْفَجْرُ فَاسْتَیْقَظَا فَشَرِبَا غَبُوْقَهُمَا اللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِیْهِ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ فَانْفَرَجَتْ شَیْئًا لَّا یَسْتَطِیْعُوْنَ الْخُرُوْجَ

اُس نے ان کے بعد اور دو مزدور کام پر لگائے اور ان سے کہا تم باقی دن پورا کرو اور تمہیں وہی مزدوری ملے گی جو میں نے ان لوگوں کے لئے شرط کی تھی اُنھوں نے کام کیا حتیٰ کہ جب عصر کا وقت ہُوا تو ان دونوں مزدوروں نے کہا جو ہم نے تیرا کام کیا ہے وہ یوں ہی کیا ہے اور جو مزدوری ہمارے لئے مقرر تھی وہ اپنے پاس رکھو تو اُس نے کہا تم باقی دن پورا کرلو کیونکہ تھوڑا سا دن باقی رہ گیا ہے اُنھوں نے انکار کردیا۔ چنانچہ اُس نے اور لوگوں کو کام پر لگایا اُنھوں نے باقی دن کام کیا حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا اور وہ پہلے دونوں فریقوں کی پُوری مزدوری لے گئے پس ان کی مثال ان لوگوں کی مثال ہے جنھوں نے اس نورِ ہدایت کو قبول کیا۔

۲۱۲۸ ــــ شرح: اگر یہ سوال ہو کہ مذکور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود و نصاریٰ نے کچھ مزدوری نہیں لی۔ حالانکہ اس سے پہلی حدیث ۲۱۱۶ میں ہے کہ اُنھوں نے ایک ایک قیراط پر عمل کیا اور لے کر چلے گئے اس کا جواب یہ ہے کہ مزدوری لینے والے لوگ ہیں جو نسخ سے پہلے مرگئے اور اُنھوں نے بعد میں آنے والے نبی کا انکار نہیں کیا۔ اور مزدوری چھوڑنے والے وہ لوگ ہیں جنھوں نے بعد میں آنے والے نبی کا انکار کیا۔ ان دونوں مثالوں سے غرض یہ ہے کہ اس امت کے اعمال کا ثواب دُوسری اُمتوں کے

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْاٰخَرُ اَللّٰھُمَّ کَانَتْ لِیْ بِنْتُ عَمٍّ کَانَتْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیَّ فَاَرَدْتُّھَا عَلٰی نَفْسِھَا فَامْتَنَعَتْ مِنِّیْ حَتّٰی اَلَمَّتْ بِھَا سَنَۃٌ مِّنَ السِّنِیْنَ فَجَآءَتْنِیْ فَاَعْطَیْتُھَا عِشْرِیْنَ وَمِائَۃَ دِیْنَارٍ عَلٰی اَنْ تُخَلِّیَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ نَفْسِھَا فَفَعَلَتْ حَتّٰی اِذَا قَدَرْتُ عَلَیْھَا قَالَتْ لَا اُحِلُّ لَکَ اَنْ تَفُضَّ الْخَاتَمَ اِلَّا بِحَقِّہٖ فَتَحَرَّجْتُ مِنَ الْوُقُوْعِ عَلَیْھَا فَانْصَرَفْتُ عَنْھَا وَھِیَ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَیَّ وَتَرَکْتُ الذَّھَبَ الَّذِیْ اَعْطَیْتُھَا اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِکَ ابْتِغَآءَ وَجْھِکَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِیْہِ فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَۃُ غَیْرَ اَنَّھُمْ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ الْخُرُوْجَ مِنْھَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الثَّالِثُ اَللّٰھُمَّ اسْتَاْجَرْتُ اُجَرَآءَ فَاَعْطَیْتُھُمْ اَجْرَھُمْ غَیْرَ رَجُلٍ وَّاحِدٍ تَرَکَ الَّذِیْ لَہٗ وَذَھَبَ فَثَمَّرْتُ اَجْرَہٗ حَتّٰی کَثُرَتْ مِنْہُ الْاَمْوَالُ فَجَآءَنِیْ بَعْدَ حِیْنٍ فَقَالَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ اَدِّ اِلَیَّ اَجْرِیْ فَقُلْتُ لَہٗ کُلُّ مَا تَرٰی مِنْ اَجْرِکَ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالرَّقِیْقِ فَقَالَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ لَا تَسْتَھْزِئْ بِیْ فَقُلْتُ اِنِّیْ لَا اَسْتَھْزِئُ بِکَ فَاَخَذَہٗ کُلَّہٗ فَاسْتَاقَہٗ فَلَمْ یَتْرُکْ مِنْہُ شَیْئًا اَللّٰھُمَّ فَاِنْ کُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِکَ ابْتِغَآءَ وَجْھِکَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِیْہِ فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَۃُ فَخَرَجُوْا یَمْشُوْنَ

کے اعمال کے ثواب سے زیادہ ہے۔ اور دوسری مثال اس لئے بیان فرمائی کہ جو لوگ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے ان کے پہلے دین میں کئے ہوئے اعمال بے کار ہیں ان کا کچھ ثواب نہیں اور نور سے مراد نورِ ہدایت ہے جو حق کی طرف راہنمائی کرے۔

باب — جس نے کسی کو کام پر لگایا اور وہ اپنی اُجرت چھوڑ گیا اور کام پر لگانے والے نے اس سے کاروبار کرنا شروع کر دیا اور وہ زیادہ ہو گیا۔ یا جس نے غیر کے مال سے کاروبار کیا اور نفع حاصل کیا۔

۲۱۲۹ — ترجمہ: سالم بن عبداللہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم سے پہلی اُمّت کے تین شخص راہ چل رہے تھے حتیٰ کہ رات گزارنے کے لئے ایک غار میں پناہ لی اور اس میں داخل ہوگئے وہ کیا دیکھتے ہیں کہ پہاڑ سے ایک پتھر گرا جس نے غار کا منہ بند کر دیا اُنھوں نے باہم کہا تم اس پتھر سے نجات حاصل نہیں کر سکتے سوا اس کے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنے نیک اعمال کے وسیلہ سے دُعا کرو چنانچہ ان میں سے ایک شخص نے کہا اے اللہ! میرے ماں باپ بوڑھے تھے میں ان سے پہلے بیوی بچوں اور غلام وغیرہ کو دودھ نہ پلایا کرتا تھا۔ ایک دن کسی شئی کی تلاش میں دُور چلا گیا اور شام کو ان کے پاس واپس نہ آیا حتیٰ کہ وہ دونوں سو گئے۔ میں نے ان کے لئے دودھ دوہا اور کیا دیکھتا ہوں کہ وہ سو رہے ہیں اور ان سے پہلے بیوی بچوں اور غلاموں کو دودھ پلانا اچھا نہ سمجھا چنانچہ میں کھڑا رہا حالانکہ دُودھ کا پیالہ میرے ہاتھ میں تھا اور ان کے بیدار ہونے کا انتظار کرتا رہا حتیٰ کہ صبح طلوع ہوگئی اور وہ دونوں جاگے اور اُنھوں نے دُودھ پیا اے اللہ! اگر میں نے یہ عمل تیری رضا کے لئے کیا ہے تو ہم سے یہ پتھر ہٹا دے جس کے سبب ہم مصیبت میں مبتلا ہیں پس پتھر تھوڑا سا ہٹا لیکن وہ باہر نہیں نکل سکتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور دُوسرے شخص نے کہا اے اللہ! میرے چچا کی ایک بیٹی تھی جو لوگوں میں سے مجھے محبوب تھی میں نے اس سے بُرا کام چاہا جس کا اس نے انکار کر دیا حتیٰ کہ قحط کے سالوں میں سے قحط کے سال میں مبتلا ہوئی۔ وہ میرے پاس آئی میں نے اس کو ایک سو بیس دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ میرے اور اپنے نفس کے درمیان تخلیہ کر دے (یعنی بُرا کام کرنے سے نہ روکے)۔

اُس نے یہ تسلیم کر لیا حتیٰ کہ میں جب اس پر قادر ہُوا تو اُس نے کہا میں تیرے لئے یہ جائز نہیں سمجھتی کہ تو مُہر کو ناحق توڑے تو میں نے اس سے جماع کرنے کو گناہ سمجھا اور اس سے علیحدہ ہوگیا حالانکہ وہ مجھے لوگوں میں سے بہت زیادہ محبوب تھی اور جو سونا میں نے اس کو دیا تھا وہ اسی کے پاس رہنے دیا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ عمل تیری رضا کے لئے کیا ہے تو ہم سے یہ پتھر ہٹا دے جس میں ہم مبتلا ہیں چنانچہ پتھر کچھ ہٹ گیا لیکن وہ غار سے باہر نکلنے پر قادر نہ ہُوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تیسرے نے کہا اے اللہ! میں نے مزدوروں کو کام پر لگایا تھا اور ایک آدمی کے سوا سب مزدوروں کو اُجرت ادا کر دی تھی وہ آدمی اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا میں نے اسکی مزدوری کو زیادہ کرنا شروع کیا حتیٰ کہ اس سے بہت مال زیادہ ہوگیا۔ وہ کچھ عرصہ کے بعد میرے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے بندے میری مزدوری مجھے ادا کرو! تو میں نے اسے کہا یہ اونٹ، گائے، بکریاں اور غلام جو تو دیکھ رہا ہے سب تیری اُجرت سے حاصل ہُوا ہے۔ اُس نے کہا خُدا کے بندے میرے ساتھ مذاق نہ کر۔ میں نے کہا میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کرتا چنانچہ اُس نے سارا مال لیا اور چلتا بنا اور کچھ باقی نہ چھوڑا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ عمل تیری رضا کے لئے کیا ہے تو ہم سے یہ پتھر ہٹا دے جس میں ہم مبتلا ہیں چنانچہ پتھر ہٹ گیا اور وہ باہر نکل کر چلنے لگے۔

(حدیث ۲۰۷ کے تحت اس کی شرح دیکھیں)

بَابُ مَنْ اٰجَرَ نَفْسَهٗ لِيَحْمِلَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ثُمَّ تَصَدَّقَ مِنْهُ وَاُجْرِ الْحَمَّالِ

۲۱۳۰ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ الْقُرَشِيُّ ثَنَا اَبِىْ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ انْطَلَقَ اَحَدُنَا اِلَى السُّوْقِ فَيُحَامِلُ فَيُصِيْبُ الْمُدَّ وَاِنَّ لِبَعْضِهِمْ لَمِائَةَ اَلْفٍ قَالَ مَا نُرَاهُ اِلَّا نَفْسَهٗ ۔ بَابُ اَجْرِ السَّمْسَرَةِ وَلَمْ يَرَ

باب — جس نے اپنے آپ کو کام پر لگایا تاکہ اپنی پُشت پر بوجھ اُٹھائے پھر اُجرت کا صدقہ کردے اور بوجھ اُٹھانے والے کی اُجرت

۲۱۳۰ — ترجمہ : ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صدقہ کا حکم فرماتے تو ہم میں سے کوئی شخص منڈی جاتا اور بوجھ اٹھاتا اور ایک مد حاصل کرتا (اور وہ صدقہ کر دیتا) حالانکہ آج ان میں سے بعض کے پاس لاکھوں درہم ہیں۔ شقیق نے کہا میرا خیال ہے کہ ابو مسعود نے بعض سے اپنی ذات مراد لی ہے۔

۲۱۳۰ — شرح : ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کا نام عُقبہ ہے۔ حدیث شریف کا معنیٰ یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب صدقہ کرنے کا حکم فرماتے تو غریب صحابہ کرام صدقہ کرنے میں رغبت کرتے جبکہ وہ سُنا کرتے تھے کہ صدقہ کرنے میں بڑا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے وہ بازار میں جاتے اور اپنی پشتوں پر لوگوں کا سامان اُٹھا کر اُجرت حاصل کرتے پھر اُجرت صدقہ کر دیتے تھے۔ نسائی کی روایت میں ہے کہ اس وقت وہ فقراء تھے اور مزدوری کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فتوحات عطا کیں اور وہ مال دار ہو گئے۔ اسی لئے ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اب وہ لاکھوں کے مالک ہیں اُنھوں نے اپنی ذات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ فرمایا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — دلالی کی اُجرت

اِبْنُ سِيْرِيْنَ وَعَطَاءٌ وَاِبْرَاهِيْمُ وَالْحَسَنُ بِاَجْرِ السِّمْسَارِ بَاْسًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا بَاْسَ اَنْ يَّقُوْلَ بِعْ هٰذَا الثَّوْبَ فَمَا زَادَ عَلٰى كَذَا وَكَذَا فَهُوَ لَكَ وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ اِذَا قَالَ بِعْهُ بِكَذَا وَكَذَا فَمَا كَانَ مِنْ رِبْحٍ فَهُوَ لَكَ اَوْ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ فَلَا بَاْسَ بِهٖ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُوْنَ عِنْدَ شُرُوْطِهِمْ۔

۲۱۳۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّتَلَقَّى الرُّكْبَانُ وَلَا يَبِيْعَ حَاضِرٌ لِّبَادٍ قُلْتُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَا قَوْلُهٗ لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ قَالَ لَا يَكُوْنُ لَهٗ سِمْسَارًا۔

اور ابن سیرین، عطاء، ابراہیم نخعی اور حسن بصری رحمہم اللہ تعالیٰ نے دلال کی اُجرت میں کوئی حرج نہیں سمجھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ یہ کہنے میں کوئی حرج نہیں کہ تو یہ کپڑا بیچ دے اور اتنی رقم سے جو زیادہ ملے وہ لے لے اور ابن سیرین نے کہا جب کہے" اس کو اتنے سے بیچ دے اور جو نفع ہو وہ تو لے لے یا میرے اور تیرے درمیان آدھا آدھا رہے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" مسلمان اپنی شرطوں پر قائم رہیں۔

۲۱۳۱ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر قافلہ والوں کو ملنے سے منع فرمایا اور فرمایا شہری دیہاتی کے لئے بیع نہ کرے میں نے کہا اے ابن عباس اس ارشاد کا کیا مطلب ہے کہ شہری دیہاتی کے لئے نہ بیچے اُنھوں نے کہا اس کا دلال نہ بنے۔

۲۱۳۱ — شرح : دلالی میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر کوئی دلال سے کہے یہ سامان فروخت کرو اور تمہیں ایک درہم اجرت دی جائے گی یہ بیع جائز ہے اگرچہ سامان کی قیمت بیان نہ کی جائے۔ اسی طرح اگر یوں کہے کہ ہر سو دینار میں اتنے درہم دیں گے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ مثلاً ہزار درہم سے دلال کو معین رقم دینے میں کوئی حرج نہیں۔

بَابٌ هَلْ يُؤَاجِرُ الرَّجُلُ نَفْسَهُ مِنْ مُشْرِكٍ فِي أَرْضِ الْحَرْبِ

۲۱۳۲ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ ثَنَا أَبِي ثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ ثَنَا خَبَّابٌ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا قَيْنًا فَعَمِلْتُ لِلْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ فَاجْتَمَعَ لِي عِنْدَهُ فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا أَقْضِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقُلْتُ أَمَا وَاللّٰهِ حَتَّى تَمُوتَ ثُمَّ تُبْعَثَ فَلَا قَالَ وَإِنِّي لَمَيِّتٌ ثُمَّ مَبْعُوثٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهُ سَيَكُونُ لِي ثَمَّ مَالٌ وَوَلَدٌ فَأَقْضِيكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا —

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر کسی کو ایک ہزار دینار دیئے کہ وہ ان کے عوض کپڑا خریدے اور اسے دس درہم اُجرت ملے گی تو یہ اجارہ فاسد ہے اگر وہ کپڑا خرید لایا تو اس کو رواج کے مطابق اُجرت ملے گی۔

سفیان ثوری اور حضرت ابن عباس اور ابن سیرین رضی اللہ عنہم کے قول کے مطابق اکثر علماء اس بیع کو جائز نہیں کہتے امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کہتے ہیں یہ بیع جائز نہیں اور دلال کو رواج کے مطابق مزدوری ملے گی۔ البتہ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اس بیع کو جائز کہتے ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جب دلالی مقرر کرلی جائے تو مناسب یہ ہے کہ دلال اور سامان کا مالک اپنی مقرر کردہ شرط پر ثابت رہیں۔ اسحاق نے اپنی مسند میں مرفوع حدیث ذکر کی کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان اپنی شرط پر ثابت رہیں بشرطیکہ ایسی شرط نہ ہو جو حلال کو حرام یا حرام کو حلال کر دے۔ حدیث ۲۱۳۱ء کی شرح حدیث ۲۰۳۰ء، ۲۰۳۱ء کی شرح میں دیکھیں۔

قولہ لا یَبِیْعُ ،، اگر منصوب پڑھیں تو کلمہ لا زائد ہے اور اگر مرفوع پڑھیں تو اس کا عطف "نہیٰ" پر ہوگا اور اس سے پہلے "قَالَ" مقدر ہے۔ (کرمانی)

باب — کیا دارالحرب میں کوئی مُسلمان مشرک کی مزدوری کرسکتا ہے؟

۲۱۳۲ — ترجمہ: مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا ہم سے خباب بن ارت نے بیان کیا کہ میں ایک لوہار تھا۔ میں نے عاص بن وائل کا ایک کام کیا تھا اس کے پاس میری مزدوری جمع ہوگئی تھی۔ میں نے اس سے اُجرت کا مطالبہ کیا تو اُس نے کہا بخدا!

بَابُ مَا يُعْطَى فِي الرُّقْيَةِ عَلَى أَحْيَاءِ الْعَرَبِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ لَا يَشْتَرِطُ الْمُعَلِّمُ إِلَّا أَنْ يُعْطَى شَيْئًا فَيَقْبَلُهُ وَقَالَ الْحَكَمُ لَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا كَرِهَ أَجْرَ الْمُعَلِّمِ وَأَعْطَى الْحَسَنُ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ وَلَمْ يَرَ ابْنُ سِيرِينَ بِأَجْرِ الْقَسَّامِ بَأْسًا وَقَالَ كَانَ يُقَالُ السُّحْتُ الرِّشْوَةُ فِي الْحُكْمِ وَكَانُوا يُعْطَوْنَ عَلَى الْخَرْصِ۔

میں تجھے مزدوری نہیں دوں گا حتی کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے میں نے کہا بخدا! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہیں کروں گا، حتی کہ تو مر جائے پھر زندہ کیا جائے۔ اس نے کہا کیا میں مروں گا پھر زندہ ہوں گا؟ میں نے کہا ہاں۔ اُس نے کہا پھر میرا مال اور اولاد ہوگی تو تیری مزدوری ادا کروں گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی "اے نبی کیا آپ نے اس کو دیکھا جس نے میری آیات کا انکار کیا اور کہا میں مال اور اولاد دیا جاؤں گا۔

۲۱۳۲ — شرح: اگر یہ سوال ہو کہ مرنے کے بعد زندہ ہونے کے بعد بھی تو کفر ممکن نہیں اس کا جواب یہ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ میں کبھی بھی کفر نہیں کروں گا اور یہ غایت تابید کے لئے ہے جیسے ابلیس پر قیامت تک لعنت ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ قیامت کے بعد اس پر لعنت نہیں مقصد یہ ہے کہ شیطان ہمیشہ کے لئے ملعون ہے۔ حدیث ۱۹۶۳ کے تحت اس حدیث کی شرح دیکھیں۔

باب — عرب کے قبائل کو سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کرنے کے عوض اُجرت دینا،،

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ سب سے زیادہ اُجرت لینے کے لائق اللہ کی کتاب ہے۔ شعبی نے کہا مُعلّم شرط نہ کرے لیکن جو اس کو دیا جائے اس کو وہ قبول کرلے اور حکم نے کہا میں نے کسی سے نہیں سُنا کہ وہ مُعلّم کی اُجرت مکروہ سمجھتا ہو اور حسن بصری نے دس درہم اُجرت دی اور ابن سیرین نے تقسیم کرنے والے کی اُجرت میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔ انھوں نے کہا فیصلہ میں رشوت لینے کو سُحت کہا جاتا ہے اور اندازہ لگانے پر لوگوں کو اُجرت دی جاتی تھی۔

۲۱۴۳ — حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ اَبِی الْمُتَوَکِّلِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ انْطَلَقَ نَفَرٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفْرَةٍ سَافَرُوْهَا حَتّٰی نَزَلُوْا عَلٰی حَیٍّ مِنْ اَحْیَاءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوْهُمْ فَاَبَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْهُمْ فَلُدِغَ سَیِّدُ ذٰلِكَ الْحَیِّ فَسَعَوْا لَهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ لَا یَنْفَعُهٗ شَیْءٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَوْ اَتَیْتُمْ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِیْنَ نَزَلُوْا لَعَلَّهٗ اَنْ یَّكُوْنَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَیْءٌ فَاَتَوْهُمْ فَقَالُوْا یَا اَیُّهَا الرَّهْطُ اِنَّ سَیِّدَنَا لُدِغَ وَسَعَیْنَا لَهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ لَا یَنْفَعُهٗ فَهَلْ عِنْدَ اَحَدٍ مِّنْكُمْ مِنْ شَیْءٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ نَعَمْ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَرْقِیْ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَقَدِ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَیِّفُوْنَا فَمَا اَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حَتّٰی تَجْعَلُوْا لَنَا جُعْلًا فَصَالَحُوْهُمْ عَلٰی قَطِیْعٍ مِنَ الْغَنَمِ فَانْطَلَقَ یَتْفُلُ عَلَیْهِ وَیَقْرَاُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ فَكَاَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَانْطَلَقَ یَمْشِیْ وَمَا بِهٖ قَلَبَةٌ قَالَ فَاَوْفَوْهُمْ جُعْلَهُمُ الَّذِیْ صَالَحُوْهُمْ عَلَیْهِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اقْسِمُوْا فَقَالَ الَّذِیْ رَقٰی لَا تَفْعَلُوْا حَتّٰی نَاْتِیَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَنَذْكُرَ لَهُ الَّذِیْ كَانَ فَنَنْظُرَ مَا یَاْمُرُنَا فَقَدِمُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ فَذَكَرُوْا لَهٗ فَقَالَ وَمَا یُدْرِیْكَ اَنَّهَا رُقْیَةٌ ثُمَّ قَالَ قَدْ اَصَبْتُمْ اقْسِمُوْا وَاضْرِبُوْا لِیْ مَعَكُمْ سَهْمًا فَضَحِكَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ شُعْبَةُ ثَنَا اَبُوْبِشْرٍ سَمِعْتُ اَبَا الْمُتَوَكِّلِ بِهٰذَا۔

شرح : اگر یہ سوال ہو کہ عرب کے قبائل کی خصوصیت کی کیا وجہ ہے حالانکہ مکان بدلنے سے حکم نہیں بدلتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عرب کے قبائل کا ذکر واقعہ کا بیان ہے ان کے علاوہ دوسرے قبائل کی نفی نہیں ہے۔ سورۂ فاتحہ پڑھ کر پھونکنے اور قرآن کریم پڑھانے کی اُجرت میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم اسے جائز کہتے ہیں اور علامہ قرطبی نے امام ابوحنیفہ سے نقل کیا کہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر پھونکنے کی اُجرت جائز ہے۔ امام زہری کہتے ہیں قرآن کی تعلیم پر اُجرت لینا مکروہ ہے۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ حضرات ائمہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا قرآن کی تعلیم پر اُجرت لینا جائز نہیں۔ مگر علماء احناف متاخرین نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ مدینہ منورہ کے علماء اور فقیہہ ابواللیث اور امام شافعی رضی اللہ عنہم اسے جائز کہتے ہیں۔ علامہ ابن حجر نے شرح بخاری میں ذکر کیا کہ جمہور علماء نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ قرآن کریم کی تعلیم پر اُجرت لینا جائز ہے۔ عامر بن شراحیل شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اگر قرآن کی تعلیم پر اُجرت کی شرط نہ لگائی جائے اور جو کچھ بھی معلم کو دے دیا جائے اس کا اسے لینا جائز ہے کیونکہ یہ

یہ صدقہ یا ہبہ ہے اس کو اُجرت نہیں کہا جاتا۔ حضرت ہی اس کو جائز کہتے ہیں۔ شعبی رحمہا اللہ تعالیٰ بھی یہی کہتے ہیں کہ اُجرت کی شرط لگانا جائز نہیں۔ اگر شرط کئے بغیر معلم کو کچھ دے دیا جائے تو اس میں مضائقہ نہیں البتہ حکم کا کہنا ہے کہ معلم کی اُجرت مکروہ نہیں اور حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے معلم کو دس درہم اُجرت دی اُنھوں نے کہا کتابت کی اُجرت لینے میں کوئی حرج نہیں اور کتابت تعلیم نہیں ہے۔ محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ نے تقسیم کرنے والے اور تخمینہ کرنے والوں کی اُجرت میں کوئی حرج نہیں البتہ فیصلہ رشوت لے کر کرنا حرام ہے۔ اس باب میں قسّام اور خارص کو تبعًا ذکر کر دیا گیا ہے واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۱۳۳ —

ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ایک سفر میں روانہ ہوئے وہ سفر کرتے ہوئے عرب کے قبائل میں سے ایک قبیلہ میں پہنچے اور ان سے کھانا طلب کیا تو لوگوں نے ان کو کھانا کھلانے سے انکار کر دیا اس قبیلے کے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا لوگوں نے اس کے علاج کی ہر طرح کوشش کی لیکن اس کو کسی شئی نے نفع نہ دیا تو بعض لوگوں نے کہا اگر تم ان لوگوں کے پاس جاؤ جو اُترے ہیں شاید ان میں سے کسی کے پاس کچھ ہو وہ لوگ صحابہ کرام کے پاس آئے اور کہنے لگے اے لوگو! ہمارے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا ہے اور ہم نے ہر طرح کوشش کی ہے لیکن اس کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ کیا تم میں سے کسی کے پاس کچھ ہے بعض صحابہ نے کہا ہاں بخدا! میں جھاڑ پھونک کرتا ہوں لیکن واللہ! ہم نے تم سے مہربانی طلب کی اور تم نے ہماری مہمانی نہیں کی میں تمہیں جھاڑ پھونک نہیں کروں گا۔ حتیٰ کہ ہمارے لئے کچھ اُجرت مقرر کرو اُنھوں نے بکریوں کے ایک ریوڑ پر صلح مصالحت کی تو ایک صحابی اُٹھ کر گئے وہ اس پر پھونکتے اور سورۂ فاتحہ پڑھتے گویا کہ وہ رسیوں سے کھولا گیا ہے وہ اس طرح چلنے لگا کہ اس کو کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ اس نے کہا ان کو ان کی اُجرت پوری دے دو جس پر تم نے ان سے مصالحت کی ہے۔ بعض صحابہ کرام نے کہا بکریاں تقسیم کر لو اور جس نے جھاڑ پھونک کی تھی اس نے کہا تقسیم نہ کرو حتیٰ کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ سے سارا واقعہ ذکر کریں جو ہوا ہے اور دیکھیں آپ کیا حکم فرماتے ہیں۔ صحابہ کرام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے سارا واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ سے جھاڑ پھونک ہوتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اچھا کیا ہے بکریاں تقسیم کر لو اور میرے لئے اپنے ساتھ حصہ رکھ لو اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ شعبہ نے کہا ہم سے ابو بشر نے بیان کیا اُنھوں نے کہا میں نے ابو المتوکل سے یہ حدیث سنی ہے!

۲۱۳۳ —

شرح: جُعْل ، کا معنیٰ اُجرت ہے قطیع بکریوں کا ریوڑ ہے۔ اس سے مراد تیس[۳۰] بکریاں ہیں کیونکہ دوسری روایت میں تیس بکریوں کی صراحت مذکور ہے۔ بکریوں کو تقسیم کر دینا اخلاقی چیز ہے ورنہ ان کا واحد مالک جھاڑ پھونک کرنے والا صحابی تھے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تسلی کے لئے فرمایا کہ ان میں میرا حصہ بھی رکھ لو تا کہ ان کو مزید یقین ہو جائے کہ یہ ان کے لئے حلال ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ فاتحہ رقیہ ہے اور بیمار شخص پر اس کے ساتھ جھاڑ پھونک کرنا

بَابُ ضَرِيبَةِ الْعَبْدِ وَتَعَاهُدِ ضَرَائِبِ الْإِمَاءِ

۲۱۳۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ أَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ حَجَمَ أَبُو طَيْبَةَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ أَوْ صَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَكَلَّمَ مَوَالِيَهُ فَخُفِّفَ عَنْ غَلَّتِهِ أَوْ ضَرِيبَتِهِ۔

جائز ہے اور یہ وہ "رُقیہ" نہیں جس سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ یہ اللہ کا کلام ہے اور جس سے منع فرمایا ہے وہ کافروں کا کلام ہے اور اس میں کلمات کفریہ ہوتے ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ جنت میں بغیر حساب داخل ہوں گے وہ لوگ جھاڑ پھونک کرتے کراتے نہیں اور آیات قرآنیہ، اوراد مشروعہ اور اذکار مشہورہ سے جھاڑ پھونک جائز ہے چنانچہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جھاڑ پھونک کیا تھا یا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو منع فرمایا جن کا یہ اعتقاد تھا کہ "رُقیہ" کو دفع امراض میں تاثیر ذاتی ہے۔ جیسے جاہلیت میں لوگوں کا عقیدہ تھا اور وہ کثیر اشیاء میں تاثیر ذاتی کے معتقد تھے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ قرآن پاک میں بعض آیات سے "رُقیہ" کیا جاتا ہے اگرچہ سارا قرآن باعث برکت ہے لیکن جس آیت کریمہ میں تعوّذ یا دعا ہو وہ رُقیہ کے ساتھ مختص ہے۔ اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ منتر ہے۔ معلوم ہوا کہ آیات قرآنیہ کے ساتھ جھاڑ پھونک کرنا جائز ہے اسی طرح حدیث شریف میں مذکور دعاؤں سے منتر کرنا جائز ہے اور غیر عربی یا عبرانی الفاظ جن کا معنیٰ معلوم نہ ہو ان کے ساتھ پھونکنے میں علماء کا اختلاف ہے اور کلمات غیر شرعیہ سے پھونکنا حرام ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں قرآن کریم کی بڑی عظمت تھی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاں نص موجود نہ ہو وہاں اجتہاد کرنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — غلام سے اور لونڈیوں سے مقرر ٹیکس لینا

۲۱۳۴ — **ترجمہ:** حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ابو طیبہ نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پچھنے لگائے تو آپ نے اس کے لئے ایک صاع یا دو صاع گندم دینے کا حکم فرمایا اور اس کے مالکوں سے گفتگو کی کہ اس سے ٹیکس میں کمی کر دیں۔

۲۱۳۴ — **شرح:** "ضَرِيبَةُ الْعَبْدِ" وہ ہے جو مالک اپنے غلام زر خرید پر محصول یا ٹیکس وغیرہ مقرر کرے جو وہ ہر روز ادا کرتا ہے! "مَوَالِيْ" "مَوْلیٰ" کی جمع ہے۔ حدیث میں مذکور غلام چند اشخاص میں مشترک تھا یا مجازاً جمع کا اطلاق کیا ہے جیسے کہا جاتا ہے۔ تمیم نے قتل

بَابُ خَرَاجِ الْحَجَّامِ ۲۱۳۵ — حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا وُهَيْبٌ ثَنَا ابْنُ طَاوٗسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَعْطَى الْحَجَّامَ اَجْرَهُ۔ ۲۱۳۶ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَعْطَى الْحَجَّامَ اَجْرَهُ وَلَوْ عَلِمَ كَرَاهِيَةً لَمْ يُعْطِهِ۔ ۲۱۳۷ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ ثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَجِمُ وَلَمْ يَكُنْ يَظْلِمُ اَحَدًا اَجْرَهُ —

شخص کو قتل کیا حالانکہ قاتل ایک شخص ہوتا ہے۔ یہ حدیث بعینہٖ "ذکر الحجام" کے باب میں گزری ہے۔ لیکن وہاں کھجور کا صاع ذکر کیا ہے مگر اس میں منافات نہیں کیونکہ طعام سے مراد یہ ہے کہ جسے کھایا جائے اور کھجور بھی کھائی جاتی ہے۔ اس طرح کھجور پر بھی طعام کا اطلاق ہوتا رہتا ہے یا واقعہ متعدد بار ہُوا ہے ایک میں کھجور کا ذکر ہے دوسرے میں طعام مذکور ہے ابو طیبہ حجام کا نام نافع ہے۔ وہ محیصہ بن مسعود انصاری کا غلام تھا حدیث ۱۹۷۴ کے تحت اس کی مفصل شرح مذکور ہے! حدیث میں لونڈی کے ٹیکس کا ذکر نہیں لیکن اس کو غلام پر قیاس کر لیا گیا ہے جبکہ ان کی آمدنی زنا وغیرہ سے نہ ہو اور "تعاہد" سے یہی مراد ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — حجام کی اُجرت

۲۱۳۵ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اُس کی مزدوری دی۔

۲۱۳۶ — ترجمہ: ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور حجام "پچھنے لگانے والے" کو اس کی مزدوری دی اگر حجام کی اُجرت مکروہ جانتے تو اسے اُجرت نہ دیتے۔

۲۱۳۷ — ترجمہ: عمرو بن عامر نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پچھنے لگواتے تھے اور کسی کی مزدوری میں کمی نہیں کرتے تھے۔

بَابُ مَنْ كَلَّمَ مَوَالِيَ الْعَبْدِ أَنْ يُخَفِّفُوا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهِ

۲۱۳۸ —— حَدَّثَنَا آدَمُ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا فَحَجَمَهُ فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ أَوْ صَاعَيْنِ أَوْ مُدٍّ أَوْ مُدَّيْنِ فَكَلَّمَ فِيهِ فَخُفِّفَ مِنْ ضَرِيبَتِهِ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَسْبِ الْبَغِيِّ وَالْإِمَاءِ وَكَرِهَ إِبْرَاهِيمُ أَجْرَ النَّائِحَةِ وَالْمُغَنِّيَةِ وَقَوْلُ اللّٰهِ وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا إِلَى قَوْلِهِ غَفُورٌ رَحِيمٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ فَتَيَاتِكُمْ إِمَائُكُمْ۔

۲۱۳۵ تا ۲۱۳۷ —— شرح : جن روایات میں کسب الحجام کو خبیث فرمایا ہے وہ منسوخ ہیں کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطیبہ کو صرف مزدوری ہی دینے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کے مالکوں کو ٹیکس میں کمی کرنے کا حکم دیا۔ حدیث ۱۹۷۴ کے تحت اس کی شرح دیکھیں۔

باب — جس نے غلام کے مالکوں سے اس کے محصول میں تخفیف کے بارے میں کلام کیا

۲۱۳۸ —— ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگانے والے غلام کو بلایا اس نے آپ کو پچھنے لگائے اور آپ نے اس کے لئے ایک صاع یا دو صاع یا ایک مُد یا دو مُد دینے کا حکم دیا اور اس کے بارے میں آپ نے کلام فرمایا تو اس کے محصول میں تخفیف کی گئی۔

۲۱۳۸ —— شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجام کے محصول کی تخفیف میں سفارش فرمائی تھی اور ان پر تخفیف لازم نہیں کی گئی تھی۔ ہاں اگر حجام کا محصول زیادہ ہوتا جس کو ادا کرنے کی اسے طاقت نہ ہوتی تو آپ اس کے مالکوں پر تخفیف لازم کرتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حجام اپنے کسب سے کھا سکتا ہے۔ اسی طرح اس کا مالک بھی اس کا کسب کھا سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — فاحشہ عورت اور لونڈیوں کی کمائی

۲۱۳۹ — حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِیِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ

۲۱۴۰ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَسْبِ الْاِمَاءِ

اور ابراہیم نخعیؒ نے نوحہ کرنے والی اور گانے والی عورتوں کی اُجرت کو مکروہ سمجھا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اپنی لونڈیوں کو فحش کرنے پر مجبور نہ کرو جبکہ وہ پاکدامنی چاہتی ہیں تاکہ تم دُنیاوی زندگی کا سامان تلاش کرو اور جو کوئی ان کو مجبور کرے گا۔ بے شک اللہ ان کو مجبور کرنے کے بعد بخشنے والا ہے" فَتَیَاتِكُمْ" کا معنیٰ تمہاری لونڈیاں ہے۔

شرح: "بغی"، فاجرہ عورت لونڈی ہو یا آزاد اس کی جمع بغایا ہے" اماء"، "اَمَةٌ" کی جمع ہے وہ فاحشہ ہو یا پاکدامن ہو۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب کا حکم بیان نہیں کیا کیونکہ فاحشہ عورت کی کمائی مطلقاً حرام ہے اور لونڈی کی کمائی وہ حرام ہے جو زنا سے ہو۔ اس کی دستکاری کی کمائی حرام نہیں۔ چونکہ باب کے حکم میں یہ تفصیل تھی اس لئے اسے ذکر نہیں کیا۔ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اثر کی باب سے مناسبت اس طرح ہے کہ فاحشہ عورت کی کمائی اور نوحہ کرنے والی عورت اور مُغنیہ کی اُجرت میں مناسبت ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک کبیرہ گناہ ہے اور ہر ایک کا کرایہ باطل ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فاحشہ عورت کی کمائی کی حرمت پر قرآن کریم کی آیت ذکر کی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نوجوان لونڈیوں کو فجور پر مجبور کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ یہ حرام ہے اور اس کی تحریم ان کے زنا کی حرمت کی مقتضی ہے اور جب ان کا زنا حرام ہے تو زنا سے حاصل کردہ اُجرت بھی حرام ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ شرط کے مفہوم سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر لونڈیاں پاک دامنی نہ چاہیں تو ان کو زنا پر مجبور کرنا ممنوع نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مذکور شرط واقعہ کا بیان ہے کیونکہ زنا کی حرمت متفق علیہ ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ لہٰذا مذکور مفہوم بے فائدہ ہے اور آیت کریمہ میں "کلمہ اِن" کو مخففہ کہنا زیادہ مناسب ہے اس تقدیر پر آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ لونڈیوں کو زنا پر مجبور نہ کرو کیونکہ وہ پاک دامنی چاہتی ہیں جبکہ تمہارا مقصد دنیاوی زندگی کا سامان حاصل کرنا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۲۱۳۹ — ترجمہ: ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت، فاحشہ عورت کی کمائی اور کاہن کی اُجرت سے منع فرمایا۔

بَابُ عَسْبِ الْفَحْلِ۔ ۲۱۴۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ وَ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ۔ — بَابٌ اِذَا اسْتَاجَرَ اَرْضًا فَمَاتَ اَحَدُهُمَا قَالَ ابْنُ

۲۱۴۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈیوں کی اُجرت سے منع فرمایا۔

۲۱۳۹ ، ۲۱۴۰ — مشرح : لونڈیوں کی اُجرت سے مراد زناء کر کے اُجرت حاصل کرنا ہے۔ کیونکہ ان کے ہاتھ کا کسب جائز ہے۔ حدیث ۲۰۹۸ کی شرح میں اس کی تفصیل دیکھیں۔

باب — نر کی جفتی کرانے کی اُجرت

۲۱۴۱ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نر کی جفتی کرانے کی اُجرت سے منع فرمایا۔

۲۱۴۱ — مشرح : "عسب" کا معنی جفتی کرانے کی اُجرت ہے۔ نر کو اعارۃً دینا ممنوع نہیں کیونکہ اس طرح نسل ختم ہوتی ہے۔ البتہ جفتی کا کرایہ حرام ہے۔ کیونکہ یہ دھوکہ سے خالی نہیں کیونکہ یہ معلوم نہیں کہ مادہ جفتی سے بارور ہوئی ہے یا نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نر کی جفتی کرانے کا کرایہ حرام ہے۔ اس کو عسبِ فحل کی بیع بھی کہا جاتا ہے۔

امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ یہی کہتے ہیں کہ یہ بیع حرام ہے کیونکہ نر کا نطفہ قیمتی شئ نہیں۔ اور نہ ہی اس کا تسلیم کرنا مقدور ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جفتی کرانے کیلئے معین ضربوں پر نر کو کرایہ کے لئے لینا جائز ہے جبکہ اس کی مدت معین ہو۔ احناف کے مذہب کی دلیل بخاری کی یہ حدیث ہے۔ البتہ نر والے کو ہدیہ دینا جائز ہے۔ لیکن امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اس کے خلاف ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — جب کسی نے زمین کرایہ پر لی اور ان دونوں میں سے ایک مر گیا

سِيْرِيْنَ لَيْسَ لِأَهْلِهٖ اَنْ يُخْرِجُوْهُ اِلٰى تَمَامِ الْاَجَلِ وَقَالَ الْحَسَنُ وَالْحَكَمُ وَاِيَاسُ بْنُ مُعَاوِيَةَ تَمْضِى الْاِجَارَةُ اِلٰى اَجَلِهَا وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اَعْطَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ بِالشَّطْرِ فَكَانَ ذٰلِكَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِىْ بَكْرٍ وَصَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ وَلَمْ يُذْكَرْ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ جَدَّدَا الْاِجَارَةَ بَعْدَ مَا قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

ابن سیرین نے کہا مدت پوری ہونے تک اس کے گھر والے کرایہ دار کو نکال نہیں سکتے اور حکم، حسن بصری اور ایاس بن معاویہ نے کہا اجارہ مدت مقررہ تک جاری رہے گا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر نصف بٹائی پر دیا اور یہ اجارہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق اور ابتدائی خلافت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک قائم رہا۔ اور کہیں یہ مذکور نہیں کہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اجارہ کی تجدید کی ہو۔

شرح: یعنی ابن سیرین نے کہا جب کسی شخص نے زمین اجارہ پر دی اور مُوجر مرگیا تو اس کے وارث کرایہ دار کو مُدّت مقررہ تک زمین سے نہیں نکال سکتے۔ علماء کوفہ اور فقیہ ابواللیث نے کہا کسی ایک کی موت سے اجارہ فسخ ہوجاتا ہے۔ کیونکہ جب مُوجر مرجائے تو زمین وارث کی طرف منتقل ہوجاتی ہے اور موجر کی ملکیت میں منافع کا استحقاق اس کی موت سے ختم ہوجاتا ہے لہٰذا مَعْقُوْدٌ عَلَیْہ کے ختم ہونے سے اجارہ باطل ہوجائے گا کیونکہ اس کی موت کے بعد جو منافع ظاہر ہوں گے وہ وارث کی ملکیت میں پیدا ہوں گے اور ان پر اجارہ کا عقد نہیں لہٰذا اجارہ فسخ ہوجائے گا اور اگر مستاجر مرجائے تو اگر اجارہ کا عقد باقی رہے تو وہ اسی صورت میں ہی باقی رہ سکتا ہے کہ وارث اس کا نائب ہوگا اور یہ غیر متصور ہے کیونکہ مستاجر کی زندگی میں جو منافع ہوئے ہیں وہ ختم ہوچکے ہیں۔ ان میں وراثت متصور نہیں ہوسکتی کیونکہ وہ معدوم ہیں اور جو منافع پیدا ہوں گے وہ مورث کی مملوک نہیں لہٰذا ان میں وراثت بھی جاری نہیں ہوسکتی کیونکہ شئی کے وجود سے پہلے اس میں ملکیت متصور نہیں ہوسکتی! تو وراثت کیسے جاری ہوگی لہٰذا اجارہ فسخ ہوجائے گا۔
حکم، حسن بصری اور ایاس بن معاویہ رضی اللہ عنہم نے کہا مدت مقررہ تک اجارہ جاری رہتا ہے اور کسی کی موت سے فسخ نہیں ہوتا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اثر کا معنیٰ یہ ہے کہ جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو خیبر نصف بٹائی پر دیا تو آپ کی حیات طیبہ اور اس کے بعد بھی جاری رہا۔ معلوم ہو کہ موجر یا مستاجر دونوں میں

۲۱۴۲ ـــــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَعْطَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ الْيَهُودَ أَنْ يَعْمَلُوهَا وَيَزْرَعُوهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَأَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ الْمَزَارِعَ كَانَتْ تُكْرٰى عَلٰى شَيْءٍ سَمَّاهُ نَافِعٌ لَا أَحْفَظُهُ وَأَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ حَدَّثَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ حَتّٰى أَجْلَاهُمْ عُمَرُ ـــــ

سے کسی ایک کی موت سے اجارہ فسخ نہیں ہوتا ۔ علماء احناف اس اثر کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ خیبر کی زمین نصف بٹائی پر نہیں دی گئی تھی بلکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں پر احسان کیا تھا اور بطور خراج ان کو یہ زمین دی تھی اور وہ پیداوار کا نصف بطور خراج ادا کرتے تھے اس کو خراجِ مُقاسمہ کہا جاتا ہے اور یہ جائز ہے جیسے خراج توظیف جائز ہے ۔ اس میں کسی کا نزاع نہیں ۔ (خراج توظیف وہ ہے جو امام غیر مسلموں پر ٹیکس مقرر کرتا ہے)

خراجِ مقاسمہ یہ ہے کہ امام زمین کی پیداوار کا نصف یا ثلث یا رُبع مقرر کر دے اور بطور احسان زمین کفار کی ملک میں رہنے دے اور اگر زمین سے کچھ پیداوار نہ ہو تو ان پر کوئی شئی واجب نہیں ۔ اور یہودیوں اور ان کی اولاد میں کسی قسم کا تصرف کرنا منقول نہیں اور کسی روایت سے ثابت نہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات تک ان سے جزیہ وصول کیا ہو اور نہ ہی یہ ثابت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہم نے ان کو جلاوطن کرنے تک ان سے جزیہ لیا ہو ۔ ورنہ جزیہ کی آیت کے نزول پر یہودیوں سے ضرور جزیہ وصول کیا جاتا ۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ خیبر کا قضیہ خراج مقاسمہ تھا بطور مزارعت وغیرہ نہ تھا چونکہ اس مسئلہ میں علماءِ اُمت کے مختلف خیال ہیں اس لئے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب میں کوئی فیصلہ نہیں کیا جیسا کہ ان کی عادت ہے کہ جہاں اختلاف پایا جائے وہاں باب کا حکم ذکر نہیں کرتے "حَکَم بن عُتَیْبَہ" کوفہ کے بہت بڑے فقیہہ ہیں ۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان سے روایات نقل کی ہیں ۔

۲۱۴۲ ـــــ ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہودیوں کو) خیبر اس شرط پر دیا کہ وہ اس میں کام کریں اور کھیتی باڑی کریں اور جو کچھ اس سے پیداوار ہوگی ان کو اس کا نصف دیا جائے گا ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے بیان کیا کہ زرعی اراضی کچھ حصّہ کے عوض جس کا نافع نے ذکر کیا ۔ اجارہ پر دی جاتی تھیں (جویریہ نے کہا) مجھے یاد نہیں کہ نافع نے کیا ذکر کیا ہے ۔ اور رافع بن خدیج نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زرعی اراضی کے اجارہ سے منع فرمایا ۔ اور عُبید اللہ نے نافع سے اُنھوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْحَوَالَةِ

بَابٌ فِي الْحَوَالَةِ وَهَلْ يَرْجِعُ فِي الْحَوَالَةِ وَقَالَ الْحَسَنُ وَقَتَادَةُ إِذَا كَانَ يَوْمَ أَحَالَ عَلَيْهِ مَلِيًّا جَازَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَتَخَارَجُ الشَّرِيكَانِ وَأَهْلُ الْمِيرَاثِ فَيَأْخُذُ هٰذَا عَيْنًا وَهٰذَا دَيْنًا فَإِنْ تَوِيَ لِأَحَدِهِمَا لَمْ يَرْجِعْ عَلَى صَاحِبِهِ۔

کرتے ہوئے کہا حتیٰ کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو جلا وطن کر دیا۔

۲۱۴۲ —— شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ موجر اور مستاجر دونوں میں سے کسی ایک کی موت سے اجارہ کے فسخ ہو جانے یا عدم فسخ میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ حضرات ائمہ کرام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم نے کہا دونوں میں سے کسی ایک کی موت سے اجارہ فسخ نہیں ہوتا جبکہ علماء کوفہ کے نزدیک ایسا اجارہ فسخ ہو جاتا ہے۔ باب کے ترجمہ کی شرح میں اس کا مفصل ذکر ہو چکا ہے! واللہ سبحانہ وتعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حوالہ کا بیان

باب — کسی طرف قرض منتقل کرنے کا بیان کیا حوالہ میں رجوع کر سکتے ہیں؟

ترجمہ : حسن بصری اور قتادہ رضی اللہ عنہما نے کہا جس نے حوالہ کیا اس

۲۱۴۳ —— حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ فَاِذَا اُتْبِعَ اَحَدُكُمْ عَلٰى مَلِيٍّ فَلْيَتْبَعْ

وقت اگر وہ مال دار تھا تو حوالہ (قرض منتقل کرنا) جائز ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ دو شریک اور وراثت پانے والے اس طرح تقسیم کریں کہ یہ نقد لے لے اور یہ دین (قرض) لے لے اگر کسی ایک کا مال ضائع ہو گیا تو وہ اپنے ساتھی کی طرف رجوع نہیں کر سکتا۔

شرح: "حوالات" حوالہ کی جمع ہے۔ فقہاء کی اصطلاح میں اس کا معنیٰ یہ ہے کہ قرض ایک شخص کے ذمہ سے دوسرے شخص کے ذمہ کی طرف نقل کیا جائے۔ فقہاء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ حوالہ عقدِ لازم ہے یا نہیں جو اس کو عقدِ لازم کہتے ہیں ان کے نزدیک رجوع نہیں کر سکتا اور جنہوں نے اسے عقدِ لازم نہیں کہا ان کے نزدیک رجوع جائز ہے اسی لئے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حتمی فیصلہ نہیں کیا۔ صاحبِ دَین کو مُحتال اور جس پر قرض ہو اس کو مُحیل اور جس کے ذمہ قرض منتقل کیا جائے اس کو مُحتال عَلَیْہ کہتے ہیں یعنی بعض دفعہ مقروض شخص صاحبِ دین سے کہتا ہے کہ فلاں شخص سے قرضہ وصول کر لو۔ اور وہ صاحبِ دَین کو اس فلاں کے حوالہ کر دیتا ہے اس لئے صاحبِ دَین کو مُحتال اور مقروض کو مُحیل اور ذمہ واری لینے والے کو مُحتال عَلَیْہ کہا جاتا ہے۔ حضرت قتادہ اور حسن بصری سے پوچھا گیا کہ کوئی شخص قرضہ کسی کے ذمہ کر دیتا ہے اور مُحتال عَلَیْہ مفلس ہو جاتا ہے اور قرضہ ادا کرنے کے قابل نہیں رہتا کیا صاحبِ دَین مُحیل کی طرف رجوع کر سکتا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جس روز مُحیل نے مُحتال عَلَیْہ کے حوالہ کیا تھا اس روز اگر وہ خوش حال تھا تو یہ حوالہ جائز ہے اس سے یہ مفہوم لیا جا سکتا ہے کہ اگر وہ مفلس ہو تو رجوع ہو سکتا ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا صاحبِ دَین مُحیل پر رجوع کرے گا جبکہ مُحتال مفلس ہو جائے یا قاضی اس کو مفلس قرار دے دے یا وہ حوالہ کا انکار کر دے اور مُحتال کے پاس کوئی گواہ نہ ہو۔ امام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ عنہما کا مسلک بھی یہی ہے۔ حَکَم رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب مُحتال عَلَیْہ زندہ رہے رجوع جائز نہیں کیونکہ انسان کے حالات بدلتے رہتے ہیں کبھی خوش حال اور کبھی فقیر ہوتا رہتا ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر مُحتال عَلَیْہ غربت اور افلاس سے دھوکہ دیتا ہے تو مُحیل پر رجوع جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۱۴۳ —— ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مال دار کا قرض ادا کرنے میں تاخیر کرنا ظلم ہے اور جب تم میں سے کسی کو مال دار کے حوالہ کر دیا جائے تو وہ حوالہ قبول کر لے۔

۲۱۴۳ —— شرح: علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "مَطْل" کا معنیٰ قرض ادا کرنے میں ٹال مٹول کرنا

بَابٌ اِذَا حَالَ عَلٰى مَلِيٍّ فَلَيْسَ لَهٗ رَدٌّ وَمَنْ اُتْبِعَ عَلٰى مَلِيٍّ فَلْيَتْبَعْ مَعْنَاهُ اِذَا كَانَ لِاَحَدٍ عَلَيْكَ شَيْءٌ فَاَحَلْتَهٗ عَلٰى رَجُلٍ مَلِيٍّ فَضَمِنَ ذٰلِكَ مِنْكَ فَاِنْ اَفْلَسَتْ بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ اَنْ يَتْبَعَ صَاحِبَ الْحَوَالَةِ فَيَاْخُذُ عَنْهُ۔ ۲۱۴۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ ابْنِ ذَكْوَانَ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ وَمَنْ اُتْبِعَ عَلٰى مَلِيٍّ فَلْيَتْبَعْ۔

ہے اگر یہ بار بار کرے تو اس کی گواہی قابلِ قبول نہیں اس سے معلوم ہوا کہ اگر غریب آدمی قرض ادا کرنے میں ٹال مٹول کرے تو یہ ظلم نہیں کیونکہ وہ اس میں معذور ہے۔ اسی طرح امام نووی رحمہ اللہ نے بھی ذکر کیا ہے لیکن علامہ سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے مذہب کا مُقتضیٰ یہ ہے کہ قرض ادا کرنے سے ٹال مٹول میں تکرار شرط نہیں ہے۔ کیونکہ کسی کے مطالبہ پر کسی عذر کے بغیر اس کا حق منع کرنا غصب سا ہے اور یہ گناہ کبیرہ ہے اور اس میں تکرار شرط نہیں ہے لہٰذا جب کوئی عذر نہ ہونے کے باوجود قرض ادا کرنے میں ٹال مٹول کرے تو اس کی گواہی قابل قبول نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حوالہ قبول کر لینا چاہیئے۔ امام شافعی کے مذہب میں قبول کرنا مستحب ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب میں واجب ہے کیونکہ امر وجوب کو چاہتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق وہ مستحب کہتے ہیں جمہور فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ حوالہ قبول کرنا مستحب ہے اور جب مُحال علیہ غریب اور مُفلس ہو جائے تو صاحبِ دین مُحیل سے قرض وصول نہیں کر سکتا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب مُحتال علیہ مفلس مر جائے یا قاضی اس کو مُفلس قرار دیدے یا وہ حوالہ کا انکار کر دے اور اس کا گواہ وغیرہ نہ ہو تو صاحبِ دین مُحیل سے قرض وصول کرے گا۔ بعض علماء نے کہا کہ مالدار کا ٹال مٹول کرنا اس وقت ظلم ہوگا جب قرض کے ادا کرنے کی مُدّت ختم ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جب مالدار کے حوالہ کر دیا تو وہ اسے مسترد نہ کرے

اور جس کو مالدار کے حوالہ کیا جائے وہ اس کی پیروی کرے اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اگر کسی کا تجھ پر قرض ہو اور تو اس کو کسی مالدار کے حوالے کرے اور وہ تمہاری طرف سے قرض کا ضامن بن جائے۔ پس اگر اس کے بعد تو غریب مفلس ہو جائے تو وہ صاحب حوالہ ہی سے قرض وصول کرے،،

۲۱۴۴ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مالدار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے اور جس کو مالدار کے حوالہ کر دیا جائے وہ اسے قبول کرے۔

بَابُ اِذَا اَحَالَ دَیْنَ الْمَیِّتِ عَلٰی رَجُلٍ جَازَ

۲۱۴۵ ـــــ حَدَّثَنَا الْمَکِّیُّ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ اَبِیْ عُبَیْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَکْوَعِ قَالَ کُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اُتِیَ بِجَنَازَةٍ فَقَالُوْا صَلِّ عَلَیْهَا فَقَالَ هَلْ عَلَیْهِ دَیْنٌ فَقَالُوْا لَا قَالَ فَهَلْ تَرَکَ شَیْئًا قَالُوْا لَا فَصَلّٰی عَلَیْهِ ثُمَّ اُتِیَ بِجَنَازَةٍ اُخْرٰی فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلِّ عَلَیْهَا قَالَ هَلْ عَلَیْهِ دَیْنٌ قِیْلَ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَرَکَ شَیْئًا قَالُوْا ثَلٰثَةَ دَنَانِیْرَ فَصَلّٰی عَلَیْهَا ثُمَّ اُتِیَ بِالثَّالِثَةِ فَقَالُوْا صَلِّ عَلَیْهَا قَالَ هَلْ تَرَکَ شَیْئًا قَالُوْا لَا قَالَ فَهَلْ عَلَیْهِ دَیْنٌ قَالُوْا ثَلٰثَةُ دَنَانِیْرَ قَالَ صَلُّوْا عَلٰی صَاحِبِکُمْ قَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ صَلِّ عَلَیْهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلَیَّ دَیْنُهٗ فَصَلّٰی عَلَیْهِ ـــــ

باب اگر میّت کا قرض کسی کے حوالہ کرے تو جائز ہے

۲۱۴۵ ـــــ **ترجمہ** : سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا۔ لوگوں نے عرض کیا۔ آپ اس پر نماز پڑھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس پر قرضہ ہے ؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا اس نے کوئی ترکہ چھوڑا ہے ؟ اُنھوں نے کہا نہیں ! تو آپ نے اس پر نماز پڑھی پھر ایک اور جنازہ لایا گیا تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! اس پر پڑھیں آپ نے فرمایا کیا اس پر قرضہ ہے ؟ کہا گیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا اس نے کچھ مال چھوڑا ہے ؟ لوگوں نے عرض کیا تین دینار تو آپ نے اس پر نماز پڑھی۔ پھر تیسرا جنازہ لایا گیا تو لوگوں نے عرض کیا۔ آپ اس پر نماز پڑھیں آپ نے فرمایا کیا اس نے کوئی شئ چھوڑی ہے اُنھوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا اس پر قرضہ ہے۔ اُنھوں نے کہا تین دینار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے ساتھی پر نماز پڑھو۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ! اس پر نماز پڑھیں۔ اس کا قرضہ میرے ذمّہ ہے تو آپ نے اس پر نماز پڑھی۔

۲۱۴۵ ـــــ **شرح** : یہ ساتویں حدیث ہے جس میں امام بخاری اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف تین واسطے ہیں ایسی حدیث کو ثلاثی کہا جاتا ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ "عَلَیَّ دَیْنُهٗ" ضمان ہے حوالہ نہیں حالانکہ باب کے عنوان میں حوالہ کا ذکر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مفلس میّت کی ضمان یہ ہے کہ اس کا قرضہ اس کے ذمّہ سے دُوسرے ذمّہ کی طرف منتقل کیا جائے اور "حوالہ" کا معنیٰ بھی یہی ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "حمالہ اور حوالہ" قریب المعنیٰ ہیں لہٰذا حوالہ کی ضمان سے تعبیر کر سکتے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

كِتَابُ الْكَفَالَةِ

بَابُ الْكَفَالَةِ فِي الْقَرْضِ وَالدُّيُوْنِ بِالْاَبْدَانِ وَغَيْرِهَا وَقَالَ اَبُو الزِّنَادِ

ہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک میں انتقالِ ذمہ پایا جاتا ہے اور ابو قتادہ کی حدیث میں "عَلَيَّ دَيْنُهٗ" یعنی حمالہ کا معنی "میت کے ذمہ سے قرضہ کی برأت ہے۔ لہٰذا یہ اور حوالہ ایک ہی چیز ہیں۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ذمہ کے انتقال سے میت بریٔ الذمہ ہوجاتی ہے جبکہ ضمان معلوم ہو میت مال چھوڑے یا نہ چھوڑے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میت پر نماز اس لئے نہ پڑھی کہ اس کا ذمہ قرضہ میں مرہون ہوچکا تھا اگر ابو قتادہ کی ضمانت سے وہ بریٔ الذمہ نہ ہوتا تو اس پر نماز نہ پڑھتے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میت جب کوئی شئی نہ چھوڑے جس سے اس کا قرضہ ادا کیا جاسکے تو اس کی ضمان صحیح نہیں اور صحیح بخاری کی حدیث اس کے خلاف ہے۔ ابن منذر نے کہا امام ابو حنیفہ نے حدیث کی مخالفت کی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ اس طرح کا کلام سوءِ ادب ہے اور یہ ممکن نہیں کہ جو حدیث سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اس کے خلاف کچھ کہیں ادب کا مقتضیٰ یہ تھا کہ وہ یوں کہتے کہ ابو حنیفہ نے اس حدیث پر عمل نہیں کیا۔ لیکن جہاں بھی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کسی حدیث پر عمل ترک کیا ہے اس کی کوئی وجہ ہوتی ہے وہ یہ کہ وہ حدیث ان کے نزدیک ثابت نہیں ہوتی یا آپ کو اس حدیث پر اطلاع نہیں ہوتی یا وہ حدیث ان کے نزدیک منسوخ ہوتی ہے۔ یہاں بخاری کی یہ حدیث منسوخ ہے کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ۲۱۵۲ اس حدیث کی ناسخ ہے اور وہ یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں مومنوں کی جانوں سے ان کے زیادہ قریب ہوں جو کوئی مومن فوت ہوجائے اور اس کے ذمہ قرضہ ہو اس کو میں ادا کروں گا اور جو کوئی مومن مال چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کا ہے۔ یونس بن حبیب نے کہا میں نے ابو الولید کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جن احادیث میں میت پر نماز نہ پڑھنے کا ذکر ہے وہ سب منسوخ ہیں۔ لہٰذا یہ ثابت ہوگیا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے صحیح بخاری کی اس حدیث پر اس لئے عمل نہیں کیا کہ یہ منسوخ ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْاَسْلَمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ بَعَثَهُ مُصَدِّقًا فَوَقَعَ رَجُلٌ عَلٰى جَارِيَةِ امْرَاَتِهٖ فَاَخَذَ حَمْزَةُ مِنَ الرَّجُلِ كُفَلَاءَ حَتّٰى قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ وَكَانَ عُمَرُ قَدْ جَلَدَهٗ مِائَةً فَصَدَّقَهُمْ وَعَذَرَهٗ بِالْجَهَالَةِ وَقَالَ جَرِيْرٌ وَالْاَشْعَثُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فِى الْمُرْتَدِّيْنَ اِسْتَتِبْهُمْ وَكَفِّلْهُمْ فَتَابُوْا وَكَفَلَهُمْ عَشَائِرُهُمْ وَقَالَ حَمَّادٌ اِذَا تَكَفَّلَ بِنَفْسٍ فَمَاتَ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَقَالَ الْحَكَمُ يَضْمَنُ وَقَالَ اللَّيْثُ ثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ هُرْمُزَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ سَاَلَ بَعْضَ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَنْ يُسْلِفَهٗ اَلْفَ دِيْنَارٍ فَقَالَ ائْتِنِيْ بِالشُّهَدَاءِ اُشْهِدُهُمْ فَقَالَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا فَقَالَ فَائْتِنِيْ بِالْكَفِيْلِ قَالَ كَفٰى بِاللّٰهِ كَفِيْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَدَفَعَهَا اِلَيْهِ اِلٰى اَجَلٍ مُسَمًّى فَخَرَجَ فِى الْبَحْرِ فَقَضٰى حَاجَتَهٗ ثُمَّ الْتَمَسَ مَرْكَبًا يَرْكَبُهَا يَقْدَمُ عَلَيْهِ لِلْاَجَلِ الَّذِيْ اَجَّلَهٗ فَلَمْ يَجِدْ مَرْكَبًا فَاَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا فَاَدْخَلَ فِيْهَا اَلْفَ دِيْنَارٍ وَّصَحِيْفَةً مِّنْهُ اِلٰى صَاحِبِهٖ ثُمَّ زَجَّجَ مَوْضِعَهَا ثُمَّ اَتٰى بِهَا اِلَى الْبَحْرِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ اَنِّيْ تَسَلَّفْتُ فُلَانًا اَلْفَ دِيْنَارٍ فَسَاَلَنِيْ كَفِيْلًا فَقُلْتُ كَفٰى بِاللّٰهِ كَفِيْلًا فَرَضِيَ بِكَ فَسَاَلَنِيْ شَهِيْدًا فَقُلْتُ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا فَرَضِيَ بِكَ وَاِنِّيْ جَهَدْتُ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الکفالۃ

باب — دین اور قرض میں بدنی اور مالی ذمہ واری لینا "

ترجمہ : ابوالزناد نے محمد بن حمزہ بن عمرو اسلمی سے اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو صدقات لینے بھیجا۔ وہاں کسی شخص نے اپنی بیوی کی لونڈی سے زنا کیا۔ تو حمزہ نے زانی مرد سے ضامن

اَنْ اَجِدَ مَرْکَبًا اَبْعَثُ اِلَیْهِ الَّذِیْ لَهٗ فَلَمْ اَقْدِرْ وَاِنِّیْ اَسْتَوْدِعُکَهَا فَرَمٰی بِهَا فِی الْبَحْرِ حَتّٰی وَلَجَتْ فِیْهِ ثُمَّ انْصَرَفَ وَهُوَ فِیْ ذٰلِکَ یَلْتَمِسُ مَرْکَبًا یَخْرُجُ اِلٰی بَلَدِهٖ فَخَرَجَ الرَّجُلُ الَّذِیْ کَانَ اَسْلَفَهٗ یَنْظُرُ لَعَلَّ مَرْکَبًا جَاءَ بِمَالِهٖ فَاِذَا بِالْخَشَبَةِ الَّتِیْ فِیْهَا الْمَالُ فَاَخَذَهَا لِاَهْلِهٖ حَطَبًا فَلَمَّا نَشَرَهَا وَجَدَ الْمَالَ وَالصَّحِیْفَةَ ثُمَّ قَدِمَ الَّذِیْ کَانَ اَسْلَفَهٗ فَاَتٰی بِالْاَلْفِ دِیْنَارٍ وَقَالَ وَاللّٰهِ مَازِلْتُ جَاهِدًا فِیْ طَلَبِ مَرْکَبٍ لِاٰتِیَکَ بِمَالِکَ فَمَا وَجَدْتُ مَرْکَبًا قَبْلَ الَّذِیْ اَتَیْتُ فِیْهِ قَالَ هَلْ کُنْتَ بَعَثْتَ اِلَیَّ شَیْئًا قَالَ اُخْبِرُکَ اَنِّیْ لَمْ اَجِدْ مَرْکَبًا قَبْلَ الَّذِیْ جِئْتُ بِهٖ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَدّٰی عَنْکَ الَّذِیْ بَعَثْتَ فِی الْخَشَبَةِ فَانْصَرِفْ بِالْاَلْفِ الدِّیْنَارِ رَاشِدًا

لیا حتیٰ کہ وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے حالانکہ عمر فاروق اس کو پہلے سَو کوڑے مار چکے تھے اُنھوں نے لوگوں سے تصدیق کرائی اور اس کو جہالت کے سبب معذور سمجھا۔ جریر اور اشعث نے عبداللہ بن مسعود سے مرتدین کے بارے میں کہا کہ ان سے توبہ کرائیں اور ان سے کفیل لیں۔ اُنھوں نے توبہ کی اور ان کے قبیلہ والے لوگ ان کے کفیل بن گئے حماد نے کہا جب کوئی کسی کا کفیل (ضامن) ہو جائے اور وہ مر جائے۔ تو اس پر کچھ واجب نہیں حکم نے کہا وہ ضامن ہوگا۔ امام بخاری نے کہا کہ لیث نے کہا مجھے جعفر بن ربیعہ نے عبدالرحمٰن بن ہرمز سے اُنھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا جس نے ایک بنی اسرائیل سے سوال کیا تھا کہ وہ اس کو ایک ہزار دینار قرضہ دے تو اُس نے کہا میرے پاس گواہ لاؤ میں ان کو گواہ بناؤں گا اُس نے کہا اللہ گواہ کافی ہے۔ اُس نے کہا کوئی ضامن لے آؤ اُس نے کہا اللہ ضامن کافی ہے۔ اُس نے کہا ٹھیک ہے تو سچا ہے اور اس کو مقررہ مدت کے لئے قرضہ دے دیا۔ وہ شخص سمندر کی طرف گیا اور اپنی ضرورت پوری کی پھر اُس نے سواری تلاش کی کہ اس پر سوار ہو کر مقررہ مدت میں اس کے پاس جائے (تاکہ قرضہ ادا کرے) اُس نے کوئی سواری نہ پائی تو ایک لکڑی لے کر اسے کرید ا اور ایک ہزار دینار اور قرض خواہ کی طرف ایک خط اس میں رکھا اور اس جگہ کو بند کر دیا پھر اس کو سمندر کے کنارے پر لایا اور کہا اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے فلاں شخص سے ایک ہزار دینار قرض لیا تھا اُس نے مجھ سے کفیل کا سوال کیا تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ کفیل کافی ہے وہ تجھ سے راضی ہو گیا۔ پھر اُس نے مجھ سے گواہ مانگا تو میں نے کہا اللہ گواہ کافی ہے وہ تیری گواہی سے راضی ہو گیا۔ میں نے سواری حاصل کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس کا قرضہ اسے بھیجوں لیکن میں اس پر قادر نہ ہوا اور میں اس کو تیرے سپرد کرتا ہوں اور لکڑی کو دریا میں پھینک دیا حتیٰ کہ وہ لکڑی ڈوب گئی پھر وہ لوٹ گیا اور وہ اس مدت میں سواری تلاش کرتا رہا تاکہ اپنے

اپنے شہر جائے۔ اُدھر وہ شخص جس نے اس کو قرض دیا تھا باہر نکلا تاکہ دیکھے کہ شائد کوئی جہاز اس کا مال لے کر آیا ہو۔ اچانک اُس نے لکڑی دیکھی جس میں مال تھا وہ اسے اپنے گھر ایندھن کی خاطر لے گیا جب اسے پھاڑا تو اپنا مال اور خط پایا پھر وہ شخص جس کو قرض دیا تھا وہ ہزار دینار لے کر آگیا اور کہنے لگا بخدا! میں سواری کی تلاش میں رہا تاکہ تمہارا مال لے کر آؤں لیکن میں جس جہاز میں آیا ہوں اس سے پہلے کوئی جہاز نہ پایا۔ قرض خواہ نے کہا کیا تو نے میری طرف کوئی شئی بھیجی ہے۔ مقروض نے کہا میں تمہیں بتارہا ہوں کہ میں جس جہاز میں آیا ہوں اس سے پہلے مجھے کوئی جہاز نہیں ملا۔ قرض خواہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے تیری امانت جو تو نے لکڑی میں بھیجی تھی مجھے پہنچادی ہے۔ چنانچہ وہ ہزار دینار لے کر خوشی واپس چلا گیا۔

شرح : دین اور قرض میں فرق یہ ہے کہ بیع وغیرہ سے جو شئی کسی کے ذمہ ہو وہ دین ہے اور کسی سے معتد مال لینا قرض ہے۔ کفالہ اور حوالہ قریب المعنی ہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک میں دین کو ایک ذمہ سے دوسرے ذمہ کی طرف منتقل کرنا ہے اس لئے حوالہ کے باب میں کفالہ ذکر کردیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کفالہ بالابدان اور بالاموال جائز ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کی لونڈی سے زنا کرلے اس کا حکم وہ ہے جو حدیث میں مذکور ہے لیکن حضرات ائمہ کرام ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ اگر زانی محصن ہو تو اس پر رجم ہے اور اگر محصن نہ ہو تو اس کو کوڑے لگائے جائیں۔ اُنھوں نے نعمان بن بشیر کی حدیث سے استدلال کیا کہ ایک شخص نامی عبدالرحمٰن بن حُنین نے اپنی بیوی کی لونڈی سے جماع کرلیا اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے پاس یہ مقدمہ پیش ہوا جبکہ وہ اس وقت کوفہ کے گورنر تھے۔ اُنھوں نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ اگر تیری بیوی نے تیرے لئے یہ لونڈی جائز کردی تھی تو میں تجھے سو کوڑے ماروں گا اور اگر تیرے لئے اس نے جائز نہ کی تھی تو میں تجھے سنگسار کروں گا۔ جب اس کی بیوی سے پوچھا گیا تو اُس نے کہا کہ اُس نے اپنے شوہر کے لئے لونڈی حلال کردی تھی تو نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے اس کو سو کوڑے (ترمذی، ابن ماجہ، طحاوی، ابوداؤد) حضرت نعمان بن بشیر کی اس روایت سے سلمہ بن محبّق کی روایت منسوخ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جس شخص نے اپنی بیوی کی لونڈی سے زنا کیا تھا اس کا فیصلہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیا تھا کہ اگر اس نے لونڈی سے جبراً ایسا کیا ہے تو وہ آزاد ہے اور اس پر اس جیسی لونڈی تاوان ہے۔ اور اگر اس کی مرضی سے کیا ہے تو وہ لونڈی اس کی ہے اور اس پر اس جیسی لونڈی تاوان ہے۔ جو وہ اپنی بیوی کو ادا کرے گا نہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا عمل سلمہ بن محبّق کی روایت پر تھا کیونکہ ان کو اس حدیث کے منسوخ ہونے کا علم نہ تھا۔ "جریر اور اشعث"، کے اثر میں کفالہ سے مراد فقہی کفالہ نہیں بلکہ اس کفالہ سے مراد یہ ہے کہ ان سے وعدہ لیں کہ وہ آئندہ مرتد نہ ہوں گے جبکہ وہ ایک سو ستر کی تعداد میں تھے اور بعض حضرات ان کو قتل کردینے کے حق میں تھے حضرت حماد رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کہ کفیل بالنفس اس شئی کا ضامن نہیں جس کا وہ کفیل بنا ہو جبکہ وہ مرجائے اور حکم کے مذہب میں ضامن ہوتا ہے۔

حماد بن ابو سلیمان، کوفی فقیہ ہیں اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے استاد ہیں۔ امام یحییٰ بن معین اور

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ

۲۱۴۶ — حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ اِدْرِيْسَ عَنْ طَلْحَةَ ابْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ قَالَ وَرَثَةً وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ كَانَ الْمُهَاجِرُوْنَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرِثُ الْمُهَاجِرُ الْاَنْصَارِيَّ دُوْنَ ذَوِيْ رَحِمِهٖ لِلْاُخُوَّةِ الَّتِيْ اٰخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ نُسِخَتْ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ اِلَّا النَّصْرَ وَالرِّفَادَةَ وَالنَّصِيْحَةَ وَقَدْ ذَهَبَ الْمِيْرَاثُ وَيُوْصِيْ لَهٗ —

امام نسائی نے ان کو ثقہ کہا وہ ایک سو بیس ہجری میں فوت ہوئے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی اکثر روایات انہی سے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کے زمانہ کی احادیث کی تحدیث جائز ہے حدیث شریف میں ہے "بنی اسرائیل کی حدیث بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سمندر میں تجارت کرنا جائز ہے اور اس میں جہاز پر سوار ہونا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سمندر سے جو چیز ملے جب تک اس کے مالک کا علم نہ ہو وہ لینے کے لئے جائز ہے۔ کتاب الزکوٰۃ میں باب مایستخرج من البحر" میں اس کی تفصیل مذکور ہے

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اور جن سے تم نے قسم کھا کر عہد کیا تو ان کو ان کا حصّہ دے دو "

۲۱۴۶ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ " وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ "، سے مراد وارث ہیں "، اور انھوں نے " وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ "، کی تفسیر میں بیان کیا کہ جب مہاجرین مدینہ منورہ آئے تو مہاجر انصاری کا وارث ہوتا تھا اس کے قریبی وارث نہ ہوتے تھے اس کی وجہ وہ بھائی چارہ تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان قائم کیا تھا اور جب یہ آیت کریمہ " وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ "، نازل ہوئی تو وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ "، منسوخ ہو گئی پھر ابن عباس نے کہا وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ "، صرف مدد، معاونت اور بھلائی کے حق میں باقی رہی اور ان کے لئے وراثت ختم ہو گئی ہے البتہ ان کے لئے وصیت کی جا سکتی ہے۔"

۲۱۴۷ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَاٰخٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ ۔

۲۱۴۸ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّا ثَنَا عَاصِمٌ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَبَلَغَكَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حِلْفَ فِي الْاِسْلَامِ فَقَالَ قَدْ حَالَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَّالْاَنْصَارِ فِيْ دَارِيْ ۔

۲۱۴۶ ـــ **شرح** : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب کے عنوان سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ کفالہ کا مقصد یہ ہے کہ تبرع کے طور پر کسی شئی کو اپنے ذمہ کر لیا جائے تو وہ لازم ہو جاتی ہے جیسے قسم کھا کر عہد کرنے سے وراثت کا استحقاق لازم ہو جاتا ہے۔ لوگ جاہلیت میں قسم کھا کر کسی سے عہد کر لیتے تھے اور اس وجہ سے وہ ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے۔ جب میراث کی آیت نازل ہوئی تو یہ معاقدہ (عقد حلف) منسوخ ہو گئی۔ اور اس آیت کریمہ " وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ " نے اس کو منسوخ کر دیا یعنی قریبی رشتہ دار ایک دوسرے کے وارث ہوں۔ ابو جعفر نحاس نے کہا ضروری بات تو یہ ہے کہ ابن عباس کی حدیث کا محمل یہ قرار دیا جائے کہ " وَ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ " سے جاہلیت کا طریقہ منسوخ ہے جو وہ کیا کرتے تھے اور " وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ " کو نہ تو ناسخ کہا جائے اور نہ ہی اس کو منسوخ کہا جائے۔ جبکہ حسن بصری اور قتادہ اس کو منسوخ کہتے ہیں۔ اسی طرح ابن عباس سے بھی منقول ہے لیکن مجاہد، سعید بن جبیر اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہم اس آیت کو محکمہ سمجھتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ یہ حکم باقی ہے منسوخ نہیں اور دونوں آیتوں میں تضاد نہیں کیونکہ " اُولُوا الْاَرْحَامِ " یعنی قریبی رشتہ دار اولیاء معاقدۃ یعنی جن سے عقدِ حلف کیا ہے سے زیادہ قریب ہیں کہ وہ وارث ہوں اور اگر وہ نہ ہوں تو وراثت ان لوگوں کو دی جائے جن سے عقدِ حلف ہو چکا ہے اور وہ بیت المال کی نسبت زیادہ مستحق ہیں (عینی)

۲۱۴۷ ـــ **ترجمہ** : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارے پاس عبد الرحمٰن بن عوف تشریف لائے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ (حدیث ۱۹۲۳ کا مطالعہ کریں)

۲۱۴۸ ـــ **ترجمہ** : عاصم نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام میں عقدِ حلف نہیں تو انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں قریش اور انصار کے درمیان عقدِ حلف کیا تھا۔"

۲۱۴۸ ـــ **شرح** : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد " لَا حِلْفَ فِي الْاِسْلَامِ " حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مخالف اور متضاد نہیں کیونکہ شروع اسلام میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ بنایا تھا۔ پھر یہ منسوخ ہو گیا اور آپس

بَابُ مَنْ تَكَفَّلَ عَنْ مَيِّتٍ دَيْنًا فَلَيْسَ لَهُ اَنْ يَرْجِعَ وَبِهِ قَالَ الْحَسَنُ

۲۱۴۹ — حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِجَنَازَةٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ قَالُوْا لَا فَصَلَّى عَلَيْهِ ثُمَّ اُتِيَ بِجَنَازَةٍ اُخْرٰى فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَصَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ قَالَ اَبُوْقَتَادَةَ عَلَيَّ دَيْنُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَصَلّٰى عَلَيْهِ۔

میں اسلامی تعاون ایک دوسرے سے بھلائی کرنا خیرخواہی کرنا اور اخلاص باقی رہ گیا جس کو قرآن کریم نے باطل نہیں کیا اس قسم کا حِلف اسلام میں باقی ہے اسی کے متعلق سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو جاہلیت میں حِلف یعنی عہد تھا۔ اسلام اس کو مضبوط کرتا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں۔ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ جاہلیت کے اطوار وغیرہ جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ان کو اسلام میں نہ اپنایا جائے چنانچہ فرمایا " لَا حِلْفَ فِی الْاِسْلَامِ "، اور حضرت انس کی حدیث میں جو مخالفت مذکور ہے اس کا معنیٰ بھائی چارہ ہے۔ یعنی آپس میں اسلامی تعاون اور اخلاص کریں۔

باب — جو کوئی میّت کے قرضہ کا کفیل بنا اسے رجوع کرنے کا اختیار نہیں حسن بصری یہی کہتے ہیں"

۲۱۴۹ — ترجمہ: سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جنازہ لایا گیا تاکہ آپ اس پر نماز پڑھیں۔ آپ نے فرمایا کیا اس پر قرضہ ہے؟ لوگوں نے کہا جی نہیں۔ تو آپ نے اس پر نماز پڑھی پھر ایک اور جنازہ لایا گیا تو آپ نے فرمایا کیا اس پر قرضہ ہے؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا تم اپنے صاحب کی نماز پڑھو۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ عرض کیا یارسول اللہ اس کا قرضہ میرے ذمہ ہے تو آپ نے اس پر نماز پڑھی۔

۲۱۴۹ — شرح: ثلاثیاتِ بخاری سے یہ آٹھویں حدیث ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ امام بخاری نے اس حدیث کو کتاب الحوالہ میں ذکر کیا ہے۔ یہاں کتاب الکفالہ میں ذکر کرنے کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دراصل یہ کفالہ ہی ہے چونکہ اس میں نقل حق پایا جاتا ہے اس لئے اس پر مجازاً حوالہ کا اطلاق کیا ہے یا حوالہ کا لغوی معنی مراد ہے اور یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ بعض علماء کے نزدیک حوالہ اور کفالہ متحد یا متقارب ہیں یا اس لئے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں سے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں گویا کہ آپ نے میّت کا قرضہ ابوقتادہ کی طرف منتقل کردیا۔ حدیث ۲۱۴۵ کی شرح دیکھیں۔

۲۱۵۰ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا عَمْرٌو سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَدْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَدْ أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا فَلَمْ يَجِئْ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَمَرَ أَبُوْ بَكْرٍ فَنَادٰى مَنْ كَانَ لَهٗ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ أَوْ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا فَأَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيْ كَذَا وَكَذَا فَحَثٰى لِيْ حَثْيَةً فَعَدَدْتُهَا فَإِذَا هِيَ خَمْسُ مِائَةٍ وَقَالَ خُذْ مِثْلَيْهَا۔

۲۱۵۰ ـــ ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر بحرین سے مال آیا تو میں تجھے اتنا، اتنا اور اتنا (لپ بھر کر) مال دوں گا بحرین سے مال نہ آیا حتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔ جب بحرین کا مال آیا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حکم فرمایا اور منادی کرادی کہ جس کسی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ ہو یا اس کا آپ پر قرض ہو وہ ہمارے پاس آئے تو میں اُن کے پاس گیا اور عرض کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اتنا اتنا دینے کا وعدہ کیا تھا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے لپ بھر کر دی میں نے اس کو شمار کیا تو وہ پانچ سو تھے۔ اور فرمایا اس کی دو مثلیں اور لے لو۔

۲۱۵۰ ـــ شرح : سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم مقام تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ ہر ضروری اور غیر ضروری ادا کرنے کے کفیل ہوئے اور جب اُنھوں نے اس کا التزام کر لیا تو ان پر آپ کے وعدے اور قرض وغیرہ ادا کرنا لازم ہو گئے۔ کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایفاء وعدہ سے محبت رکھتے تھے۔ اس لئے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو بدستور نافذ کیا۔ جمہور فقہاء ابوحنیفہ، شافعی اور احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم نے کہا وعدہ پورا کرنا مستحب ہے۔ حسن بصری کے نزدیک واجب ہے۔ بعض مالکی بھی اس طرح کہتے ہیں۔ اس حدیث سے بعض شافعیہ استدلال کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں وعدہ کی ایفاء واجب ہے۔ کیونکہ ان کا یہ خیال ہے کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصیات میں سے ہے حالانکہ مذکور حدیث میں وجوب اور خصوصیت پر قطعاً دلالت نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ جِوَارِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَقْدِهِ

۲۱۵۱ — يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ أَبُو صَالِحٍ ثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِينَا فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً فَلَمَّا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُونَ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُهَاجِرًا قِبَلَ الْحَبَشَةِ حَتَّى إِذَا بَلَغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَقِيَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَةِ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيدُ يَا أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَخْرَجَنِي قَوْمِي وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَسِيحَ فِي الْأَرْضِ وَأَعْبُدَ رَبِّي قَالَ ابْنُ الدَّغِنَةِ إِنَّ مِثْلَكَ لَا يَخْرُجُ وَلَا يُخْرَجُ فَإِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ وَأَنَا لَكَ جَارٌ فَارْجِعْ فَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبِلَادِكَ فَارْتَحَلَ ابْنُ الدَّغِنَةِ فَرَجَعَ مَعَ أَبِي بَكْرٍ فَطَافَ فِي أَشْرَافِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهُمْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ مِثْلُهُ وَلَا يُخْرَجُ أَتُخْرِجُونَ رَجُلًا يَكْسِبُ الْمَعْدُومَ

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت ابوبکر صدیق کو پناہ دینا اور اُن کا عہد کرنا

۲۱۵۱ — ترجمہ: عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ محترمہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب سے میں نے ہوش سنبھالا اپنے والدین کو دین اسلام پر ہی پایا اور ہم پر ایسا کوئی دن نہ گزرتا کہ اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح و شام ہمارے گھر تشریف نہ لاتے ہوں اور جب مسلمان مشرکوں کی اذیتوں میں مبتلا ہوئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ "حبشہ" کی طرف ہجرت کرنے نکلے حتی کہ جب "برک غماد" پہنچے تو انہیں ابن دغنہ ملا جو "قارہ" قبیلہ کا سردار تھا اس نے کہا اے ابابکر کہاں کا ارادہ کر رہے ہو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے میری قوم نے نکال دیا ہے

وَيَصِلُ الرَّحِمَ وَيَحْمِلُ الْكَلَّ وَيَقْرِي الضَّيْفَ وَيُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَأَنْفَذَتْ قُرَيْشٌ جِوَارَ ابْنِ الدَّغِنَةِ وَآمَنُوا أَبَا بَكْرٍ وَقَالُوا لِابْنِ الدَّغِنَةِ مُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيَعْبُدْ رَبَّهُ فِي دَارِهِ فَلْيُصَلِّ وَلْيَقْرَأْ مَا شَاءَ وَلَا يُؤْذِنَا بِذَلِكَ وَلَا يَسْتَعْلِنْ بِهِ فَإِنَّا قَدْ خَشِينَا أَنْ يَفْتِنَ أَبْنَاءَنَا وَنِسَاءَنَا قَالَ ذَلِكَ ابْنُ الدَّغِنَةِ لِأَبِي بَكْرٍ فَطَفِقَ أَبُو بَكْرٍ يَعْبُدُ رَبَّهُ فِي دَارِهِ وَلَا يَسْتَعْلِنُ بِالصَّلَاةِ وَلَا الْقِرَاءَةِ فِي غَيْرِ دَارِهِ ثُمَّ بَدَا لِأَبِي بَكْرٍ فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ وَبَرَزَ فَكَانَ يُصَلِّي فِيهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَتَقَصَّفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِينَ وَأَبْنَاؤُهُمْ وَيَعْجَبُونَ مِنْهُ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً لَا يَمْلِكُ دَمْعَهُ حِينَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَأَفْزَعَ ذَلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَأَرْسَلُوا إِلَى ابْنِ الدَّغِنَةِ فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا لَهُ إِنَّا كُنَّا أَجَرْنَا أَبَا بَكْرٍ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ وَإِنَّهُ جَاوَزَ ذَلِكَ فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ وَأَعْلَنَ الصَّلَاةَ وَالْقِرَاءَةَ وَقَدْ خَشِينَا أَنْ يَفْتِنَ أَبْنَاءَنَا وَنِسَاءَنَا فَأْتِهِ فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْتَصِرَ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ فَعَلَ وَإِنْ أَبَى إِلَّا أَنْ يُعْلِنَ ذَلِكَ فَسَلْهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْكَ ذِمَّتَكَ فَإِنَّا كَرِهْنَا أَنْ نُخْفِرَكَ وَلَسْنَا مُقِرِّينَ لِأَبِي بَكْرٍ الِاسْتِعْلَانَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَتَى ابْنُ الدَّغِنَةِ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ

اور میرا ارادہ ہے کہ زمین کی سیر کروں اور اپنے پروردگار کی عبادت کروں۔ ابن دغنہ نے کہا تم جیسا کوئی شخص نہ نکلتا ہے اور نہ ہی نکالا جاتا ہے۔ کیونکہ تم معدوم (فقیر لوگوں کے لئے) کمائی کرتے ہو صلہ رحم کرتے ہو اور عاجز مجبور لوگوں کا بوجھ اُٹھاتے ہو مہمانوں کو کھانا کھلاتے ہو اور حق پر ثابت قدم رہنے پر آنے والے مصائب میں مدد کرتے ہو میں تمہیں پناہ دیتا ہوں گھر واپس چلے جاؤ اور اپنے ملک میں اپنے رب کی عبادت کرو۔ ابن دغنہ روانہ ہوا اور ابوبکر کے ساتھ واپس آیا اور کفار قریش کے سرداروں میں گھوما اور ان سے کہا ابوبکر جیسا انسان نہ نکل سکتا ہے اور نہ ہی نکالا جا سکتا ہے کیا تم ایسے شخص کو نکالتے ہو جو بے بس لوگوں کے لئے کمائی کرتا ہے صلہ رحم کرتا ہے۔ عاجز مجبور شخص کا بوجھ اُٹھاتا ہے۔ مہمانوں کو کھانا کھلاتا ہے اور حق پر ثابت قدم رہنے پر آنے والے مصائب میں مدد کرتا ہے۔ قریش ابن دغنہ کے امان پر راضی ہو گئے اور ابوبکر صدیق کو اُنھوں نے امن دے دیا اور اُنھوں نے ابن دغنہ سے کہا ابوبکر کو کہو کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرے۔ نماز پڑھے اور جو وہ چاہے پڑھے اور اس سے ہمیں اذیت نہ پہنچائے اور نہ ہی اس کا اعلان کرے۔ کیونکہ ہمیں ڈر ہے کہ وہ ہمارے بچوں اور عورتوں کو فتنہ میں ڈال دے گا۔ ابن دغنہ نے یہ سب

قَدْ عَلِمْتَ الَّذِیْ عَاقَدْتُ لَکَ عَلَیْهِ فَاِمَّا اَنْ تَقْتَصِرَ عَلٰی ذٰلِکَ وَ اِمَّا اَنْ تَرُدَّ اِلَیَّ ذِمَّتِیْ فَاِنِّیْ لَا اُحِبُّ اَنْ تَسْمَعَ الْعَرَبُ اَنِّیْ اُخْفِرْتُ فِیْ رَجُلٍ عَقَدْتُ لَهٗ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اِنِّیْ اَرُدُّ اِلَیْکَ جِوَارَکَ وَ اَرْضٰی بِجِوَارِ اللّٰهِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَئِذٍ بِمَکَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اُرِیْتُ دَارَ هِجْرَتِکُمْ رَاَیْتُ سَبْخَةً ذَاتَ نَخْلٍ بَیْنَ لَابَتَیْنِ وَهُمَا الْحَرَّتَانِ فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِیْنَةِ حِیْنَ ذَکَرَ ذٰلِکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَعَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ بَعْضُ مَنْ کَانَ هَاجَرَ اِلٰی اَرْضِ الْحَبَشَةِ وَتَجَهَّزَ اَبُوْبَکْرٍ مُهَاجِرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی رِسْلِکَ فَاِنِّیْ اَرْجُوْ اَنْ یُّؤْذَنَ لِیْ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ هَلْ تَرْجُوْ ذٰلِکَ بِاَبِیْ اَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَحَبَسَ اَبُوْبَکْرٍ نَفْسَهٗ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِیَصْحَبَهٗ وَعَلَفَ رَاحِلَتَیْنِ کَانَتَا عِنْدَهٗ وَرَقَ السَّمُرِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ۔

کچھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہہ دیا۔ تو وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت میں مصروف ہوگئے اور اپنے گھر کے سوا کسی گھر میں نماز اور قرآن کی تلاوت علانیہ نہ کرتے تھے۔ پھر ان کو خیال آیا تو اُنھوں نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنالی اور (عبادت کرنے کے لئے) باہر نکل آئے اس میں نماز پڑھتے اور قرآن کریم کی تلاوت کرتے تو ان کے پاس مشرکوں کے بچوں اور عورتوں کا ہجوم ہوجاتا اور وہ تعجب کرتے اور ان کو (عبادت کرتے) دیکھتے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بہت رونے والے انسان تھے جب قرآن کی تلاوت کرتے تو اپنے آنسوؤں کے مالک نہ ہوتے تھے (زار و قطار روتے تھے) تو اس شئ نے قریش کے مشرک سرداروں کو گھبراہٹ میں ڈال دیا تو اُنھوں نے ابن دغنہ کو پیغام بھیجا کہ وہ ان کے پاس آئے مشرکوں نے ابن دغنہ سے کہا ہم نے ابوبکر کو اس شرط پر پناہ دی تھی کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرے لیکن اُنھوں نے اس پر تجاوز کیا ہے اور اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنالی ہے اور علانیہ نماز اور قرآن کی تلاوت کرنے لگے ہیں۔ ہمیں ڈر ہے کہ وہ ہمارے بچوں اور ہماری عورتوں کو فتنہ میں ڈال دیں گے ان کے پاس جاؤ اگر وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرنا پسند کرتے ہیں تو بے شک کریں۔

اور اگر علانیہ عبادت کرنا چاہتے ہیں تو ان سے پوچھ لو کہ تمہارا عہد واپس کردیا جائے کیونکہ ہمیں یہ گوارا نہیں کہ ہم تمہارا عہد توڑیں اور نہ ہی ہم کو ابوبکر کا علانیہ عبادت کرنا گوارا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ ابن دغنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا آپ جانتے ہیں جس شرط پر میں نے آپ کا ذمہ لیا تھا یا تو اس پر قائم رہو یا میرا ذمہ میرے حوالہ کردو کیونکہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ عرب اس بات کو سُنیں کہ میں نے ایک شخص کا ذمہ لیا تھا جس کو توڑ دیا گیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں تیرا ذمہ تیرے حوالہ کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے ذمہ

۲۱۵۲ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ
أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ
يُؤْتَى بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفَّى عَلَيْهِ الدَّيْنُ فَيَسْأَلُ هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهِ فَضْلًا فَإِنْ حُدِّثَ
أَنَّهُ تَرَكَ لِدَيْنِهِ وَفَاءً صَلَّى وَإِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِينَ صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ فَلَمَّا
فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْفُتُوحَ قَالَ أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ۔

پر راضی ہوں اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تمہاری ہجرت کا مقام دکھایا گیا ہے۔ میں کھاری زمین کھجوروں والی جو دو پتھریلے کناروں کے درمیان ہے جب یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا تو بعض مہاجر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر گئے اور جو لوگ ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے وہ بھی مدینہ کی طرف لوٹ آئے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی تیاری کی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا جلدی نہ کرو مجھے اُمید ہے کہ مجھے ہجرت کی اجازت مل جائیگی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میرا باپ آپ پر قربان ہو، کیا آپ بھی ہجرت کے اُمیدوار ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! تو ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے کے لئے رُک گئے۔ اور اپنے دو اونٹوں کو جو ان کے پاس تھے چار مہینے تک کیکر کے پتے چارہ کھلاتے رہے۔

۲۱۵۱ — شرح: جو شخص کسی کو پناہ دے وہ اس بات کا التزام کرلیتا ہے کہ جس کو پناہ دی گئی ہے اس کو کوئی اذیت نہیں پہنچے گی گویا وہ اس کا ضامن ہوتا ہے کہ اسے کسی قسم کی اذیت نہ ہوگی۔ اس طرح حدیث باب کے عنوان کے مطابق ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس طرح کا ذمہ عربوں میں مشہور ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مومن کو ظالم سے خطرہ ہو تو وہ ایسے شخص کی پناہ حاصل کرسکتا ہے جو اس کی حفاظت کرے اگرچہ وہ کافر ہو اور جو شخص متوکل ہو کر اللہ تعالیٰ کی پناہ سے راضی ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرتا ہے اور اسے کسی خطرہ کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ اس حدیث میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی منقبت ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ قدیم الاسلام ہیں انھوں نے اسلام میں بڑے مصائب اٹھائے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنے میں مال و دولت اور جان سب قربان کر دیئے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الوکالۃ

وَوَکَالَۃُ الشَّرِیْکِ الشَّرِیْکَ فِی الْقِسْمَۃِ وَغَیْرِھَا وَقَدْ اَشْرَکَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلِیًّا فِیْ ھَدْیِہٖ ثُمَّ اَمَرَہٗ بِقِسْمَتِھَا۔

۲۱۵۲ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فوت شدہ کوئی شخص لایا جاتا جس پر قرض ہوتا تو آپ پوچھتے کیا اُس نے قرض کی ادائیگی کے لئے کچھ مال چھوڑا ہے؟ اگر آپ کو یہ خبر دی جاتی کہ اُس نے مال چھوڑا ہے جس سے قرض کی ادائیگی ہوسکتی ہے تو اس پر نماز پڑھتے۔ ورنہ مسلمانوں سے فرماتے تم اپنے صاحب پر نماز پڑھو۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتوحات دیں تو فرمایا میں مومنوں کی جانوں سے ان کے زیادہ قریب ہوں۔ جو کوئی مومن فوت ہوجائے اور وہ قرضہ چھوڑ جائے تو اس کی ادائیگی میرے ذمہ ہے اور جو مال چھوڑے وہ اس کے وارثوں کے لئے ہے۔

۲۱۵۲ — شرح: یہ حدیث، حدیث ۲۱۴۵ کی ناسخ ہے۔ علماء کا اس بات میں اختلاف ہے کہ مقروض کی نمازِ جنازہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جائز تھی یا نہیں دونوں طرف علماء کے اقوال پائے جاتے ہیں امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر کوئی اس کے قرضہ کا ضامن ہوجاتا تو آپ کے لئے اس پر نماز پڑھنا جائز تھا ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قولہ "مَنْ تَرَکَ دَیْنًا فَعَلَیَّ"، اس حدیث کا ناسخ ہے کہ آپ مقروض شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وصلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ وسلم تسلیماً

وکالت کا بیان

ایک شریک کا دوسرے شریک کا تقسیم وغیرہ میں وکیل بننا اور

۲۱۵۳ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ ابْنِ اَبِىْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اَمَرَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَتَصَدَّقَ بِجِلَالِ الْبُدْنِ الَّتِىْ نُحِرَتْ وَبِجُلُوْدِهَا۔

۲۱۵۴ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ اَبِى الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلٰى صَحَابَتِهِ فَبَقِىَ عَتُوْدٌ فَذَكَرَهٗ لِلنَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِّ بِهٖ اَنْتَ۔

بَابٌ اِذَا وَكَّلَ الْمُسْلِمُ حَرْبِيًّا فِىْ دَارِ الْحَرْبِ اَوْ فِىْ دَارِ الْاِسْلَامِ جَازَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی قربانی میں شریک کیا پھر ان کو اس کی تقسیم کا حکم فرمایا

۲۱۵۳ — ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں قربانی کے اونٹوں کی جھولوں اور ان کی کھالوں کا صدقہ کر دوں جن کو نحر کیا گیا تھا۔

۲۱۵۴ — ترجمہ : عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بکریاں دیں کہ ان کو وہ آپ کے صحابہ میں تقسیم کر دیں تو بکری کا بچہ باقی رہ گیا۔ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اس کی تم قربانی کر لو۔

۲۱۵۳، ۲۱۵۴ — شرح : حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی بکریوں میں شریک کیا پھر ان کو ان کی تقسیم کا وکیل بنایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شریک کو وکیل بنانا جائز ہے جیسے وکیل کو شریک بنانا جائز ہے۔ حدیث ع۲۱۵۳ کی شرح حدیث م۱۶۰۹ اور ع۱۶۱۰ کے تحت دیکھیں۔

۲۱۵۵ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا يُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُونِ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ كَاتَبْتُ أُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ كِتَابًا بِأَنْ يَحْفَظَنِي فِي صَاغِيَتِي بِمَكَّةَ وَأَحْفَظَهُ فِي صَاغِيَتِهِ بِالْمَدِينَةِ فَلَمَّا ذَكَرْتُ الرَّحْمٰنَ قَالَ لَا أَعْرِفُ الرَّحْمٰنَ كَاتِبْنِي بِاسْمِكَ الَّذِي كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكَاتَبْتُهُ عَبْدُ عَمْرٍو فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ خَرَجْتُ إِلَى جَبَلٍ لِأُحْرِزَهُ حِينَ نَامَ النَّاسُ فَأَبْصَرَهُ بِلَالٌ فَخَرَجَ حَتَّى وَقَفَ عَلَى مَجْلِسِ الْأَنْصَارِ فَقَالَ أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ لَا نَجَوْتُ إِنْ نَجَا أُمَيَّةُ فَخَرَجَ مَعَهُ فَرِيقٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي آثَارِنَا فَلَمَّا خَشِيتُ أَنْ يَلْحَقُونَا خَلَّفْتُ لَهُمُ ابْنَهُ لِيَشْغَلَهُمْ فَقَتَلُوهُ ثُمَّ أَبَوْا حَتَّى يَتْبَعُونَا وَكَانَ رَجُلًا ثَقِيلًا فَلَمَّا أَدْرَكُونَا قُلْتُ لَهُ ابْرُكْ فَبَرَكَ فَأَلْقَيْتُ عَلَيْهِ نَفْسِي لِأَمْنَعَهُ فَتَخَلَّلُوهُ بِالسُّيُوفِ مِنْ تَحْتِي حَتَّى قَتَلُوهُ وَأَصَابَ أَحَدُهُمْ رِجْلِي بِسَيْفِهِ وَكَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ يُرِينَا ذٰلِكَ الْأَثَرَ فِي ظَهْرِ قَدَمِهِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعَ يُوسُفُ صَالِحًا وَإِبْرَاهِيمُ أَبَاهُ۔

باب ــ جب مسلمان کسی حربی کو دار الحرب یا دار الاسلام میں وکیل مقرر کرے تو جائز ہے ‘‘

۲۱۵۵ ــ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اُمیّہ بن خلف کو خط لکھا کہ وہ مکہ میں میرے مال کی حفاظت کرے ۔ میں مدینہ منورہ میں اس کے مال کی حفاظت کروں گا اور جب میں نے رحمٰن کا ذکر کیا تو اُس نے کہا میں "رحمٰن" کو نہیں پہچانتا تم اپنا وہ نام لکھو جو جاہلیت میں تمہارا نام تھا تو میں نے عبد عمرو لکھا جب بدر کا دن تھا میں پہاڑ کی طرف نکلا تاکہ اس کی حفاظت کروں جبکہ سب لوگ سو گئے اس کو بلال نے دیکھ لیا وہ نکلے اور انصار کی ایک مجلس کے پاس ٹھہرے اور کہا یہ اُمیّہ بن خلف ہے ۔ اگر اُمیّہ نجات پا گیا تو میری خیر نہیں اُن کے ساتھ انصار کے چند لوگ ہمارے پیچھے نکلے جب مجھے یہ خوف تھا کہ وہ ہم تک پہنچ جائیں گے تو میں نے اس کا بیٹا اُن کے لئے چھوڑ دیا تاکہ وہ ان کو

بَابُ الْوَكَالَةِ فِي الصَّرْفِ وَالْمِيزَانِ وَقَدْ وَكَّلَ عُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ فِي الصَّرْفِ

۲۱۵۶ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَاَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلَى خَيْبَرَ فَجَاءَهُمْ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ قَالَ اَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا قَالَ اِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا وَقَالَ فِي الْمِيزَانِ مِثْلَ ذٰلِكَ

مشغول کر دے اُنھوں نے اس کو قتل کر دیا پھر وہ نہ رُکے اور ہمارے پیچھے چلے اُمیّہ بھارا آدمی تھا جب وہ ہم تک پہنچ گئے تو میں نے اُمیّہ سے کہا بیٹھ جاوہ بیٹھ گیا میں نے اس پر اپنے آپ کو ڈال دیا تاکہ اس کو قتل ہونے سے روکوں اُنھوں نے میرے نیچے سے تلواریں گھسا دیں حتیٰ کہ اس کو قتل کر دیا ان میں سے ایک کی تلوار میرے پاؤں کو لگ گئی۔ عبدالرحمٰن بن عوف اپنے قدم کی پشت پر زخم کا نشان ہم کو دکھاتے تھے۔ امام بخاری نے کہا یوسف نے صالح سے اور ابراہیم نے اپنے باپ سے سماعت کی ہے۔

۲۱۵۵ — **شرح** : حضرت بلال رضی اللہ عنہ اُمیّہ بن خلف کا غلام تھے۔ وہ مکہ مکرمہ میں مسلمان ہو گئے تھے اس لئے امیہ ان کو سخت عذاب دیتا تھا وہ اُن کو گرم پتھروں پر پشت کے بل لٹا دیتا پھر بہت بڑا گرم پتھر اس کے سینہ پر رکھتا اور کہتا جب تک تو دینِ اسلام ترک نہیں کرتا تیرے ساتھ اسی طرح کیا جائے گا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ منہ سے " اَحَدٌ اَحَدٌ " پکارتے۔ یہ وہ سبب تھا جس کے باعث حضرت بلال نے انصار کو ساتھ لے کر اس بدبخت کو قتل کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بدر کے دن کفارِ مکہ کے لئے مسلمانوں کی طرف کوئی امان نہ تھا اس لئے حضرت بلال اور انصار نے عبدالرحمٰن بن عوف کا امان جائز نہ سمجھا اس کے بعد یہ منسوخ ہو گیا جبکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ادنیٰ مسلمان کافر کو پناہ دیدے تو وہ سب مسلمانوں کی پناہ متصور ہو گی۔

" قال ابو عبد اللّٰہ الخ " سے بخاری کی غرض یہ ہے کہ یوسف کی صالح سے اور ابراہیم کی اپنے باپ سے ملاقات ثابت ہے۔ تاکہ یہ گمان نہ کیا جائے کہ یہ حدیث عنعنہ ہے اور سماع کا امکان ہی اس کے لئے کافی ہے۔

باب — بیع صرف اور وزن سے خرید و فروخت میں وکیل مقرر کیا —"

بَابٌ اِذَا اَبْصَرَ الرَّاعِيْ اَوِ الْوَكِيْلُ شَاةً تَمُوْتُ اَوْ شَيْئًا يَفْسُدُ ذَبَحَ وَاَصْلَحَ مَا يَخَافُ الْفَسَادَ۔ ۲۱۵۷ ـــــ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ سَمِعَ الْمُعْتَمِرَ قَالَ اَنْبَأَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ كَانَتْ لَهٗ غَنَمٌ تَرْعٰى بِسَلْعٍ فَاَبْصَرَتْ جَارِيَةٌ لَنَا بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِنَا مَوْتًا فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا بِهٖ فَقَالَ لَهُمْ لَا تَاْكُلُوْا حَتّٰى اَسْاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ اُرْسِلَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَسْاَلُهٗ وَاَنَّهٗ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ اَوْ اَرْسَلَ فَاَمَرَهٗ بِاَكْلِهَا قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَيُعْجِبُنِيْ اَنَّهَا اَمَةٌ وَاَنَّهَا ذَبَحَتْ تَابَعَهٗ عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ۔

سیدنا عمر فاروق اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیع صرف میں وکیل مقرر کیا "

۲۱۵۶ ـــــ ترجمہ : ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو خیبر پر حاکم مقرر کیا وہ عمدہ کھجور لایا تو آپ نے فرمایا کیا خیبر کی ساری کھجوریں ایسی ہیں اُس نے کہا ۔ ہم ان کھجوروں کا ایک صاع دو صاع کے عوض اور دو صاع تین صاع کے عوض لیتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا مت کرو اچھی اور ردی ملی جلی کھجوریں دراہم کے عوض فروخت کرو پھر دراہم کے عوض عمدہ کھجوریں خریدو اور وزن سے فروخت کرنے والی اشیاء میں بھی اس طرح فرمایا

۲۱۵۶ ـــــ شرح : یعنی وزن سے خرید و فروخت والی اشیاء کو ایک رطل کے عوض دو رطل مت لو بلکہ ان کو دراہم سے فروخت کرو پھر دراہم سے کھجور خریدو ۔ کیونکہ تول سے خرید و فروخت ہونے والی اشیاء کا حکم وہی ہے جو ناپ والی اشیاء کا حکم ہے ۔ باب کے عنوان سے اس حدیث کی مناسبت اس طرح ہے کہ جب وکیل کو دو صاع کے عوض ایک صاع لینے سے منع کیا گیا تو معلوم ہوا کہ درہم کی بیع درہم سے اور دینار کی بیع دینار سے بھی اسی طرح ہے جبکہ قول بالفضل کا کوئی قائل نہیں اور اس میں توکیل کا معنی واضح ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے عامل کو اس طرح کرنے میں وکیل مقرر کیا تھا ۔ حدیث ۲۰۶۳ کی شرح کا مطالعہ کریں ۔

بَابُ وَكَالَةُ الشَّاهِدِ وَالْغَائِبِ جَائِزَةٌ وَكَتَبَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو اِلٰى قَهْرَمَانِهٖ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهُ اَنْ يُزَكِّيَ عَنْ اَهْلِهِ الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ۔

۲۱۵۸ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِنٌّ مِّنَ الْاِبِلِ فَجَآءَهٗ يَتَقَاضَاهُ فَقَالَ اَعْطُوْهُ فَطَلَبُوْا سِنَّهٗ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهٗ اِلَّا سِنًّا فَوْقَهَا فَقَالَ اَوْفَيْتَنِيْ اَوْفَى اللّٰهُ بِكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ خِيَارَكُمْ اَحْسَنُكُمْ قَضَآءً۔

باب — جب چرواہا یا وکیل بکری مرتی ہوئی دیکھے یا کوئی شئے خراب ہوتی دیکھے"

تو اس کو ذبح کر دے اور جس کے خراب ہونے کا ڈر ہے اس کو درست کر دے"۔

۲۱۵۷ — ترجمہ: نافع سے روایت ہے اُنھوں نے کعب بن مالک کے بیٹے کو اپنے باپ سے حدیث بیان کرتے ہوئے سُنا کہ ان کی بکریاں تھیں جو "مقامِ سَلع" میں چرتی تھیں۔ ہماری لونڈی نے بکریوں میں سے ایک بکری کو مرتے دیکھا تو اُس نے پتھر کو توڑا اور اس کے ساتھ اسے ذبح کر دیا (مرنے سے پہلے) کعب نے لوگوں سے کہا اس کو مت کھاؤ حتی کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لوں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسا شخص بھیجوں جو آپ سے دریافت کرے چنانچہ اُنھوں نے خود ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا کوئی آدمی بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ اسے کھا سکتے ہیں۔ عبید اللہ نے کہا مجھے یہ بات اچھی معلوم ہوئی کہ وہ لونڈی تھی اور اُس نے بکری ذبح کر دی۔ مُعتمر بن سلیمان کی عبدہ نے عبید اللہ سے روایت کرنے میں مُعتمر بن سلیمان کی متابعت کی۔

۲۱۵۷ — شرح: "سَلع" مدینہ منورہ میں ایک پہاڑ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چرواہے اور وکیل کو جس میں وکیل مقرر کیا جائے تو جب تک ان کی خیانت ظاہر نہ ہو ان کی تصدیق کرنا جائز ہے۔ ابن تین رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے پانچ مسائل ثابت ہوتے ہیں وہ یہ کہ عورتوں اور لونڈیوں کا ذبح کرنا پتھر سے ذبح کرنا جو بکری مر رہی ہو اس کو فوراً ذبح کر دینا اور غیر مالک کا اجازت و وکالت کے بغیر ذبح کرنا جائز ہے۔ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم نے کہا اگر

بَابُ الْوَكَالَةِ فِیْ قَضَاءِ الدُّیُوْنِ

۲۱۵۹ ـــ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ کُهَیْلٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَقَاضَاهُ فَاَغْلَظَ فَهَمَّ بِهٖ اَصْحَابُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا ثُمَّ قَالَ اَعْطُوْهُ سِنًّا مِثْلَ سِنِّهٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا نَجِدُ اِلَّا اَمْثَلَ مِنْ سِنِّهٖ فَقَالَ اَعْطُوْهُ فَاِنَّ خَیْرَکُمْ اَحْسَنُکُمْ قَضَاءً۔

عورت یا بچہ اچھی طرح ذبح کر سکیں تو بلا ضرورت بھی وہ ذبح کر سکتے ہیں۔ پتھر سے ذبح کرنا اس وقت جائز ہے جبکہ وہ تیز دھار ہو اور رگوں کو کاٹ ڈالے اور خون بہا دے۔ اس حدیث سے امام ابوحنیفہ، امام مالک اور شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ جو جانور مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کر دیا جائے اس کو کھانا جائز ہے اور جو جانور مر رہا ہو اور اس میں ابھی زندگی باقی ہو تو اس کو ذبح کر کے کھالینا جائز ہے اور اگر اس کی زندگی معلوم نہ ہو تو جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب - حاضر اور غائب کو وکیل مقرر کرنا جائز ہے

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اپنے وکیل کو لکھا جبکہ وہ غائب تھا کہ وہ اس کے چھوٹے بڑے گھر والوں کی طرف سے فطرانہ ادا کر دے۔

۲۱۵۸ - ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک شخص کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک اونٹ قرض تھا وہ آپ کے پاس قرضہ لینے آیا تو آپ نے فرمایا اس کو اونٹ دے دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کے اونٹ جیسا اونٹ تلاش کیا لیکن نہ ملا اور اس کے اونٹ سے بہتر اونٹ پایا تو آپ نے فرمایا وہی اس کو دے دو اُس شخص نے کہا آپ نے میرا پورا حق ادا کیا اللہ تعالیٰ آپ کو بھی پورا دے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے اچھا شخص وہ ہے جو قرضہ اچھے طریقہ سے ادا کرے۔

۲۱۵۸ ـــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے موجود صحابہ کرام سے فرمایا کہ اس کو اونٹ دے دو اگرچہ یہ خطاب حاضرین کے لئے ہے لیکن عرف کے اعتبار سے

بَابٌ اِذَا وَهَبَ شَيْئًا لِوَكِيْلٍ اَوْ شَفِيْعِ قَوْمٍ جَازَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِوَفْدِ هَوَازِنَ حِيْنَ سَاَلُوْهُ الْمَغَانِمَ فَقَالَ نَصِيْبِيْ لَكُمْ۔

ہر وکیل کو شامل ہے وہ غائب ہو یا حاضر ہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تندرست حاضر کسی کو وکیل بنا سکتا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض ادا کرنے میں صحابہ کرام کو وکیل بنایا حالانکہ آپ مقیم اور تندرست تھے نہ آپ غائب تھے اور نہ ہی بیمار اور مسافر تھے۔ امام مالک شافعی، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا مسلک بھی یہی ہے۔ البتہ امام مالک نے کہا یہ جائز ہے اگرچہ مقابل راضی نہ ہو جبکہ وکیل مقابل کا دشمن نہ ہو۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جو شخص اپنے شہر میں موجود ہو اور تندرست ہو تو وہ مقابل کی مرضی کے بغیر وکیل نہیں بنا سکتا۔ اور نہ عذر مرض کے بغیر وکیل مقرر کرنا جائز ہے اسی طرح تین دن کا سفر ہو تو وکیل مقرر کرنا جائز ہے۔ یعنی یہ لوگ وکیل بنا سکتے ہیں اور یہ وکالت لازم نہیں جائز ہے۔ یعنی خصم خود بخود بھی جواب دے سکتا ہے اور اس کا حق ساقط نہیں ہوتا لہذا یہ حدیث امام کے مسلک کے خلاف نہیں ہے۔

باب — قرض ادا کرنے میں وکیل مقرر کرنا

۲۱۵۹ — ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے قرض طلب کرنے لگا اور قرض کے تقاضا میں سختی اختیار کی صحابہ کرام نے اس کو مارنا چاہا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو کیونکہ صاحب حق ایسی بات کرتا ہے پھر فرمایا اس کو اس کے اونٹ سا اونٹ دے دو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! (ہمارے پاس) اس کے اونٹ سے افضل اونٹ ہے آپ نے فرمایا وہی اس کو دے دو کیونکہ تم سے بہتر وہ شخص ہے جو قرض ادا کرنے میں اچھا ہو۔

۲۱۵۹ — شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حیوان قرض لینا جائز ہے لیکن امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اس کے خلاف ہیں۔ وہ کہتے ہیں حیوان قرض لینا حرام ہے اور مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث آیت ربوا سے منسوخ ہے۔ قولہ الا امثل منہ،، یہاں مستثنیٰ منہ مقدر ہے۔ اصل عبارت یوں ہے لَا نَجِدُ سِنًّا اِلَّا سِنًّا اَمْثَلَ ،، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی عادل بادشاہ کو اذیت پہنچائے تو بادشاہ کے ساتھیوں کا اس پر سختی کرنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۱۶۰ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ ثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ وَزَعَمَ عُرْوَةُ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ حِينَ جَاءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِينَ فَسَأَلُوهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الْحَدِيثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ إِمَّا السَّبْيَ وَإِمَّا الْمَالَ وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ بِهِمْ وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتَظَرَهُمْ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِينَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ رَادٍّ إِلَيْهِمْ إِلَّا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ قَالُوا فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُسْلِمِينَ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ هَؤُلَاءِ قَدْ جَاءُونَا تَائِبِينَ وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطَيِّبَ بِذَلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ مِنْكُمْ عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيءُ اللَّهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَيَّبْنَا ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا لَا نَدْرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِي ذَلِكَ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوا وَأَذِنُوا۔

باب — جب وکیل کو یا کسی قوم کے سفارشی کو کوئی شئ ہبہ کرے تو جائز ہے

کیونکہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ ہوازن کے وفد سے فرمایا

جبکہ اُنھوں نے آپ سے غنیمت کا مال واپس مانگا میرا حصہ تمہارے لئے ہے

۲۱۶۰ ـــــ ترجمہ: عروہ نے کہا مروان بن حکم اور مِسوَر بن مَخرمہ نے ان سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا جبکہ آپ کے پاس قبیلہ ہوازن کا وفد مسلمان ہو کر آیا اور آپ سے سوال عرض کیا کہ ان کے مال اور قیدی انھیں واپس کر دیں تو ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نزدیک اچھی بات وہ ہے جو سچی ہو۔ تم دو باتوں میں سے ایک پسند کر لو یا تو قیدی واپس کر لو یا مال " میں نے تو ان کے آنے کا انتظار کیا تھا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا چند روز انتظار کیا تھا جبکہ آپ طائف سے واپس ہوئے تھے۔ جب ان کو یقین ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو صرف ایک شئ واپس کریں گے (قیدی یا مال) تو اُنھوں نے کہا ہم اپنے قیدی اختیار کرتے ہیں " کہ ان کو واپس کر دیں " جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے خطاب کیا اور اللہ تعالیٰ جس ثناء کے لائق ہے اس کی ثناء کی پھر فرمایا۔ اَمَّا بَعْدُ! تمہارے یہ بھائی تائب ہو کر آئے ہیں اور میری رائے یہ ہے کہ میں ان کے قیدی انھیں واپس کر دوں۔ تم میں سے جو کوئی پسند کرتا ہے کہ خوشی سے قیدی واپس کرنا چاہیے تو کر دے اور جو کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا حصہ باقی رہے حتیٰ کہ ہم پہلی غنیمت سے جو اللہ تعالیٰ ہم کو عطا کرے گا اس کو دے دیں گے وہ بھی قیدی واپس کر دے سب مسلمانوں نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر خوشی سے ان کو قیدی واپس کرتے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نہیں جانتے کہ اس میں تم میں سے کون اجازت دیتا ہے اور کون اجازت نہیں دیتا۔ سب واپس چلے جاؤ حتیٰ کہ تمہارے سردار ہمارے پاس آکر بیان کریں۔ سب لوگ واپس چلے گئے اور ان کے سرداروں نے ان سے گفتگو کی پھر سردار سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے یہ بیان کیا کہ وہ خوش ہیں اور اُنھوں نے قیدی واپس کرنے کی اجازت دے دی۔

۲۱۶۰ ـــــ شرح: سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد آٹھ ہجری میں پانچ شوال کو وادی حنین میں قبیلہ ہوازن سے جنگ کی یہ وادی مکہ مکرمہ سے تین روز کی مسافت پر واقع ہے۔ ہوازن شکست خوردہ بھاگ گئے اور ان کے مال، اولاد اور عورتیں مسلمانوں کے لئے غنیمت ہاتھ لگیں جن کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے "مقام جعرانہ" میں مجاہدین میں تقسیم کر دیا۔ قیدی عورتوں اور بچوں کی تعداد چھ ہزار تھی جبکہ اونٹ چوبیس ۲۴ ہزار، بکریاں چالیس ۴۰ ہزار سے زیادہ اور چاندی چار ہزار اوقیہ تھی (ایک اوقیہ کے چالیس درہم ہوتے ہیں) قبیلہ ہوازن کے وفد کی سفارش پر جب کہ وہ مسلمان ہو گئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدی واپس کر دیئے اور اونٹ بکریاں وغیرہ مجاہدین کے پاس رہنے دیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ ہوازن کے وفد کو جو ان کی طرف سے وکیل بن کر آیا تھا ان کی اولاد ہبہ کر دی تھی۔ اس طرح یہ حدیث باب کے عنوان کے مناسب ہے۔ یہ خیال رہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب طائف سے واپس ہوئے اور مجاہدین کے ساتھ مقام جعرانہ میں تشریف فرما ہوئے تو چند روز وہاں ہوازن کے وفد کا انتظار کیا جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔ اس حدیث سے معلوم

بَابٌ اِذَا وَكَّلَ رَجُلًا اَنْ يُّعْطِيَ شَيْئًا وَلَمْ يُبَيِّنْ كَمْ يُعْطِيْ فَاَعْطٰى عَلٰى مَا يَتَعَارَفُهُ النَّاسُ۔ ۲۱۶۱ — حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ وَغَيْرِهٖ يَزِيْدُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ لَمْ يُبَلِّغْ كُلُّهُمْ رَجُلٌ وَاحِدٌ مِنْهُمْ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَكُنْتُ عَلٰى جَمَلٍ ثَقَالٍ اِنَّمَا هُوَ فِيْ اٰخِرِ الْقَوْمِ فَمَرَّ بِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ مَا لَكَ فَقُلْتُ اِنِّيْ عَلٰى جَمَلٍ ثَقَالٍ قَالَ اَمَعَكَ قَضِيْبٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَعْطِنِيْهِ فَاَعْطَيْتُهٗ فَضَرَبَهٗ وَزَجَرَهٗ فَكَانَ مِنْ ذٰلِكَ الْمَكَانِ مِنْ اَوَّلِ الْقَوْمِ قَالَ بِعْنِيْهِ قُلْتُ بَلْ هُوَ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بَلْ بِعْنِيْهِ قَالَ قَدْ اَخَذْتُهٗ بِاَرْبَعَةِ دَنَانِيْرَ وَلَكَ ظَهْرُهٗ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ اَخَذْتُ اَرْتَحِلُ قَالَ اَيْنَ تُرِيْدُ قُلْتُ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً قَدْ خَلَا مِنْهَا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قُلْتُ اِنَّ اَبِيْ قَدْ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ بَنَاتٍ فَاَرَدْتُ اَنْ اَنْكِحَ امْرَاَةً قَدْ جَرَّبَتْ وَخَلَا مِنْهَا قَالَ فَذٰلِكَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ قَالَ يَا بِلَالُ اقْضِهٖ وَزِدْهُ فَاَعْطَاهُ اَرْبَعَةَ دَنَانِيْرَ وَزَادَهٗ قِيْرَاطًا قَالَ جَابِرٌ لَا يُفَارِقُنِيْ زِيَادَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَكُنِ الْقِيْرَاطُ يُفَارِقُ قِرَابَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ۔

ہوتا ہے کہ مجاہدین میں جب غنیمت تقسیم ہو جائے تو وہ اس کے مالک ہو جاتے ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مال کی واپسی کے لئے فرمایا تھا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عربوں کو غلام بنانا جائز ہے جیسے عجمیوں کو غلام بنانا جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ عربوں پر شفقت کر کے ان کو آزاد کر دینا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جب کسی نے وکیل مقرر کیا کہ وہ کوئی شئ دے اور یہ بیان نہ کیا کہ کتنی دے تو وہ لوگوں کے رواج کے مطابق دیدے۔

بَابُ وَكَالَةِ الْمَرْأَةِ الْاِمَامَ فِي النِّكَاحِ

۲۱۶۲ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ قَدْ وَهَبْتُ لَكَ مِنْ نَفْسِيْ فَقَالَ رَجُلٌ زَوِّجْنِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قَدْ زَوَّجْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔

۲۱۶۱ ــــ ترجمہ : عطاء بن ابی رباح وغیرہ سے روایت ہے۔ وہ ایک دوسرے سے کچھ زیادتی کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ حالانکہ سب نے حدیث کو جابر تک نہیں پہنچایا بلکہ ان میں سے ایک شخص نے جابر سے روایت کی کہ اُنہوں نے کہا میں ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور میں سُست اُونٹ پر سوار تھا وہ سب سے پیچھے رہتا تھا میرے پاس سے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے اور فرمایا یہ کون ہے ؟ میں نے عرض کیا جابر بن عبداللہ! آپ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہے ؟ میں نے عرض کیا میں سُست اُونٹ پر سوار ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس چھڑی ہے ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں ! آپ نے فرمایا وہ مجھے دو میں نے آپ کو مجھے دے دی تو آپ نے اُونٹ کو مارا اور ڈانٹا وہ اسی جگہ سے لوگوں کے آگے چلا گیا۔ آپ نے فرمایا یہ اونٹ میرے ہاتھ بیچ دو میں نے عرض کیا بلکہ یہ آپ ہی کا ہے یارسول اللہ! آپ نے فرمایا یہ میرے ہاتھ بیچ دو میں نے یہ ... سے خرید لیا اور تو مدینہ منورہ تک اس پر سوار ہوگا۔ جب ہم مدینہ منورہ کے قریب آئے تو میں نے اپنے گھر کی راہ لی آپ نے فرمایا تونے کہاں کا ارادہ کیا ہے میں نے عرض کیا میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے جس کا شوہر فوت ہوگیا تھا آپ نے فرمایا تونے کنواری لڑکی سے نکاح کیوں نہیں کیا ؟ تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ سے کھیلتی۔ میں نے عرض کیا میرا باپ فوت ہوگیا اور چند لڑکیاں چھوڑ گیا میں نے چاہا کہ ایسی عورت سے نکاح کروں جو تجربہ کار ہو اور اس کا شوہر فوت ہوگیا ہو آپ نے فرمایا۔ پھر تو اچھا ہے! جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو آپ نے فرمایا اے بلال! جابر کو پیسے دے دو اور کچھ زیادہ دو بلال نے چار دینار دیئے اور قیراط زیادہ دیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ دیا ہوا مجھ سے جدا نہ ہو پس وہ قیراط جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے جدا نہ ہوا۔

۲۱۶۱ ــــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے درمیان متعارف شئی کی حیثیت منصوص علیہ کی سی ہے گویا کہ شارع علیہ السلام نے اس کو ذکر کیا ہے۔ اسی لئے ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جس کو صدقہ دینے کا حکم دیا جائے اور وہ لوگوں کے تعارف اور دستور کے مطابق دے تو جائز ہے اور اگر دستور سے زیادہ دے گا تو وہ مالک کی رضا پر موقوف ہے۔ اگر وہ

بَابٌ اِذَا وَكَّلَ رَجُلًا فَتَرَكَ الْوَكِيْلُ شَيْئًا فَاَجَازَهُ الْمُوَكِّلُ فَهُوَ جَائِزٌ وَاِنْ اَقْرَضَهُ اِلٰى اَجَلٍ مُسَمًّى جَازَ وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ اَبُوْ عَمْرٍو ثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ وَكَّلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ

راضی ہو گیا تو درست ہے ورنہ اتنی مقدار اس سے واپس لے گا چنانچہ اگر کسی کو کہا جائے کہ فلاں شخص کو گندم کی ایک بوری دے دو اُس نے دو بوریاں دے دیں تو تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ زائد بوری کا وہ ضامن ہوگا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — نکاح میں عورت کا امام کو وکیل بنانا"

۲۱۶۲ — ترجمہ: سہل بن سعد رضی اللہ عنہا نے کہا ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کی یا رسول اللہ! میں نے آپ کو اپنا نفس ہبہ کیا تو ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! اس کا میرے ساتھ نکاح کر دیں آپ نے فرمایا ہم نے اس عورت سے تمہارا نکاح قرآن کے عوض کر دیا جو تمہیں یاد ہے!

۲۱۶۲ — شرح: اس عورت نے جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے اپنی جان آپ کو ہبہ کر دی تو گویا کہ اُس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا وکیل مقرر کر دیا کہ آپ اس کا نکاح اپنے ساتھ کر لیں یا جس کے ساتھ مناسب خیال فرمائیں اس سے اس کا نکاح کر دیں اور باب کا عنوان بھی یہی ہے۔

اس عورت کا نام خولہ بنت حکیم ہے یا وہ عورت ام شریک ازدیہ ہے کیونکہ اُنھوں نے اگرچہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نفوس ہبہ کئے تھے لیکن ان میں سے کسی سے آپ نے نکاح نہیں فرمایا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی عورت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نفس ہبہ کر دے تو جائز ہے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ آپ کے بعد کسی کے لئے یہ ہبہ جائز نہیں۔ اس حدیث سے امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری، ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ لفظِ ہبہ سے نکاح ہو جاتا ہے۔ اگر مہر مقرر کیا گیا ہو تو اس کا ادا کرنا ضروری ہے ورنہ مہرِ مثل دینا ہوگا۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت بدون عوض میں ہے لفظِ ہبہ سے نکاح میں خصوصیت نہیں۔ امام شافعی علیہ الرحمۃ کا مسلک یہ ہے کہ صرف لفظِ تزویج یا انکاح سے عقدِ نکاح ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

زَكوٰةِ رَمَضَانَ فَأَتَانِي آتٍ فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ وَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعْنِي فَإِنِّي مُحْتَاجٌ وَعَلَيَّ عِيَالٌ وَلِي حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ قَالَ فَخَلَّيْتُ عَنْهُ فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ شَكَى حَاجَةً شَدِيدَةً وَعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ قَالَ أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَعُودُ لِقَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَيَعُودُ فَرَصَدْتُهُ فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعْنِي فَإِنِّي مُحْتَاجٌ وَعَلَيَّ عِيَالٌ لَا أَعُودُ فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ شَكَى حَاجَةً شَدِيدَةً وَعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ قَالَ أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ فَرَصَدْتُهُ الثَّالِثَةَ فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا آخِرُ ثَلٰثِ مَرَّاتٍ أَنَّكَ تَزْعُمُ لَا تَعُودُ ثُمَّ تَعُودُ قَالَ دَعْنِي أُعَلِّمْكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا قُلْتُ مَا هُوَ قَالَ إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ حَتّٰى تَخْتِمَ الْآيَةَ فَإِنَّكَ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ فَخَلَّيْتُ

باب ـــ جب کسی شخص کو وکیل مقرر کیا اور وکیل نے کوئی شئ چھوڑ دی اور مؤکّل نے اس کو جائز رکھا تو جائز ہے "

اور اگر وکیل مدت مقررہ تک قرض دے تو جائز ہے اور عثمان بن ہیثم ابو عمرو نے کہا ہم سے عوف

سَبِيلَهُ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ
اَلْبَارِحَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَ اَنَّهُ يُعَلِّمُنِي كَلِمَاتٍ يَنْفَعُنِي اللّٰهُ بِهَا فَخَلَّيْتُ
سَبِيلَهُ قَالَ مَا هِيَ قَالَ قَالَ لِي إِذَا اَوَيْتَ اِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ
الْكُرْسِيِّ مِنْ اَوَّلِهَا حَتّٰى تَخْتِمَ الْآيَةَ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَقَالَ
لِي لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ وَكَانُوا
اَحْرَصَ شَيْءٍ عَلَى الْخَيْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اَنَّهُ قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ
كَذُوْبٌ تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُذْ ثَلَاثِ لَيَالٍ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ لَا قَالَ ذَاكَ
شَيْطَانٌ۔

نے محمد بن سیرین سے اُنھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلیّ اللہ علیہ وسلم نے مجھے فطرانہ کی نگہداشت کا وکیل بنایا میرے پاس ایک شخص آیا اور غلّہ سے لپ بھرنا شروع کی تو میں نے اس کو پکڑ لیا میں نے کہا بخدا! میں تجھے جناب رسول اللہ صلیّ اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا اُس نے کہا میں غریب ہوں میرے اُوپر بال بچہ کا بوجھ ہے اور مجھے ضرورت ہے۔ ابوہریرہ نے کہا میں نے اس کو چھوڑ دیا صبح ہوئی تو نبی کریم صلیّ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابا ہریرہ گزشتہ رات تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا یا رسولَ اللہ! اُس نے سخت حاجت اور بال بچوں کی شکایت کی مجھے رحم آگیا تو میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ آپ صلیّ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار رہو اُس نے جھوٹ بولا ہے وہ عنقریب پھر آئے گا پس جناب رسول اللہ صلیّ اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے مجھے یقین ہُوا کہ وہ پھر آئے گا میں نے اس کا انتظار کیا چنانچہ وہ آیا اور غلّہ سے لپ بھرنے لگا تو میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا میں تجھے جناب رسول اللہ صلیّ اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا اُس نے کہا مجھے چھوڑ دیجئے میں محتاج ہوں میرے اُوپر بال بچوں کا بوجھ ہے۔ میں پھر نہیں آؤں گا مجھے اس پر رحم آیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا صبح ہُوئی تو جناب رسول اللہ صلیّ اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے ابا ہریرہ تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا یا رسولَ اللہ! اُس نے سخت حاجت اور بال بچوں کی شکایت کی مجھے اس پر رحم آیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا آپ صلیّ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار رہو اُس نے جھوٹ بولا ہے وہ پھر آئے گا۔ میں نے تیسری بار اس کا انتظار کیا وہ آیا اور غلّہ سے لپ بھرنے لگا تو میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا میں تجھے جناب رسول اللہ صلیّ اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا تو کہتا ہے کہ نہیں آئے گا پھر آجاتا ہے اُس نے کہا مجھے چھوڑ دو۔ میں تجھے چند کلمات بتاتا ہوں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ تجھے نفع دیگا میں نے کہا وہ کیا ہیں اُس نے کہا جب تو اپنے بستر پر آئے تو آیت الکرسی پڑھو اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ حتّٰی کہ

آئت ختم کرے تو اللہ کی طرف سے فرشتہ تیری حفاظت کرے گا اور صبح تک شیطان تیرے قریب نہیں آئیگا میں نے اس کو چھوڑ دیا صبح ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گزشتہ رات تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اُس نے کہا کہ وہ مجھے چند کلمات بتائے گا جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے گا تو میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کیا ہیں میں نے عرض کیا اُس نے مجھے کہا جب تو اپنے بستر پہ آئے تو اوّل سے آئت الکرسی پڑھو حتیٰ کہ اسے ختم کرو (اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ) اور کہا اللہ کی طرف سے فرشتہ تیری حفاظت کرے گا اور صبح تک شیطان تیرے قریب نہ آئے گا۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خیر کے بڑے حریص تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار رہو اُس نے بات سچی کہی ہے اور وہ جھوٹا ہے۔ اے ابا ہریرہ جانتے ہو کہ جس سے تم تین دن سے گفتگو کر رہے ہو وہ کون ہے؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں آپ نے فرمایا وہ شیطان تھا۔

شرح : یعنی جب کوئی وکیل بنائے اور وہ کسی کو کوئی شئ جس میں اس کو وکیل بنایا قرض دے اور مؤکّل اس کو جائز رکھے تو اس کا تصرف جائز ہے ورنہ نہیں۔ مذکور حدیث اس کے بعینہٖ موافق ہے کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فطرانہ کی نگہداشت کے وکیل تھے اور جب شیطان نے غلہ سے کچھ لیا تو ابوہریرہ خاموش رہے اور اس کو کچھ نہ کہا اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خبردار کیا تو وہ خاموش رہے یہ آپ کی طرف سے اجازت تھی۔ اور قرض کی صورت یہ ہے کہ غلہ مساکین پر صدقہ کرنے کے لئے جمع کیا ہوا تھا۔ جب چور نے اس سے غلہ لیا اور اپنی حاجت اور ضرورت ذکر کرتے ہوئے کہا مجھے چھوڑ دو اور ابوہریرہ نے اس کو چھوڑ دیا تو گویا کہ معینہ مدت کے لئے اس کو قرض دیا جبکہ اس مدت کے بعد فطرانہ مساکین پر تقسیم کرنا ہوتا ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عیدالفطر سے تین دن پہلے فطرانہ جمع کر لیا کرتے تھے گویا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس مدت کے لئے اس کو قرضہ دیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بھوک کے باعث چوری کرنے والے کا ہاتھ نہیں قطع کیا جاتا اور حاکم تک اس کا مقدمہ لے جانے سے پہلے پہلے اس کو معاف کر دینا جائز ہے۔ اس حدیث میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کی دلیل ہے کہ رات کا پورا واقعہ ابوہریرہ سے بیان کر دیا اور مستقبل قریب میں ہونے والا واقعہ بھی اس کو بتا دیا۔ اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ شیطان اور اس کی اولاد اگرچہ نظر نہیں آتے لیکن جب وہ مادی اجسام کی صورت میں ظاہر ہوں تو ان کو دیکھ سکتے ہیں البتہ ان کو اصلی خلقت روحانیہ میں نہیں دیکھ سکتے۔ اس اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا شیطان اور اس کی ذریت تم کو دیکھتی ہے جبکہ تم ان کو نہیں دیکھتے ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جن کھاتے پیتے ہیں چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنوں نے مجھ سے کھانے پینے کا سوال کیا۔ یہ بات ملحوظ خاطر ہو کہ جنوں اور فرشتوں کا اصل ایک شئ ہے اور وہ نور ہے۔ امام بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت نقل

بَابٌ اِذَا بَاعَ الْوَكِيْلُ شَيْئًا فَاسِدًا فَبَيْعُهٗ مَرْدُوْدٌ

۲۱۶۳ — حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ اَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ ثَنَا مُعٰوِيَةُ هُوَابْنُ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيٰى قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَبْدِ الْغَافِرِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ قَالَ جَآءَ بِلَالٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ بَرْنِيٍّ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَيْنَ هٰذَا قَالَ بِلَالٌ كَانَ عِنْدَنَا تَمْرٌ رَدِيٌّ فَبِعْتُ مِنْهُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ لِنُطْعِمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ اَوَّهْ اَوَّهْ عَيْنُ الرِّبَا عَيْنُ الرِّبَا لَا تَفْعَلْ ذٰلِكَ وَلٰكِنْ اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَشْتَرِيَ فَبِعِ التَّمْرَ بِبَيْعٍ اٰخَرَ ثُمَّ اشْتَرِ بِهٖ۔

کی ہے کہ فرشتوں کی ایک قسم ہے جن کی اولاد ہوتی ہے ان کو جن کہا جاتا ہے۔ اُن میں سے ابلیس لعین ہے۔ اور قرآن کریم میں "خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ" اس کے خلاف نہیں۔ کیونکہ نور پر بھی نار کا اطلاق کیا جاتا ہے اور نار کی طرح نور میں بھی احراق ہے۔ لہٰذا جب جن کھاتے پیتے ہیں تو فرشتے بھی کھا پی سکتے ہیں مگر وہ کھاتے اس لئے نہیں کہ ان کو کھانے پینے کا حکم نہیں قرآن کریم میں ہے "یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ" اس تقریر سے وہ معروضہ بے اصل ہو کر رہ جاتا ہے کہ نورانی کھاتا پیتا نہیں اور نہ ہی اس کی اولاد ہوتی ہے اور اس کا سہارا لے کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کی نفی کرنا عبث دلیل ہے۔ جبکہ شخص واحد میں بشریت اور نورانیت کا اجتماع ممتنع نہیں چنانچہ قرآنِ کریم میں ہے "فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا" یعنی سیدنا جبرائیل علیہ السلام مریم علیہا السلام کے سامنے کامل بشر ظاہر ہوئے۔ حالانکہ اس وقت وہ نورانیت سے محروم نہ تھے ورنہ ان کو جبرائیل اور فرشتہ کہنا مشکل ہوگا۔ مذکورہ حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جھوٹا شخص بھی کبھی سچ بول لیتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کبھی شیطان بھی انسانی لبادہ اوڑھ کر وظائف بتانے لگتا ہے۔ مسلم شریف کے مقدمہ میں ہے کہ شیطان بھی عالم کی صورت میں متمثل ہو کر وعظ کرنے لگتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص علم کے مطابق عمل نہ کرے اس سے علم پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جب وکیل خراب شئی فروخت کرے تو اس کی بیع مسترد ہے

بَابُ الْوَکَالَۃِ فِی الْوَقْفِ وَنَفَقَتِہٖ وَاَنْ یُّطْعِمَ صَدِیْقًا لَّہٗ وَیَاْکُلَ بِالْمَعْرُوْفِ

۲۱۶۴ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ ثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ فِیْ صَدَقَۃِ عُمَرَ لَیْسَ عَلَی الْوَلِیِّ جُنَاحٌ اَنْ یَّاْکُلَ وَیُؤْکِلَ صَدِیْقًا لَّہٗ غَیْرَ مُتَاَثِّلٍ مَالًا وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ ھُوَ یَلِیْ صَدَقَۃَ عُمَرَ یُھْدِیْ لِلنَّاسِ مِنْ اَھْلِ مَکَّۃَ کَانَ یَنْزِلُ عَلَیْھِمْ۔

۲۱۶۳ ـــــ ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا بلال رضی اللہ عنہ برنی کھجور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کہاں سے لائے بلال نے کہا ہمارے پاس ردّی کھجوریں میں نے ان میں سے دو صاع ایک صاع کے عوض بیچے ہیں تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا اوہ اوہ یہ تو خالص سود ہے۔ ایسا مت کرو لیکن جب خریدنے کا ارادہ ہو تو کھجور کسی اور شئی کے عوض بیچ دو پھر یہ خرید لو۔

۲۱۶۳ ـــــ شرح : یعنی جب وکیل نے کوئی شئی فروخت کی جس میں اس کو وکیل بنایا گیا ہو اور اس نے بیع فاسد سے بیچا ہو تو اس کی بیع مردود ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سود حرام ہے اور سود کھانا گناہ عظیم ہے۔ حدیث ۲۰۶۳ کے تحت اس کی شرح دیکھیں۔

باب ـــــ وقف میں وکیل ہونا اور اس کا خرچہ اور اس کا اپنے دوست کو کھلانا اور خود دستور کے موافق کھانا

۲۱۶۴ ـــــ ترجمہ : عمرو بن دینار سے روایت ہے انھوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے صدقہ کے متعلق کہا کہ اس کا مضمون یہ تھا کہ صدقہ کے متولی پر حرج نہیں کہ وہ اس سے خود کھائے اور دوستوں کو کھلائے لیکن وہ اپنے لئے مال جمع نہ کرے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سیدنا عمر فاروق کے صدقہ میں سے مکہ مکرمہ والے لوگوں کو ہدیہ دیتے تھے جب کہ ان کے پاس جاتے تھے

۲۱۶۴ ـــــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وقف کا متولی اس سے خود کھا سکتا ہے اور دستور اور رواج کے مطابق مہمانوں اور اصدقاء کو کھلا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَنْ کَانَ فَقِیْرًا فَلْیَاْکُلْ بِالْمَعْرُوْفِ " یہ یتیم کے مال کے متعلق ہے اور وقف

بَابُ الْوَكَالَةِ فِي الْحُدُوْدِ۔ ۲۱۶۵ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ اَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاغْدُ يَا اُنَيْسُ اِلٰى امْرَاَةِ هٰذَا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا۔

۲۱۶۶ ـــ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ اَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ جِيْءَ بِالنُّعَيْمَانِ اَوِ ابْنِ النُّعَيْمَانِ شَارِبًا فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ فِي الْبَيْتِ اَنْ يَّضْرِبُوْا قَالَ فَكُنْتُ اَنَا فِيْمَنْ ضَرَبَهٗ فَضَرَبْنَا بِالنِّعَالِ وَالْجَرِيْدِ۔

کے مال میں تو زیادہ گنجائش ہے۔ ابن مُہذّب نے کہا ضرورت کے وقت یہ مُباح ہے۔ ابن تین رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا وقف میں واقف کی شرط کے مطابق تصرف ہونا ضروری ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا وقفِ عمر رضی اللہ عنہ میں تصرف کرنے کی دو وجہیں تھیں ایک یہ کہ اس میں یہ شرط تھی کہ مہمان کو کھلایا جائے اور دوسری یہ کہ جب وہ مکہ مکرمہ کے لوگوں کے پاس جاتے تھے وہ ان کو طعام وغیرہ کھلاتے تھے تو وہ اس کی مکافات کے لئے ان کو ہدیہ دیتے تھے گویا کہ وہ خود کھاتے تھے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ حدود قائم کرنے میں وکیل بنانا

۲۱۶۵ ـــ ترجمہ: زید بن خالد اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا اے اُنیس اس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ اگر وہ زناء کا اقرار کرے تو اس کو رجم کر دو۔

۲۱۶۶ ـــ ترجمہ: عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے کہا نُعَیمان یا ابن نُعَیمان کو لایا گیا جبکہ اُنھوں نے شراب پیا تھا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ گھر میں موجود ہیں وہ اس کو ماریں اُنھوں نے کہا میں ان لوگوں میں تھا جنھوں نے اس کو مارا تھا ہم نے اس کو جوتوں اور کھجور کی چھڑیوں سے مارا۔

۲۱۶۵، ۲۱۶۶ ـــ شرح: سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنیس کو حد قائم کرنے کے لئے بھیجا کیونکہ وہ اس عورت کے قبیلہ میں سے تھے اگر کسی دوسرے قبیلہ کے شخص کو حد قائم کرنے بھیجا جاتا تو ممکن تھا کہ وہ اس کے حکم سے نفرت کرتے جبکہ وہ عورت

بَابُ الْوَكَالَةِ فِي الْبُدْنِ وَتَعَاهُدِهَا

۲۱۶۷ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ عَائِشَةُ أَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ أَبِي بَكْرٍ فَلَمْ يَحْرُمْ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ أَحَلَّهُ اللّٰهُ لَهُ حَتّٰى نُحِرَ الْهَدْيُ۔

بھی قبیلہ اسلم سے تھی۔ حدیث ۲۱۶۶ میں نُعیمان بن عمرو انصاری قدیم صحابہ کرام میں سے تھے۔ اور بہت بڑے صحابی تھے ان کی طبع مزاحیہ تھی۔ ابن عبدالبر نے کہا وہ نیک مرد تھے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس پر حد قائم کی تھی وہ ان کا بیٹا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شراب کی حد سب حدود سے ہلکی حد ہے۔ اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ حاکم جب کسی کو حد قائم کرنے کا حکم دے تو وہ بمنزلہ توکیل ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں شرابی کی حد یہی تھی۔ پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں اسی کوڑے حد مقرر کی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — قربانی کے اونٹوں میں وکیل بنانا اور ان کی نگہداشت کرنا

۲۱۶۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے اپنے ہاتھوں سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں کے ہار بُنے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے ان کے گلوں میں ڈالے۔ پھر اُن کو میرے باپ کے ساتھ بھیجا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی شئ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حلال کی ہے حرام نہ ہوئی حتیٰ کہ اُن کو نحر کیا گیا۔

(حدیث ۱۵۹۲ کے تحت اس کی شرح دیکھیں)

بَابُ إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِوَكِيلِهِ ضَعْهُ حَيْثُ أَرَاكَ اللّٰهُ وَقَالَ الْوَكِيلُ قَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ ۔ ۲۱۶۸ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِينَةِ مَالًا وَكَانَ أَحَبَّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرَحَاءُ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ فَلَمَّا نَزَلَتْ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ قَامَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرَحَاءُ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ أَرْجُو بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ حَيْثُ شِئْتَ فَقَالَ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَائِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَائِحٌ قَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ فِيهَا وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ قَالَ أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ تَابَعَهُ إِسْمٰعِيلُ عَنْ مَالِكٍ وَقَالَ رَوْحٌ عَنْ مَالِكٍ رَابِحٌ ۔

باب ــــ جب کوئی اپنے وکیل سے کہے اس کو خرچ کرو جہاں چاہو اور وکیل کہے جو تم نے کہا ہے میں نے سن لیا ہے ۔

۲۱۶۸ ــــ ترجمہ : اسحاق بن عبداللہ نے انس بن مالک کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ابوطلحہ مدینہ منورہ کے انصار میں سب سے زیادہ مال دار تھے اور بَیْرحاء ان کا محبوب مال تھا اور مسجد شریف کے سامنے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف لے جایا کرتے اور اس کا عمدہ پانی پیا کرتے تھے ۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "تم بھلائی حاصل نہیں کر سکتے حتی کہ اپنی محبوب شیٔ خرچ کرو،، تو ابوطلحہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

بَابُ وَكَالَةِ الْاَمِيْنِ فِي الْخِزَانَةِ وَنَحْوِهَا

۲۱۶۹ —— حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَازِنُ الْاَمِيْنُ الَّذِيْ يُنْفِقُ وَرُبَّمَا قَالَ الَّذِيْ يُعْطِيْ مَا اُمِرَ بِهٖ كَامِلًا مُوَفَّرًا طَيِّبًا نَفْسُهٗ اِلَى الَّذِيْ اُمِرَ بِهٖ اَحَدُ الْمُتَصَدِّقَيْنِ ۔

کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ"، اور بیرحاء میرا محبوب ترین مال ہے وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔ میں اللہ کے حضور اس کی نیکی اور ثواب کا اُمیدوار ہوں یا رسول اللہ! آپ جہاں چاہیں اس کو خرچ فرمادیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مال چلا جانے والا ہے اس کے متعلق جو تم نے کہا میں نے سُن لیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کو اپنے اقارب میں تقسیم کردو۔ ابوطلحہ نے کہا یا رسول اللہ! میں کرتا ہوں اور اس کو ابوطلحہ نے اپنے قریبی رشتہ داروں اور چچا کے بیٹوں میں تقسیم کردیا۔ اسماعیل نے مالک سے روایت کرنے میں یحییٰ بن یحییٰ کی متابعت کی۔ اور روح نے مالک رابح کی بجائے "رایح" ذکر کیا ہے۔ یعنی یہ مال فائدہ پہنچانے والا ہے۔
(حدیث ۱۳۷۸ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے)

باب —— خزانہ وغیرہ میں امانت دار کو وکیل بنانا"

۲۱۶۹ —— ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا امانت دار خزانچی جو خرچ کرتا ہے کبھی یوں فرمایا کہ جس کا اس کو حکم دیا جائے خوشی سے اس کو دیتا ہے جس کو دینے کا حکم دیا جائے تو بھی صدقہ کرنے والوں سے ہے۔ حدیث ۱۳۵۷ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے! وصلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَبْوَابُ الْحَرْثِ وَالْمُزَارَعَةِ وَمَا جَاءَ فِيْهِ

بَابُ فَضْلِ الزَّرْعِ وَالْغَرْسِ اِذَا اُكِلَ مِنْهُ وَقَوْلِ اللّٰهِ اَفَرَاَيْتُمْ مَا تَحْرُثُوْنَ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗ اَمْ نَحْنُ الزَّارِعُوْنَ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا۔

۲۱۷۰ ـــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ ثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا اَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَاْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ اَوْ اِنْسَانٌ اَوْ بَهِيْمَةٌ اِلَّا كَانَ لَهٗ بِهٖ صَدَقَةٌ وَقَالَ مُسْلِمٌ ثَنَا اَبَانُ ثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا اَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کھیتی اور بٹائی کا بیان

باب ـــــ زراعت اور درخت لگانے کی فضیلت جبکہ اس سے کھایا جائے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : بتلاؤ تو تم جو کھیتی کرتے ہو کیا تم اس کو اُگاتے ہو یا ہم اس کو اُگانے والے ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو اس کو ریزہ ریزہ کر دیں "

بَابُ مَا يُحذَرُ مِنْ عَوَاقِبِ الْاِشْتِغَالِ بِاٰلَةِ الزَّرْعِ اَوْجَاوَزَ الْحَدَّ الَّذِيْ اُمِرَ بِهِ۔ ۲۱۷۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ بْنِ سَالِمِ الْحِمْصِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ الْاِلْهَانِيُّ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ وَرَاٰى سِكَّةً وَّشَيْئًا مِّنْ اٰلَةِ الْحَرْثِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ هٰذَا بَيْتَ قَوْمٍ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الذُّلَّ قَالَ مُحَمَّدٌ وَاسْمُ اَبِيْ اُمَامَةَ صُدَيُّ بْنُ عَجْلَانَ۔

۲۱۷۰ ___ **ترجمہ** : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمان جو بھی پھلدار درخت لگاتا ہے یا کھیتی کرتا ہے اور اس سے پرندے یا انسان یا چوپائے کھاتے ہیں تو وہ اس کا صدقہ ہوجاتا ہے مسلم نے کہا کہ ہم سے ابان نے ان سے قتادہ نے بیان کیا کہ انس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

۲۱۷۰ ___ **شرح** : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ کو اس لئے ذکر کیا کہ یہ کھیتی اور زراعت پر مشتمل ہے اور اس سے زراعت کی اباحت معلوم ہوتی ہے اس حدیث سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ دوسرے مکاسب سے کھیتی باڑی کرنا افضل ہے۔ بعض علماء صنعت کاری کو افضل کہتے ہیں اور بعض تجارت کو افضل کہتے ہیں لیکن اکثر احادیث دستکاری کی افضلیت پر دلالت کرتی ہیں۔ چنانچہ مستدرک میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کونسا کسب افضل ہے آپ نے فرمایا انسان کا ہاتھ سے کسب کرنا اور صحیح طور پر بیع کرنا افضل ہے۔ دراصل افضلیت لوگوں کے حال کے اعتبار سے ہے جہاں لوگ خوراک کے زیادہ محتاج ہوں وہاں زراعت افضل ہے تاکہ لوگ قحط زدہ نہ ہوں اور جہاں کاروبار کی زیادہ ضرورت ہو وہاں تجارت افضل ہے اور جہاں دستکاری کی احتیاجی زیادہ ہو وہاں صنعت کاری افضل ہے اس زمانہ میں حالات کا مقتضیٰ یہ ہے کہ سب افضل ہیں۔

باب ___ کھیتی کے آلات میں مشغول ہونے یا مامور بہ حد سے تجاوز کرنے کی برائی ،،

۲۱۷۱ ___ **ترجمہ** : ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے ہل اور کھیتی کے کچھ آلات دیکھے تو کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے

بَابُ اقْتِنَاءِ الْكَلْبِ لِلْحَرْثِ۔ ۲۱۷۲۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ ثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَمْسَكَ كَلْبًا فَاِنَّهُ يَنْقُصُ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيْرَاطٌ اِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ اَوْ مَاشِيَةٍ وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ وَاَبُوْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا كَلْبَ غَنَمٍ اَوْ حَرْثٍ اَوْ صَيْدٍ وَقَالَ اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلْبَ صَيْدٍ اَوْ مَاشِيَةٍ۔

ہوئے سُنا یہ کسی قوم کے گھر میں داخل نہیں ہوتے مگر اس میں ذلت داخل ہو جاتی ہے۔

شرح ۲۱۷۰، ۲۱۷۱ .... یعنی مسلمان جب کاشتکاری میں مصروف رہیں اور اس میں اپنی ہمتیں صرف کر دیں اور دشمنوں سے بے خوف رہیں اور ان سے اعراض کریں اور جہاد ترک کر دیں تو وہ ذلیل و رسوا ہو جائیں گے کیونکہ ترک جہاد سے دشمن غالب ہوگا اور ان کو اپنا محکوم بنائے گا جو محض ذلت ہے۔ الحاصل زراعت میں دُنیا کی ذلت ہے اور آخرت میں عزت ہے کیونکہ اس میں ثواب بہت ہے۔ بعض علماء نے ذلت کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ زراعت کے سبب ان پر حقوق لازم ہوں گے جن کا مطالبہ حکام کریں گے۔ اور وہ ان پر ظلم کریں گے جو حقوق ان پہ واجب ہیں وہ ان سے زیادہ وصول کریں گے اس میں کاشتکار کی ذلت ہوگی جبکہ وہ حقوق لینے میں سختی کریں گے اور دھمکی آمیز سب و شتم کریں گے۔

پھل دار درخت لگانے میں ثواب ہوتا ہے ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا جبکہ وہ باداموں کے پودے لگا رہے تھے اُس نے کہا آپ تو بوڑھے ہو چکے ہیں اور یہ پودے دیر بعد پھل دیں گے ہو سکتا ہے کہ تمہاری وفات کے بعد پھل دیں ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا اس کا پھل لوگ کھائیں گے اور مجھے اس کا ثواب ہوگا۔

ابو الوفاء بغدادی نے کہا کہ نوشیرواں ایک بوڑھے شخص جو زیتون کے درخت لگا رہا تھا کے پاس سے گزرا تو اسے کہنے لگا تیرے لئے یہ وقت زیتون لگانے کا نہیں تو بوڑھا ہو چکا ہے اور یہ درخت دیر بعد پھل دیتا ہے اُس نے جواب دیا۔ ہمارے بڑے بزرگوں نے درخت لگائے ان کا پھل ہم کھاتے ہیں اور ہم درخت لگاتے ہیں ان کا پھل آنے والے کھائیں گے۔ نوشیرواں نے کہا "زہ" یعنی خوب! اور عادت یہ تھی کہ جس کسی کے لئے نوشیرواں "زہ" کہتا تھا اس کو چار ہزار درہم انعام دیا جاتا تھا بوڑھے نے کہا بادشاہ سلامت آپ میرے درخت لگانے پہ تعجب کرتے ہیں کہ یہ دیر بعد پھل دے گا؟ اُس نے کتنی جلدی یہ پھل دیا ہے (چار ہزار انعام) نوشیرواں نے کہا زہ تو اس کو چار ہزار درہم اور زیادہ دیئے گئے۔ بوڑھے نے کہا۔ ہر درخت ایک سال میں ایک بار پھل دیتا ہے میرے اس درخت

۲۱۷۳ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ اَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ سُفْيٰنَ بْنَ اَبِي زُهَيْرٍ رَجُلًا مِنْ اَزْدِشَنُوءَةَ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَا يُغْنِيْ عَنْهُ زَرْعًا وَلَا ضَرْعًا نَقَصَ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيْرَاطٌ قُلْتُ اَاَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيْ وَرَبِّ هٰذَا الْمَسْجِدِ۔

نے ایک سال میں دو بار پھل دیا ہے۔ نوشیرواں نے کہا۔ زہ تو اس کو اور چار ہزار درہم دے کہ نوشیرواں آگے چلا گیا اور کہنے لگا اگر ہم اس بوڑھے کے پاس اور ٹھہرے تو یہ ہمارا خزانہ خالی کر دے گا۔

باب ـــ کھیتی کی حفاظت کے لئے کتا رکھنا

۲۱۷۲ ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کتا رکھا ہر روز اس کے عمل سے ایک قیراط ثواب کم ہوتا رہتا ہے مگر یہ کہ کھیتی یا جانوروں کی حفاظت کے لئے ہو۔ ابن سیرین اور ابو صالح نے ابوہریرہ سے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ بکریوں کی حفاظت یا کھیتی یا شکار کے لئے ہو اور ابو حازم نے بواسطہ ابوہریرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ شکار کرنے کے لئے یا جانوروں کی حفاظت کے لئے ہو۔

۲۱۷۲ ـــ شرح: قیراط کی مقدار تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے مقصد یہ ہے کہ کتا رکھنے والے کے اعمال کا ثواب کم ہوتا رہتا ہے۔ کیونکہ کتا رکھنے سے رحمت کے فرشتے گھر میں داخل نہیں ہوتے یا اس سے راہ گزروں کو اذیت پہنچتی ہے۔ یہ بھی وجہ ہو سکتی ہے کہ اس سے بدبو آتی ہے یا یہ کہ بعض کتے شیطان ہوتے ہیں اور گھر والوں کی غفلت کے وقت وہ برتنوں کو سونگھتا پھرتا ہے لیکن وہ کتا مستثنیٰ ہے جس سے نفع ہو اور مصلحت کو اس کے فساد پر ترجیح ہے۔ ابن تین رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عمل کم ہونے سے مراد یہ ہے کہ اگر کتا گھر میں نہ ہوتا اس کے عمل کا ثواب کامل ہوتا لیکن کتا رکھنے کی صورت میں اس کے عمل کا ثواب کامل نہ ہوگا یہ مراد نہیں کہ نماز کے پہلے کم ہو جاتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۱۷۳ ـــ ترجمہ: عبداللہ بن یوسف نے کہا ہم کو مالک نے یزید بن خصیفہ سے خبر دی کہ سائب بن یزید نے ان سے بیان کیا کہ انھوں نے سفیان بن زہیر سے

بَابُ اسْتِعْمَالِ الْبَقَرِ لِلْحِرَاثَةِ

۲۱۷۴ — مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ رَاكِبٌ عَلٰى بَقَرَةٍ الْتَفَتَتْ اِلَيْهِ فَقَالَتْ لَمْ اُخْلَقْ لِهٰذَا خُلِقْتُ لِلْحِرَاثَةِ قَالَ آمَنْتُ بِهٖ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَاَخَذَ الذِّئْبُ شَاةً فَتَبِعَهَا الرَّاعِيْ فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِيْ قَالَ اٰمَنْتُ بِهٖ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ قَالَ اَبُوْسَلَمَةَ وَمَا هُمَا يَوْمَئِذٍ فِي الْقَوْمِ۔

قبیلہ ازد شنوءہ سے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، سے سُنا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جس نے کتا پالا جو کھیتی اور حفاظت کے لئے نہ ہو تو اس کے عمل سے ہر روز ایک قیراط ثواب کم ہوتا رہتا ہے میں نے کہا تم نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے؟ انھوں نے ہاں مجھے اس مسجد شریف کے رب کی قسم ہے!

۲۱۷۳ — شرح : اس حدیث سے بعض مالکیہ نے استدلال کیا کہ جس کُتے کو پالنا جائز ہے وہ پاک ہے۔ کیونکہ اس کو پاس رکھنے کی صورت میں اس سے اختلاط عام ہوتا ہے جس سے احتراز بہت مشکل ہے۔ لیکن احناف کہتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس برتن میں کُتا ولوغ کر جائے اس کو سات مرتبہ دھونا ضروری ہے اور اس حدیث کا مقتضیٰ یہ ہے کہ کتا پلید ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم! ———

باب — گائے بیل کو کھیتی کے لئے استعمال کرنا

۲۱۷۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کہا فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک دفعہ ایک شخص بیل پر سوار ہو گیا وہ اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہا میں اس لئے پیدا نہیں کیا گیا میں تو کھیتی کے لئے پیدا کیا گیا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور ابوبکر اور عمر اس پر ایمان لائے۔ ایک بھیڑیا نے ایک بکری پکڑ لی تو چرواہا اس کے پیچھے بھاگا بھیڑیے نے کہا سبُع کے دن ان کو کون بچائے گا۔ اس دن میرے سوا ان کا نگہبان کوئی نہ ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر میں اور

بَابٌ اِذْقَالَ اكْفِنِيْ مَؤُوْنَةَ النَّخْلِ اَوْغَيْرِهٖ وَتُشْرِكُنِيْ فِي الثَّمَرِ

۲۱۷۵ —— حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ اَنَا شُعَيْبٌ ثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ اِخْوَانِنَا النَّخِيْلَ قَالَ لَا فَقَالُوْا فَتَكْفُوْنَا الْمَؤُوْنَةَ وَنُشْرِكُكُمْ فِي الثَّمَرَةِ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا۔

ابوبکر اور عمر ایمان لائے۔ ابوسلمہ نے کہا وہ دونوں حضرات اس دن صحابہ میں موجود نہ تھے۔

۲۱۷۴ شرح: بَقَرَۃ،، کا اطلاق بیل اور گائے دونوں پر ہوتا ہے۔ اس پہ تاء وحدت کی ہے یعنی ایک بیل نے کہا۔ قولہ یوم السُّبُع ،، باء پر ضمہ ہے یعنی ایک دن آئے گا کہ جب ان کو بھیڑیا پکڑلے گا تو ان کو چھڑانے والا کوئی نہ ہوگا اور اس وقت ان کو میرے سوا کوئی نہ چرائے گا یعنی تم بھاگ جاؤگے صرف میں ہی ان کے قریب ہوں گا اور یہ دیکھوں گا کہ ان میں سے میرے لئے کیا بچا ہے؟ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا" سَبْع ،، میں باء ساکن ہے اور وہ مقام محشر ہے۔ گویا کہ بھیڑیے نے کہا قیامت میں ان کا نگہبان کون ہوگا؟ مگر یہ معنیٰ ضعیف ہے کیونکہ قیامت میں بھیڑیا ان کا نگران نہ ہوگا اور نہ ہی اس کا ان سے تعلق ہوگا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ فتنہ کے زمانہ میں لوگ ان کو چھوڑ جائیں گے اور ان کا کوئی نگران نہ ہوگا اور ان کے لئے صرف بگھیاڑ باقی رہ جائیں گے یعنی وہ تنہا ان کے پاس ہوں گے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا عظیم مرتبہ ہے کہ ان کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قائم مقام کیا اور ان کے ایمان کی توثیق کی۔ جس صحابی نے بھیڑیے سے بکری چھین لی تھی وہ سلمہ بن اکوع کے چچا اہبان بن عقبہ تھے۔ انہوں نے شجرہ کے تحت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ اس حدیث سے کرامات اولیاء کا ثبوت ملتا ہے۔ صاحب فتح الباری نے ذکر کیا کہ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہ حدیث اس شخص کے خلاف دلیل ہے جس نے کہا گھوڑا کھانا اس لئے ممنوع ہے کہ یہ زینت اور سواری کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ " لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً،، حالانکہ بیل کھیتی کے لئے پیدا کیا گیا ہے مگر اس کو یہ لازم نہیں کہ اس کا گوشت کھانا ممنوع ہے۔ اسی طرح گھوڑا زینت اور سواری کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کو یہ لازم نہیں کہ اس کا گوشت کھانا ممنوع ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے فرمایا۔ نص قطعی سے بیل کا کھانا ثابت ہے۔ جیسے گھوڑے خچر اور گدھے کی سواری کرنا نص سے ثابت ہے اور بیل سواری کے لئے پیدا نہیں کیا گیا۔ اور اس کا یہ کہنا کہ میں کھیتی کے لئے پیدا کیا گیا ہوں اس میں حصر نہیں۔ چونکہ اس میں دو منافع تھے ایک اس کو کھانا اور دوسرا کھیتی کے لئے استعمال

بَابُ قَطْعِ الشَّجَرِ وَالنَّخْلِ وَقَالَ اَنَسٌ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّخْلِ فَقُطِعَ۔ ۲۱۷۶ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيلَ ثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ وَلَهَا يَقُولُ حَسَّانُ وَهَانَ عَلٰى سَرَاةِ بَنِي لُؤَيٍّ حَرِيقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيرٌ۔

کرنا تو ایک نفع کے ذکر سے دوسرے کی نفی نہیں ہوتی ۔ واللہ تعالیٰ ورسول الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ جب کسی نے کہا میرے کھجور کے درختوں میں محنت کر اور پھل میں ہم دونوں شریک ہو جائیں

۲۱۷۵ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا انصار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان کھجور کے درخت تقسیم کردیں۔ آپ نے فرمایا نہیں تو انھوں نے (مہاجرین سے) کہا تم درختوں میں محنت کرو ہم تمہیں پھل میں شریک کرلیں گے۔ مہاجرین نے کہا ہم نے سنا اور قبول کیا۔

۲۱۷۵ ـــ شرح : مؤنۃ ،، کا معنی محنت ہے یعنی درختوں کو پانی پلانا اور ان کی حفاظت کرنا ہے ۔ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو انصار نے عرض کیا یارسول اللہ! ہمارے اور ہمارے بھائیوں مہاجرین کے درمیان کھجور کے درخت تقسیم کردیں کیونکہ جب انصار نے لیلۃ العقبہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تو آپ نے ان سے مہاجرین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا شرط قرار دیا اور جب مہاجرین آئے تو انصار نے کہا یارسول اللہ! ہمارے اور مہاجرین کے درمیان کھجور کے درخت تقسیم کردیں تاکہ وہ ان میں محنت کرکے گزارہ کرسکیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہ کیا کیونکہ آپ کو انصار کے قبضہ سے ان کی زمین کا نکل جانا پسند نہ تھا اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مہاجرین کھجور کے درختوں کو پالنا نہیں جانتے اس لئے ان کی تقسیم کا انکار کردیا۔ تب انصار نے مہاجرین سے کہا تم درختوں میں محنت کرو ہم تمہیں پھل میں شریک کرلیں گے تو انصار و مہاجرین نے سید عالم صلی اللہ علیہ کے حکم کو تسلیم کرلیا۔ یہ مساقات کی صورت ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ مساقات جائز ہے اور حدیث سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مساقات نصف بٹائی پر تھی کیونکہ جب شرکت مبہم ہو اور اس میں کوئی حد معلوم نہ ہو تو وہ نصف نصف پر محمول ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — کھجوروں اور پھلوں والے درختوں کا کاٹنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے درخت کاٹنے کا حکم دیا تو ان کو کاٹا گیا۔

۲۱۷۶ — ترجمہ: حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے بنی نضیر کی کھجوروں کے درخت جلوا دیئے اور کٹوا دیئے اور اس باغ کا نام بُویرہ تھا اس کے متعلق حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں " بنی لؤی کے سرداروں کے لئے غالب آنا آسان ہو گیا کہ بُویرہ میں آگ شعلے پھینک رہی ہے "

۲۱۷۶ — شرح: " بنی نضیر " یہودیوں کا قبیلہ ہے " بنی لؤی " سے مراد قریش کے اکابر ہیں یعنی۔ جب دشمن کے درخت کاٹنے میں مصلحت ہو تاکہ اس کو عبرت ہو اور وہ دشمنی سے رک جائے تو ان کو کاٹنا جائز ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بعض اہل علم کا مذہب یہ ہے کہ دشمنوں کے درخت کاٹنے اور ان کے قلعے تباہ کرنے میں حرج نہیں اور بعض علماء اسے مکروہ کہتے ہیں۔ امام اوزاعی کا یہی مذہب ہے کیونکہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پھل دار درخت کاٹنے اور آبادی خراب کرنے سے منع کیا تھا ان کے بعد بھی مسلمانوں کا یہی معمول رہا ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا دشمن کی زمین میں ان کے درخت جلانے اور کاٹنے اور ان کے پھل تباہ و برباد کرنے میں حرج نہیں۔ امام احمد رضی اللہ عنہ نے کہا جب کبھی ایسا مقام ہو جہاں اس کے سوا چارہ نہ ہو تو حرج نہیں ورنہ درختوں کو خراب نہ کیا جائے۔ اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا دشمن کو عبرت کا سبق سکھانے کے لئے ان کے درخت اور پھل تباہ کرنے جائز ہیں۔ بعض علماء نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو غصہ کی آگ میں جلانے کے لئے ایسا کروایا تھا۔ اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی " لِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ "، ان کے درخت کٹوانے اور جلوانے میں ان کی ذلت و رسوائی تھی۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جمہور علماء اور چاروں اماموں کا یہی مذہب ہے۔

ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بعض علماء کا مسلک یہ ہے کہ اگر یہ امید ہو کہ یہ علاقہ مسلمانوں کے ہاتھ آجائے گا تو ان کے پھلوں کو تباہ نہ کیا جائے۔ اگر یہ سوال ہو کہ امام نسائی نے عبد اللہ بن حبشی سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی بیری کا درخت کاٹے اللہ تعالیٰ اس کو اوندھے منہ دوزخ میں ڈالے گا اس کا جواب یہ ہے اگر یہ حدیث صحیح ہے تو اس سے مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ کی بیریوں کے درخت مراد ہیں جبکہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے اپنی زمین کے بیری کے درخت کٹوا دیئے تھے

باب ۲۱۷۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيْدٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ الْاَنْصَارِيِّ سَمِعَ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ قَالَ كُنَّا اَكْثَرَ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مُزْدَرَعًا كُنَّا نُكْرِى الْاَرْضَ بِالنَّاحِيَةِ مِنْهَا مُسَمًّى لِسَيِّدِ الْاَرْضِ قَالَ فَمِمَّا يُصَابُ ذٰلِكَ وَ تَسْلَمُ الْاَرْضُ وَمِمَّا تُصَابُ الْاَرْضُ وَ يَسْلَمُ ذٰلِكَ فَنُهِيْنَا وَاَمَّا الذَّهَبُ وَالْوَرِقُ فَلَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ۔ بَابُ الْمُزَارَعَةِ بِالشَّطْرِ وَنَحْوِهٖ

۲۱۷۷ — ترجمہ: یحییٰ بن سعید نے حنظلہ بن قیس انصاری سے روایت نقل کی کہ انھوں نے رافع بن خدیج کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ مدینہ منورہ میں ہمارے کھیت زیادہ تھے اور ہم زمین کرایہ پر دیا کرتے تھے۔ اس شرط پر کہ زمین کے ایک معین حصہ کی پیداوار اس کے مالک کے لئے ہوگی اور کبھی ایسا ہوتا کہ زمین کے بعض حصہ پر آفت آجاتی اور باقی حصہ سالم رہتا اور کبھی اس حصہ پہ آفت آجاتی اور وہ حصہ سالم رہتا اس لئے ہم کو اس سے منع کیا گیا۔ اس وقت سونا چاندی کے عوض کرایہ کا رواج نہ تھا۔

۲۱۷۷ — شرح: قولہ مُزْدَرَعًا، یہ دراصل مزترع" تھا باب افتعال سے مفعول کا صیغہ ہے تا کو دال سے بدل کیا کیونکہ تاء اور دال کا مخرج ایک دوسرے کے موافق ہے۔ اس کا معنی کھیتی کی جگہ ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ یہ مصدر ہو یعنی مدینہ منورہ میں ہماری کھیتی زیادہ تھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین کی پیداوار کے بعض حصہ کے عوض کاشت کرنی ممنوع ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک اور احمد رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔ انھوں نے رافع بن خدیج کی مذکور حدیث سے استدلال کیا ہے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ عنہما اس کے جواز کے قائل ہیں۔ امام احمد رضی اللہ عنہ بھی جواز کے قائل ہیں مگر وہ کہتے ہیں کہ بیج زمین کے مالک کا ہو اور بیل وغیرہ عامل کی طرف سے ہو اور بعض محدثین مطلقاً جائز کہتے ہیں۔ اور سادا تنا ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نصف یا اس کے قریب بٹائی پر مزارعت کے جواز کے قائل ہیں۔ واللہ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — نصف یا اس کے قریب پیداوار پر کاشت کرنا "

وَقَالَ قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ قَالَ مَا بِالْمَدِيْنَةِ اَهْلُ بَيْتِ هِجْرَةٍ اِلَّا يَزْرَعُوْنَ عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَزَارَعَ عَلِيٌّ وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَعُمَرُ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَالْقٰسِمُ وَعُرْوَةُ وَاٰلُ اَبِيْ بَكْرٍ وَاٰلُ عُمَرَ وَاٰلُ عَلِيٍّ وَابْنُ سِيْرِيْنَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَسْوَدِ كُنْتُ اُشَارِكُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ فِي الزَّرْعِ وَعَامَلَ عُمَرُ النَّاسَ عَلٰى اِنْ جَآءَ عُمَرُ بِالْبَذْرِ مِنْ عِنْدِهٖ فَلَهُ الشَّطْرُ وَاِنْ جَآءُوْا بِالْبَذْرِ فَلَهُمْ كَذَا وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَاسَ اَنْ تَكُوْنَ الْاَرْضُ لِاَحَدِهِمَا فَيُنْفِقَانِ جَمِيْعًا فَمَا خَرَجَ فَهُوَ بَيْنَهُمَا وَرَاٰى ذٰلِكَ الزُّهْرِيُّ وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَاسَ اَنْ يُّجْتَنَى الْقُطْنُ عَلَى النِّصْفِ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ وَابْنُ سِيْرِيْنَ وَعَطَاءٌ وَالْحَكَمُ وَالزُّهْرِيُّ وَقَتَادَةُ لَا بَاسَ اَنْ يُّعْطَى الثَّوْبُ بِالثُّلُثِ اَوِ الرُّبُعِ وَنَحْوِهٖ وَقَالَ مَعْمَرٌ لَا بَاسَ اَنْ تُكْرَى الْمَاشِيَةُ عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى ـ

ترجمہ : قیس بن مسلم نے ابو جعفر سے نقل کیا کہ مدینہ منورہ میں مہاجرین کا کوئی ایسا گھر نہ تھا جو تہائی اور چوتھائی پر کاشت نہ کرتا ہو۔ حضرت علی المرتضیٰ، سعد بن مالک، عبد اللہ بن مسعود، عمر بن عبد العزیز، قاسم، عروہ، ابوبکر، ابوبکر صدیق کے خاندان والے عمر فاروق کے خاندان والے اور علی المرتضیٰ کے خاندان کے لوگ، محمد بن سیرین رضی اللہ عنہم نے مزارعت کی۔ عبد الرحمٰن بن اسود نے کہا میں عبد الرحمٰن بن یزید سے مزارعت میں شریک ہوتا تھا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے اس شرط پر معاملہ کیا کہ اگر عمر فاروق اپنی طرف سے بیج دیں تو ان کے لئے نصف پیداوار ہوگی اور مزارعین کی طرف سے بیج ہو تو ان کو اتنا حصہ ملے گا۔ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا اس میں حرج نہیں کہ ایک شخص کی زمین ہو اور وہ دونوں اس پر خرچ کریں تو جو بھی پیداوار ہو وہ ان میں مشترک ہو۔ امام زہری کی رائے بھی یہی ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس میں حرج نہیں کہ روئی اس شرط پر چنی جائے کہ وہ ان میں آدھی آدھی ہوگی۔ ابراہیم نخعی، ابن سیرین، عطاء، حکم، زہری اور قتادہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا اس میں حرج نہیں کہ کپڑا تہائی یا چوتھائی یا اس قسم کی شرط پر جولاہے کو دیا جائے۔ معمر نے کہا اس میں حرج نہیں کہ مویشی تہائی یا چوتھائی پر معین مدت کے لئے دیا جائے۔

شرح : ابراہیم نخعی، محمد بن سیرین، عطاء بن ابی رباح، حکم بن عتیبہ، محمد بن مسلم زہری اور قتادہ بن دعامہ رضی اللہ عنہم نے کہا اس میں حرج نہیں کہ جولاہے کو دھاگہ دیا جائے کہ وہ اس سے کپڑا بن دے اور کپڑے کی تہائی اس کی اور باقی کپڑا دھاگہ کے مالک کا ہوگا۔ حدیث میں دھاگہ پر کپڑے کا اطلاق مجازی ہے۔ معمر نے کہا کسی کو معین مدت کے لئے کرایہ پر جانور دے کہ وہ اس پر بار برداری کرے اور جو کرایہ حاصل ہو وہ ان میں مشترک

۲۱۷۸ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَلَ اَهْلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ زَرْعٍ اَوْ ثَمَرٍ وَكَانَ يُعْطِيْ اَزْوَاجَهُ مِائَةَ وَسْقٍ ثَمَانُوْنَ وَسْقَ تَمْرٍ وَعِشْرُوْنَ وَسْقَ شَعِيْرٍ وَقَسَمَ عُمَرُ فَخَيَّرَ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ اَنْ يُقْطِعَ لَهُنَّ مِنَ الْمَاءِ وَالْاَرْضِ اَوْ يُمْضِيَ لَهُنَّ فَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْاَرْضَ وَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْوَسْقَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ اخْتَارَتِ الْاَرْضَ۔

ہو تو جائز ہے۔ احناف کے مذہب میں یہ جائز نہیں اور مالک کو صرف رواج کے مطابق مزدوری ملے گی اور کرایہ عامل کا ہوگا۔

۲۱۷۸ — **ترجمہ:** عبداللہ بن عمر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے خیبر کے یہودیوں سے پھل یا غلہ کی نصف بٹائی پر معاملہ کیا آپ ازواج مطہرات کو اس میں سے سو وسق دیتے تھے۔ اسی وسق کھجور اور بیس وسق جو دیتے تھے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خیبر کی زمین تقسیم کی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو اختیار دیا کہ انہیں پانی اور زمین دے دیں یا ان کے لئے وہی رہنے دیں "جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں کھجور اور جو تھے"، ان میں سے بعض بیبیوں نے زمین کو اختیار کیا اور بعض نے وسق کو اختیار کیا اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے زمین کو اختیار کیا۔

۲۱۷۸ — **شرح:** علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا علماء نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیبر کے یہودیوں سے نصف بٹائی کا معاملہ مجاہدین کی رضامندی سے تھا جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کو جلا وطن کر دیا تو خیبر کی زمین مستحق لوگوں میں تقسیم کر دی اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ کھیتی کے لئے خیبر کی صاف زمین درختوں والی زمین سے کم تھی اس حدیث سے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ مساقات کی تبعیت میں مزارعت جائز ہے تنہا مزارعت جائز نہیں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جو لوگ مزارعت کے جواز کے قائل ہیں۔ یہ حدیث ان کے لئے عمدہ دلیل ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا نصف یا تہائی یا چوتھائی بٹائی پر کاشت کرنے میں علماء کا اختلاف ہے۔ حضرت علی، عبداللہ بن مسعود، سعد، زبیر، عبداللہ بن عمر، معاذ بن جبل، امام ابو یوسف، امام محمد اور امام احمد رضی اللہ عنہم مزارعت اور مساقات کو جائز کہتے ہیں۔ جبکہ عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرو، عکرمہ، ابراہیم نخعی اس کو ناجائز قرار دیتے ہیں امام مالک ابو حنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہم کا مذہب بھی یہی ہے۔ لیکن امام حنیفہ اور زفر کے سوا ان کے نزدیک مساقات بھی جائز ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں زمین کی پیداوار کے بعض حصہ پر بٹائی جائز نہیں اور مزارعت اور مساقات کسی صورت

بَابٌ اِذَا لَمْ يَشْتَرِطِ السِّنِيْنَ فِي الْمُزَارَعَةِ

۲۱۷۹ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ عَامَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ اَوْ زَرْعٍ۔

جائز نہیں امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے رافع بن خدیج کی حدیث ذکر کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزارعت سے منع فرمایا ہے۔ اُنھوں نے اس کی تائید میں عبداللہ بن عمر، ثابت بن ضحاک اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایات ذکر کیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے بخاری میں مذکور حدیث کا جواب یہ ذکر کیا کہ خیبر کے یہودیوں سے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو معاملہ کیا تھا وہ بطور مزارعت اور مساقات نہ تھا بلکہ بطریق خراج تھا۔ جو آپ نے ان پر احسان کیا تھا اور خراج مقاسمہ تھا اور یہ سب کے نزدیک جائز ہے خراجِ مقاسمہ یہ ہے کہ امام زمین کی پیداوار کا کچھ حصہ لے لے اور بطور احسان زمین کافروں کی ملک میں رہنے دے اور اگر زمین میں سے کچھ پیداوار نہ ہو تو ان پر کوئی شئی واجب نہیں اس تاویل کی صحت کی وجہ یہ ہے کہ کسی راوی سے یہ منقول نہیں کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے اس کے سوا جزیہ وصول کیا ہو۔ ایسے ہی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی ان کو جلاوطن کرنے تک کوئی جزیہ نہیں لیا۔ جن فقہاء نے مزارعت (نصف بٹائی) کو جائز کہا ہے۔ اُنھوں نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ اور دیگر آثار کا یہ جواب دیا ہے کہ لوگ زمین نصف بٹائی پر اس طرح دیتے تھے کہ وہ کھیت کی اس طرح تقسیم کر لیتے تھے کہ جو پیداوار اس طرف ہو وہ مالک کی ہوگی اور جو اُس طرف پیداوار ہوگی وہ مزارع کی ہوگی۔ بعض اوقات اتفاق ایسا ہوتا کہ زمین کا ایک حصہ میں پیداوار ہوتی اور دُوسرے حصہ میں کچھ نہ ہوتا اس طرح فریقین میں سے ایک کو نقصان اٹھانا پڑتا تھا اس لئے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرما دیا۔ اور اگر جملہ پیداوار میں اشتراک ہو اور وہ رضامندی سے جو بھی ایک دوسرے کا حصہ مقرر کر لیں اس کو منع نہیں فرمایا چنانچہ امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کی اُنھوں نے کہا ہم کھیتی باڑی بہت کرتے تھے اور زمین کو اس شرط پر کرایہ کے لئے دیتے تھے کہ ہمارے لئے یہ ہوگا اور عامل کے لئے یہ ہوگا تو کبھی یُوں ہوتا کہ اِدھر پیداوار ہوتی اور اُدھر نہ ہوتی اس بٹائی سے ہم کو منع کر دیا گیا۔ کیونکہ یہ طریقہ دھوکا سے خالی نہ تھا۔ امام ابویوسف اور امام محمد اور بعض مالکیہ کا یہی مسلک ہے کہ زمین مزارعت اور ٹھیکہ کے طور پر کاشتکاری کے لئے دینا جائز ہے۔

واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جب مزارعت میں سال متعین نہ کرے

۲۱۷۹ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر

۲۱۸۰

بَابٌ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ عَمْرٌو قُلْتُ لِطَاؤُسٍ لَوْ تَرَکْتَ الْمُخَابَرَةَ فَاِنَّهُمْ یَزْعُمُوْنَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْهُ قَالَ اَیْ عَمْرُو فَاِنِّیْ اُعْطِیْهِمْ وَاُعِیْنُهُمْ وَاِنَّ اَعْلَمَهُمْ اَخْبَرَنِیْ یَعْنِی ابْنَ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَنْهَ عَنْهُ وَلٰکِنْ قَالَ اَنْ یَّمْنَحَ اَحَدُکُمْ اَخَاهُ خَیْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ یَّاْخُذَ عَلَیْهِ خَرْجًا مَّعْلُوْمًا۔

کے یہودیوں سے اس شرط پر معاملہ کیا کہ اس سے جو پھل اور غلہ پیدا ہوگا وہ اس کا نصف دیں گے۔
(حدیث ۲۱۷۸ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے)

باب

۲۱۸۰ — ترجمہ: علی بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ سفیان نے ہم کو خبر دی کہ عمرو نے کہا میں نے طاؤس سے کہا اگر تم مخابرت (مزارعت) چھوڑ دیتے تو بہتر ہے کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ طاؤس نے کہا اے عمرو میں ان کو زمین دیتا ہوں اور ان کا فائدہ کرتا ہوں اُن میں سے سب سے عالم یعنی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع تو نہیں فرمایا لیکن یہ فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو عطیہ کر دے تو وہ اس سے بہتر ہے کہ اس سے معین پیداوار لے

۲۱۸۰ — شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مُخابرہ جائز ہے کیونکہ ترک میں اولویت جواز کے منافی نہیں اور مخابرت اور مزارعت ایک ہی چیز ہے چنانچہ ترمذی کی روایت میں عمرو بن دینار کی حدیث ہے جس سے وہ ابن عباس سے خطاب کرتے ہیں کہ اگر تم مزارعت ترک کر دو تو بہتر ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ مزارعت کے متعلق جواز اور ممانعت کی احادیث میں اتفاق کی کیا صورت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جن روایات میں ممانعت مذکور ہے وہ اس پر محمول ہیں جبکہ اس میں شروط فاسدہ لگائی جائیں اور جواز کی روایات اس پر محمول ہیں کہ اس میں شروط فاسدہ نہ لگائی جائیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مزارعت جائز ہے اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نہی کی علت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کی ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا اللہ تعالیٰ رافع بن خدیج کو معاف کرے بخدا! میں اس سے یہ حدیث زیادہ جانتا ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو انصاری مرد جھگڑتے ہوئے آئے تو آپ نے فرمایا اگر تمہارا یہی حال ہے تو زمین کاشتکاری کے لئے نہ دو۔ رافع بن خدیج نے آپ سے صرف یہ جملہ سُنا کہ کرایہ پر نہ دو۔ امام طحاوی نے کہا یہ زید بن ثابت ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہی کی خبر دیتے ہیں "لَا تُکْرُوا الْاَرْضَ" جس کو رافع بن خدیج نے سُنا یہ سید عالم

بَابُ الْمُزَارَعَةِ مَعَ الْيَهُوْدِ

۲۱۸۱ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ اَنَا عُبَيْدُ اللّٰہِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ اَعْطٰى خَيْبَرَ الْيَهُوْدَ عَلٰى اَنْ يَعْمَلُوْهَا وَيَزْرَعُوْهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا خَرَجَ مِنْهَا۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الشُّرُوْطِ فِي الْمُزَارَعَةِ

۲۱۸۲ ـــ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ اَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيٰى سَمِعَ حَنْظَلَةَ الزُّرَقِيَّ عَنْ رَافِعٍ قَالَ كُنَّا اَكْثَرَ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ حَقْلًا وَكَانَ اَحَدُنَا يُكْرِيْ اَرْضَهٗ فَيَقُوْلُ هٰذِهِ الْقِطْعَةُ لِيْ وَهٰذِهٖ لَكَ فَرُبَّمَا اَخْرَجَتْ ذِهٖ وَلَمْ تُخْرِجْ ذِهٖ فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ عَنْهُ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تحریم نہیں فرمایا یہ تو صرف آپ نے اس لئے فرمایا تھا کہ آپ لوگوں میں جھگڑا اچھا نہیں سمجھتے تھے۔

باب ـــ یہود سے مزارعت کرنا

۲۱۸۱ ـــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو خیبر کی زمین اس شرط پر دی کہ وہ اس میں کام کریں اور کاشتکاری کریں اور اس میں سے جو پیداوار ہوگی ان کو اس کا نصف ملے گا۔

"جب یہود سے مزارعت جائز ہے تو ان کے غیر سے بھی جائز ہے۔ باب کے عنوان کا یہی مقصد ہے۔"

باب مزارعت میں جو شرطیں مکروہ ہیں

۲۱۸۲ ـــ ترجمہ : رافع رضی اللہ عنہ نے کہا ہم مدینہ منورہ میں بہت کاشت کرتے تھے۔ ہم سے ایک شخص اپنی زمین کرایہ پر دیتا اور کہتا اس قطعہ کی پیداوار میری ہے اور اس قطعہ کی پیداوار تیری ہے۔ بسا اوقات اس قطعہ میں پیداوار ہوتی اور اس میں نہ ہوتی تو ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا۔

بَابُ اِذَا زَرَعَ بِمَالِ قَوْمٍ بِغَيْرِ اِذْنِهِمْ وَكَانَ فِي ذٰلِكَ صَلَاحٌ لَهُمْ

۲۱۸۳ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا اَبُوضَمْرَةَ ثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا ثَلٰثَةُ نَفَرٍ يَمْشُونَ اَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَاَوَوْا اِلٰى غَارٍ فِي جَبَلٍ فَانْحَطَّتْ عَلٰى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَانْطَبَقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اُنْظُرُوا اَعْمَالًا عَمِلْتُمُوهَا صَالِحَةً لِلّٰهِ فَادْعُوا اللّٰهَ بِهَا لَعَلَّهُ يُفَرِّجُهَا عَنْكُمْ قَالَ اَحَدُهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُ كَانَ لِي وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ وَلِي صِبْيَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ اَرْعٰى عَلَيْهِمْ فَاِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ حَلَبْتُ فَبَدَاْتُ بِوَالِدَيَّ اَسْقِيهِمَا قَبْلَ بَنِيَّ وَاِنِّي اسْتَاْخَرْتُ ذَاتَ يَوْمٍ وَلَمْ اٰتِ حَتّٰى اَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا نَائِمَيْنِ فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ اَحْلُبُ فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوسِهِمَا اَكْرَهُ اَنْ اُوقِظَهُمَا وَاَكْرَهُ اَنْ اَسْقِيَ الصِّبْيَةَ وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّي فَعَلْتُهُ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرٰى مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَجَ اللّٰهُ فَرَاَوُا السَّمَاءَ وَقَالَ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اِنَّهَا كَانَتْ لِي بِنْتُ عَمٍّ اَحْبَبْتُهَا كَاَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ

۲۱۸۲ — شرح : دراصل یہ شرط ایسی تھی کہ اس سے ان میں نزاع پیدا ہو جاتا تھا۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اسی لئے مزارعت سے منع کر دیا تھا کہ اس طرح کی مزارعت سے جھگڑا پیدا ہوتا تھا۔ حدیث ۲۱۷۸ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

باب جب لوگوں کی اجازت کے بغیر ان کے روپیہ سے زراعت کرے اور اس میں ان کی بہتری ہو

۲۱۸۳ — ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا۔ ایک وقت تین شخص چل رہے تھے کہ ان کو بارش

النِّسَاءَ فَطَلَبْتُ مِنْهَا فَأَبَتْ حَتّٰى اٰتِيَهَا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَبَغَيْتُ حَتّٰى جَمَعْتُهَا فَلَمَّا وَقَعْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ اِلَّا بِحَقِّهٖ فَقُمْتُ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّىْ فَعَلْتُهٗ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً فَفَرَجَ وَقَالَ الثَّالِثُ اللّٰهُمَّ اِنِّى اسْتَاْجَرْتُ اَجِيْرًا بِفَرَقِ اَرُزٍّ فَلَمَّا قَضٰى عَمَلَهٗ قَالَ اَعْطِنِىْ حَقِّىْ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ فَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ اَزَلْ اَزْرَعُهٗ جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَّ رُعَاتَهَا فَجَاءَنِىْ فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ فَقُلْتُ اذْهَبْ اِلٰى ذٰلِكَ الْبَقَرِ وَرُعَاتِهَا فَخُذْ فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَسْتَهْزِئْ بِىْ فَقُلْتُ اِنِّىْ لَا اَسْتَهْزِئُ بِكَ فَخُذْ فَاَخَذَهٗ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّىْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ مَا بَقِىَ فَفَرَجَ اللّٰهُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ ابْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ فَسَعَيْتُ۔

نے آلیا اُنھوں نے ایک پہاڑ کی غار میں پناہ لی۔ تو ان کی غار کے منہ پر پہاڑ سے ایک پتھر لڑھک پڑا اور غار کا منہ بند ہوگیا اُنھوں نے ایک دُوسرے سے کہا تم اپنے اعمال پر نظر کرو جو تم نے اللہ کے لئے نیک عمل کئے ہیں۔ اور ان کے وسیلہ سے اللہ سے دُعاء کرو شاید اللہ اس مصیبت کو تم سے دُور کر دے۔ ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ! میرے بوڑھے والدین اور چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ میں ان کے لئے بکریاں چرایا کرتا تھا جب شام کو ان کے پاس آتا دودھ دوہتا تو اپنے والدین سے ابتداء کرتا ان کو اپنے بچوں سے پہلے دودھ پلاتا تھا میں ایک دن دیر سے آیا حتی کہ شام ہوگئی ان کو دیکھا کہ وہ سو رہے ہیں میں نے دودھ دوہا جس طرح دوہا کرتا تھا اور ان کے سرہانے کھڑا رہا اور ان کو جگانا اچھا نہ سمجھا اور یہ بھی اچھا نہ سمجھا کہ بچوں کو دودھ پلا دوں حالانکہ وہ میرے پاؤں میں چلا رہے تھے۔ حتی کہ فجر نے طلوع کیا اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ عمل تیری رضاء کے لئے کیا ہے تو ہم سے یہ پتھر دُور کر دے تاکہ ہم آسمان کو دیکھیں اللہ تعالیٰ نے کچھ پتھر ہٹا دیا تو اُنھوں نے آسمان کو دیکھا۔ دوسرے شخص نے کہا اے اللہ! میرے چچا کی بیٹی تھی میں اس سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا جیسے مرد عورتوں سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں۔ میں نے اس سے (بُرا فعل) طلب کیا تو اُس نے انکار کر دیا حتی کہ میں اس کو سو دینار دوں۔ میں نے تلاش کی حتی کہ سو دینار اکٹھے کر لئے جب میں اس کے دونوں پاؤں کے درمیان بیٹھا تو اُس نے کہا اللہ کے بندے اللہ سے ڈر اور حق کے بغیر مُہر کو نہ توڑ۔ میں اُٹھ کھڑا ہوا اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ عمل تیری رضاء کی طلب کے لئے کیا ہے تو ہم سے یہ پتھر ہٹا دے چنانچہ پتھر ہٹ گیا۔ تیسرے شخص نے کہا اے اللہ! میں نے ایک مزدور چاولوں کے ایک فرق کے عوض کرایہ پر لیا تھا جب اُس نے اپنا کام پورا کر لیا تو کہا مجھے میری اُجرت دو میں نے اس کو اُجرت پیش کی تو اُس نے اعراض کیا (اور چلا گیا) میں اس سے کاشت کرتا رہا حتی کہ

میں نے اس سے گائے بیل اور ان کا چرواہا جمع کر لیا۔ وہ میرے پاس آیا اور کہا اللہ سے ڈر۔ میں نے کہا یہ گائے بیل اور ان کا چرواہا لے جاؤ۔ اُس نے کہا اللہ سے ڈر اور مجھ سے مذاق نہ کر میں نے کہا میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کر رہا ہوں ان کو لے جاؤ تو وہ لے گیا اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ عمل تیری رضا کی طلب کے لئے کیا ہے تو باقی ماندہ پتھر ہٹا دے اللہ تعالیٰ نے پتھر ہٹا دیا ابو عبداللہ (بخاری) نے کہا عقبہ نے نافع سے " فَسَعَيْتُ "، روایت کی۔

۲۱۸۳ —— شرح : ایک فرق سولہ رطل یعنی آٹھ سیر ہوتا ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ حدیث ۲۰۷۶ میں مکئی کا فرق ذکر کیا ہے اور اس حدیث میں چاول کا فرق مذکور ہے۔ حالانکہ واقعہ ایک ہی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے مکئی اور چاول کے دانے قریب قریب ہیں اس لئے ایک کا دوسرے پر اطلاق ہو سکتا ہے مگر یہ جواب بعید ہے۔ قریب تر جواب یہ ہے کہ بعض اُجرت مکئی تھی اور بعض چاول تھے لہٰذا ہر ایک کا ذکر مناسب ہے۔ اس حدیث کی باب کے عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ مستاجر نے اجیر کا حق اس کو پیش کر دیا جب اُس نے لینے سے انکار کیا تو مستاجر نے اس میں تصرّف کیا اگر یہ تصرّف جائز نہ ہوتا تو اللہ کی نافرمانی ہوتی جو معصیت ہے تو اس سے توسّل کیسے ہو سکتا۔ اور اگر کوئی یہ سوال پُوچھے کہ توسّل تو اس میں تھا کہ اُس نے مستحق کو اس کے حق کے ساتھ اضافہ کر کے واپس کیا تھا اس کے تصرّف کے ساتھ توسّل نہ کیا تھا جیسے بُرے فعل کے لئے عورت کے سامنے بیٹھنا معصیت اور گناہ ہے اور اُس نے توسّل زناء کے ترک سے کیا تھا۔ لہٰذا حدیث کی مناسبت بعید ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جب صاحبِ حق نے اپنا حق قبض نہ کیا اور مستاجر نے دوبارہ فرق پر قبضہ کر لیا تو غیر کی ملک پر بنا قبضہ ہے۔ اس کا اس میں تصرف کرنا بہتری ہے اِضاعت نہیں اور یہ ظلم نہیں اس کے ساتھ توسّل ممتنع نہیں علاوہ ازیں اس کا بہت بڑا مقصد تو یہ تھا کہ وہ معصیت سے دُور رہے اور اپنی نیّت کے مطابق عمل کرے اس کے باوجود اگر فرق ضائع ہو جاتا تو اس پر ضمان واجب تھی کیونکہ اجیر نے اس کو زراعت کی اجازت نہیں دی تھی لہٰذا عنوان صحیح ہے اور حدیث کے عین مطابق ہے۔

قولہ قال ابو عبداللہ "، یعنی امام بخاری نے کہا کہ اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اس حدیث کی روایت نافع سے کی اور اُنھوں نے لفظ " فَسَعَيْتُ "، ذکر کیا ہے جس طرح ان کے چچا موسیٰ بن عقبہ نے روایت کی ہے لیکن اُس نے اس لفظ میں مخالفت کی ہے جبکہ اُس نے لفظ " فَبَغَيْتُ "، ذکر کیا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک اعمال سے توسّل جائز ہے۔ لہٰذا اولیاء اللہ اور انبیاء کرام علیہم السلام سے بطریق اولیٰ توسّل جائز ہے۔ حدیث ۲۰۷۶ کی شرح میں ہم نے یہ مسئلہ بسط کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

بَابُ اَوْقَافِ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَرْضِ الْخَرَاجِ وَمُزَارَعَتِہِمْ وَمُعَامَلَتِہِمْ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ تَصَدَّقْ بِاَصْلِہٖ لَا یُبَاعُ وَلٰکِنْ یُنْفَقُ ثَمَرُہٗ فَتَصَدَّقَ بِہٖ۔

۲۱۸۴ — حَدَّثَنَا صَدَقَۃُ اَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَالِکٍ عَنْ زَیْدِ ابْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قَالَ عُمَرُ لَوْلَا اٰخِرُ الْمُسْلِمِیْنَ مَا فُتِحَتْ قَرْیَۃٌ اِلَّا قَسَمْتُہَا بَیْنَ اَہْلِہَا کَمَا قَسَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْبَرَ۔

باب — سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہ کرام کے اوقاف اور خراج کی زمین اور ان میں بٹائی اور

معاملہ کرنا۔ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا اصل زمین کو وقف کر دو کہ اس کو بیچا نہ جائے لیکن اس کا پھل کھایا جائے تو حضرت عمر فاروق نے اس کو وقف کر دیا ،،

۲۱۸۴ — ترجمہ : زید بن اسلم نے اپنے چچا سے روایت کی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر مجھے آخر اس آنے والے مسلمانوں کا ڈر نہ ہوتا تو میں جو بھی بستی فتح کرتا اس کو وہاں کے لوگوں میں تقسیم کر دیتا جیسے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خیبر کو تقسیم کیا تھا۔

۲۱۸۴ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب کچھ علاقے فتح کئے تو وہاں کے لوگوں میں تقسیم نہ کئے بلکہ وہاں کے اہل ذمہ کے پاس بطور مزارعت اور معاملہ رہنے دیئے۔ یعنی سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ مال ہر ایک کو عزیز ہوتا ہے اور لوگوں پر بخل غالب ہے اور کسریٰ کے بعد ملک قائم نہیں رہے گا اس کے خزانے ہم محفوظ کریں گے جن سے غریب مسلمان محتاج نہ رہیں گے۔ لیکن خطرناک بات تو یہ ہے کہ اگر مفتوحہ زمین کو غانمین میں تقسیم کر دیا جائے تو بعد میں آنے والے لوگ خالی رہ جائیں گے اور ان کے پاس کچھ نہ ہوگا اس لئے انہوں نے زمین کو تقسیم نہ

بَابُ مَنْ اَحْيَى اَرْضًا مَوَاتًا وَرَأَى ذٰلِكَ عَلِيٌّ فِي اَرْضِ الْخَرَابِ بِالْكُوفَةِ وَقَالَ عُمَرُ مَنْ اَحْيَى اَرْضًا مَيِّتَةً فَهِيَ لَهٗ وَيُرْوٰى عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ فِي غَيْرِ حَقِّ مُسْلِمٍ وَلَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ فِيْهِ حَقٌّ وَيُرْوٰى فِيْهِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

کیا اور آخری لوگوں کے لئے زمین کو سرکاری کر دیا تاکہ وہ لوگوں کو حسبِ ضرورت تقسیم کر دی جائے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — جس نے بنجر زمین کو آباد کیا

ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی بے آباد زمین کو آباد کرنا مناسب سمجھا۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے غیر آباد زمین کو آباد کیا وہ اس کا مالک ہے۔ عمر فاروق اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روائت کی ہے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا بشرطیکہ وہ زمین کسی مسلمان کا حق نہ ہو اور کسی ظالم شخص کا اس میں کوئی حق نہیں اس بارے میں حضرت جابر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی ہے!

شرح : موات کا معنیٰ غیر آباد زمین ہے اور اس کا احیاء اُس کا آباد کرنا ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "اَرْضِ مَوَات" وہ ہے جو کسی کی مملوک نہ ہو اور نہ وہ گاؤں یا شہر کے مقاصد میں شامل ہو شہر سے باہر قریب ہو یا بعید ہو۔ جمہور فقہا کا مذہب یہ ہے کہ بنجر زمین کو جو کوئی آباد کرلے وہ اس کا مالک تصوّر ہوگا اِس میں کوئی فرق نہیں کہ حاکم کی اجازت حاصل کرے یا نہ کرے۔ امام ہمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا حکومت سے اجازت حاصل کئے بغیر بنجر زمین کو آباد کرنے والا اس کا مالک نہیں بن سکتا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا جس نے بنجر زمین جو کسی مسلمان کے قبضہ میں نہ ہو اور نہ ہی وہ کسی معاہد کے تصرف میں ہو کو آباد کرلیا

۲۱۸۵ ـــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَعْمَرَ اَرْضًا لَيْسَتْ لِاَحَدٍ فَهُوَ اَحَقُّ قَالَ عُرْوَةُ قَضَى بِهِ عُمَرُ فِي خِلَافَتِهِ ـ بَابٌ ۲۱۸۶ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرِيَ وَهُوَ فِي مُعَرَّسِهِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فِي بَطْنِ الْوَادِي فَقِيلَ لَهُ اِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ فَقَالَ مُوسَى وَقَدْ اَنَاخَ بِنَا سَالِمٌ بِالْمُنَاخِ الَّذِي كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُنِيخُ بِهِ يَتَحَرَّى مُعَرَّسَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اَسْفَلُ مِنَ الْمَسْجِدِ الَّذِي بِبَطْنِ الْوَادِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الطَّرِيقِ وَسَطٌ مِنْ ذٰلِكَ ـ

تو وہ اس کا مالک ہوگا۔ اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اضافہ یہ کیا کہ غیر آباد بنجر زمین کو آباد کرے بشرطیکہ اس میں کسی مسلمان کا حق نہ ہو وہ اس کا مالک ہوگا اور کسی ظالم کا اس میں کوئی حق نہیں۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بھی اس حدیث کی روایت کی ہے اور امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ نسائی اور ابوداؤد نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۲۱۸۵ ـــ ترجمہ: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کوئی بنجر زمین آباد کی جو کسی کی ملک میں نہ ہو تو آباد کرنے والا زیادہ حقدار ہے۔ عروہ نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہدِ خلافت میں یہی فیصلہ کیا تھا۔

۲۱۸۵ ـــ شرح: سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فیصلہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بنجر زمین آباد کرنے میں حکومت کی اجازت ضروری ہے۔ عمرو بن شعیب کے طریق سے اس طرح مروی ہے کہ جس نے تین سال زمین کو معطل رکھا اور آباد نہ کیا اس کے بعد کسی اور نے آباد کرلیا تو وہ اس کی ملک ہوگی۔ اس لئے احناف کہتے ہیں کہ اگر بنجر زمین کو تین سال روکے رکھا اور آباد نہ کیا تو حکومت اس پر قبضہ کرکے کسی کو دے جو اس کو آباد کرے کیونکہ زمین کو روک رکھنا آبادکاری نہیں ہے۔ اس مسئلہ میں اصل بات یہ ہے کہ جو کوئی بنجر زمین کو آباد کرے کیا وہ اس زمین کا مالک ہوجاتا ہے یا نہیں؟ بعض علماء کہتے ہیں اصل زمین کا مالک نہیں ہوتا وہ صرف اس سے منافع کا مالک ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک قول اسی طرح ہے ان کا دوسرا قول یہ ہے کہ وہ اصل زمین کا مالک ہوجاتا ہے۔ امام مالک عام مشائخ اور امام احمد رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے۔ اگر ذمی بنجر زمین کو آباد

۲۱۸۷ — حدثنا اسحاق بن ابراہیم انا شعیب بن اسحاق عن الاوزاعی ثنی یحیی عن عکرمۃ عن ابن عباس عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللیلۃ اتانی آت من ربی وھو بالعقیق ان صل فی ھذا الوادی المبارک وقال عمرۃ فی حجۃ۔

باب اذا قال رب الارض اقرک ما اقرک اللہ ولم یذکر اجلا معلوما فھما علی تراضیھما۔ ۲۱۸۸ — حدثنا احمد بن المقدام ثنا فضیل بن سلیمان ثنا موسی اخبرنی نافع عن ابن عمر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کرے تو وہ بھی مسلمان کی طرح مالک ہوجاتا ہے۔ امام مالک اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل بھی یہی کہتے ہیں امام شافعی رحمہ اللہ تعالی نے کہا۔ دار اسلام میں کوئی حربی، ذمی اور مستامن مالک نہیں ہوسکتا ہے۔

باب

۲۱۸۶ — ترجمہ : سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے اپنے والد عبد اللہ بن عمر سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب دکھلایا گیا جبکہ آپ بطن وادی میں ذی الحلیفہ میں رات کو اُترنے کی جگہ آرام فرما تھے۔ آپ سے عرض کیا گیا آپ مبارک وادی میں ہیں موسیٰ بن عقبہ نے کہا ہمارے سامنے سالم نے اونٹنی بٹھلائی جہاں عبد اللہ بن عمر بٹھلاتے تھے جبکہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اونٹنی بٹھلانے کی جگہ تلاش کیا کرتے تھے حالانکہ وہ اس مسجد کے اسفل میں ہے جو بطن وادی میں ہے اور مسجد اور راستہ کے درمیان کا حصہ ہے۔

۲۱۸۷ — ترجمہ : سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا میرے پاس آج رات کو میرے رب کی طرف سے آنے والا آیا جبکہ آپ عقیق وادی میں تھے کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھیے اور فرمائیے عمرہ حج میں داخل ہے۔ اور یہ دونوں حدیثیں کتاب الحج کے شروع میں گزری ہیں '' حدیث ۱۴۴۴ کا مطالعہ کریں۔

باب — جب زمین کا مالک کہے کہ میں تجھ کو اس وقت تک رہنے دوں گا جب تک تجھے اللہ تعالیٰ رہنے دے اور مدت مقرر نہ کی تو وہ دونوں باہم رضامندی تک معاملہ رکھیں گے۔

ح وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ثَنِيْ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَجْلَى الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ اَرْضِ الْحِجَازِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا ظَهَرَ عَلٰى خَيْبَرَ اَرَادَ اِخْرَاجَ الْيَهُوْدِ مِنْهَا وَكَانَتِ الْاَرْضُ حِيْنَ ظَهَرَ عَلَيْهَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ فَاَرَادَ اِخْرَاجَ الْيَهُوْدِ مِنْهَا فَسَاَلَتِ الْيَهُوْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُقِرَّهُمْ بِهَا عَلٰى اَنْ يَكْفُوْا عَمَلَهَا وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ وَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُقِرُّكُمْ بِهَا عَلٰى ذٰلِكَ مَا شِئْنَا فَقَرُّوْا بِهَا حَتّٰى اَجْلَاهُمْ عُمَرُ اِلٰى تَيْمَاءَ وَاَرِيْحَاءَ ۔

۲۱۸۸ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمر فاروق نے یہودیوں اور نصرانیوں کو حجاز مقدس کی زمین سے باہر نکال دیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خیبر کی زمین پر غلبہ حاصل کیا تو وہاں سے یہودیوں کو نکالنا چاہا حالانکہ جب آپ نے غلبہ حاصل کیا خیبر کی ساری زمین اللہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کی تھی اور اس سے یہودیوں کو نکالنے کا ارادہ کیا تو یہودیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ان کو اس زمین میں رہنے دیں وہ اس میں محنت کریں اور ان کا آدھا پھل ہوگا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شرط پر جب تک ہم چاہیں تم کو رہنے دیں گے۔ چنانچہ وہ وہاں رہے حتی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو تیماء اور اریحاء کی طرف نکال دیا۔

۲۱۸۸ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اہل ظواہر نے استدلال کیا کہ مجہول مساقات جائز ہے۔ یعنی پھل حاصل کرنے کے لئے مجہول مدت کے لئے درختوں کو پالنا جائز ہے۔ جمہور علماء اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ مساقات بیع کی طرح عقد لازم نہیں بلکہ مدت گزرنے کے بعد اگر چاہیں تو کسی دوسرے سے عقد کر سکتے ہیں اور "اِن شِئْنَا الخ" عقد عہد کی مدت کا غماز ہے۔ لہٰذا مجہول مدت کے لئے مساقات جائز نہیں صاحب ہدایہ نے کہا مزارعت کی طرح مساقات ہے لہٰذا اس میں مدت کا معین کرنا ضروری ہے۔ جیسے اجارہ میں مدت کی تعیین شرط ہے۔ ورنہ جائز نہیں امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ بھی یہی کہتے ہیں لیکن کم از کم اتنی مدت مقرر کی جائے کہ اس مدت میں پھل کھانے کے قابل ہو جائے۔

بَابُ مَا كَانَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوَاسِيْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي الزِّرَاعَةِ وَالثَّمَرِ ‏ ٢١٨٩ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ اَبِي النَّجَاشِيِّ مَوْلٰى رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجِ ابْنِ رَافِعٍ عَنْ عَمِّهٖ ظُهَيْرٍ لَقَدْ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَمْرٍ كَانَ بِنَا رَافِقًا قُلْتُ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ حَقٌّ قَالَ دَعَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَصْنَعُوْنَ بِمَحَاقِلِكُمْ قُلْتُ نُؤَاجِرُهَا عَلَى الرُّبِيْعِ وَعَلَى الْاَوْسُقِ مِنَ التَّمْرِ وَالشَّعِيْرِ قَالَ لَا تَفْعَلُوْا اِزْرَعُوْهَا اَوْ اَزْرِعُوْهَا اَوْ اَمْسِكُوْهَا قَالَ رَافِعٌ قُلْتُ سَمْعًا وَطَاعَةً. ‏ ٢١٩٠ـــــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانُوْا يَزْرَعُوْنَهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالنِّصْفِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ لِيَمْنَحْهَا فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلْ فَلْيُمْسِكْ اَرْضَهٗ وَقَالَ الرَّبِيْعُ بْنُ نَافِعٍ اَبُوْ تَوْبَةَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ لِيَمْنَحْهَا اَخَاهُ فَاِنْ اَبٰى فَلْيُمْسِكْ اَرْضَهٗ.

٢١٩١ـــــ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ ذَكَرْتُهٗ لِطَاؤسٍ فَقَالَ يُزْرِعُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ وَلٰكِنْ قَالَ اَنْ يَّمْنَحَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّاْخُذَ شَيْئًا مَّعْلُوْمًا.

باب ـــــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کاشتکاری اور پھلوں میں ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے

٢١٨٩ ـــــ ترجمہ: رافع بن خدیج نے اپنے چچا ظہیر بن رافع سے روایت کی انھوں نے کہا

۲۱۹۲ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُكْرِيْ مَزَارِعَهٗ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَصَدْرًا مِّنْ اِمَارَةِ مُعَاوِيَةَ ثُمَّ حُدِّثَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ فَذَهَبَ ابْنُ عُمَرَ اِلٰى رَافِعٍ وَّذَهَبْتُ مَعَهٗ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّا كُنَّا نُكْرِيْ مَزَارِعَنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا عَلَى الْاَرْبِعَاءِ مِنَ التِّبْنِ ۔

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک ایسے کام سے روک دیا جو ہمارے لئے سودمند تھا۔ میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے۔ وہ حق ہے اُس نے کہا مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بُلایا اور فرمایا تم کاشتکاری کیسے کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا ہم کھالوں پر چوتھائی اور کھجور اور جَو کے چند وسقوں کے عوض کرایہ پر دے دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا مت کرو خود کھیتی کرو یا کسی سے کاشت کراؤ یا اس کو روک رکھو۔ رافع نے کہا میں نے سُنا اور تسلیم کیا۔

۲۱۹۰ — ترجمہ: جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ تہائی، چوتھائی اور نصف بٹائی پر زمین میں کاشت کرتے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی زمین ہو وہ خود کاشت کرے یا کسی کو دے دے اگر ایسا نہ کرے تو زمین کو روک رکھے۔ ربیع بن نافع ابوتوبہ نے کہا ہم سے معاویہ نے یحییٰ سے اُنھوں نے ابوسلمہ سے اُنھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی زمین ہو وہ خود کاشت کرے یا اپنے بھائی کو دیدے۔ اگر یہ نہ کرے تو اپنی زمین کو روک رکھے۔

۲۱۹۱ — ترجمہ: عمرو نے کہا میں نے رافع کی حدیث طاؤس سے ذکر کی تو اُنھوں نے کہا تو طاؤس نے کہا کسی کو کاشت کے لئے دے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہیں فرمایا لیکن یہ فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو دیدے تو اس سے بہتر ہے کہ کوئی مقرر شئی اس سے لے۔

۲۱۸۹ تا ۲۱۹۱ — شرح: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کو طاؤس نے بطور دلیل ذکر کیا ہے یعنی طاؤس کا مزارعت

۲۱۹۳ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ أَعْلَمُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْأَرْضَ تُكْرَى ثُمَّ خَشِيَ عَبْدُ اللّٰهِ أَنْ يَكُونَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَحْدَثَ فِي ذٰلِكَ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ عَلِمَهُ فَتَرَكَ كِرَاءَ الْأَرْضِ۔

کے لئے کسی کو زمین دے کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حرام نہیں فرمایا چنانچہ امام ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزارعت کو حرام نہیں فرمایا۔ لیکن یہ فرمایا کہ ایک دُوسرے کی مدد کیا کرو پھر امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور رافع بن خدیج کی حدیث میں اضطراب ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حدیث کا معنیٰ یہ سمجھا ہے کہ چوتھا، تہائی اور نصف بٹائی پر زمین مزارعت کے لئے دینا حرام نہیں۔ البتہ ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیئے۔ حدیث ۲۱۷۸ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

۲۱۹۲ ——— ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے کھیتوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی رضی اللہ عنہم اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کے ابتدائی عہدِ حکومت میں کرایہ پر دیا کرتے تھے۔ پھر ان کو رافع بن خدیج کی حدیث بتائی گئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھیتوں کو کرایہ پر دینے سے منع فرمایا ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما رافع کے پاس گئے "نافع نے کہا" میں بھی اُن کے ساتھ گیا اُنھوں نے رافع سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھیتوں کو کرایہ پر دینے سے منع فرمایا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا تم جانتے ہو کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں اپنے کھیت کھالوں کے پاس پیداوار اور کچھ توڑی وغیرہ کے عوض کرایہ پر دیتے تھے۔

۲۱۹۳ ——— ترجمہ: سالم نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں جانتا تھا کہ زمین کرایہ پر دی جاتی تھی۔ پھر عبداللہ کو یہ ڈر ہُوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس میں کوئی نیا حکم فرمایا ہوگا جس کو وہ جانتے نہیں ہیں تو اُنھوں نے زمین کرایہ پر دینا ترک کر دی۔

۲۱۹۲، ۲۱۹۳ ——— شرح: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ حکومت کو امارت سے تعبیر اس لئے کیا ہے کہ عبداللہ بن عمر اس شخص کی بیعت نہ کرتے تھے جس میں لوگوں نے اتفاق نہ کیا ہو اور امیر معاویہ پر سب لوگوں کا اتفاق نہ تھا۔ اسی لئے اُنھوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر اور عبدالملک کی بیعت نہ کی تھی کیونکہ ان پر سب کا اتفاق نہ

بَابُ كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ أَمْثَلَ مَا أَنْتُمْ صَانِعُونَ أَنْ تَسْتَأْجِرُوا الْأَرْضَ الْبَيْضَاءَ مِنَ السَّنَةِ ۔ ۲۱۹۴ ـــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ رَبِيعَةَ ابْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ رَافِعِ ابْنِ خَدِيجٍ حَدَّثَنِي عَمَّايَ أَنَّهُمْ كَانُوا يُكْرُونَ الْأَرْضَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يَنْبُتُ عَلَى الْأَرْبِعَاءِ أَوْ بِشَيْءٍ يَسْتَثْنِيهِ صَاحِبُ الْأَرْضِ فَنَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقُلْتُ لِرَافِعٍ فَكَيْفَ هِيَ بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ فَقَالَ رَافِعٌ لَيْسَ بِهَا بَأْسٌ بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ وَكَانَ الَّذِي نُهِيَ عَنْ ذٰلِكَ مَا لَوْ نَظَرَ فِيهِ ذَوُو الْفَهْمِ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ لَمْ يُجِيزُوهُ لِمَا فِيهِ مِنَ الْمُخَاطَرَةِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مِنْ هٰهُنَا قَوْلُ اللَّيْثِ وَكَانَ الَّذِي نُهِيَ عَنْ ذٰلِكَ ۔

نہ تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ رافع مطلقاً زمین کرایہ پر دینے کو منع کرتے تھے اور عبداللہ بن عمر اس کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ اور کہتے تھے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھیتوں کو کھالوں کے پاس پیداوار اور کچھ توڑی وغیرہ کے عوض کرایہ سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ کبھی ادھر پیداوار ہوتی اور دوسری طرف آفت کا شکار ہو جاتی اور کبھی اس کا عکس ہوتا تھا اس وجہ سے لوگوں میں جھگڑا ہو جاتا تھا کیونکہ

کبھی تو زمین کا مالک پیداوار سے محروم رہتا اور کبھی مزارع نقصان اٹھاتا تھا اور چوتھائی یا تہائی یا نصف بٹائی وغیرہ کی ممانعت ثابت نہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے رافع کی حدیث کی وضاحت کے لئے سالم کی حدیث کو ذکر کیا ہے۔ حالانکہ عبداللہ بن عمر کو یہ معلوم تھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں زمین کرایہ پر دی جاتی تھی لیکن وہ اس بات سے ڈرے کہ شائد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا ہو اور ان کو اس کا علم نہ ہوا ہو اس لئے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے زمین کرایہ پر دینا ترک کر دی ہے۔

باب ـــ سونا چاندی کے عوض زمین کرایہ پر دینا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جو کام تم کرنا چاہتے ہو،

۲۱۹۵ — بَابٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ ثَنَا هِلَالٌ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ ثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَوْمًا يُحَدِّثُ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ فِي زَرْعٍ فَقَالَ لَهُ أَلَسْتَ فِيمَا شِئْتَ قَالَ بَلَى وَلٰكِنْ أُحِبُّ أَنْ أَزْرَعَ قَالَ فَبَذَرَ فَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهُ وَاسْتِوَاؤُهُ وَاسْتِحْصَادُهُ فَكَانَ أَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى دُونَكَ يَا ابْنَ آدَمَ فَإِنَّهُ لَا يُشْبِعُكَ شَيْءٌ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ وَاللّٰهِ لَا تَجِدُهُ إِلَّا قُرَشِيًّا أَوْ أَنْصَارِيًّا فَإِنَّهُمْ أَصْحَابُ زَرْعٍ وَأَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِأَصْحَابِ زَرْعٍ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اس میں سب سے افضل یہ ہے کہ صاف زمین کو ایک سال تک کرایہ پر دو“

۲۱۹۴ — ترجمہ: رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے چچا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اس کے عوض کرایہ دیتے تھے جو کھالوں کے پاس پیداوار اگتی ہے یا ایسی چیز کے عوض جس کو مالک مستثنیٰ کر لیتا تھا زمین کرایہ پر دیتے تھے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرما دیا۔ حنظلہ نے کہا میں نے رافع سے کہا دینار و درہم کے عوض زمین کرایہ پر دینا کیسا ہے؟ تو رافع نے کہا دینار و درہم کے عوض زمین کرایہ پر دینے میں حرج نہیں اور لیث نے کہا جس کرایہ سے منع کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اگر حلال و حرام کو سمجھنے والے لوگ اس کو دیکھیں تو اس کو جائز نہ کہیں کیونکہ اس میں خطرہ ہے۔

۲۱۹۴ — شرح: ابن منذر نے کہا تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا ٹھیکہ پر زمین دینے کے جواز میں اتفاق ہے۔ ابن بطال نے کہا رافع سے مرفوع حدیث ثابت ہے کہ سونا چاندی کے عوض کرایہ پر زمین دینا جائز ہے۔ اور یہ عموم نہی میں داخل نہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب

۲۱۹۵ — ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن یہ وعظ شریف فرما رہے تھے جبکہ ایک دیہاتی آپ کے پاس بیٹھا تھا کہ جنتیوں میں سے ایک شخص نے اپنے رب سے کاشتکاری کی اجازت طلب کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا

بَابُ مَاجَاءَ فِی الْغَرْسِ

۲۱۹۶ ——— حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّهُ قَالَ اِنْ كُنَّا لَنَفْرَحُ بِیَوْمِ الْجُمُعَةِ كَانَتْ لَنَا عَجُوْزٌ تَاْخُذُ مِنْ اُصُوْلِ سِلْقٍ لَنَا كُنَّا نَغْرِسُهُ فِیْ اَرْبِعَائِنَا فَتَجْعَلُهُ فِیْ قِدْرٍ لَّهَا فَتَجْعَلُ فِیْهِ حَبَّاتٍ مِّنْ شَعِیْرٍ لَا اَعْلَمُ اِلَّا اَنَّهُ قَالَ لَیْسَ فِیْهِ شَحْمٌ وَّلَا وَدَكٌ فَاِذَا صَلَّیْنَا الْجُمُعَةَ زُرْنَاهَا فَقَرَّبَتْهُ اِلَیْنَا فَكُنَّا نَفْرَحُ بِیَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ وَمَا كُنَّا نَتَغَدّٰی وَلَا نَقِیْلُ اِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ۔

کیا تو موجودہ حالت پر خوش نہیں ؟ وہ کہے گا کیوں نہیں (خوش ہوں) لیکن مجھے کھیتی باڑی سے محبت ہے۔ فرمایا وہ بیج بوئے گا تو اس کے دیکھنے سے پہلے بیج اُگ آئے گا اور سیدھا ہو جائے گا اور کاٹنے کے قابل ہو جائے گا۔ اور پہاڑ کی طرح انبار لگ جائے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم کے بیٹے یہ لے لے تجھے کوئی شئی سیر نہیں کر سکتی اس دیہاتی نے کہا بخدا ! وہ شخص قریشی ہوگا یا انصاری ہوگا۔ کیونکہ یہی لوگ کھیتی باڑی کرنے والے ہیں ہم تو کھیتی نہیں کرتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔

۲۱۹۵ ——— شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں دنیاوی اعمال اور ان کی لذات پائی جائیں گی جو لوگوں کو پسند ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَفِیْهَا مَا تَشْتَهِیْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْیُنُ ، یعنی جنت میں ہر وہ شئی پائی جائے گی جس کو نفس چاہیں اور آنکھیں سرور حاصل کریں اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مال کی کثرت اور دنیاوی مال و متاع میں رجحان انسان کی جبلت میں داخل ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کو اس سے مستغنی کر دیا ہے اور وہ دنیاوی محنت و مشقت سے بے نیاز ہوں گے۔ واللہ و رسولہ اعلم !

باب ——— درخت لگانے میں جو منقول ہے

۲۱۹۶ ——— ترجمہ ، سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ہم جمعہ کے روز بہت خوش ہوتے تھے۔ کیونکہ ایک بوڑھی عورت چقندر کی جڑیں لیتی جسے ہم کیاریوں میں لگاتے تھے۔ اور اس کو ہنڈی میں ڈالتی اور اس میں جو کے کچھ دانے ڈال دیتی تھی۔ میرا خیال ہے کہ اس میں چربی

۲۱۹۷ ـــــ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ ثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيْثَ وَاللّٰهُ الْمَوْعِدُ وَيَقُوْلُوْنَ مَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ لَا يُحَدِّثُوْنَ مِثْلَ اَحَادِيْثِهٖ وَاِنَّ اِخْوَتِیْ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ وَاِنَّ اِخْوَتِیْ مِنَ الْاَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمْ عَمَلُ اَمْوَالِهِمْ وَكُنْتُ امْرَاءً مِسْكِيْنًا اَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مِلْءِ بَطْنِیْ فَاَحْضُرُ حِيْنَ يَغِيْبُوْنَ وَاَعِیْ حِيْنَ يَنْسَوْنَ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا لَنْ يَّبْسُطَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ ثَوْبَهٗ حَتّٰى اَقْضِیَ مَقَالَتِیْ هٰذِهٖ ثُمَّ يَجْمَعَهٗ اِلٰى صَدْرِهٖ فَيَنْسٰى مِنْ مَقَالَتِیْ شَيْئًا اَبَدًا فَبَسَطْتُ نَمِرَةً لَيْسَ عَلَیَّ ثَوْبٌ غَيْرُهَا حَتّٰى قَضَى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهٗ ثُمَّ جَمَعْتُهَا اِلٰى صَدْرِیْ فَوَالَّذِیْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ مَا نَسِيْتُ مِنْ مَقَالَتِهٖ تِلْكَ اِلٰى يَوْمِیْ هٰذَا وَاللّٰهِ لَوْلَا اٰيَتَانِ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا حَدَّثْتُكُمْ شَيْئًا اَبَدًا اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى اِلَى الرَّحِيْمِ۔

یا چکنائی نہ ہوتی تھی۔ جب ہم جمعہ کی نماز پڑھ لیتے تو اس کے پاس جاتے وہ ہمارے پاس چقندر رکھ دیتی۔ اس لئے ہمیں جمعہ کے دن بڑی خوشی ہوتی تھی۔ ہم جمعہ کی نماز کے بعد ناشتہ اور قیلولہ کرتے تھے

۲۱۹۶ ـــــ شرح : باب کے عنوان سے اس حدیث کی مناسبت اس طرح ہے کہ درخت لگانے اور کھیتی کرنے کا ایک ہی حکم ہے۔ اَرْبِعَاء ربیع کی جمع ہے اور یہ چھوٹی نہر ہے اس کا معنیٰ یہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی نہروں پہ درخت لگایا کرتے تھے۔ حدیث ۸۹۷ کی شرح کا مطالعہ کریں۔

۲۱۹۷ ـــــ ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا لوگ کہتے ہیں ابوہریرہ بہت حدیثیں بیان کرتے ہیں حالانکہ اس نے اللہ سے ملنا ہے۔ لوگ کہتے ہیں مہاجرین اور انصار کا کیا حال ہے۔ وہ ابوہریرہ کی طرح حدیثیں بیان نہیں کرتے ہیں۔ حالانکہ میرے بھائی مہاجرین کو بازاروں میں تجارت مشغول رکھتی تھی اور میرے بھائی انصار کو ان کے مالی معاملات مشغول رکھتے تھے اور میں مسکین آدمی تھا پیٹ بھر جاتا تو ہر وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتا تھا جس وقت وہ غائب رہتے میں خدمت اقدس میں موجود رہتا اور جس وقت وہ بھول جاتے میں یاد رکھتا ایک دن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو کوئی اپنا کپڑا بچھائے رکھے حتی کہ میں اپنا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

كِتَابُ الْمُسَاقَاةِ

بَابٌ فِی الشِّرْبِ وَقَوْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ
حَيٍّ أَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ وَقَوْلِهٖ أَفَرَأَیْتُمُ الْمَاءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ءَأَنْتُمْ
أَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنَاهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا

یہ کلام پورا کرلوں پھر اس کو اپنے سینہ سے ملالے تو وہ میرے اس کلام سے کوئی شئ نہیں بھولے گا۔ میں نے اپنی چادر کو بچھا دیا جبکہ میرے پاس اس کے سوا کوئی کپڑا نہ تھا حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کلام شریف پورا کر لیا تو میں نے اس کو اپنے سینے سے لپیٹ لیا۔ اس ذات کریمہ کی قسم ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں آپ کا وہ کلام شریف آج تک نہیں بھولا ہوں۔ بخدا۔ اگر اللہ کی کتاب میں یہ دو آئتیں نہ ہوتیں تو میں تم سے کبھی حدیث بیان نہ کرتا۔ اور وہ یہ ہیں۔ بے شک جو لوگ ہمارے نازل کردہ بینات کو چھپاتے ہیں الخ حدیث ۱۱۷ کی شرح کا مطالعہ فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب المساقات

باب ـــ پانی کی تقسیم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہم نے پانی سے ہر جاندار کو پیدا کیا۔ کیا وہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اور اللہ جل ذکرہ کا ارشاد بتاؤ جو پانی تم پیتے ہو کیا وہ تم

تَشْكُرُوْنَ وَمَنْ رَاٰى صَدَقَةَ الْمَاءِ وَوَصِيَّتَهٗ جَائِزَةً مَقْسُوْمًا كَانَ اَوْغَيْرَ مَقْسُوْمٍ ثَجَّاجًا مُنْصَبًّا الْمُزْنُ السَّحَابُ وَالْاُجَاجُ الْمُرُّ فُرَاتًا اَعْذَبًا وَقَالَ عُثْمَانُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَشْتَرِيْ بِئْرَ رُوْمَةَ فَيَكُوْنُ دَلْوُهٗ فِيْهَا كَدِلَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ فَاشْتَرَاهَا عُثْمَانُ۔

نے بادل سے اُتارا ہے یا اس کو ہم اُتارتے ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو اس کو کھاری پانی بنا دیں پھر تم شکر کیوں نہیں کرتے ہو۔ اُجاج کا معنیٰ۔ کڑوا اور مُزن کا معنیٰ بدلی ہے!

باب پانی کی تقسیم کے متعلق اور جس نے پانی کا صدقہ کرنا اور اس کا ہبہ کرنا اور اس کی وصیت کرنے کو جائز سمجھا وہ تقسیم کیا ہُوا ہو یا نہ ہو۔ اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کون ہے جو بیئر رُومہ کو خریدے اور اس میں اس کا ڈول ڈالنے کا حق اس طرح ہو جس طرح تمام مسلمانوں کو ڈول ڈالنے کا حق ہے۔ تو اس کو عثمان رضی اللہ عنہ نے خرید لیا۔"

شرح : مساقات کا معنیٰ معاملہ ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی کو درخت یا باغ وغیرہ اس لئے دینا کہ اس کی خدمت کرے اور جو کچھ اس سے پیداوار ہوگی اس کا ایک حصہ کام کرنے والے کو اور ایک حصہ مالک کو دیا جائے گا جس طرح سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح خیبر کے بعد وہاں کے باغات یہودیوں کو دے دیئے تھے کہ ان باغات میں کام کریں اور جو کچھ پھل ہوں گے ان پر نصف ان کو دے دیئے جائیں گے۔ جس طرح مزارعت جائز ہے معاملہ بھی جائز ہے۔

مدینہ منورہ والوں کی مخصوص اصطلاحات ہیں وہ مساقات کو معاملہ، مزارعت کو مخابرہ، اجارہ کو بیع، مضاربت کو مقارضہ اور نماز کو سجدہ کہتے ہیں۔ قولہ شِرب، شین پر کسرہ ہے اس کا معنیٰ پانی کا حصہ ہے اور پینے کا وقت ہے۔ قولہ من رای صدقۃ الماء، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا مقصد ذکر نہیں کیا کہ یہ جائز ہے یا نہیں بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس میں دونوں صورتیں ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر کسی کا پانی میں حصہ ہو اور وہ مرتے وقت یہ

۲۱۹۸ــــ حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنُ اَبِي مَرْيَمَ ثَنَا اَبُوْغَسَّانَ ثَنِيْ اَبُوْحَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِيْنِهٖ غُلَامٌ اَصْغَرُ الْقَوْمِ وَالْاَشْيَاخُ عَنْ يَسَارِهٖ فَقَالَ يَا غُلَامُ اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اُعْطِيَهُ الْاَشْيَاخَ قَالَ مَا كُنْتُ لِاُوْثِرَ بِفَضْلِيْ مِنْكَ اَحَدًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ - ۲۱۹۹ــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ثَنِيْ

وصیت کر جائے کہ اس پانی سے فلاں کی زمین ایک دن یا ایک مہینہ یا ایک سال سیراب کر دی جائے تو اس کی تہائی میں وصیت جاری ہوگی اور جس کے لئے وصیت کی اگر وہ مرگیا تو وصیت باطل ہو جائے گی اور اگر پانی کی بیع یا ہبہ یا صدقہ کر دینے کی وصیت کی تو جائز نہیں کیونکہ یہ مجہول وصیت ہے کیونکہ پانی کبھی آتا رہتا ہے کبھی منقطع ہو جاتا ہے۔

اگر پانی برتن میں محفوظ ہو تو اس کا بیچنا یا ہبہ کرنا یا صدقہ کرنا جائز ہے۔ اور اگر کوئی اس میں شریک ہو تو تقسیم کرنے سے پہلے بیچنا یا ہبہ وغیرہ جائز نہیں۔ دراصل پانی کے کئی اقسام ہیں۔ ایک وہ پانی ہے جس کا کوئی مالک نہیں اس میں سب لوگ شریک ہیں خود پیئیں یا جانوروں کو پلائیں یا اس سے کسی زمین کی طرف نالیاں لے جائیں۔

دوسری قسم وہ ہے جو امام کسی کو تقسیم کر دے اور اس کو مالک بنا دے۔ اس پانی سے دوسرے لوگ پی سکتے ہیں اور جانوروں کو پلا سکتے ہیں لیکن اس سے نالیوں کے ذریعے اپنی زمینوں کو پانی نہیں پلا سکتے۔

تیسری قسم وہ ہے جو برتنوں میں محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ یہ پانی صرف اسی کا ہے جس نے برتن میں محفوظ کر لیا ہو اس میں کسی اور کا حق نہیں اگر کسی نے ضائع کر دیا تو وہ ذمہ دار ہوگا۔

۲۱۹۸ــــ ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ لایا گیا آپ نے اس سے پیا آپ کی دائیں طرف ایک کم عمر لڑکا تھا۔ جبکہ آپ کے بائیں جانب معمر لوگ بیٹھے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بچے کیا تو اجازت دیتا ہے کہ میں یہ (پیالہ میں بچا ہوا) ان معمر لوگوں کو دوں؟ اس نے کہا یا رسول اللہ! میں آپ کا جھوٹا لینے کے لئے کسی کو ترجیح نہ دوں گا۔ تو آپ نے اس کو دے دیا۔

۲۱۹۹ــــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک گھریلو بکری کو دوہا گیا اور وہ بکری انس بن مالک کے گھر میں تھی اور حضرت انس کے گھر میں کنوئیں کے پانی سے اس کا دودھ ملایا گیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیالہ دیا گیا آپ نے اس سے پیا حتیٰ کہ جب آپ نے اپنے منہ شریف سے پیالہ علیحدہ کیا اور آپ کے بائیں طرف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے جبکہ آپ کی دائیں جانب

ایک اعرابی تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خوف ہُوا کہ آپ وہ اعرابی کو دے دیں گے تو اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کے پاس ابوبکر صدیق ہیں یہ اُن کو دیں تو آپ نے اعرابی کو دے دیا جو آپ کے دائیں جانب تھا پھر فرمایا دائیں جانب والا زیادہ حقدار ہے۔ پھر جو اس کی دائیں طرف ہو۔

۲۱۹۸ ، ۲۱۹۹

شرح : حدیث ۲۱۹۸ میں دائیں طرف بیٹھنے والا بچہ حضرت ابن عباس تھے " رضی اللہ عنہما " اور بائیں جانب بیٹھنے والے بزرگوں میں حضرت خالد بن ولید تھے " رضی اللہ عنہ "۔ داجن وہ بکری ہے جس کو گھر میں پالا گیا ہو۔ حدیث ۲۱۹۹ میں " اَیْمَنَ " کو اگر مفتوح پڑھیں تو لفظ " اَعْطِ " کا مفعول یہ ہوگا اور اگر مضموم پڑھا جائے تو یہ مبتدا ہوگا اور اس کی خبر محذوف ہوگی اصل عبارت یوں ہوگی۔ اَلْاَیْمَنُ اَحَقُّ " یعنی دائیں طرف والا زیادہ حقدار ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ پہلی حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام سے اجازت طلب کی اور دوسری حدیث میں اعرابی سے اجازت طلب نہیں کی اور اس کو پانی دے دیا۔ اس میں راز کیا تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی حدیث میں دائیں طرف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تھے ان کی دل جمعی کے لئے اجازت طلب کی جبکہ بائیں طرف ابن عباس کے قریبی حضرات تھے اور آپ نے یہ تعلیم دی کہ دائیں طرف والے کی اجازت کے بغیر بائیں طرف والے کو نہ دیا جائے اور اعرابی سے اس لئے اجازت طلب نہ کی کہ وہ بُرا اثر نہ لے کہ اس سے اجازت لے کر اپنے خاص اصحاب کو دیا گیا ہے۔ کیونکہ اعرابی جہالت کے باعث یہ خیال کر سکتا تھا جو اس کی ہلاکت کا سبب ہوتا۔ معلوم ہُوا کہ دائیں طرف سے ابتداء کرنا مستحب ہے۔ اور دائیں جانب والے زیادہ مستحق ہوتے ہیں۔ اگرچہ وہ دائیں طرف والوں سے کم مرتبہ ہوں اور پانی کو دودھ سے ملانا جائز ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ ایک تو دُودھ زیادہ ہو جاتا ہے اور دُوسرے یہ کہ دُودھ ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ لیکن دودھ کو فروخت کرتے وقت اس میں پانی ملانا خیانت اور دھوکا ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ پہلے اور پچھلے زمانہ میں بزرگانِ دین کی عادت رہی ہے کہ وہ دائیں طرف سے ابتداء کیا کرتے تھے۔ حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ کھانا دے وہ یہ دُعاء کہے اے اللہ ہمارے لئے اس طعام میں برکت دے اور ہم کو اس سے بہتر عطا فرما اور جس کو اللہ تعالیٰ دودھ دے وہ یہ دُعاء کرے اے اللہ! ہمارے لئے اس میں برکت کر اور ہمیں اس سے زیادہ عطاء فرما اور جب کھانا کھا کر فارغ ہو تو یہ دُعاء کرے۔ " اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ غَیْرَ مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًی عَنْہُ رَبَّنَا " یعنی جمیع محامد اللہ کی ہیں جو بہت زیادہ ہیں اس میں برکت ہو جس کو ہم ترک نہ کریں اور نہ ہی اس سے لاپرواہ ہوں بلکہ اے ہمارے پروردگار ہم اس کے محتاج رہیں (ترمذی) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانا کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد دُعاء کرنا سُنّت ہے۔ ان دونوں حدیثوں کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ پانی کی تقسیم مشروع ہے اور اس سے ملک آجاتی ہے۔

واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهَا حُلِبَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ دَاجِنٌ وَهُوَ فِي دَارِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَشِيبَ لَبَنُهَا بِمَاءٍ مِنَ الْبِئْرِ الَّتِي فِي دَارِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَأَعْطَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَدَحَ فَشَرِبَ مِنْهُ حَتَّى إِذَا نَزَعَ الْقَدَحَ مِنْ فِيهِ وَعَلَى يَسَارِهِ أَبُو بَكْرٍ وَعَنْ يَمِينِهِ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ عُمَرُ وَخَافَ أَنْ يُعْطِيَهُ الْأَعْرَابِيَّ أَعْطِ أَبَا بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ عِنْدَكَ فَأَعْطَاهُ الْأَعْرَابِيَّ الَّذِي عَنْ يَمِينِهِ ثُمَّ قَالَ الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ ۔

بَابُ مَنْ قَالَ إِنَّ صَاحِبَ الْمَاءِ أَحَقُّ بِالْمَاءِ حَتَّى يَرْوَى لِقَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ ۔ ۲۲۰۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ أَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَأُ ۔

۲۲۰۱ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمْنَعُوا فَضْلَ الْمَاءِ لِتَمْنَعُوا بِهِ فَضْلَ الْكَلَأِ ۔

باب — جس نے کہا پانی کا مالک اس کا زیادہ حقدار ہے حتیٰ کہ سیراب ہو جائے

کیونکہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا زائد پانی سے کسی کو منع نہ کیا جائے

۲۲۰۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ضرورت سے زائد پانی اس لئے نہ روکا جائے کہ اس کے باعث گھاس کو روکا جائے (کہ وہ جانور نہ چر سکیں)

۲۲۰۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ما زائد پانی اس لئے نہ روکو کہ اس طرح زائد گھاس روک لو۔

بَابُ مَنْ حَفَرَ بِئْرًا فِي مِلْكِهِ لَمْ يَضْمَنْ۔ ۲۲۰۲ — حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْعَجْمَاءُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ۔

۲۲۰۰، ۲۲۰۱ — مشرح : یعنی پانی کو اس وقت روک رکھنا ممنوع ہے جبکہ وہ پانی کے مالک کی ضرورت سے زائد ہو اس سے واضح ہوتا ہے کہ جب پانی ضرورت سے زائد نہ ہو تو اس کا روکنا جائز ہے۔ اور زائد پانی وہ ہے جو مالک اور اس کے اہل وعیال اور کاشتکاری اور مویشیوں کی حاجت سے زائد ہو اور صحیح قول یہ ہے کہ یہ پانی وہ ہے جو برتنوں میں محفوظ نہ ہو کیونکہ برتنوں میں محفوظ پانی کا دینا ضروری نہیں جبکہ پانی لینے والا مجبور نہ ہو۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حدیث میں مذکورہ وہ پانی ہے جو کوئی غیر آباد زمین میں کنواں کھودے جس سے وہ اس کا مالک ہو جائے اور اس کے قرب وجوار میں غیر آباد زمین میں گھاس وغیرہ ہو جو مویشیوں کا چارہ بنتا ہے۔ اور اگر ان کو پانی پینے سے روکا جائے تو وہ یہ گھاس نہیں کھا سکتے اس لئے کنوئیں کے مالک کو حکم دیا گیا کہ قرب وجوار میں گھاس کو لوگوں کے مویشیوں سے بچانے کے لئے کنوئیں کا پانی پینے سے لوگوں اور مویشیوں کو نہ روکے۔ امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا یہ نہی تحریم کے لئے ہے جبکہ دیگر علماء اس کو استحباب پر محمول کرتے ہیں۔ احناف کے مذہب میں مویشیوں کو پانی دینا ضروری ہے اور ان سے پانی روکنا ممنوع ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جس نے اپنی ملکیت میں کنواں کھودا وہ ضامن نہیں

۲۲۰۲ — ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کان کھودنے میں مرجائے تو اس کی ضمان نہیں اور کنواں کھودنے میں کوئی مرجائے اس کی ضمان نہیں اور جانور سے کوئی شخص مرجائے تو اس میں ضمان نہیں اور رکاز میں پانچواں حصہ ہے۔

۲۲۰۲ — شرح : یعنی جب کسی نے ایسی زمین میں کنواں کھودا جس میں اس کے کنواں کھودنا جائز تھا اور اس میں کوئی شخص گر کر مرجائے تو کنواں کھودنے والے پر کوئی تاوان نہیں ہے۔ بعض علماء نے اس کا معنیٰ یہ بیان کیا ہے کہ کسی شخص کو کنواں کھودنے کے لئے اجیر بنایا اور کنواں اس پر گر پڑا

بَابُ الْخُصُوْمَةِ فِى الْبِئْرِ وَالْقَضَاءِ فِيْهَا

۲۲۰۳ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِىْ حَمْزَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ عَلَيْهَا فَاجِرٌ لَقِىَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانٌ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا الْاٰيَةَ فَجَاءَ الْاَشْعَثُ فَقَالَ مَا يُحَدِّثُكُمْ اَبُوْعَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِىَّ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ كَانَتْ لِىْ بِئْرٌ فِىْ اَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِىْ فَقَالَ لِىْ شُهُوْدُكَ قُلْتُ مَالِىْ شُهُوْدٌ قَالَ فَيَمِيْنُهُ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِذَنْ يَحْلِفُ فَذَكَرَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ تَصْدِيْقًا لَهٗ۔

تو کنوئیں کے مالک پر تاوان نہیں۔ حدیث ۱۴۱۲ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

باب ـــ کنوئیں کے متعلق جھگڑنا اور اس میں فیصلہ کرنا

۲۲۰۳ ـــــ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جھوٹی قسم کھائے جس کے سبب مال جو اس پر واجب ہے کو غصب کرے وہ اللہ سے ملے گا حالانکہ وہ اس پر ناراض ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی "جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے سبب تھوڑی قیمت لیتے ہیں الخ"۔ اشعث بن قیس آئے اور کہا تم سے ابو عبدالرحمٰن نے کیا بیان کیا ہے۔ میرے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے میرا کنواں میرے چچا کے بیٹے کی زمین میں تھا (ہمارا اس کے متعلق جھگڑا ہو گیا) تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گواہ لاؤ ورنہ اس سے قسم لے لو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس وقت تو وہ قسم بھی جائے گا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث ذکر فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی تصدیق کے لئے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

۲۲۰۳ ـــــ شرح : باب کے عنوان سے اس حدیث کی مطابقت اس طرح ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکور کنوئیں میں مدعی سے گواہ طلب کئے جب وہ گواہ پیش کرنے سے عاجز ہو گیا تو آپ نے مُدّعیٰ علیہ سے قسم طلب کی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مُدّعی کے پاس جب گواہ نہ ہوں تو مدعیٰ علیہ پر قسم واجب ہے جبکہ وہ دعویٰ کا انکار کرتا ہو۔ اشعث بن قیس کندی دس ہجری میں ساٹھ آدمیوں کو لے کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

بَابُ اِثْمِ مَنْ مَنَعَ ابْنَ السَّبِيْلِ مِنَ الْمَآءِ

۲۲۰۴ ـــــ مُوْسٰى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا صَالِحٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ رَجُلٌ كَانَ لَهُ فَضْلُ مَآءٍ فِي الطَّرِيْقِ فَمَنَعَهُ مِنِ ابْنِ السَّبِيْلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ اِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ اِلَّا لِدُنْيَا فَاِنْ اَعْطَاهُ مِنْهَا رَضِيَ وَاِنْ لَّمْ يُعْطِهِ مِنْهَا سَخِطَ وَرَجُلٌ اَقَامَ سِلْعَتَهُ بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَ وَاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهُ لَقَدْ اُعْطِيْتُ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ رَجُلٌ ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا۔

گئے اور وہ سارے مسلمان ہوگئے اور اشعث آپ کا وصال ہوجانے کے بعد شیطان کی تزویر میں آجانے کے بعد پھر مسلمان ہوگیا۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم! ـــــ

باب ـــــ جس نے مسافروں کو پانی دینا منع کیا

۲۲۰۴ ـــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تین شخصوں کو قیامت میں نظر کرم سے نہ دیکھے گا اور ان کو پاک کرے گا۔ اور ان کو سخت عذاب ہوگا ایک وہ شخص جس کے پاس راستے میں زائد پانی ہو اور وہ مسافروں کو نہ دے دُوسرا وہ شخص جو امام کی بیعت صرف دنیا حاصل کرنے کے لئے کرے اگر وہ اس کو دُنیا میں سے کچھ دے تو راضی رہتا ہے اگر نہ دے تو ناراض ہوجاتا ہے تیسرا وہ شخص جو عصر کے بعد اپنا سامان بازار میں رکھتا ہے اور کہتا ہے اس خُدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود حق نہیں مجھے اس سامان کے عوض اتنا اتنا مال دیا جاتا ہے تو خریدار نے اس کی بات مان لی پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی : "بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے سبب تھوڑی قیمت لیتے ہیں الخ"

۲۲۰۴ ـــــ شرح : قسم کے یہ الفاظ ضروری نہیں اور نہ ہی اس خاص قسم کے ساتھ یہ حکم مخصوص ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ عصر کے بعد قسم کھائے۔ بلکہ ہر وقت قسم کا وقت ہے۔ اور حدیث میں عصر کے بعد کو اس لئے ذکر کیا کہ لوگ عموماً اس وقت تجارت میں زیادہ مشغول ہوتے ہیں۔ اسی طرح کہنا یہ بھی ہے کہ عصر کے بعد اللہ کی قسم کھانے میں بڑی دلیری کا مظاہرہ ہے کیونکہ توحید پاکیزگی

باب سکر الانہار ـ ۲۲۰۵ ـــــ عبد اللہ بن یوسف ثنا اللیث ثنی ابن شہاب عن عروۃ عن عبد اللہ بن الزبیر انہ حدثہ ان رجلا من الانصار خاصم الزبیر عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی شراج الحرۃ التی یسقون بہا النخل فقال الانصاری سرح الماء یمر فابی علیہ فاختصما عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للزبیر اسق یا زبیر ثم ارسل الماء الی جارک فغضب الانصاری فقال ان کان ابن عمتک فتلون وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال اسق یا زبیر ثم احبس الماء حتی یرجع الی الجدر فقال الزبیر واللہ انی لاحسب ہذہ الایۃ نزلت فی ذلک فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم قال محمد ابن العباس قال ابو عبد اللہ لیس احد یذکر عن عروۃ عن عبد اللہ الا اللیث فقط ـ

کی جڑ ہے اور عصر کے وقت فرشتے آسمانوں میں صعود کرتے ہیں اس لئے عصر کے وقت کو خاص کیا ہے ـ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ بائع نے سامان فروخت کرتے وقت قسم کھائی کہ اس کو اتنا معاوضہ ملتا ہے حالانکہ اس میں وہ جھوٹا تھا مشتری نے اس کی قسم پر اعتماد کرکے بائع کے کہنے کے مطابق خرید لیا ـ اگر یہ سوال ہو کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نظرِ کرم سے نہ دیکھے گا وہ صرف تین اشخاص نہیں ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ایک عدد کی تخصیص اس سے زائد کی نفی پر دلالت نہیں کرتی یا پہلے سے اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ کی مخلوق پر شفقت نہیں کرتا اور تیسرے سے اللہ کے حکم کی عدمِ تعظیم کی طرف اشارہ ہے اور دوسرا دونوں جہتوں کو جامع ہے ـ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ نہروں کا پانی روکنا "

۲۲۰۵ ــــ ترجمہ : عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک انصاری نے حضرت زبیر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حرہ کی نہر جس سے لوگ کھجوروں کو پانی دیتے ہیں کے متعلق جھگڑا کیا ـ انصاری نے کہا پانی کو گزرنے دو اور زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کا انکار کیا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑا لے گئے تو آپ نے حضرت زبیر سے فرمایا اے زبیر تم زمین سیراب کرلو پھر اپنے ہمسایہ کے لئے پانی چھوڑ دو

اس پر انصاری غصہ سے بھر گیا اور اس نے کہا آپ نے یہ فیصلہ اس لئے کیا ہے کہ یہ آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے (یہ سن کر) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور کا رنگ بدل گیا۔ پھر آپ نے فرمایا اے زبیر اپنی زمین سیراب کرو پھر پانی روکے رکھو حتیٰ کہ دیواروں تک پہنچ جائے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا بخدا! میرا خیال ہے کہ یہ آیت کریمہ اس جھگڑے کے متعلق نازل ہوئی "اے محبوب تیرے رب کی قسم وہ لوگ مومن نہیں ہوں گے۔ حتیٰ کہ بپے معاملات میں آپ کو حاکم مانیں۔

۲۲۰۵ ——— شرح : حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ بنت عبد المطلب کے بیٹے ہیں اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی کے حصہ میں سب سے پہلا مستحق وہ ہے جو نہر کے زیادہ قریب ہو پھر وہ جو اس کے قریب ہو حتیٰ کہ آخر تک پہنچ جائے جیسے اس زمانہ میں دستور ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ کی حالت میں فیصلہ کرنے سے منع فرمایا ہے حالانکہ آپ نے غصہ کی حالت میں یہ فیصلہ کیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ غصہ کی حالت میں فیصلہ کرنا اس وقت ممنوع ہے جبکہ حاکم کے غصہ کے سبب غلط فیصلہ کرنے کا ڈر ہو اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ متصور نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ غصہ کی حالت میں فیصلہ فرمائیں تو صحیح فیصلہ ہوتا ہے اور عدل و انصاف کا تقاضا پورا کرتا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ کی حالت میں غلطی کرنے سے معصوم ہیں۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاری کے لئے رعایت فرمائی جبکہ زبیر بن عوام سے فرمایا کہ وہ پہلے زمین سیراب کریں پھر وافر پانی انصاری کے لئے چھوڑ دیں لیکن انصاری نے بدگمانی کا اظہار کیا تو آپ نے حضرت زبیر سے فرمایا اپنا حصہ مکمل کرنے کے بعد پانی چھوڑیں۔ اس شخص کے متعلق بعض علماء نے کہا کہ یہ منافق تھا اور بعض نے اس کو یہودی کہا ہے لیکن علامہ تورپشتی نے کہا کہ یہ دونوں باتیں صحیح نہیں کیونکہ یہ صحیح بات ہے کہ وہ انصاری تھا اور انصاری یہودی نہیں اور انصار میں اگرچہ بعض لوگ منافق تھے لیکن سلف اور بعد میں آنے والوں نے ان پر نفاق کا اطلاق کرنے سے احتراز کیا ہے جبکہ وہ انصاری مشہور ہیں۔ اس لئے یہ کہنا بہتر ہے کہ اس کو شیطان نے بہکایا تھا اور اس نے غصہ کی حالت میں یہ لفظ کہہ دیا تھا اور صفات بشریہ ممکن ہونے کے باعث اس قسم کا لفظ صادر ہو جانا بعید نہیں کیونکہ وہ معصوم نہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر کوئی انسان اس جیسا لفظ کہہ دے تو اس پر مرتدین کے احکام جاری ہوتے ہیں۔ لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کچھ نہ کہا کیونکہ آپ ابتداء اسلام میں لوگوں سے تالیف کرتے تھے۔ اور ان سے اچھا معاملہ کرتے تھے اور منافقین کی لسانی اذیتیں برداشت کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ مخالف لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

حدیث میں مذکور آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ظاہر اور باطن میں تسلیم کرنا فرض ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی تنہا شہادت دو مردوں کی گواہی کے برابر ہے۔ حالانکہ قرآن کریم میں فیصلہ کا معیار دو گواہ ہیں لہٰذا ہم پر فرض ہے کہ آپ کے اس حکم کو تسلیم کریں کیونکہ

بَابُ شُرْبِ الْاَعْلٰی قَبْلَ الْاَسْفَلِ

۲۲۰۶ ـــــ عَبْدَانُ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ عُرْوَۃَ قَالَ خَاصَمَ الزُّبَیْرُ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا زُبَیْرُ اسْقِ ثُمَّ اَرْسِلْ فَقَالَ الْاَنْصَارِیُّ اَنَّہُ ابْنُ عَمَّتِکَ فَقَالَ اسْقِ یَا زُبَیْرُ حَتّٰی یَبْلُغَ الْجُدُرَ ثُمَّ اَمْسِکْ فَقَالَ الزُّبَیْرُ فَاَحْسِبُ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ نَزَلَتْ فِیْ ذٰلِکَ فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو علی الاطلاق حاکم بنایا ہے اور زمامِ شریعت آپ کے دستِ اقتدار میں دے دی ہے اور آپ اس میں مختار ہیں۔ لیکن آپ کا ہر فیصلہ اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے "مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی"، اور حدیث شریف میں ہے "یَقْضِی اللّٰہُ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّہٖ مَا یَشَاءُ"، کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبان شریف پر جو چاہے فیصلہ کرتا ہے۔" لہٰذا جو فیصلہ آپ کی زبان شریف پر جاری نہ ہو وہ خدا کا فیصلہ نہیں۔ سیدی امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے"

جو وہاں ہو یہیں آ کے ہو ۔ جو یہاں نہیں وہ وہاں نہیں

باب ـــ بلند زمین کا پست زمین سے پہلے سیراب کرنا

۲۲۰۶ ـــــ ترجمہ : حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ زبیر نے ایک انصاری مرد سے جھگڑا کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے زبیر تم زمین سیراب کر لو پھر (اپنے ہمسایہ کے لئے) پانی چھوڑ دو۔ انصاری نے کہا یہ آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے (اس لئے فیصلہ اس کے حق میں دیا ہے) یہ سن کر" سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے زبیر اپنی زمین سیراب کرو حتی کہ پانی دیواروں تک چڑھ جائے پھر سیراب کرنے سے رکو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میرا خیال ہے کہ اس کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ"

۲۲۰۶ ـــــ قولہ اِنْ کَانَ ابْنَ عَمَّتِکَ " اَنْ کا ہمزہ مفتوح اور مکسور دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ جب کسرہ پڑھیں تو اس سے پہلے "فاء" محذوف ہے اور اگر فتح پڑھیں تو اس سے پہلے "لام" مقدر ہے۔ ابن مالک نے کہا کسرہ پڑھنا اچھا ہے۔ صاحب تنقیح نے فاء کو ترجیح دی ہے۔ کیونکہ یہ دوسرے متکلم کا مستقل کلام ہے

بَابُ شُرْبِ الْأَعْلَى إِلَى الْكَعْبَيْنِ

۲۲۰۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ الْحَرَّانِيُّ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ فِي شِرَاجٍ مِنَ الْحَرَّةِ يَسْقِي بِهَا النَّخْلَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْقِ يَا زُبَيْرُ فَأَمَرَهُ بِالْمَعْرُوفِ ثُمَّ أَرْسِلْ إِلَى جَارِكَ قَالَ الْأَنْصَارِيُّ إِنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اسْقِ ثُمَّ احْبِسْ حَتَّى يَرْجِعَ الْمَاءُ إِلَى الْجَدْرِ وَاسْتَوْعَى لَهُ حَقَّهُ فَقَالَ الزُّبَيْرُ وَاللَّهِ إِنَّ هَذِهِ الْآيَةَ أُنْزِلَتْ فِي ذَلِكَ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ فَقَالَ لِي ابْنُ شِهَابٍ فَقَدَّرَتِ الْأَنْصَارُ وَالنَّاسُ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْقِ ثُمَّ احْبِسْ حَتَّى يَرْجِعَ الْمَاءُ إِلَى الْجَدْرِ فَكَانَ ذَلِكَ إِلَى الْكَعْبَيْنِ۔

جس سے اس نے کلام کی ابتداء کی ہے اور فتح بھی درست ہے کیونکہ یہ پہلے حکم کی علت ہے۔ صاحب مصابیح نے اس پر تنقید کرتے ہوئے طویل کلام ذکر کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — بلند کھیت والے کا ٹخنوں تک پانی بھرنا،،

۲۲۰۷ — ترجمہ : حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک انصاری مرد نے زبیر سے حرہ کی ندی کے متعلق جھگڑا کیا جس سے وہ کھجوروں کے درخت سیراب کرتے تھے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے زبیر! تم زمین سیراب کرلو اور ان کو رواج کے مطابق حکم دیا پھر اپنے ہمسایہ کے لئے پانی چھوڑ دو "یہ سُن کر" انصاری نے کہا کیونکہ یہ آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں۔ تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کا رنگ متغیر ہو گیا پھر آپ نے فرمایا اے زبیر اپنی زمین سیراب کرو پھر پانی روکے رکھو حتی کہ پانی دیواروں تک چڑھ جائے اور آپ نے حضرت زبیر کو ان کا پورا حق دلوایا بخدا۔ یہ آیت کریمہ ان کے متعلق نازل ہوئی۔ مجھے ابن شہاب نے خبر دی کہ انصار اور لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول "اِسْقِ الخ" کا اندازہ لگایا کہ یہ ٹخنوں تک تھا (حدیث ۲۲۰۵ کی شرح دیکھیں)

بَابُ فَضْلِ سَقْيِ الْمَآءِ

۲۲۰۸ ——— عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَنَزَلَ بِئْرًا فَشَرِبَ مِنْهَا ثُمَّ خَرَجَ فَاِذَا هُوَ بِكَلْبٍ يَلْهَثُ يَاْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا مِثْلُ الَّذِيْ بَلَغَ بِيْ فَنَزَلَ بِئْرًا فَمَلَاَ خُفَّهٗ ثُمَّ اَمْسَكَهٗ بِفِيْهِ ثُمَّ رَقِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ اَجْرًا قَالَ فِيْ كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ ۔

باب —— پانی پلانے کی فضیلت

۲۲۰۸ ——— ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت ایک شخص چل رہا تھا کہ اسے بہت پیاس لگی تو وہ ایک کنوئیں میں اُترا اور اس سے پانی پیا۔ پھر باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے تر زمین چاٹ رہا ہے۔ اُس نے خیال کیا کہ اس کو اسی قدر پیاس لگی ہوگی جس قدر مجھے لگی تھی۔ اُس نے اپنا موزہ پانی سے بھرا پھر اس کو اپنے منہ سے روکا اور اُوپر چڑھا اور کتے کو پانی پلایا اللہ تعالیٰ نے اس کا عمل قبول کیا اور اس کو بخش دیا۔ لوگوں نے کہا یا رسولَ اللہ! کیا ہمارے لئے جانوروں میں ثواب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر تر جگر والی شئ میں ثواب ہے۔ حماد بن سلمہ اور ربیع بن مسلم نے محمد بن زیادہ سے اس کے متابع حدیث ذکر کی ہے۔

۲۲۰۸ ——— شرح : داؤدی نے کہا یہ حکم تمام جانوروں میں یکساں ہے۔ ابوعبدالمالک نے کہا یہ حدیث بنی اسرائیل کے زمانہ کی ہے۔ اسلام میں کتوں کے قتل کا حکم ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ ہر جاندار میں ثواب ہے۔ یہ بعض جانداروں کے لئے ہے جن سے کوئی ضرر نہیں پہنچتی کیونکہ خنزیر وغیرہ جن کو قتل کرنے کا حکم ہے ان کو زندہ رکھنے میں ضرر کو تقویت پہنچتی ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ذکر کیا ہے کہ یہ حدیث عموم پر محمول نہیں اور عموم بعض محترم حیوان کے ساتھ خاص ہے یعنی جن جانوروں سے انسان کو ضرر نہیں پہنچتی ان کو پانی پلانے میں ثواب ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے فرمایا کہ حدیث کا مقصد اور مبنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جاندار مخلوق پر شفقت کا اظہار کیا جائے اور شفقت کا اظہار کرنا موذی جانوروں کے قتل کی اباحت کے منافی نہیں یہی ابن تیمی نے کہا ہے کہ حدیث کو عموم پر جاری رکھنا ممتنع نہیں یعنی موذی

۲۲۰۹ــــ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ ثَنَا نَافِعُ ابْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ مُلَیْکَۃَ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی صَلٰوۃَ الْکُسُوْفِ فَقَالَ دَنَتْ مِنِّی النَّارُ حَتّٰی قُلْتُ اَیْ رَبِّ وَاَنَا مَعَھُمْ فَاِذَا امْرَاَۃٌ حَسِبْتُ اَنَّہٗ قَالَ تَخْدِشُھَا ھِرَّۃٌ قَالَ مَاشَانُ ھٰذِہٖ قَالُوْا اَجْبَسَتْھَا حَتّٰی مَاتَتْ جُوْعًا۔ ۲۲۱۰ــــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ

جانوروں کو پانی پلا دیا جائے پھر قتل کر دیا جائے کیونکہ ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ قتل میں اچھا طریقہ اختیار کریں اور مثلہ سے ہم کو روکا گیا ہے واللہ ورسولہ اعلم!

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں سے بھلائی کرنا چاہیئے کیونکہ جب کتے کو پانی پلانا مغفرت کا سبب بن سکتا ہے تو انسانوں کو پانی پلانے میں عظیم اجر و ثواب کی اُمید ہونی چاہیئے۔ معلوم ہوا کہ مخلوق کو پانی پلانے میں بہت ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ۔ پھر مومنوں کو پانی پلانے میں اور ثواب زیادہ ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے تو آپ نے فرمایا پانی پلانا افضل عمل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۲۲۰۹ــــ ترجمہ : اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن کی نماز پڑھی اور فرمایا دوزخ میرے قریب ہوئی حتیٰ کہ میں نے کہا اے میرے پروردگار! کیا میں ان کے ساتھ ہوں؟ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا اس عورت کو بلی نوچ رہی تھی آپ نے فرمایا یہ کیا بات ہے فرشتوں نے کہا اس عورت نے بلی کو قید کئے رکھا تھا حتیٰ کہ وہ بھوک سے مر گئی۔

۲۲۱۰ــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا جاتا تھا جس کو اس نے روک رکھا تھا حتیٰ کہ وہ بھوک سے مر گئی اور وہ عورت دوزخ میں داخل ہوئی اور آپ نے فرمایا اللہ جانتا ہے کہ تو نے اس کو کھانا کھلایا نہ پانی پلایا جبکہ اس کو باندھے رکھا تھا اور نہ تو نے اسے چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھائے۔

۲۲۰۹، ۲۲۱۰ــــ شرح : قولہ "وَاَنَا مَعَھُمْ" اس جملہ سے تعجب میں ڈالنا مقصود ہے۔ اور دوزخیوں کے قرب کو بعید خیال کرنا ہے گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخی میرے قریب کیسے ہوئے حالانکہ میرے اور ان کے درمیان اس قدر منافات ہے کہ بُعد المشرقین کی مقتضی ہے۔ علامہ قرطبی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بلی اس عورت

ثنی مالک عن نافع عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عذبت امرأۃ فی هرۃ حبستها حتی ماتت جوعا فدخلت فیها النار قال فقال واللہ اعلم لا انت اطعمتیها ولا سقیتها حین حبستیها ولا انت ارسلتیها فاکلت من خشاش الارض ۔

باب من رای ان صاحب الحوض والقربۃ احق بمائہ

۲۲۱۱ — حدثنا قتیبۃ ثنا عبد العزیز عن ابی حازم عن سہل بن سعد قال اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقدح فشرب وعن یمینہ غلام هو احدث القوم والاشیاخ عن یسارہ فقال یا غلام اتاذن لی ان اعطی الاشیاخ فقال ما کنت لاوثر بنصیبی منک احدا یا رسول اللہ فاعطاہ ایاہ ۔

کی مملوکہ تھی کیونکہ آپ نے حدیث میں بلّی کی نسبت عورت کی طرف فرمائی ہے ۔ نیز معلوم ہُوا کہ دوزخ مخلوق ہے اور بعض لوگوں کو اس میں عذاب دیا جاتا ہے اور بلّی کو اذیت پہنچانا کبیرہ گناہ ہے ۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جس نے یہ خیال کیا کہ حوض اور مشکیزہ کا مالک اس کے پانی کا زیادہ حقدار ہے"

۲۲۱۱ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ لایا گیا تو آپ نے پیا اور آپ کی دائیں جانب ایک لڑکا تھا جو لوگوں میں کمسن تھا اور بزرگ لوگ آپ کی بائیں طرف تھے ۔ آپ نے فرمایا اے لڑکے کیا مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں یہ پیالہ ان بزرگوں کو دے دوں ؟ اُس نے کہا یا رسول اللہ ! آپ کے جوٹھے سے میں اپنے حصہ میں کسی کو ترجیح نہ دوں گا تو آپ نے پیالہ اس کو دے دیا ۔

۲۲۱۱ — اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ حوض اور مشکیزہ کے پانی کو پیالہ کے پانی پر قیاس کیا ہے ۔"

۲۲۱۲ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ سَمِعْتُ اَبَاهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاَذُوْدَنَّ رِجَالًا عَنْ حَوْضِيْ كَمَا تُذَادُ الْغَرِيْبَةُ مِنَ الْاِبِلِ عَنِ الْحَوْضِ تُذَوَّدَانِ تَمْنَعَانِ۔

ترجمہ : محمد بن زیاد نے کہا میں نے ابو ہریرہ کو یہ روایت کرتے ہوئے سُنا

۲۲۱۲ ـــــ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم ہے جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ میں اپنے حوض سے لوگوں کو دُور کردوں گا جیسے اونٹوں میں سے اجنبی اونٹ کو حوض سے دُور کیا جاتا ہے۔

۲۲۱۲ ـــــ شرح : یہ لوگ جن کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اپنے حوضِ کوثر سے دُور کریں گے۔ مسیلمہ کذاب کے ساتھی ہیں جنہوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ بعض علماء نے کہا وہ منافق ہیں۔ بعض نے کہا وہ اصحاب کبائر ہیں جو علانیہ گناہ کرتے تھے اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ اگر دائیں طرف بیٹھنے سے پانی کا مستحق ہو جاتا ہے تو اپنے حوض اور مشکیزہ میں جمع کر لینے سے بطریقِ اولیٰ مستحق ہوگا۔ واللہ اعلم!۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی پلانا بہت بڑی عبادت ہے۔ اسی طرح راستوں میں پانی کی سبیلیں بنا دینا تاکہ پیاسے راہ گزر یا عام لوگ اس سے پانی پئیں۔ بعض تابعین حضرات کہتے ہیں جس کے گناہ زیادہ ہوں وہ لوگوں کو پانی پلائے کیونکہ ایک کتّے کو پانی پلانے سے اگر مغفرت ہو سکتی ہے تو مومنوں کو پانی پلانے میں کس قدر ثواب زیادہ ہوگا؟

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ایک مرفوع روایت میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس تشریف لے گئے جو موت کی کش مکش میں مبتلا تھا آپ نے فرمایا بتاؤ کیا نظر آتا ہے؟ اُس نے کہا یا رسول اللہ! میں دیکھتا ہوں کہ دو فرشتے پیچھے ہٹ رہے ہیں اور دو سیاہ سانپ میرے قریب آ رہے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ شر بڑھتی ہے اور خیر کم ہو رہی ہے۔ یا نبیؐ اللہ! میرے لئے دُعاء فرمائیں اور میری مدد کریں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ اس کا تھوڑا عمل قبول فرما اور اس کے کثیر گناہ معاف فرما دے پھر آپ نے اس سے فرمایا بتاؤ کیا نظر آتا ہے؟ اُس نے کہا حضور! دو فرشتے میرے قریب آ رہے ہیں اور دو سیاہ سانپ پیچھے ہٹ رہے ہیں اور خیر کو بڑھتی ہوئی اور شر کو زائل ہوتی دیکھ رہا ہوں۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے کونسا اچھا عمل کیا ہے؟ عرض کیا میں لوگوں کو پانی پلایا کرتا تھا۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب پوچھا گیا کہ کونسا صدقہ افضل ہے تو آپ نے فرمایا پانی پلانا افضل صدقہ ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۲۲۱۳ ــــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوْبَ وَكَثِيْرِ بْنِ كَثِيْرٍ بْنِ يَزِيْدَ اَحَدُهُمَا عَلَى الْاٰخَرِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ اُمَّ اِسْمٰعِيْلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ اَوْ قَالَ لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَاءِ لَكَانَتْ عَيْنًا مَعِيْنًا وَاَقْبَلَ جُرْهُمُ فَقَالُوْا اَتَاْذَنِيْنَ اَنْ نَنْزِلَ عِنْدَكِ قَالَتْ نَعَمْ وَلَا حَقَّ لَكُمْ فِي الْمَاءِ قَالُوْا نَعَمْ۔

۲۲۱۳ ــــــ ترجمہ: سعید بن جبیر نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ "حضرت" اسماعیل" علیہ السلام" کی والدہ ہاجرہ پر رحم کرے اگر وہ زمزم کو چھوڑ دیتیں یا فرمایا اگر پانی مشکیزہ میں نہ بھرتیں تو وہ جاری چشمہ ہوتا۔ جرہم قبیلہ اس کے پاس آئے اور کہنے لگے ہم کو یہاں اترنے کی اجازت دیتی ہو؟ فرمایا ہاں اجازت ہے لیکن پانی میں تمہارا کوئی حق نہیں ہوگا انھوں نے کہا بہت اچھا!

۲۲۱۳ ــــــ شرح: اگر یہ سوال ہو کہ "نعم" ماقبل کی تقریر کے لئے ہوتا ہے اور یہاں پہلے نفی مذکور ہے لہٰذا یہ "بلیٰ" کا مقام تھا۔ اس کا جواب یہ ہے اس کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ "بلیٰ" صرف نفی کے بعد آتا ہے اور "نعم" نفی اور ایجاب دونوں کے بعد آتا رہتا ہے لہٰذا یہ جواب دینے کی ضرورت نہیں کہ عرف میں "لفظ نعم" لفظ "بلیٰ" کی جگہ استعمال ہوتا رہتا ہے"

اُمّ اِسمٰعیل، حضرت ہاجرہ علیہا السلام ہیں۔ جب شام میں قحط پڑا تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام مصر کے عازم سفر ہوئے جبکہ حضرت سارہ اور لوط علیہ السلام دونوں آپ کے رفیق سفر تھے۔ اس وقت مصر میں سب سے پہلا فرعون سنان بن علوان بن عبید بن عُویج بن عملاق لاود بن سام بن نوح اُس نے حضرت سارہ کو ہاجرہ بطور خادمہ ہبہ کی جبکہ ان کے ساتھ مراودت میں ناکام ہوا تھا۔ یہ مشہور واقعہ ہے جو اہل سیر نے ذکر کیا ہے۔ ضحاک نے ذکر کیا کہ سیدہ ہاجرہ علیہا السلام مصر کے بادشاہ کی لڑکی تھی جو "منف" میں رہتا تھا۔ دوسرے بادشاہ نے اس پر غلبہ حاصل کر کے اس کو قتل کر دیا اور اس کی بیٹی کو قید کر لیا اور غلام بنا لیا اور سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا اُنھوں نے اسے سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہبہ کر دیا اور ان کے بطن شریف سے سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے ابراہیم علیہ السلام دونوں کو لے کر مکہ چھوڑ آئے جہاں اُس وقت صرف کیکر کے درخت اور جھاڑیاں تھیں۔ آپ نے ان کو ایک پتھر کے پاس بٹھا دیا۔ جب سیدہ ہاجرہ کے مشکیزہ میں پانی ختم ہو گیا اور دونوں پر پیاس نے غلبہ کیا تو سیدنا جبرائیل علیہ السلام آئے اور ان دونوں کو آب زمزم کے پاس لے آئے اور ایڑی مار کر پانی کا چشمہ جاری کر دیا جب پانی بہنے لگا تو سیدہ ہاجرہ نے اس کو مشکیزہ میں بھرنا شروع کر دیا اور پانی جوش سے بہہ رہا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اسماعیل "علیہ السلام" کی ماں پر رحم کرے اگر وہ پانی مشکیزہ

۲۲۱۴ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى سِلْعَتِهٖ لَقَدْ اُعْطِیَ بِهَا اَكْثَرَ مِمَّا اُعْطِیَ وَهُوَ كَاذِبٌ وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ لَّبَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَاءٍ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ الْيَوْمَ اَمْنَعُكَ فَضْلِیْ كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَا لَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ قَالَ عَلِیٌّ ثَنَا سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ اَبَا صَالِحٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

مشکیزہ میں نہ بھرتیں تو وہ جاری چشمہ ہوتا جو مکہ کے باغات سیراب کرتا۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۲۱۴ ـــــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ نے فرمایا تین شخصوں سے اللہ تعالیٰ قیامت میں کلام نہیں کریگا اور نہ ہی ان کو نظرِ کرم سے دیکھے گا۔ ایک وہ شخص جس نے سامان بیچتے وقت قسم کھائی کہ اس کی قیمت اس سے زیادہ مل رہی تھی حالانکہ وہ اس بات میں جھوٹا تھا۔ دوسرا وہ شخص جس نے عصر کے بعد جھوٹی قسم کھائی تاکہ اس سے مسلمان مرد کا مال روک لے تیسرا وہ شخص جو زائد پانی سے لوگوں کو روکے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج کے دن میں تجھ سے اپنا فضل روک لیتا ہوں جیسے تو نے زائد شئی روک رکھی تھی جو تیرے ہاتھ کی کمائی نہ تھی علی نے کہا ہم سے سفیان نے کئی مرتبہ عمر سے بیان کیا کہ انھوں نے ابوصالح سے سنا وہ اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے تھے۔

۲۲۱۴ ـــــ شرح: ایک اور حدیث میں تیسرا شخص امام کی بیعت کرنے والا ہے یعنی دنیاوی مفاد کے لئے امام کی بیعت کرتا ہے اگر اس کو مفاد حاصل ہو تو بیعت پر ثابت رہتا ہے ورنہ بیعت توڑ دیتا ہے اور اس کے ساتھ دو اور شخص مذکور ہیں۔ لیکن ان دونوں حدیثوں میں منافات نہیں کیونکہ نہ تو ان تین میں حصر ہے اور نہ ہی ان تین میں حصر ہے اور عصر کے وقت کی تخصیص اس لئے ہے کہ اس وقت گناہ کرنا زیادہ برا ہے اگرچہ جھوٹی قسم ہر وقت حرام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت کی شان عظیم بنائی ہے اس وقت فرشتے جمع ہوتے ہیں اور وہ اعمال کی مہر ہے اس لئے اس وقت میں گناہ کی عقوبت سخت کی ہے تاکہ لوگ گناہ پر جرأت نہ کریں۔ کیونکہ جو کوئی اس وقت گناہ پہ جرأت کرے وہ دوسرے اوقات میں گناہوں کا عادی ہو جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ لَا حِمَى إِلَّا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ

۲۲۱۵ ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ الصَّعْبَ ابْنَ جَثَّامَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حِمَى اِلَّا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ وَقَالَ بَلَغَنَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمَى النَّقِيْعَ وَاَنَّ عُمَرَ حَمَى الشَّرَفَ وَالرَّبَذَةَ ۔

باب چراگاہ مقرر لینے کا حق صرف اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے "

۲۲۱۵ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ صعب بن جثامہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چراگاہ مقرر کرنے کا حق صرف اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے ۔ اُنھوں نے کہا ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نقیع کو اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سرف اور ربذہ کو چراگاہ مقرر کیا ۔

۲۲۱۵ شرح : حمیٰ کا لغوی معنیٰ منع ہے اور اصطلاحی معنیٰ یہ ہے کہ بادشاہ خشک ویران زمین کو معین مویشیوں کے لئے مقرر کرلے اور دوسرے لوگوں کو وہاں مویشی چرانے سے منع کر دے ۔ ابن تین نے کہا اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ چراگاہ وہی مقرر کی جاتی ہے جس کی اللہ اور اس کا رسول اجازت دیں اس کا مقصد جاہلیت کے طریقہ کو باطل کرنا ہے کیونکہ جاہلیت میں رئیس لوگ سرسبز زمین میں جاتے اور کتوں کو بھونکاتے جہاں تک ان کی آواز جاتی ہر طرف سے اتنی زمین روک لیتے اور اس کے ارد گرد لوگوں کو مویشی چرانے سے منع کرتے تھے ۔ اس طریقہ کو باطل کرنے کے لئے فرمایا کہ چراگاہ مقرر کرنے کا حق صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے پھر آپ کے بعد آنے والے خلفاء کو یہ حق حاصل ہے جبکہ وہ مسلمانوں کی مصلحت کے لئے اس کی ضرورت محسوس کریں چنانچہ ابوبکر صدیق ، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم نے اس کی ضرورت محسوس کی ۔ اور کسی شخص کو ان پر اعتراض کرنے کا حق نہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفاء کی اقتداء اور ان سے ہدایت حاصل کرنے کی ترغیب دلائی ہے ۔ لیکن بادشاہ صرف اس زمین کو چراگاہ مقرر کر سکتا ہے جو کسی کی مملوک نہ ہو جیسے وادیاں ، پہاڑیاں اور بنجر اراضی وغیرہ اگرچہ مسلمان ان سے منافع حاصل کرتے ہوں لیکن وہ ان کے مالک نہیں ہوتے اور بادشاہ کی حمایت میں ان کو زیادہ منافع حاصل ہو سکتے ہیں ۔ واللہ ورسولہ اعلم ۔

بَابُ شُرْبِ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ مِنَ الْاَنْهَارِ

۲۲۱۶ــــ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْ صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ لِرَجُلٍ اَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلٰى رَجُلٍ وِزْرٌ فَاَمَّا الَّذِيْ لَهٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَطَالَ لَهَا فِيْ مَرْجٍ اَوْ رَوْضَةٍ فَمَا اَصَابَتْ فِيْ طِيَلِهَا ذٰلِكَ مِنَ الْمَرْجِ اَوِ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهٗ حَسَنَاتٍ وَلَوْ اَنَّهٗ انْقَطَعَ طِيَلُهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ اٰثَارُهَا وَاَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهٗ وَلَوْ اَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ اَنْ يَسْقِيَ كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ لَهٗ فَهِيَ لِذٰلِكَ اَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ رِقَابِهَا وَلَا ظُهُوْرِهَا فَهِيَ لِذٰلِكَ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِئَاءً وَنِوَاءً لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فَهِيَ عَلٰى ذٰلِكَ وِزْرٌ وَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ مَا اُنْزِلَ عَلَيَّ فِيْهَا شَيْءٌ اِلَّا هٰذِهِ الْاٰيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ

باب ــــ لوگوں اور جانوروں کا نہروں سے پانی پینا

۲۲۱۶ ــــ ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک گھوڑا کسی شخص کے لئے ثواب کا ذریعہ ہے اور کسی کے لئے بچاؤ کا سبب ہے اور کسی کے لئے گناہ کا باعث ہے ثواب کا ذریعہ اس شخص کے لئے ہے جس نے اس کو اللہ کی راہ میں باندھا اور اس کی رسی چراگاہ یا باغ میں لمبی کردی جس قدر وہ چراگاہ یا باغ میں چارہ کھائے گا وہ اس کے لئے نیکیاں ہوں گی اور اگر اس کی رسی ٹوٹ جائے اور وہ ایک یا دو بلندیاں دوڑ جائے تو اس کے قدموں کے آثار اور اس کی لید اس شخص کے لئے نیکیاں ہوں گی اور اگر وہ نہر کے پاس سے گزرے اور اس سے پانی پیئے حالانکہ اس کا پانی پینے کا ارادہ نہ تھا یہ اس کی نیکیاں ہوں گی پس یہ گھوڑا اس کے ثواب کا ذریعہ ہے۔ اور جس شخص نے اس کو مالداری کی وجہ سے اور لوگوں سے سوال سے بچاؤ کے لئے باندھا پھر اس کی گردن اور پیٹھ کے متعلق اللہ کا حق نہ بھولا وہ اس کے لئے بچاؤ کی صورت

۲۲۱۷ ـــــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ ثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ رَبِیْعَةَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ یَزِیْدَ مَوْلَی الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَہٗ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ اعْرِفْ عِفَاصَھَا وَوِکَاءَھَا ثُمَّ عَرِّفْھَا سَنَةً فَاِنْ جَاءَ صَاحِبُھَا وَاِلَّا فَشَاْنُكَ بِھَا قَالَ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ ھِیَ لَكَ اَوْ لِاَخِیْكَ اَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ فَضَالَّةُ الْاِبِلِ قَالَ مَالَكَ وَلَھَا مَعَھَا سِقَاءُھَا وَ حِذَاءُھَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَاْکُلُ الشَّجَرَ حَتّٰی یَلْقَاھَا رَبُّھَا۔

ہوگا اور جس نے فخر اور ریاء کے طور پر اور مسلمانوں سے دشمنی کے لئے باندھا وہ اس کے لئے گناہ کا باعث ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس کے متعلق مجھ پر کوئی آیت نہیں اُتری سوا اس جامع تنہاء آیت کے فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ الخ۔

۲۲۱۶ ـــــ شرح : مَرَج ،، چراگاہ ہے جس میں مویشی چرتے ہیں " طِیَل " لمبی رسی " شَرَفٌ " بلندی " تَغَنِّیًا " ، لوگوں سے مستغنی ہونا " تَعَفُّفًا " سوال سے بچنا ،، اس باب سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ جاری نہروں کا پانی کسی ایک شخص کے لئے مختص نہیں سب علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کسی سے اجازت حاصل کئے بغیر ہر ایک ان سے پانی پی سکتا ہے ۔ کیونکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں اور جانوروں کے لئے پیدا فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا ان کا کوئی حقیقی مالک نہیں ۔ اگر کوئی ان میں سے پانی برتن میں بھرے تو وہ اس کی مملوک ہوگا ۔ وہ اس پانی میں جو چاہے بیع ، ہبہ اور صدقہ وغیرہ کر سکتا ہے ۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما نے کہا پانی کو پانی کے عوض ادھار اور متفاضل بیچنا جائز ہے ۔ البتہ محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ پانی کو پانی کے عوض بیچنے میں تفاضل اور اُدھار جائز نہیں کیونکہ پانی کیلی یا وزنی ہے چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مُد پانی سے وضوء اور ایک صاع پانی سے غسل فرما لیتے تھے لہٰذا اُدھار اور تفاضل میں رباء کی علت پائی جاتی ہے جو کیل اور وزن ہے چونکہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک رباء کی " طعم " ہے اور پانی میں طعم پایا جاتا ہے لہٰذا پانی کو پانی کے عوض بیچنے میں اُدھار اور تفاضل جائز نہیں ۔ اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ اگر جاری نہروں کا پانی کسی کے لئے مختص ہوتا تو ان سے پانی پینے کے لئے اجازت حاصل کرنی پڑتی لیکن سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کسی کی ملکیت ظاہر نہیں کیا معلوم ہوا کہ ان کا پانی کسی کے لئے مختص نہیں ہے ـــــ قولہٗ لَمْ یُرِدْ اَنْ یَّسْقِیَھَا ، یعنی جب وہ گھوڑے کو پانی پلانے کا ارادہ نہ کرے لیکن وہ پانی پی لے تو اس کو ثواب ملے گا تو جب وہ پانی پلانے کا ارادہ کرے تو اس کو بہت ثواب ملے گا ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ آیت کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ آیت کریمہ تمام

بَابُ بَیْعِ الْحَطَبِ وَالْکَلَاءِ

۲۲۱۸ــــــ حَدَّثَنَا مُعَلَّی بْنُ اَسَدٍ ثَنَا وُھَیْبٌ عَنْ ھِشَامٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ

خیرات کو شامل ہے اور جو شخص ان کے ساتھ اخلاص کرے یا بدسلوکی کرے گا وہ اس کی جزاء آخرت میں دیکھ لے گا۔ اس آئت کو "فاذہ" اس لئے کہا ہے کہ یہ تنہا ہے اس کے انواع کی تفصیل بیان نہیں کی گئی گویا کہ لوگوں کا سوال یہ تھا کہ گدھے کے لئے بھی گھوڑے کا سا حکم ہے یا نہیں تو آپ نے فرمایا اگر ان سے خیر مطلوب ہو تو اس کی جزاء دیکھ ہی لے گا اور اس کو قیامت میں ثواب ملے گا ورنہ اس کا برعکس دیکھے گا۔ بعض علماء نے کہا کہ اس آئت کریمہ کو "فاذہ" اس لئے کہا ہے کہ اس کے الفاظ کم اور معانی زیادہ ہیں کیونکہ یہ تمام خیرات اور شرور کے احکام پر مشتمل ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۲۱۷ــــــ ترجمہ: زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے کہا ایک شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے لقطہ (گری پڑی شئ) کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا اس کی تھیلی اور اس کے سربندھن کو پہچان لو پھر ایک سال تک اس کو مشتہر کرو اگر اس کا مالک آجائے تو فبہا ورنہ جو چاہو کرو اُس نے کہا اگر کھوئی ہوئی بکری ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تیری یا تیرے بھائی یا بھیڑیئے کی ہے اُس نے کہا کھویا ہوا اُونٹ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے اس سے کیا تعلق! اس کے ساتھ اس کی مشک اور اس کی جوتی ہے وہ پانی پر پہنچ جائے گا اور درخت سے کھالے گا حتی کہ اس کا مالک اس کو پالے گا۔

۲۲۱۷ــــــ شرح: سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کو پکڑنے سے منع فرمایا کیونکہ اس کو بھوک پیاس کا ڈر نہیں وہ خود بخود پانی پر چلا جاتا ہے اور پی لیتا ہے کوئی بھی اس کو روکتا نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پانی اپنی مخلوق انسانوں اور جانوروں کے لئے پیدا کیا ہے اللہ کے سوا کوئی بھی اس کا حقیقی مالک نہیں ہے۔ اس طرح حدیث عنوان کے مطابق ہے۔ حدیث ع۹۰ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

باب لکڑی اور گھاس بیچنا

۲۲۱۸ــــــ ترجمہ: زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی رسیاں لے کر لکڑیوں کا گٹھ

اَلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاَنْ يَّاْخُذَ اَحَدُكُمْ اَحْبُلًا فَيَاْخُذَ حُزْمَةً مِّنْ حَطَبٍ فَيَبِيْعَ فَيَكُفَّ اللّٰهُ بِهٖ عَنْ وَجْهِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّسْاَلَ النَّاسَ اُعْطِيَ اَوْ مُنِعَ ۔ ٢٢١٩ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ عُبَيْدٍ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ يَّحْتَطِبَ اَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلٰى ظَهْرِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّسْاَلَ اَحَدًا فَيُعْطِيَهٗ اَوْ يَمْنَعَهٗ ۔

٢٢٢٠ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى اَنَا هِشَامٌ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ اَبِيْهِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّهٗ قَالَ اَصَبْتُ شَارِفًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَغْنَمٍ يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ وَاَعْطَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَارِفًا اُخْرٰى فَاَنَخْتُهُمَا يَوْمًا عِنْدَ بَابِ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَاَنَا اُرِيْدُ اَنْ اَحْمِلَ عَلَيْهِمَا اِذْخِرًا لِاَبِيْعَهٗ وَمَعِيْ صَائِغٌ مِّنْ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ فَاَسْتَعِيْنَ بِهٖ عَلٰى وَلِيْمَةِ فَاطِمَةَ وَحَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَشْرَبُ فِيْ ذٰلِكَ الْبَيْتِ مَعَهٗ قَيْنَةٌ فَقَالَتْ اَلَا يَا حَمْزُ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ فَثَارَ اِلَيْهِمَا حَمْزَةُ بِالسَّيْفِ فَجَبَّ اَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا ثُمَّ اَخَذَ مِنْ اَكْبَادِهِمَا قُلْتُ لِابْنِ شِهَابٍ وَمِنَ السَّنَامِ قَالَ قَدْ جَبَّ اَسْنِمَتَهُمَا فَذَهَبَ بِهَا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ

بنائے اور اس کو فروخت کرے اور اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس کی عزت بچائے اس سے اچھا ہے کہ لوگوں سے مانگتا پھرے اس کو کچھ دیا جائے یا نہ دیا جائے!

٢٢١٩ — ترجمہ: ابو عُبَید مولیٰ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوا سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی اپنی پشت پر لکڑیوں کا گٹھہ لائے اس سے بہتر ہے کہ کسی سے سوال کرے وہ اس کو دے یا نہ دے

٢٢١٨ ، ٢٢١٩ — شرح: اس باب میں لکڑیوں اور گھاس فروخت کرنے کا حکم بیان کیا ہے۔ کلأ، خشک یا تر گھاس ہے۔ ان دونوں حدیثوں

عَلِيٌّ فَنَظَرْتُ اِلَى مَنْظَرٍ اَفْظَعَنِي فَاَتَيْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَاَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ فَخَرَجَ وَمَعَهُ زَيْدٌ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَدَخَلَ عَلَى حَمْزَةَ فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ فَرَفَعَ حَمْزَةُ بَصَرَهُ وَقَالَ هَلْ اَنْتُمْ اِلَّا عَبِيْدٌ لِاٰبَائِيْ فَرَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَهْقِرُ حَتّٰى خَرَجَ عَنْهُمْ وَذٰلِكَ قَبْلَ تَحْرِيْمِ الْخَمْرِ

کو پانی پینے کی احادیث میں اس لئے ذکر کیا ہے کہ پانی، گھاس اور لکڑیوں سے نفع اٹھانے میں سب شریک ہوتے ہیں اور یہ ہر ایک کے لئے مباح ہیں ان میں کسی کی تخصیص نہیں جو بھی پہلے ان پر قبضہ کرلے وہی ان کا مالک ہوتا ہے۔ حدیث ۱۳۸۷ و ۱۳۸۸ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے!

۲۲۲۰ — ترجمہ: ابن جریج سے روایت ہے اُنھوں نے کہا مجھے ابن شہاب نے حضرت علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے اپنے عظیم باپ امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ اُنھوں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ اُنھوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر کے دن غنیمت میں ایک اونٹنی حاصل کی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک اور اونٹنی دی۔ میں نے ایک دن دونوں کو ایک انصاری کے دروازے پر بٹھایا حالانکہ میرا ارادہ یہ تھا کہ میں ان پر گھاس لاکر فروخت کروں گا جبکہ میرے ساتھ بنی قینقاع کا ایک زرگر تھا اور اس کے ساتھ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ولیمہ میں مدد حاصل کروں گا۔ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب اس گھر میں شراب پی رہے تھے جبکہ انکے ساتھ ایک گانے والی لونڈی تھی۔ اُس نے کہا: خبردار اے حمزہ موٹی موٹی اونٹنیاں لے لو۔ حمزہ رضی اللہ عنہ تلوار لے کر ان کی طرف جھپٹ پڑے۔ اور ان کے کوہان کاٹ ڈالے اور کولہے کاٹ دیئے پھر ان کی کلیجیاں نکال ڈالیں۔ میں نے ابن شہاب سے کہا "کوہان سے" اُنھوں نے کہا ان کے کوہان کاٹ کر لے گئے۔ ابن شہاب نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے ایسا منظر دیکھا جس نے مجھے گھبراہٹ میں ڈال دیا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ کے پاس زید بن حارثہ تھے میں نے سارا واقعہ بیان کیا تو آپ چلے اور آپ کے ساتھ زید بھی چلے اور میں بھی آپ کے ساتھ چلا۔ آپ حمزہ "رضی اللہ عنہ" کے پاس پہنچے اور ان پر سخت غصہ فرمایا حمزہ "رضی اللہ عنہ" نے اپنی نگاہ اُوپر اُٹھائی اور کہا تم تو میرے باپ دادوں کے غلام ہو یہ سن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُلٹے پاؤں لوٹ آئے حتی کہ ان کے پاس باہر تشریف لے گئے یہ واقعہ شراب حرام ہونے سے پہلے کا ہے۔

۲۲۲۰ — شرح: شُرُفٌ شارف کی جمع ہے نِوَاءٌ نَاوِيَةٌ کی جمع ہے یعنی فربہ اونٹنیاں۔ حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے گھبراہٹ

كِتَابُ الْقَطَائِعِ ۲۲۲۱ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقْطِعَ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ حَتَّى تُقْطِعَ لِإِخْوَانِنَا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مِثْلَ الَّذِي تُقْطِعُ لَنَا قَالَ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي۔

اس لئے ہوئی کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ولیمہ میں متعلقہ اسباب فوت ہو جانے کے باعث تاخیر ہو جائے گی اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے " هَلْ أَنْتُمْ الاعَبِيْدٌ لِأَبَائِيْ "، سے فخر کا اظہار کیا کہ وہ عبدالمطلب کے زیادہ قریب ہیں کیونکہ پوتے کی نسبت بیٹا دادا کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ یہ واقعہ تحریم خمر سے پہلے کا ہے۔ اسی لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر حمزہ کو ان کے کلام میں معذور سمجھا اور کچھ مواخذہ نہ کیا علامہ تیمی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مجاہد کو غنیمت کے مال سے دو طرح حصہ مل سکتا ہے ایک بطور خمس اور دوسرا باقی چار خمسوں سے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ حزن و ملال کے سبب رونا معیوب نہیں اور اس میں یہ اشارہ ہے کہ شرافت میں عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اعلیٰ مقام پر فائز تھے گویا کہ ان کے غایت احترام کے باعث ان کے صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ عنہ اور ابو طالب ان کے غلام ہیں کیونکہ دادا مولیٰ کی حیثیت رکھتا ہے اور بیہوش جب کسی پر افتراء باندھے تو اس پر کوئی تعزیر نہیں حتیٰ کہ اس کی طلاق بھی واقع نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جاگیریں دینا "

۲۲۲۱ — ترجمہ: یحییٰ بن سعید نے کہا میں نے انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ بحرین سے لوگوں کو جاگیریں دیں تو انصار نے کہا ہم جاگیریں نہیں لیں گے حتیٰ کہ ہمارے مہاجرین بھائیوں کو بھی جاگیریں دیں جیسے ہمیں جاگیریں دی ہیں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرے بعد عنقریب دیکھو گے کہ لوگوں کو تم پر ترجیح دے جائے گی تو تم صبر کرو حتیٰ کہ میرے ساتھ ملاقات کرو۔

۲۲۲۱ — شرح: قطائع جاگیریں ہیں جو بادشاہ خاص لوگوں کو مکان وغیرہ اور غیر آباد زمینیں دیا کرتے ہیں۔ جنہیں وہ آباد کر لیتے ہیں اور وہ اس کے مالک قرار پاتے ہیں اور ان کو مالکوں کی طرح ان میں تصرف کا اختیار ہوتا ہے اور وہ بطور ملکیت اس سے انتفاع کر سکتے ہیں اس میں درخت ان کی ملکیت ہوتے ہیں چشموں کے پانی اور معدنیات ظاہرہ جیسے نمک، تارکول اور تیل وغیرہ کا بطور جاگیر دینا جائز نہیں

بَابُ کِتَابَةِ الْقَطَائِعِ وَقَالَ اللَّیْثُ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ اَنَسٍ دَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاَنْصَارَ لِیُقْطِعَ لَھُمْ بِالْبَحْرَیْنِ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ فَعَلْتَ فَاکْتُبْ لِاِخْوَانِنَا مِنْ قُرَیْشٍ بِمِثْلِھَا فَلَمْ یَکُنْ ذٰلِکَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِیْ اَثَرَۃً فَاصْبِرُوْا حَتّٰی تَلْقَوْنِیْ ۔

بَابُ حَلَبِ الْاِبِلِ عَلَی الْمَاءِ

۲۲۲۲ حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَیْحٍ ثَنِیْ اَبِیْ عَنْ ھِلَالِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ عَمْرَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ حَقِّ الْاِبِلِ اَنْ تُحْلَبَ عَلَی الْمَاءِ ۔

کیونکہ پانی وغیرہ میں سب لوگ شریک ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان پر واحد شخص قابض نہیں ہو سکتا اور وہ معدنیات جو مشقت سے حاصل کی جاتی ہیں وہ بھی کسی کی حتمی ملکیت نہیں بن سکتے ہیں البتہ اپنی محنت سے کام کر کے جو حاصل کرے وہ اس کا مالک ہوگا جب کام کرنا چھوڑ دیا تو وہ اپنے اصلی حال پر باقی رہے گی۔ بادشاہ کو حق حاصل ہے کہ وہ کسی کو بطور انعام دیدے۔ اس حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وفور علم شریف پر دلالت ہے جبکہ آپ نے فرمایا اے انصار! تم میرے بعد دیکھو گے کہ دوسرے لوگوں کو تم پر ترجیح دی جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — جاگیریں لکھنا

اور لیث نے یحییٰ بن سعید سے اُنھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا تاکہ ان کو بحرین میں جاگیریں لکھ دیں تو انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ نے ایسا کرنا ہے تو ہمارے قریش بھائیوں کے لئے بھی اس قدر لکھ دیں اور آپ کے پاس اس قدر زمین نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم عنقریب میرے بعد دوسروں کو تم پر ترجیح دیکھو گے تم صبر کرو حتیٰ کہ مجھ سے ملو۔

شرح: یعنی قیامت میں مجھے حوض کوثر کے پاس دیکھو گے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت انصا

بَابُ الرَّجُلِ يَكُوْنُ لَهٗ مَمَرٌّ اَوْشِرْبٌ فِیْ حَائِطٍ اَوْفِیْ نَخْلٍ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا بَعْدَ اَنْ تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ وَلِلْبَائِعِ الْمَمَرُّ وَالسَّقْیُ حَتّٰی یَرْفَعَ وَكَذٰلِكَ رَبُّ الْعَرِیَّةِ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ اَنَا اللَّیْثُ ثَنِیْ اِبْنُ شِهَابٍ

میں نہیں ہوگی! سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا تھوڑے عرصہ بعد تم دیکھو گے کہ لوگ اپنے آپ کو تم پر ترجیح دیں گے اور تم کو پورے عطیہ سے محروم کیا جائے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس وقت فرمایا جبکہ بحرین کو فتح کیا اور اس کی زمین تقسیم نہ کی اور وہ انصار کو بطور جاگیریں دینے کا ارادہ کیا تھا۔

باب — پانی کے پاس اونٹنیوں کو دوہنا

۲۲۲۲ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹوں کا حق یہ ہے کہ اُن کو پانی کے پاس دوہا جائے۔

شرح: یعنی جب اونٹوں کو پانی پلانے کے لئے تالابوں یا نہروں کے پاس لے جائیں تو وہاں ان کو دوہا جائے تاکہ فقراء اور مساکین جو وہاں رہتے ہوں اُن کا دُودھ پییں۔ حدیث میں "حق" سے مراد یہی ہے جو عربوں میں متعارف ہے کہ وہ اونٹوں کو پانی پلاتے وقت دوہتے ہیں اور فقراء و مساکین پر دودھ صدقہ کرتے ہیں۔ جبکہ فقراء اور مساکین ان کے انتظار میں رہتے ہیں تاکہ ان کا دودھ پییں یہ پانی پر دوہنے کا حق ہے۔ لازم اور فرض نہیں واللہ ورسولہ اعلم!

باب — کسی شخص کا باغ میں گزرنے کا حق یا کھجور کے درختوں کے لئے پانی کی باری۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کھجور کا درخت پیوند لگانے کے بعد فروخت کیا تو اس کا پھل بائع کا ہے اور اس کے لئے باغ میں گزرنے اور کھجور کے درختوں کو پانی پلانے کا حق ہے حتی کہ وہ پھل اُٹھالے صاحبِ عریّہ کا بھی یہی حال ہے۔ عبداللہ بن یوسف، لیث، ابن شہاب، سالم بن عبداللہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنِ ابْتَاعَ نَخْلًا بَعْدَ اَنْ تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ یَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَمَنِ ابْتَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلَّذِیْ بَاعَهُ اِلَّا اَنْ یَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَعَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ فِی الْعَبْدِ.

۲۲۲۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ ثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ رَخَّصَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُبَاعَ الْعَرَایَا بِخَرْصِهَا تَمْرًا۔

میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی کھجور کا درخت پیوند لگانے کے بعد خریدے تو اس کا پھل بائع کا ہے لیکن جب خریدار اس کی شرط لگا لے اور جس نے غلام خریدا حالانکہ غلام کے پاس مال ہے تو اس کا مال بائع کا ہے۔ لیکن جب خریدار شرط کر لے اور امام مالک نے بذریعہ نافع سے انھوں نے ابن عمر سے انھوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جو روائت کی ہے وہ صرف غلام کے متعلق ہے۔

شرح: عَرِیَّۃ وہ کھجور کا درخت ہے جسے اس کا مالک مساکین کو عاریتاً دیتا ہے کہ اس سال وہ اس کا پھل کھائیں۔ لیکن فقراء کا باغ میں آنا اس کو ناگوار گزرتا ہے جبکہ اس کے بال بچے باغ میں رہتے ہوں تو وہ مساکین کو کھجور کے پھل کے عوض خشک کھجور دیتا ہے۔ تاکہ وہ باغ میں داخل نہ ہوں حدیث ۲۰۵۵ کے بعد باب العرایا کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

قولہ وَعَنْ مَالِكٍ الخ علامہ کرمانی نے کہا یہ امام بخاری کی تعلیق ہے یا حَدَّثَنَا اللیث،، پر اس کا عطف ہے یعنی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عَبْد کے متعلق روائت کی ہے یا عمر فاروق نے عبد کے بارے میں کہا کہ اس کا مال اس کو فروخت کرنے والے کا ہے لیکن جب خریدار اس کی شرط لگا ئے تو اس کا مال خریدار کا ہوگا۔

۲۲۲۳ ـــــ ترجمہ: زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اندازے سے خشک کھجور کے عوض عرایا کے بیچنے کی اجازت دی۔

۲۲۲۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَعَنِ الْمُزَابَنَةِ وَعَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَاَنْ لَا يُبَاعَ اِلَّا بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ اِلَّا الْعَرَايَا۔ ۲۲۲۵ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ مَوْلَى بْنِ اَبِيْ اَحْمَدَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا مِنَ التَّمْرِ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ اَوْ فِيْ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ شَكَّ دَاوٗدُ فِيْ ذٰلِكَ۔

۲۲۲۶ — حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ اَخْبَرَنِي الْوَلِيْدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ مَوْلَى بَنِيْ حَارِثَةَ اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ وَسَهْلَ بْنَ اَبِيْ حَثْمَةَ حَدَّثَاهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ اِلَّا اَصْحَابَ الْعَرَايَا فَاِنَّهُ اَذِنَ لَهُمْ قَالَ وَقَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ ثَنِيْ بُشَيْرٌ مِثْلَهُ۔

۲۲۲۴ — ترجمہ : ابن جُریج نے عطاء سے روایت کی کہ اُنھوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع مخابرہ، محاقلہ اور بیع مُزابنہ سے منع فرمایا اور درختوں پر پھلوں کی بیع سے منع فرمایا حتی کہ وہ کھانے کے قابل ہو جائیں اور یہ کہ درختوں پر لگا ہُوا پھل صرف دینار و درہم سے ہی بیچا جائے لیکن بیع عرایا (کی اجازت ہے)

۲۲۲۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اندازے سے خشک کھجور کے عوض پانچ وسق کے کم یا پانچ وسق میں" اس میں داوٗد نے شک کیا"، بیع عرایا کی اجازت دی!

۲۲۲۶ — ترجمہ : ابواُسامہ نے کہا مجھے ولید بن کثیر نے خبر دی اُنھوں نے کہا مجھے بُشَیر بن یسار جو بنی حارثہ کے آزاد کردہ غلام ہیں نے خبر دی کہ رافع بن خدیج اور سہل بن ابی حثمہ نے اُن سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے اور درخت پر لگے ہوئے پھل کی خشک کھجور کے عوض بیع سے منع فرمایا لیکن اصحاب عرایا کو اجازت دی۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اور ابن اسحاق نے کہا مجھ سے بُشَیر نے اسی طرح بیان کیا۔

(ان احادیث کی شرح کے لئے حدیث ۲۰۴۸ اور ۲۰۵۵ کی شرح کا مطالعہ کریں!)

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

كِتَابُ الاِسۡتِقۡرَاضِ

كِتَابٌ فِي الاِسۡتِقۡرَاضِ وَأَدَاءِ الدُّيُوۡنِ وَالحَجۡرِ وَالتَّفۡلِيۡسِ ۔

بَابُ مَنِ اشۡتَرٰى بِالدَّيۡنِ وَلَيۡسَ عِنۡدَهٗ ثَمَنُهٗ اَوۡ لَيۡسَ بِحَضۡرَتِهٖ ۔

۲۲۲۷ ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ اَنَا جَرِيۡرٌ عَنِ الۡمُغِيۡرَةِ عَنِ الشَّعۡبِيِّ عَنۡ جَابِرِ بۡنِ عَبۡدِ اللّٰهِ قَالَ غَزَوۡتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَيۡفَ تَرٰى بَعِيۡرَكَ أَتَبِيۡعُنِيۡهِ قُلۡتُ نَعَمۡ فَبِعۡتُهٗ اِيَّاهُ فَلَمَّا قَدِمَ الۡمَدِيۡنَةَ غَدَوۡتُ اِلَيۡهِ بِالۡبَعِيۡرِ فَأَعۡطَانِيۡ ثَمَنَهٗ ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحۡبِهٖ وَسَلَّمَ

کتاب الاستقراض

باب ــــ قرض لینے اور قرض ادا کرنے اور تصرف روکنے اور افلاس کا حکم کرنے کا بیان "

باب ــــ جو شخص قرض کوئی چیز خریدے حالانکہ اس کے پاس قیمت نہیں یا اس وقت موجود نہیں "

۲۲۲۷ ــــ ترجمہ : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ [illegible] تھا آپ نے فرمایا اے جابر اپنا اونٹ

۲۲۲۸ ـــ حَدَّثَنَا مُعَلَّیٰ بْنُ اَسَدٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ تَذَاکَرْنَا عِنْدَ اِبْرَاهِیْمَ الرَّهْنَ فِی السَّلَمِ فَقَالَ ثَنِی الْاَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰی طَعَامًا مِّنْ یَّهُوْدِیٍّ اِلٰی اَجَلٍ وَّرَهَنَهٗ دِرْعًا مِّنْ حَدِیْدٍ ـــ

بَابُ مَنْ اَخَذَ اَمْوَالَ النَّاسِ یُرِیْدُ اَدَآءَهَا اَوْ اِتْلَافَهَا۔

۲۲۲۹ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاُوَیْسِیُّ ثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَیْدٍ عَنْ اَبِی الْغَیْثِ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَخَذَ اَمْوَالَ النَّاسِ یُرِیْدُ اَدَاءَهَا اَدَّی اللّٰهُ عَنْهُ وَمَنْ اَخَذَ یُرِیْدُ اِتْلَافَهَا اَتْلَفَهُ اللّٰهُ ـــ

کیسا خیال کرتے ہو کیا یہ میرے ہاتھ بیچتے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ پس میں نے آپ کے ہاتھ اونٹ بیچ دیا جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو میں صبح کے وقت اونٹ لے کر آپ کے پاس گیا تو آپ نے مجھے اس کی قیمت ادا کر دی!

۲۲۲۷ ـــ شرح: حجر کا لغوی معنیٰ منع ہے اور شرعاً تصرف کرنے سے منع کرنا ہے۔ تفلیس کا معنیٰ یہ ہے کہ حاکم کسی کے متعلق یہ فیصلہ کر دے کہ اس کے پاس کوئی درہم و دینار نہیں ہے۔ اس کو مفلس اس لئے کہتے ہیں کہ وہ دراہم و دنانیر کے نہ ہونے کی وجہ سے فلوس والا ہو گیا ہے۔ مذکور حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اونٹ خریدا اور آپ کے پاس قیمت موجود نہ تھی اور مدینہ منورہ میں پہنچ کر آپ نے قیمت ادا فرمائی اس حدیث کے متعلق تفصیل حدیث ۱۹۶۹ کی شرح میں دیکھیں۔

۲۲۲۸ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے اُدھار طعام خرید فرمایا اور اس کے پاس لوہے کی زرہ گروی رکھ دی (حدیث ۱۹۴۰، ۱۹۴۱ کی شرح دیکھیں)

باب ـــ جس نے لوگوں کے مال ان کو ادا کرنے یا ضائع کرنے کی نیت سے لئے،،

۲۲۲۹ ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ [illegible] جس نے لوگوں کے مال لئے اس [illegible]

بَابُ اَدَاءِ الدُّیُوْنِ وَقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَھْلِھَا وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِہٖ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا۔

کہ وہ ان کے اداء کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادا کر دیتا ہے اور جو ان کو ضائع کرنے کی غرض سے لے تو اللہ تعالیٰ اس کو تباہ کر دیتا ہے۔

۲۲۲۹ — شرح : یعنی جو کوئی لوگوں کے مال بطور قرض لے یا کسی اور مقصد کے لئے لے حالانکہ اس کی نیت یہ ہے کہ ضرورت پوری ہونے کے بعد مال واپس کر دے گا تو اس کی طرف سے اللہ تعالیٰ ادا کر دیتا ہے۔ اور اگر اس کی نیت یہ ہو کہ مال واپس نہیں کرے گا اور اس کا مقصد صرف مال لینا ہے اس کا اداء کرنا اس کے مقاصد میں شامل نہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو تباہ و برباد کرتا ہے یعنی اس کے ہاتھ سے مال نکال دیتا ہے اور وہ اس سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کر سکتا اور اس پر قرض باقی رہتا ہے جس کے عوض قیامت میں عذاب میں مبتلا ہو گا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ثواب کبھی نیکی کی جنس سے ہوتا ہے اور عذاب گناہ کی جنس سے ہوتا ہے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کے اداء کی جگہ اللہ کا ادا کرنا اور اس کے اتلاف کی جگہ اللہ کا اتلاف کرنا فرمایا ہے۔ معلوم ہوا کہ لوگوں کو معاملات حسنِ نیت سے کرنا چاہیئے کیونکہ اعمال کا ثواب نیت پر موقوف ہے۔

باب — قرضوں کا ادا کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ لوگوں کی امانتیں ان کے مالکوں کے سپرد کرو اور جب لوگوں میں فیصلہ کرو تو عدل و انصاف کا فیصلہ کرو اللہ تم کو اچھی نصیحت کرتا ہے۔ بے شک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

شرح : اس آیت کریمہ کے نزول میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ اکثر مفسرین نے کہا کہ یہ آیت کریمہ عثمان بن طلحہ حجبی عبدری کعبہ کے خادم کے متعلق نازل ہوئی جبکہ فتح مکہ میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے کعبہ کی کنجی جبراً چھین لی تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ آیت عام ہے اور تمام امانات کو شامل ہے جو انسان پر واجب ہیں وہ حقوق اللہ ہوں جیسے نماز، زکوٰۃ، کفارہ، نذر اور روزہ وغیرہ یا حقوق العباد ہوں جیسے ودیعت وغیرہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے جو دنیا میں ادا نہ کرے گا قیامت میں اسے ادا کرنا ہوگا۔ چنانچہ صحیح حدیث میں ہے کہ سید عالم [illegible] کے حقوق ادا کئے جائیں گے حتیٰ کہ سینگوں

۲۲۳۰ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ ثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَبْصَرَ يَعْنِي أُحُدًا قَالَ مَا أُحِبُّ أَنَّهُ يُحَوَّلُ لِي ذَهَبًا يَمْكُثُ عِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا دِينَارًا أُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الْأَكْثَرِينَ هُمُ الْأَقَلُّونَ إِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَأَشَارَ أَبُو شِهَابٍ بَيْنَ يَدَيْهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَقَلِيلٌ مَا هُمْ وَقَالَ مَكَانَكَ وَتَقَدَّمَ غَيْرَ بَعِيدٍ وَسَمِعْتُ صَوْتًا فَأَرَدْتُ أَنْ آتِيَهُ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَهُ مَكَانَكَ حَتّٰى آتِيَكَ فَلَمَّا جَاءَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ الَّذِي سَمِعْتُ أَوْ قَالَ الصَّوْتُ الَّذِي سَمِعْتُ قَالَ وَهَلْ سَمِعْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَتَانِي جِبْرِيلُ فَقَالَ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَمَنْ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا قَالَ نَعَمْ

والی بکری سے قصاص لیا جائے گا جس نے دنیا میں اس بکری کو مارا ہوگا کہ جس کے سینگ نہ تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے قرض کو امانت میں اس لئے داخل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے امانت اداء کرنے کا حکم فرمایا ہے اور اس کے فاعل کی مدح وثناء کی ہے۔ حالانکہ اس کا ذمہ سے تعلق نہیں توجو انسان کے ذمہ ضروری ہے (قرض) اس کا ادا کرنا بطریق اولیٰ ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۲۳۰ — ترجمہ: ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا جب آپ نے اُحد کو دیکھا تو فرمایا مجھے یہ پسند نہیں کہ یہ پہاڑ میرے لئے سونا بن جائے اور میرے پاس اس میں سے ایک دینار بھی تین دن سے زیادہ رہے۔ سوائے اس دینار کے کہ اس کو میں قرض ادا کرنے کے لئے رکھ لوں۔ پھر فرمایا زیادہ مالدار لوگوں کو کم ثواب ملے گا۔ مگر وہ لوگ جو اس طرح اور اس طرح کریں اور اس طرح کریں ان کو بہت ثواب ملے گا،، اور ابوشہاب نے آگے اور دائیں بائیں اشارہ کیا حالانکہ ایسے لوگ کم ہیں اور فرمایا اسی جگہ ٹھہرے رہو اور آپ تھوڑا سا آگے تشریف لے گئے اور میں نے ایک آواز سنی تو میں نے وہاں جانے کا خیال کیا پھر مجھے آپ کا ارشاد یاد پڑ گیا کہ اسی جگہ ٹھہرے رہو حتی کہ میں تمہارے پاس آؤں جب آپ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جو میں نے سنا یا کہا جو آواز میں نے سنی تھی وہ کیا شئ تھی جو آپ نے فرمایا کیا تو نے سنا تھا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا میرے پاس جبرائیل "علیہ السلام" آئے اور کہا جو شخص آپ کی اُمت میں سے فوت ہو جائے جبکہ اللہ کا کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا میں نے کہا اگرچہ وہ ایسا ایسا کام کرے؟ جبرائیل نے کہا جی ہاں۔

۲۲۳۱ ـــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبِ بْنِ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ يُوْنُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ لِیْ مِثْلُ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا يَسُرُّنِیْ اَنْ لَّا يَمُرَّ عَلَیَّ ثَلٰثٌ وَّعِنْدِیْ مِنْهُ شَیْءٌ اِلَّا شَیْءٌ اُرْصِدُهٗ لِدَيْنٍ رَوَاهُ صَالِحٌ وَّعُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

بَابُ اسْتِقْرَاضِ الْاِبِلِ

۲۲۳۲ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ ثَنَا شُعْبَةُ اَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ قَالَ

۲۲۳۱ ـــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے لئے اُحد پہاڑ سونے کا ہو تو مجھے یہ پسند نہیں کہ تین دن گزریں اور میرے پاس اس میں سے کچھ ہو سوائے اس کے کہ اس کو میں قرض ادا کرنے کے لئے رکھوں اس کی صالح اور عُقیل نے زہری سے روایت کی!

۲۲۳۰، ۲۲۳۱ ـــــ شرح : اس حدیث میں قرض ادا کرنے کی اہمیت بیان کی گئی ہے کہ قرض کا حکم بہت سخت ہے اور مقروض شخص جب قرض ادا کرنے کی نیت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اسباب مہیا کر دیتا ہے۔ نیز یہ معلوم ہوتا ہے کہ حتی الوسع قرضہ ادا کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے اور نیک کاموں پر مال خرچ کرنا چاہیئے اور جب تک ممکن ہو قرض سے بچنا چاہیئے کیونکہ مقروض جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بول دیتا ہے جب وعدہ کرتا ہے تو خلاف کرتا ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض سے پناہ چاہی ہے۔ نیز جب قرضہ ادا کرنے پر قدرت ہو تو تاخیر نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ اس طرح امانت میں خیانت ہوتی ہے اور خیانت پر سخت وعید آئی ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جہاد سے سب گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے مگر قرض اور امانت معاف نہیں ہوتے۔ جب کسی کے پاس امانت ہو اور وہ اس میں خیانت کرے تو قیامت میں اسے کہا جائے گا امانت ادا کر! وہ کہے گا کہاں سے امانت ادا کروں؟ حالانکہ دُنیا تو ختم ہو چکی ہے تو اس کو کہا جائے گا ہم تجھے دُنیا دکھاتے ہیں اور وہ اسے جہنم کے نیچے نظر آئے گی تو اسے کہا جائے گا نیچے اُتر کر نکال لو وہ اُترے گا اور اسے اپنی گردن پر اُٹھائے گا وہ اس کے کندھے سے گر پڑے گی پھر وہ بھی اس کے پیچھے گر پڑے گا اور دوزخ میں پڑا رہے گا (عینی) اس حدیث سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی فضیلت واضح ہوتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــ اونٹ قرض لینا

سَمِعْتُ اَبَاسَلَمَةَ بِمِنًى يُحَدِّثُ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا تَقَاضَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَغْلَظَ لَهُ فَهَمَّ بِهِ اَصْحَابُهُ فَقَالَ دَعُوْهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا وَاشْتَرُوْا لَهُ بَعِيْرًا فَاَعْطُوْهُ اِيَّاهُ قَالُوْا لَا نَجِدُ اِلَّا اَفْضَلَ مِنْ سِنِّهٖ قَالَ اشْتَرُوْهُ فَاَعْطُوْهُ اِيَّاهُ فَاِنَّ خَيْرَكُمْ اَحْسَنُكُمْ قَضَاءً۔

بَابُ حُسْنِ التَّقَاضِىْ۔

۲۲۳۳ — حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَاتَ رَجُلٌ فَقِيْلَ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ قَالَ كُنْتُ اُبَايِعُ النَّاسَ فَاَتَجَوَّزُ عَنِ الْمُوْسِرِ وَاُخَفِّفُ عَنِ الْمُعْسِرِ فَغُفِرَ لَهُ قَالَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۲۲۳۲ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرض کا مطالبہ کیا اور بڑی سختی کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو مارنے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو صاحب حق کو بات کرنے کا حق ہے۔ اور اونٹ خرید کر اسے دے دو اُنھوں نے عرض کیا اس سے زیادہ عمر کا اونٹ ملتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہی خرید لو اور اس کو دو تم میں بہتر شخص وہ ہے جو اچھے طور پر ادا کرے۔

۲۲۳۲ — شرح : اس حدیث سے حیوان قرض لینے کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ امام مالک، شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ اور سفیان ثوری رضی اللہ عنہم حیوان قرض لینے کو جائز نہیں کہتے اور اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ ربوا کی آیت سے منسوخ ہے۔ حدیث ۲۱۵۹ کی شرح دیکھیں۔

باب — قرض طلب کرنے میں نرمی کرنا

۲۲۳۳ — ترجمہ : حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک شخص مر گیا تو اسے پوچھا گیا تو کیا کرتا تھا؟ اس نے کہا میں لوگوں سے خرید و فروخت کا معاملہ کرتا تھا اور مالدار پر آسانی کرتا تھا اور غریب کو

بَابٌ هَلْ يُعْطِي أَكْبَرَ مِنْ سِنِّهِ۔

۲۲۳۴ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ ثَنِي سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَاضَاهُ بَعِيرًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطُوهُ فَقَالُوا مَا نَجِدُ إِلَّا سِنًّا أَفْضَلَ مِنْ سِنِّهِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَوْفَيْتَنِي أَوْفَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطُوهُ فَإِنَّ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ أَحْسَنَهُمْ قَضَاءً۔

بَابُ حُسْنِ الْقَضَاءِ۔

۲۲۳۵ــ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِنٌّ مِنَ الْإِبِلِ فَجَاءَهُ يَتَقَاضَاهُ فَقَالَ أَعْطُوهُ فَطَلَبُوا سِنَّهُ فَلَمْ يَجِدُوا لَهُ إِلَّا سِنًّا فَوْقَهَا فَقَالَ أَعْطُوهُ فَقَالَ أَوْفَيْتَنِي أَوْفَى اللّٰهُ لَكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً۔

معاف کر دیتا تھا تو اسے بخشا گیا ابو مسعود نے کہا میں نے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔
(حدیث ۱۹۴۹ کی شرح دیکھیں)

باب کیا قرض کے اُونٹ کے عوض اس سے زیادہ عمر کا اُونٹ دیا جائے؟

۲۲۳۴ ــ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ وہ آپ سے اونٹ کا مطالبہ کرتا تھا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو اونٹ دو تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم اس کے اونٹ سے بڑی عمر کا بہتر اونٹ پاتے ہیں۔ اس شخص نے کہا آپ نے میرا پورا حق ادا کر دیا اللہ آپ کو پورا بدلہ دے تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو دو کیونکہ لوگوں میں سے بہتر وہ ہے جو اچھے طور پر ادا کرے (حدیث ۲۲۳۲ کی شرح دیکھیں)

باب ــ اچھے طور پر قرض اداء کرنا

۲۲۳۶ —— حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى ثَنَا مِسْعَرٌ ثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ مِسْعَرٌ اُرَاهُ قَالَ ضُحًى فَقَالَ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لِي عَلَيْهِ دَيْنٌ فَقَضَانِي وَزَادَنِي۔

بَابٌ اِذَا قَضَى دُوْنَ حَقِّهِ اَوْ حَلَّلَهُ فَهُوَ جَائِزٌ۔

۲۲۳۷ —— عَبْدَانُ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ ثَنِي ابْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَاهُ قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ شَهِيْدًا وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَاشْتَدَّ الْغُرَمَاءُ فِي حُقُوْقِهِمْ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهُمْ اَنْ يَقْبَلُوْا ثَمَرَ حَائِطِي وَيُحَلِّلُوْا اَبِي فَاَبَوْا فَلَمْ يُعْطِهِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَائِطِي وَقَالَ سَنَغْدُوْا عَلَيْكَ فَغَدَا عَلَيْنَا حِيْنَ اَصْبَحَ فَطَافَ بِالنَّخْلِ وَدَعَا فِي ثَمَرِهَا بِالْبَرَكَةِ فَجَدَدْتُهَا فَقَضَيْتُهُمْ وَبَقِيَ لَنَا مِنْ تَمْرِهَا۔

۲۲۳۵ —— ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک شخص کا اونٹ قرض تھا وہ آیا اور آپ سے اس کا مطالبہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو دے دو صحابہ رضی اللہ عنہ نے اس کے اونٹ کی عمر کا اونٹ تلاش کیا اور اس کے اونٹ سے بڑی عمر کا اونٹ پایا آپ نے فرمایا اسے دے دو اس نے کہا آپ نے میرا پورا حق دیا اللہ آپ کو پورا بدلہ دے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جو اچھے طور پر ادا کرے۔ (حدیث ۲۱۵۹ کی شرح دیکھیں)

۲۲۳۶ —— ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا جبکہ آپ مسجد میں تشریف فرما تھے مسعر نے کہا میرا خیال ہے کہ چاشت کا وقت تھا آپ نے فرمایا دو رکعتیں نفل پڑھو میرا آپ پر قرض تھا آپ نے مجھے وہ دے دیا اور زیادہ دیا (حدیث ۴۳۲ کی شرح دیکھیں)

باب — جب قرض خواہ کے حق سے کم ادا کیا یا اس کو معاف کر دیا تو جائز ہے

۲۲۳۷ —— ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کے والد جنگ احد میں شہید ہو گئے اور ان پر قرض تھا تو قرض خواہوں نے اپنے

بَابٌ إِذَا قَاصَّ أَوْ جَازَفَهُ فِي الدَّيْنِ فَهُوَ جَائِزٌ تَمْرًا بِتَمْرٍ أَوْ غَيْرِهِ

۲۲۴۸ ـــــ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا أَنَسٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ عَلَيْهِ ثَلَاثِيْنَ وَسْقًا لِرَجُلٍ مِنَ الْيَهُوْدِ فَاسْتَنْظَرَهُ جَابِرٌ فَأَبَى أَنْ يُنْظِرَهُ فَكَلَّمَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَشْفَعَ لَهُ إِلَيْهِ فَجَاءَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَ الْيَهُوْدِيَّ لِيَأْخُذَ ثَمَرَ نَخْلِهِ بِالَّتِي لَهُ فَأَبَى فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخْلَ فَمَشَى فِيْهَا ثُمَّ قَالَ لِجَابِرٍ جُدَّ لَهُ فَأَوْفِ لَهُ الَّذِي لَهُ فَجَدَّهُ بَعْدَمَا رَجَعَ

حقوق میں سختی برتی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اُن سے فرمایا کہ وہ میرے باغ کا پھل قبول کرلیں اور میرے باپ کو معاف کردیں اُنھوں نے اس کا انکار کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو میرا باغ نہ دیا اور فرمایا ہم صبح تیرے پاس آئیں گے چنانچہ آپ صبح تشریف لائے تو کھجوروں کے باغ میں گھومے اور ان کے پھل میں برکت کی دعا کی میں نے اُن پھلوں کو کاٹ لیا اور ان کا قرض ادا کردیا اور ہمارے لئے کھجوریں بچ گئیں۔

۲۲۴۷ ـــــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب قرض خواہ کے حق سے کم ادا کیا جائے یا وہ مقروض کو معاف کر دے تو جائز ہے اور عذر کی وجہ سے مقروض کا اگلے روز کے لئے تاخیر کرنا جائز ہے جیسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے قرض خواہوں کو مؤخر کردیا تھا کیونکہ اُن کو یہ اُمید تھی کہ کل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت ظاہر ہوگی اور اس کا سارا قرضہ ادا ہوجائے گا۔ اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بادشاہ کو لوگوں کی حاجات پوری کرنے میں کوشش کرنی چاہیئے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــــ جب کوئی قرض خواہ سے قرض میں کھجور یا کسی اور شئی کے عوض مقاصّات یا مجازفت کرے

۲۲۴۸ ـــــ ترجمہ : وہب بن کیسان نے جابر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اُنھوں نے بیان کیا کہ اُن کے والد وفات پاگئے اور اُن پر ایک یہودی کا تیس وسق قرض تھا جب میں نے یہودی سے مہلت طلب کی اُس نے مہلت دینے سے انکار کردیا تو جابر نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ یہودی کے پاس اس کی سفارش کریں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہودی کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے گفتگو فرمائی تاکہ وہ اپنے قرض کے عوض اس کے درختوں کا پھل لے لے یہودی نے انکار کردیا تو جناب

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَوْفَاهُ ثَلٰثِيْنَ وَسْقًا فَجَاءَ جَابِرٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَهُ بِالَّذِيْ كَانَ فَوَجَدَهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَخْبَرَهُ بِالْفَضْلِ فَقَالَ اَخْبِرْ ذٰلِكَ ابْنَ الْخَطَّابِ فَذَهَبَ جَابِرٌ اِلٰى عُمَرَ فَاَخْبَرَهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَقَدْ عَلِمْتُ حِيْنَ مَشٰى فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُبَارَكَنَّ فِيْهَا ـــ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں داخل ہوگئے اور اس میں گھومے پھر جابر سے فرمایا یہودی کے لیے پھل کاٹو اور اس کا قرضہ ادا کر دو۔ جابر نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واپس تشریف لے جانے کے بعد پھل کاٹا اور اس کے تیس وسق کھجور پورے کر دیئے اور سترہ وسق کھجور بچ رہے۔ پھر جابر رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ سے واقعہ بیان کریں تو آپ کو عصر کی نماز پڑھتے ہوئے پایا جب آپ فارغ ہوئے تو آپ سے کھجور بچ رہنے کا حال بیان کیا تو آپ نے فرمایا ابن خطاب سے یہ بیان کرو جابر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے واقعہ بیان کیا تو عمر فاروق نے کہا مجھے اسی وقت علم ہوگیا تھا جس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درختوں میں گھوم رہے تھے کہ کھجوروں میں برکت ہوگی۔

۲۲۳۸ ــــ شرح : مقاصات کا معنی یہ ہے کہ دو یا زیادہ اشخاص اپنے معاملہ میں ایک ساتھی سے کسی شئی میں تبادلہ کر کے اس کو فارغ کر دیں جیسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے باغ کے کھجور یہودی کے تیس وسق کے عوض دیئے اور اس کو فارغ کر دیا اور یہ مقاصات قرضہ میں ہے جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کی تھی کہ قرض کے عوض میں وسق دیئے تھے۔ اور مجازفت کا معنیٰ تخمینہ اور اندازہ ہے۔ یعنی مقاصات اور مجازفت کھجوروں کے عوض کھجوریں ہوں گی یا گندم یا جو وغیرہ ہوں جائز ہے۔ دراصل امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ قرض کی ادائیگی میں مسامحت برتی جاتی ہے اور اس میں وہ بات جائز ہوتی ہے جو معاوضات میں جائز نہیں ہوتی چنانچہ درخت پر کھجور خشک کھجور کے معاوضہ میں بیع عرایا کے سوا جائز نہیں حالانکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کے خشک کھجوروں کے عوض درخت سے تازہ کھجور کاٹ کر اس کا قرضہ ادا کیا تھا۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر سے فرمایا کہ عمر فاروق کو یہ واقعہ بتاؤ۔ اس تخصیص کا سبب یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضرت جابر کے قرض کی بہت فکر لاحق تھی یا اس وقت وہاں موجود ہی نہ تھے رضی اللہ عنہ!

بَابُ مَنِ اسْتَعَاذَ مِنَ الدَّيْنِ

۲۲۳۹ ــــ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِیْ اَخِیْ عَنْ سُلَیْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ عَتِیْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ فِى الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ فَقَالَ لَهٗ قَائِلٌ مَا اَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيْذُ مِنَ الْمَغْرَمِ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَاَخْلَفَ ـ

بَابُ الصَّلٰوةِ عَلٰى مَنْ تَرَكَ دَيْنًا

۲۲۴۰ ــــ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا فَاِلَيْنَا ـ ۲۲۴۱ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ

باب ــــ جس نے قرض سے پناہ چاہی

۲۲۳۹ ــــ ترجمہ : حضرت عروہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُن سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دُعا فرماتے تھے ۔ اے اللہ میں تیرے ذریعہ گناہ اور قرض سے پناہ چاہتا ہوں کسی کہنے والے نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا بات ہے کہ آپ قرض سے اکثر پناہ مانگتے ہیں آپ نے فرمایا مرد جب مقروض ہو تو بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے تو خلاف کرتا ہے ۔

۲۲۳۹ ــــ شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث میں ذرائع کا قلع قمع ہے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض سے پناہ مانگی کیونکہ یہ جھوٹ اور وعدہ خلاف کا ذریعہ ہے اور اس میں ذلت اور قرض خواہ کی زجر و تشدید بھی ہے ۔ حدیث ۷۹۸ کی شرح دیکھیں ۔

باب ــــ اس شخص کی نمازِ جنازہ جس نے قرض چھوڑا

۲۲۴۰ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مال چھوڑا وہ اس کے وارثوں کا ہے اور جس نے قرض چھوڑا وہ ہمارے ذمہ ہے ۔

ثنا فُلَيحٌ عَن هِلَالِ بنِ عَلِيٍّ عَن عَبدِ الرَّحمٰنِ بنِ اَبِي عَمرَةَ عَن اَبِي هُرَيرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِن مُؤمِنٍ اِلَّا وَاَنَا اَولٰى بِهٖ فِي الدُّنيَا وَالاٰخِرَةِ اِقرَءُوا اِن شِئتُم اَلنَّبِيُّ اَولٰى بِالمُؤمِنِينَ مِن اَنفُسِهِم فَاَيُّمَا مُؤمِنٍ مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا فَليَرِثهُ عَصَبَتُهٗ مَن كَانُوا وَمَن تَرَكَ دَينًا اَو ضَيَاعًا فَليَاتِنِي فَاَنَا مَولَاهُ۔

بَابٌ مَطلُ الغَنِيِّ ظُلمٌ

۲۲۴۲ —— حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثنا عَبدُ الاَعلٰى عَن مَعمَرٍ عَن هَمَّامِ بنِ مُنَبِّهٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مَطلُ الغَنِيِّ ظُلمٌ

۲۲۴۱ —— ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مومن نہیں مگر میں دُنیا اور آخرت میں اس کے زیادہ قریب ہوں اگر چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھو! نبی مومنوں کو ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں۔ لہٰذا جو بھی مومن فوت ہو جائے اور مال چھوڑ جائے تو اس کے قریبی اس کے وارث ہیں وہ جو بھی ہوں اور جو قرض یا عیال چھوڑ جائے تو وہ میرے پاس آئے میں اس کا ولی اور کافل ہوں۔

۲۲۴۰، ۲۲۴۱ —— شرح : ان حدیثوں کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ابتداءِ اسلام میں جس مقروض کا مال نہ ہوتا اور وہ مرجاتا تو اس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتوحات عطاء کیں اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "النَّبِيُّ اَولٰى بِالمُؤمِنِينَ" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غریب میت کے قرضہ کے کفیل اور ذمہ دار ہوگئے اور نماز نہ پڑھنے کا سبب ختم ہوگیا کیونکہ اس وقت میت پر کوئی قرض وغیرہ نہ رہا لہٰذا ایسے لوگوں کی اس طریقہ سے نمازِ جنازہ پڑھتے تھے جیسے ان لوگوں کی نمازِ جنازہ پڑھتے تھے جن پر قرضہ نہ ہوتا تھا!

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "مَا مِن مُؤمِنٍ اِلَّا وَاَنَا الخ" کا یہ معنیٰ کیا ہے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا و آخرت کے تمام امور میں مومنوں کی جانوں سے اُن کے زیادہ قریب ہیں۔ اس لئے لوگوں پر آپ کے اوامر پہ عمل کرنا اور نواہی سے اجتناب کرنا واجب ہے۔ اور اس کی دلیل قرآن کریم کی آیت ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب —— مال دار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے

۲۲۴۲ —— ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مال دار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔

بَابٌ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالٌ وَيُذْكَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لَيُّ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عِرْضَهُ وَعُقُوْبَتَهُ قَالَ سُفْيٰنُ عِرْضُهُ يَقُوْلُ مَطَلْتَنِيْ وَعُقُوْبَتُهُ الْحَبْسُ

۲۲۴۳ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يَتَقَاضَاهُ فَاَغْلَظَ لَهُ فَهَمَّ بِهِ اَصْحَابُهُ فَقَالَ دَعُوْهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا۔

باب ـــ صاحبِ حق کو مطالبہ کرنے کا حق ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ مالدار کا ٹال مٹول کرنا اس کی عقوبت کو اور عزت کو حلال کر دیتا ہے۔ سفیان نے کہا اس کی عزت کا حلال ہونا یہ ہے کہ اسے کہے تو نے تاخیر کر دی ہے اور اس کی عقوبت قید ہے"

۲۲۴۳ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا جو آپ سے قرض کا تقاضا کرتا تھا اور اس نے قرض کے مطالبہ میں سختی کی تو آپ کے اصحاب نے اس کو مارنا چاہا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے کچھ نہ کہو صاحبِ حق کو تقاضا کرنے کا حق ہے۔

۲۲۴۲-۲۲۴۳ ـــ شرح : یعنی جو کوئی مالدار ہونے کے باوجود قرض ادا کرنے میں تاخیر کرے اس کی عزت حلال ہے یعنی قرض خواہ اسے کہے تو نے میرا حق ادا کرنے میں تاخیر کر دی ہے۔ اور اس کی عقوبت یہ ہے کہ اس کو قید کیا جائے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مقروض تاخیر کرے حالانکہ وہ قرض ادا کرنے پر قادر ہے تو اس کو قید کرنا مشروع ہے۔ کیونکہ اس وقت وہ ظالم ہے اور ظلم اگرچہ قلیل ہو حرام ہے اور اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ مقروض تنگ دست ہے تو اس کو مہلت دینا واجب ہے اور اس کو قید کرنا حرام ہے۔ امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر اس کا کوئی اور مال ثابت ہو جائے تو قرض خواہ اس کو اپنی حراست میں رکھے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا حاکم قرض خواہوں کو اس کی نگرانی سے منع نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابٌ إِذَا وَجَدَ مَالَهُ عِنْدَ مُفْلِسٍ فِي الْبَيْعِ وَالْقَرْضِ وَالْوَدِيعَةِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ وَقَالَ الْحَسَنُ إِذَا أَفْلَسَ وَتَبَيَّنَ لَمْ يَجُزْ عِتْقُهُ وَلَا بَيْعُهُ وَلَا شِرَاؤُهُ وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَضَى عُثْمَانُ مَنِ اقْتَضَى مِنْ حَقِّهِ قَبْلَ أَنْ يُفْلِسَ فَهُوَ لَهُ وَمَنْ عَرَفَ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ۔

٢٢٤٤ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ ثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَدْرَكَ مَالَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَ رَجُلٍ أَوْ إِنْسَانٍ قَدْ أَفْلَسَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ هٰذِهِ الْإِسْنَادُ كُلُّهُمْ كَانُوا عَلَى الْقَضَاءِ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَأَبُو هُرَيْرَةَ كَانُوا كُلُّهُمْ عَلَى الْمَدِينَةِ۔

باب — بیع، قرض اور امانت میں جب اپنا مال دیوالیہ کے پاس پائے تو وہ اس کا زیادہ مستحق ہے۔ حسن بصری نے کہا جب کوئی دیوالیہ ہو گیا

اور اس کا دیوالیہ ہونا حاکم کے نزدیک ثابت ہو جائے تو اس کا غلام آزاد کرنا اور خرید و فروخت کرنا جائز نہیں۔ سعید بن مسیّب نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ کیا کہ جس نے اس کے دیوالیہ ہونے سے پہلے اپنا حق لے لیا وہ اس کا ہے اور جس نے بعینہٖ اپنا مال پہچان لیا وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔

٢٢٤٤ — ترجمہ: ابوبکر بن عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام نے بیان کیا کہ انھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا انھوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی کسی شخص یا کسی انسان کے پاس بعینہٖ اپنا مال پائے حالانکہ وہ شخص یا انسان دیوالیہ ہو چکا ہے تو وہ دوسروں کی نسبت اس مال کا زیادہ مستحق ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس اسناد میں تمام راوی یحییٰ بن سعید، ابوبکر بن محمد، عمر بن عبد العزیز، ابوبکر بن عبد الرحمٰن اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ میں حاکم رہے ہیں۔

۲۲۴۴ ——— **شرح** : باب کے عنوان کا معنیٰ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص دیوالیہ جس کے دیوالیہ ہونے کا حاکم نے فیصلہ کیا ہو کے پاس اپنا مال پائے وہ اس کا زیادہ حقدار ہے ۔ بیع کی صورت یہ ہے کہ کسی نے اپنا مال کسی کے پاس فروخت کیا پھر خریدار مفلس ہوگیا اور بائع نے اپنا مبیعہ اس کے پاس پایا تو وہ دوسرے قرض خواہوں سے اس کا زیادہ حقدار ہے ۔ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے ۔ اور قرض کی صورت یہ ہے کہ اگر کوئی کسی کو قرض دے پھر مقروض مفلس ہوجائے اور قرض خواہ اپنا مال اس کے پاس پائے تو وہ دوسرے قرض خواہوں کی نسبت اس کا زیادہ حقدار ہے ۔ اس میں بھی فقہا کا اختلاف ہے اور امانت کی صورت یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس امانت رکھی پھر امین مفلس ہوگیا تو امانت دار اس کا زیادہ حقدار ہے اس میں سب کا اتفاق ہے ۔ اس حدیث سے امام مالک ، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ اگر کوئی شخص مفلس (دیوالیہ) ہوجائے اور اس کے پاس سامان پڑا ہوا ہو جو اس نے کسی سے خریدا تھا تو اس کا بائع اس سامان کا زیادہ حقدار ہے ۔ اور دوسرے قرض خواہ اس مال میں شریک نہ ہوں گے ۔ لیکن امام مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر قرض خواہ یہ سامان بائع کو دینے سے انکار کردیں اور وہ اپنی طرف سے اس کی قیمت بائع کو دے دیں تو جائز ہے اور بائع کا سامان میں کوئی حق نہیں ہوگا اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ۔ وہ اس طرح نہیں کرسکتے ہیں ۔ کیونکہ وہ سامان جب خود مفلس یا اس کے وارث نہیں لے سکتے تو وہ دوسرے قرضخواہوں کے لئے کیسے جائز ہوگا ۔ اس مسئلہ میں احناف کا مذہب یہ ہے کہ اگر مفلس کے پاس بعینہٖ اپنا سامان پائے تو اس میں بائع اور دوسرے قرض خواہ سب برابر ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ اگر مقروض تنگ دست ہو تو مال آنے تک اس کو مہلت دینی چاہیئے ۔ لہٰذا وہ یُسر اور آسانی کا مستحق ہے ۔ اس سے پہلے اس سے قرض طلب نہیں کرنا چاہیئے اور قیاس کا مقتضیٰ بھی یہی ہے ۔ کیونکہ عقدِ بیع سے بائع صرف قیمت کا مالک ہے جو مشتری کے ذمہ ہے اور وہ قرض ہے ۔ اور یہ ایک وصف ہے جو مقروض کے ذمہ ہے اس کا قبض غیر متصور ہے ۔ اور بخاری میں مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مالِ غصب ، عاریہ ، امانت اور رہن پر محمول ہے ۔ کیونکہ یہ اس کا بعینہٖ مال ہے ۔ لہٰذا وہ اس کا زیادہ حقدار ہے ۔ اور مبیعہ بعینہٖ بائع کا مال نہیں اور نہ ہی یہ اس کا سامان ہے ۔ کیونکہ وہ اس کی ملکیت سے نکل چکا ہے جبکہ مشتری نے اس پر قبضہ کرلیا اور اس کی ضمان میں آچکا ہے ۔ اس کی تائید میں امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سَمُرہ بن جُندب سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا سامان چوری ہوجائے یا کوئی غصب کرلے اور وہ اس کو بعینہٖ کسی کے پاس پائے تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے ۔ اور مشتری بائع سے قیمت وصول کرے گا ۔ اس حدیث کو طبرانی اور ابن ماجہ نے بھی ذکر کیا ہے ۔ نیز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد " اَلْخَرَاجُ بِالضَّمَان " یعنی مَبِیْعَہ کے منافع کا مستحق وہ ہے جو اس کا ضامن ہو اور وہ مشتری ہے ۔ لہٰذا مَبِیْعَہ بائع کی ملک سے خارج اور مشتری کی ملک میں داخل ہوجاتا ہے جب وہ مشتری کی ملک ہوا تو بائع کا بعینہٖ مال نہ ہوا لہٰذا وہ اور دوسرے قرض خواہ اس میں برابر کے شریک ہیں اور اور سمرہ کی حدیث کو امام ابوحنیفہ ، ثوری ، شعبہ اور عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے ۔ لہٰذا سمرہ بن جندب کی حدیث کو ضعیف کہنا ضعف سے خالی نہیں ۔ واللہ و رسولہ اعلم !

بَابُ مَنْ اَخَّرَ الْغَرِيْمَ اِلَى الْغَدِ اَوْ نَحْوِهٖ وَلَمْ يَرَ ذٰلِكَ مَطْلًا وَقَالَ جَابِرٌ اشْتَدَّ الْغُرَمَاءُ فِيْ حُقُوْقِهِمْ فِيْ دَيْنِ اَبِيْ فَسَاَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّقْبَلُوْا ثَمَرَ حَائِطِيْ فَاَبَوْا فَلَمْ يُعْطِهِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَائِطَ وَلَمْ يَكْسِرْهُ لَهُمْ وَقَالَ سَاَغْدُوْ عَلَيْكَ غَدًا فَغَدَا عَلَيْنَا حِيْنَ اَصْبَحَ فَدَعَا فِيْ ثَمَرِهَا بِالْبَرَكَةِ فَقَضَيْتُهُمْ ۔ بَابُ مَنْ بَاعَ مَالَ الْمُفْلِسِ اَوِ الْمُعْدِمِ فَقَسَمَهٗ بَيْنَ الْغُرَمَاءِ اَوْ اَعْطَاهُ حَتّٰى يُنْفِقَ عَلٰى نَفْسِهٖ ۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب مفلس ہو جائے اور اس کا افلاس ظاہر ہو جائے تو اس کا غلام آزاد کرنا اور خرید و فروخت جائز نہیں اور اگر حاکم کے پاس اس کا افلاس ظاہر نہ ہو تو تمام اشیاء میں اس کا تصرف جائز ہے اسی لئے "وَتَلْبِيْتَيْنَ" فرمایا ہے۔ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مجور کی خرید و فروخت جائز نہیں اور اکثر علماء کے نزدیک قرض ادا کرنے کے لئے جائز ہے۔ بعض علماء اس میں توقف کرتے ہیں۔ چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک یہی ہے۔ اگر مجور نے اقرار کیا تو جمہور کے نزدیک مقبول ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جس نے قرض خواہ کو کل یا پرسوں تک ٹال مٹول کیا اور اس کو بعض نے تاخیر نہیں سمجھا

اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا قرضخواہوں نے میرے باپ کے قرض کے متعلق اپنے حقوق کی ادائیگی میں سختی کی۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ وہ میرے باغ کا پھل قبول کر لیں اُنھوں نے انکار کیا تو آپ نے ان کو باغ نہ دیا اور نہ ہی پھل تڑوائے اور فرمایا میں کل تمہارے پاس آؤں گا جب صبح ہوئی تو آپ تشریف لائے اور باغ کے پھل میں برکت کی دعاء فرمائی تو میں نے ان کو سارا قرضہ اداء کر دیا"۔ حدیث ۲۲۳۷ کی شرح دیکھیں۔

باب — جس نے مفلس یا تنگدست کا مال بیچ دیا اور اس کو قرضخواہوں میں تقسیم کر دیا یا اسی کو دے دیا تاکہ وہ اپنی ذات پر خرچ کرے

۲۲۴۵ ـــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ

ثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ ثَنَا عَطَاءُ بْنُ اَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَعْتَقَ رَجُلٌ مِّنَّا غُلَامًا لَهٗ عَنْ دُبُرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَشْتَرِيْهِ مِنِّيْ فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَاَخَذَ ثَمَنَهٗ فَدَفَعَهٗ اِلَيْهِ۔

بَابٌ اِذَا اَقْرَضَهٗ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى اَوْ اَجَّلَهٗ فِي الْبَيْعِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فِي الْقَرْضِ اِلٰى اَجَلٍ لَا بَاْسَ بِهٖ وَاِنْ اُعْطِيَ اَفْضَلَ مِنْ دَرَاهِمِهٖ مَالَمْ يَشْتَرِطْ وَقَالَ عَطَاءٌ وَعَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ هُوَ اِلٰى اَجَلِهٖ فِي الْقَرْضِ وَقَالَ اللَّيْثُ ثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ ذَكَرَ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ سَاَلَ بَعْضَ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَنْ يُّسْلِفَهٗ فَدَفَعَهَا اِلَيْهِ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ۔

۲۲۴۵ ـــــ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک شخص نے اپنے مدبّر غلام کو آزاد کر دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے یہ غلام کون خریدے گا چنانچہ نعیم بن عبداللہ نے اسے خرید لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قیمت لے کر اس شخص کو دے دی۔

۲۲۴۵ ـــــ شرح : اس مدبّر کا نام یعقوب اور اس کے مالک کا نام ابو مدکور تھا اس کی قیمت آٹھ ہزار درہم تھی۔ اس حدیث کی باب کے عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ کسی شخص کا اپنی ذات پر خرچ کرنا اور قرضخواہوں کو ان کے قرضے ادا کرنے دونوں حقوق ہیں جو اس پر واجب ہیں اور جو ایک حق کا حکم ہے وہی دوسرے حق کا حکم ہے۔ جب اس کا ذات پر خرچ کرنا جائز ہے تو قرض خواہوں کو ادا کرنا بطریق اَولیٰ جائز ہے۔ شارح التراجم نے ذکر کیا ہے کہ ترجمہ میں ان دونوں باتوں کا احتمال ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبّر کی قیمت اس کے مالک کے حوالہ اس لئے کی کہ اس سے قرضہ ادا کرے یا اپنی ذات پر خرچ کرے۔ یہ مدبّر مقید تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بیچ دیا اور جس مدبّر کی بیع جائز نہیں وہ مطلق مدبّر ہے۔ اس مسئلہ کی پوری تحقیق حدیث ۲۰۱۰ کی شرح میں دیکھیں!

باب ـــــ جب کسی مقررہ مدت کے لئے قرض دیا یا بیع میں مدت مقرر کی۔

بَابُ الشَّفَاعَةِ فِي وَضْعِ الدَّيْنِ

۲۲۴۶ —— حَدَّثَنَا مُوسَىٰ ثَنِيْ اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قرض میں مدت مقرر کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ اگرچہ اس کے دراہم سے زیادہ دے جبکہ اس کی شرط نہ کی ہو۔ عطاء اور عمر بن دینار نے کہا وہ قرض میں مقرر کردہ مدت تک ہے۔ لیث نے کہا مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے عبدالرحمٰن بن ہرمز سے اُنھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا کہ اُس نے ایک دوسرے بنی اسرائیل سے قرض طلب کیا تو اُس نے مقررہ مُدّت کے لئے اس کو قرض دے دیا۔"

شرح : اس باب کا عنوان دو مسئلے ہیں ان کا جواب محذوف ہے۔ ایک مسئلہ یہ ہے کہ قرض میں مقررہ مدت کے لئے تاخیر کرنا کیسا ہے؟ امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ رضی اللہ عنہم نے کہا قرض میں مدت مقررہ ہو یا نہ ہو قرض خواہ جب چاہے قرض لے سکتا ہے۔ یہی حال عاریہ وغیرہ کا ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک یہ وعدہ اور غیر مقبوضہ ہبہ کی طرح ہے۔ یہی مذہب ابراہیم نخعی کا ہے۔ امام مالک اور ان کے تلامذہ رضی اللہ عنہم نے کہا جب مدت مقررہ کے لئے قرض دیا۔ پھر اس مدت سے پہلے قرض لینا چاہا تو جائز نہیں۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ بیع میں مدت مقرر کرنا جائز ہے۔ اس میں سب کا اتفاق ہے۔ کیونکہ یہ معاوضہ ہے لہذا مدت مقررہ سے پہلے قرض نہیں لے سکتے ہیں۔ اس باب میں مذکور حدیث سے یہ استدلال کیا کہ قرض میں تاخیر کرنا جائز ہے۔ کیونکہ پہلی امتوں کی شریعت ہمارے لئے حجت ہے جبکہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو مسترد نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — قرض میں کمی کرنے کی سفارش کرنا

۲۲۴۶ —— ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ (ان کے والد) عبداللہ رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے اور وہ اہل و عیال اور قرض چھوڑ گئے۔ میں نے قرضخواہوں سے ان کا کچھ قرضہ کم کرنا چاہا تو انھوں نے انکار کر دیا۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور قرضخواہوں سے سفارش کی درخواست کی [illegible] فرمایا ہر قسم کی کھجوریں علیحدہ علیحدہ رکھو

جابر قال أصيب عبد الله وترك عيالا ودينا فطلبت إلى أصحاب الدين أن
يضعوا بعضا فأبوا فأتيت النبي صلى الله عليه وسلم فاستشفعت به عليهم
فأبوا فقال صنف تمرك كل شيء منه على حدة عذق ابن زيد على حدة
واللين على حدة والعجوة على حدة ثم أحضرهم حتى آتيك ففعلت ثم
جاء فقعد عليه وكال لكل رجل حتى استوفى وبقي التمر كما هو كأنه لم
يمس وغزوت مع النبي صلى الله عليه وسلم على ناضح لنا فأزحف الجمل
فتخلف علي فوكزه النبي صلى الله عليه وسلم من خلفه قال بعنيه ولك
ظهره إلى المدينة فلما دنونا استأذنت قلت يا رسول الله إني حديث عهد
بعرس قال فما تزوجت بكرا أو ثيبا قلت ثيبا أصيب عبد الله وترك
جواري صغارا فتزوجت ثيبا تعلمهن وتؤدبهن ثم قال ائت أهلك فقدمت
فأخبرت خالي ببيع الجمل فلامني فأخبرته بإعياء الجمل وبالذي كان من النبي
صلى الله عليه وسلم ووكزه إياه فلما قدم النبي صلى الله عليه وسلم غدوت
إليه بالجمل فأعطاني ثمنا والجمل وسهمي مع القوم۔

عذق ابن زید علیحدہ، لین علیحدہ اور عجوہ علیحدہ رکھو پھر ان کو حاضر کرو حتی کہ میں تمہارے پاس آؤں۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور کھجور کے ڈھیر کے پاس بیٹھ گئے اور ہر قرضخواہ کو ناپ کر دیا حتی کہ سارا قرض ادا کر دیا اور کھجور اسی طرح باقی رہیں جس طرح پہلے تھیں گویا کہ ان کو ہاتھ ہی نہیں لگایا گیا۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں اپنے اونٹ پر سوار ہو کر گیا۔ وہ اونٹ تھک گیا اور لوگوں کے پیچھے رہ گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے اس کو چھڑی ماری اور فرمایا یہ میرے ہاتھ فروخت کر دو اور تمہیں مدینہ منورہ تک اس پر سواری کرنے کا حق ہے۔ جب ہم مدینہ منورہ کے قریب آئے تو میں نے آپ سے اجازت چاہی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری نئی شادی ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا کنواری سے شادی کی ہے یا بیوہ سے؟ میں نے عرض کیا بیوہ سے! حضرت عبد اللہ شہید ہو گئے اور انھوں نے چھوٹی چھوٹی لڑکیاں چھوڑیں اس لئے میں نے بیوہ سے شادی کی ہے تاکہ وہ ان کی تعلیم و تربیت کرے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھر جاؤ میں گھر چلا گیا اور اپنے ماموں کو اونٹ بیچ دینے کی اطلاع دی تو اس نے مجھے ملامت کی میں نے اسے اونٹ کے عاجز ہو جانے اور جو معجزہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا اور اس کو آپ کے چھڑی مارنے کی خبر دی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں صبح کو اونٹ لے کر آپ کے پاس گیا آپ نے مجھے اونٹ کی قیمت اور [illegible] غنیمت میں میرا حصہ بھی دیا۔

بَابُ مَا يُنْهٰى عَنْ اِضَاعَةِ الْمَالِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ وَلَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ وَقَالَ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآءُنَا اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا وَقَالَ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمْ وَالْحَجْرِ فِيْ ذٰلِكَ وَمَا يُنْهٰى عَنِ الْخِدَاعِ —

۲۲۴۷ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اُخْدَعُ فِي الْبُيُوْعِ فَقَالَ اِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ فَكَانَ الرَّجُلُ يَقُوْلُهُ۔

—— ۲۲۴۶ شرح : عجوہ مدینہ منورہ کی بہترین کھجور ہے اور عذق اور لین کھجور کی قسمیں ہیں بعض کا کہنا ہے کہ "لین" ردی کھجور ہے۔ حدیث ۱۹۹۶ کی شرح دیکھیں!

باب —— مال ضائع کرنے کی ممانعت

ترجمہ : اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد " اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا اور فساد کرنے والوں کے کام درست نہیں کرتا۔ اور اللہ کا ارشاد کیا تیری نماز یہ حکم کرتی ہے کہ ہم ان کو چھوڑ دیں؟ جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے یا اپنے اموال میں جو چاہیں کرنا چھوڑ دیں اور فرمایا اپنا مال بیوقوفوں کو نہ دو۔ اس میں تصرف سے سے روکنا اور دھوکہ کی ممانعت۔

شرح : اس باب میں مال ضائع کرنے کی ممانعت مذکور ہے۔ قولہ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ " یعنی تمہاری نماز ہمیں یہ حکم کرتی ہے کہ ہم اپنے اموال میں وہی تصرف کریں جو آپ چاہیں اور کم تولنا چھوڑ دیں؟ اور اپنی مرضی سے کچھ نہ کریں؟ قولہ وَالْحَجْرِ فِيْ ذٰلِكَ " اس کا عطف " اضاعۃ المال " پر ہے۔ حجر کا لغوی معنی منع ہے اور شریعت میں اس کا معنی مال میں تصرف سے منع کرنا ہے۔ سفہ کا معنی شرح کے موجب کے خلاف کام کرنا اور نفسانی خواہش کی اتباع ہے سفیہ کی عادت فضول خرچ کرنا ہے۔ اور ایسے شخص کو مال دینا ممنوع ہے حتیٰ کہ اس کی اصلاح ہو جائے اور فضول خرچ کرنا ترک کر دے یہ امام ابو یوسف، محمد، مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم کا مسلک ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ سفہ کے باعث حجر نہ کیا جائے امام زفر کا مذہب بھی یہی ہے۔ اسی طرح ابراہیم نخعی کہتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ ایک شخص خرید و فروخت کیا کرتا تھا اور اس کے ساتھ غبن کیا جاتا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر حجر نہ کیا بلکہ یہ فرمایا کہ جب بیع کرے تو پہلے کہہ دیا کرے کہ دھوکہ نہ کرنا۔ قولہ مَا يُنْهٰى مِنَ الْخِدَاعِ " اس کا عطف ما قبل پر ہے اصل عبارت یہ ہے باب فی بیان ما ینھی عن الخداع

۲۲۴۸ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيْرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ وَوَأْدَ الْبَنَاتِ وَمَنْعًا وَّهَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ

۲۲۴۷ — ترجمہ : عبداللہ بن دینار سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے خرید و فروخت میں دھوکہ دیا جاتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا جب تو بیع کرے تو یہ کہہ دیا کر مجھے دھوکہ نہ ہو چنانچہ وہ شخص یہ کہہ دیتا تھا۔ (حدیث ۱۹۸۷ کی شرح دیکھیں)

۲۲۴۸ — ترجمہ : مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ــ اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی، لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا اور واجب حق کو منع کرنا اور کسی کا مال غصب کرنا حرام کیا ہے۔ اور تمہارے لئے فضول بکواس، کثرتِ سوال (مانگنا) اور مال کی اضاعت کو مکروہ جانا ہے۔

۲۲۴۸ — شرح : عقوق کا معنی قطع ہے اور والدہ کا نافرمان ماں بیٹا کے درمیان حقوق قطع کرتا ہے۔ ماؤں کو اس لئے خصوصًا ذکر کیا حالانکہ باپوں کی نافرمانی بھی حرام ہے۔ کیونکہ مائیں صنف نازک ہونے کے باعث بیٹوں کی نافرمانی سے زیادہ متاثر ہوتی ہیں نیز ماں کے ساتھ نیکی باپ سے نیکی پر مقدم ہے۔ حدیث شریف میں ماں سے نیکی کی اہمیت زیادہ مذکور ہے اگرچہ باپ سے نیکی نظرانداز نہیں کی گئی چونکہ ماں سے نیکی باپ سے نیکی پر دلالت کرتی ہے اس لئے ماؤں کو ذکر کیا ہے۔ "وَأْدٌ" کا معنی زندہ درگور کرنا ہے۔ جاہلیت میں جب کسی کے گھر لڑکی پیدا ہوتی تو اسے زندہ دفن کر دیا کرتے تھے تاکہ وہ کسی کے سسرال نہ بنیں اور بعض اس پر خرچ کرنے کے ڈر سے زندہ دفن کر دیتے تھے۔ اس کو اسلام نے حرام قرار دیا۔ قرآن کریم میں ہے۔ "إِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ" قیامت میں زندہ درگور دفن کی ہوئی لڑکیوں کے متعلق پوچھا جائے گا منعًا وَّهَات کا معنی یہ ہے کہ جو تم پر حقوق واجبہ ہیں ان کو نہ دینا اور لوگوں کے مال جو تمہارے لئے حرام ہیں وہ لینا "اضاعت المال" حرام امور میں خرچ کرنا یہ حلال امور میں فضول خرچی کو بھی شامل ہے ــ "لَا خِلَابَةَ" یعنی میرے ساتھ دھوکہ نہ کرو کیونکہ میرے ساتھ دھوکہ کرنا جائز نہیں۔ قِیْلَ وَقَالَ، عملیات اور مالیات میں بکثرت سوال کرنا۔ یہ تمام امور حرام اور مکروہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ الْعَبْدُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهٖ وَلَا يَعْمَلُ اِلَّا بِاِذْنِهٖ

۲۲۴۹ — اَبُوْ الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ سَالِمُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ وَالْمَرْاَةُ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا رَاعِيَةٌ وَّهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ فِيْ مَالِ سَيِّدِهٖ رَاعٍ وَّهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ قَالَ وَسَمِعْتُ هٰؤُلَاءِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَحْسِبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ مَالِ اَبِيْهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ —

باب — غلام اپنے مالک کے مال کا نگران ہے اس کی اجازت کے بغیر کوئی تصرّف نہ کرے

۲۲۴۹ — حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور اس سے رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ بادشاہ حاکم ہے اس سے رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ آدمی اپنے گھر میں حاکم ہے اس سے اپنی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر میں حاکمہ ہے۔ اس سے اپنی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر میں حاکمہ ہے اس سے اپنی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ خادم یا غلام اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اس سے اس کی نگرانی کے متعلق پوچھا جائے گا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے یہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے میرا خیال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی اپنے والد کے مال کا نگران ہے اس سے اس کی نگرانی کے متعلق پوچھا جائے گا تم سب نگران ہو اور سب سے ان کی نگرانی کے متعلق پوچھا جائے گا۔

۲۲۴۹ — شرح: اگر یہ سوال ہو کہ جس کسی کے اہل و عیال، ماں باپ اور آقا نہ ہو اور نہ ہی وہ بادشاہ ہو تو وہ کس کا نگران ہوگا؟ حالانکہ حدیث شریف میں ہے۔ تم سب نگران ہو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے شخص کے دوست احباب تو ہوں گے یا قبیلہ کے لوگ ہوں گے جن میں رہنا سہنا ہے ان کے حقوق کی نگرانی اس کے ذمّہ ہے لیکن سوال یہ ہوتا ہے جب ہر ایک راعی یعنی نگران تھا تو رعیت کون لوگ ہوں گے اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے اعضاء، قویٰ اور اس کے حواس اس کی رعیت ہیں چنانچہ سیّد عالم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْخُصُوْمَاتِ

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الْإِشْخَاصِ وَالْخُصُوْمَةِ بَيْنَ الْمُسْلِمِ وَالْيَهُوْدِيِّ

۲۲۵۰ — حَدَّثَنَا اَبُوْ الْوَلِيْدِ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ اَخْبَرَنِيْ قَالَ سَمِعْتُ النَّزَّالَ ابْنَ سَبْرَةَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَجُلًا قَرَاَ اٰيَةً سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافَهَا فَاَخَذْتُ بِيَدِهٖ فَاَتَيْتُ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ قَالَ شُعْبَةُ اَظُنُّهٗ قَالَ لَا تَخْتَلِفُوْا فَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ اخْتَلَفُوْا فَهَلَكُوْا۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے تیری آنکھ کا تجھ پر حق ہے۔ ہر ایک کا حق ادا کر نیز ایک شخص کے دو اعتبار ہو سکتے ہیں ایک اعتبار سے راعی اور دوسرے لحاظ سے رعیت ہو سکتا ہے۔ حدیث ۸۵۵ کی شرح دیکھیں"

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جھگڑوں کا بیان

باب — مقروض کو ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل کرنا اور مسلمان اور یہودی کے درمیان جھگڑا ہونے کا بیان "

۲۲۵۰ — ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ایک شخص کو ایک آیت پڑھتے سنا [illegible] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے خلاف سنا

۲۲۵۱ ـــــ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ قَزَعَةَ ثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَرَجُلٌ مِّنَ الْیَهُوْدِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِیْ اصْطَفٰی مُحَمَّدًا عَلَی الْعٰلَمِیْنَ وَقَالَ الْیَهُوْدِیُّ وَالَّذِیْ اصْطَفٰی مُوْسٰی عَلَی الْعٰلَمِیْنَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ یَدَهٗ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْیَهُوْدِیِّ فَذَهَبَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِمَا كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ وَاَمْرِ الْمُسْلِمِ فَدَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمَ فَسَاَلَهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَیِّرُوْنِیْ عَلٰی مُوْسٰی فَاِنَّ النَّاسَ یُصْعَقُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَاَصْعَقُ مَعَهُمْ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ یُّفِیْقُ فَاِذَا مُوْسٰی بَاطِشٌ جَانِبَ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِیْ كَانَ فِیْمَنْ صَعِقَ فَاَفَاقَ قَبْلِیْ اَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَی اللّٰهُ۔

ہُوا تھا میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں کی قرأت اچھی ہے۔ شعبہ نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا اختلاف نہ کیا کرو کیونکہ تم سے پہلے لوگوں نے اختلاف کیا اور وہ ہلاک ہو گئے!

۲۲۵۰ ـــــ شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب مقروض یا مخاصم ایک جگہ ہو اور وہاں سے اس کے غائب ہو جانے کا ڈر ہو تو اس کو دوسری جگہ لے جانا اور اس کی نگرانی رکھنے میں حرج نہیں اور اگر یہ ڈر نہ ہو تو اس کی نگرانی نہ کی جائے۔

علامہ مظہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قرآن میں اختلاف کرنا جائز نہیں کیونکہ قرآن کے ہر لفظ کا دو یا اس سے زیادہ وجوہ پر پڑھنا جائز ہے۔ اگر کوئی ان وجوہ میں سے کسی ایک کا انکار کر دے تو قرآن کا انکار ہو گا اور اپنی رائے سے قرآن میں کلام کرنا جائز نہیں۔ البتہ جھگڑا کرنے والوں پر لازم ہے کہ اپنے سے بڑے عالم سے استفسار کریں۔ معجم بغوی میں ابو جہیم بن حرث بن صمہ سے منقول ہے کہ یہ قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے۔ لہٰذا قرآن میں جھگڑا مت کرو کیونکہ اس میں جھگڑا کرنا کفر ہے (قسطلانی)۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا کہ باب کے عنوان سے حدیث کی مطابقت "فَاَخَذْتُ بِیَدِهٖ الخ" میں ہے کیونکہ اس میں ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف نقل کرنا پایا جاتا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "لَا تَخْتَلِفُوْا" میں مناسبت ہے کیونکہ جس اختلاف سے ہلاکت ہو وہ سخت جھگڑا ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۲۵۱ ـــــ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دو شخص جھگڑ پڑے ایک مسلمان اور دوسرا یہودی تو مسلمان نے کہا قسم اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کو ساری دُنیا پر فضیلت دی ہے۔ یہودی نے کہا قسم اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو دُنیا پر فضیلت دی ہے......... یہ سن کر مسلمان نے اپنا ہاتھ اُٹھایا اور یہودی کے چہرہ پر طمانچہ مارا یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور اپنا اور مسلمان کا سارا واقعہ بیان کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کو بلایا اور اس کے متعلق اس سے پوچھا تو اُس نے سارا واقعہ بیان کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت نہ دو کیونکہ قیامت کے روز سب لوگ بیہوش ہو جائیں گے اور میں بھی ان کے ساتھ بیہوش ہو جاؤں گا اور سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا جبکہ موسیٰ "علیہ الصلوٰۃ والسلام" عرش کا کنارا پکڑے ہوں گے مجھے معلوم نہیں کہ وہ بھی بیہوش ہونے والوں میں سے ہوں گے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آجائیں گے یا اللہ تعالیٰ نے ان کو بے ہوشی سے مستثنیٰ کر رکھا ہے۔

٢٢٥١ —— شرح : یہ جھگڑا کرنے والا مسلمان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے سفیان نے نے جامع میں عمرو بن دینار سے روایت کی کہ جس نے یہودی کے منہ پر طمانچہ مارا تھا وہ ابوبکر صدیق تھے "رضی اللہ عنہ" اور دُوسرا شخص فنحاص تھا۔ اگر یہ سوال ہو کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء اور رُسُل سے افضل ہیں؛ چنانچہ آپ نے فرمایا "قیامت کے روز میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں گا میں فخر نہیں کرتا ہوں اور یہ مذکورہ حدیث کے خلاف ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بخاری میں مذکور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مجھے ایسی فضیلت نہ دو جس سے دوسرے نبیوں کی تنقیص ہو۔ کیونکہ کسی بھی نبی کی تنقیص کفر ہے۔ ظاہر ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ کیفیت ناممکن ہے۔ بعض علماء نے یہ جواب دیا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی فضیلت دینے سے منع فرمایا جس سے جھگڑا ہو جائے جیسے اس حدیث میں ہے کہ مسلمان نے یہودی کے چہرہ پر طمانچہ دے مارا۔ بعض علماء نے کہا کہ سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تواضع اور انکساری کے طور پر فرمایا تھا تاکہ فخر و غرور کو راہ نہ ملے۔ بعض حضرات نے یہ جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذواتِ انبیاء میں ایک دوسرے پر فضیلت دینے سے منع نہیں کیا بلکہ آپ نے نفسِ نبوت میں تفضیل سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ" اور یہ مسلّم امر ہے کہ بعض مفضّل سے مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لہٰذا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت دُوسرے نبیوں پر نصِ قطعی سے ثابت ہے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَاِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ "یعنی لوگ بیہوش ہو جائیں گے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ لفظ "صَعْقَة" کے معنی میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض مفسرین اس کی تفسیر موت سے کرتے ہیں اور بعض "بیہوشی" سے کرتے ہیں۔ تحقیق یہ ہے کہ موت محض عدم نہیں ہے بلکہ وہ ایک جہان سے دوسرے جہان کی طرف انتقال کرنا ہے۔ جب شہداء زندہ ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام بطریقِ اولیٰ زندہ ہیں صحیح حدیث میں ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نبیوں کے جسموں کو زمین نہیں کھاتی اور شبِ معراج میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس اور آسمانوں میں نبیوں سے ملاقاتیں کیں۔ خصوصاً موسیٰ علیہ السلام سے تو بار بار ان کے مقام میں ملاقات ہوئی جبکہ وہ نمازیں معاف کرواتے تھے۔ اس سے حتمی طور پر یہ واضح ہوتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اب زندہ ہیں وہ ہماری نظروں سے غائب ہیں ہم ان کا ادراک نہیں کر سکتے جیسے سیدنا خضر علیہ السلام زندہ ہیں لیکن ہم سے غائب ہیں۔

۲۲۵۲ —— حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا وُهَيْبٌ ثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ جَاءَ يَهُوْدِيٌّ فَقَالَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ ضَرَبَ وَجْهِيْ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِكَ فَقَالَ مَنْ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ ادْعُوْهُ فَقَالَ اَضَرَبْتَهٗ فَقَالَ سَمِعْتُهٗ بِالسُّوْقِ يَحْلِفُ

ہم ان کا ادراک نہیں کرتے ہیں۔ اسی طرح فرشتے زندہ اور موجود ہیں ہماری نظروں میں غائب ہیں اور ان کو وہی انسان دیکھ سکتا ہے۔ جس پر خاص اللہ کی عنایت ہو۔ جب یہ ثابت ہوگیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام زندہ اور موجود ہیں اور زمین و آسمان کے درمیان ہیں تو جب صور پھونکا جائے گا تو آسمانوں اور زمینوں والے سب مصعوق ہوجائیں گے مگر جس کو اللہ تعالیٰ مستثنیٰ کرے۔ چنانچہ نبیوں کے سوا تمام لوگ مرجائیں گے اور انبیاء بیہوش ہوجائیں گے اور جب دوسری بار صور پھونکا جائے گا تو جو پہلے نفخہ سے مرچکے ہوں گے وہ زندہ ہوجائیں گے اور جو بیہوش ہوگئے تھے وہ ہوش میں آجائیں گے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے افاقہ میں آئیں گے اور تمام لوگوں سے حتیٰ کہ موسیٰ علیہ السلام کے سوا سب نبیوں سے پہلے اپنی قبر شریف سے باہر تشریف لائیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام کے متعلق تردد واقع ہوا ہے کہ آیا وہ آپ سے پہلے ہوش میں آئیں گے یا پہلی حالت پر باقی رہیں گے۔ جس حال میں بھی ہوں یہ سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہت بڑی فضیلت ہے جو کسی اور کو حاصل نہیں۔ یا وہ ان حضرات میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ بیہوش ہونے سے مستثنیٰ کر رکھا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ " منقول روایات کے مطابق وہ جبرائیل، اسرافیل، میکائیل اور عزرائیل علیہم السلام ہیں۔ کعب نے عرش اٹھانے والے فرشتوں کو بھی ان میں شامل کیا ہے اور ان میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا بیہوش نہ ہونا ان کی فضیلت ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عرش کے کونہ کو پکڑے ہونا بھی ان کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ جبرائیل، اسرافیل اور میکائیل علیہم السلام پہلے فوت ہوں گے ان کے بعد عزرائیل علیہ السلام فوت ہوں گے۔ پہلے تینوں کو ملک الموت قبض کرے گا اور ملک الموت کو خود اللہ تعالیٰ قبض کرے گا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلیٰ اعلم!

۲۲۵۲ —— ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک یہودی آیا اور کہا یا ابا القاسم! آپ کے اصحاب سے ایک صحابی نے میرے چہرے پر تھپڑ مارا ہے۔ آپ نے فرمایا کس نے مارا ہے؟ اس نے ایک انصاری نے مارا ہے آپ نے فرمایا اسے بلاؤ۔ آپ نے اسے فرمایا کیا تو نے اس کو مارا ہے؟ انصاری نے کہا میں نے بازار میں اس کو یہ قسم کھاتے ہوئے سنا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ " علیہ السلام " کو لوگوں پر فضیلت دی ہے تو میں نے کہا اے خبیث! کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی؟ مجھے غصہ آیا تو میں نے اس کے چہرے پر تھپڑ رسید کردیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبیوں میں سے کسی کو ایک دوسرے پر فضیلت نہ دو کیونکہ قیامت کے روز لوگ بیہوش ہوجائیں گے اور سب سے پہلے جس کی قبر کھلے گی وہ میں ہوں گا تو کیا دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام "عرش کے پائے میں

وَالَّذِی اصْطَفٰی مُوْسٰی عَلَی الْبَشَرِ قُلْتُ اَیْ خَبِیْثُ عَلٰی مُحَمَّدٍ فَاَخَذَتْنِیْ غَضْبَۃٌ فَضَرَبْتُ وَجْھَہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُخَیِّرُوْا بَیْنَ الْاَنْبِیَاءِ فَاِنَّ النَّاسَ یَصْعَقُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَاَکُوْنُ اَوَّلَ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْہُ الْاَرْضُ فَاِذَا اَنَا بِمُوْسٰی اٰخِذٌ بِقَائِمَۃٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِیْ کَانَ فِیْمَنْ صَعِقَ اَوْ حُوْسِبَ بِصَعْقَتِہِ الْاُوْلٰی۔

۲۲۵۳ ــــ مُوْسٰی ثَنَا ھَمَّامٌ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ یَھُوْدِیًّا رَضَّ رَاْسَ جَارِیَۃٍ بَیْنَ حَجَرَیْنِ فَقِیْلَ مَنْ فَعَلَ ھٰذَا بِكِ اَفُلَانٌ اَفُلَانٌ سُمِّیَ الْیَھُوْدِیُّ فَاَوْمَأَتْ بِرَاْسِھَا فَاُخِذَ الْیَھُوْدِیُّ فَاعْتَرَفَ فَاَمَرَ بِہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرُضَّ رَاْسُہٗ بَیْنَ حَجَرَیْنِ

سے ایک پایہ پکڑے ہوئے ہوں گے میں نہیں جانتا کہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو بیہوش ہوئے یا ان کی دنیا والی بیہوشی کافی ہوگی۔

۲۲۵۲ ــــ شرح : اس سے پہلی حدیث میں یہودی کا جس مسلمان سے جھگڑا ہوا تھا وہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور اس حدیث میں انصاری کی تصریح ہے لیکن ان دونوں حدیثوں میں مخالفت نہیں کیونکہ یہ متعدد مواقع ہیں ایک میں طمانچہ مارنے والا مسلمان حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے اور دوسرے موقعہ پر انصاری سے جھگڑا ہوا تھا۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں کوہ طور پر موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہوئے تھے لہٰذا ان کے لئے وہی "صعقہ" کافی تھا۔

۲۲۵۳ ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل دیا۔ اس لڑکی سے کہا گیا تیرے ساتھ یہ کس نے کیا ہے کیا فلاں نے کیا فلاں نے کیا ہے؟ حتیٰ کہ اس یہودی کا نام لیا گیا تو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا تو یہودی کو پکڑا گیا اور اس نے جرم کا اعتراف کر لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو اس کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل دیا گیا۔

۲۲۵۳ ــــ شرح : اس حدیث سے امام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ جس شئ کے ساتھ قاتل کسی کو قتل کرے اس کو اسی طرح مارا جائے گا چنانچہ اس نے اگر ڈنڈے مار مار کر قتل کر دیا تو قاتل کو بھی ڈنڈے مار مار کر ہلاک کر دیا جائے گا۔ ابن حزم نے کہا کہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر قاتل نے پتھر یا لاٹھی وغیرہ سے قتل کیا تو اس قسم کے آلہ سے اس کو ہلاک کیا جائے گا۔ امام شافعی

بَابُ مَنْ رَدَّ اَمْرَ السَّفِيْهِ وَالضَّعِيْفِ الْعَقْلِ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ حَجَرَ عَلَيْهِ الْاِمَامُ وَيُذْكَرُ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ عَلَى الْمُتَصَدِّقِ قَبْلَ النَّهْيِ ثُمَّ نَهَاهُ وَقَالَ مَالِكٌ اِذَا كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى رَجُلٍ مَالٌ وَلَهُ عَبْدٌ لَا شَيْءَ لَهُ غَيْرُهُ فَاَعْتَقَهُ لَمْ يَجُزْ عِتْقُهُ وَمَنْ بَاعَ عَلَى الضَّعِيْفِ وَنَحْوِهِ وَدَفَعَ ثَمَنَهُ اِلَيْهِ وَاَمَرَهُ بِالْاِصْلَاحِ وَالْقِيَامِ بِشَانِهِ فَاِنْ اَفْسَدَ بَعْدُ مَنَعَهُ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر قاتل نے کسی کو محبوس کر دیا اور اس کو کھانے پینے کے لئے کچھ نہ دیا تو اس کو اتنا عرصہ قید کیا جائیگا اور کھانے پینے کو کچھ نہ دیا جائے گا اگر وہ اس مدت میں نہ مرا تو اس کو تلوار سے قتل کر دیا جائے گا۔ اسی طرح اگر اس نے پانی میں ڈبو کر مارا تھا یا اُوپر سے نیچے گرا کر ہلاک کیا تھا۔ علیٰ ہذا القیاس۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا تمام صورتوں میں قاتل کو تلوار سے ہی قتل کیا جائے گا۔ اُنھوں نے ابوداؤد طیالسی کی نعمان بن بشیر کی روائت سے استدلال کیا کہ قصاص صرف تلوار سے ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جابر جعفی کے ذریعہ نعمان بن بشیر سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا قَوَدَ اِلَّا بِالسَّيْفِ،، یعنی سوا تلوار کے کسی شئ کے ساتھ قصاص نہ لیا جائے اگر یہ کہا جائے کہ جابر جعفی ضعیف راوی ہے۔ لہٰذا اس کے ذریعہ حدیث سے استدلال صحیح نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ محدث وکیع نے کہا جابر کے ثقہ ہونے میں شک مت کرو۔ امام الحدیث شعبہ نے کہا جابر صدوق یعنی حدیث میں بہت سچا ہے۔ ثوری نے شعبہ سے کہا اگر آپ نے جابر میں طعن کیا تو میں تم میں طعن کروں گا۔ امام ذہبی نے کاشف میں ذکر کیا کہ ابن حبان نے صحیح میں جابر کی حدیث ذکر کی ہے اسی طرح قیس کو سفیان ثوری اور شعبہ نے ثقہ کہا ہے اور سفیان نے قیس کی مطابعت بھی کی ہے۔ ابوداؤد طیالسی نے کہا جابر ثقہ ہے۔ لہٰذا جابر جعفی کی حدیث ضعیف نہیں۔ علاوہ ازیں دار قطنی، ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ اور امام بیہقی رحمہم اللہ نے روائت کی کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " قصاص صرف تلوار کے ساتھ ہے۔

نیز امام مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ تعالیٰ یہ بھی استدلال کرتے ہیں۔ تیز دھار آلہ کے بغیر اگر کسی مُثقل شئ سے قتل کر دیا جائے تو اس میں بھی قصاص لیا جائے گا لیکن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے مزدوری مُثقل شئ کے ساتھ قتل کرنے میں قصاص نہیں سخت دیت ہے اور یہ قتلِ عمد کے مشابہ ہے۔ اور بخاری میں مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ اس یہودی کی عادت تھی کہ وہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو اس طریقہ سے قتل کیا کرتا تھا۔ گویا کہ وہ زمین میں فساد کی صورت برپا کئے ہوئے تھے اس لئے سیاستہً اس کو اس طرح قتل کیا گیا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد کو عورت قتل کرنے کے باعث قتل کیا جائے گا اور کافر کو مسلم کے بدلہ قتل کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ إِضَاعَةِ الْمَالِ وَقَالَ لِلَّذِي يُخْدَعُ فِي الْبَيْعِ إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ وَلَمْ يَأْخُذِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالَهُ۔

۲۲۵۴ ـــــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يُخْدَعُ فِي الْبَيْعِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ فَكَانَ يَقُولُهُ۔

۲۲۵۵ ـــــ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ عَبْدًا لَهُ لَيْسَ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَرَدَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَابْتَاعَهُ مِنْهُ نُعَيْمُ بْنُ النَّحَّامِ۔

باب ـــــ جس نے بیوقوف اور کم عقل کے معاملہ کو مسترد کر دیا اگرچہ امام نے اس پر حجر نہ کیا ہو"

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت سے پہلے صدقہ کرنے والے کا صدقہ مسترد کر دیا۔ پھر اس کو تصرف سے روک دیا۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جب کسی شخص کا کسی پر قرض ہو اور اس کے پاس صرف غلام ہو اور کوئی شئی نہ ہو اور وہ اس کو آزاد کر دے تو اس کا آزاد کرنا جائز نہیں اور جس نے کم عقل وغیرہ کا مال بیچا اور اس کو اس کی قیمت دے دی اور اس کی اصلاح اور حال درست کرنے کا حکم دیا اگر وہ اس کے بعد خرابی کرے تو اس کو تصرف کرنے سے روک دے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے اور اس شخص کو جس کو بیوع میں دھوکہ دیا جاتا تھا۔ فرمایا جب تو بیع کرے تو یہ کہہ دیا کر کہ دھوکہ نہ کرو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا مال نہیں لیا۔

۲۲۵۴ ـــــ ترجمہ : عبد اللہ بن دینار نے کہا میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک شخص کو بیع میں دھوکہ دیا جاتا تھا تو اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بیع کرو تو یہ کہہ دیا کرو کہ دھوکہ نہ کرو چنانچہ وہ یہ کہہ دیتا تھا۔

بَابُ كَلَامِ الْخُصُوْمِ بَعْضِهِمْ فِي بَعْضٍ

۲۲۵۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ

۲۲۵۵ — ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے غلام فروخت کر دیا اور اس کے سوا اس کا کوئی مال نہ تھا تو نبی کریم صلی علیہ وسلم نے بیع کو مسترد کر دیا اور غلام کو نعیم بن نحام نے خرید لیا۔

۲۲۵۴، ۲۲۵۵ — شرح: سَفِیْہ " وہ شخص ہے جو شرع کے موجب کے خلاف عمل کرے اور نفسانی خواہش کی تابعداری کرے اور ایسے کام کرے جس کو عقلمند لوگ اچھا نہ سمجھیں مثلاً سینما بینی کرنا، گانے سننا اور لہو و لعب میں مال خرچ کر دینا یا کبوتر بازی کے لئے مہنگے داموں کبوتر خریدنا وغیرہ وغیرہ اور کم عقل سفیہ سے عام ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سَفَہْ کے باعث حجر نہیں کرتے اور نہ ہی اس کا تصرف منع کرتے ہیں۔ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ اس کے تصرفات کو ممنوع قرار دیتے ہیں اور اس کا بیع، ہبہ، اجارہ اور صدقہ کرنے کو جائز نہیں کہتے اور طلاق و عتاق میں اس پر حجر نہیں کرتے اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سفیہ کے ہر تصرف کو ممنوع کہتے ہیں اور جو شخص عقلمند ہو اور مال خراب نہ کرے اور غفلت میں مال خرچ کر دے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اس پر بھی حجر نہیں کرتے۔ مالکیہ سفیہ کا تصرف منع نہیں کرتے البتہ حجر کے بعد اس کے تصرف کو جائز نہیں کہتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اثر کی تفصیل حدیث ۲۰۱۰ کی شرح میں دیکھیں اگر یہ سوال ہو کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں جو ذکر کیا ہے۔ وہ صحیح ہے اس کو "یُذْکَرُ" صیغہ تمریض سے کیوں ذکر کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ امام بخاری نے جس قدر یہاں ذکر کیا ہے۔ وہ اس کی شرط کے مطابق نہیں اور جو شرط کے مطابق نہ ہو اس کو تمریض کے صیغہ سے ذکر کرتے ہیں۔

قولہ مَنْ بَاعَ عَلَى الضَّعِيْفِ آه سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبّر کی بیع میں جو کچھ کیا تھا یہ اس کا خلاصہ ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدبّر کو فروخت کیا اور اس کی قیمت مالک کو دے دی اور اس کو اچھی راہ اختیار کرنے کی تلقین کی اور اس کو حکم دیا کہ وہ اپنی اصلاح کرے اور اس کی کم عقلی صرف غفلت اور اچھے مواقع میں عدم بصیرت کے باعث تھی اسی لئے قیمت اس کے حوالہ کر دی اور اگر حقیقی سفہ کی وجہ کے سبب فروخت کیا جاتا تو اس کی قیمت سفیہ کو نہ دی جاتی لیکن اگر کم عقل شخص اس کے بعد مال کی تباہی کرے تو اس کے تصرف کو ممنوع کر دیا جائے گا۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کی تباہی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ حدیث ۱۹۸۷ اور ۲۰۱۰ کی شروح کا مطالعہ کریں۔

باب — جھگڑنے والوں کا ایک دوسرے سے گفتگو کرنا

۲۲۵۶ — ترجمہ: حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی قسم کھائے اور وہ اس میں جھوٹا ہو

عَبدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ وَّهُوَ فِیْهَا فَاجِرٌ لِیَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ لَقِیَ اللهَ وَهُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ قَالَ فَقَالَ الْاَشْعَثُ فِیَّ وَاللهِ کَانَ ذٰلِكَ کَانَ بَیْنَ رَجُلٍ وَّبَیْنِیْ اَرْضٌ فَجَحَدَنِیْ فَقَدَّمْتُهٗ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَكَ بَیِّنَةٌ قُلْتُ لَا قَالَ فَقَالَ لِلْیَهُوْدِیِّ احْلِفْ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللهِ اِذًا یَّحْلِفَ وَیَذْهَبَ بِمَالِیْ قَالَ فَاَنْزَلَ اللهُ اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَةِ

۲۲۵۷ ــــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا یُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ کَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ تَقَاضَی ابْنَ اَبِیْ حَدْرَدٍ دَیْنًا کَانَ لَهٗ عَلَیْهِ فِی الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا حَتّٰی سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِیْ بَیْتِهٖ فَخَرَجَ اِلَیْهِمَا حَتّٰی کَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهٖ فَنَادٰی یَا کَعْبُ قَالَ لَبَّیْكَ یَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ ضَعْ مِنْ دَیْنِكَ هٰذَا اَوْمَاَ اِلَیْهِ اَیِ الشَّطْرَ قَالَ لَقَدْ فَعَلْتُ یَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ قُمْ فَاقْضِهٖ۔

قسم کھا کر وہ مسلمان آدمی کا مال مار لے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر سخت ناراض ہوگا۔ اشعث نے کہا بخدا! یہ حدیث میرے متعلق وارد ہوئی ہے میرے اور ایک یہودی کے درمیان زمین مشترک تھی اس نے میری زمین کا انکار کر دیا تو اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے گواہ ہیں؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ تو آپ نے یہودی سے فرمایا! قسم کھا! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ تو اس وقت قسم کھا جائے گا اور میرا سارا مال لے جائے گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ الخ۔ یقیناً جو لوگ اللہ کے عہد کے ساتھ اور اپنی قسموں کے ساتھ تھوڑی قیمت خریدتے ہیں الخ۔

۲۲۵۷ ــــــ ترجمہ: کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ابن حدرد سے مسجد میں اپنا قرضہ طلب کیا جو اس پر تھا ان دونوں کی آوازیں بلند ہونے لگیں تو ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا جبکہ آپ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے اپنے حجرہ شریفہ کا پردہ اٹھایا اور باہر تشریف لائے اور آواز دی اے کعب! انھوں نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا اپنے قرض سے اتنا کم کر دو اور نصف کی طرف اشارہ فرمایا کعب نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آدھا کم کر دیا۔

۲۲۵۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ اَنَا مَالِکٌ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَبْدِ الْقَارِیِّ اَنَّہٗ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ یَقُوْلُ سَمِعْتُ ہِشَامَ بْنَ حَکِیْمِ بْنِ حِزَامٍ یَقْرَاُ سُوْرَۃَ الْفُرْقَانِ عَلٰی غَیْرِ مَا اَقْرَؤُہَا وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقْرَاَنِیْہَا وَکِدْتُ اَنْ اَعْجَلَ عَلَیْہِ ثُمَّ اَمْہَلْتُہٗ حَتّٰی انْصَرَفَ ثُمَّ لَبَّبْتُہٗ بِرِدَائِہٖ فَجِئْتُ بِہٖ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنِّیْ سَمِعْتُ ھٰذَا یَقْرَاُ عَلٰی غَیْرِ مَا اَقْرَاْتَنِیْہَا فَقَالَ لِیْ اَرْسِلْہُ ثُمَّ قَالَ لَہٗ اقْرَاْ فَقَرَاَ فَقَالَ ھٰکَذَا اُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ لِیْ اقْرَاْ فَقَرَاْتُ فَقَالَ ھٰکَذَا اُنْزِلَتْ اِنَّ الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَۃِ اَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْہُ۔

آپ نے دوسرے کو فرمایا اٹھو اور باقی قرض ادا کر دو۔ (حدیث ۲۲۵۶ کی شرح حدیث ۲۲۰۲ کے تحت دیکھیں اور حدیث ۲۲۵۷ کی شرح حدیث ۴۴۷ کے تحت دیکھیں)۔

۲۲۵۸ — ترجمہ : عبدالرحمٰن بن عبدالقاری نے کہا کہ میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے ہشام بن حکیم بن حزام کو سورت فرقان اس کے خلاف پڑھتے ہوئے سنا جس طرح میں پڑھتا تھا حالانکہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پڑھایا تھا میں اس پر جلدی کرنے کے قریب تھا پھر میں نے ان کو مہلت دی حتی کہ وہ نماز سے فارغ ہوئے پھر میں نے ان کے گلے میں چادر ڈالی اور ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا اور میں نے عرض کیا کہ میں نے ان کی قرأت اس کے خلاف سنی ہے جو آپ نے مجھے پڑھایا ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو چھوڑ دو۔ پھر ان سے فرمایا پڑھو انھوں نے پڑھا تو آپ نے فرمایا اسی طرح یہ آیت نازل ہوئی ہے پھر مجھے فرمایا کہ تم پڑھو میں نے پڑھا تو آپ نے فرمایا یہ اس طرح نازل ہوئی ہے۔ بے شک قرآن کریم سات حرفوں میں نازل ہوا اس میں سے جس طرح آسانی ہو پڑھو!

۲۲۵۸ — شرح : علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حق بات یہ ہے کہ قاری کی آسانی کے لئے قرآن کریم سات حروف میں نازل ہوا جو معنی میں متفق ہیں یہ صحابہ کرام کے اجماع سے پہلے تھا اور اب ان کے اجماع کے خلاف پڑھنے کی ہرگز اجازت نہیں سات حروف کی تفسیر میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ ان سے مراد سات لغات ہیں۔ یعنی قرآن کریم عرب کی فصیح تر لغات میں نازل ہوا ہے بعض حرف کا معنی اعراب کہتے ہیں کیونکہ حرف کا معنی طرف ہے اور اعراب بھی اسم کے آخر ایک طرف ہوتا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ فلاں قاری حرفِ عاصم پر پڑھتا ہے یعنی اس اعراب کے مطابق پڑھتا ہے جو عاصم نے اختیار کیا ہے۔ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ حروف اسماء ہیں جو ان حروف سے مرکب ہیں جن سے کلمہ بنتا ہے اور وہ سات طرح پڑھا جاتا ہے جیسے قرآن کریم میں ہے نَرْتَعْ وَنَلْعَبْ یہ سات طرح پڑھا گیا ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ نزول آیت پر عدد کا اطلاق کیسے جائز ہے حالانکہ آیت تو ایک ہی دفعہ نازل ہوتی ہے متعدد بار تو نازل نہیں ہوئی اس کا

بَابُ اِخْرَاجِ اَهْلِ الْمَعَاصِيْ وَالْخُصُوْمِ مِنَ الْبُيُوْتِ بَعْدَ الْمَعْرِفَةِ وَقَدْ اَخْرَجَ عُمَرُ اُخْتَ اَبِيْ بَكْرٍ حِيْنَ نَاحَتْ۔

۲۲۵۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَتُقَامَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰى مَنَازِلِ قَوْمٍ لَا يَشْهَدُوْنَ الصَّلٰوةَ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ۔

جواب یہ ہے کہ سیدنا جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر رمضان مبارک میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم کا دَور کیا کرتے تھے تو ہر دَور میں مختلف طرح پر وہ دُور کرتے تھے۔ اسی لئے آپ نے فرمایا مجھے جبرائیل نے ایک حرف پر قرآن پڑھایا میں نے ان سے آسانی کے لئے کہا اور ہر بار میں امت کی آسانی کے متعلق کہتا رہا حتیٰ کہ سات حروف تک پہنچے۔ قاضی عیاض نے کہا ان سات حروف میں حصر مقصود نہیں یہ تو صرف آسانی کے لئے کیا گیا ہے لیکن اکثر علماء ان سات حروف میں قرأت کو منحصر کہتے ہیں۔ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ سات حروف تلاوت کی صورت اور ادغام، اظہار، تفخیم ترقیق، مد، امالہ سے نطق کی کیفیت ہے۔ تاکہ ہر اس لغت میں پڑھ لے جو اس کے لئے آسان ہو۔ بعض کا کہنا ہے کہ یہ الفاظ اور حروف ہیں اور یہ سات لغات عرب کی ہیں یمنی ہوں یا نجدی ہوں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ سات مضر کی لغات ہیں اور یہ سارے قرآن میں منتفرقہ ہیں ایک کلمہ میں مجتمع نہیں ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ بعض کلمات میں یہ جمع بھی ہو جاتی ہیں۔ داؤدی نے کہا یہ سات قراءتیں جو آجکل لوگ پڑھتے ہیں ان میں سے ہر حرف اس سات قرأتوں میں سے نہیں ہے بلکہ کبھی یہ مختلف مقامات میں ہوتی ہیں (کرمانی)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ دین میں بہت متصلب تھے اور ان کے بعد ہشام سب سے زیادہ متصلب تھے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب کوئی مکروہ شئ دیکھتے تو فرماتے جب تک میں اور ہشام زندہ ہیں۔ یہ مکروہ دیکھنے میں نہ آسے گا۔ جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء عندہ۔

باب — حال معلوم ہوجانے کے بعد گناہ کرنے والوں اور جھگڑنے والوں کو گھر سے نکال دینا،،

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ کو گھر سے نکال دیا جس وقت اُنھوں نے نوحہ کیا ؂

۲۲۵۹ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] کہ نماز قائم کرنے کا حکم دوں پھر

بَابُ دَعْوَى الْوَصِيِّ لِلْمَيِّتِ

۲۲۶۰ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ عَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ وَسَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ اخْتَصَمَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ابْنِ اَمَةِ زَمْعَةَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْصَانِيْ اَخِيْ اِذَا قَدِمْتُ اَنْ اَنْظُرَ ابْنَ اَمَةِ زَمْعَةَ فَاَقْبِضَهُ فَاِنَّهُ ابْنِيْ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ اَخِيْ وَابْنُ اَمَةِ اَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِ اَبِيْ فَرَاَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَاحْتَجِبِيْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ۔

لوگوں کے گھروں میں جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھر جلا دوں۔

۲۲۵۹ ــــ شرح: یعنی جس کو شرع نے جائز نہ کیا ہو اس کے مرتکب کو زجر اور تادیب کے طور پر گھر سے نکالنا جائز ہے۔ چنانچہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ اُم فروہ کو گھر سے نکال دیا جبکہ اُنھوں نے حضرت ابوبکر صدیق کی وفات کے وقت نوحہ کیا تھا۔ حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ جو لوگ نماز باجماعت میں حاضر نہیں ہوتے اگر ان کے گھروں کو آگ لگا دی جائے تو وہ جلدی سے گھروں سے باہر آجائیں گے کیونکہ نماز باجماعت ترک کرنا گناہ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مال ضائع کر دینے میں بھی عقوبت ہے۔ اور اس کا صرف امیر المومنین کو اختیار ہے۔ حدیث ۶۲۰ کی شرح دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــ میت کے وصی کا دعویٰ کرنا ”

۲۲۶۰ ــــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عبد بن زمعہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑا لے گئے۔ حضرت سعد نے کہا یارسول اللہ! میرے بھائی نے مجھے وصیت کی تھی کہ جب میں مکہ پہنچوں اور زمعہ کی لونڈی کا بیٹا دیکھوں تو اس کو قبضہ میں کر لوں کیونکہ وہ میرا بیٹا ہے۔ اور عبد بن زمعہ نے کہا یہ میرا بھائی اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے۔ میرے باپ کے فراش پر پیدا ہوا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (بچے کی عتبہ سے) واضح مشابہت دیکھی تو فرمایا اے عبد بن زمعہ یہ تجھ کو ملے گا۔ بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا اے سودہ اس سے پردہ کر دے۔“

۲۲۶۰ ــــ شرح: زمعہ بن قیس عامری صحابی ہیں اور جس بچے میں جھگڑا ہوا تھا وہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا تھا اس کا نام عبدالرحمٰن ہے وہ صحابی ہے۔ عتبہ بن ابی وقاص کے اسلام میں اختلاف ہے۔ [illegible]

بَابُ التَّوَثُّقِ مِمَّنْ تُخْشٰى مَعَرَّتُهُ وَقَيَّدَ ابْنُ عَبَّاسٍ عِكْرِمَةَ عَلٰى تَعْلِيْمِ الْقُرْاٰنِ وَالسُّنَنِ وَالْفَرَائِضِ۔ ۲۲۶۱ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهٗ ثُمَامَةُ بْنُ اُثَالٍ سَيِّدُ اَهْلِ الْيَمَامَةِ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ قَالَ عِنْدِيْ يَا مُحَمَّدُ خَيْرٌ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ فَقَالَ اَطْلِقُوْا ثُمَامَةَ۔

زخمی کیا تھا۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا ام المومنین ہیں ان کو پردہ کرنے کا حکم اس لئے فرمایا کہ اس بچے کی شکل و صورت عتبہ سے ملتی جلتی تھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیافہ دان کے قول پر حکم نہیں کیا جاسکتا۔ حدیث ۱۹۲۷ کی شرح میں تفصیل مذکور ہے۔

باب — جس سے فتنہ و فساد کا خطرہ ہو اس کو باندھنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عکرمہ کو قرآن، سُنن اور فرائض کی تعلیم کے لئے قید کیا تھا۔

۲۲۶۱ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف ایک لشکر بھیجا وہ بنی حنیفہ کے ایک شخص جس کو ثمامہ بن اثال کہا جاتا تھا اور وہ اہلِ یمامہ کا سردار تھا کو پکڑ لائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اے ثمامہ! تیرے پاس کیا ہے؟ اُس نے کہا یا محمد! صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس خیر ہے اور پوری حدیث ذکر کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثمامہ کو چھوڑ دو!

۲۲۶۱ — شرح : ثمامہ اہل یمامہ کا سردار تھا اُن کے ساتھ وہ مرتد نہیں ہوا تھا۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی رہائی کا حکم دیا تو وہ مسلمان ہوگیا اور آخر تک اسلام پر مستحکم رہا۔ حدیث ۴۵۲ کی شرح دیکھیں۔

بَابُ الرَّبْطِ وَالْحَبْسِ فِي الْحَرَمِ وَاشْتَرَى نَافِعُ بْنُ عَبْدِ الْحَارِثِ دَارًا لِلسِّجْنِ بِمَكَّةَ مِنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ عَلَى إِنْ عُمَرُ رَضِيَ بِالْبَيْعِ فَالْبَيْعُ بَيْعُهُ وَإِنْ لَمْ يَرْضَ عُمَرُ فَلِصَفْوَانَ أَرْبَعُ مِائَةِ دِينَارٍ وَسَجَنَ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ۔

۲۲۶۲ —— حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ۔

باب —— حرم میں باندھنا اور قید کرنا

نافع بن عبدالحارث نے صفوان بن اُمیّہ سے مکہ میں جیل کے لئے ایک مکان اس شرط پر خرید کیا کہ عمر "رضی اللہ عنہ" اگر راضی ہوگئے تو بیع تام ہے اور اگر وہ راضی نہ ہُوئے تو صفوان کو چارسو دینار ملیں گے اور ابن زُبیر نے مکہ میں قید کیا"

۲۲۶۲ —— ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف ایک لشکر بھیجا وہ بنی حنیفہ کے ایک شخص جس کو ثمامہ بن اُثال کہا جاتا تھا پکڑ لائے اور مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ اس کو باندھ دیا۔

۲۲۶۲ —— شرح : نافع بن عبدالحارث فضلاءِ صحابہ کرام میں سے ہیں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو مکہ مکرمہ کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اور صفوان بن اُمیہ جمحی مکی صحابی ہیں۔ بخاری میں ان دونوں حضرات سے منقول حدیث صرف یہی ہے! یعنی نافع بن عبدالحارث نے صفوان بن اُمیہ سے مکہ مکرمہ میں اس شرط پر مکان خریدا کہ اگر عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس خریداری پر راضی ہوگئے تو بیع پوری ہے۔ ورنہ جب تک عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا جواب موصول نہیں ہوتا اس مکان کو بطور جیل استعمال کے عوض صفوان کو چارسو درہم ادا کئے جائیں گے (یہ بیع جائز ہے) اور یہ چارسو درہم مکان کی قیمت نہیں تھی کیونکہ مکان کی بیع چار ہزار درہم پر ہوئی تھی!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابٌ فِي الْمُلَازَمَةِ۔ ۲۲۶۳ — يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرٍ وَقَالَ غَيْرُهُ ثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ كَانَ لَهُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ حَدْرَدٍ الْاَسْلَمِيِّ دَيْنٌ فَلَقِيَهُ فَلَزِمَهُ فَتَكَلَّمَا حَتّٰى ارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا فَمَرَّ بِهِمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا كَعْبُ وَاَشَارَ بِيَدِهٖ كَاَنَّهٗ يَقُوْلُ النِّصْفَ فَاَخَذَ نِصْفَ مَا عَلَيْهِ وَتَرَكَ نِصْفًا۔

بَابُ التَّقَاضِيْ۔ ۲۲۶۴ — حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ اَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ لِيْ عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَرَاهِمُ فَاَتَيْتُهٗ اَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لَا اَقْضِيْكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقُلْتُ لَا وَاللّٰهِ لَا اَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ حَتّٰى يُمِيْتَكَ اللّٰهُ ثُمَّ يَبْعَثَكَ قَالَ فَدَعْنِيْ حَتّٰى اَمُوْتَ ثُمَّ اُبْعَثَ فَاُوْتٰى مَالًا وَّوَلَدًا ثُمَّ اَقْضِيَكَ فَنَزَلَتْ اَفَرَاَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب — قرض دار کی نگرانی کرنا

۲۲۶۳ — ترجمہ: کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان پر عبداللہ بن حدرد اسلمی پر قرضہ تھا وہ اُن سے ملے اور ان کو اپنی نگرانی میں کر لیا دونوں میں جھگڑا ہو گیا حتیٰ کہ ان کی آوازیں بلند ہونے لگیں اور ان کے پاس سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے تو فرمایا اے کعب! اور دستِ اقدس سے اشارہ فرمایا گویا کہ آپ فرماتے تھے آدھا چھوڑ دو تو کعب نے اس پر آدھا لے لیا اور آدھا چھوڑ دیا۔

۲۲۶۳ — شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مقروض کو پابند کرنا جائز ہے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کِتَابُ اللُّقَطَةِ

بَابٌ اِذَا اَخۡبَرَهٗ رَبُّ اللُّقَطَةِ بِالۡعَلَامَةِ دَفَعَ اِلَیۡهِ

۲۲۶۵ ـــــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعۡبَةُ ح وَحَدَّثَنِیۡ مُحَمَّدُ بۡنُ بَشَّارٍ

کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو کچھ نہ کہا جبکہ اُنھوں نے اپنے قرضدار کو پابند کر لیا تھا لیکن اگر قرضدار غریب ہو تو پابندی نہیں کرنی چاہیئے اور اس کو مہلت دینی چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــــ قرض کا مطالبہ کرنا

۲۲۶۴ ـــــ ترجمہ : خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا میں جاہلیت میں لوہاروں کا کاروبار کرتا تھا۔ اور میرا عاص بن وائل پر کچھ درہم قرض تھا۔ میں اس کے پاس آیا اور قرض کا مطالبہ کیا تو اُس نے کہا میں تجھے قرض نہیں دوں گا حتیٰ کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے میں نے کہا بخدا! میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہیں کروں گا حتیٰ کہ تجھے اللہ تعالیٰ مارے پھر زندہ کرے اُس نے کہا مجھے چھوڑ دو حتیٰ کہ میں مروں گا پھر زندہ اُٹھایا جاؤں گا او ر مجھے مال اور اولاد ملے گی پھر تیرا قرض ادا کر دوں گا۔ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "کیا تو نے اس کو دیکھا جس نے میری آیات کا انکار کیا اور کہا مجھے مال و اولاد ملے گی الخ"

(اس حدیث کی تفصیل کے لئے حدیث ۱۹۶۳ کی شرح دیکھیں)

باب ـــــ گری پڑی چیز اُٹھانا

اور جب گری پڑی شئی کا مالک نشانی بتا دے تو اُٹھانے والا اس کو واپس کر دے ،

۲۲۶۵ ـــــ سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے سُوید بن غفلہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی تو اُنھوں نے کہا میں نے سو دینار کی ایک تھیلی پائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا اس کی ایک برس تشہیر کر دو میں نے ایک برس اس کی تشہیر کی تو اس کو پہچاننے والا کوئی نہ ملا

پھر میں آپکے پاس آیا تو آپنے فرمایا ایک سال اور تشہیر کرو میں نے اس کی تشہیر کی اور اس کو پہچاننے والا نہ پایا پھر ....

ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ غَفَلَةَ قَالَ لَقِيْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَقَالَ اَخَذْتُ صُرَّةً فِيْهَا مِائَةُ دِيْنَارٍ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا فَلَمْ اَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا ثُمَّ اَتَيْتُهُ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا فَلَمْ اَجِدْ ثُمَّ اَتَيْتُهُ ثَالِثًا فَقَالَ احْفَظْ وِعَاءَهَا وَعَدَدَهَا وَوِكَاءَهَا فَاِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَاِلَّا فَاسْتَمْتِعْ بِهَا فَاسْتَمْتَعْتُ فَلَقِيْتُهُ بَعْدُ بِمَكَّةَ قَالَ لَا اَدْرِيْ ثَلَاثَةَ اَحْوَالٍ اَوْ حَوْلًا وَاحِدًا۔

تیسری بار آپ کے پاس آیا تو فرمایا اس کا ظرف، گنتی اور تسمہ (سربندھن) کو یاد رکھو اگر اس کا مالک آجائے تو فبہا ورنہ اس سے فائدہ اُٹھاؤ؛ چنانچہ میں نے اس سے فائدہ اُٹھایا اس کے بعد میں ابی بن کعب سے مکہ میں ملا تو اُنھوں نے کہا مجھے معلوم نہیں تین سال یا ایک سال تشہیر کے لئے فرمایا۔

شرح ۲۲۶۵ : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کسی فقیہ نے یہ نہیں کہا کہ گری پڑی شئی کی تین برس تشہیر کی جائے کیونکہ سُوَید بن غفلہ جب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مکہ میں ملے تو ان کی توجہ اس طرف مبذول کروائی تو اُنھوں نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ ایک سال یا تین سال تشہیر کرنا فرمایا۔ تین سال تشہیر مشکوک ہے لہٰذا وہ ساقط ہوگئی۔ علماء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ جب گری پڑی شئی کا مالک آجائے اور وہ اس کی نشانیاں بیان کردے تو وہ شئی اس کو واپس کردی جائے گی یا اس کو کہا جائے گا کہ گواہ لاؤ۔ امام مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہما نے کہا اس حدیث کے مطابق وہ شئی واپس کردی جائے گی اور دلیل کا مطالبہ نہ کیا جائے گا امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا بَیِّنَہ (دلیل) کے بغیر وہ شئی واپس نہیں کی جائے گی کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مُدّعی کا بینہ قائم کرنا ضروری ہے اور بخاری میں مذکور حدیث کا جواب یہ ہے۔ جب مالک نشانی بیان کردے۔ اور وہ شخص اس کی تصدیق کردے تو وہ شئی واپس کرسکتا ہے اگرچہ مالک کے پاس بینہ نہ ہو اور اگر کوئی دُوسرا شخص اس پر بینہ قائم کردے تو سب کا اتفاق ہے کہ وہ شئی پہلے سے لے کر دُوسرے کو دے دی جائے گی کیونکہ نشانی بیان کرنے سے بینہ قوی تر ہے۔ اور اگر اس کو ضائع کردیا ہو تو ضامن ہوگا اور اگر ایک سال سے پہلے وہ شئی ضائع ہوگئی تو امام ابوحنیفہ اور امام محمد رضی اللہ عنہما نے کہا اگر شئی اُٹھاتے وقت کسی کو گواہ بنا لیا تھا کہ وہ اس کو واپس کردے گا تو ضامن نہ ہوگا ورنہ ضامن ہوگا اُنھوں نے ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ کی حدیث سے استدلال کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی گری پڑی شئی پائے تو اس پر دو عادل گواہ قائم کرے اور اس میں کسی قسم کا اخفاء نہ کرے اگر اس کا مالک آجائے تو اس کو دیدے ورنہ وہ اللہ کا مال ہے۔ امام ابویوسف کے نزدیک اس پر شہادت قائم کرنی ضروری نہیں۔ امام شافعی، مالک اور احمد رحمہم اللہ تعالیٰ بھی اسی طرح کہتے ہیں۔ اور اگر گواہ نہ بنے تو بالاتفاق ضامن نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ ضَالَّةِ الْاِبِلِ ۔ ۲۲۶۶ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ عَبَّاسٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ رَبِيْعَةَ ثَنِيْ يَزِيْدُ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَالَهُ عَمَّا يَلْتَقِطُهُ فَقَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَآءَهَا فَاِنْ جَاءَ اَحَدٌ يُخْبِرُكَ بِهَا وَاِلَّا فَاسْتَنْفِقْهَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ لَكَ اَوْ لِاَخِيْكَ اَوْ لِلذِّئْبِ فَقَالَ ضَالَّةُ الْاِبِلِ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالَكَ وَلَهَا مَعَهَا حِذَآءُهَا وَسِقَاؤُهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَاكُلُ الشَّجَرَ ۔

باب ــــ کھوئے ہوئے اُونٹ کا حکم

۲۲۶۶ ــــ ترجمہ : زید بن خالد جُہنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا اور اُس نے گری پڑی شئی کو اُٹھا لینے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا اس کی ایک سال تشہیر کر پھر اس کی تھیلی اور تسمہ کو یاد رکھ اگر کوئی آئے جو تجھے اس کی خبر دے تو فبہا ورنہ اس کو خرچ کرے اُس نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ ! تو کھوئی ہوئی بکری ؟ آپ نے فرمایا وہ تیری یا تیرے بھائی کی یا پھر بھیڑیئے کی ہے ۔ اُس نے عرض کیا تو کھویا ہُوا اُونٹ ؟" یہ سُن کر" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کا چہرۂ انور سُرخ ہوگیا (غصّہ سے) آپ نے فرمایا تجھے اس سے کیا مطلب ! حالانکہ اس کے ساتھ اس کا جوتا اور مشک ہے وہ پانی پر آتا جاتا رہے گا اور درخت کھاتا رہے گا ۔

۲۲۶۶ ــــ شرح : یعنی اگر تو بکری کو نہ پکڑے گا تو کوئی اور پکڑ لے گا اور اگر وہ بھی نہ پکڑے تو اسے بھیڑیا کھا جائے گا ! ابن دقیق العید نے کہا چونکہ اونٹ حفاظت سے مستغنی ہے اور نہ ہی وہ کسی کے نفقہ کا محتاج ہے ۔ کیونکہ اس کی طبع میں پیاس برداشت کرنا ہے اس لئے جوتے اور مشکیزے سے تعبیر کی کہ یہ اس کے ساتھ ہیں ۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا مقصد یہ ہے کہ بکری حفاظت کی محتاج ہے ورنہ اس کے ضائع ہونے کا قوی امکان ہے ۔ اس لئے اس کو پکڑ لینا ضروری ہے اور اُونٹ حفاظت کا محتاج نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں قوت ، جلادت اور مدافعت پیدا کی ہے اسی طرح گائے گھوڑا وغیرہ جو چھوٹے چھوٹے درندوں سے اپنی ذاتی قوت کے باعث محفوظ رہتے ہیں یا وہ دوڑ کر اپنی حفاظت کر لیتے ہیں جیسے خرگوش اور ہرن وغیرہ تو ان کو بھی پکڑنا جائز نہیں ۔ جمہور علماء کا یہی مذہب ہے اور وہ ظاہر حدیث سے استدلال کرتے ہیں ۔ لیکن احناف کہتے ہیں کہ اونٹ وغیرہ کا بھی پکڑ لینا اچھا ہے ۔ [illegible] رہے ۔

بَابُ ضَالَّةِ الْغَنَمِ ۲۲۶۷ ـــــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ يَقُوْلُ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَزَعَمَ أَنَّهُ قَالَ اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً يَقُوْلُ يَزِيْدُ إِنْ لَّمْ تُعْرَفْ اسْتَنْفَقَ بِهَا صَاحِبُهَا وَكَانَتْ وَدِيْعَةً عِنْدَهُ قَالَ يَحْيٰى فَهٰذَا الَّذِيْ لَا أَدْرِيْ أَفِيْ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ أَمْ شَيْءٌ مِّنْ عِنْدِهِ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ تَرٰى فِيْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ يَزِيْدُ وَهِيَ تُعَرَّفُ أَيْضًا ثُمَّ قَالَ كَيْفَ تَرٰى فِيْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ قَالَ فَقَالَ دَعْهَا فَإِنَّ مَعَهَا حِذَاءَهَا وَسِقَاءَهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَجِدَهَا رَبُّهَا۔

بَابُ إِذَا لَمْ يُوْجَدْ صَاحِبُ اللُّقَطَةِ بَعْدَ سَنَةٍ فَهِيَ لِمَنْ وَجَدَهَا

باب ـــ گمشدہ بکری کا حکم

۲۲۶۷ ـــ ترجمہ : زید بن خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گمشدہ شئ سے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اس کی تھیلی اور سر بندھن (تسمہ) کو یاد رکھو پھر اس کا ایک سال اعلان کرو۔ یزید کہتے ہیں اگر کوئی پتہ نہ چلے تو اس کو پکڑنے والا خرچ کرے اور وہ اس کے پاس امانت ہے۔ یحییٰ نے کہا میں نہیں جانتا یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں ہے یا یزید نے اپنی طرف سے بڑھا دیا ہے۔ پھر اس نے کہا آپ گم شدہ بکری کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تیرے لئے ہے یا تیرے بھائی کے لئے یا بھیڑیے کے لئے ہے۔ یزید نے کہا اس کی بھی تشہیر کی جائے پھر اس نے کہا کھوئے ہوئے اونٹ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو کیونکہ اس کے ساتھ اس کا جوتا اور مشکیزہ ہے وہ پانی پر آئے گا اور درخت کھاتا رہے گا حتیٰ کہ اس کا مالک اس کو پا لے گا۔ (حدیث ۹۰ کی شرح دیکھیں)

باب ـــ جب ایک سال کے بعد گمشدہ کا مالک نہ ملے تو وہ اس کے لئے ہے جو اس کو پائے

۲۲۶۸ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَاِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَاِلَّا فَشَانُكَ بِهَا قَالَ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ هِيَ لَكَ اَوْ لِاَخِيْكَ اَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ فَضَالَّةُ الْاِبِلِ قَالَ مَالَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَاْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا ـ

۲۲۶۸ ـــــ ترجمہ : زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے کہا ایک شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور گم شدہ شئی کے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا اس کی تھیلی اور سر بندھن (تسمہ) کو پہچان لے پھر اس کا ایک سال اعلان کر اگر اس کا مالک آجائے تو فبہا ورنہ جو چاہو کرو۔ اُس نے کہا تو گمی ہوئی بکری آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تیری ہے یا تیرے بھائی کی ہے یا بھیڑیے کی ہے اُس نے کہا بھٹکا ہوا اُونٹ ؟ آپ نے فرمایا تجھے اس سے کیا سروکار ؟ اس کے ساتھ اس کی مشک اور اس کا جوتا ہے وہ پانی پر آئے گا درخت کھائے گا حتی کہ اس کا مالک اس کو پالے گا !

۲۲۶۸ ـــــ شرح : اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ گری پڑی شئی کو اُٹھا لینا جائز ہے۔ اور اگر وہ سوال سے پہلے پہلے خراب نہ ہو تو سال بھر اس کا اعلان کیا جائے اور اگر مالک نہ آئے تو وہ اگر فقیر ہے تو خود استعمال میں لے آئے اور اگر غریب نہیں تو صدقہ کر دے اور دونوں صورتوں میں اگر مالک آجائے تو اس کو ضمان ادا کرنا واجب ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جو شئی معمولی ہو اور لوگ اس کے حصول کے اتنے شائق نہ ہوں جیسے ایک آدھ کھجور تو اس کا اعلان ضروری نہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جو جنگل میں بھٹکی ہوئی بکری پائے اور کھالے تو اس پر ضمان واجب نہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تیری ہے یا تیرے بھائی کی یا بھیڑیے کی ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا کہ حدیث میں اس کو مالک نہیں بنایا جیسے بھیڑیے کو مالک نہیں بنایا۔ تمام فقہا کا اس بات پر اتفاق ہے کہ گمشدہ بکری پانے والے نے اگر اس کو نہیں کھایا حتی کہ اس کا مالک آگیا تو وہ اس کو واپس کرے گا۔ معلوم ہوا کہ وہ بکری پکڑنے سے مالک نہیں ہوتا۔ احناف کے مذہب میں اگر گم شدہ شئی کی قیمت دس درہم سے کم ہے تو اس کی تشہیر ضروری نہیں اور یہ شئی حقیر شمار ہوتی ہے (حدیث ۹۰ کی شرح دیکھیں)

بَابٌ اِذَا وَجَدَ خَشَبَةً فِي الْبَحْرِ اَوْ سَوْطًا اَوْ نَحْوَهُ وَقَالَ اللَّيْثُ ثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ فَخَرَجَ يَنْظُرُ لَعَلَّ مَرْكَبًا قَدْ جَآءَ بِمَالِهٖ فَاِذَا هُوَ بِالْخَشَبَةِ فَاَخَذَهَا لِاَهْلِهٖ حَطَبًا فَلَمَّا نَشَرَهَا وَجَدَ الْمَالَ وَالصَّحِيْفَةَ۔

بَابٌ اِذَا وَجَدَ تَمْرَةً فِي الطَّرِيْقِ

باب — جب دریا میں لکڑی یا کوڑا وغیرہ پائے

لیث نے کہا مجھے جعفر بن ربیعہ نے عبدالرحمٰن بن ہرمز سے خبر دی اُنھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا اور پُوری حدیث بیان کی اور وہ شخص باہر نکلا کہ شائد کوئی جہاز اس کا مال لے کر آیا ہو تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک لکڑی اس کی طرف آرہی ہے۔ اُس نے ایندھن کے لئے اس کو پکڑ لیا جب اس کو کھولا تو اس میں مال اور خط پایا۔

شرح: یعنی جب کوئی شخص دریا میں سے لکڑی پائے یا کسی جگہ سے کوڑا وغیرہ مل جائے یا کوئی ڈنڈا، رسّی جیسی شئ پائے تو کیا اس کو اپنے پاس رکھ لے یا چھوڑ دے؟ اگر پاس رکھ لے تو اس کا مالک ہو جائے گا یا اس کا حال گم شدہ چیز جیسا ہے؟ اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جب دریا سے کوئی چیز ملے تو اس کو ترک کرنا بہتر ہے۔ بعض علماء نے کہا اگر گم شدہ شئ مل جائے تو اس کو لے لے اگر اس کا مالک آجائے تو اس کو ضمان دیدے اور بعض اہل علم نے کہا اگر معمولی شئ ہو تو وہ اپنے استعمال میں لے آئے اور اس کی تشہیر وغیرہ نہ کرے ہدایہ میں اسی طرح مذکور ہے کہ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ گری پڑی شئ کا مالک اس کو تلاش نہیں کر رہا ہے۔ تو اس کی تشہیر کئے بغیر اس سے نفع حاصل کرنا جائز ہے۔ لیکن وہ مالک کی ملک میں رہے گی کیونکہ مجہول شئ کا مالک بنانا جائز نہیں ہے۔

باب — جب راستہ میں کھجور پائے

۲۲۶۹ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوسُفَ ثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ طَلْحَةَ ابْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرَةٍ فِی الطَّرِیْقِ فَقَالَ لَوْلَا اَنِّیْ اَخَافُ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَاَ کَلْتُهَا وَقَالَ یَحْیٰی ثَنَا سُفْیٰنُ ثَنِیْ مَنْصُوْرٌ ح وَقَالَ زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ الْیَامِیِّ ثَنَا اَنَسٌ۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ لَاَ نْقَلِبُ اِلٰی اَهْلِیْ فَاَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلٰی فِرَاشِیْ فَاَرْفَعُهَا لِاٰ کُلَهَا ثُمَّ اَخْشٰی اَنْ تَکُوْنَ صَدَقَةً فَاُلْقِیْهَا۔ بَابُ کَیْفَ تُعَرَّفُ لُقَطَةُ اَهْلِ مَکَّةَ وَقَالَ طَاوٗسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ ـــ

۲۲۶۹ ـــــ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم راستہ میں گری ہوئی کھجور کے پاس سے گزرے تو فرمایا اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ یہ کھجور صدقہ ہوگی تو میں اسے کھا لیتا یحیٰی نے کہا مجھے سفیان نے خبر دی انھوں نے کہا مجھے منصور نے خبر دی اور زائدہ نے منصور سے انھوں نے طلحہ سے روایت کی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا اور محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہ ہم کو عبد اللہ نے خبر دی انھوں نے کہا ہم سے مَعْمَر نے ہمام بن مُنَبِّہ سے انھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے گھر جاتا ہوں اور اپنے بستر پر گری ہوئی کھجور پاتا ہوں تو اس کو کھانے کے لئے اٹھا لیتا ہوں پھر اس اندیشہ کے پیشِ نظر کو یہ صدقہ ہوگی اس کو پھینک دیتا ہوں۔

۲۲۶۹ ـــــ شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر صدقہ حرام تھا اور یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ مشتبہ اشیاء سے احتراز کرنا چاہیئے۔ اور گری پڑی معمولی شئی کو استعمال میں لے آنا مباح ہے اور اس کی تشہیر کی ضرورت نہیں۔ شیخ عبدالرزاق نے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک انار گرا ہوا پایا تو اس کو اٹھا کر کھا لیا۔ حدیث ۱۹۲۹ کی شرح دیکھیں۔

باب ـــــ اہلِ مکہ کے لُقَطَہ کی تشہیر کیسے کی جائے

طاؤس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ کا لقطہ (گری پڑی شئے) وہ اُٹھائے جو اس کا اعلان کرے

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا اِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَقَالَ خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا اِلَّا لِمُعَرِّفٍ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا رَوْحٌ ثَنَا زَكَرِيَّا ثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُعْضَدُ عِضَاهُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا تَحِلُّ لُقَطَتُهَا اِلَّا لِمُنْشِدٍ وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا فَقَالَ عَبَّاسٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا الْاِذْخِرَ قَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ۔

خالد نے عکرمہ سے انھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت لی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ کا لقطہ وہی اٹھائے جو اس کی تشہیر کرے اور احمد بن سعد نے بیان کیا کہ روح نے زکریا، عمر بن دینار اور عکرمہ کے وسائط سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہاں کا درخت نہ کاٹا جائے اور نہ وہاں کا شکار بھگایا جائے اور اس کا لقطہ تشہیر کرنے والے کے سوا کسی کے لئے اٹھانا جائز نہیں اور نہ ہی وہاں کی گھاس اکھاڑی جائے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مگر اذخر "گھاس"، آپ نے فرمایا گھاس کی اجازت ہے۔

تشریح: باب کے اس عنوان کا مقصد حرم کا لُقَطَہ ثابت کرنا ہے اور ان لوگوں کے اس قول کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ اہلِ حرم کا لُقَطَہ نہ اٹھایا جائے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجی کی گری پڑی شئ اٹھانے سے منع فرمایا ہے (مسلم شریف) علماء نے مسلم کی حدیث کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حرم کا لقطہ اس نیت سے نہ اٹھائے کہ وہ اس کا مالک ہے اور اس کی حفاظت کرنا مقصد نہ ہو۔ اس باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حرم کا لُقَطَہ ثابت ہے اور اس کو حفاظت کے لئے اٹھایا جائے اور اس کی تشہیر کی جائے۔ فقہاء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ مکہ مکرمہ کے لقطہ کا حکم دوسرے شہروں کے لقطہ کے حکم جیسا ہے یا نہیں سیدنا عمر فاروق، ابن عباس اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم نے کہا مکہ مکرمہ کے لقطہ اور دوسرے شہروں کے لقطہ کا حکم واحد ہے۔ امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کا مذہب بھی یہی ہے۔ لیکن امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کا لقطہ حلال نہیں اور اس کا پانے والا صرف اعلان ہی کرے۔ واللہ اعلم

۲۲۷۰ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى ثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ ثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ ثَنِي أَبُو سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَامَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ فَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ كَانَ قَبْلِي وَإِنَّهَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَإِنَّهَا لَنْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي فَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا يُخْتَلَى شَوْكُهَا وَلَا تَحِلُّ سَاقِطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا أَنْ يُفْدَى وَإِمَّا أَنْ يُقِيدَ فَقَالَ الْعَبَّاسُ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّا نَجْعَلُهُ لِقُبُورِنَا وَبُيُوتِنَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَقَامَ أَبُو شَاهٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اكْتُبُوا لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ قُلْتُ لِلْأَوْزَاعِيِّ مَا قَوْلُهُ اكْتُبُوا لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ هٰذِهِ الْخُطْبَةَ الَّتِي سَمِعَهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۲۲۷۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ فتح کرایا تو آپ نے لوگوں میں خطبہ دیا اور اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکہ سے ہاتھی روک دیئے اور اس پر اپنے رسول اور مومنوں کو مسلط کیا پس مجھ سے پہلے مکہ کسی کیلئے حلال نہیں ہوا اور میرے لئے صرف دن کی ایک گھڑی میں حلال ہوا اور میرے لئے صرف دن کی ایک گھڑی میں حلال ہوا اور میرے بعد کسی کے لئے حلال نہ ہوگا اس کا شکار نہ بھگایا اور نہ اس کا کانٹا اکھاڑا جائے اور تشہیر کرنے والے کے سوا اس کا لقطہ کسی کے لئے حلال نہیں اور وہاں جس کا کوئی آدمی قتل کیا جائے اس کو دو امروں میں اختیار ہے دیت لے یا قصاص لے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا مگر گھاس کیونکہ ہم اسے اپنی قبروں اور گھروں میں استعمال کرتے ہیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر گھاس (اس کی اجازت ہے) اہل یمن سے ایک آدمی ابو شاہ کھڑا ہو گیا اس نے کہا یا رسول اللہ! مجھے یہ لکھ دیجئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ابو شاہ کے لئے لکھ دو۔ ولید بن مسلم نے کہا میں نے اوزاعی سے کہا کہ ابو شاہ کا یہ کہنا کہ یا رسول اللہ! میرے لئے لکھ دیجئے۔ اس کا کیا مقصد ہے؟ اوزاعی نے کہا یہ خطبہ جو اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

۲۲۷۰ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم کے احترام کے لئے مذکور امور

کو منع فرمایا۔ وہاں قتل و غارت کو حرام فرمایا حتیٰ کہ اگر کوئی قتل کرکے حرم میں داخل ہو جائے تو اس کو باہر نکلنے پر مجبور کیا جائے اور اس کا خورد و نوش بند کر دیا جائے تاکہ وہ مجبور ہو کر حرم سے باہر نکل جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا“، جو کوئی حرم میں داخل ہو جائے وہ امن میں ہے اور یہ حکم قیامت تک ہے کہ حرم میں کسی کو خونریزی کی اجازت نہیں حتیٰ کہ حرم کا شکار بھی امن میں ہے کہ اس کو اپنی جگہ سے ڈرایا نہ جائے اور اس کو حرم سے باہر نہ نکالا جائے اور حرم کے درخت بھی محفوظ ہیں کہ ان کو کاٹا نہ جائے البتہ اذخر گھاس کو ان سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم قبروں میں یہ گھاس بچھاتے ہیں اور مکانوں کی چھتوں پر ڈالتے ہیں اس کی ہمیں اجازت دی جائے تو آپ نے اس کی اجازت دے دی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے احکام شرع میں آپ کو اختیار دیا ہے کہ اللہ کے حکم سے تحلیل و تحریم کا فیصلہ کریں!

اسی طرح حرم میں گری پڑی شئ وہی اُٹھائے جو اس کی تشہیر کرے۔ ورنہ اسے وہاں ہی پڑا رہنے دے اور اگر کسی کا آدمی وہاں قتل کر دیا جائے تو اس کو اختیار ہے کہ دیت لے یا قصاص لے لیکن اس مسئلہ میں فقہاء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مقتول کے ولی کو اختیار ہے کہ قاتل کو معاف کر دے اور دیت لے یا قصاص لے اس میں قاتل کی رضاء کا کوئی اعتبار نہیں اور سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا قاتل کی رضاء کے بغیر مقتول کے ولی کو دیت لینے کی اجازت نہیں وہ صرف قصاص لے سکتا ہے یا معاف کر دے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں حضرت انس کی پھوپھی ربیع بنت نضر نے ایک لڑکی کو طمانچہ مارا جس سے اس کا دانت ٹوٹ گیا تھا اس کے ورثہ پر دیت پیش کی گئی لیکن اُنھوں نے انکار کر دیا اور ان کو یہ بھی کہا گیا کہ معاف کر دو، اُنھوں نے اس کا بھی انکار کر دیا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مقدمہ لے گئے تو آپ نے قصاص کا فیصلہ کیا لیکن اس میں ربیع کا بھائی انس بن نضر بھی آ گئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! اب ربیع کا دانت توڑ دیا جائے گا؟ اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے۔ ربیع کا دانت نہیں توڑا جائے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس بن نضر اللہ تعالیٰ قصاص کا حکم فرماتا ہے چنانچہ لڑکی کے وارثوں نے معاف کر دیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ وہ اگر قسم کھا کر کوئی بات کر دیں تو اللہ اس کو پورا کر دیتا ہے۔ پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قتلِ عمد میں کتاب و سنت کا فیصلہ قصاص ہے۔ کیونکہ اگر قصاص اور دیت میں اختیار ہوتا تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اختیار دینے اور بعینہٖ قصاص کا فیصلہ نہ کرتے لہٰذا ”فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ“، کا معنی یہ ہے کہ قاتل کی رضاء سے دیت لے یا اسے قصاص اور معاف کرنے میں اختیار ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ لَا تُحْلَبُ مَاشِيَةُ اَحَدٍ بِغَيْرِ اِذْنٍ

۲۲۷۱ —— حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اِبْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحْلُبَنَّ اَحَدٌ مَاشِيَةَ امْرِئٍ بِغَيْرِ اِذْنِهٖ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تُؤْتٰى مَشْرُبَتُهٗ فَتُكْسَرَ خِزَانَتُهٗ فَيُنْتَقَلَ طَعَامُهٗ فَاِنَّمَا تَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوْعُ مَوَاشِيْهِمْ اَطْعِمَاتِهِمْ فَلَا يَحْلُبَنَّ اَحَدٌ مَاشِيَةَ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِهٖ

بَابُ اِذَا جَآءَ صَاحِبُ اللُّقَطَةِ بَعْدَ سَنَةٍ رَدَّهَا عَلَيْهِ لِاَنَّهَا وَدِيْعَةٌ عِنْدَهٗ

۲۲۷۲ —— حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِيْعَةَ اِبْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ قَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اعْرِفْ

باب —— کسی کا جانور اس کی اجازت کے بغیر نہ دوہا جائے

۲۲۷۱ —— ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بھی کسی کا جانور اس کی اجازت کے بغیر نہ دوہے۔ کیا تم میں سے کسی کو یہ پسند ہے کہ کوئی شخص اس کے بالاخانہ میں جائے اور اس کا خزانہ توڑے اور اس کا غلہ لے جائے۔ ان کے جانوروں کے تھن ان کے لئے کھانے کے خزانے جمع کرتے ہیں۔ پس کوئی بھی کسی کا جانور اس کی اجازت کے بغیر نہ دوہے۔

۲۲۷۱ —— شرح : مَشْرُبہ ،، بالاخانہ ، ضُرُوْع ۔تھن۔ اَطْعِمَات ،،طعام کی جمع ہے ۔ یہاں اس سے دودھ مراد ہے ۔ جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ کسی کے جانور کا دودھ دوہنا اور کھجوریں وغیرہ مالک کی اجازت کے بغیر لینا جائز نہیں البتہ اگر کوئی بھوک سے مر رہا ہو تو بھوک دفع کرنے کے لئے مالک کی اجازت کے بغیر کھا پی سکتا ہے ۔ حضرات ائمہ کرام ابوحنیفہ ، مالک ، شافعی اور ان کے اصحاب رحمہم اللہ تعالیٰ کا مذہب یہی ہے ۔

باب —— جب سال کے بعد لُقطہ کا مالک آجائے تو

عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا ثُمَّ اسْتَنْفِقْ بِهَا فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ فَقَالَ خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ فَضَالَّةُ الْإِبِلِ قَالَ فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ أَوِ احْمَرَّ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا حِذَاءُهَا وَسِقَاءُهَا حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا۔ بَابٌ هَلْ يَأْخُذُ اللُّقَطَةَ وَلَا يَدَعُهَا تَضِيعُ حَتَّى لَا يَأْخُذَهَا مَنْ لَا يَسْتَحِقُّ۔ ۲۲۷۳ــــ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ غَفَلَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ وَزَيْدِ ابْنِ صُوحَانَ فِي غَزَاةٍ فَوَجَدْتُ سَوْطًا فَقَالَا لِي أَلْقِهِ قُلْتُ لَا وَلَكِنْ إِنْ وَجَدْتُ صَاحِبَهُ وَإِلَّا اسْتَمْتَعْتُ بِهِ فَلَمَّا رَجَعْنَا حَجَجْنَا فَمَرَرْتُ بِالْمَدِينَةِ فَسَأَلْتُ أُبَيَّ ابْنَ كَعْبٍ فَقَالَ وَجَدْتُ صُرَّةً عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا مِائَةُ دِينَارٍ فَأَتَيْتُ بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا ثُمَّ أَتَيْتُهُ الرَّابِعَةَ فَقَالَ اعْرِفْ عِدَّتَهَا وَوِكَاءَهَا وَوِعَاءَهَا فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا اسْتَمْتِعْ بِهَا۔

اس کو وہ واپس کردے کیونکہ لقطہ اس کے پاس امانت ہے

۲۲۷۲ ترجمہ : زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لقطہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا اس کی ایک سال تشہیر کرو پھر اس کا سربندھن اور تھیلی یاد کر لو پھر اسے خرچ کر لو اگر اس کا مالک آجائے تو اس کو دے دو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! بھٹکی ہوئی بکری ؟ آپ نے فرمایا وہ تیری ہے یا تیرے بھائی کی ہے یا بھیڑیے کی ہے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! بھٹکا ہوا اونٹ ؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ میں آگئے حتیٰ کہ آپ کے رخسارے سرخ ہوگئے یا آپ کا چہرۂ انور سرخ ہوگیا پھر فرمایا تمہیں اونٹ سے کیا تعلق۔ جبکہ اس کے ساتھ اس کا جوتا اور مشک ہے حتیٰ کہ اس کا مالک اس کو پالیتا ہے۔ (حدیث ۹ کی شرح دیکھیں)

۲۲۷۴ ــــــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَلَمَةَ بِهٰذَا قَالَ فَلَقِیْتُهُ بَعْدُ بِمَكَّةَ فَقَالَ لَا اَدْرِیْ ثَلٰثَةَ اَحْوَالٍ اَوْحَوْلًا وَّاحِدًا۔

باب ــــ کیا لُقطہ کو اُٹھالے اور ضائع ہونے کے لئے نہ چھوڑے حتیٰ کہ اس کو غیر مستحق شخص اُٹھالے

۲۲۷۳ ــــــ ترجمہ: سلمہ بن کُہیل نے کہا میں نے سُوَید بن غَفَلہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ میں ایک جنگ سلمان بن ربیعہ اور زید بن صوحان کے ساتھ تھا۔ میں نے ایک کوڑا پایا تو اُنھوں نے مجھے کہا اس کو پھینک دو میں نے کہا میں اس کو نہیں پھینکوں گا لیکن اگر میں نے اس کا مالک پایا تو اس کے حوالہ کر دوں گا ورنہ اس سے نفع اُٹھاؤں گا جب ہم واپس آئے اور میں مدینہ منورہ "شرّفہا اللہ تعالیٰ" سے گزرا تو حضرت اُبیّ بن کعب سے پوچھا "رضی اللہ عنہ" تو اُنھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں ایک ہمیانی پائی جس میں ایک سو دینار تھے، میں وہ لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہُوا تو آپ نے فرمایا اس کی ایک سال تشہیر کرو میں نے اس کی ایک سال تشہیر کی پھر آیا تو آپ نے فرمایا اس کی ایک سال تشہیر کرو میں نے اس کی ایک سال تشہیر کی پھر آپ کے پاس حاضر ہُوا تو آپ نے فرمایا اس کی ایک سال تشہیر کرو میں نے اس کی ایک سال تشہیر کی۔

پھر چوتھی بار آپ کے پاس حاضر ہُوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی گنتی اور اس کا سر بندھن اور اس کا ظرف پہچان رکھو اگر اس کا مالک آجائے تو فبہا ورنہ اس سے نفع اُٹھالو۔

۲۲۷۳ ــــــ شرح: سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو ایک سال اعلان کرنے کا حکم فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گری پڑی (لقطہ) کا اُٹھا لینا جائز ہے تاکہ اس کو چھوڑنے کی صورت میں وہ ضائع نہ ہو جائے اور ایسے شخص کے ہاتھ نہ آجائے جو اس کے اُٹھانے کا مستحق نہیں۔ حدیث ۲۲۶۵ کی شرح دیکھیں۔

۲۲۷۴ ــــــ ترجمہ: عبدان نے بیان کیا کہ مجھے میرے باپ نے شعبہ سے اُنھوں نے سلمہ سے اس کو بیان کیا۔ اُنھوں نے کہا کہ میں اس کے بعد مکہ میں سلمہ سے ملا تو اُنھوں نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ تین سال یا ایک سال تشہیر کرنے کے لئے فرمایا۔

(حدیث ۲۲۶۵ کی شرح دیکھیں)

بَابُ مَنْ عَرَّفَ اللُّقَطَةَ وَلَمْ يَدْفَعْهَا إِلَى السُّلْطَانِ - ۲۲۷۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ رَبِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّ أَعْرَابِيًّا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ أَحَدٌ يُخْبِرُكَ بِعِفَاصِهَا وَوِكَائِهَا وَإِلَّا فَاسْتَنْفِقْ بِهَا وَسَأَلَهُ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ فَتَمَعَّرَ وَجْهُهُ وَقَالَ مَالَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ دَعْهَا حَتَّى يَجِدَهَا رَبُّهَا وَسَأَلَهُ عَنْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ فَقَالَ هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ -

---

باب ــــ جس نے لُقطہ کی تشہیر کی اور حاکم کے حوالہ نہ کیا

۲۲۷۵ ــــ **ترجمہ** : زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لُقطہ کے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا اس کی ایک سال تشہیر کر اگر کوئی آئے اور تجھے اس کی تھیلی اور سربندھن سے خبر دے تو فبہا ورنہ اس کو خرچ کرے ، اُس نے بھٹکے اونٹ کے متعلق پوچھا تو آپ کا چہرۂ انور سُرخ ہوگیا اور فرمایا تجھے اس سے کیا تعلق جبکہ اس کے ساتھ اس کا مشک اور جوتا ہے وہ پانی پر آئے گا اور درخت کھائے گا اس کو چھوڑ حتیٰ کہ اس کا مالک اس کو پالے گا ، اس اعرابی نے آپ سے بھٹکی بکری کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا وہ تیری ہے یا تیرے بھائی کے لئے ہے یا بھیڑیے کے لئے ہے ۔

۲۲۷۵ ــــ **شرح** : گری پڑی شئ جہاں ملے وہاں کے بازاروں ، مساجد اور لوگوں کے اجتماعات میں اس طرح اعلان کرے کہ جس کسی کی کوئی گم ہوگئی ہو وہ اس کی نشانیاں بتا کر لے جائے ۔ امام مالک ، شافعی ، احمد اور محمد کے مذہب میں ایک سال تشہیر کرتا رہے ۔ اُنھوں نے بخاری میں مذکورہ احادیث سے استدلال کیا جبکہ تین سال تشہیر کرنا مشکوک ہے تو ایک سال حتمی طور پر ثابت ہوگیا ۔ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رضی اللہ نے کہا تشہیر کی مدت معین نہیں اور حدیث میں ایک سال کا ذکر اتفاقی ہے ۔ کیونکہ عموماً تشہیر میں اتنی مدت گزر جاتی ہے ۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت یہ ہے کہ اگر وہ شئ دس درہم سے کم ہو تو چند دن اعلان کرے اگر دس درہم ہوں تو ایک مہینہ تعریف کرے اور اگر اس سے زیادہ ہوں تو ایک سال تشہیر کرے ۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ ماہ و سال کی کوئی قید نہیں اگر تشہیر کرنے والے کو یقین ہو جائے کہ اس کا اعلان کافی ہو چکا ہے تو اسی پر اکتفاء کرے ۔ اگر اس مدت میں مالک آجائے اور وہ گواہ قائم کر دے تو اس کو لقطہ واپس کرنا ضروری ہے ۔ حدیث ۲۲۶۵ میں اس کی تفصیل مذکور ہے ۔

باب ۲۲۷۶ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَنَا النَّضْرُ أَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ أَخْبَرَنِي الْبَرَاءُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ ثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ انْطَلَقْتُ فَإِذَا أَنَا بِرَاعِي غَنَمٍ يَسُوقُ غَنَمَهُ فَقُلْتُ لِمَنْ أَنْتَ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَسَمَّاهُ فَعَرَفْتُهُ فَقُلْتُ هَلْ فِي غَنَمِكَ مِنْ لَبَنٍ قَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ فَهَلْ أَنْتَ حَالِبٌ لِي قَالَ نَعَمْ فَأَمَرْتُهُ فَاعْتَقَلَ شَاةً مِنْ غَنَمِهِ ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَنْفُضَ ضَرْعَهَا مِنَ الْغُبَارِ ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَنْفُضَ كَفَّيْهِ فَقَالَ هٰكَذَا ضَرَبَ إِحْدَى كَفَّيْهِ بِالْأُخْرَى فَحَلَبَ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ وَقَدْ جَعَلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِدَاوَةً عَلَى فِيهَا خِرْقَةٌ فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلُهُ فَانْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ ۔

باب ـــــ

۲۲۷۶ ـــــ ترجمہ : حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا میں چلا گیا دیکھتا ہوں کہ ایک بکریوں کا چرواہا بکریاں ہانک رہا ہے میں نے کہا تو کس کا چرواہا ہے اُس نے کہا ایک قریشی کا اور اس کا نام لیا جسے میں نے پہچان لیا میں نے کہا کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے ؟ اُس نے کہا جی ہاں - میں نے کہا کیا تو میرے لئے دوہے گا ؟ اُس نے کہا جی ہاں - تو میں نے اس کو دوہنے کے لئے کہا اُس نے بکریوں میں سے ایک بکری کو روکا پھر میں نے اسے کہا کہ اس بکری کے تھن غبار سے صاف کر پھر میں نے اسے کہا کہ اپنے ہاتھ صاف کر لے اُس نے ایسا ہی کیا اور ایک ہاتھ دوسرے پر مارا اور ایک پیالہ دودھ دوہا - میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک مشکیزہ رکھا تھا جس کے منہ پر کپڑا باندھا ہوا تھا - میں نے پانی دودھ میں ڈالا حتی کہ وہ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا یا رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم ! نوش فرمایئے آپ نے پیا حتی کہ میں خوش ہو گیا ،،

۲۲۷۶ ـــــ شرح : اس حدیث کو لقطہ کے الباب میں اس لئے ذکر کیا ہے کہ اس حدیث میں ایک شئ مذکور ہے جس کا حال لقطہ کے حال کے مشابہ ہے اور وہ بکری کا دودھ پینا ہے جس کا چرواہا تنہا جنگل میں ہے اور اس حالت میں اس کا حال معلوم ہونے والے کے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْمَظَالِمِ وَالْقِصَاصِ

أَبْوَابُ الْمَظَالِمِ وَالْقِصَاصِ - بَابٌ فِي الْمَظَالِمِ وَالْغَصْبِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُوْنَ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْأَبْصَارُ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ رَافِعِيْ رُءُوْسِهِمْ الْمُقْنِعُ وَالْمُقْمِحُ وَاحِدٌ لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ جُوْفًا لَا عُقُوْلَ لَهُمْ وَأَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَا أَخِّرْنَا إِلٰى أَجَلٍ قَرِيْبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ إِلٰى قَوْلِهِ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مُهْطِعِيْنَ مُدِيْمِيْ النَّظَرِ وَيُقَالُ مُسْرِعِيْنَ -

بَابُ قِصَاصِ الْمَظَالِمِ ۲۲۶۷ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ ثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ حُبِسُوْا بِقَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيَتَقَاصُّوْنَ مَظَالِمَ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى إِذَا نُقُّوْا

حال جیساہے لہٰذا وہ کوڑے کے حکم میں ہوگیا جس کا اُٹھا لینا مباح ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کسی کے جانور کا دودھ اس کے مالک کی اجازت کے بغیر دوہنا ممنوع ہے اور اس حدیث میں مذکور چرواہا بکری کا مالک نہ تھا اس کا مالک تو قریشی آدمی تھا جس کو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جانتے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان بکریوں کا مالک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دوست تھا یا وہ حربی کافر تھا اور حربی کافر کا مال مباح ہوتا ہے۔ یا عادۃً بکریوں کے چرواہوں کو مالک کی طرف سے اجازت ہوتی ہے کہ اگر کوئی ضرورت مند ہو تو بقدر ضرورت اس کو دودھ دوہ دیا کریں جیسے شوہر کی طرف سے بیوی کو اجازت ہوتی ہے کہ مٹھی یا دو مٹھی آٹا وغیرہ سائل کو دے دیا کرے۔ اس حدیث میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آداب اور صفائی کا خوب خیال فرمایا جبکہ چرواہے سے فرمایا کہ وہ اپنے ہاتھ صاف کر لے اور بکری کے پستان بھی صاف کرے پھر ان کی محبت کا یہ عالم ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کچی لسی پیتے ہیں اور صدیق خوش ہوتے ہیں رضی اللہ عنہ

وَهٰذِّبُوْا اُذِنَ لَهُمْ بِدُخُوْلِ الْجَنَّةِ فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَاَحَدُهُمْ بِمَسْكَنِهٖ فِي الْجَنَّةِ اَدَلُّ بِمَسْكَنِهٖ كَانَ فِي الدُّنْيَا وَقَالَ يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ ثَنَا اَبُو الْمُتَوَكِّلِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْمَظَالِمِ

ظلم اور غصب کا بیان

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ تعالیٰ کو اس سے غافل نہ کرو جو ظالم لوگ کرتے ہیں وہ تو انھیں صرف اس دن کے لئے مہلت دے رہا ہے جس میں آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی اس حال میں کہ لوگ سر اُٹھائے ہوئے دوڑتے نکلیں گے۔ مُقنِع کا معنی اُٹھائے ہوئے مقنع اور مُقمح کا معنی واحد ہے۔ مجاہد نے کہا نظریں جمائے ہوئے ہوں گے،، کہا جاتا ہے تیز دوڑنے والے ہوں گے ان کی پلکیں نہ جھکیں گی اور ان کے دل عقل سے خالی ہوں گے۔

"ہَوَاءٌ" سے مراد خالی ہوں گے ان میں عقل نہ ہوگی،، اور لوگوں کو اس دن سے ڈراؤ جب ان پر عذاب آئے گا تو ظالم کہیں گے اے ہمارے رب تھوڑی دیر ہمیں مہلت دے کہ ہم تیری دعوت قبول کریں گے اور رسولوں کی غلامی کریں گے (اب تم یہ کہتے ہو) کیا اس سے پہلے تم قسمیں نہیں کھاتے تھے کہ ہمیں زوال نہیں اور تم ان لوگوں کے گھروں میں بسے جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور تمہارے لئے واضح ہو گیا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیسے کیا اور ہم نے تمہیں مثالیں دے دے کر بتایا اور اُنھوں نے بڑی خفیہ تدبیریں کیں اور اللہ خفیہ تدبیروں کو جانتا ہے اگرچہ ان کی خفیہ تدبیروں سے پہاڑ زائل ہو جانے والے ہیں تم اللہ کو اپنے رسول سے وعدہ خلاف کرنے والا خیال نہ کرو بے شک اللہ غالب انتقام لینے والا ہے!

باب قول الله تعالیٰ الا لعنۃ الله علی الظلمین

۲۲۷۸ ــــ حدثنا موسیٰ بن اسمٰعیل ثنا ھمام ثنی قتادۃ عن صفوان بن محرز المازنی قال بینما انا امشی مع ابن عمر اخذ بیدہ اذ عرض رجل قال کیف سمعت رسول الله صلی الله علیہ وسلم فی النجوی فقال سمعت رسول الله صلی الله علیہ وسلم یقول ان الله یدنی المؤمنین فیضع علیہ کنفہ یسترہ فیقول اتعرف ذنب کذا اتعرف ذنب کذا فیقول نعم ای رب حتی قررہ بذنوبہ ورای فی نفسہ انہ ھلک قال سترتھا علیک فی الدنیا وانا اغفرھا لک الیوم فیعطی کتاب حسناتہ واما الکافرون والمنافقون فیقول الاشھاد ھؤلاء الذین کذبوا علی ربھم الا لعنۃ الله علی الظالمین۔

باب ــــ مظالم کا قصاص

۲۲۷۷ ــــ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب مومن دوزخ سے خلاصی پائیں گے تو ان کو جنت اور دوزخ کے درمیان پل پر روک دیا جائے گا اور انھوں نے دنیا میں جو ایک دوسرے پر ظلم کئے تھے ان کا بدلہ لیا جائے گا حتیٰ کہ جب بالکل صاف اور پاک ہو جائیں گے تو ان کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ وہ دنیا میں اپنے مکان کی نسبت جنت میں اپنے مسکن کو زیادہ پہچانے گا۔ یونس بن محمد نے کہا ہم کو شیبان نے قتادہ سے خبر دی انھوں نے کہا ہم سے ابوالمتوکل نے بیان کیا۔

۲۲۷۷ ــــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت میں دو پل ہوں گے ایک یہ جس پر مظالم کا بدلہ لیا جائے گا اور دوسرا جو دوزخ پر ہے جسے پلصراط کہا جاتا ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ بخاری میں مذکور حدیث میں مظالم کا بدلہ ان لوگوں سے لیا جائے گا جن کے مظالم اتنے نہ ہوں جو ان کی تمام نیکیوں سے زیادہ ہوں کیونکہ ایسے لوگ جن کی نیکیوں سے گناہ زیادہ ہوں گے وہ دوزخ میں ہوں گے۔ ان کے متعلق نہیں کہا جائے گا کہ جب وہ دوزخ سے نجات پائیں گے۔ "یتقاصون" صیغہ سے پتہ چلتا ہے کہ دو شخصوں میں سے ہر ایک کا دوسرے پر کوئی ظلم ہو اور اس کی وجہ سے وہ دوزخ کا مستحق

نہ ہو تو ان کا بدلہ نیکیوں میں ہوگا گناہوں میں نہیں ہوگا لہٰذا جس کے مظالم اپنے ساتھی کے مظالم سے زیادہ ہوں گے وہ اس کی نیکیاں لے لے گا اور دونوں جنت میں داخل ہو جائیں گے اور اپنی اپنی باقی ماندہ نیکیوں کے اعتبار سے جنت میں منازل اختیار کریں گے اسی لئے دوزخ سے نجات پانے کے بعد وہ مظالم کا بدلہ لیں گے۔
بعض علماء نے کہا اُنھوں نے ایک دُوسرے کو تھپڑ وغیرہ مارے ہُوئے تھے ان کا بدلہ ہوگا۔ جیسے سینگوں والی بکری سے وہ بکری بدلہ لے گی جس کے دُنیا میں سینگ نہیں تھے۔ وہ جنت میں داخل ہونے کے بعد اپنے اپنے کو خوب پہچانتے ہوں گے۔ کیونکہ وہ صبح و شام ان کے سامنے کئے جاتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد: خبردار ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے

۲۲۷۸ — ترجمہ: صَفوان بن مُحرِز مازنی سے روایت ہے۔ اُنھوں نے کہا میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑے ہُوئے اُن کے ساتھ چل رہا تھا ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص سامنے آیا اور کہا تم نے "نجویٰ" کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کس طرح سُنا ہے حضرت عبداللہ نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ اللہ تعالیٰ مومن کو اپنے قریب کرے گا اور اس پر پردہ ڈال کر اس کو چھپالے گا اور فرمائے گا۔ کیا تو فلاں گناہ پہچانتا ہے؟ تو وہ کہے گا جی ہاں اے میرے پروردگار حتیٰ کہ اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کرالے گا اور وہ شخص اپنے دل میں خیال کرے گا کہ وہ ہلاک ہوگیا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تجھ پر دُنیا میں پردہ ڈالا آج میں وہ بخش دیتا ہوں اور اس کی نیکیوں کی کتاب اس کے ہاتھ میں دے دی جائے گی۔ بہر حال کافر اور منافق لوگوں کے متعلق فرشتے اور انبیاء کرام علیہم السلام کہیں گے ان لوگوں نے اپنے رب سے جھوٹ بولا خبردار ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔

۲۲۷۸ — شرح: "نجویٰ" کا معنی سرگوشی ہے جو قیامت میں اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے فرمائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اس کے گناہ پردہ میں بتائے گا۔ "کَنَف" کا معنیٰ پردہ ہے اور یہ حدیث متشابہات سے ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس پر فضل و کرم کرنا چاہے گا اس کے سب گناہ معاف کر دے گا خارجی اس کو تسلیم نہیں کرتے وہ کہتے ہیں گناہ کرنا کفر ہے اس کی مغفرت نہیں۔ اس حدیث سے معتزلہ کا مذہب باطل ہوتا ہے وہ کہتے ہیں کبیرہ گناہ اللہ نہیں بخشے گا۔ اور کبائر کا مرتکب نہ تو مومن ہے اور نہ ہی کافر ہے اور وہ کفر و ایمان میں واسطہ ثابت کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابٌ لَا يَظْلِمُ الْمُسْلِمُ الْمُسْلِمَ وَلَا يُسْلِمُهُ

۲۲۷۹ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمًا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ـ بَابٌ أَعِنْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا.

باب — ایک مُسلمان دُوسرے مُسلمان پر ظلم نہ کرے اور نہ ہی اس کو ذلیل وخوار کرے“

۲۲۷۹ — ترجمہ : سالم نے بیان کیا کہ ان کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اس پر ظلم نہ کرے اور نہ اس کو ذلیل وخوار کرے اور جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت پُوری کرے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پُوری کرے گا اور جو کوئی مسلمان کی مصیبت دُور کرے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے مصائب اس سے دُور کرے گا اور جو کسی مسلمان کے عیب چھپائے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کے عیب چھپائے گا۔

۲۲۷۹ — شرح : اس حدیث میں اس بات کی ترغیب دلائی ہے کہ مسلمانوں کو آپس میں تعاون اور اچھا معاملہ کرنا چاہیئے۔ حدیث میں اور بھی کئی آداب کی نشاندہی کی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ قرآن کریم نے منکر امور سے منع فرمایا ہے اور اس حدیث میں معاصی پر پردہ ڈالنے کی ترغیب دلائی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جو معاصی ہو چکے ہیں اُن پر پردہ کا ذکر ہے اور متوقع معاصی سے منع کرنا واجب ہے۔ قرآن میں ان کی ممانعت ہے اور جس حدیث کا راوی کی جرح سے تعلق ہے اس پر پردہ ڈالنا جائز نہیں اور راوی کی جرح کرنا غیبت نہیں جو شرع میں حرام ہے بلکہ اس کے حق میں اخلاص ہے۔

باب — اپنے ظالم یا مظلوم بھائی کی مدد کر

۲۲۸۰ —— حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا هُشَیْمٌ اَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ اِبْنُ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ اَنَسٍ وَحُمَیْدٌ سَمِعَا اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ یَقُوْلُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا ۔

۲۲۸۱ —— حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ حُمَیْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا نَنْصُرُهٗ مَظْلُوْمًا فَکَیْفَ نَنْصُرُهٗ ظَالِمًا قَالَ تَاْخُذُ فَوْقَ یَدَیْهِ ۔

بَابُ نَصْرِ الْمَظْلُوْمِ ۔ ۲۲۸۲ —— حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ الرَّبِیْعِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَشْعَثِ بْنِ سُلَیْمٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعٰوِیَةَ بْنَ سُوَیْدٍ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ اَمَرَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ فَذَکَرَ عِیَادَةَ الْمَرِیْضِ وَاتِّبَاعَ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِیْتَ الْعَاطِسِ وَرَدَّ السَّلَامِ وَنَصْرَ الْمَظْلُوْمِ وَاِجَابَةَ الدَّاعِیْ وَاِبْرَارَ الْمُقْسِمِ ۔

۲۲۸۰ —— ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ظالم یا مظلوم بھائی کی مدد کر۔

۲۲۸۱ —— ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ظالم یا مظلوم بھائی کی مدد کر۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم اس کی مدد کریں گے جبکہ مظلوم ہو لیکن ظالم کی کیسے مدد کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کا ہاتھ پکڑ لو۔

۲۲۸۰ — ۲۲۸۱ —— شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عربوں کے نزدیک نصرت کا معنی اعانت ہے۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ تفسیر فرمائی کہ ظالم کی مدد اس کو ظلم سے روکنا ہے۔ کیونکہ اگر اس کو ظلم سے نہ روکو گے تو وہ ظلم میں اور آگے بڑھ جائے گا اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ایک دن اس سے قصاص لیا جائے گا لہٰذا اس کو ظلم سے روکنے میں اس کو قصاص سے نجات دلانا ہے اور یہ اس کی مدد ہے۔

باب — مظلوم کی مدد کرنا

۲۲۸۳ —— حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ - بَابُ الْاِنْتِصَارِ مِنَ الظَّالِمِ لِقَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ

۲۲۸۲ —— ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات باتوں کا حکم اور سات سے منع فرمایا اور مریض کی بیمار پُرسی، جنازہ کے پیچھے چلنا، چھینک لینے والے کا جواب دینا، سلام کا جواب دینا، مظلوم کی مدد کرنا۔ دعوت قبول کرنا اور قسم پُوری کرنے کو ذکر کیا۔

۲۲۸۲ —— شرح : فقہا کہتے ہیں کہ مظلوم کی مدد کرنا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے۔ بعض لوگ اس کی مدد کردیں تو سب کا فریضہ ادا ہو جاتا ہے اولاً حاکم اس کی مدد کرے اور اگر حاکم وغیرہ موجود نہ ہو تو جو اس کی مدد کرسکتا ہو وہ مدد کرے۔ مریض کی بیمار پُرسی سُنت ہے اور جنازہ کے پیچھے چلنا فرض کفایہ ہے۔ چھینک کا جواب دینا سنت ہے بعض علماء فرض کفایہ کہتے ہیں بعض کہتے ہیں سلام کا جواب دینے کی طرح یہ بھی واجب ہے اور ولیمہ کے بغیر دعوت قبول کرنا سنت ہے۔ قسم پُوری کرنا مستحب ہے جبکہ وہ پوری کرسکتا ہو اور اگر ناجائز قسم ہے یا وہ پوری نہیں کرسکتا تو اس کا پورا کرنا مستحب نہیں (عینی)

۲۲۸۳ —— ترجمہ : ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مومن دُوسرے مومن کے لئے دیوار کی طرح ہے۔ ایک دوسرے کو تقویت دیتا ہے اور اُنگلیوں کو اُنگلیوں میں داخل کیا۔

۲۲۸۳ —— شرح : جب ایک مومن دوسرے مومن کو تقویت دیتا ہے تو وہ اس کی مدد کرتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب انگلیوں کو آرام پہنچانا ہو تو انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا جائز ہے اور جس حدیث میں اس کی ممانعت مذکور ہے کہ تشبیک شیطان کے سبب ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ بیہودہ ایسا کرے اور بطور عبث کرے۔ واللہ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب —— ظالم سے بدلہ لینا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ پسند نہیں کرتا بڑی بات کا اعلان کرنا مگر مظلوم

لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَھُمُ الْبَغْیُ ھُمْ یَنْتَصِرُوْنَ قَالَ اِبْرَاھِیْمُ کَانُوْا یَکْرَھُوْنَ اَنْ یُّسْتَذَلُّوْا فَاِذَا قَدَرُوْا عَفَوْا بَابُ عَفْوِ الْمَظْلُوْمِ لِقَوْلِہٖ اِنْ تُبْدُوْا خَیْرًا اَوْ تُخْفُوْہُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَفُوًّا قَدِیْرًا وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا فَمَنْ عَفٰی وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ اِلٰی قَوْلِہٖ اِلٰی مَرَدٍّ مِّنْ سَبِیْلٍ۔

سے اور اللہ سُنتا جانتا ہے اور جب ان پر ظلم ہو تو وہ بدلہ لیتے ہیں۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ نے کہا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ذلیل و رُسواء کئے جانے کو بُرا سمجھتے تھے اور جب انتقام پر قادر ہوتے تو معاف کر دیتے تھے۔

شرح: یعنی جب مسلمانوں کو مشرک اذیت پہنچائیں اور ان کو دین اسلام سے روکیں تو وہ تلوار سے اس کا انتقام لیتے ہیں اور اگر باغی ان پر زیادتی کرے تو وہ ذلت و رُسوائی کو بُرا جانتے ہیں تاکہ فاسق ان پر کسی قسم کی جرأت نہ کرے اور جب انتقام لینے پر قادر ہوں تو معاف کر دیتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ طریقہ تھا کہ وہ مومنوں کے لئے یہ پسند نہ کرتے تھے کہ وہ خود کو کمزور سمجھیں ورنہ فُساق دلیر ہو جائیں گے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — مظلوم کا معاف کرنا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر تم نیکی ظاہر کرو یا اس کو چھپاؤ یا بُرائی سے درگزر کرو، بے شک اللہ! معاف کرنے والا قدرت والا ہے اور بُرائی کی جزاء اس کی مثل برائی ہے اور جو کوئی درگزر کرے اور بھلائی کرے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے۔ بے شک وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا اور جو کوئی ظلم کئے جانے کے بعد انتقام لے تو ایسے لوگوں پر کوئی ملامت نہیں۔ ملامت تو ان پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ناحق زمین میں ظلم کرتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے اور جو کوئی صبر کرے اور معاف کر دے تو یہ بہت بڑا کام ہے۔ تم ظالموں کو دیکھو گے

بَابُ الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

۲۲۸۴ ـــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمَاجِشُوْنِ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ - بَابُ الْاِتِّقَاءِ وَالْحَذَرِ مِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ

۲۲۸۵ ـــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ اِسْحَاقَ الْمَكِّيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ اَبِيْ مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ اتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ -

---

جبکہ وہ عذاب دیکھیں گے اور وہ کہتے ہوں گے یا واپس ہونے کی کوئی راہ ہے ۔۔

باب ـــ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا سبب ہوگا

۲۲۸۴ ـــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ظلم کرنا قیامت میں تاریکیوں کا سبب ہوگا!

۲۲۸۴ ـــ شرح : یعنی قیامت میں ظالم کو ہر طرف سے اندھیرا گھیرے گا اور وہ انوار جو مومنوں کے نصیب میں ہیں ان سے محروم ہوگا ۔جبکہ مومنوں کے ہر طرف نور ہوگا قرآن کریم میں ہے " نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ " یعنی مومنوں کے آگے اور دائیں نور ہی نور ہوگا یا ظلمات سے مراد مصائب اور عقوبات ہیں جن میں قیامت کے روز گرفتار ہوگا ۔ واللہ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ مظلوم کی بد دعاء سے بچنا اور ڈرنا "

۲۲۸۵ ـــ ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم مقرر کر کے بھیجا تو انھیں فرمایا مظلوم کی بدعاء سے بچتے رہنا کیونکہ اس کی بد دعاء اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ۔

بَابُ مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلِمَةٌ عِنْدَ الرَّجُلِ فَحَلَّلَهَا لَهُ هَلْ يُبَيِّنُ مَظْلِمَتَهُ

۲۲۸۶ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ ثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ ثَنَا سَعِیْدُ الْمَقْبُرِیُّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلِمَةٌ لِاَخِیْهِ مِنْ عِرْضِهِ اَوْ شَیْءٍ فَلْیَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْیَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَا یَكُوْنَ دِیْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ اِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهِ وَاِنْ لَّمْ یَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَیِّاٰتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَیْهِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اَبِیْ اُوَیْسٍ اِنَّمَا سُمِّیَ الْمَقْبُرِیَّ لِاَنَّهُ كَانَ یَنْزِلُ نَاحِیَةَ الْمَقَابِرِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَعِیْدُ الْمَقْبُرِیُّ هُوَ مَوْلٰی لِبَنِیْ لَیْثٍ وَهُوَ سَعِیْدُ ابْنُ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَاسْمُ اَبِیْ سَعِیْدٍ كَیْسَانُ ۔

۲۲۸۵ — شرح : یعنی مظلوم کی دعاء بہت جلد قبول ہوتی ہے ۔ چنانچہ ابن ابی شیبہ نے ابوہریرہ سے مرفوع روایت کی کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ مُجَابَةٌ " وَاِنْ كَانَ فَاجِرًا " یعنی مظلوم اگرچہ فاجر ہو اس کی دُعاء قبول ہوتی ہے اور مسترد نہیں ہوتی ۔ ترمذی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ تین شخصوں کی دُعاء مسترد نہیں ہوتی ۔ ایک روزہ دار کی دُعا جبکہ روزہ افطار کرتے وقت دُعاء کرے ، دوسرا امام عادل اور تیسرا مظلوم کی دُعاء فوراً قبول ہوتی ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ مجھے اپنے غلبہ کی قسم میں تیری ضرور مدد کروں گا اگرچہ کچھ عرصہ ٹھہرنے کے بعد کروں ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

باب — جس نے کسی پر ظلم کیا پھر مظلوم سے معاف کرا لیا تو کیا وہ اس کا ظلم بیان کرے ؟

۲۲۸۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے کسی کی عزت اور یا کسی اور چیز پر ظلم کیا ہو ۔ وہ اس سے آج ہی معاف کرا لے اس کے پہلے کہ وہ دن آئے کہ نہ دینار ہوں گے اور نہ درہم ہوں گے ۔ اگر ظالم کا کوئی نیک عمل ہوگا تو اس کے ظلم کی مقدار اس سے لے لیا جائے گا اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کے گناہ لے کر ظالم پر ڈال دیئے جائیں گے ۔ ابوعبداللہ (بخاری) نے کہا اسماعیل بن ابی اُویس کو مقبُری اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ قبرستان کے ایک کنارے رہتے تھے ۔ بخاری نے کہا اور سعید مقبری بنو لیث

بَابٌ اِذَا حَلَّلَهُ مِنْ ظُلْمِهٖ فَلَا رُجُوْعَ فِيْهِ

۲۲۸۷ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَاِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا قَالَتْ اَلرَّجُلُ تَكُوْنُ عِنْدَهُ الْمَرْءَةُ لَيْسَ بِمُسْتَكْثِرٍ مِنْهَا يُرِيْدُ اَنْ يُفَارِقَهَا فَتَقُوْلُ اَجْعَلُكَ مِنْ شَاْنِيْ فِيْ حِلٍّ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ ذٰلِكَ ۔

کا آزاد کردہ غلام ہے اور اس کا نام سعید بن ابو سعید ہے اور ابو سعید کا نام کیسان ہے ۔

۲۲۸۶ ـــــ شرح ، مَظْلِمَہ ،، اس کو کہتے ہیں جو کسی سے ناحق چھین لیا جائے ۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اگر کسی کا دوسرے کے ساتھ کوئی معاملہ ہو جائے اور وہ ایک دوسرے سے معاف کرالیں تو بعض علماء نے کہا کہ ان کی دنیا اور آخرت میں برأت ہو جاتی ہے اور مواخذہ نہیں ہوتا اگرچہ ظلم کی نوعیت بیان نہ کرے لیکن بعض علماء کہتے ہیں کہ برأت جب صحیح ہے کہ جب ظلم کی وضاحت کرے اور بخاری میں مذکور حدیث اس قول کی تائید کرتی ہے ۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،، اس کے ظلم کی مقدار ،، اس سے ظاہر ہے کہ اس کی مقدار معلوم ہو اور اس کی وضاحت ہو کہ اس کے فلاں ظلم کو جو اس نے مجھ پر کیا ہے معاف کرتا ہوں ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مظلوم کی برائیاں ظالم پر ڈال دی جائیں گی ۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں ہے ،، لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ،، یعنی کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا ۔ اور مذکور حدیث اس کے معارض ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ،، ظالم پر ڈالنے ،، کا معنی یہ ہے کہ اس کے ظلم کے سبب اس کو عذاب دیا جائے گا اور اس کے گناہ کے بغیر عذاب نہیں دیا جائے گا ۔ کیونکہ جب قرض خواہوں کے حقوق (قرضے) ادا نہ کرے اور وہ مقروض سے اپنے حقوق کا مطالبہ کریں تو ان کو اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی اور جب قرض کے مقابلہ کوئی نیکی نہ بچے گی تو اللہ تعالیٰ کے عدل و انصاف کا مقتضیٰ یہ ہے کہ قرض کے مطابق قرض خواہ کی برائیوں کے عوض مقروض کو عذاب دیا جائے گا ۔ لہٰذا نیکیاں اور برائیاں لینے کا معنیٰ یہ ہے کہ نیکیوں کا ثواب مظلوم کو دیا جائیگا اور ظلم کی مقدار برائیوں کے عوض ظالم کو عذاب دیا جائے گا ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

باب ـــــ اگر کوئی شخص کسی کا ظلم معاف کر دے تو اس میں رجوع نہیں کر سکتا ،،

بَابٌ اِذَا اَذِنَ لَهٗ اَوْ حَلَّلَهٗ وَلَمْ يُبَيِّنْ كَمْ هُوَ

۲۲۸۷ ـــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ وہ اس آیت کریمہ " وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا " کی تفسیر بیان کی کہ کسی شخص کے پاس بیوی ہوتی ہے وہ اس کے پاس زیادہ آنا جانا نہیں چاہتا جبکہ وہ اس کو جدا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ اسے کہتی ہے کہ میں نے تجھ کو اپنا حق معاف کر دیا تو یہ آیت کریمہ اس کے بارے میں نازل ہوئی۔

۲۲۸۷ ـــــ شرح : یعنی کسی کی بیوی بوڑھی ہو جاتی ہے یا وہ بدخلق ہوتی ہے اس لئے شوہر اس کے پاس آنے جانے کو برا سمجھتا ہے اور اس کو طلاق دینا چاہتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ میں نے زوجیت کے حقوق معاف کر دیئے ہیں مجھے طلاق دیئے بغیر اپنے پاس رکھ لے۔ اس وقت مذکورہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے اس کے دور رہنے کا ڈر محسوس کرے یا اس سے اعراض کرے اور اس کے ساتھ مجالست کم کر دے تو ان کو صلح کرنے میں حرج نہیں کہ عورت اپنے حقوق معاف کر دے اور شوہر اس پیش کش کو قبول کرے کیونکہ مفارقت اور طلاق وغیرہ سے صلح بہتر ہے۔ اسی لئے جب ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا بوڑھی ہوگئیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طلاق دینے کا ارادہ فرمایا تو انہوں نے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ اپنی باری ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کرتی ہیں اور ان کو مومنوں کی امومیت کا شرف باقی رہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول فرما لیا اور ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کو طلاق نہ دی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کی متعدد بیویاں ہوں اور ان میں سے بعض بیویاں اپنی باری بعض بیویاں اپنی باری بعض بیویوں کو ہبہ کرنا چاہیں تو جائز ہے اور یہ شوہر کی رضامندی سے ہوگا۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی بیبیوں میں برابری کرنا واجب نہ تھا آپ تو محض بطور احسان برابری فرماتے تھے۔ احناف کا مذہب یہ ہے کہ اگر ایک بیوی اپنی باری دوسری کو ہبہ کر کے رجوع کر سکتی ہے۔ کیونکہ اُس نے اپنا حق ساقط کیا ہے جس کا سقوط ضروری نہ تھا لہذا وہ ساقط نہ ہوگا اور اس کا حال عاریہ جیسا ہے کہ عاریۃً کا مالک جب چاہے رجوع کر سکتا ہے۔

باب کا عنوان یہ ہے کہ اگر مظلوم ظلم کو معاف کر دے تو پھر اس میں رجوع نہیں کر سکتا ظلم معلوم ہو یا مجہول ہو۔ اس کی حدیث سے مناسبت اس طرح ہے کہ عنوان کا مضمون یہ ہے کہ اگر تحلیلِ ظلم بطور صلح یا ہبہ یا ابراء وغیرہ کے ہو تو اس میں اِسقاطِ حق ہے اور آیت کریمہ کا مضمون بھی اسقاطِ حق ہے۔

باب ـــ اگر کوئی شخص کسی کو اجازت دے یا اس کو معاف کر دے اور اس کی مقدار بیان نہ کرے

۲۲۸۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِیْ حَازِمِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ یَمِیْنِهٖ غُلَامٌ وَعَنْ یَسَارِهِ الْاَشْیَاخُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ اَتَاْذَنُ لِیْ اَنْ اُعْطِیَ هٰٓؤُلَاءِ فَقَالَ الْغُلَامُ لَا وَاللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا اُوْثِرُ بِنَصِیْبِیْ مِنْكَ اَحَدًا قَالَ فَتَلَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ یَدِهٖ۔

بَابُ اِثْمِ مَنْ ظَلَمَ شَیْئًا مِّنَ الْاَرْضِ

۲۲۸۹ — حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ اَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ ثَنِیْ طَلْحَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَمْرِو بْنِ سَهْلٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ سَعِیْدَ بْنَ زَیْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ ظَلَمَ مِنَ الْاَرْضِ شَیْئًا طُوِّقَهٗ مِنْ سَبْعِ اَرَضِیْنَ۔

۲۲۸۸ — ترجمہ: سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی لایا گیا تو آپ نے اس سے کچھ پیا جبکہ آپ کی دائیں طرف ایک لڑکا تھا اور بائیں جانب بڑی عمر کے صحابہ کرام بیٹھے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے سے فرمایا کیا مجھے اجازت دیتا ہے کہ میں یہ ان بزرگ صحابہ کو دوں؟ لڑکے نے کہا نہیں یارسول اللہ! میں آپ کے جھوٹے سے اپنے حصہ میں کسی کو ترجیح نہ دوں گا۔ راوی نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زور سے پیالہ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔

۲۲۸۸ — شرح: ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر وہ لڑکا اپنا حصہ بزرگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دینے پر راضی ہو جاتا تو اس کی مقدار معلوم نہ ہوتی کیونکہ پیالہ سے پانی پینے کی مقدار کا اندازہ نہیں ہوتا اور امام مالک رضی اللہ عنہ نے مجہول شئی کے ہبہ کو جائز کہا ہے۔ جیسے کوئی وراثت سے اپنا حصہ کسی کو ہبہ کر دے۔ حدیث ۲۱۹۹ کی شرح کا مطالعہ کریں۔

باب — ظلم کے طور پر کسی کی زمین لینے والے کو گناہ

۲۲۸۹ — ترجمہ: سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی کی زمین میں سے کچھ زمین بطریق ظلم چھین لی تو اس کو سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔

۲۲۹۰ — حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيْرٍ ثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ اَنَّهُ كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اُنَاسٍ خُصُوْمَةٌ فَذُكِرَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ يَا اَبَا سَلَمَةَ اجْتَنِبِ الْاَرْضَ فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ظَلَمَ قِيْدَ شِبْرٍ مِّنَ الْاَرْضِ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ اَرَضِيْنَ ۔ ۲۲۹۱ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَخَذَ مِنَ الْاَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهٖ خُسِفَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَى سَبْعِ اَرَضِيْنَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا الْحَدِيْثُ لَيْسَ بِخُرَاسَانَ فِيْ كُتُبِ ابْنِ الْمُبَارَكِ اِنَّمَا اَمْلٰى عَلَيْهِمْ بِالْبَصْرَةِ ۔

۲۲۹۰ — ترجمہ : محمد بن ابراہیم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوسلمہ نے ان کو خبر دی کہ اُن کے اور لوگوں کے درمیان ایک جھگڑا تھا اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا ذکر کیا تو اُنھوں نے فرمایا اے ابوسلمہ! زمین سے بچو! کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ظلماً کسی کی ایک بالشت زمین لے لے تو اس کو سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا ۔

۲۲۹۱ — ترجمہ : موسیٰ بن عُقبہ نے سالم سے اُنھوں نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی کی زمین ناحق قبضہ میں کر لی اس کو قیامت کے دن سات زمینوں تک دھنسایا جائے گا ۔ ابوعبداللہ (بخاری) نے کہا یہ حدیث عبداللہ بن مبارک کی کتاب میں نہیں ہے جو اُنھوں نے خراسان میں تصنیف کی تھی وہ تو لوگوں کو بصرہ میں لکھوائی تھی ۔

۲۲۸۹ تا ۲۲۹۱ — ترجمہ : یعنی جو کوئی کسی کی زمین غصب کر لے اگرچہ قلیل تر ہو تو اس کو قیامت کے روز زمین میں دھنسایا جائے گا اور مغصوبہ زمین اس کے گلے میں طوق کی مانند ہو گی اور اس کی گردن کو بڑھا دیا جائے گا تاکہ مغصوبہ زمین اس کا طوق بن سکے جیسے کافر کا چمڑا موٹا کر دیا جائے گا اور اس کا دانت بڑھا دیا جائے گا جو اُحد کی مثل ہو گا ۔ امام احمد نے حسن اسناد کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کونسا ظلم بڑا ہے آپ نے فرمایا جو کسی کی زمین غصب کر لے اگر کوئی کسی کی کوئی غصب کر لے تو زمین کی تہ تک سات زمینوں کا طوق اس کو پہنایا جائے گا یا طوق سے مراد گناہ ہے تو معنی یہ ہو گا کہ ظلم اس کی گردن پر ہو گا جیسے گناہ گردن پر جاتا ہے

بَابٌ اِذَا اَذِنَ اِنْسَانٌ لِاٰخَرَ شَيْئًا جَازَ

۲۲۹۲ ــــ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِيْنَةِ فِيْ بَعْضِ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَاَصَابَتْنَا سَنَةٌ فَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَرْزُقُنَا التَّمْرَ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَمُرُّ بِنَا فَيَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْاِقْرَانِ اِلَّا اَنْ يَسْتَاْذِنَ الرَّجُلُ مِنْكُمْ اَخَاهُ۔

اس حدیث شریف میں ان لوگوں کے لئے عبرت ہے جو دوسروں کے حقوق غصب کرتے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خالق کائنات جل مجدہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میں قیامت کے دن تین شخصوں سے جھگڑا کروں گا ایک وہ شخص جو میرے نام پر عہد کرے پھر عہد شکنی کرے دوسرا وہ جو آزاد انسان کو فروخت کر کے اس کی قیمت وصول کرے تیسرا وہ جو کسی مزدور سے پورا کام لے اور اس کو مزدوری نہ دے" (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی زمین کا مالک ہو جائے تو وہ تحت الثریٰ (زمین کے نیچے پانی کی تری) تک اس کا مالک ہو جاتا ہے لہٰذا اس کے لئے جائز ہے کہ اپنی زمین میں کسی کو تہ خانہ یا سرنگ بنانے سے منع کر دے اگرچہ اس سے زمین کو نقصان نہ پہنچے (خطابی) کیونکہ زمین کی تہ کا وہی حکم ہے جو زمین کی سطح کا حکم ہے (ابن جوزی) اور جو شخص اپنی زمین کی کھدائی کرے اور اس میں سے سونے چاندی کی کان مل جائے تو وہ اس کا مالک ہے۔ بعض علماء نے کہا اس میں سب مسلمان شریک ہیں۔ زمین کا مالک جس قدر چاہے اپنی زمین کی کھدائی کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس کے ہمسایہ کا نقصان نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ اگر کوئی شخص کسی کو کسی شئ کی اجازت دے تو جائز ہے

۲۲۹۲ ــــ ترجمہ : جَبَلَہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا ہم عراق کے ایک شہر میں تھے ہم کو قحط سالی نے آلیا تو ابن زبیر ہم کو کھجوریں دیتے تھے۔ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس سے گزرتے تو کہتے بے شک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو کھجوریں ملا کر کھانے سے منع فرمایا ہے۔ مگر یہ کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے اس کی اجازت حاصل کر لے۔

۲۲۹۲ ــــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب لوگ اکٹھے کھجوریں کھائیں تو دو دو یا تین تین کھجوریں ملا کر کھانی ممنوع ہیں۔ ام المومنین عائشہ اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم نے اس کو قبیح اور شر قرار دیا ہے اُنھوں نے کہا اس طرح کھانے والے کو حقیر سمجھا جاتا

۲۲۹۳ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهٗ اَبُوْ شُعَيْبٍ كَانَ لَهٗ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ شُعَيْبٍ اِصْنَعْ لِیْ طَعَامَ خَمْسَةٍ لَعَلِّیْ اَدْعُو النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ وَاَبْصَرَ فِیْ وَجْهِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُوْعَ فَدَعَاهُ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ لَمْ يُدْعَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذَا قَدِ اتَّبَعَنَا اَتَاْذَنُ لَهٗ فَقَالَ نَعَمْ۔ بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ۔

ہے ۔ نیز یہ کھجوریں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی تھیں ۔ ان میں سب لوگوں کی ملکیت برابر تھی لہٰذا جو کوئی ملا کر کھجوریں کھائے وہ زیادہ کھاتا ہے ۔ اس طرح وہ غیر کا حق بھی کھا جاتا ہے اور یہ ممنوع ہے البتہ اگر اپنی ملکیت ہو جیسے کوئی شخص بازار سے انگور خریدے تو وہ اس کی ملکیت ہیں ان کو مٹھی بھر کر بھی کھا سکتا ہے ۔ مشارکت کی صورت میں جائز نہیں جمہور فقہاء کرام نے مذکور حدیث کو اسی پر محمول کیا ہے ۔ بعض علماء نے کہا ملا کر کھجوریں کھانے کی ممانعت منسوخ ہے کیونکہ یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ معیشت نہایت کمزور تھی اور طعام کی فراوانی نہ تھی ۔ اس لئے فقراء ، ضعیف لوگوں اور مساکین کی رعایت کرنے اور اپنی ذات پر دوسروں کی ذوات کو ترجیح دینے اور اجتماع و اشتراک کی حالت میں برابری میں رغبت دلانے کے لئے اقران سے منع فرمایا اور جب اللہ تعالیٰ نے وسعت عطا فرمائی اور ہر غریب اور امیر کی معیشت اچھی ہو گئی تو فرمایا اب جس طرح چاہو کھاؤ ۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم !

۲۲۹۳ ـــــ ترجمہ : ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری جس کا نام ابو شعیب لیا جاتا ہے کا ایک غلام تھا جو گوشت اچھا پکاتا تھا ۔ اس کو ابو شعیب نے کہا پانچ اشخاص کے لئے کھانا تیار کرو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کرنا چاہتا ہوں ۔ آپ پانچ اشخاص میں سے پانچویں ہوں گے ۔ ابو شعیب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور میں بھوک کے آثار دیکھے تھے انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا تو ان کے پیچھے پیچھے ایک اور شخص چل دیا جس کو کھانے کی دعوت نہ تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص ہمارے پیچھے آ گیا ہے کیا اس کو اجازت دیتے ہو ؟ ابو شعیب نے کہا جی ہاں ! (اس حدیث کی شرح حدیث ۱۹۵۳ کے تحت دیکھیں)

باب ـــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور وہ سخت جھگڑالو ہے"

٢٢٩٤ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَبْغَضَ الرِّجَالِ اِلَی اللّٰهِ الْاَلَدُّ الْخَصِمُ۔ ـــ بَابُ اِثْمِ مَنْ خَاصَمَ فِیْ بَاطِلٍ وَهُوَ یَعْلَمُهٗ۔

٢٢٩٥ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ثَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ زَیْنَبَ بِنْتَ اُمِّ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اُمَّهَا اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ سَمِعَ خُصُوْمَةً بِبَابِ حُجْرَتِهٖ فَخَرَجَ اِلَیْهِمْ فَقَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَّاِنَّهٗ یَاْتِیْنِی الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَنْ یَّكُوْنَ اَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَاَحْسِبُ اَنَّهٗ قَدْ صَدَقَ وَاَقْضِیْ لَهٗ بِذٰلِكَ فَمَنْ قَضَیْتُ لَهٗ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَاِنَّمَا هِیَ قِطْعَةٌ مِّنَ النَّارِ فَلْیَاْخُذْهَا اَوْ فَلْیَتْرُكْهَا۔

٢٢٩٤ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کو سب لوگوں سے مبغوض اور ناپسند شخص سخت جھگڑالو ہے۔

٢٢٩٤ ـــ شرح : یہ آیت کریمہ اور اس کے بعد والی تین آیات اخنس بن شریق ثقفی کے بارے میں نازل ہوئیں۔ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بظاہر ایمان لایا لیکن وہ خبثِ باطن سے معمور تھا۔ اس آیت کے نزول میں اور بھی کئی اقوال ہیں۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا میں نے قرآن کریم کی ان آیات میں تدبّر کیا تو یہی معلوم ہوا کہ وہ لوگ منافق تھے جن کی شان میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ "اَبْغَضَ" تو کافر ہے۔ حالانکہ آیت میں عموم ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں "الف لام" عہد خارجی کا ہے اور مراد اخنس بن شریق ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ اس شخص کو گناہ جو ناحق جھگڑا کرے حالانکہ اس کے بطلان کو جانتا ہے

٢٢٩٥ ـــ شرح ... [illegible] کیا کہ ان کی والدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا

۲۲۹۵ —— شرح : زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ان کی والدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ محترمہ ہیں ان کو خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرۂ شریفہ کے دروازہ کے پاس جھگڑا سنا تو آپ جھگڑنے والوں کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا میں بشر ہوں میرے پاس لوگ جھگڑا لے کر آتے ہیں اور تم میں سے بعض دوسروں سے زیادہ بلیغ ہوتے ہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ سچا ہے اس کے حق میں فیصلہ کر دیتا ہوں پس میں جس کے لئے کسی مسلمان کے حق کا فیصلہ کر دیا تو وہ آگ کا قطعہ ہوگا اس کو لے لے یا چھوڑ دے۔

۲۲۹۵ —— شرح : سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر حال پر فیصلہ فرمایا تاکہ لوگ آپ کی اقتداء کریں اور فیصلہ کرتے وقت شرعی ضابطہ کو مشعلِ راہ بنائیں۔ شروع اسلام میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر حال کے مطابق فیصلہ فرماتے تھے اور بواطنِ امور کو اللہ کے حوالے کرتے تھے۔ اسی طرح تمام انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات ظاہر حال کے مطابق فیصلہ فرماتے تھے۔ پھر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے شرفِ خصوصیت سے نوازا اور آپ کو باطن کے مطابق بھی فیصلہ کرنے کی اجازت دے دی۔ اس خصوصیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق میں امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ساری اُمت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرنے کی اجازت نہیں۔ اسی لئے فقہاء کہتے ہیں کہ قاضی اپنے علم کے مطابق فیصلہ نہ کرے اگرچہ اس کا علم واقعہ کے مطابق ہو وہ صرف شہادت یا قسم پر ہی اکتفاء کر سکتا ہے۔

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمانا کہ جس کے لئے کسی مسلمان کے حق فیصلہ کر دیا تو وہ آگ کا شعلہ ہوگا اس کو لے یا چھوڑ دے"، علامہ سبکی نے کہا یہ قضیہ شرطیہ ہے یہ اس بات کو ہرگز نہیں چاہتا کہ آپ نے کوئی فیصلہ اس طرح کیا ہو بلکہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ نے اس امر کی وضاحت فرمائی کہ یہ ممکن ہے لیکن یہ ہرگز ثابت نہیں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ایسا فیصلہ فرمایا ہو جس کا بعد میں خلافِ واقع ہونا ظاہر ہوا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے حکم سے محفوظ فرمایا ہے" سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم ہے جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اس منہ سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا (ابوداؤد) سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مُتَلَاعِنَہ عورت سے متعلق فرمایا لَوْ مَا مَضٰی مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ لَکَانَ لِیْ وَلَہَا شَانٌ یعنی اگر قرآن کریم مُتَلَاعِنَین پر حد اور تعزیر جاری کرنے کا حکم فرماتا تو میں اس عورت پر حد جاری کرتا لیکن قرآن کا فیصلہ اس سے مانع ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس مُتَلَاعِنَہ عورت کے فعل کی حقیقت جانتے تھے لیکن کتاب اللہ نے مُتَلَاعِنَہ پر حد قائم کرنے سے منع کر دیا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بخاری میں مذکور حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ ظاہر حال پر فیصلہ کرنے میں اس اُمت کی شرافت ہے اور علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا کہ ایک روایت میں ہے "اِنَّمَا اَحْکُمُ بِمَا اَسْمَعُ" کلمہ اِنَّمَا، حصر کے لئے ہے۔ گویا کہ آپ نے فرمایا میں وہی فیصلہ کروں گا جو سنوں گا۔ علامہ طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ بعض علماء نے کہا اگر قاضی تملیک مال یا ازالہ مال یا اثباتِ نکاح یا طلاق وغیرہ کا فیصلہ کرے

بَابٌ إِذَا خَاصَمَ فَجَرَ

۲۲۹۶ — حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا أَوْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْ أَرْبَعٍ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔

بَابُ قِصَاصِ الْمَظْلُومِ إِذَا وَجَدَ مَالَ ظَالِمِهِ وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ يُقَاصُّهُ وَقَرَأَ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ۔

۲۲۹۷ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِي لَهُ عِيَالَنَا فَقَالَ لَا حَرَجَ عَلَيْكِ أَنْ تُطْعِمِيهِمْ بِالْمَعْرُوفِ۔

اور واقعہ میں گواہوں کی شہادت اور اس کے مطابق فیصلہ کا خلاف ہو تو قاضی کا فیصلہ تملیکِ مال اور تحلیل و تحریم کو واجب نہیں کرتا۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک یہی ہے۔ لیکن امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا کہ قاضی شہادت کے مطابق جو بھی فیصلہ کر دے جبکہ گواہ عادل ہوں تو وہ فیصلہ ظاہر اور باطن میں نافذ العمل ہے۔

باب — جب جھگڑا کرے تو بدزبانی کرے

۲۲۹۶ — ترجمہ: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چار خصلتیں ہیں جس شخص میں وہ پائی جائیں وہ خالص منافق ہے یا ان چاروں میں سے کوئی ایک پائی جائے تو اس میں نفاق کی خصلت پائی جاتی ہے حتیٰ کہ اس کو چھوڑ دے جب بات کرے تو جھوٹ بولے وعدہ کرے تو خلاف کرے عہد کرے تو غدر (عہد شکنی) کرے جب جھگڑا کرے تو بدکلامی کرے (حدیث [illegible] کی شرح دیکھیں)

۲۲۹۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْنَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ لَا يَقْرُونَنَا فَمَا تَرَى فِيهِ فَقَالَ لَنَا إِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَأَمَرَ لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوا فَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوا فَخُذُوا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ۔

باب — جب مظلوم اس پر ظلم کرنے والا کا مال پائے تو وہ اپنا بدلہ لے ''

ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ اپنے حق کے برابر لے اور یہ آیت پڑھی ''اگر تم ان کو عذاب دینا چاہو تو اس قدر عذاب دو جتنا اُنھوں نے تم کو عذاب دیا ہے۔

۲۲۹۷ — ترجمہ : حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہند بنت عُتبہ بن ربیعہ آئی اور کہا یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' ابوسفیان بخیل شخص ہے کیا مجھ پر گناہ تو نہیں کہ میں اس کے مال سے اپنے بال بچوں کو کھلا دوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچوں کو رواج کے مطابق کھلا دو تجھے گناہ نہیں۔

۲۲۹۸ — ترجمہ : عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ ہم کو باہر بھیجتے ہیں اور ہم ایسے لوگوں میں اُترتے ہیں جو ہماری مہمانی نہیں کرتے آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا اگر تم کسی قوم میں اُترو اور تمہاری مہمانی کی جائے جو مہمان کے مناسب ہے تو اسے قبول کرو اور اگر وہ نہ کریں تو ان سے مہمان کا حق لے سکتے ہو۔

۲۲۹۷ — شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جو شخص کسی کی امانت کا انکار کردے پھر امانت رکھنے والے کو اس امین کا مال مل جائے جس نے امانت کا انکار کر دیا تھا کیا وہ اپنے حق کا عوض اس مال سے لے سکتا ہے؟ اس مسئلہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں امام مالک سے مروی ہے کہ وہ نہیں لے سکتا۔ لیکن ان سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب امین کے مال سے زیادہ نہ لے سکتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسی طرح کہا امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جس کا کسی کے پاس حق ہو اور وہ لینے سے عاجز ہو تو وہ جب اس کا مال پائے تو اس کی اجازت کے بغیر اپنا حق لے سکتا ہے [illegible]

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّقَائِفِ وَ جَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهُ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ۔ ۲۲۹۹ ـــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ اَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ ثَنِي مَالِكٌ ح وَاَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ عَنْ عُمَرَ قَالَ حِيْنَ تَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَنْصَارَ اجْتَمَعُوا فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ فَقُلْتُ لِاَبِي بَكْرٍ انْطَلِقْ بِنَا فَجِئْنَاهُمْ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ۔

یہ ہمارا مذہب ہے امام ابوحنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما اس کا خلاف فرماتے ہیں ابن بطال نے کہا ابن وہب نے امام مالک سے روائت کی کہ جب مال کا انکار کرنے والے پر قرض ہو تو وہ اس قدر لے سکتا ہے جس میں دوسرے قرضخواہ برابر ہوں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر ظالم کا مال سونا اور چاندی پایا تو اگر اس نے اس سے سونا لینا ہے تو سونے سے لے اگر چاندی لینی ہے تو چاندی سے لے یعنی اپنے مال کی جنس سے اپنا حق پورا کرسکتا ہے اسی طرح کیلی اور وزنی اشیاء کا حال ہے۔ اگر سونا لینا ہے تو وہ چاندی سے پورا نہیں کرسکتا اور اگر چاندی لینی ہے تو وہ سونے سے پوری نہیں کرسکتا۔ علامہ عینی نے مذکور تفصیل کے بعد کہا ہمارا مذہب یہ ہے کہ اپنی جنس سے جب اس کا حق پورا نہ ہو تو دوسری جنس سے لے سکتا ہے ورنہ نہیں اس باب میں مذکور حدیث کا معنی یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کی بیوی کو اُن کے مال سے اپنا حق لینے کی اجازت دی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی کسی کا حق نہ دے یا انکار کرے تو صاحب حق اپنا حق لے سکتا ہے۔ یہی باب کا عنوان ہے۔

۲۲۹۸ ـــــ شرح: بظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مہمانی واجب ہے اور اگر کوئی مہمانی کا حق ادا نہ کرے تو مہمان جبراً اپنا حق لے سکتا ہے۔ لیکن یہ مجبور لوگوں کے لئے ہے اور یہ شروع اسلام میں تھا جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتوحات عطا کیں تو یہ حکم منسوخ ہوگیا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا تَاكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ، یعنی آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ عوامی جگہ میں بیٹھنے کے متعلق روایات

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سقیفہ بنی ساعدہ میں بیٹھے"

۲۲۹۹ ـــــ ترجمہ: عُبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے روائت ہے کہ ابن عباس نے ان سے

بَابُ لَا يَمْنَعُ جَارٌ جَارَهُ اَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِيْ جِدَارِهٖ

۲۳۰۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْنَعُ جَارٌ جَارَهُ اَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِيْ جِدَارِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْهُرَيْرَةَ مَالِيْ اَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ وَاللّٰهِ لَاَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ اَكْتَافِكُمْ۔

عمر فاروق" رضی اللہ عنہم ،، سے روایت کی ۔ اُنھوں نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس بُلا لیا تو انصار بنی ساعدہ کے سقیفہ میں جمع ہو گئے ۔ میں نے ابوبکر سے کہا آپ ہمارے ساتھ چلیں تو ہم سقیفہ بنی ساعدہ میں ان کے پاس آئے ۔

۲۲۹۹ — شرح : سَقَائِفُ ،، سَقِيْفَه ،، کی جمع ہے ۔ یہ سایہ دار جگہ ہے ۔ جہاں لوگ بیٹھا کرتے ہیں ۔ عموماً دیہات میں ایسی جگہ مقرر ہوتی ہے ۔ جہاں سایہ دار درخت ہوتے ہیں یا چھپر ڈال کر بیٹھنے کی جگہ بنائی جاتی ہے ۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس عنوان سے مقصد یہ ہے کہ عوامی جگہوں میں بیٹھنا جائز ہے جبکہ وہاں سے گزرنے والوں کو اذیت نہ پہنچے اور وہاں بیٹھنے والے اپنی نظریں راہ گزروں کی طرف نہ اُٹھائیں اور ان کے سلام کا جواب دیں اور بھولے بھٹکے کو راہ بتائیں ۔ ان شروط کا لحاظ رکھتے ہُوئے بیٹھیں تو کچھ حرج نہیں ۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا جب انتقال ہُوا تو انصار و مہاجرین سقیفہ بنی ساعدہ میں بیٹھے اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی ۔ یہ حدیث ان کی بیعت کے واقعہ سے اختصار کی گئی ہے ۔ انشاء اللہ پوری حدیث ہجرت کے باب میں آئے گی ۔

باب — کوئی شخص اپنے ہمسایہ کو اپنی دیوار پر کھونٹیاں رکھنے سے منع نہ کرے ،،

۲۳۰۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اپنے ہمسایہ کو اپنی دیوار پر کھونٹیاں رکھنے سے منع نہ کرے پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے کیا وجہ ہے کہ میں تم کو اس حدیث سے اعراض کرنے والے دیکھتا ہُوں ۔ بخدا ! میں یہ حدیث تم سے بیان کرتا رہوں گا !

۲۳۰۰ — شرح : علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تم قبول نہ کرو گے

بَابُ صَبِّ الْخَمْرِ فِي الطَّرِيقِ

۲۳۰۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَبُو يَحْيَى ثَنَا عَفَّانُ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ فِي مَنْزِلِ أَبِي طَلْحَةَ وَكَانَ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ الْفَضِيخَ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنَادِيًا يُنَادِي أَلَا إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ اخْرُجْ فَأَهْرِقْهَا فَخَرَجْتُ فَهَرَقْتُهَا قَالَ فَجَرَتْ فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ قَدْ قُتِلَ قَوْمٌ وَهِيَ فِي بُطُونِهِمْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا۔

کے ساتھ اس حدیث کو قبول نہ کرو گے تو گو تم اس کو اچھا نہ سمجھو میں برابر یہ حدیث بیان کرتا رہوں گا۔ گویا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس کو واجب سمجھتے تھے لیکن عام علماء اس کو مستحب کہتے ہیں کیونکہ کسی کی دیوار کو اس کی اجازت کے بغیر استعمال کرنا جائز نہیں۔ البتہ دیوار کا مالک بطیب خاطر اجازت دیدے تو اس کی دیوار پر ہمسایہ کھونٹیاں گاڑ سکتا ہے۔ کیونکہ جب جانبین سے ایک ہمسائیگی کا حق ادا کرے تو دوسرے کو بھی اسی طرح کرنا چاہیئے۔ لہذا یہ مستحب ہے واجب نہیں یعنی ہمسایہ کی دیوار پر کھونٹیاں گاڑنے کا اس کو استحقاق نہیں ہے۔ یہ دونوں طرف سے استحسان ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما کا یہی مسلک ہے۔ امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہما نے کہا اگر ہمسایہ کی دیوار کو نقصان نہ پہنچتا ہو تو اس پر واجب ہے کہ ہمسایہ کو اپنی دیوار پر کھونٹیاں گاڑنے دے۔

باب — راستہ میں شراب بہانا

۲۳۰۱ — ترجمہ: انس بن مالک نے کہا میں ابوطلحہ کے مکان میں لوگوں کو شراب پلا رہا تھا۔ اس وقت لوگ کھجور کا شراب استعمال کرتے تھے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مُنادِی کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دے کہ شراب حرام ہو گیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے ابوطلحہ نے کہا باہر نکلو اور تمام شراب بہا دو۔ میں باہر نکلا اور سارا شراب بہا دیا۔ وہ مدینہ منورہ کی گلیوں میں بہنے لگا تو بعض لوگوں نے کہا کہ جو لوگ قتل ہو گئے ہیں حالانکہ ان کے پیٹوں میں شراب تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی "جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے عمل اچھے کئے جو وہ کھا پی چکے ہیں ان پر حرج نہیں"

۲۳۰۱ — شرح: فَضِیخ "وہ شراب ہے جو کھجوروں سے بنایا جائے اور اس کو آگ

بَابُ اَفْنِيَةِ الدُّوْرِ وَالْجُلُوْسِ فِيْهَا وَالْجُلُوْسِ عَلَى الصُّعُدَاتِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ فَابْتَنٰى اَبُوْبَكْرٍ مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهٖ يُصَلِّيْ فِيْهِ وَيَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ فَيَتَقَصَّفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَبْنَاؤُهُمْ يَعْجَبُوْنَ مِنْهُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ۔ ۲۳۰۲ —— حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ ثَنَا اَبُوْ عُمَرَ حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ عَلَى الطُّرُقَاتِ فَقَالُوْا مَا لَنَا بُدٌّ اِنَّمَا هُوَ مَجَالِسُنَا نَتَحَدَّثُ فِيْهِ قَالَ فَاِذَا اَبَيْتُمْ اِلَّا الْمَجَالِسَ فَاَعْطُوا الطَّرِيْقَ حَقَّهَا قَالُوْا وَمَا حَقُّ الطَّرِيْقِ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْاَذٰى وَرَدُّ السَّلَامِ وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ۔

نے مس نہ کیا ہو۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ انگوروں کا کچا پانی جب کھولنا شروع کر دے اور سخت ہو جائے تو وہ شراب بن جاتا ہے۔ اس کے تقریباً دو سو نام ہیں اس کو فضیح اس لئے کہتے ہیں کہ یہ پینے والے کو رسوا کرتا ہے اسی طرح خشک کھجوروں کا فضیح بھی شراب کہلاتا ہے۔ اس حدیث سے شراب کی حرمت واضح ہوتی ہے۔ ابن سعد وغیرہ نے کہا ہجرت کے دوسرے سال جنگِ اُحد کے بعد شراب حرام ہوا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ شراب کا اپنے پاس رکھنا بھی حرام ہے اسی لئے اس کو بہا دینے کا حکم دیا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس میں جمہور علماء کا اتفاق ہے۔ قرآن کریم نے اس کو نجس اور پلید کہا ہے اس لئے اگر شراب کا ایک قطرہ کنوئیں میں گر پڑے تو کنواں کا سارا پانی نکالنے کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب —— گھروں کے صحن اور ان میں بیٹھنا اور راستہ میں بیٹھنا

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابوبکر صدیق نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنالی۔ اور وہاں وہ نماز قرآن پڑھتے تو مشرکوں کی عورتیں اور ان کے بچے جمع ہو جاتے اور سن کر تعجب کرتے۔ ان دنوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف فرما تھے۔ (حدیث ۴۶۶ کی شرح کا مطالعہ کریں)

بَابُ الْآبَارِ عَلَى الطَّرِيقِ إِذَا لَمْ يُتَأَذَّ بِهَا

۲۳۰۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ بِطَرِيقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ بَلَغَ مِنِّي فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ مَاءً فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ لَأَجْرًا قَالَ فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ

۲۳۰۲ — ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا راستوں میں بیٹھنے سے بچو لوگوں نے عرض کیا ہمارے لئے وہاں بیٹھنے کے سوا کوئی چارہ نہیں وہ ہمارے بیٹھنے کی جگہیں ہیں۔ وہاں ہم باتیں کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم نے ضرور ہی بیٹھنا ہے تو راستہ کو اس کا حق دو لوگوں نے عرض کیا راستہ کا حق کیا ہے۔ آپ نے فرمایا نظر نیچی رکھنا اذیت پہنچانے سے رکنا سلام کا جواب دینا اچھائی کا حکم کرنا اور برائی سے منع کرنا۔

۲۳۰۲ — شرح: علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حدیث میں مذکور مجالس میں بیٹھنا حرام نہیں اور ممانعت صرف اس لئے ہے کہ اس سے عوام کو تکلیف ہوتی ہے اس سے بُرے ذرائع کا سدِ باب کرنا مقصود ہے اور اچھے راہ کی ہدایت مطلوب ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کو بیٹھنے کی مجالس وہ اختیار کرنی چاہئیں جہاں مکروہ امور نہ دیکھیں اور وہ باتیں نہ سُننے پائیں جن کا شرع میں سُننا حرام ہے۔ لہٰذا گھروں میں ریڈیو وغیرہ گانے سُننے اور مکروہ ڈرامے سُننے کے لئے رکھنا حرام ہیں اور ٹیلیویژن گھر میں رکھنے کی شریعت مطہرہ کے نصاب میں کیس جواز کی صورت نظر نہیں آتی ہاں اگر ریڈیو میں صرف نعت خوانی سُننا اور ملکی اخبار پر اطلاع حاصل ہونا مطلوب ہو تو شرعی حدود کے تحت جائز ہوگا بشرطیکہ اصولِ شرع کی خلاف ورزی نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — راستوں میں کنوئیں کھودنا جبکہ ان سے کسی کو اذیت نہ پہنچے ،،

بَابُ اِمَاطَةِ الْاَذٰى وَقَالَ هَمَّامٌ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُمِيْطُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ بَابُ الْغُرْفَةِ وَالْعُلِّيَّةِ الْمُشْرِفَةِ وَغَيْرِ الْمُشْرِفَةِ فِي السُّطُوْحِ وَغَيْرِهَا۔ ۲۳۰۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ اَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اُطُمٍ مِنْ آطَامِ الْمَدِيْنَةِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا اَرٰى اِنِّيْ اَرٰى مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بُيُوْتِكُمْ كَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ۔

۲۳۰۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ ایک شخص راستہ چل رہا تھا کہ اس کو سخت پیاس لگی۔ اُس نے ایک کنواں دیکھا تو اس میں اُترا اور پانی پیا پھر باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے تر مٹی چاٹ رہا ہے۔ اس مرد نے خیال کیا کہ اس کو اسی قدر پیاس لگی ہوگی جس قدر مجھے پیاس لگی تھی۔ وہ کنوئیں میں اُترا اور پانی سے موزہ بھرا اور کتے کو پلا دیا اللہ تعالیٰ نے اس کا عمل قبول کیا اور اس کو بخش دیا لوگوں نے کہا۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہمارے لئے جانوروں میں ثواب ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر تر جگہ والی شئ میں ثواب ہے۔

(حدیث ۲۲۰۸ کی شرح کا مطالعہ فرمائیں)

باب — اذیت پہنچانے والی چیز کو ہٹانا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹانا صدقہ ہے۔

شرح : صدقہ کا معنیٰ مُتَصَدَّقْ عَلَیْہِ (جس پر صدقہ کرے) کو نفع پہنچانا ہے اور جو کوئی راستہ سے تکلیف دہ شئ ہٹاتا ہے وہ لوگوں کو نفع دیتا ہے اور ان کے لئے سلامتی کا راہ کھولتا ہے لہٰذا اس کو صدقہ کا ثواب ملے گا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بار ایک شخص چل رہا تھا وہ کیا دیکھتا ہے کہ راستہ میں خار دار شاخ پڑی ہوئی ہے اُس نے اس کو راستہ سے ہٹا دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا عمل قبول کیا اور اس کو بخش دیا۔ رحمتِ خدا بہانہ مے جوید۔ واللہ تعالیٰ وسبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۳۰۵ — حدثنا يحيى بن بكير ثنا الليث عن عقيل عن ابن شهاب: اخبرني عبيد الله بن عبد الله بن ابي ثور عن عبد الله ابن عباس قال لم ازل حريصا على ان اسأل عمر عن المرأتين من ازواج النبي صلى الله عليه وسلم اللتين قال الله لهما ان تتوبا الى الله فقد صغت قلوبكما فحججت معه فعدل وعدلت معه بالاداوة فتبرز ثم جاء فسكبت على يديه من الاداوة فتوضأ فقلت يا امير المؤمنين من المرأتان من ازواج النبي صلى الله عليه وسلم اللتان قال الله عز وجل لهما ان تتوبا الى الله فقد صغت قلوبكما فقال واعجبا لك يا ابن عباس عائشة وحفصة ثم استقبل عمر الحديث يسوقه فقال اني كنت وجار لي من الانصار في بني امية بن زيد وهي من عوالي المدينة وكنا نتناوب النزول على النبي صلى الله عليه وسلم فينزل يوما وانزل يوما فاذا نزلت جئته من خبر ذلك اليوم من الامر وغيره واذا نزل فعل مثله وكنا معشر قريش نغلب النساء فلما قدمنا على الانصار اذا هم قوم تغلبهم نساؤهم فطفق نساؤنا ياخذن من ادب نساء الانصار فصحت على امرأتي فراجعتني فانكرت ان تراجعني فقالت ولم تنكر ان اراجعك فوالله ان ازواج النبي صلى الله عليه وسلم ليراجعنه وان احداهن لتهجره اليوم حتى الليل فافزعني فقلت خابت من فعل

باب — بالاخانوں وغیرہ میں بلند اور پست روشندان بنانا

۲۳۰۴ — ترجمہ : حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے محلات میں سے ایک اونچے محل پر چڑھے پھر فرمایا کیا جو کچھ میں دیکھتا ہوں تم دیکھتے ہو؟ میں تمہارے گھروں میں فتنوں کی جگہیں دیکھ رہا ہوں جیسے بارش کے قطروں کے گرنے کی جگہ دیکھتے ہیں،،

۲۳۰۴ — شرح : غُرفہ اور علیہ دونوں مترادف اور عطف تفسیری ہے۔ چنانچہ جوہری نے غُرفہ کی علیہ کے ساتھ اور علیہ کی غُرفہ کے ساتھ تفسیر کی ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بالاخانہ پر روشن دان رکھنا مباح ہے جبکہ کسی پردہ دار پہ نظر نہ پڑے۔ حدیث ۱۷۵۹ کی شرح کا مطالعہ فرمائیں۔

مِنْهُنَّ بِعَظِيمٍ ثُمَّ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي فَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَقُلْتُ أَيْ حَفْصَةُ
أَتُغَاضِبُ إِحْدَاكُنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ
حَتَّى اللَّيْلِ فَقَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ خَابَتْ وَخَسِرَتْ أَفَتَأْمَنُ أَنْ يَغْضَبَ اللّٰهُ
لِغَضَبِ رَسُولِهِ فَتَهْلِكِينَ لَا تَسْتَكْثِرِي عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا
تُرَاجِعِيهِ فِي شَيْءٍ وَلَا تَهْجُرِيهِ وَسَلِينِي مَا بَدَا لَكِ وَلَا يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ
هِيَ أَوْضَأَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ عَائِشَةَ وَكُنَّا
تَحَدَّثْنَا أَنَّ غَسَّانَ تُنْعِلُ النِّعَالَ لِغَزْوِنَا فَنَزَلَ صَاحِبِي يَوْمَ نَوْبَتِهِ فَرَجَعَ
عِشَاءً فَضَرَبَ بَابِي ضَرْبًا شَدِيدًا وَقَالَ أَنَائِمٌ هُوَ فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ
وَقَالَ حَدَثَ أَمْرٌ عَظِيمٌ فَقُلْتُ مَا هُوَ أَجَاءَتْ غَسَّانُ قَالَ لَا بَلْ أَعْظَمُ مِنْهُ
وَأَطْوَلُ طَلَّقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ قَالَ قَدْ خَابَتْ حَفْصَةُ
وَخَسِرَتْ كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ هٰذَا يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ فَجَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي فَصَلَّيْتُ
صَلٰوةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ مَشْرُبَةً لَهُ فَاعْتَزَلَ
فِيهَا فَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَإِذَا هِيَ تَبْكِي قُلْتُ مَا يُبْكِيكِ أَوَلَمْ أَكُنْ حَذَّرْتُكِ
أَطَلَّقَكُنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَا أَدْرِي هُوَ ذَا فِي الْمَشْرُبَةِ
فَخَرَجْتُ فَجِئْتُ الْمِنْبَرَ فَإِذَا حَوْلَهُ رَهْطٌ يَبْكِي بَعْضُهُمْ فَجَلَسْتُ مَعَهُمْ قَلِيلًا
ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَجِئْتُ الْمَشْرُبَةَ الَّتِي هُوَ فِيهَا فَقُلْتُ لِغُلَامٍ لَهُ أَسْوَدَ اسْتَأْذِنْ
لِعُمَرَ فَدَخَلَ فَكَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ

۲۳۰۵ ——— ترجمہ : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میری یہ خواہش رہی کہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے یہ پوچھوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیویوں میں سے وہ کونسی دو بیبیاں ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا " اِنْ تَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا " یعنی نبی کی دونوں بیبیو اگر اللہ کی طرف تم رجوع کرو تو ضرور تمہارے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے ہیں۔ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کو گیا وہ راستہ سے ایک طرف مائل ہوئے اور میں ان کے ساتھ مشکیزہ لے کر راستہ سے پھرا۔ انھوں نے قضاءِ حاجت کی حتیٰ کہ وہ آئے تو میں نے ان کے ہاتھوں پر مشکیزہ

فَانْصَرَفْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا اَجِدُ
فَجِئْتُ فَقُلْتُ لِلْغُلَامِ فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَجَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ
غَلَبَنِيْ مَا اَجِدُ فَجِئْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ اسْتَاْذِنْ لِعُمَرَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَلَمَّا وَلَّيْتُ
مُنْصَرِفًا فَاِذَا الْغُلَامُ يَدْعُوْنِيْ قَالَ اَذِنَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَاِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى رِمَالِ حَصِيْرٍ لَيْسَ لَهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ
قَدْ اَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهِ مُتَّكِئٌ عَلٰى وِسَادَةٍ مِّنْ اَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ
قُلْتُ وَاَنَا قَائِمٌ طَلَّقْتَ نِسَاءَكَ فَرَفَعَ بَصَرَهُ اِلَيَّ فَقَالَ لَا ثُمَّ قُلْتُ وَاَنَا قَائِمٌ
اَسْتَاْنِسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ رَاَيْتَنِيْ وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلٰى
قَوْمٍ تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَذَكَرَهُ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قُلْتُ لَوْ
رَاَيْتَنِيْ وَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَا يَغُرَّنَّكِ اَنْ كَانَ جَارَتُكِ هِيَ اَوْضَاَ مِنْكِ
وَاَحَبَّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عَائِشَةَ فَتَبَسَّمَ اُخْرٰى فَجَلَسْتُ

سے پانی ڈالا۔ آپ نے وضوء کیا تو میں نے کہا یا امیر المؤمنین! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے وہ کون سی دو عورتیں ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اِنْ تَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ"، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن عباس تعجب ہے تم پر۔ وہ عائشہ اور حفصہ ہیں پھر عمر فاروق نے پورا واقعہ بیان کرنا شروع کیا۔ اُنھوں نے کہا میں اور میرا ایک انصاری ہمسایہ بنی اُمیّہ بن زید کے محلہ میں رہتے تھے۔ اور وہ مدینہ منورہ کے عوالی میں تھا۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باری باری آیا کرتے تھے۔ ایک دن وہ آتا اور ایک دن میں آیا کرتا تھا۔ جب میں آتا تو اس دن میں وحی کے احکام اس کو بتاتا اور جب وہ آتا تو وہ بھی اسی طرح کرتا۔ ہم قریش عورتوں پر غالب رہتے تھے۔ جب ہم انصار میں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کی عورتیں اُن پر غالب رہتی ہیں تو ہماری عورتوں انصار عورتوں کی عادات سیکھنے لگیں۔ ایک دن میں نے اپنی بیوی کے ساتھ بلند آواز سے کلام کیا تو اس نے مجھ کو جواب دیا مجھ کو اس کا جواب اچھا نہ لگا تو اس نے کہا میرا آپ کو جواب دینا کیوں پسند نہیں کرتے ہو بخدا! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں آپ کو جواب دیتی ہیں اور اُن میں سے بعض تو رات تک سارا دن آپ سے علیحدہ رہتی ہیں۔ اس سے میں گھبرایا اور میں نے کہا اُن میں سے جس نے ایسا کیا وہ عظیم خسارہ میں ہے پھر میں نے اپنے کپڑے پہنے اور حفصہ کے پاس گیا تو میں نے کہا اے حفصہ! کیا تم میں سے بعض جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا دن رات تک ناراض رکھتی ہیں اُنھوں نے کہا جی ہاں! میں نے کہا وہ تو

حِيْنَ رَأَيْتُهُ تَبَسَّمَ ثُمَّ رَفَعْتُ بَصَرِي فِي بَيْتِهِ فَوَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ فِيهِ شَيْئًا يَرُدُّ
الْبَصَرَ غَيْرَ أَهَبَةٍ ثَلٰثَةٍ فَقُلْتُ ادْعُ اللّٰهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلٰى أُمَّتِكَ فَإِنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ
وُسِّعَ عَلَيْهِمْ وَأُعْطُوا الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ أَوَفِي
شَكٍّ أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ أُولٰئِكَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَغْفِرْ لِي فَاعْتَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَجْلِ
ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ حِيْنَ أَفْشَتْهُ حَفْصَةُ إِلٰى عَائِشَةَ وَكَانَ قَدْ قَالَ مَا أَنَا بِدَاخِلٍ
عَلَيْهِنَّ شَهْرًا مِنْ شِدَّةِ مَوْجِدَتِهِ عَلَيْهِنَّ حِيْنَ عَاتَبَهُ اللّٰهُ فَلَمَّا مَضَتْ
تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَبَدَأَ بِهَا فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ إِنَّكَ أَقْسَمْتَ
أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَإِنَّا أَصْبَحْنَا بِتِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً أَعُدُّهَا عَدًّا فَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ وَكَانَ ذٰلِكَ الشَّهْرُ تِسْعًا
وَّعِشْرِيْنَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأُنْزِلَتْ آيَةُ التَّخْيِيْرِ فَبَدَأَ بِي أَوَّلَ امْرَأَةٍ فَقَالَ إِنِّي
ذَاكِرٌ لَّكِ أَمْرًا وَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَّا تَعْجَلِي حَتّٰى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ قَالَتْ قَدْ عَلِمَ
أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِكَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ يٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ
قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِلٰى عَظِيْمًا قُلْتُ أَفِي هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّي أُرِيْدُ اللّٰهَ وَ
رَسُوْلَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ ثُمَّ خَيَّرَ نِسَاءَهُ فَقُلْنَ مِثْلَ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ۔

خسارے میں پڑگئی کیا تم اِس سے بے خوف ہو کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کے باعث اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے تو تم تباہ ہو جاؤ ؟ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ باتیں مت کرو اور نہ آپکو کوئی جواب دو اور نہ ہی آپ سے علیحدہ رہو جو ضرورت ہو وہ مجھ سے لو اور اس ... دھوکہ میں نہ رہو کہ تمہاری ہمسائی تم سے زیادہ خوبصورت ہے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب ہے۔ اس سے اُن کی مراد ام المؤمنین عائشہ تھیں۔ ہم آپس میں یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ غسانی ہمارے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے گھوڑوں کی نعل بندی کر رہے ہیں میرا ساتھی اپنی باری کے دن دربارِ رسالت میں آیا پھر عشاء کے وقت واپس گیا تو میرا دروازہ زور سے کھٹکھٹایا اور کہا کیا وہ سو رہے ہیں ؟ میں گھبرایا اور اس کی طرف گیا اُس نے بیان کیا ایک بہت بڑا حادثہ ہوا ہے میں نے کہا وہ کیا ہے ؟

کیا غسّان کے لوگ حملہ آور ہوئے ہیں؟ اُس نے کہا نہیں۔ بلکہ اس سے عظیم تر حادثہ سخت ہوا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے عمر فاروق نے کہا حفصہ نقصان میں پڑ گئی اور خسارے والی ہو گئی۔ میں پہلے ہی خیال کرتا تھا کہ عنقریب ایسا ہو جائے گا میں نے اپنے کپڑے پہنے اور فجر کی نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی اور آپ بالاخانہ میں تشریف لے گئے اور اس میں تنہائی اختیار کی۔ میں حفصہ کے پاس گیا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ رو رہی ہے۔ میں نے کہا تمہیں کونسی چیز رلا رہی ہے کیا میں نے تمہیں ڈرایا نہ تھا؟ کیا تمہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق دے دی ہے؟ حفصہ نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ آپ اُس بالاخانہ میں تشریف رکھتے ہیں میں باہر نکلا اور اس بالاخانہ کی طرف گیا جہاں آپ تشریف فرما تھے۔ میں نے آپ کے کالے غلام سے کہا عمر کے لئے اجازت حاصل کرو وہ اندر گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا پھر باہر نکلا اور کہا میں نے تمہارا ذکر کیا ہے۔ آپ خاموش رہے ہیں میں واپس ہو گیا اور ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ گیا جو منبر شریف کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر میرا خیال غالب آیا اور میں غلام کے پاس آیا اور اسے کہا عمر کے لئے اجازت حاصل کرو اُس نے پہلے کی طرح ذکر کیا جب میں واپس ہونے لگا تو غلام نے مجھے آواز دیتے ہوئے کہا تمہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی ہے۔ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی کی بنی ہوئی رسیوں پر لیٹے ہوئے تھے آپ کے جسم شریف اور چٹائی کے درمیان کوئی بستر نہ تھا اور رسیوں سے آپ کے پہلو پر نشان پڑے ہوئے تھے۔ آپ چمڑے کے تکیہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ میں نے سلام عرض کیا پھر میں نے عرض کیا جبکہ میں کھڑا تھا کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے آپ نے میری طرف نظر اُٹھائی اور فرمایا نہیں۔ پھر میں نے کہا حالانکہ میں کھڑا تھا کہ دل بہلائی کرتا ہوں۔ یا رسول اللہ! آپ دیکھیں ہم قریشی لوگ عورتوں پر غالب رہتے تھے جب ہم ان لوگوں کے پاس آئے تو ان پر ان کی عورتیں غالب تھیں اور سارا واقعہ بیان کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے پھر میں نے عرض کیا۔ کاش آپ مجھے دیکھ لیتے جبکہ میں حفصہ کے پاس گیا تو میں نے اسے کہا تمہیں یہ چیز دھوکہ میں نہ رکھے کہ تمہاری پڑوسن تم سے زیادہ خوبصورت اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب ترین ہے۔ ان کی مراد ام المؤمنین عائشہ تھی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار اور تبسم فرمایا جب میں نے آپ کا تبسم دیکھا تو میں بیٹھ گیا پھر میں نے آپ کے گھر میں نظر اُٹھائی بخدا! میں نے اس میں تین کچی کھالوں کے سوا کوئی چیز نہ دیکھی تو میں نے عرض کیا" یا رسول اللہ" آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ آپ کی اُمت پر وسعت کرے کیونکہ فارس اور روم کے لوگوں پر وسعت کی گئی ہے اور ان کو دنیا دی گئی ہے حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے ہیں اس وقت آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ تو آپ نے فرمایا اے ابن خطاب! ایسی باتیں کرتے ہو کیا تمہیں شک ہے؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کے نیک اعمال کی جزا دنیاوی زندگی میں دے دی گئی ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے استغفار فرمائیں۔ یہ وہ بات تھی جس کے باعث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہائی اختیار کر لی تھی جبکہ حفصہ نے عائشہ سے راز ظاہر کر دیا تھا۔ اور آپ نے فرمایا تھا میں ان کے پاس ایک مہینہ تک نہیں جاؤں گا کیونکہ آپ کو ان پر سخت غصہ آیا تھا جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عتاب فرمایا۔ جب انتیس دن گزر گئے تو آپ عائشہ کے پاس

تشریف لے گئے اور اُن سے ابتداء فرمائی تو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ نے قسم کھائی تھی کہ ایک مہینہ ہمارے پاس تشریف نہ لائیں گے ابھی تو ہم پر انتیس راتیں گذری ہیں۔ میں اُن کو شمار کرتی رہی ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مہینہ انتیس (۲۹) دن کا ہے اور وہ مہینہ انتیس (۲۹) دن کا تھا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تخییر کی آیت نازل ہوئی تو آپ پہلے میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں تجھ سے ایک بات ذکر کرتا ہوں تجھ پہ حرج نہیں کہ جلدی نہ کرے حتی کہ اپنے ماں باپ سے مشورہ کرلے۔ ام المؤمنین نے کہا میں جانتی ہوں کہ میرے ماں باپ آپ کے فراق کا کبھی مشورہ نہ دیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِلَىٰ قَوْلِهِ عَظِيمًا"، میں نے کہا کیا میں اس میں اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں؟ میں تو اللہ اور اس کے رسول اور دارِ آخرت کو ہی پسند کرتی ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سب بیویوں کو اختیار دیا تو سب نے یہی کہا جو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا۔

۲۳۰۵ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نو بیبیاں تھیں ام المؤمنین عائشہ بنت ابوبکر صدیق ام المؤمنین حفصہ بنت عمر فاروق ام المؤمنین اُم حبیبہ بنت ابوسفیان ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ وام المؤمنین ام سلمہ بنت ابوالحارث علاالیہ خاندانِ قریش سے تھیں اور چار کا تعلق خاندانِ قریش سے نہ تھا ان میں سے ام المؤمنین صفیہ بنت حیی خیبریہ، ام المؤمنین میمونہ بنت حارث، ام المؤمنین زینب بنت جحش اسدیہ اور ام المؤمنین جویریہ بنت حارث مصطلقیہ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنھن۔

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن ماریہ رضی اللہ عنہا سے صحبت فرمائی جس کا ام المؤمنین کو علم نہ تھا اور ام المؤمنین حفصہ کو اس کا پتہ چل گیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا کہ عائشہ کو نہ بتائے اور یہ معاملہ صیغہ راز میں رہے۔ میں نے ماریہ کو اپنے پر حرام کر دیا ہے۔ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے یہ بات نکل گئی تو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سخت غصہ سے بھر گئیں تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ بیویوں کے قریب نہیں جائیں گے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے پیارے نبی جو چیز اللہ نے آپ کے لئے حلال کی ہے اس کو کیوں حرام کرتے ہو اس میں اپنی بیویوں کی رضامندی چاہتے ہو۔ بعض علماء سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کا سبب یہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر میں شہد پیا تھا اور جب آپ کی بعض بیویوں نے کہا کہ اس سے مغافیر (گوند) کی بو آتی ہے تو آپ نے شہد حرام کر دیا۔ اور فرمایا میں نے شہد کو اپنے پر حرام کر دیا ہے۔ کسی کو اس کا پتہ نہ چلے لیکن ان سے یہ راز افشاء ہو گیا اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض ہوئے اور قسم کھائی کہ ایک ماہ بیویوں کے پاس نہ جائیں گے اور مسجد کے بالاخانہ میں تشریف لے گئے اس وقت بعض منافقوں نے یہ مشہور کر دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے ان کی باتوں پر دوسرے لوگوں نے بھی یہ کہنا شروع کر دیا جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خلاف عادت انہاج

مطہرات سے علیحدگی اختیار کرکے بالاخانہ میں تشریف لے گئے تو لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ آپ نے طلاق دیدی ہے۔
اس لئے اوس بن خولی انصاری نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کو طلاق
دیدی ہے اور وہ یہ خبر سنتے ہی مدینہ منورہ تشریف لائے جبکہ ان کی رہائش عوالی مدینہ میں تھی اور صبح سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم سے تحقیق حق پر اطلاع پائی۔ حضرات مفسرین کرام نے ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے دنیاوی
چیزوں اور کچھ نفقات وغیرہ کا مطالبہ کیا تو اس سے آپ کو غم لاحق ہوا تو ان سے علیحدگی کی یہ صورت اختیار کی کہ آپ
نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ ان کے قریب نہیں جائیں گے۔ اس پر صحابہ کرام پریشان ہوئے کہ کیا وجہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے تنہا رہنا شروع کر دیا ہے تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں حالات کی وضاحت معلوم کرتا ہوں
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔ جب ایک مہینہ گزر گیا تو تخییر کی
آیت کریمہ نازل ہوئی اس کے نزول میں اہلِ علم کے مختلف اقوال ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرورِ
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو دنیا اور آخرت میں اختیار دیا تھا کہ وہ اگر دنیا پسند کرتی
ہیں تو آپ ان کو جدا کر دیں گے اور اگر آخرت پسند کرتی ہیں تو ان کو اپنی زوجیت میں باقی رکھتے ہیں تو انھوں نے
حضور کی غلامی اور زوجیت کو اختیار کیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
طلاق اور آپ کے پاس رہنے میں اختیار دیا تھا تو انھوں نے طلاق کو اختیار نہ کیا اور آپ کی زوجیت پر دنیاوی بہجت و
نضارت کو قربان کر دیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خداوند قدوس جل مجدہ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
کو مملکت دنیا اور آخرت کی نعمتوں میں اختیار دیا تو آپ نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
آخرت کو اختیار کیا تو آپ کو حکم فرمایا کہ اپنی بیویوں کو اختیار دیں تاکہ وہ بھی آپ کی طرح آخرت کو ترجیح دیں۔ جب
پروردگارِ عالم کے حکم کے مطابق آپ نے ازواج مطہرات کو اختیار دیا تو آپ نے سب سے پہلے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا
کو اختیار دیا جبکہ وہ آپ کو سب بیویوں میں سے زیادہ محبوب تھیں اور ان کے پاس قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ پڑھی تو ام المؤمنین
رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ، اس کا رسول اور دارِ آخرت کو اختیار کیا اس پر جناب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش
ہوئے پھر اسی طرح دوسری بیویوں نے بھی وہی اختیار کیا جو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اختیار کیا تھا جب انھوں
نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کر لیا تو اللہ تعالیٰ ان کے اختیار سے راضی ہوا اور اس کو قبول فرماتے ہوئے سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا اے میرے محبوب ان نو بیویوں کے بعد آپ کے لئے کوئی عورت حلال نہیں اور ان کا کسی دوسری بیوی
سے تبادلہ نہیں کر سکتے ہیں۔ رضی اللہ عنہن۔

اس حدیث سے فقہاء نے استدلال کیا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو اختیار دے اور وہ اپنے شوہر کو اختیار
کرے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ حضرت امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور جمہور فقہاء کا یہی مذہب ہے
(فووی)؛ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ باپ اپنی بیٹی کے گھر میں اس کے شوہر کی اجازت کے بغیر جا سکتا ہے اسی لئے
سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی صاحبزادی حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے حالانکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں نہ تھے نیز

۲۳۰۶ — حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ آلَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِسَائِهِ شَهْرًا وَكَانَتِ انْفَكَّتْ قَدَمُهُ فَجَلَسَ فِي عُلِّيَّةٍ لَهُ فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ أَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ قَالَ لَا وَلٰكِنِّي آلَيْتُ مِنْهُنَّ شَهْرًا فَمَكَثَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ ثُمَّ نَزَلَ فَدَخَلَ عَلَى نِسَائِهِ ۔

اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہت بڑی فضیلت ہے اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ وضوء میں استعانت جائز ہے مسلم شریف میں سماک بن ولید سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے اور ان سے فرمایا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کر دیتی ہے اور آپ کے سامنے بولتی ہے۔ حالانکہ تجھے معلوم ہے کہ آپ تیرے ساتھ زیادہ محبت نہیں کرتے اور اگر میں نہ ہوتا تو تجھے طلاق دے دیتے تو ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا بہت رونے لگیں کیونکہ ایک تو ان کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق کا غم تھا اور دُوسری بات یہ کہ ان کو یہ توقع نہ تھی کہ ان کے والد اس قدر سخت غضب ناک ہوں گے چنانچہ ابن مردویہ نے روایت ذکر کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا بخدا! اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے طلاق دے دی تو میں کبھی بھی تیرے ساتھ کلام نہیں کروں گا۔ اس سے ظاہر ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کیا تھا کہ وہ دو عورتیں کونسی ہیں جن کے متعلق قرآن کریم میں ذکر ہے تو اس کا اتنا ہی جواب کافی تھا کہ وہ عائشہ اور حفصہ ہیں لیکن سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے زیادہ وضاحت کے لئے پُوری تفصیل ذکر کر دی۔ الحاصل سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک بی بی سے ایک راز کی بات فرمائی پھر جب وہ اس کا ذکر کر بیٹھی اور اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے نبی کریم پر ظاہر کر دیا تو آپ نے اسے کچھ جتایا اور کچھ سے چشم پوشی فرمائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر دی تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا حضور کو کس نے بتایا ہے آپ نے فرمایا مجھے علیم خبیر نے بتایا ہے" اللہ تعالیٰ نے فرمایا "نبی کی دونوں بیویو اگر اللہ تعالیٰ کی طرف تم رجوع کرو حالانکہ یہ تم پر واجب ہے تو ضرور تمہارے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے ہیں کہ تمہیں وہ بات پسند آئی جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو گراں ہے یعنی تم کو یہ پسند ہے کہ ماریہ کو حرام کر دیں لیکن یہ آپ کو گراں ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں مذکورہ واقعہ پر جو بھی مرتب ہُوا اس پر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی عظمت اور فضیلت اہلِ دُنیا پر واضح ہُوئی کہ وہ دارِ آخرت میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم سرائے میں جلوہ افروز ہوں گی اور عظمت کی چادریں اوڑھے ہُوئے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ پاک سے سرفراز ہوں گی" رضی اللہ تعالیٰ عنہن"

۲۳۰۶ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ اپنی بیویوں کے قریب نہیں جائیں گے چونکہ آپ کے پاؤں کا جوڑ نکل گیا تھا اور آپ اپنے بالاخانہ میں

بَابُ مَنْ عَقَلَ بَعِيْرَهُ عَلَى الْبَلَاطِ اَوْ بَابِ الْمَسْجِدِ

۲۳۰۷ ـــــ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ ثَنَا اَبُوْعَقِيْلٍ ثَنَا اَبُو الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيُّ قَالَ اَتَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلْتُ اِلَيْهِ . وَعَقَلْتُ الْجَمَلَ فِيْ نَاحِيَةِ الْبَلَاطِ فَقُلْتُ هٰذَا جَمَلُكَ فَخَرَجَ فَجَعَلَ يُطِيْفُ بِالْجَمَلِ فَقَالَ الثَّمَنُ وَالْجَمَلُ لَكَ .

بیٹھ گئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا (یا رسول اللہ) کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ نہیں ۔ لیکن میں نے ان سے ایک ماہ کے لئے " اِیْلَاءِ ،، کیا ہے (قسم کھائی ہے) تو آپ انتیس روز ٹھہرے پھر بالاخانہ سے اُترے اور اپنی بیویوں کے پاس گئے ۔

(اس حدیث میں ایلاء سے مراد فقہی ایلاء نہیں یہ محض تنہائی میں رہنے کے لئے آپ نے قسم کھائی تھی ۔ فقہی ایلاء یہ ہے کہ شوہر قسم کھائے کہ وہ چار ماہ اپنی بیوی کے قریب نہ جائے گا ۔ اگر چار ماہ اپنی بیوی کے پاس نہ جائے تو ایک طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے ۔

باب ـــــ جس نے اپنا اُونٹ بچھے ہُوئے پتھروں یا مسجد کے دروازہ پر باندھا ۔"

۲۳۰۷ ـــــ ترجمہ : ابوالمتوکل ناجی نے کہا میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس آیا انھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو میں بھی آپ کے پاس آیا اور بچھے ہوئے پتھروں کے کنارے میں اونٹ کو باندھ دیا ۔ اور میں نے عرض کیا " یا رسول اللہ " یہ آپ کا اونٹ ہے آپ باہر تشریف لائے اور اونٹ کے پاس گھومنے لگے اور فرمایا قیمت اور اُونٹ دونوں تمہارے ہیں ۔

۲۳۰۷ ـــــ شرح : یعنی اونٹ اور اس کی قیمت جس کے عوض آپ نے اُونٹ خریدا تھا دونوں کا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو مالک بنا دیا ابن بطال نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رحاب مسجد میں اُونٹ داخل ہو سکتے ہیں لہٰذا اور سامان بھی مسجد میں داخل کر سکتے ہیں اس سے امام مالک اور علماء کوفہ نے استدلال کیا کہ اونٹوں کا پیشاب پاک ہے ۔ اسی طرح ان کے ارواث بھی پاک ہیں اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کا ان کو پلید کہنا صحیح نہیں ورنہ اونٹ کو مسجد میں داخل نہ کیا جاتا ۔ علامہ کرمانی نے اس کا جواب دیا کہ حدیث سے کہیں بھی یہ ثابت

بَابُ الْوُقُوْفِ وَالْبَوْلِ عِنْدَ سُبَاطَةِ قَوْمٍ

۲۳۰۸ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ حَرْبٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِیْ وَآئِلٍ عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ لَقَدْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ لَقَدْ اَتَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا

نہیں کہ اونٹ کو مسجد میں داخل کیا تھا اور نہ ہی یہ ثابت ہے کہ اونٹ نے پیشاب وغیرہ کیا تھا اگر بالفرض کر بھی دیا ہو تو اس کو دھویا جا سکتا ہے اور مسجد کی صفائی کر لی جاتی ہے لہٰذا یہ حدیث اُونٹ کا پیشاب ظاہر ہونے پر دلالت نہیں کرتی۔

باب — کسی قوم کے کوڑا کرکٹ کے پاس ٹھہرنا اور پیشاب کرنا،،

۲۳۰۸ — ترجمہ: حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا یا کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے کوڑا پھینکنے کی جگہ تشریف لائے اور کھڑے کھڑے پیشاب فرمایا۔

۲۳۰۸ — شرح: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کے کوڑا کرکٹ کی جگہ کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا اس کی کئی وجوہ ہیں ایک یہ کہ وہاں بیٹھنے کی جگہ نہ تھی اور کوڑا کرکٹ کی جگہ اُونچی تھی اگر بیٹھ کر پیشاب کرتے تو کپڑوں کے خراب ہونے کا ڈر تھا اس لئے مجبوراً کھڑے ہو کر پیشاب کرنا پڑا۔ دُوسری وجہ یہ ہے کہ آپ کے پاؤں میں زخم تھا جو بیٹھنے نہ دیتا تھا تیسری وجہ یہ ہے کہ امام شافعی سے روایت ہے کہ عرب درد صلب کا علاج کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے کرتے ہیں یعنی کھڑے ہو کر پیشاب کرنا درد صلب کے لئے مفید ہے۔ اور اس روز آپ کو درد صلب تھا اس لئے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا۔ چوتھی وجہ یہ کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے مقعد سے آواز نہیں نکلتی اور بیٹھنے کی حالت میں مقعد کے نرم ہونے سے ہوا خارج ہوتی ہے اور سننے والے کو ناگوار گزرتی ہے اس لئے آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا پانچویں وجہ یہ ہے کہ خاص ضرورت کے تحت آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ اور عام حالات میں حسب عادت مستمرہ آپ ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کرتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پیشاب کو روکنا نقصان دہ ہے۔ علماء نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو مکروہ کہا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

بَابُ مَنْ اَخَذَ الْغُصْنَ وَمَا يُؤْذِي النَّاسَ فِي الطَّرِيقِ فَرَمٰى بِهٖ۔

۲۳۰۹ ــــــ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ بِطَرِيْقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيْقِ فَاَخَّرَهٗ فَشَكَرَهُ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ۔

بَابٌ اِذَا اخْتَلَفُوْا فِي الطَّرِيْقِ الْمِيْتَاءِ وَهِيَ الرَّحْبَةُ تَكُوْنُ بَيْنَ الطَّرِيْقِ ثُمَّ يُرِيْدُ اَهْلُهَا الْبُنْيَانَ فَتُرِكَ مِنْهَا لِلطَّرِيْقِ سَبْعَةُ اَذْرُعٍ۔

باب ــــ جس نے شاخ اور راستہ میں لوگوں کو تکلیف دینے والی شئ کو اُٹھا کر پھینک دیا“

۲۳۰۹ ــــ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ ایک راستہ میں چل رہا تھا اُس نے کانٹے دار شاخ پائی تو اس کو اُٹھا لیا اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ عمل قبول کیا اور اس کو بخش دیا۔

۲۳۰۹ ــــ شرح: یعنی راستہ میں پڑی ہوئی درخت کی شاخ یا جو بھی شئ ہو جو راہ گزرں کو پریشان کرکے اُٹھا کر پھینک دینا باعث اجر و ثواب ہے کیونکہ جو شئ لوگوں کو اذیت پہنچائے اس کا زائل کرنا حصولِ ثواب کا ذریعہ ہے۔ اگرچہ وہ کوڑا کرکٹ ہو یا پتھر یا کانٹا وغیرہ ہو اور یہ نیکی کا کام ہے اور مغفرت کا سبب ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی ذی ہوش انسان کو نیک کام کرنے کو حقیر نہیں سمجھنا چاہئیے اگرچہ وہ لوگوں کی نگاہوں میں کوئی اہمیت نہ رکھتا ہو کیونکہ نیک اعمال سے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور قرآن میں فرماتا ہے ”جو ذرہ بھر نیک کام کرے وہ اس کا ثواب دیکھ لے گا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ جب لوگ عام راستہ میں اختلاف کریں

اور وہ راستہ میں وسیع میدان ہے۔ پھر وہاں کے رہنے والے لوگ مکانات بنانا چاہیں تو اس سے سات گز راستہ چھوڑ دیا جائے!“

۲۳۱۰ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا جَرِيرُ ابْنُ حَازِمٍ عَنِ الزُّبَيْرِ ابْنِ خِرِّيتٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَشَاجَرُوا فِي الطَّرِيقِ بِسَبْعَةِ أَذْرُعٍ - بَابُ النُّهْبٰى بِغَيْرِ إِذْنِ صَاحِبِهِ وَقَالَ عُبَادَةُ بَايَعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا نَنْتَهِبَ -

۲۳۱۱ — حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ إِيَاسٍ ثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيَّ وَهُوَ جَدُّهُ أَبُو أُمِّهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النُّهْبٰى وَالْمُثْلَةِ -

---

۲۳۱۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب لوگوں نے راستہ کے متعلق جھگڑا کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ کیا کہ اس سے سات گز راستہ چھوڑ دیا جائے۔

۲۳۱۰ — شرح : طَرِيقِ مِيتَاءٍ، عام راستہ ہے جہاں سے لوگ بکثرت گزرتے ہیں۔ مہلب نے کہا ہر وہ شیٔ جو راستہ میں لوگوں کو تکلیف دہ ہو اس کے اٹھانے میں ثواب ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجھ وغیرہ لانے اور نکالنے اور سواریاں وغیرہ لانے اور نکالنے کے لئے سات گز راستہ مقرر فرمایا ہے اور اس بڑے راستہ کے علاوہ لوگ چھوٹے چھوٹے راستے بنانا چاہیں تو اتفاق رائے سے جتنا بھی راستہ مقرر کرلیں۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب تم عام راستہ کی مقدار میں جہاں سے لوگ بکثرت گزرتے ہوں۔ اختلاف اور جھگڑا کرو تو اس کو سات گز چوڑا بناؤ۔ پھر اس کے بعد زمین کے شرکاء کو اختیار ہے کہ اپنی اپنی ضرورت کے مطابق چھوٹے راستے بنالیں جن سے لوگوں کو ضرر نہ پہنچتی ہو۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — مالک کی اجازت کے بغیر کوئی شئی قبضہ میں کرلینا

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس شرط پر بیعت کی کہ لوٹ کھسوٹ نہ کریں گے،،

۲۳۱۱ — ترجمہ : عدی بن ثابت نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن یزید انصاری جو ان کے نانا ہیں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹ کھسوٹ اور مُثلہ سے منع فرمایا۔

۲۳۱۱ — شرح : حسن بصری، ابراہیم نخعی اور قتادہ رضی اللہ عنہم نے کہا اس حدیث کا

۲۳۱۲ —— حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ ثَنَا عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ حِينَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَعَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ إِلَّا النُّهْبَةَ قَالَ الْفِرَبْرِيُّ وَجَدْتُ بِخَطِّ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَفْسِيرُهُ أَنْ يُنْزَعَ مِنْهُ نُورُ الْإِيمَانِ ۔

معنیٰ یہ ہے کہ حرام نُہبَہ وہ ہے کہ کسی کا مال اس کی اجازت کے بغیر قبضہ میں کرلیا جائے۔ اور لوگ جو بچوں کے اُوپر سے یا شادیوں میں پیسے بکھیرتے ہیں اس کو نُہبَہ قرار دینے میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک اور شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ اسے مکروہ کہتے ہیں اور علماء کوفہ اس کو جائز کہتے ہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ خالد بن معدان نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک مقام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ چند لڑکیاں تھالیوں میں شرینی لئے آئیں تو لوگوں نے اپنے ہاتھ روک لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے لوٹتے کیوں نہیں ہو؟ اُنھوں نے کہا آپ نے اس سے منع فرمایا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غنیمت کے مال میں لوٹ کھسوٹ کرنی حرام ہے۔ شادیوں وغیرہ میں کوئی حرج نہیں چنانچہ اُنھوں نے جس قدر میسّر ہُوا ایک دُوسرے سے قوتِ بازو سے لیا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت منقطع ہے استدلال کے قابل نہیں کیونکہ خالد بن معدان کی معاذ بن جبل سے سماعت ثابت نہیں۔ امام بیہقی نے کہا اس حدیث کے اسناد میں عوُن اور عصمہ ہیں ان کی حدیث ناقابلِ استدلال ہے۔ اس حدیث میں ایک راوی لماذہ ہے اور وہ مجہول ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حرام نُہبَہ وہ ہے جو کسی کی اجازت کے بغیر اُس کے مال پر قبضہ کرلیا جائے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بیعت کا واقعہ اسی پر محمول ہے۔ ابن منذر نے کہا مکروہ نہبہ وہ ہے کہ مال کا مالک لوگوں کو لوٹنے کی اجازت دیدے اور وہ ان کے لئے مباح کر دے حالانکہ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس میں تمام برابر لیں لیکن طاقتور کمزور پر غلبہ کر کے زیادہ مال حاصل کرلیتا ہے۔ لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ اس طرح کے مال میں مالک کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جتنا کوئی لے لے تو اس تقدیر پر کراہت ختم ہو جاتی ہے جیسے شادیوں میں جو پیسے بکھیرے جاتے ہیں اُن کے بکھیرنے والے کا مقصد یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ وہ برابر برابر بکھریں لہٰذا یہ نہبہ جائز ہے۔ علماء کوفہ بھی یہی کہتے ہیں۔

بَابُ كَسْرِ الصَّلِيبِ وَقَتْلِ الْخِنْزِيرِ

۲۳۱۳ ـــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا الزُّهْرِيُّ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ فِيْكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَ يَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيَفِيْضُ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهُ اَحَدٌ ـ

۲۳۱۲ ـــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زانی مومن ہونے کی حالت میں زناء نہیں کرتا ہے اور شرابی مومن ہونے کی حالت میں شراب نہیں پیتا ہے اور نہ ہی مومن ہونے کی حالت میں چوری کرتا ہے اور نہ مومن ہونے کی حالت میں لوٹ کھسوٹ کرتا ہے جس میں لوگ اس کی طرف نظر اُٹھائیں ۔ سعید اور ابوسلمہ رضی اللہ عنہما سے ان کی ابوہریرہ سے ان کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نُہبہ کے سوا اس جیسی روایت ہے (مومن یہ کام نہیں کرتا ہے)

۲۳۱۲ ـــــ شرح : اس حدیث سے معتزلہ نے استدلال کیا کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب مومن نہیں کیونکہ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ مومن زناء نہیں کرتا مومن شراب نہیں پیتا مومن چوری نہیں کرتا اور مومن لوگوں کا مال لوٹتا نہیں ہے ۔ لہذا ان معاصی کا مرتکب مومن نہیں ہو سکتا ہے ۔ اہلسنت وجماعت حضرات اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ ایمان صرف قلبی تصدیق ہے اور حدیث میں کمال ایمان کی نفی ہے یعنی زناء کرنے کی حالت میں زانی کا ایمان کامل نہیں ہوتا ۔ مقصد یہ ہے کہ مومنوں میں ایسی خصلتیں نہیں ہونی چاہئیں ۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جو کوئی زناء ، چوری وغیرہ کو حلال سمجھ کر کرے وہ کافر ہے اور اس حدیث کا محمل بھی یہی ہے ۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا زانی سے نورِ ایمان جاتا رہتا ہے نفسِ ایمان زائل نہیں ہوتا یا مقصد یہ ہے کہ جو کوئی چوری کو عادت بنالے اس کو زجر اور تشدید کے لئے یہ فرمایا ہے ۔ الحاصل یہ امور کبیرہ گناہ ہیں ان کا مرتکب کامل مومن نہیں رہتا ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

باب ـــــ صلیب توڑنا اور خنزیر کو قتل کرنا

۲۳۱۳ ـــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ تم میں ابن مریم حاکم اور منصف بن کر اُتریں گے اور صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کردیں گے اور جزیہ (ٹیکس) ختم کردیں گے اور مال عام ہو جائے گا حتی کہ اس کو کوئی بھی قبول نہیں کرے گا

بَابُ هَلْ تُكْسَرُ الدِّنَانُ الَّتِيْ فِيْهَا الْخَمْرُ وَتُخَرَّقُ الزِّقَاقُ فَإِنْ كَسَرَ صَنَمًا أَوْ صَلِيْبًا أَوْ طُنْبُوْرًا أَوْ مَا لَا يُنْتَفَعُ بِخَشَبِهِ وَأُتِيَ شُرَيْحٌ فِيْ طُنْبُوْرٍ كُسِرَ فَلَمْ يَقْضِ فِيْهِ بِشَيْءٍ۔

۲۳۱۳ — شرح : صلیب وہ مربع لکڑی ہے جس کے متعلق نصاریٰ کا دعویٰ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اس جیسی لکڑی پر پھانسی دی گئی تھی۔ اس کے توڑنے کا مطلب یہ ہوگا کہ ان کی تعظیم کرنے میں نصاریٰ کا دعویٰ باطل ہے۔ یہی مطلب قتلِ خنزیر میں ہے اور وہ لوگوں سے صرف اسلام قبول کریں گے جزیہ نہ لیں گے۔ اسلام میں اگرچہ اہلِ کتاب سے جزیہ قبول کر لیا جاتا ہے اور ان کو اسلام لانے پر مجبور نہیں کیا جاتا لیکن یہ حکم نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے وقت ختم ہو جائے گا اور یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو منسوخ کر دیں گے کیونکہ وہ ہماری شریعت کو منسوخ نہیں کر سکتے ہیں وہ تو نزول کے وقت ہماری شریعت کے تابع ہوں گے۔ اور مال و دولت اس لئے عام ہو جائے گا کہ برکات بکثرت نازل ہوں گی اور خیرات کا ظہور عام ہوگا اور لوگوں کی اُمیدیں کم ہو جانے کے باعث دُنیا میں رغبت نہ رہے گی کیونکہ ان کو علم ہوگا کہ قیامت قریب تر ہو چکی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — کیا مٹکے توڑ دیئے جائیں جن میں شراب رکھی جاتی ہے اور مشکیزے پھاڑ دیئے جائیں؟

ترجمہ : اگر بُت یا صلیب یا طنبور یا جس کی لکڑی سے نفع حاصل نہیں کیا جاتا کو توڑ دیا۔ شُریح کے پاس طنبور کا مقدمہ پیش ہوا جس کو توڑ دیا گیا تھا تو اُنھوں نے اس میں کوئی فیصلہ نہ کیا۔

شرح : یعنی اگر کسی نے بُت یا صلیب یا طنبور کو توڑ دیا تو اس کا کیا حکم ہے؟ یا وہ شئی توڑ دی جس کی لکڑی توڑنے سے پہلے بے فائدہ ہو جیسے آلاتِ ملاہی سرنگی وغیرہ جو لکڑی سے بنائے جاتے ہیں۔ اس کا حکم کیا ہے؟ قاضی شریح رضی اللہ عنہ کے پاس اس قسم کا مقدمہ پیش ہوا تو آپ نے ان کے تاوان کا حکم نہ دیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے آلاتِ ملاہی کے توڑنے کا حکم ذکر نہیں کیا کیونکہ اس میں اختلاف ہے۔ اگر شراب کے مٹکے مسلمان کے ہیں تو امام ابو یوسف ایک روایت میں امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا توڑنے والے پر تاوان نہیں چنانچہ ترمذی نے حضرت انس

۲۳۱۴ـــــ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى نِيْرَانًا تُوْقَدُ يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ عَلٰى مَا تُوْقَدُ هٰذِهِ النِّيْرَانُ قَالُوْا عَلَى الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ قَالَ اكْسِرُوْهَا وَاَهْرِيْقُوْهَا قَالُوْا اَلَا نُهْرِيْقُهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ اغْسِلُوْا قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ كَانَ ابْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ يَقُوْلُ الْحُمُرُ الْاَنَسِيَّةُ بِنَصْبِ الْاَلِفِ وَالنُّوْنِ ۔

رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو شراب بہا دینے اور مٹکے توڑ دینے کا حکم فرمایا تھا حالانکہ ان میں یتامیٰ کا شراب تھا۔ جمہور علماء جن میں سے امام شافعی بھی ہیں نے کہا کہ شراب کے مٹکے توڑنے ضروری نہیں اور حدیث میں مذکور حکم کو وہ استحباب پر محمول کرتے ہیں۔ اگر مٹکا ذمی کا ہو تو اس کی ضمان ہے کیونکہ یہ ان کا قیمتی مال ہے۔ امام شافعی اور امام احمد کے مذہب میں اس کی ضمان نہیں کیونکہ یہ مسلمانوں کے لئے قیمتی مال نہیں اسی طرح ذمی کے حق میں یہ مالِ متقوم نہیں (قیمتی) اگر مٹکا حربی کافر کا ہو تو بالاتفاق اس کی ضمان نہیں بشرطیکہ وہ مستامن نہ ہو۔ اسی طرح اگر شراب کا مشکیزہ اگر مسلمان کا ہے تو اس کے پھاڑ دینے سے امام محمد ایک روایت میں امام احمد کے نزدیک تاوان ہے لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک اس میں کوئی تاوان نہیں کیونکہ ان کا توڑ ڈالنا امر بالمعروف ہے امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شراب کا مشکیزہ پانی سے پاک نہیں ہوتا کیونکہ اس کے اندر شراب جما ہوا ہوتا ہے۔ لہذا اس کے توڑنے میں تاوان نہیں بعض علماء کہتے ہیں وہ پانی سے پاک ہو جاتا ہے لہٰذا اس کے توڑنے میں تاوان لازم ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذاہب کی تفصیل کے بعد کہا کہ اس زمانہ میں امام ابو یوسف کے مذہب پر فتویٰ ہے۔ اگر کسی نے مسلمان کی طنبور یا ڈھول یا سرنگی یا دف وغیرہ توڑ دی تو اس پر تاوان واجب ہے کیونکہ ان اشیاء کی خرید و فروخت جائز ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مسلک ہے۔ امام ابو یوسف، امام محمد، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم کہتے ہیں تاوان واجب نہیں اور ان کی بیع بھی جائز نہیں ہے۔ شوافع نے کہا اگر توڑنے کے بعد ان کی لکڑی سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے تو تاوان لازم ہے ورنہ نہیں جنگ کے وقت جو ڈھول بجایا جاتا ہے یا شادی وغیرہ پر جو دف بجائی جاتی ہے ان کے توڑنے میں بالاتفاق تاوان لازم ہے۔ قاضی شریح بن حارث کندی نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا تھا لیکن آپ سے ملاقات نہ ہو سکی تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا تھا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو قاضی بنایا اور وہ ساٹھ برس قضاء کے عہدہ پر فائز رہے۔ وہ بصرہ میں ایک سال قاضی رہے اور ۸۷ ہجری میں ایک سو بیس برس کی عمر میں فوت ہوئے ان کے پاس طنبور کا مقدمہ پیش کیا گیا جبکہ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ دائر کیا کہ اس نے اس کی طنبور توڑ دی ہے تو انھوں نے تاوان کا حکم نہ کیا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۳۱۴ـــــ ترجمہ: سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے

۲۳۱۵ — حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ ثَنَا سُفْیٰنُ ثَنَا ابْنُ اَبِیْ نَجِیْحٍ عَنْ مُجَاھِدٍ عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَکَّۃَ وَحَوْلَ الْکَعْبَۃِ ثَلٰثُمِائَۃٍ وَّسِتُّوْنَ نُصُبًا فَجَعَلَ یَطْعَنُھَا بِعُوْدٍ فِیْ یَدِہٖ وَجَعَلَ یَقُوْلُ جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ الْاٰیَۃَ۔

دن روشن آگ دیکھی تو فرمایا یہ کس پر روشن کی جارہی ہے۔ لوگوں نے کہا اہلی گدھوں پر! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہنڈیوں کو توڑ دو اور گوشت پھینک دو لوگوں نے کہا کیا ہم گوشت کو پھینک دیں اور ہنڈیوں کو دھو ڈالیں؟ آپ نے فرمایا دھولو۔ ابوعبداللہ (بخاری) نے کہا ابن ابی اُویس نے کہا "اَنَسِیَّہ"، کا اَلف اور نُون مفتوح ہے۔

۲۳۱۴ — شرح: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرینہ سے معلوم کر لیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد وجوب کے لئے نہیں اس لئے انھوں نے کہا ہم گوشت کو پھینک دیں اور توڑنے کی بجائے ہنڈیوں کو دھولیں لہٰذا یہ آپ کے حکم کی مخالفت نہیں ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گدھوں کا گوشت پلید ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پھینک دینے کا حکم فرمایا حالانکہ اس سے پہلے ان کا گوشت کھایا جاتا تھا۔ یہ تحریم کی واضح دلیل ہے۔ بعض علماء نے کہا ان کا گوشت کھانا مباح ہے۔ اور حدیث میں ممانعت اس لئے ہے کہ بوجھ اٹھانے میں مشکل پیش نہ آئے لہٰذا ممانعت بطور تحریم نہیں چنانچہ طحاوی میں صحیح اسناد سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں گدھوں کا گوشت کھانے سے اس لئے منع فرمایا تھا کہ ان پر بوجھ لادا جاتا ہے۔ اسی طرح بخاری اور مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے منع فرمایا کہ یہ لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں تو ان کو کھانے سے بوجھ اٹھانے میں مشکل پیش آئیگی یا خیبر میں ان کو حرام کر دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا گوشت تنزیہًا مکروہ ہے۔

اس طرح آیت کریمہ کے عموم اور نہی کی احادیث میں مطابقت ہو جاتی ہے۔ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مذہب ہے۔ گدھوں کے گوشت کی اباحت اور تحریم میں اہل علم کا اختلاف ہے اور اس میں احادیث و آثار بھی مختلف ہیں اس لئے گدھے کا جھوٹا مشکوک ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۳۱۵ — ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تشریف لائے جبکہ کعبہ شریف کے ارد گرد تین سو ساٹھ (۳۶۰) بت تھے آپ نے اپنے ہاتھ کی چھڑی سے ان کو مار کر گرانا شروع کیا جبکہ یہ فرماتے تھے "حق آیا اور باطل گیا"۔

۲۳۱۵ — شرح: سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا بتوں کو اپنی چھڑی شریف سے مار کر

۲۳۱۶ــــ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقٰسِمِ عَنْ أَبِيهِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتِ اتَّخَذَتْ عَلَى سَهْوَةٍ لَهَا سِتْرًا فِيهِ تَمَاثِيلُ فَهَتَكَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّخَذَتْ مِنْهُ نُمْرُقَتَيْنِ فَكَانَتَا فِي الْبَيْتِ يَجْلِسُ عَلَيْهِمَا۔

گرانے میں بتوں اور ان کے پجاریوں کی رُسوائی کرنا مقصود تھا اور مصلحت کا اظہار تھا کہ یہ بت اپنے آپ کو نفع یا نقصان پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتے ہیں تو دوسروں کو کیا فائدہ دے سکتے ہیں تحقیق مقام یہ ہے کہ بتوں کو لوگوں نے جہالت کے باعث اپنے معبود تصور کر لیا تھا اور ان کی تضلیل و تذلیل کے لئے شیطان نے ان کے دلوں میں یہ خواہش پیدا کی تھی اس میں شیطان کے مقصد کی تکمیل تھی کہ ایک تو وہ لوگوں کو گمراہ کرنا چاہتا ہے اور دوسرے حضرت آدم علیہ السلام سے اپنی شقاوت ابدیہ کا انتقام کا خواہش مند ہے اور بیٹے کی تذلیل میں باپ کو اذیت پہنچنا ایک قدرتی بات ہے اسی لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت آدم علیہ السلام کو روتے دیکھا جبکہ اپنی دوزخی اولاد کو دیکھتے تھے اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے دوزخ کا ایندھن پتھروں کو بھی بنایا تاکہ مشرکوں کی مزید رُسوائی اور ذلت ہو کہ ان کے معبود بھی ان کے ہمراہ دوزخ کا سامان بنے ہوئے ہیں۔ لیکن جو پتھر خداوند قدوس کے حضور منظور و مقبول ہیں ان کی حیثیت جُدا گانہ ہے وہ نفع اور نقصان دیتے ہیں چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا یا امیر المؤمنین یہ حجرِ اسود نفع اور نقصان دیتا ہے۔ قیامت میں اس کی دو آنکھیں اور زبان ہوگی جس نے بیت اللہ کا طواف کیا ہوگا اس کے لئے یہ گواہی دے گا۔ حدیث میں ہے جب حجرِ اسود کو جنت سے اُتارا گیا تو سفید اور روشن تھا اور روشنی دیتا تھا لیکن انسانوں کے گناہوں نے اس کو سیاہ کر دیا ہے۔ یہ لوگوں کے گناہ ایسے چوستا ہے جیسے خشک کاغذ سیاہی جذب کر لیتا ہے۔ اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حجرِ اسود کو چوما کرتے تھے تاکہ لوگوں کے لئے ایک طریقہ مسلوکہ معین ہو جائے۔
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بُری شی کے آلات کو ضائع کر دینا جائز ہے اور طنبورہ اور سرنگیوں وغیرہ کو توڑ کر ان کی شکل و صورت تبدیل کرنا جائز ہے بلکہ ہر وہ شی جو اللہ کے ذکر سے روکے اور اس میں مشغول ہونا اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دے اس کو اپنی حالت سے تبدیل کر دینا جائز ہے حتی کہ اس کا مکروہ نام بدل جائے اور اگر بت سونے چاندی کے بنائے ہوں تو ان کو توڑنے کے بعد ان کے ٹکڑوں کی خرید و فروخت جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۳۱۶ــــ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنے حجرے کے طاق پر کپڑا لٹکا دیا جس پر تصاویر نقش اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھاڑ ڈالا تو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے اس کے دو گدے بنائے اور وہ گھر ہی میں تھے ان پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھا کرتے تھے۔

بَابُ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ

۲۳۱۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ يَزِيْدَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِىْ اَيُّوْبَ ثَنِىْ اَبُوْ الْاَسْوَدِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ۔

۲۳۱۶ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تصویر کا کچھ حصہ کاٹ دیا جائے تو اس کا استعمال کرنا جائز ہے۔ چنانچہ جب تصویر کا سر کاٹ دیا جائے تو وہ تصویر کا حکم نہیں رکھتی۔ اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ کپڑوں میں بنی ہوئی اور ان پر منقوش یا دیوار پر مثل صورتوں پر تصویر کا اطلاق ہوتا ہے اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ تصویر صرف وہ ہے جو ہاتھ سے بنائی جائے اور کیمرے سے لیا ہُوا فوٹو تصویر نہیں اور اس کو آئینہ میں عکس پر قیاس کرنا غیر صحیح ہے۔ کیونکہ آئینہ میں عکس مستقر نہیں ہوتا اور فوٹو مستقر ہوتا ہے اور ان دونوں کے احکام مختلف ہیں۔ شرح مسلم میں ہے کہ قلب کے خطرات جو آتے ہی زائل ہو جاتے ہیں۔ پر گناہ کا اطلاق نہیں اور جو خطرات قلب میں مستقر ہو جاتے ہیں وہ گناہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جو اپنے مال کی حفاظت کرتا ہُوا قتل ہو جائے

۲۳۱۷ — ترجمہ : عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ جو کوئی اپنے مال کی حفاظت کرتا ہُوا مارا جائے وہ شہید ہے۔

۲۳۱۷ — شرح : ایک روایت ہے کہ اگر حملہ آور قتل ہو جائے تو اس کی نہ تو دیت (خون بہا) ہے اور نہ ہی قصاص ہے۔ اور اپنے مال کی حفاظت کرنے والا اگر مارا جائے تو وہ شہید ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ شہید تو وہ ہوتا ہے جو کافروں کے ساتھ جنگ کرتا ہُوا قتل ہو جائے اپنے مال کی حفاظت کرتے ہُوئے مرنے والا کیسے شہید ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شہید کی کئی قسمیں ہیں ترمذی میں مرفوع حدیث ہے۔ کہ جو کوئی اپنے مال کی حفاظت کرتا ہُوا قتل ہو گیا یا خود اپنی حفاظت کرتا ہُوا مارا گیا یا اپنے دین اور بال بچوں کی حفاظت کرتا ہُوا قتل ہو گیا وہ شہید ہے لیکن مذکور مقتول آخرت کے حکم میں شہید ہیں، دنیاوی احکام میں شہید نہیں یعنی ان کو غسل اور کفن دیا جائے گا لیکن ان کو ثواب شہیدوں جیسا ملے گا اگرچہ دونوں ثوابوں میں کثیر تفاوت ہے جیسے کافروں کے ساتھ جنگ میں شہید ہونے والوں کے ثواب میں تفاوت ہے۔

بَابُ اِذَا كَسَرَ قَصْعَةً اَوْ شَيْئًا لِغَيْرِهٖ

۲۳۱۸ —— حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَآئِهٖ فَاَرْسَلَتْ اِحْدٰى اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ مَعَ خَادِمٍ بِقَصْعَةٍ فِيْهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتْ بِيَدِهَا فَكَسَرَتِ الْقَصْعَةَ فَضَمَّهَا وَجَعَلَ فِيْهَا الطَّعَامَ وَقَالَ كُلُوْا وَحَبَسَ الرَّسُوْلَ وَالْقَصْعَةَ حَتّٰى فَرَغُوْا فَدَفَعَ الْقَصْعَةَ الصَّحِيْحَةَ وَحَبَسَ الْمَكْسُوْرَةَ وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ اَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ ثَنَا حُمَيْدٌ ثَنَا اَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی کسی کے مال پر ناحق قبضہ کرنا چاہے اگرچہ مال تھوڑا ہو یا زیادہ تو صاحبِ مال کا اس کو قتل کرنا جائز ہے۔ جمہور فقہاء کا یہی مذہب ہے لیکن بعض مالکی یہ کہتے ہیں کہ اگر تھوڑا مال ہو جیسے روٹی کپڑا وغیرہ تو اس پر قبضہ کرنے والے کو قتل نہ کیا جائے۔ ابن منذر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ راہزنوں کو قتل کرنا جائز ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے گھر میں ایک چور کو پکڑ لیا اور اس پر تلوار سے حملہ کیا سالم رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میں اس وقت موجود نہ ہوتا تو وہ اس کو مار دیتے۔ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر چور سے خطرہ ہو تو اس پر پہلے حملہ کر دو۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر چور کو دیکھو کہ وہ رات مسلح ہو کر پھر رہا ہے تو اس کو قتل کر دو۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اگر مسافروں کو چور ملیں تو ان سے لڑائی کریں اگرچہ ان کے پاس مال قلیل تر ہو۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر چور کسی کی چوری کرنے اس کے گھر میں داخل ہوا اور مال چوری کر کے لے گیا اور صاحبِ خانہ نے اس کا پیچھا کر کے اسے قتل کر دیا تو اس میں حرج نہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا اگر شہر یا صحراء میں چوروں نے کسی کے مال کا قصد کیا تو صاحبِ مال لوگوں سے استغاثہ کر سکتا ہے۔ اگر وہ اس کا مال چوری کرنے سے رک گئے تو ان سے لڑائی نہ کی جائے۔ اگر وہ نہ رکیں تو ان سے لڑے اور اگر چور کو قتل کر دیا تو اس کا خون بہا یا قصاص یا کفارہ وغیرہ نہیں ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو ان ابواب میں اس لئے ذکر کیا ہے کہ یہ معلوم ہو کہ جو کوئی کسی کے مال پر غلط قبضہ کرنا چاہے تو وہ اس کی مدافعت کر سکتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

باب — جب کسی کا پیالہ یا کوئی اور شئے توڑ دی

۲۳۱۸ —— ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم علیہ

ایک بیوی کے پاس تھے اور امہات المؤمنین میں سے ایک نے اپنے خادم کو پیالہ دیکر بھیجا جس میں کھانا تھا تو ام المؤمنین نے اپنا ہاتھ مار کر پیالہ توڑ دیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جوڑا اور اس میں کھانا رکھا اور صحابہ کرام سے فرمایا کھاؤ اور قاصد اور ٹوٹے ہوئے پیالہ کو روکے رکھا حتیٰ کہ وہ کھانے سے فارغ ہوگئے تو آپ نے صحیح پیالہ خادم کے حوالہ کیا اور ٹوٹا ہوا پیالہ اپنے پاس رکھ لیا۔ ابن ابی مریم نے کہا ہم کو یحییٰ بن ایوب نے خبر دی اُنھوں نے کہا ہم سے حمید نے بیان کیا اُنھوں نے کہا ہم سے حضرت انس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی!

۲۳۱۸ —— **شرح** : ام المؤمنین صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کھانا بہترین پکاتی تھیں اُنھوں نے کھانا پکا کر پیالہ میں بھیجا جبکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے اُنھوں نے ہاتھ مار کر پیالہ توڑ دیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری ماں کو غیرت آئی ہے۔ اور طعام جمع کر کے پیالہ میں ڈال دیا اور ٹوٹا ہوا پیالہ روک لیا اور صحیح پیالہ واپس کر دیا۔ اس حدیث سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ اگر کوئی کسی کا سامان ضائع کر دے تو اس کی ضمان میں سامان دینا پڑے گا جو اس جیسا ہو۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ اور ایک روایت کے مطابق امام مالک رضی اللہ عنہ کا مسلک بھی یہی ہے۔ لیکن امام مالک کا مشہور مذہب یہ ہے کہ اگر وزنی اور کیلی اشیاء کو ضائع کر دیا جائے تو جس روز ضائع کیا اس دن کی قیمت لی جائے گی اور اگر وزنی یا مثلی ہیں تو اس جیسی شئ لی جائے گی۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر مثلی شئ کو ہلاک کر دیا تو اس کی ضمان مثلی واجب ہے۔ اور اگر قیمتی شئ ہلاک کر دی تو اس کی ضمان قیمت واجب ہے۔ مثلی وہ ہے جسے ناپا جائے جیسے گندم وغیرہ اور وزنی وہ ہے جس کا وزن کیا جائے۔ جیسے دراہم و دنانیر ہیں۔ لیکن وزنی میں شرط ہے کہ توڑنے سے وہ ضائع نہ ہو جائے اور جو اشیاء عددی ہیں جیسے انار، تربوز، بادام، پستہ، نارنگی، کپڑے، جانور وغیرہ کا حکم کیلی کا ہے اور بخاری میں مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی اشیاء آپ کی ملک ہیں تو آپ نے ضمان کا خیال کئے بغیر اپنی ملک سے ملک کی طرف نقل کر دیا اور دوسرا جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا جنہوں نے پیالہ توڑ دیا تھا کے گھر سے پیالہ لینا عقوبت ہے اور عقوبت بالاموال مشروع ہے۔ لہٰذا یہ کہنا صحیح نہیں کہ پیالہ قیمتی شئ ہے اور اس کی ضمان مثلی لی گئی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ایک بیوی سے غیرت کے باعث نقصان ہو جائے تو وہ اس میں معذور ہے کیونکہ کسی حدیث میں یہ منقول نہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو پیالہ توڑنے پر زجر یا عتاب فرمایا ہو۔ آپ نے صرف اسی پر اکتفاء فرمائی کہ تمہاری ماں نے غیرت کی بعض علماء نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے عتاب نہ فرمایا کہ آپ جانتے تھے کہ ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا کا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر طعام بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ دل میں کچھ خیال کریں گی۔ اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم انہی الفاظ پر اکتفاء کی کہ تمہاری ماں کو غیرت آئی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ ابن حزم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی کہ جس نے طعام کا پیالہ بھیجا تھا وہ ام المؤمنین زینب تھیں " رضی اللہ عنہا " اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ اور ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابٌ اِذَا هَدَمَ حَائِطًا فَلْيَبْنِ مِثْلَهُ

۲۳۱۹ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ رَجُلٌ فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ يُقَالُ لَهُ جُرَيْجٌ يُصَلِّيْ فَجَاءَتْهُ اُمُّهُ فَدَعَتْهُ فَاَبٰى اَنْ يُّجِيْبَهَا فَقَالَ اُجِيْبُهَا اَوْ اُصَلِّيْ ثُمَّ اَتَتْهُ فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتّٰى تُرِيَهُ وُجُوْهَ الْمُوْمِسَاتِ وَكَانَ جُرَيْجٌ فِيْ صَوْمَعَتِهِ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ لَاَفْتِنَنَّ جُرَيْجًا فَتَعَرَّضَتْ لَهُ فَكَلَّمَتْهُ فَاَبٰى فَاَتَتْ رَاعِيًا فَاَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَتْ هُوَ مِنْ جُرَيْجٍ فَاَتَوْهُ وَكَسَرُوْا صَوْمَعَتَهُ وَاَنْزَلُوْهُ وَسَبُّوْهُ فَتَوَضَّاَ وَصَلّٰى ثُمَّ اَتَى الْغُلَامَ فَقَالَ مَنْ اَبُوْكَ يَا غُلَامُ قَالَ الرَّاعِيْ قَالُوْا نَبْنِيْ صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ لَا اِلَّا مِنْ طِيْنٍ ۔

باب — اگر کسی کی دیوار گرا دے تو اس جیسی بنا دے

۲۳۱۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس کا نام جریج تھا وہ نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی ماں آئی اور اس کو آواز دی اور اس نے جواب نہ دیا اور دل میں کہا میں ماں کو جواب دوں یا نماز پڑھوں؟ وہ پھر آئی اور کہا اے اللہ! اس کو موت نہ دے حتیٰ کہ وہ فاحشہ عورت کا منہ دیکھ لے جریج اپنے عبادت خانہ میں رہتا تھا۔ ایک عورت نے کہا میں جریج کو فتنہ میں ڈالوں گی وہ اس کے پاس آئی اور اس سے گفتگو کی لیکن جریج نے انکار کر دیا پھر وہ ایک چرواہے کے پاس گئی اور اس کو اپنے نفس پر قادر کیا تو اس کا بچہ پیدا ہو گیا تو کہنے لگی یہ بچہ جریج کا ہے لوگ جریج کے پاس آئے اور اس کا عبادت خانہ توڑ دیا اور اس کو عبادت خانہ سے نیچے اُتارا اور اس کو گالی گلوچ کیا۔ جریج نے وضو کیا اور نماز پڑھی پھر اس بچہ کے پاس آیا اور اسے کہا اے بچہ تیرا باپ کون ہے اس نے کہا "میرا باپ" بکریوں کا چرواہا ہے لوگوں نے جریج سے کہا ہم تمہارا عبادت خانہ سونے کا بنا دیتے ہیں۔ جریج نے کہا ایسا نہیں صرف مٹی ہی کا بنا دو۔

۲۳۱۹ — شرح : اس حدیث سے اولیاء کی کرامات کا ثبوت ملتا ہے اور یہ کہ والدین کی دعاء قبول ہوتی ہے۔ اگرچہ وہ تنگ آ کر دعاء کریں اور وضو اس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ الشَّرِكَةِ

بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الطَّعَامِ وَالنَّهْدِ وَالْعُرُوْضِ وَكَيْفَ قِسْمَةُ مَا يُكَالُ وَيُوْزَنُ مُجَازَفَةً اَوْ قَبْضَةً قَبْضَةً لِمَا لَمْ يَرَ الْمُسْلِمُوْنَ فِي النَّهْدِ بَاْسًا اَنْ يَاْكُلَ هٰذَا بَعْضًا وَهٰذَا بَعْضًا وَكَذٰلِكَ مُجَازَفَةُ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْقِرَانِ فِي التَّمْرِ۔

امت سے مخصوص نہیں اس امت کا خاصہ صرف یہ ہے کہ اُمت قیامت میں آثارِ وضوء سے پانچ کُلیاں ہوں گی جبکہ دُوسری اُمتیں ایسا نہ ہوں گی۔ اس حدیث کی باب کے عنوان سے مطابقت ان الفاظ میں ہے کہ لوگوں نے جریج سے کہا تھا ہم تمہارا عبادت خانہ ایسا بنا دیتے ہیں کیونکہ پہلی اُمتوں کے احکام ہمارے لئے مشروع ہیں جبکہ ہماری شریعت میں ان کے خلاف حکم نہ ہو۔ لیکن اس قصہ سے استدلال میں کچھ ضعف ہے کیونکہ ہماری شریعت میں مثلی کا تاوان مثلی ہے اور دیوار تو متقوم (قیمتی) ہے۔ مثلی نہیں ہے۔ لیکن جب گرانے والا اس کے اعادہ کا التزام کرے اور اس کا مالک اس سے راضی ہو جائے تو بالاتفاق جائز ہے (قسطلانی) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں کی اطاعت نفلی نماز سے مقدم ہے۔ کیونکہ نفلی نماز میں مصروف ہونا نفل ہے اور ماں کی اطاعت واجب ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا جریج کی والدہ نے اس لئے بددعاء دی جو قبول ہُوئی کہ جریج کو چاہیئے تھا کہ نماز میں تخفیف کر کے اپنی ماں کی خدمت میں حاضر ہوتا لیکن اسے یہ ڈر تھا کہ وہ اس کو اس بات پر مجبور کرے گی کہ میں عبادت خانہ چھوڑ کر دنیاوی امور میں مشغول ہو جاؤں اس لئے وہ نماز میں مصروف رہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر جریج فقیہہ ہوتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اللہ تعالیٰ کی نفلی عبادت سے والدہ کی اطاعت بہتر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بچہ کو غلام کہہ سکتے ہیں۔ چھ بچوں نے آغوشِ مادر میں کلام کیا ہے ایک سیدنا یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی برأت کی گواہی دینے والا دُوسرا فرعون کو کنگھی کرنے والی عورت کا بچہ تیسرا سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام چوتھا جریج کی برأت کرنے والا، پانچواں صاحبِ خندق، چھٹا بنی اسرائیل کی اس عورت کا بچہ جو اس کو دُودھ پلا رہی تھی اور ایک شخص خوبصورت گزرا تو اس عورت نے کہا اے اللہ میرے بچہ کو بھی اس طرح کر، اُس نے پستان چھوڑا اور کہا اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ کر ضحاک نے اپنی تفسیر میں یحییٰ علیہ السلام کو بھی ذکر کیا ہے اگر یہ ثابت ہو تو گہوارہ میں کلام کرنے والے بچوں کی تعداد سات ہو جاتی ہے لیکن صاحب روح البیان نے "وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ"، کے تحت اس سے بھی زیادہ ذکر کئے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شرکت

باب — طعام، زادِ راہ اور سامان میں شرکت کرنا اور کیلی اور وزنی اشیاء کو کیسے تقسیم کیا جائے۔ اندازے سے یا مٹھی مٹھی کر کے تقسیم کی جائے؟ جبکہ زادِ راہ میں مسلمان کوئی حرج نہ سمجھیں کہ کوئی شئی یہ کھالے اور کوئی یہ کھالے اسی طرح سونا اور چاندی کو اندازہ سے بانٹنا اور کھجوروں کو ملا کر کھانا،،

شرح : شرکت کی دو قسمیں ہیں ایک شرکتِ اَملاک اور دوسری قسم شرکتِ عُقُود ہے۔ شرکتِ اَملاک وہ ہے کہ ایک شئی کے دو شخص وارث ہو جائیں یا وہ اس کو خرید لیتے ہیں تو ان میں سے کوئی بھی دُوسرے کے حصہ میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف نہیں کر سکتا اور ہر ایک دُوسرے کے حصہ میں اجنبی سا ہوتا ہے۔ دُوسری قسم شرکتِ عُقُود ہے وہ یہ کہ ایک شخص دُوسرے سے کہے میں نے تیرے ساتھ اس شئی میں شرکت کی دُوسرے نے اس کو قبول کر لیا۔ اس کی چار قسمیں ہیں۔ مفاوضہ، عِنان، شرکت صنائع اور شرکتِ وجوہ،، شرکتِ مفاوضہ یہ ہے کہ دو شخص ایک شئی میں شرکت کریں جبکہ ان کے مال اور تصرّف وغیرہ میں مساوات ہو اسی طرح ان کا دین بھی واحد ہو اس لئے یہ آزاد شخص اور غلام میں جائز نہیں اور نہ بالغ اور نابالغ میں جائز ہے اور نہ ہی مسلمان اور کافر میں جائز ہے۔ ان دونوں شرکاء میں سے ہر ایک اپنے نصف حصہ کے خریدنے میں اَصِیل اور دُوسرے نصف حصہ میں اپنے شریک کا وکیل ہوتا ہے تاکہ خرید کردہ شئی دونوں میں مشترک ہو اسی طرح وہ اس میں عمل کریں گے۔ اور اگر مشترک مال کی خرید و فروخت میں کسی ایک پر قرض ہو گیا تو دوسرا شریک برابر کا ضامن ہو گا۔ یہ شرکت صرف درہم و دینار کے ساتھ ہو سکتی ہے یا مروّج روپوں پیسوں کے ساتھ ہو گی اس کے علاوہ کسی اور شئی میں جائز نہیں ہاں اگر ان کے علاوہ میں بھی لوگ معاملہ کرنے لگیں جیسے ناخالص سونے اور چاندی میں لوگ شرکت کرنے لگیں تو صحیح ہے اور اگر سامان میں شرکت کرنا چاہیں تو ہر ایک اپنا آدھا سامان دُوسرے کے آدھے سامان سے فروخت کر دے پھر عقدِ شرکت کریں۔

دُوسری قسم، شرکتِ عنان ہے اس میں ہر ایک دُوسرے کا وکیل ہوتا ہے کفیل نہیں ہوتا اور اس میں مساوات ضروری نہیں لہٰذا اگر ایک کا مال زیادہ ہو تو جائز ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ دونوں کے مال برابر ہوں اور منافع مختلف ہوں۔ یہ شرکت بھی نقد مال سے جائز ہے سامان میں صحیح نہیں۔ مفاوضہ اور عنان کے شرکاء مال کو مضاربت وغیرہ کے لئے دے سکتے ہیں۔

تیسری قسم شرکت صنائع ہے وہ یہ کہ دو شخص عمل کرنے میں شرکت کرتے ہیں اور دونوں میں کسب مشترک ہوتا ہے۔ جیسے دھوبی کپڑے دھونے میں شرکت کر لیتے ہیں ان میں سے اگر ایک نے کام لیا تو اس عمل میں دونوں شریک ہوتے ہیں۔ چوتھی شرکتِ وجوہ ہے وہ یہ کہ دو شخصوں میں سے کسی کے پاس مال نہیں وہ صرف ادھار خرید و فروخت کرتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک خرید کردہ شئ میں دوسرے کا وکیل ہوتا ہے۔ اگر اس میں مناصفت کی شرط کریں تو منافع بھی اسی طرح آدھا آدھا ہوگا۔ لکڑی، گھاس چننے اور شکار کرنے میں شرکت جائز نہیں۔ واللہ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

نھد،، میں شرکت یہ ہے کہ چند ساتھی سفر کرتے ہیں وہ اپنا سارا خرچہ ایک ساتھ کر لیتے ہیں اور اس کو ملا لیتے ہیں اس کو "مخارجہ،، بھی کہتے ہیں یہ ایک جنس یا مختلف اجناس میں جائز ہے۔ اگرچہ وہ کھانے پینے میں مختلف ہوں یعنی کوئی زیادہ کھائے کوئی کم کھائے۔ اور یہ سود نہیں کیونکہ انھوں نے خرچ کو اکٹھا کر کے ہر ایک نے ایک دوسرے کے لئے مباح کر دیا ہوتا ہے۔ اس طرح کرنے میں طعام میں برکت ہوتی ہے۔

شرکت فی العروض،، یہ ہے کہ سامان میں شرکت کی جاتی ہے اس میں احناف کا اختلاف ہے ان کے نزدیک شرکتِ مفاوضہ اور شرکتِ عنان صرف دراہم و دنانیر اور تبر و نقرہ میں جائز ہے۔ البتہ امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک جنس کے سامان میں شرکت جائز ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب میں جنس مثلی ہو تو جائز ہے جیسے گندم جو وغیرہ میں شرکت کر لی جائے اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیسوں میں بھی جائز ہے جبکہ ان میں رواج عام ہو جائے کیونکہ اس وقت وہ درہم دینار کی طرح ہو جاتے ہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رضی اللہ عنہما پیسوں میں جائز نہیں کہتے ہیں کیونکہ رواج ایک عارضی شئ ہے آج ہے کل نہیں اس لئے شرکت صرف نقدین درہم و دینار میں جائز ہے۔ "کَیْفَ قِسْمَةُ مَا یُکَالُ،، یعنی ناپ، تول والی اشیاء کی تقسیم اندازہ سے جائز ہے یا متساوی جائز ہے؟ ابنِ بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سونے اور چاندی کی تقسیم اندازہ سے جائز نہیں جبکہ ایک جنس کی تقسیم ہو اس میں سب کا اتفاق ہے اور سونے کی چاندی کے ساتھ اندازہ سے تقسیم کو امام مالک رضی اللہ عنہ مکروہ کہتے ہیں اور علماء کوفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہم جائز کہتے ہیں۔ اسی طرح اندازہ سے گندم اور ہر وہ جنس جس میں تفاضل حرام ہے کی تقسیم جائز نہیں۔ سونے کی چاندی سے بیع کی صورت میں تفاضل جائز ہے اس لئے ان میں اس طرح تقسیم بھی جائز ہے۔ کیونکہ تقسیم بیع ہے! لِمَا لَمْ یَرَ الْمُسْلِمُوْنَ،، یہ سونے کی سونے سے اور چاندی کی چاندی سے اندازہ سے تقسیم کے ناجائز ہونے کی دلیل ہے۔ یعنی مسلمان نھد،، میں حرج خیال نہیں کرتے اس لئے سونے کی سونے سے اور چاندی کی چاندی سے اندازہ سے تقسیم کو جائز کہتے ہیں۔

کیونکہ دونوں طرف جنسیں مختلف ہیں لیکن ہم جنس ہونے کی صورت میں سود ہو جاتا ہے۔ چونکہ نھد اباحت پر مبنی ہے اگرچہ کھانے پینے میں کمی بیشی ہوتی ہے۔ اس لئے سونے کی چاندی سے اندازہ سے تقسیم میں حرج نہیں اگرچہ کمی بیشی ہو جائے (عینی)

اَلْقِرَانُ فِی التَّمْرِ،، یعنی کھجوروں کو ملا کر کھاتے نہیں کہ کوئی یہ کھائے اور کوئی وہ کھائے کوئی ایک ایک کھائے کوئی دو۔ دو کھائے ... دیکھیں،،

۲۳۲۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا قِبَلَ السَّاحِلِ فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَهُمْ ثَلٰثُمِائَةٍ وَأَنَا فِيهِمْ فَخَرَجْنَا حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ فَنِيَ الزَّادُ فَأَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِأَزْوَادِ ذٰلِكَ الْجَيْشِ فَجُمِعَ ذٰلِكَ كُلُّهُ فَكَانَ مِزْوَدَيْ تَمْرٍ وَكَانَ يُقَوِّتُنَا كُلَّ يَوْمٍ قَلِيلًا قَلِيلًا حَتّٰى فَنِيَ فَلَمْ تَكُنْ تُصِيبُنَا إِلَّا تَمْرَةٌ تَمْرَةٌ فَقُلْتُ وَمَا تُغْنِي تَمْرَةٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِينَ فَنِيَتْ قَالَ ثُمَّ انْتَهَيْنَا إِلَى الْبَحْرِ فَإِذَا حُوتٌ مِثْلُ الظَّرِبِ فَأَكَلَ مِنْهُ ذٰلِكَ الْجَيْشُ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِضِلْعَيْنِ مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنُصِبَا ثُمَّ أَمَرَ بِرَاحِلَةٍ فَرُحِلَتْ ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَهُمَا فَلَمْ تُصِبْهُمَا۔

۲۳۲۰ — ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ساحل کی طرف ایک لشکر بھیجا اور ابوعُبَیدہ بن جرّاح رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر کیا اور وہ لشکری تین سَو تھے میں بھی اُن میں تھا ہم نکلے حتی کہ اثناءِ سفر میں زادِ راہ ختم ہوگیا تو ابوعُبَیدہ نے حکم دیا کہ لشکر کا سارا توشہ ایک جگہ جمع کیا جائے چنانچہ سارا توشہ جمع کیا گیا تو وہ سارا کھجور کے دو تھیلے ہوئے ابوعُبَیدہ ہم کو اس سے ہر دن تھوڑا تھوڑا دیتے تھے یہاں تک کہ وہ بھی ختم ہوگیا۔ ہم کو صرف ایک ایک کھجور ملتی تھی۔ وہب نے کہا ایک کھجور سے کیا ہوتا ہوگا؟ تو جابر نے کہا جب کھجوریں ختم ہوگئیں تو ان کا ہونا ہم پر شاق ہوا دد ان کے ختم ہونے سے ہم غمناک ہوئے ،، جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم سمندر کے پاس پہنچے تو ہم کو پہاڑی کی طرح ایک مچھلی نظر آئی اس کو وہ لشکر اٹھارہ دِن کھاتا رہا پھر ابوعبیدہ نے اس کی پسلیوں میں سے دو پسلیاں کھڑا کرنے کا حکم دیا ان کو کھڑا کیا گیا پھر ایک اُونٹ کو گزارنے کا حکم دیا تو وہ ان کے نیچے سے گزر گیا اور پسلیوں تک نہ پہنچ سکا ،،

۲۳۲۰ — شرح : حضرت ابوعُبَیدہ بن جرّاح رضی اللہ عنہ نے اِس لشکر کا سارا توشہ جمع کیا اور وہ ان کو ہر روز تھوڑا تھوڑا دیتے تھے اور اس میں سب برابر کے حق دار تھے اور حسبِ عادت اُنھوں نے اندازے سے بانٹا اور کھایا یہی باب کا عنوان ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں توشہ ایک جگہ اکٹھا کر لینا جائز ہے جبکہ اس میں ان کا فائدہ ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ۔ اللہ اور اس کے رسُول کے حکم کے پابند تھے اگرچہ ان کو کتنے مصائب برداشت کرنے پڑیں۔

۲۳۲۱ —— حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَرْحُوْمٍ ثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ خَفَّتْ اَزْوَادُ الْقَوْمِ وَاَمْلَقُوْا فَاَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَحْرِ اِبِلِهِمْ فَاَذِنَ لَهُمْ فَلَقِيَهُمْ عُمَرُ فَاَخْبَرُوْهُ فَقَالَ مَا بَقَاءُ كُمْ بَعْدَ اِبِلِكُمْ فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا بَقَاؤُهُمْ بَعْدَ اِبِلِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَادِ فِي النَّاسِ يَاْتُوْنَ بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ فَبُسِطَ لِذٰلِكَ نِطْعٌ وَجَعَلُوْهُ عَلَى النِّطْعِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا وَبَرَّكَ عَلَيْهِ ثُمَّ دَعَاهُمْ بِاَوْعِيَتِهِمْ فَاحْتَثَى النَّاسُ حَتّٰى فَرَغُوْا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

اور وہ غایت درجہ کے متوکل تھے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا نام عامر بن عبداللہ بن جراح ہے جراح ان کا دادا ہے۔ وہ قریشی اور اس امت کے امین۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ وہ تمام جنگوں میں شریک ہوئے اور اُحد کی جنگ میں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ اور طاعون عمواس کی بیماری سے اٹھارہ ہجری میں وفات پا گئے " اناللہ وانا الیہ راجعون "۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی ان کی قبر غور بیسان میں عمتا گاؤں کے پاس ہے ان کی عمر شریف اٹھاون برس تھی، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ ہجری کو رجب کے مہینہ میں اس لشکر کا امیر مقرر کر کے ساحل کی طرف بھیجا تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۲۳۲۱ —— ترجمہ: سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگوں کے توشے ختم ہو گئے اور وہ محتاج ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے اونٹ نحر کرنے کی اجازت چاہی تو آپ نے ان کو اجازت دے دی ان سے عمر فاروق " رضی اللہ عنہ " ملے تو انھوں نے ان سے سارا واقعہ بیان کیا تو عمر فاروق نے کہا اونٹ نحر کرنے کے بعد تم کیسے باقی رہو گے؟ اور وہ یہ کہہ کر، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اونٹ نحر کرنے کے بعد ان لوگوں کی بقاء کیسے ہو گی؟ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں اعلان کر دو کہ وہ اپنے زائد توشے لے آئیں اور ایک دسترخوان بچھا دیا گیا لوگوں نے توشے اس پر رکھ دیئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور اس پر برکت کی دعا کی پھر ان کو اپنے برتنوں سمیت بلایا تو لوگوں نے لپ بھر بھر کر لیا حتیٰ کہ سب فارغ ہو گئے پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۳۲۲ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ يُوْسُفَ ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ ثَنَا اَبُوالنَّجَاشِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَنَنْحَرُ جَزُوْرًا نُقَسِّمُهُ عَشْرَ قِسَمٍ فَنَاْكُلُ لَحْمًا نَضِيْجًا قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ۔

۲۳۲۳ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْعَلَاءِ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَشْعَرِيِّيْنَ اِذَا اَرْمَلُوْا فِي الْغَزْوِ اَوْ قَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِيْنَةِ جَمَعُوْا مَا كَانَ عِنْدَهُمْ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ اقْتَسَمُوْهُ بَيْنَهُمْ فِيْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ فَهُمْ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُمْ۔

نے فرمایا "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ" میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور اپنی رسالت کی گواہی دیتا ہوں

۲۳۲۱ ـــــ شرح : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے توشے جمع کئے اور ان پر برکت کی دعا فرمائی پھر لوگوں نے جس قدر چاہا وہاں سے اُٹھایا یہی بہتر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آگے کھانا رکھ کر اس پر برکت کی دعا کرنا مستحب ہے اور اس میں ہاتھ اُٹھانا جائز ہے۔ کیونکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی دعا کرتے ہاتھ اُٹھا کر دعا فرماتے تھے اور یہ کہنا کہ کھانے پر دعا کرنا ممنوع ہے اس سے کھانا حرام ہوجاتا ہے بہت بڑی جرأت ہے اور حدیث کی خلاف ورزی ہے۔ وَاللّٰهُ يَهْدِي السَّبِيْلَ "

۲۳۲۲ ـــــ ترجمہ : رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھتے پھر اونٹ نحر کرتے اور اس کے گوشت کے دس حصے کئے جاتے تو سورج غروب ہونے سے پہلے ہم پکا ہوا گوشت کھاتے تھے۔

۲۳۲۲ ـــــ شرح : حدیث کی عنوان سے مطابقت واضح ہے۔ ابن تین نے کہا اس حدیث میں اس شخص کے لئے دلیل ہے جو کہتا ہے کہ عصر کا وقت دو مثل کے بعد شروع ہوتا ہے۔ علامہ کرمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس کا خلاف بیان کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۳۲۳ ـــــ ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اشعری لوگ جب جہاد میں محتاج ہوجاتے ہیں یا مدینہ منورہ میں ان کے بال بچوں کا طعام کم ہوجاتا ہے تو جو کچھ اُن کے پاس ہوتا ہے اس کو ایک کپڑے میں جمع کر لیتے ہیں پھر اس کو آپس میں ایک برتن سے برابر تقسیم کر لیتے ہیں وہ مجھ سے ہیں میں اُن سے ہوں۔

۲۳۲۳ ـــــ شرح : یمن میں ایک قبیلہ ہے اس قبیلہ کے لوگوں کو اشعری کہتے ہیں اشعر قبیلہ

بَابٌ مَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ فِي الصَّدَقَةِ۔

۲۳۲۴ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُثَنَّى ثَنِي أَبِي ثَنِي ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُ فَرِيضَةَ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ۔

کا باپ ہے اور "یا" نسبت کے لئے ہیں کبھی یاء کو حذف بھی کر دیتے ہیں۔ حدیث کی باب کے عنوان سے مناسبت واضح ہے "سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ مجھ سے ہیں میں ان سے ہوں"، یعنی وہ میرے ساتھ متصل ہیں اور کلمہ مِنْ دو اتصال کے لئے ہے یا اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی طاعت میں ان کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ اور میں اس میں متفق ہیں (نووی) بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ وہ میری موافقت میں ہیں اس میں اشعریوں کی بہت بڑی منقبت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی موافقت اور فضیلت کی شہادت ثبت فرمائی ہے۔ ان کی یہ بہت بڑی عظمت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر اور حضر میں توشے ملانے جائز ہیں اور جمع کردہ طعام کو بانٹنے اور تقسیم کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ وہ سارا طعام ایک دوسرے کے لئے مباح کر دیتے ہیں جس قدر کوئی چاہے اس میں سے کھالے اس کو ہبہ نہیں کہا جاتا ہے کیونکہ ہبہ میں ایجاب و قبول شرط ہے جو اس میں نہیں نیز ہبہ میں مال کی تملیک ہوتی ہے اور تملیک کو اباحت نہیں کہا جاتا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ دو شریکوں میں مشترک مال ہو تو زکوٰۃ میں دونوں آپس میں برابری کرلیں"

۲۳۲۴ ـــ ترجمہ: ثمامہ بن عبداللہ بن انس نے بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو فرض زکوٰۃ کے متعلق لکھا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض فرمایا کہ جو مال دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو وہ صدقہ میں ایک دوسرے سے برابری کرلیں"۔

۲۳۲۴ ـــ شرح: یعنی جب دو شریک اپنے اصل مال ملائیں اور نفع اُن کے درمیان مشترک ہو تو مشترک مال سے جس نے زیادہ خرچ کرلیا تو وہ منافع کے حصول کے وقت اس کی تقسیم میں برابری کرلے۔ جس نے کم خرچ کیا ہے وہ زیادہ خرچ کرنے والے سے اس قدر لے لے کیونکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریوں میں شرکاء کو حکم

بَابُ قِسْمَةِ الْغَنَمِ

۲۳۲۵ حدثنا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ الْاَنْصَارِيُّ اَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ خَدِيْجٍ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِى الْحُلَيْفَةِ فَاَصَابَ النَّاسَ جُوْعٌ فَاَصَابُوْا اِبِلًا وَّغَنَمًا قَالَ وَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اُخْرَيَاتِ الْقَوْمِ فَعَجِلُوْا وَذَبَحُوْا وَنَصَبُوا الْقُدُوْرَ فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقُدُوْرِ فَاُكْفِئَتْ ثُمَّ قَسَمَ فَعَدَلَ عَشَرَةً مِّنَ الْغَنَمِ بِبَعِيْرٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيْرٌ فَطَلَبُوْهُ فَاَعْيَاهُمْ وَكَانَ فِى الْقَوْمِ خَيْلٌ يَسِيْرَةٌ فَاَهْوٰى رَجُلٌ مِّنْهُمْ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ اِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ اَوَابِدَ كَاَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهٖ هٰكَذَا فَقَالَ جَدِّيْ اِنَّا نَرْجُوْا اَوْ نَخَافُ الْعَدُوَّ غَدًا وَّلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى اَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ قَالَ مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلُوْهُ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَاُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ اَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَّاَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ۔

دیا ہے کہ وہ آپس میں برابر برابر تقسیم کریں۔ معلوم ہوا کہ ہر شریک کا یہی حکم ہے۔ حدیث ۱۳۶۹ کی شرح دیکھیں

باب ـــ بکریوں کو تقسیم کرنا

۲۳۲۵ ـــ ترجمہ: عبایہ بن رفاعہ بن رافع بن خدیج نے اپنے دادا رافع سے روایت کی کہ انھوں نے کہا ہم ذوالحلیفہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے لوگوں کو بھوک معلوم ہوئی تو انھوں نے اونٹ اور بکریاں ذبح کیں۔ رافع نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے بہت پیچھے تھے لوگوں نے جلدی کی اور مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے ان کو ذبح کر کے ہنڈیاں چڑھا دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنڈیاں الٹ دینے کا حکم فرمایا۔ پھر آپ نے مال غنیمت تقسیم کیا اور ایک اونٹ کے برابر دس بکریاں کیں ان میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا لوگوں نے اس کو پکڑنا چاہا لیکن اس نے ان کو عاجز کر دیا لوگوں میں گھوڑے تھوڑے تھے ان میں سے ایک شخص نے اس کو تیر مارا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو روک دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان جانوروں میں بھی جنگلی

جانوروں کی طرح وحشی ہوجاتے ہیں جو ان میں سے تم پر غالب آجائے اس کے ساتھ اس طرح کرو میرے دادا رافع نے کہا ہمیں ڈر ہے کہ کل دشمن سے سامنا ہوگا اور ہمارے پاس کوئی چھری نہیں کیا ہم اس کو بانس سے ذبح کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شئی خون بہائے اور اس پر اللہ کا نام ذکر کیا جائے تو اس کو کھالو سوائے دانت اور ناخن کے میں عنقریب اس کی وجہ بیان کروں گا دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔

۲۲۲۵ —— شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنڈیاں اُلٹ دینے کا حکم اس لئے دیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے غنیمت کی بکریاں تقسیم کرنے سے پہلے ذبح کی تھیں اس لئے آپ نے یہ اچھا نہ سمجھا۔ بعض علماء نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ صحابہ کرام دار الاسلام پہنچ چکے تھے اور دار الاسلام میں مشترک مالِ غنیمت میں سے کھانا جائز نہیں۔ مہلب رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے پیچھے تشریف لا رہے تھے تاکہ ان کی دشمن سے حفاظت کریں اور لوگوں نے آپ کا انتظار کئے بغیر بکریاں ذبح کر دیں اس لئے بطورِ عتاب آپ نے ہنڈیاں اُلٹ دیں۔ ایک اونٹ کے مقابلہ میں دس بکریاں اس لئے دیں کہ اس وقت ایک اونٹ کی قیمت دس بکریوں کی قیمت کے برابر تھی۔ لیکن درمیانی سات بکریاں ایک اونٹ کے برابر ہوتی ہیں اس لئے قربانی میں ایک اونٹ سات بکریوں کے برابر ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ بانس کے ساتھ ذبح کرنے کے سوال کے وقت دشمن سے مقابلہ ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سائل کا مقصد یہ تھا کہ اگر ہم تلواروں سے ذبح کریں گے تو وہ کند ہو جائیں گی اور دشمن سے مقابلہ کرنے میں دشواری ہوگی اس لئے بانس سے ذبح کرنے کی اجازت حاصل کرنا چاہی تھی۔

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ظاہر حدیث سے یہ موہوم ہے کہ حبشیوں کی چھری سے ذبح جائز نہیں حالانکہ کافر حبشی کی چھری سے اگر مسلمان ذبح کرے تو جائز ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ لہذا مقصد یہ ہے کہ حبشی لوگ بکری کی ذبح کی جگہ کو اپنے ناخنوں سے خون آلود کر دیتے ہیں حتی کہ اس کی جان ختم ہوجائے اس طرح جانور کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے ان کی مثال بیان کی ہے۔ علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہڈی سے ذبح کرنا اس لئے جائز نہیں کہ وہ خون سے پلید ہوجاتی ہے حالانکہ ہمارے جن بھائیوں کی خوراک ہے۔ اسی لئے ہڈی سے استنجا کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کا نام ہڈی ہے اس سے ذبح کرنا جائز نہیں اور نہ ہی ناخن سے ذبح درست ہے۔ کیونکہ حبشی کافر ہیں اور کافروں کے اطوار سے مشابہت جائز نہیں۔ اسی طرح آدمی اور غیر آدمی کے ناخن سے ذبح درست نہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر ناخن انگلیوں کے ساتھ قائم ہو تو اس سے ذبح جائز نہیں اگر جدا ہو تو جائز ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب کھجوروں میں شرکاء کا دو کھجوریں ایک ساتھ کھانا جب تک اپنے ساتھیوں سے اجازت حاصل کرے

بَابُ الْقِرَانِ فِي التَّمْرِ بَيْنَ الشُّرَكَاءِ حَتّٰى يَسْتَاذِنَ أَصْحَابَهُ

۲۳۲۶ — حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْرِنَ الرَّجُلُ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ جَمِيْعًا حَتّٰى يَسْتَاذِنَ أَصْحَابَهُ

۲۳۲۷ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِيْنَةِ فَأَصَابَتْنَا سَنَةٌ فَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَرْزُقُنَا التَّمْرَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَمُرُّ بِنَا فَيَقُوْلُ لَا تَقْرِنُوْا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْإِقْرَانِ إِلَّا أَنْ يَسْتَاذِنَ الرَّجُلُ مِنْكُمْ أَخَاهُ

۲۳۲۶ — ترجمہ: جبلہ بن سُحیم نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص دو کھجوریں ایک ساتھ کھائے حتیٰ کہ اپنے ساتھیوں سے اجازت حاصل کرلے۔

۲۳۲۷ — ترجمہ: جبلہ سے روایت ہے کہ ہم مدینہ منورہ میں قحط سالی میں مبتلا ہوگئے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہم کو ایک ایک کھجور دیتے تھے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس سے گزرتے تو فرماتے کھجوریں ایک ساتھ ملا کر نہ کھاؤ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ساتھ ملا کر کھانے سے منع فرمایا ہے مگر یہ کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے اجازت حاصل کرلے۔

۲۳۲۶ - ۲۳۲۷ — شرح: یعنی کھانے کے آداب سے یہ ہے کہ جب کھجوروں میں کئی شخص مل کر کھجوریں کھائیں تو ان میں سے کوئی بھی دو کھجوریں ایک ساتھ نہ کھائے حتیٰ کہ اپنے ساتھیوں سے اجازت حاصل کرے۔ کیونکہ جن لوگوں کے آگے کھجوریں رکھی گئی ہوں وہ سب کھانے میں برابر ہوتے ہیں اگر ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے زیادہ کھائے گا تو اس کے لئے یہ جائز نہ ہوگا۔ اور آداب کے خلاف اور صاحب طعام کی خواہش کے بھی خلاف ہوگا۔ مگر یہ مساوات واجب نہیں کیونکہ لوگوں کے طباع مختلف ہوتے ہیں بعض کو تھوڑی شئی کفایت نہیں کرتی اور وہ زیادہ کھانے میں مجبور ہوتے ہیں اس لئے آداب کا تقاضا پورا کرنے کے لئے اپنے ساتھیوں سے اجازت حاصل کرے اور حدیث شریف میں نہی تنزیہہ ہے۔ اہل ظاہر کے مذہب میں دو کھجوریں ایک ساتھ کھانا تحریمًا مکروہ ہے۔ اس کے باوجود اگر کسی نے دو کھجوریں ایک ساتھ کھائیں تو ہم یہ نہیں کہتے کہ اس نے حرام کھایا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بحمد اللہ نواں پارہ ختم ہوا اس کے بعد دسواں پارہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے شروع ہوگا!

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ ... وَآلِهِ ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرس تفہیم البخاری

حصہ سوم ، پارہ : ۷ تا ۹

عمرہ کا بیان

کتاب السلم

نواں پارہ

کتاب الحوالہ (حوالہ کا بیان)

کتاب المساقات

کتاب الاستقراض

کتاب الخصومات